اردو میں

اصطلاحات سازی کی کوششوں کا جائزہ

مقالہ: پی - ایچ - ڈی (اردو)

مقالہ نگار

عطاء اللہ خان عطش درّانی

زیر نگرانی

○ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی

○ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی

پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور

(بمطابق مراسلہ رجسٹرار پنجاب یونیورسٹی - جی ایم - ۱۲۲۳/مورخہ ۵ جون ۱۹۸۶ء)

— تشکّر —

سب سے مقدم ہے خالقِ کائنات کا شکر ، جس نے وہ کچھ سکھایا جو میں نہ جانتا تھا اور وہ کچھ دیا جو میری اہلیت سے کہیں بڑھ کر تھا ۔ ازاں بعد بندگانِ خدا میں اپنے رہنماؤں ، صدیقوں ، دوستوں اور ساتھیوں کی ایک معتدبہ تعداد کے الطاف و اکرام کا زیرِ بار ہوں کہ اگر ان کے احسانات دستگیری نہ کرتے تو یہ تحقیقی کاوش پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکتی ۔

خصوصاً : ڈاکٹر خواجہ زکریا صاحب نے جو اورینٹل کالج میں مولوی محمد شفیع کی تحقیقی روایات کے امین ہیں، موضوع کو زیرِ تحقیق لانے کا عزم کیا ، ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی صاحب اور ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی نے علم اصطلاحات میں نظر عمیق رکھنے کے باعث اپنے کئی قیمتی موسم دقّتِ نظر میں صرف کیے ، ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب نے علمی اور انتظامی اُمور میں عملاً مدد فرمائی ، ڈاکٹر رضی الدین صدیقی صاحب نے اپنے وقتاً فوقتاً مشوروں سے نوازا ، ڈاکٹر فرمان فتحپوری صاحب میری تحقیقی صلاحیتوں کو مہمیز دیتے رہے ، جناب میجر آفتاب حسن ، بریگیڈیر گلزار احمد ، ڈاکٹر محمد رمضان مرزا ، ڈاکٹر سہیل احمد خان ، سید قاسم محمود ، ڈاکٹر رحیم بخش شاہین ، ڈاکٹر گوہر نوشاہی اور پروفیسر طیب شاہین صاحب نے اس موضوع سے نہ صرف اپنی دلچسپی کا اظہار کیا بلکہ کئی اہم نکات پر مشتمل مواد بھی فراہم کیا اور ڈاکٹر ساجد الرحمان صدیقی کاندھلوی نے عربی زبان کے بعض مطالب سمجھنے اور ترجمہ کرنے میں عملی مدد بہم پہنچائی ۔

غیر ممالک سے میکویز یونیورسٹی پوزنان (پولینڈ) کے پروفیسر اردو و ہندی جناب درویش قیصر (داریوز گیزر) ، کمیشن برائے یورپین کمیونٹی کے شعبہ اصطلاحات اور کمپیوٹر ، (لکسمبرگ) کے مشیر جے جیوٹشلیکس ، انفوٹرم (عالمی اطلاعاتی مرکز برائے اصطلاحات) وی آنا (آسٹریا) کے نائب ناظمِ اطلاعات ڈبلیو نیڈوپیٹی ، عالمی اصطلاحاتی نیٹ ورک ، وی آنا (آسٹریا) کے معتمد کرسچین گیلنسکی ، بین الاقوامی تنظیم برائے اصطلاحی یکسانیت (آئی او یو ٹی این) اور عالمی بنک برائے بین الاقوامی اصطلاحات ، وارسا (پولینڈ) کے صدر جناب زیڈ سٹا برسکی نے علم اصطلاحات سازی پر جدید ترین معلومات اور استفسارات پر مبنی مواد ، مقالے ، جرائد اور کتب فراہم کیں ۔ جنھیں زیرِ نظر تحقیق میں استعمال کرنے سے اردو میں اس علم کی وسعتوں کا اندازہ لگانے میں مدد ملی اور اسی بنا پر پہلی بار انھیں اردو میں پیش کرنے کا حوصلہ ہوا ۔

کتابداری سے وابستہ افراد میں پروفیسر افضل حق قرشی ، شعبہ لائبریری سائنس پنجاب یونیورسٹی لاہور ، سید جمیل احمد رضوی ، ڈپٹی چیف لائبریرین پنجاب یونیورسٹی لاہور ، محمود الحسن صاحب لائبریرین علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد اور ان کے رفیقانِ کار ، ڈاکٹر محمود حسین لائبریری جامعہ کراچی کے لائبریرین جناب خورشید عالم اور ان کے رفیقانِ کار ، کتب خانہ خاص انجمنِ ترقی اردو کراچی کے لائبریرین جناب توقیر احمد صدیقی اور ان کے رفیقانِ کار ، مجلس زبان دفتری پنجاب کے مترجم اور لائبریری انچارج سید باقر حسین نقوی کے علاوہ مقتدرہ قومی زبان کے لائبریرین سعید احمد صاحب

اور ان کے رفیقانِ کار خصوصاً امتیاز احمد ، تاج محمد اور اللہ دتہ صاحب نے بعض کتابیں، عکسی نقول اور کتابیاتی معلومات فراہم کرنے میں انتہائی پرخلوص مستعدی سے کام لیا ، اس کے ساتھ ہی اپنے ٹائپ کار مشتاق انجم اور رفیقِ کار محمد بخش ہاشمی کے تعاون کا بھی ممنون ہوں ۔

... اور آخر میں اپنے بیٹے محمد اسد زمان (متعلم جماعت اول) کا شکریہ بھی واجب ہے کہ وہ اس مقالے کے کام کرنے کے دوران راتوں کو اگرچہ اس لیے جاگتا رہتا تھا کہ آخر میں ضائع شدہ کاغذ میں اسے جمع کرنے کے لیے دے دوں تاہم اس کے استقلال سے تحریک پاکر میں زیادہ سے زیادہ مستقل مزاجی سے اس کام کو روزمرہ انجام دے پایا ۔ اس کے ہمراہ اس کی والدہ اور اپنی رفیقۂ حیات کے تعاون کا بھی ممنون ہوں کہ انھوں نے اس دوران میں مجھے دیگر فکرہائے خانہ سے محفوظ رکھنے کی پوری کوشش کی ۔

تشکر و ممنونیت سے مملو یہ تحقیقی مقالہ اربابِ علم و فکر کی خدمت میں پیش ہے ؎ گر قبول افتد زہے عز و شرف ۔

عطش درانی

یکم جنوری ۱۹۹۰ ء

اردو میں اصطلاحات سازی کی کوششوں کا جائزہ

خطِ درانی

تقسیم ابواب

ابتدائیہ : ۷

۱ — تحقیقی حدود ۸
۲ — اردو زبان کا تشکیلی پس منظر ۱۰
۳ — انگریزی زبان کا مطالعہ ۱۸

حصہ اول : اصولی مطالعہ — ۲۳

پہلا باب : علمِ اصطلاحات سازی اور اردو (نظری جائزہ) — ۲۳

۱ — اصطلاح کا مفہوم ۲۶
۲ — اصطلاح کی نوعیت ۳۳
۳ — اصطلاح کا ترکیبی تجزیہ ۳۵
۴ — اصطلاحات سازی ۳۸
۵ — اصطلاحات کی تاریخ ۵۵
۶ — مسلم ممالک میں اصطلاحات سازی ۶۳

دوسرا باب : اردو میں اصطلاحات سازی کے اصول (تاریخی جائزہ) — ۷۲

۱ — اردو میں باقاعدہ اصطلاحات سازی اور اس کے اصولوں کا آغاز ۷۶
۲ — دکن میں اصولِ اصطلاحات سازی ۸۲
۳ — مولوی وحید الدین سلیم کی " وضع اصطلاحات " ۸۸
۴ — برصغیر میں ہندوستانی کے اصولِ اصطلاحات سازی ۹۵
۵ — کراچی (پاکستان) میں اصولِ اصطلاحات سازی ۱۰۱
۶ — مجلس زبانِ دفتری پنجاب کے اراکین ۱۰۹
۷ — ڈاکٹر سید عبداللہ کے اثرات ۱۱۲
۸ — مقتدرہ قومی زبان کے اصول ۱۱۶

تیسرا باب : اردو میں اصطلاحات سازی کے رجحانات اور مسائل (تقابلی جائزہ) ۱۱۸

۱ – خالص اردو کے لیے الفاظ سازی کے رجحانات ۱۱۹
۲ – اصطلاحی ترجمے میں ملے جلے رجحانات ۱۳۰
۳ – اصطلاحی مسائل اور نفسیات ۱۳۵
۴ – اصطلاحی انتشار اور استناد ۱۴۳

حصہ دوم :— تاریخی مطالعہ — ۱۵۱

چوتھا باب : اصطلاحات سازی کی ابتدائی کوششیں — ۱۵۲

۱ – اردو کا قدیم اصطلاحی سرمایہ ۱۵۳
۲ – اصطلاحات سازی اور مستشرقین ۱۶۳
۳ – متفرق اداروں کی کوششیں ۱۷۳
۴ – انفرادی خدمات ۱۷۸

پانچواں باب : متفرق اداروں کی اصطلاحی خدمات — ۱۸۴

۱ – انجمن ترقیٔ اردو کی خدمات ۱۸۵
۲ – حیدر آباد دکن کی خدمات ۱۸۹
۳ – بھارت میں اردو اصطلاحات سازی ۱۹۸

چھٹا باب : پاکستان کے علمی اداروں کی خدمات — ۲۰۵

۱ – مجلس زبانِ دفتری ، لاہور ۲۰۷
۲ – شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ ، جامعہ کراچی ۲۱۱
۳ – مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور ۲۱۹
۴ – جامعہ پنجاب کی اصطلاحی خدمات ۲۲۲
۵ – اردو سائنس بورڈ ، لاہور ۲۲۷
۶ – دیگر ادارے ۲۳۱
۷ – مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد ۲۳۵

حصہ سوم :— تقابلی مطالعہ – ۲۵۸

ساتواں باب : اردو اصطلاحی ذخیرے کا کمیتی اور موضوعاتی جائزہ ۲۵۹

۱ – عمومی لغات اصطلاحات ۲۶۱
۲ – ادبیات ، لسانیات و فنون لطیفہ ۲۶۲
۳ – مذہبی و دینی اصطلاحات ۲۶۳

۴ – سماجی و تعلیمی اصطلاحات ۲۶۳
۵ – دفتری و قانونی اصطلاحات ۲۶۴
۶ – سائنسی (طبعی علوم کی) اصطلاحات ۲۶۷
۷ – حیاتیاتی ، طبی ، زرعی اصطلاحات ۲۶۸
۸ – اصطلاحات فنیاتی ، انجینئری ، ہنر و پیشہ جات ۲۷۰
۹ – پیشہ ورانہ ، متفرق علوم ۲۷۰
■ حرفِ آخر ۲۷۲

خلاصہ و نتائج : ۲۷۲

۱ – مقالہ جاتی اہم نکات (ملخص)
۲ – نتائج (فرضیوں کی تصدیق)
۳ – مستقبل کی آئینہ بندی کے لیے سفارشات

ضمیمے : ۱ تا ۳۵

کتابیات : ۴۶ تا ۱۰۳

ابتدائیہ (پس منظر)

ابتدائیہ

۱- تحقیقی حدود ———— ۸

۱:۱ بیانِ مسئلہ ۸
۱:۲ مقصدِ تحقیق ۸
۱:۳ اہمیتِ مطالعہ ۸
۱:۴ طریقِ تحقیق ۸
۱:۵ تحدیدِ تحقیق ۸
۱:۶ تحقیق طلب فرضیے ۸
۱:۷ بنیادی مفروضے ۸
۱:۸ تقسیم ابواب ۸
۱:۹ پس منظری مطالعے کی ضرورت ۸

۲- اردو زبان کا تشکیلی پس منظر ———— ۱۰

۲:۱ اردو کی پیدائش اور تشکیل ۱۰
۲:۲ اردو کی وجہ ٔ تسمیہ ۱۲
۲:۳ اردو کے مختلف نام ۱۳
۲:۴ اردو کا مزاج ۱۵
۲:۵ اردو زبان میں ترقی کی گنجایش ۱۶

۳- انگریزی زبان کا مطالعہ ———— ۱۸

۳:۱ انگریزی کا ارتقائی جائزہ ۱۸
۳:۲ انگریزی کی اہمیت ۱۸
۳:۳ انگریزی کا ذخیرہ ٔ الفاظ ۱۹
۳:۴ انگریزی میں الفاظ سازی کی خصوصیات ۱۹
۳:۵ انگریزی کا مستقبل ۲۰
۳:۶ اردو سے تعلق اور مسائل ۲۲

بسم اللہ الرحمان الرحیم

ابتدائیہ

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے :-

" اور اس کی نشانیوں میں سے آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنا اور تمہاری زبانوں اور تمہارے رنگوں کا اختلاف ہے - یقیناً اس میں اہل علم کے لیے نشانیاں ہیں " (۲۲:۳۰)

زبانوں کا یہ اختلاف فطری ہے ، جسے رب کائنات نے بیان فرمایا ہے - اس اختلاف کی خلیج کو پاٹنا شاید ممکن نہیں - چنانچہ اس کے پیش نظر آج دنیا میں اس امر کی کوششیں ہو رہی ہیں کہ علمی معاملات ، بیانات ، تصورات اور نتائج کسی ایک زبان تک محدود ہو کر نہ رہ جائیں -

ایک زمانہ تھا کہ دنیا میں کوئی ایک زبان علم کا سرچشمہ ہوا کرتی تھی - باقی دنیا کے طالبان علم وہیں سے سیراب ہوتے تھے - کبھی یہ مقام یونانی زبان کو حاصل رہا ، کبھی سنسکرت ، کبھی عربی اور کبھی لاطینی - پھر یہ حیثیت اطالوی ، فرانسیسی ، ہسپانوی، جرمن اور اب انگریزی کو پچھلی ایک صدی سے حاصل ہے -

۱۹۵۰ء کے بعد سے دنیا کی دیگر قوموں کی زبانیں بھی ترقی کے میدان میں آگے بڑھیں اور انھوں نے انگریزی کو پچھاڑنا شروع کر دیا - اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ۱۹۷۰ء کی دہائی آتے آتے انگریزی میں سائنس اور ٹکنالوجی کا سرمایہ کم ہوکر نصف رہ گیا جو ۱۹۹۱ء تک اور بھی کم ہو جائے گا - نتیجہ ظاہر ہے کہ اکیسویں صدی آنے تک انگریزی کے ہاتھ سے علمی قیادت نکل چکی ہو گی - ایسے میں کون سی زبان عالمی ثقافت کا بار اٹھائے گی ، اس پر غور و خوض کے بعد یونیسکو نے " ترجمے " کی سفارش پر زور دیا ہے -

یعنی ہر وہ زبان علمی ترقی میں اپنا کردار ادا کر سکے گی اور سائنس اور ٹکنالوجی کا سرمایہ لے کر بڑھ سکے گی، جو علمی حاصلات کو دنیا کی تمام علمی زبانوں سے ترجمہ کرنے کے لیے اپنے دار الترجمے قائم کرے گی اور اس مقصد کے لیے اپنی زبان میں اصطلاحات کا وافر ذخیرہ (یونیسکو کے نزدیک تین سے پانچ لاکھ تک بنیادی اصطلاحات) وضع کر لے گی -

اس تناظر میں جب ہم اردو کا جائزہ لیتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ اردو باوجودیکہ یہ صلاحیت رکھتی ہے لیکن اس میں اکیسویں صدی کا مطلوبہ بار اٹھانے کے لیے مقداری اور معیاری لحاظ سے مناسب کوششیں نہیں کی جارہیں - ایسے میں ضرورت اس امر کی محسوس ہوتی ہے کہ اردو میں اصطلاحات سازی کے میدان میں اب تک کی جانے والی کوششوں پر ایک نظر ڈالی جائے تاکہ مستقبل کی تیاری مناسب منصوبہ بندی کے ساتھ ہو سکے -

۱- تحقیقی حدود

۱:۱ بیان مسئلہ :

اردو کو بطور ذریعۂ تعلیم استعمال کرنے اور اس کی علمی ترقی کے لیے اصطلاحات سازی بنیادی حیثیت رکھتی ہے - مسئلہ یہ ہے کہ اس علم کی مختلف جہتیں ، نوعیتیں اور اصول کیا ہیں اور آج تک اردو میں اس کے مطابق کیا کیا کوششیں کی گئیں اور کیا ہونی چاہئیں -

۱:۲ مقصد تحقیق :

اس مطالعے کا بنیادی مقصد اصطلاحات سازی کے لیے کی جانے والی تمام فکرکوششوں کو یک جا کرکے ان کا جائزہ لینا ہے تاکہ آئندہ اصطلاحات سازی کے لیے اہم علمی بنیاد فراہم ہو سکے -

۱:۳ اہمیت مطالعہ :

اس مطالعے سے اردو کو بطور ذریعہ تعلیم نافذ کرنے اور اس کی علمی ترقی کے لیے اصطلاحات سازی کی راہیں استوار کرنے میں مدد ملے گی اور آئندہ وضع و استناد اصطلاحات کے رہنما اصول مرتب کیے جا سکیں گے - ضمنی طور پر اس سے اردو لغت نگاری کی وسعتوں میں اضافہ ہو سکے گا -

۱:۴ طریق تحقیق:

اس تحقیقی مطالعے کے لیے " تاریخی و تقابلی **طریق** " استعمال کیا گیا ہے - اس میں علم اصطلاحات سازی ، اردو میں اصول وضع و استناد اصطلاحات ، اصطلاحات کے مجموعوں کا تقابلی بیان اور ان پر تنقیدی

آراءپر مبنی مطبوعہ مواد (لٹریچر اور لغات) کا مطالعہ کیا گیا ہے ۔ اس لیے اسے " تاریخی بیانیہ" طرز کا مقالہ کہا جائے گا ۔

۱:۵ تحدید تحقیق :

اس مطالعے کی حدود ۱۹۸۹ء تک مہیا ہونے والے ایسے مطبوعہ مواد پر رکھی گئی ہے ، جو لسانیاتی اصطلاحات سازی کی بنا پر وجود میں آیا ۔ اس علم کے جدید نظاموں کے مطابق " معجمی" (Thesaurus) ، تعریفی (Descriptors) اور علامتی (Symbolic ، ضابطوں (Codes) اور فارمولوں (Formalae) نیز تسریہ لغات (Dicautam) اور اصطلاحی بنکوں کی بنا پر وجود میں آنے والی اصطلاحات کو چونکہ ابھی اردو میں استعمال کرنے کی طرف توجہ نہیں دی گئی ، اس لیے یہاں ان کا مطالعہ نہیں کیا جا سکا ۔ البتہ اگر ایسے رجحانات نظر آئے تو ان کا تذکرہ ضرور شامل کیا گیا ہے ۔ ایسے امور سفارشات میں بھی شامل کیے گئے ہیں ۔

۱:۶ تحقیق طلب فرضیے (Hypothesis)

مندرجہ ذیل فرضیوں پر تحقیق کی گئی ہے۔

۱۔ اردو میں اصطلاحات سازی کا کام وافر مقدار میں لیکن غیر مربوط ، متفرق اور غیر منظم انداز سے ہوا ۔

۲۔ جدید دور میں علمِ اصطلاحات سازی باقاعدہ ایک تحقیقی موضوع بن چکا ہے اور اس لحاظ سے اردو میں ابھی بہت کچھ ہونا باقی ہے ۔

۳۔ دنیابھرمیں علمِ اصطلاحات سازی کا کام اصولی سطح پر سب سے پہلےاردو میں شروع ہوا لیکن ابھی تک اردو کی مطلوبہ تعداد میں اصطلاحات وضع نہیں ہو سکیں ۔

۴۔ اردو میں اصطلاحات سازی کے اصول کی نسبت الفاظ سازی اور ترجمے کے اصول زیادہ بیان ہوئے ہیں ۔

۵۔ اردو " لسانُ الارض" ہے اور اس حیثیت سے اصطلاحات سازی کی عالمی کوششوں سے یکساں استفادہ کر سکتی ہے ۔

۱:۷ بنیادی مفروضے (Assumptions) :

۱۔ اردو اس پاک سرزمین کی زبان ہے ۔

۲۔ اردومیں ہر سطح پر ذریعۂ تعلیم بننے اور ہرقسم کے علمی بیان ادا کرنے کی اہلیت موجود ہے ۔

۳۔ اردو کی علمی ترقی کے لیے اصطلاحات ناگزیر ہیں ۔

۴۔ اردو میں اصطلاحات کا وافر ذخیرہ موجود ہے ۔

۱:۸ تقسیم ابواب :

اس موضوع کا مطالعہ تین حصوں میں کیا گیا ہے ، حصّہ اول" اصولی مطالعے" پر مبنی ہے ۔ اس میں نظری، تاریخی اور تقابلی جائزے پیش کیے گئے ہیں ۔ پہلا باب عالمی تناظر میں اصطلاحات سازی کی ماہیئت ، نوعیت اور کوششوں کے بارے میں جاننے سے متعلق ہے ۔ دوسرا باب اردو میں اصطلاحات سازی کے اصولوں کی کیفیات کو تاریخی انداز سے جاننے سے متعلق ہے ۔ تیسرا باب اصطلاحات سازی کے مختلف رجحانات اور مسائل کے بارے میں اُصولی تقابلی مطالعے پر مبنی ہے ۔

دوسرا حصّہ مختلف اداروں کی وضع و استنادِ اصطلاحات کی کوششوں کے" تاریخی مطالعے" سے بحث کرتا ہے ۔ اس موضوع کو تین ابواب میں پیش کیا گیا ہے ۔

تیسرا حصہ مختلف موضوعات پر اصطلاحات سازی کی کوششوں کے" تقابلی مطالعے" پر مشتمل ہے جسے ایک ہی باب میں کمیتی اور کیفیتی جائزے کے طور پر سمیٹا گیا ہے ۔

آخر میں پورے تحقیقی جائزے کے نتائج اور ان پر مبنی آئندہ کے امکانات کا احاطہ کرتے ہوئے تحقیقی سفارشات پیش کی گئی ہیں ۔

۱:۹ پس منظری مطالعے کی ضرورت :

اس سارے مطالعے کے لیے جن تحقیقی حدود کا تعین کیا گیا ہے ، انھیں ابتدائیہ میں شامل کر دیا گیا ہے ۔ اس کے لیے پس منظری مطالعے میں اردو زبان کی تشکیل اور ترجمے کے حوالے سے انگریزی زبان کے مطالعے کی ضرورت لاحق ہوتی ہے ۔

اردو زبان کے تشکیلی پس منظر میں اردو کی پیدائش، اردو کی وجہ تسمیہ، لفظ اُردو کی بحث، دنیا کی زبانوں کا اردو کی لسانیاتی تشکیل میں حصہ، اردو میں ترقی کی گنجائش، اردو میں اصطلاحات سازی کی ضرورت، اہمیت، صلاحیت اور اور اس لحاظ سے انگریزی زبان کی اہمیت، مستقبل اور الفاظ سازی کے اصولوں پر ایسے پس منظری مباحث شامل کیے گئے ہیں، جن کی روشنی میں آئندہ تحقیقی جائزے پیش کیے گئے ہیں۔

۲ـ اردو زبان کا تشکیلی پس منظر

اردو کا خمیر دنیا بھر کی زبانوں سے مل کر اٹھا ہے۔ اس بنا پر ہم اردو کو بین اللسانی زبان یا لسانُ الارض قرار دیتے ہیں۔ بقول سر عبدالقادر " اردو ہماری اسپرانٹو ہے "۔ اس امر کی تائید اردو کی اشتقاقی تحقیقات سے بخوبی ہوتی ہے۔

۲:۱ اردو کی پیدائش اور تشکیل :

اردو کی جنم کہانی خاصی دلچسپ، پیچیدہ اور مبہم ہے۔ ماہرین نے اپنے اپنے دلائل اور شواہد سے اتنا کچھ کہا ہے کہ یہ سارا تحقیقی سرمایہ ایک طلسم ہوشربا کی حیثیت اختیار کر گیا ہے۔ اردو زبان کی تشکیل کس ساعت کے چھومنتر سے ہوئی، اس کی بابت کوئی بھی تفصیل سے کچھ نہیں جانتا۔ بعض کے نزدیک اردو لشکری زبان ہے۔[1] بعض اسے شاہجہان آباد (دہلی) کی پیدا وار بتاتے ہیں[2] کوئی امیر تیمور کے حملے کا نتیجہ سمجھتا ہے[3] کوئی اسے کھڑی بولی قرار دیتا ہے[4] کسی کے نزدیک شورسینی پراکرت کی شاخ ہے[5] اور کوئی فارسی کی ملاوٹ سے ظہور پذیر قرار دیتا ہے[6]۔ اسے اپ بھرنش بھی کہا گیا ہے[7] اور کسی نے بالائی دوآبہ اور مغربی روہیل کھنڈ کی زبان بھی قرار دیا[8]۔ کوئی ان پراکرتوں سے بھی پہلے دوآبہ کے بالائی حصے کی کسی بولی سے مشتق قرار دیتا ہے[9]۔ کسی کو پنجابی اور ملتانی کے ساتھ اردو کے قواعد مشترک نظر آتے ہیں[10] کوئی اسے سندھی پر عربی کے اثرات کا نتیجہ سمجھتا ہے[11] اور کوئی دکن میں عربوں اور افغانوں کی فتوحات سے مستحکم قرار دیتا ہے[12] کوئی محض فارسی کی ہندی میں آمیزش کہتا ہے[13] کوئی اسے وادیٔ سندھ کی دراوڑی بولیوں اور یونانی اثرات کا معجون مرکب بتاتا ہے[14] اور کوئی کہتا ہے کہ یہ آزاد اور بھری پُری بولی ہے[15] اس کی اپنی آوازیں ہیں اپنے اصول، اپنا ذخیرۂ الفاظ جسے جو لفظ اس میں آگیا وہ اس کا ہو گیا۔[16] اردو زبان نے کسی بھی علاقے یا بولی سے جنم لیا ہو یہ بات مسلمہ ہے کہ اس کی پرورش اور ترقی میں مسلمانوں نے اہم کردار ادا کیا ہے۔ تاریخ ادب کے معروف محقق ڈاکٹر جمیل جالبی کے نزدیک اردو زبان مسلمانوں کے زیر اثر

۱ـ سید احمد دہلوی، فرہنگِ آصفیہ، نئی دہلی (۱۹۸۷ء) حصہ اول " اردو "۔
۲ـ انشااللہ خان انشا، دریائے لطافت (ترجمہ دتاتریہ کیفی) اورنگ آباد دکن (۱۹۳۵ء) اور میر امن، باغ و بہار، لاہور، ص: ۲۔

3- Gilchrist ,J.R, Hindoostani Philology, London(1810), P.261 -

۴ـ مسعود حسین خان، مقدمہ تاریخ زبان اردو، لاہور (۱۹۶۶ء)، ص: ۹۱۔
۵ـ حامد حسن قادری، داستانِ تاریخ اردو، لاہور (۱۹۶۶ء)، ص: ۷۔
۶ـ محمد حسین آزاد، آبِ حیات، لاہور (۱۹۵۷ء) ص: ۶۔
۷ـ محی الدین قادری زور، ہندوستانی لسانیات، لاہور، (۱۹۶۶ء) : ص ص: ۱۱۲، ۱۱۵۔

8- Grierson, the Impiereal Gazetter of India ,Vol. 1, Oxford(1909)P:362 -

۹ـ ڈاکٹر شوکت سبزواری، اردو لسانیات، کراچی (۱۹۶۶)، ص: ۱۵۔
۱۰ـ حافظ محمود شیرانی، پنجاب میں اردو، اسلام آباد، (۱۹۸۸ء)، ص: ۶۲۔
۱۱ـ سید سلیمان ندوی، نقوشِ سلیمانی، اعظم گڑھ (۱۹۸۰ء)، ص: ۳۱۔
۱۲ـ بحوالہ: نصیر الدین ہاشمی، دکن میں اردو، حیدر آباد دکن (۱۹۲۶ء)۔
۱۳ـ وحید الدین سلیم، وضع اصطلاحات، کراچی (۱۹۶۵ء)، ص: ۲۷ و مولوی احمد دین، سرگزشتِ الفاظ، لاہور، (۱۹۲۲ء) ص: ۵ و ڈاکٹر عبادت بریلوی، مقدماتِ عبدالحق، لاہور (۱۹۶۴ء)، ص: ۱۲۱۔
۱۴ـ عین الحق فرید کوٹی، اُردو زبان کی قدیم تاریخ، (مارچ ۱۹۷۹ء)، ص ص ۵۸ تا ۳۱۱ (دوسرا ایڈیشن)۔
۱۵ـ ڈاکٹر سہیل بخاری، اردو کا روپ (مارچ ۱۹۷۱ء)، ص: ۱۲۔
۱۶ـ انشااللہ خان انشا، محولہ بالا۔

اردو زبان کی ترسیمی تشکیل (تاریخی اشتقاقی جائزہ)

پروان چڑھی وہ بھی اسے برعظیم پاک وہند کی تمام زبانوں کی زبان (لسان الالسنہ) قرار دیتے ہیں ۔ اسی بات کو ہم نے " لسان الارض " کا نام دیا ہے ۔ ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں :- (۱۷)

" مسلمانوں کے ساتھ جہاں جہاں یہ زبان پہنچی وہاں وہاں علاقائی اثرات کو جذب کر کے اپنی شکل بناتی رہی ۔ اس کا ایک ہیولیٰ سندھ و ملتان میں تیار ہوا ، پھر یہ لسانی عمل سرحد اور پنجاب میں ہوا ، جہاں سے تقریباً ایک صدی بعد یہ دہلی پہنچا اور وہاں کی زبانوں کو جذب کر کے اور ان میں جذب ہو کر سارے برعظیم میں پھیل گئی ۔ گجرات میں یہ گجری کہلائی ، دکن میں اسے دکنی کے نام سے پکارا گیا ۔ کسی نے اسے زبانِ ہندوستان کہا کہ یہ ہر جگہ بولی اور سمجھی جاتی تھی ۔ کسی نے اسے ہندی یا ہندوی کہا ۔ کسی نے اسے لاہوری یا دہلوی کے نام سے موسوم کیا ...... مختلف زبانوں سے اس کا یہ تعلق اور مختلف زبانوں کے علاقوں کا اس زبان پر دعویٰ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے سب سے فیض اٹھا کر اپنے وجود کو انفرادیت بخشی ہے ۔ اسی لیے یہ زبان برِ عظیم کی سب " زبانوں کی زبان " ہے ۔"

انشاللہ خان انشا سے لے کر ڈاکٹر جمیل جالبی تک ان تمام محققین اور ماہرینِ لسانیات و تاریخ ادبیات کی تحقیقات اور بیانات کی تفصیل میں جانا تو یہاں ممکن نہیں لیکن ان سب سے جو معلومات حاصل ہوتی ہیں ، ان کا لبِ لباب یہ ہے کہ اردو اس زمین کی ، اس دھرتی کی قدیم و جدید زبانوں کا ایک خوبصورت امتزاج ہے ۔ اس نے قدیم دراوڑی زبانوں میں جڑیں پکڑی ہیں تو ہند آریائی زبانوں میں پروان چڑھی ہے ۔ سامی اور تورانی زبانوں نے اسے برگ و بار عطا کیے ہیں ، تو ہند ، یورپی زبانوں کی فضا سے بھی اس نے رابطہ جوڑا ہے ۔ اردو میں جہاں قدیم سنسکرت ، پہلوی اور فارسی کا ذخیرۂ الفاظ ہے ، وہیں جدید ہندی ، فارسی ، عربی ، ترکی زبانوں کا آمیزہ بھی ہے ۔ اس میں پراکرتوں مثلاً پالی ، شور سینی برج بھاشا ، اپ بھرنش سے لے کر دکھنی زبانوں تلگو ، ملیالم ، تامل ، کرناٹکی ، کناری نیز بنگلہ ، آسامی تک اور سندھی ، پنجابی ، پشتو ، بلوچی ، براہوی تک کے الفاظ موجود ہیں ۔ اس نے یورپی زبانوں مثلاً یونانی ، پرتگالی ، ہسپانوی ، ولندیزی ، فرانسیسی اور انگریزی سے بھی کسبِ فیض کیا ہے ۔

اردو زبان کی لسانیاتی تشکیل میں جن زبانوں نے حصہ لیا ہے ، وہ ہمیں ایک ترسیمی نقشہ بنانے میں مددگار ثابت ہوتی ہے ۔ اس نقشے میں پوری لسانی بحث سمٹ کر جس صورت میں ظاہر ہوتی ہے ، اسے ہم حسبِ ذیل انداز میں بیان کر سکتے ہیں :-

اس خطے میں آریاؤں سے پہلے دراوڑی زبانیں مرہٹی ، اڑیا ، تلگو ، ملیالم ، تامل ، کناری کرناٹکی ، بنگلہ ، آسامی ، جٹکی (پنجابی) ، لہندا (پنجابی) ، ملتانی ، سندھی ، براہوی وغیرہ ، زبانیں موجود تھیں ۔ ان پر جب آریائی زبانوں نے اثر ڈالا جو مختلف آریائی قبائل لے کر اس علاقے میں وارد ہوئے اور یہاں میل جول شروع ہوا تو یہاں کی زبانیں سنسکرت اور پراکرت کی صورت میں سامنے آئیں ۔ شمالی ہندوستان کی پراکرتوں کے نام پالی ، شورسینی ، برج بھاشا ، اپ بھرنش ، ہریانوی وغیرہ ملتے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے پراکرت میں سنسکرت اور دراوڑی دونوں زبانوں کی ملاوٹ ہے ۔ لیکن عجیب بات ہے کہ اردو میں سنسکرت کے الفاظ تقریباً نہ ہونے کے برابر ہیں ۔

مسلمانوں کے زیرِ اثر عربی نے ایک طرف دکھنی ، سندھی اور بلوچی زبانوں پر اثر ڈالا تو دوسری طرف فارسی نے پشتو ، سندھی ، پنجابی اور شمالی ہندوستان کی پراکرتوں کو نیا روپ دیا ۔ مغرب سے آنے والی زبانوں میں سب سے پہلے یونانی زبان یہاں اثر انداز ہوئی ۔ اس کا پہلا واسطہ پشتو سے پڑا اور ان مقامی زبانوں کے ذریعے اردو پر اثر انداز ہوئی ۔ اس کے بعد ہسپانوی ، پرتگالی ، ولندیزی ، فرانسیسی اور سب سے آخر میں انگریزی یہاں وارد ہوئی ۔ ان تمام زبانوں نے اپنے ذخیرۂ الفاظ اور قواعدِ تشکیلِ الفاظ میں سے بہت کچھ اردو زبان کو دیا اور اردو نے بلا جھجک ہر منبع سے استفادہ کیا ۔ گویا اردو نے اس دنیا کی اکثر زبانوں سے اپنے لیے مواد حاصل کیا ۔ اردو نے براہِ راست بھی کئی زبانوں سے استفادہ کیا اور ان کے لغوی اور قواعدی پہلو میں تصرف کیا ۔ اس نے جہاں فارسی اور ہندی آمیز پراکرتوں ، پنجابی اور سندھی سے اشتراک کیا ، وہیں براہِ راست ترکی ، فارسی ، عربی ، پنجابی ، ملتانی ، سندھی ، دکھنی کے علاوہ دراوڑی زبانوں اور انگریزی کے اثرات بھی قبول کیے ۔ یونانی پنجابی کی وساطت سے اور پرتگالی فرانسیسی اور ولندیزی ، دکھنی زبانوں کی وساطت سے بھی اردو تک پہنچیں ۔ منسلکہ نقشے سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اردو نے ہند آریائی ، ہند یورپی ، اتصالی ، سامی اور تورانی زبانوں کی آویزش اور آمیزش سے جنم لیا ہے اور اردو بجا طور پر زبانِ ارض کہلانے کی حق دار ہے ۔

۲:۲ اُردو کی وجۂ تسمیہ :

اردو زبان کا نام بقول میر امن شاہ جہان کے عہد میں رائج ہوا ۔ (۱۸) فرہنگِ آصفیہ " اور " آبِ حیات " سے اس کی تائید ہوتی ہے ۔ اس دور میں اسے زبانِ اردو یا زبانِ اردوئے معلیٰ کہا گیا ۔ ریختہ

۱۷۔ ڈاکٹر جمیل جالبی ، تاریخ ادبِ اردو ، جلد اول ، لاہور (جولائی ۱۹۷۵ء) ، ص : ۲۳ ۔

۱۸۔ میر امن ، باغ و بہار ، لاہور ، ص : ۲ ۔

رفتہ رفتہ صرف اردو کا لفظ زبان کے معنوں میں باقی رہ گیا ۔ محمد اکرام چغتائی کے نزدیک اردو کا لفظ سب سے پہلے زبان کے معنوں میں شاہ نصیر دہلوی کے استاد مائل دہلوی نے ۱۱۲۶ھ/ ۱۷۶۲ء میں استعمال کیا تھا ۔[۱۹] حافظ محمود شیرانی تاتاری یلغار کے ضمن اردوئے مغل بمعنی مغل لشکر کو اس لفظ کے ہندوستان آنے کا سبب سمجھتے ہیں ۔[۲۰]

۲:۲ اردو زبان کے مختلف نام :

اردو کو کبھی ہندی ، کبھی ہندوی اور کبھی ہندوستانی کہا گیا ۔ خانِ آرزو اسے " ہندی اہلِ اردوئے ہند " کہتے ہیں ۔ گوجری اور ریختہ کی بحث چھوڑ دیجیے ، بقول ڈاکٹر سید عبداللہ آج ہم جسے اردو کہتے ہیں ، اسی کو آرزو " زبانِ ہندی ، اہلِ اردوئے ہند " کہتے ہیں جو ہندوستان بھر کے اہل اردو کی زبان ہے ۔ لیکن اسی کا ایک مخصوص رنگ شہر دہلی سے متعلق تھا جسے زبانِ اردوئے معلی کہا جاتا تھا ۔ سید صاحب فرماتے ہیں :۔[۲۱]

" لیکن درحقیقت اہلِ اردو کا دائرہ بہت وسیع تھا ۔ معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی چھاؤنیاں اور دفتر تھے ، وہ اردو ہی کہلاتے تھے ۔ ان آبادیوں میں رہنے والے عام لوگ بھی تھے اور لکھے پڑھے لوگ بھی جو عوامِ ہند کی زبان میں بات چیت کرتے تھے مگر اس میں عربی ، فارسی ، ترکی الفاظ کی آمیزش ہوتی تھی کیونکہ اہلِ اردو میں دیسی لوگ بھی تھے اور ایرانی تورانی بھی ۔ یہ زبان بول چال سے ادب تک پہنچی ۔ اس ادب کا اسلوب بالعموم فارسی کا سا تھا اور چونکہ اہلِ اردو کا مؤثر حصہ ایران و توران سے متعلق تھا ، لہٰذا اس ادب کا مزاج ایرانی ، تورانی روایتوں کے مطابق بنتا گیا ۔ قدرتی طور پر یہ آبادی مخلوط عناصر پر مشتمل ہوتی تھی ۔ اس میں ایرانی ، تورانی اور ہندوستان کے مختلف صوبوں سے تعلق رکھنے والے معاند و اکابر موجود ہوتے تھے ۔ قدرتاً ان کی زبان مخلوط تھی ۔"

خانِ آرزو کی اس بات پر کہ اردو شہری زبان تھی اور عام ہندی دیہاتی زبان ، ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں ۔[۲۲]

" ہندی وہ عام زبان تھی جو ملک بھر میں دیہاتی سطح پر تھوڑے تھوڑے فرق کے ساتھ اکثر جگہوں میں بولی جاتی تھی ۔

لیکن اردو وہ مخصوص زبان تھی جو عربی ، فارسی ، ترکی سے مخلوط شہری زبان تھی جس سے شہری عوام بھی متاثر ہوتے گئے ۔ رفتہ رفتہ اس میں نظم ونثر اور ادب و انشا کا سرمایہ پیدا ہوتا گیا ۔"

سُنیتی کمار چٹرجی بھی جو ہندی کو ہندوستانیوں کا عظیم ورثہ سمجھتے ہیں اور اہلِ اردو کو ہندی اختیار کر لینے کا مشورہ دیتے ہیں ، ہندی کو محض بازاری بولی ہی سمجھتے ہیں ۔ وہ اردو کو ہندوستانی قرار دیتے ہیں جو فارسی ، عربی رسم الخط میں لکھی جاتی ہے اور اردو کو تہذیبی زبان سمجھنے پر مجبور ہیں لکھتے ہیں ۔[۲۳]

" اردو بہار ، مشرقی اترپردیش ، پنجاب ، بنگال ، آسام ، اڑیسہ ، مہاراشٹر ، گجرات اور سندھ اور حتیٰ کہ جنوب کے دراویدی بولنے والے علاقہ کے مسلمانوں کی تہذیبی زبان بن گئی ہے ۔"

اپنی اعلیٰ ہندی کے بارے میں لکھتے ہیں ۔[۲۴]

" اس کی قواعد تقریباً وہی ہے جو اردو کی ہے لیکن یہ دیوناگری رسم الخط استعمال کرتی ہے اور یہ دیسی ہندی یا ہندوستانی عناصر کا بھرپور استعمال کرتی ہے ۔ اس میں ان بہت سے فارسی ، عربی الفاظ کا بھی استعمال ہوتا ہے کہ جو اب زبان میں گھل مل گئے ہیں ۔"

دراصل اردو زبان اعلیٰ تہذیبی ، علمی اور اصطلاحی سرمایہ کی حامل تھی ۔ اس لیے اسے خواہ دیوناگری رسم الخط میں لکھا جائے یا فارسی رسم الخط میں ، یہ اردو ہی رہے گی ۔ اسے ہندی کا نام دینے والے خود بھی الجھاؤ کا شکار ہیں اور دوسروں کو بھی مغالطے میں رکھنے میں کوشاں ہیں ۔

۱۹۔ محمد اکرام چغتائی ، "مائل دہلوی کا ایک اہم تاریخی قطعہ " فنون ، لاہور ، اکتوبر ۱۹۶۶ء ۔
۲۰۔ مقالاتِ حافظ محمود شیرانی (مرتبہ : مظہر محمود شیرانی) جلد اول ، لاہور (جنوری ۱۹۶۶ء) ص ۱۱ تا ۱۲ ۔
۲۱۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ، لاہور (۱۹۷۶ء) ص : ۲ ۔
۲۲۔ ایضاً ، ص : ۵ ۔
۲۳۔ سنیتی کمار چٹرجی ، ہند آریائی اور ہندی ، نئی دہلی (طبع دوم) (۱۹۸۲ء) ص : ۱۲۲ ۔
۲۴۔ ایضاً ، ص : ۱۲۲ ۔

جہاں تک "اردو" لفظ کا تعلق ہے ، یہ وسط ایشیا سے آیا ہے اور انگلستان سے ہندوستان تک متعدد زبانوں میں داخل ہوا - آکسفورڈ کے اشتقاقی لغت سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے کہ یہ لفظ تقریباً تمام ہند' آریائی زبانوں میں پایا جاتا ہے [۲۵] گویا یہ آریائی لفظ ہے - اس کے نزدیک زبانِ اُردو یا لشکر کی زبان کا یہ لفظ تاتاریوں کا " ہوردا " تھا جو " قبیلے ، تاتاری علاقے ، رقبے ، گروہ ، گروپ وغیرہ کے معنوں میں استعمال ہوتا تھا - پولش زبان میں یہ "ہوردا" ، فرانسیسی ، جرمن اور ولندیزی میں "ہوردے" ، سویڈش میں "ہورد" ، روسی میں "اوردا" ، اطالوی/رومانوی میں "اوردا" ، اور حتیٰ کہ ترکی میں "اوردو" اور "اوردو" " لشکر " کے معنوں میں استعمال ہونے لگا -

حافظ محمود شیرانی لکھتے ہیں [۲۶] :

"یہ لفظ ترکی میں مختلف شکلوں میں ملتا ہے یعنی اوردا ، اوردہ ، اردہ ، اوردو اور اردو' جس کے معنی فرودگاہ' لشکر اور پڑاؤ' نیز لشکر و حصۂ لشکر ہیں - ان کے نزدیک خیمے بھی اردو کہلاتے تھے - غالباً سب سے پہلے یہ شکل " اردا" مقدسی (تقریباً ۳۷۵ھ) کے ہاں ملتا ہے جو ترکستان کے کسی شہر کا نام ہے - اردو کے نام سے ترکی میں ایک قبیلہ بھی ہے - ترکیبی حالت میں "اردو قند" اور "اردو بالیغ" نام کے دو شہر بھی ملتے ہیں - اردو قند بعد میں کاشغر اور اردو بالیغ قراقرام کے نام سے معروف ہوا - چوجی خان کے لشکر کا نام "اردوئے معلا" تھا - مغربی ممالک میں یہ لفظ پولینڈ کے راستے پہنچا اور اوردا سے ہوردا میں تبدیل ہو گیا - انگریزی زبان میں سب سے پہلے اس لفظ کا استعمال ۱۵۵۵ء میں ہوا اور سرزمینِ ہندوستان میں اس کا رواج ظہیر الدین بابر (۱۶۳۱ء) کے عہد میں ہُوا " -

یہ لفظ برصغیر میں اس دور سے بھی بہت پہلے پہنچا جب نہ تو اردو زبان تشکیل ہو پائی تھی اور نہ منگولوں کی اردوئے معلا کی حامل نسلیں پیدا ہوئی تھیں - سندھی زبان میں یہ لفظ " اردا" مٹی کے ڈھیر کے معنی میں صدیوں سے استعمال ہو رہا ہے - علامہ آئی آئی قاضی جیسے ماہر لسانیات لکھتے ہیں :- [۲۷]

"ہم سندھ کے لوگ لفظ " اردو " اپنی بول چال میں " ڈھیر " یعنی بہت سی چیزوں کے مجموعے کے معنی میں استعمال کرتے ہیں اور یہ لفظ اسی مفہوم میں سندھ میں عربوں کی آمد سے پہلے رائج تھا - یہ لفظ سرزمینِ ہند میں وجود میں نہیں آیا - کیونکہ یہ لفظ ماقبل تاریخی دور سے استعمال ہوتا چلا آرہا ہے - جو لوگ انڈو جرمن زبانوں کا کچھ علم رکھتے ہیں ، وہ جانتے ہیں کہ یہ لفظ سکینڈے نیویا ، فارس اور ہندوستان میں موجود تھا اور یہی تینوں مقام آریا لوگوں کے خاص وطن تھے - قدیم ناروی دیومالا میں ہمیں " ارد " یا " ارتھ" ایک دیوی کے نام کی صورت میں ملتا ہے - قسمت کی دیوی کو " ارتھ " کہا گیا ہے - اوستائی زبان یا قدیم فارسی میں " اردبیل " اور " ارد شیر " جیسے نام موجود ہیں اور ہم جانتے ہیں کہ اس معنی میں اجتماع یا ڈھیر کا مفہوم مشترک ہے - "

ارتھ (Earth) کا لفظ انگریزی میں زمین یا دنیا کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے جو مُعَرب یا عربی صورت میں " ارض " کا روپ اختیار کر گیا ، یہ لفظ بھی آکسفورڈ کے اشتقاقی لغت میں قدیم فرانسیسی میں " ارتھے " ، قدیم سیکسن " ارتھا " ولندیزی " اردے " قدیم ہنگروی " ایردے " اور جرمن میں " اردے " سے آیا - [۲۸] یہی " اردے " مشرقِ وسطیٰ ، ترکستان اور ایران میں " ارد " یا " اردو " اور سندھ میں " ارد " ، ادیر " ، " اڈیر " اوڈیرو " ، " ڈیرو " پنجابی میں " ڈیرا " اور " ڈھیر " کی صورت اختیار کر جاتا ہے - یہی

25- The Oxford Dictionary of English Etymology, London(1969).

۲۶- مقالاتِ حافظ محمود شیرانی ، محولہ بالا ، ص ص : ۱۱ تا ۱۳ -

۲۷- خطبۂ صدارت ، یومِ اردو منعقدہ خالقدینا ہال ، ۱۵- دسمبر ۱۹۳۸ء ، مشمولہ " ادبی ابطے ، لسانی رشتے ، حیدر آباد (پاکستان) ، ۱۹۷۶ء ، ص ص : ۱۰ تا ۱۲ -

28- The Oxford Dictionary of English Etymology, "Earth".

لفظ ترکستانی کا " ہوردا" یا " اوردا " تھا جو ہندوستان میں آکر اس زبان کا نام قرار پایا جو اجتماعی ، مجموعی ، لشکری، اردی اور ارضی زبان کی حیثیت سے یہاں سے پہلے موجود تھی ۔ اس لحاظ سے گویا اردو " لسانُ الارض " ہے ۔

۲:۳ اردو کا مزاج

اردو اپنے مزاج میں امتزاجی ، واقعتاً لشکری اور نومیتاً دھرتی کی طرح وسیع القلب زبان ہے ۔ یہ ہر زبان کے زندہ مردہ الفاظ کو اپنے اندر جذب کر سکتی ہے ایسے الفاظ کو اردوانے یا " تارید" کا عمل بہت کم کرنا پڑتا ہے ۔ اردو کے اس مزاج کے بارے میں ڈاکٹر شوکت سبز واری لکھتے ہیں ۔[۲۹] :

" اردو اپنی فطرت سے بڑی ہی ملنسار ، اہلی گہلی اور ہر زبان سے گھل مل کر شیرو شکر ہو جانے والی زبان ہے ۔ قدیم پراکرت اور سنسکرت سے تو اس کا ناتا ہے ہی ، فارسی عربی ، پشتو ، پرتگالی ، کول ، انگریزی ، دراوڑ زبانوں سے بھی اس کا خلا ملا رہا ہے ان سب سے اس نے کچھ نہ کچھ لیا اور چراغ سے چراغ جلایا ...... بقول ڈاکٹر چٹرجی ، علاقائی زبانوں کی طرح ضروری اور معانی سے بھر پور اجنبی الفاظ کے بارے میں اردو کا رویہ کبھی یہ نہیں رہا ، مجھے ہاتھ نہ لگانا " ۔

پروفیسر احمد سعید اس کے مزاج کے قواعدی پہلو پر لکھتے ہیں ۔[۳۰]

" اس کے قواعد صرف ایک فعل مضارع اور چار صیغوں پر مشتمل ہے ۔ بقول چٹر جی اس کی گرامر اس کی بول چال کے قاعدے کو پوسٹ کارڈ پر لکھا جا سکتا ہے ۔ "

اس لحاظ سے اردو میں الفاظ سازی کی بہت بڑی گنجائش ہے اسی لیے پنڈت دتاتریہ کیفی بآسانی کہہ لیتے ہیں کہ " مجھے جب ضرورت پڑتی ہے میں الفاظ گھڑ لیتا ہوں " ۔[۳۱]

اردو کو جب ضرورت ہوتی ہے یہ دیگر زبانوں سے الفاظ مستعار لے لیتی ہے ۔۔ ایسے الفاظ کو دخیل کہا جاتا ہے جو بآسانی اردو زبان کا حصہ بن جاتے ہیں ۔ دراصل دنیا کی کوئی زبان اچھوتی یا خالص نہیں ہوتی ۔ زبانیں آپس میں لفظوں کا لین دین کرتی رہتی ہیں ۔ سیاحت ، کاروبار ، علم ، تہذیب اور دیگر کئی عوامل زبان کے ذخیرہ الفاظ پر اثر انداز ہوتے رہتے ہیں ۔ کئی الفاظ متروک ہوجاتے ہیں اور کئی نئے الفاظ مستعمل ہو جاتے ہیں ۔ جب اردو کا آغاز ہوا تو فارسی کے میل جول سے فارسی الفاظ در آئے لیکن صرف و نحو اردو کی اپنی رہی ۔ بقول مولوی عبدالحق " فارسی ، عربی الفاظ بدل ، کفن ، دفن ، قبول سے بدلنا ، کفنانا ، دفنانا ، قبولنا مصدر بنا لیے گئے ۔ اسی طرح فارسی سے بخشنا ، خریدنا ، فرمانا نوازنا ، داغنا بنا لیے گئے ۔ یہ اب اردو ہو گئے ہیں " ۔[۳۲] یہ دخیل الفاظ زیادہ تر اصطلاحی ہوتے ہیں یہ ناموں ، یا تصورات پر مبنی ہوتے ہیں ۔ اس لیے اردو زبان کا یہ پہلو اصطلاحی مطالعے میں قابل توجہ ہے

فارسی ، عربی ، ترکی کے علاوہ جب اہل یورپ آئے تو انھوں نے بھی اپنے الفاظ اردو کو تحفہ میں دیے ۔ جیسے پرتگالی الفاظ ، گرجا ، کمرہ ، چابی ، تولیا ، پپیا ، ساگو ، گوبھی ، بھا ، کارتوس بوتل ، نیلام ، کاجو وغیرہ ۔ اس طرح انگریزی الفاظ جو اب اردو کا حصہ ہوئے ہیں مثلاً ناول ، ڈراما ریل ، ٹکٹ ، انجن ، ریڈیو ، فلم ۔ انھیں اردو نے اصطلاحی مشتقات کی صورت میں بھی اپنایا جیسے ڈرامائی ریڈیائی ، فلمانا وغیرہ ۔ کچھ انگریزی الفاظ کی تارید کر لی گئی جیسے گودام (Godown) ، لالٹین (Lantern) رنگروٹ (Recruit) ، پھلترو (Pullthrough) وغیرہ ۔

اردو میں الفاظ سازی کے مزاج کو ڈاکٹر سہیل بخاری نے بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے ۔ ان کے نزدیک الفاظ سازی کے لحاظ سے زبانوں کو دو گروہوں میں تقسیم کیا جاتا ہے ۔ اشتقاقی اور اتصالی ۔ اگر ایک ہی لفظ کی آوازوں میں سے کچھ رد و بدل کر کے نئے نئے الفاظ بنا لیے جائیں ، جن کے معنی کبھی بدل جاتے ہیں اور کبھی نہیں بدلتے ، تو لفظوں کی اس گھڑت کو اشتقاق کہتے ہیں اور جس زبان میں اشتقاق سے نئے الفاظ بنتے ہیں وہ اشتقاقی زبان کہلاتی ہے ۔ عربی ، عبرانی اور دوسری سامی زبانیں اسی قسم میں داخل ہیں ۔ دوسرا اصول یہ ہے کہ مادے پر بعض الفاظ کا اضافہ کر کے نئے نئے لفظ ڈھالے جائیں اس اصول کی رو سے ابتدائی لفظ یعنی مادے پر جتنے لفظ چپکا دیے جاتے ہیں ، وہ اتنا ہی لمبا ہوتا چلا جاتا ہے اور ہر اضافے پر معنی بھی بدلتے چلے جاتے ہیں ۔ جس زبان میں اس اصول سے نئے الفاظ بنائے جاتے ہیں ، اسے اتصالی زبان کہتے ہیں ۔ اتصالی زبان کا مادہ لفظ کے ایک جانب اپنی اصل شکل میں بدستور نظر آتا رہتا ہے ۔ اردو زبان میں الفاظ سازی کے یہ دونوں اصول پائے جاتے ہیں ۔[۳۳]

۲۹۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ، اردو لسانیات ، ص : ۳۶ ۔

۳۰۔ پروفیسر احمد سعید ، " اردو زبان کی ہیئت اور مزاج " ، اردو نامہ ، لاہور ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص : ۲۹ ۔

۳۱۔ بحوالہ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ، کیفیہ ، کراچی (۱۹۵۸ء) ص : ۱ ۔

۳۲۔ مولوی عبدالحق ، " اردو میں دخیل الفاظ " ، اردو ، جولائی ۱۹۲۹ء ، مشمولہ ، تلخیص الاردو ، کراچی (۱۹۵۳ء) ص : ۳۸۰ ۔

۳۳۔ ڈاکٹر سہیل بخاری ، اردو زبان میں الفاظ سازی ، اسلام آباد (۱۹۸۹ء) ص ص ۸ تا ۹ ۔

۲:۲ اردو زبان میں ترقی کی گنجایش :

کسی زبان کی ترقی کا انحصار اس کی الفاظ سازی کی اہلیت اور انھیں برتنے کی قوت پر ہوتا ہے ـ یہ قوت ہی اسے اصطلاح سازی کی منزل پر لے جاتی ہے جہاں علوم و فنون کے تصورات اور ہیاشات ذخیرہ ہو سکتے ہیں ـ اردو میں یہ صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے اور اس کی الفاظ سازی کی خصوصیت ہی اس میں ترقی کی گنجایش پیدا کرتی ہے ـ بقول باقر حسین :[۳۴]

"ہندوستانی زبانوں میں فقط اردو ہی ایک ایسی زبان تھی جس کی ساخت میں اضافی ترکیبات کی گنجایش درجہ اتم موجود تھی ، لہذا جدید علوم و فنون کو اپنانے کی صلاحیت بھی اس زبان میں زیادہ تھی یہی وجہ ہے کہ ناسازگار ماحول کے باوجود اس نے اب تک جتنی ترقی کر لی ہے ، اتنی شاید ہی کسی اور ہندوستانی زبان نے کی ہو ـ اردو کی ساخت میں لچک تو پہلے ہی تھی ، علمی الفاظ کے اضافے نے اور بڑھا دی ـ اب حالت یہ ہے کہ سرکاری ، تجارتی ہر قسم کی ضروریات کے لیے اردو میں الفاظ موجود ہیں ـ"

مہجر آفتاب حسن اس علمی ترقی کی اصطلاحی منزل کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :[۳۵]

" جن زبانوں میں علوم کا چرچا ہے ، ان میں اصطلاحات فروغ علم کے ساتھ وجود میں آتی رہتی ہیں اور بڑی آسانی سے جزو زبان بن جاتی ہیں ـ کامیاب وہی زبانیں رہتی ہیں ـ جن میں نئے الفاظ بنانے اور غیر زبانوں سے اپنے مزاج کے الفاظ اخذ کرلینے کی اعلیٰ صلاحیت موجود ہے ـ اردو بحمد اللہ اس شرط پر پوری اترتی ہے ـ "

اردو میں اصطلاحی ترقی کی یہ گنجایش دراصل اس کے اس تصرّف کی دین ہے ، جو دیگر زبانوں کی لغات وقواعد پر اردو کو حاصل ہے اور جو اس کی ہیئت اور مزاج میں شامل ہے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر لکھتے ہیں :[۳۶]

" وضع اصطلاحات کا مسئلہ جس قدر اہم ہے ، اسی قدر سہل بھی ہے ـ وجہ یہ ہے کہ یہ زبان جو عربی ، فارسی ، ترکی ، ہندی اور انگریزی ، نیز علاقائی زبانوں کے الفاظ و مصطلحات کا ایک کثیر ذخیرہ اپنے اندر رکھتی ہے ، وضع اصطلاحات کے لیے نہایت موزوں ہے ـ "

یہی نہیں کہ اردو نے دیگر زبانوں کا ذخیرۂ اصطلاحات اپنے اندر سمویا ہے بلکہ اصطلاحات سازی کے اصول بھی اخذ کیے ہیں ـ اردو کی اس صلاحیت کو وحید الدین سلیم نے آریائی زبانوں کے اصولوں کے حوالے سے دیکھا ہے ـ وہ آریائی زبانوں اور اردو میں چند مشترک اصول دریافت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :[۳۷]

"دو یا دوسے زیادہ الفاظ پاس پاس رکھ کر معنی لیے جاتے ہیں جبکہ ان کا باہمی کوئی قواعدی رشتہ نہیں ہوتا مثلاً گھڑدوڑ یا Horse race ـ

۲ـ الفاظ پاس تو رکھ دیے جاتے ہیں مگر ان میں کوئی رشتہ یا لحاظ ہوتا ہے ـ انھیں نحوی مرکبات کہا جاتا ہے مثلاً جیب کترا (Pick pocket)، شریف آدمی (Noble -man)ـ

۳ـ لفظ کے ساتھ سابقہ یا لاحقہ بڑھانے سے نیا لفظ بن جاتا ہے ـ سامی زبانوں میں یہ نہیں پائے جاتے ـ بعض اوقات سابقہ اور لاحقہ دونوں لگا دیے جاتے ہیں ـ مثلاً "ناپرہیز گار" ـ

۴ـ حسبِ ضرورت ہر لفظ سے فعل بنا لیا جاتا ہے یہ اصول البتہ عربی زبان میں بھی ہے ـ "

اس اشتقاقی پہلو پر علامہ شبیر بخاری لکھتے ہیں :[۳۸]

" اردو کو جب بھی اس کی عوامی سطح سے بلند کرنے کی ضرورت محسوس ہوگی تو اس کے لیے علمی اور فنی اصطلاحات مہیا کرنا ہوں گی ـ اس کے لیے کسی ام الالسنہ سنسکرت

۳۴ـ باقر حسین ، " اردو زبان کی توسیع " ، ماہ نو ، کراچی ، نومبر ۱۹۵۲ء ، ص : ۱۶ ـ

۳۵ـ آفتاب حسن ، اردو ذریعہ تعلیم اور اصطلاحات ، کراچی (مارچ ۱۹۶۵ء) ، ص :۲۵ ـ

۳۶ـ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ، " اردو میں وضع اصطلاحات "، اخبار اردو ، اسلام آباد ، جنوری ۱۹۸۲ء ومشمولہ منتخبات اخبار اردو ، اسلام آباد (۱۹۸۸ء) ، ص : ۲۸۲ ـ

۳۷ـ بحوالہ وحید الدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص ص : ۲۹ تا ۳۱ و ۱۵۹ ـ

۳۸ـ سید غلام شبیر بخاری ، "اردو اصطلاحات سازی ایک مطالعہ "، اردو نامہ ، لاہور ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص :۱۲ ـ

عربی ، فارسی کی طرف رجوع کرنا پڑے گا ۔"

اردو زبان نے اشتقاقی ماخذوں کے لیے ان تمام زبانوں سے اکتساب کیا ہے۔ اس اکتساب کو اردو کی اپنی ترکیبی اور اختراعی خصوصیات کے پیشِ نظر شان الحق حقی نے صوتیات ، ترکیبِ نحوی اور سابقے، لاحقے کے حوالے سے زیادہ واضح طور پر بیان کیا ہے ۔ ان کے نزدیک ہندی کے ٹھیٹھ ہند آریائی الفاظ میں پھر آریائی ، سامی ، تورانی پیوند لگا کر اس زبان کے مزاج میں انقلابی تبدیلیاں آئی ہیں اور اس کی صوتی و معنوی پہنائی میں بے انتہا وسعت پیدا ہوتی ہے ۔ یہ زبان اگر الفاظ و محاورات پیدا کر سکتی ہے تو پھر اصطلاح سازی میں کب معذور ہو سکتی ہے ۔ اس امر میں انھوں نے چند خصوصیات کی طرف توجہ دلائی ہے ۔ جو ان کے الفاظ میں مندرجہ ذیل ہیں:۔ [۲۹]

"الف : اردو کی صوتیات دوسری زبانوں کے مقابلے میں بہت فراواں اور عربی، فارسی ہندی ، انگریزی کی اصوات پر حاوی ہیں ۔ کتنی ہی اصوات ہیں جو عربی میں موجود نہیں (پ ، ٹ، چ ، ڈ ، ژ ، ڑ ، گ ، نیز مخلوط ہائیہ) ۔ بہت سی فارسی میں نہیں (ٹ ، ڈ ، ڑ ، نیز ہائیہ بھ، پھ، تھ ، ٹھ ، جھ ، چھ ، دھ ، ڈھ ، کھ ، گھ ، لھ ، مھ، نھ ،) انگریزی میں تو "ت اور د" کی آواز موجود نہیں ۔ انگریزی میں تشدید بھی واقع نہیں ہوتی ۔ تعریف کی بات ہے کہ انگریزی نے اپنی ساخت اور قواعد کی سب خامیوں اور کوتاہیوں کے باوجود تمام لغوی ضروریات کو پورا کیا اور اصطلاحات کا بھاری خزانہ فراہم کر لیا ۔

ب : اصوات کے تنوّع اور جامعیت کے علاوہ اردو کی ترکیبِ نحوی اس طرح کی ہے کہ اس میں ہر بیرونی لفظ بلا تصرف و تارید کھپ جاتا ہے ۔ اس بنا پر بھی اردو میں الفاظ کی درآمد کا راستہ کھلا رہا ہے اور ترکی، فارسی ، عربی، پرتگالی کی طرح ڈیڑھ دو سو برس سے انگریزی الفاظ بھی بے تکلف داخل ہوتے رہے ہیں ۔ یہ عمل آزادی کے بعد حیرت انگیز طور پر اور بھی تیز ہو گیا ہے ۔

ج : اردو میں سابقے اور لاحقے جو اصطلاح سازی کے لوازم میں سے ہیں ، غالباً ہر دوسری زبان سے فراواں ہیں ، مثلاً نفی کے لیے " ا ، ان ، بے ، بن ، بنا ، بلا، بغیر ، غیر ، نہ ، نا ، ن ، نر ، عدم ، لا ، نفی ، منفی ، خارج " وغیرہ ۔ اتنے بہت سے پیرائے ہر صورت میں کام لینے کے لیے موجود ہیں ۔"

اس آخری خصوصیت کی بنا پر ہمیں یہ کہنا ہے کہ اصطلاحی طور اردو میں انگریزی کی نسبت زیادہ فصاحت ہے اور مطالب کی نکتہ آفرینی اور علمی لطافت بہتر طور پر موجود ہے ۔ مثلاً yes, Approved, sanctioned Granted ، Ok جیسے متفرق دفتری الفاظ کی جگہ ہمارے پاس ایک زیادہ فصیح لفظ ، "منظور" موجود ہے ۔ Nationalization میں al ، ize ، ation کے تین لاحقوں کی جگہ اردو میں "قومیانا" کے " ی+ انا" کے دو یا مختصر ؟ کہیں تو "یانا" کا ایک لاحقہ استعمال کیا جاتا ہے ۔ ہمیں اپنی اصطلاحی ضرورتوں کا اپنے حوالوں سے جائزہ لینا ہوگا اور اردو میں اصطلاحات سازی کے نظام کو ہمیں اسی بنیاد پر استوار کرنا ہو گا ۔

۲۹۔ شان الحق حقی ، " وضعِ اصطلاحات کے اصولی مباحث" ، تحقیق اور اصولِ وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، (جون ۱۹۸۷ء) ، ص ص : ۱۹۔۱۸ ۔

۲- انگریزی زبان کا مطالعہ

اس وقت اردو کی ترقی کا زیادہ تر دارومدار انگریزی زبان پر ہے - انگریزی کے طرزِ بیان اسلوب، قواعد، ذخیرۂ الفاظ اور اصطلاحات نے اردو پر خاطر خواہ اثر ڈالا ہے۔ اردو میں تراجم کا زیادہ تر ذخیرہ انگریزی ہی کی وساطت سے آیا ہے اور اصطلاحات کا ترجمہ بھی عموماً انگریزی سے کیا جاتا ہے[۲۰]۔ اس لحاظ سے اردو اصطلاحات سازی کا مطالعہ کرتے ہوئے ہمیں انگریزی کی اہمیت، مستقبل اور الفاظ سازی کے اصولوں کا مختصر سا جائزہ لینا چاہیئے تاکہ اردو میں آئندہ ترقی کے امکانات روشن ہو سکیں -

۲:۱ انگریزی کا ارتقائی جائزہ :

انگریزی زبان کے علمی ارتقا کی کہانی تین چار سو سال سے زیادہ پرانی نہیں - ایک زندہ زبان کی طرح یہ زبان بھی عروج و زوال کا شکار ہوئی - قدیم انگریزی جس پر انگلستان کو ناز کرنا چاہیئے تھا جدید صنعتی انقلاب کی بھینٹ چڑھ گئی - اس کے لہجے، ہجے، معانی اور استعمالات بدل گئے - قواعد و ضوابط میں ترمیم ہوئی - بیسویں صدی کے اوائل میں ایک ایسی انگریزی ہمارے سامنے آئی جو اس صدی کے آخر تک اپنے علمی و اصطلاحی ذخیرے اور اسالیب بیان پر فخر کرسکتی تھی -

ماہرین نفسیات اس امر پر متفق ہیں کہ علمی غوروفکر کا سب سے بڑا آلہ زبان ہے اور کوئی بھی فرد کسی ایسی زبان میں غوروفکر نہیں کر سکتا، جو اس کی اپنی نہ ہو، جس کے قواعد و لغات اس کے تحت الشعور سے نہ پھوٹیں - چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ اہل یورپ نے اس وقت تک ترقی کے زینے پر قدم نہیں رکھا جب تک وہ عرب جامعات میں تعلیم پاتے رہے اور اس وقت تک ان کے ہاں علمی غوروفکر شروع نہیں ہوا جب تک وہ عربی ذریعہ تعلیم میں علم حاصل کرتے رہے - وجہ صاف ظاہر ہے کہ عربی ان کے شعوری تعلم کا نتیجہ تھی - اس کے سوتے ان کے تحت الشعور سے نہیں پھوٹتے تھے - چنانچہ بقول سارٹن[۲۱] تیرھویں صدی عیسوی میں انھوں نے اٹلی میں سیلرنو اور پاڈا کے مقام پر پہلی یونیورسٹیاں قائم کیں اور لاطینی کو علمی زبان بنایا گیا اور جب یہ زبان بھی ان کے تحت الشعور تک نہ پہنچ سکی تو انھوں نے لاطینی کو مردہ قرار دے کر قومی زبانیں مثلاً فرانسیسی، اطالوی، جرمن وغیرہ کے فروغ اور تحفظ کی کوششیں شروع کر دیں - انگریزی اسی کوشش کا ماحصل تھی - یونانی، عربی، لاطینی، جرمن، اطالوی اور فرانسیسی کا تمام تر ذخیرۂ الفاظ و اصطلاحات انگریزی کے حضور حاضر ہو گیا -

رچرڈ میلکاسٹر کے زمانے سولہویں صدی عیسوی میں انگریزی کو علمی زبان بنانے کی تحریک شروع ہوئی اور کہیں انیسویں صدی میں جا کر انگریزی لاطینی سے چھٹکارا پا سکی - اس وقت تک انگریزی پر یہ اعتراض ہوتا رہا کہ یہ علمی بار اٹھانے کے قابل نہیں - ۱۸۵۷ء میں جب میتھیو آرنلڈ آکسفورڈ میں شاعری کے پروفیسر منتخب ہوئے تو انھوں نے اپنا افتتاحی مقالہ انگریزی میں پڑھا۔ حالانکہ صدیوں کی روایت تھی کہ آکسفورڈ کا شاعری کا پروفیسر اپنا افتتاحی مقالہ لاطینی میں پڑھتا تھا -[۲۲]

۲:۲ انگریزی کی اہمیت :

کسی بھی زبان کی اہمیت کا بنیادی تعلق اس امر سے ہے کہ دوسری قومیں اس میں کس حد تک دلچسپی لیتی ہیں اور اس سے کس حد تک استفادہ کرتی ہیں - کسی قوم کی زبان اس وقت اہم بن جاتی ہے جب وہ قوم سیاسی، معاشی، تجارتی، سماجی اور ثقافتی لحاظ سے دنیا کے لیے اہم ہو جاتی ہے - " تاریخ زبان انگریزی " کے مصنفین البرٹ باؤ اور کیبل نے انگریزی کی اس اہمیت پر پوری توجہ دلائی ہے۔[۲۳] وہ لکھتے ہیں کہ اس وقت انگریزی، فرانسیسی اور جرمن زبانیں دنیا کی اہم زبانوں کے طور پر نظر آتی ہیں - دوسری طرف ایسی زبانیں بھی ہیں جو علمی لحاظ سے اہم ہیں لیکن سیاسی اور سماجی لحاظ سے ان کی کوئی اہمیت نہیں مثلاً یونانی -

اس لحاظ سے جب ہم انگریزی پر نظر ڈالتے ہیں تو ہم دیکھتے ہیں کہ انگریزی برطانیہ، امریکا اور آسٹریلیا کی قومی زبانیں ہیں - کینیڈا کے کمشنر زبان ہائے دفتری نے دنیا بھر کی دفتری زبانوں کا جو نقشہ شائع کیا ہے[۲۴]، اس کے لحاظ سے انگریزی ۳۲ ممالک کی دفتری زبان ہے - جن میں سے ۲۱ میں صرف انگریزی، ۷ میں انگریزی و قومی، ۲ میں انگریزی اور ولندیزی اور ۳ میں انگریزی و فرانسیسی رائج ہیں کل یورپی زبانیں اس وقت ۹۰ ممالک میں رائج ہیں - انگریزی کے بعد فرانسیسی (۲۵ ممالک) ہسپانوی (۱۸) پرتگالی (۵)، جرمن (۲)، ولندیزی (۲) اور اطالوی (۲) ممالک میں رائج ہیں -

---

۲۰- ملاحظہ ہو ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، کتابیات تراجم (دو جلدیں) اور اردو میں نثری تراجم مطبوعہ مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد۔

41- c.f., George sarton, SixWings, Harvard: Harvard university Press(1961)-

۲۲- بحوالہ جیلانی کامران، انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ص ۹۸ -

43- Albert U.Baugh and thomas cable, A History of the English Language (Third Ed.) (London), 1980, P: 3-

44-- Commissionerof Official Languages, Languages of the world, Ottawa, Canada(2ndEd.)April 1986, P:1 -

انگریزی اقوام متحدہ اور بیشتر عالمی اداروں کی رابطہ زبان کا کام دے رہی ہے – یونیسکو کی چھ دفتری زبانوں میں سے ایک انگریزی بھی ہے – دیگر زبانیں فرانسیسی ، روسی ، ہسپانوی ، چینی اور عربی ہیں –

انگریزی اس وقت سائنس اور ٹکنالوجی کی زبان بھی ہے اس میں لاکھوں کتابیں اور مقالے شائع ہوتے ہیں ، جن کا کتابیاتی کنٹرول بھی اب ممکن نہیں رہا – لائبریری آف کانگریس نے ۷۷ – ۱۹۷۲ء کا ۱۲۵ جلدوں پر مشتمل جو قومی یونین کیٹلاگ شائع کیا ہے ، اس میں دس لاکھ انگریزی کتابوں کا اندراج ہے – اس کے علاوہ انگریزی میں ہزاروں علمی رسائل شائع ہوتے ہیں اور اکثر وبیشتر زبانوں کی علمی کاوشوں کے خلاصے بھی اس میں شائع کیے جاتے ہیں – Bowker International serials کے مطابق دنیا میں کل جرائد کی تعداد ۱۳۲,۹۰۰ ہے جو ۱۹۷ ملکوں کے ۵۹,۰۰۰ ناشر شائع کرتے ہیں – صرف امریکا اور کینیڈا میں شائع ہونے والے ۱۹۸۸ء تک معیاری جرائد کی تعداد ۶۵ ہزار ہے جو پچھلے سال کی نسبت ۶۱۰۰ زیادہ ہے[۴۵]

۲:۲ انگریزی کا ذخیرۂ الفاظ :

انگریزی جرمانوی گروہ کی زبان ہے – جس میں جرمن ، ولندیزی ، فلیمش ، ڈینش ، سویڈش اور ناروییجن زبانیں شامل ہیں – اس کے قواعد اور ذخیرۂ الفاظ کا ان زبانوں کے ساتھ خاصا اشتراک ہے لیکن اس کا " نصف سے زیادہ ذخیرہ لاطینی سے آیا ہے – کچھ براہ راست اور کچھ فرانسیسی اور دیگر رومانوی زبانوں کے وساطت سے – نتیجۃً انگریزی کا موجودہ ذخیرۂ الفاظ زیادہ تر لاطینی ، فرانسیسی ، اطالوی اور ہسپانوی اور پرتگالی پر مبنی ہے "[۴۶]

اردو کی طرح انگریزی میں بھی یہ صلاحیت ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے الفاظ اپنے لسانی گروہ سے باہر کے ماخذوں سے بھی حاصل کر سکتی ہے – مثلاً[۴۷] بہت سے الفاظ امریکی انڈین مثلاً Chipmunk ، Homing ، moose ، raccoon ، shunk ، کچھ ولندیزی سے مثلاً Cruller ، Brandy ، Duck ، Golf ، Wagon ، کچھ روسی سے مثلاً Drosky ، Stephe ، Vodka ، کچھ فارسی سے مثلاً Caravan ، dervish ، divan ، Khaki ، Mogul ، shawl ; sherbet ، کچھ فارسی سے انگریزی بگاڑ کے ساتھ مثلاً Jasmine ، Paradise ، chess, check ، lemon ، Lilac ، turban ، Borax وغیرہ – کچھ بنگالی سے مثلاً Baboo – اسی طرح عبرانی ، عربی ، ہنگروی ، اردو ، ہندی ، ملائی ، چینی کے علاوہ آسٹریلیا ، جاوا ، مغربی افریقہ اور برازیل کی زبانوں سے بھی خاطر خواہ استفادہ کیا گیا ہے –

آکسفورڈ ڈکشنری میں ایسے ہزاروں الفاظ مل جاتے ہیں – ویبسٹر اس سے دو ہاتھ آگے ہے – وہ مستعملات کے لحاظ سے چار علاقوں کی انگریزی کو مستند قرار دیتا ہے – ۱– برطانیہ ، ۲– امریکا ، ۳– کینیڈا ، ۴– ہندوستان (پاک و ہند) –

جہاں تک انگریزی کے اصطلاحی اشتقاق کا تعلق ہے ، اس کا ہم آگے چل کر جائزہ لیں گے – اس میں یونانی سے لے کر اردو تک کئی زبانیں اپنا کردار ادا کرتی نظر آتی ہیں –

۳:۲ انگریزی الفاظ سازی کی خصوصیات :

انگریزی کے ذخیرۂ الفاظ میں روز بروز اضافہ ہو رہا ہے – اس کی بڑی وجہ انگریزی کی الفاظ سازی کی صلاحیت ہے – اس زبان میں الفاظ کی درآمد تین طرح سے ہو رہی ہے – ۱– ترجمہ ، ۲– تسمیہ ۳– وضع الفاظ – دیگر زبانوں سے جو الفاظ سامنے آتے ہیں ، انھیں ترجمہ کر لیا جاتا ہے – بعض نئی چیزوں کو نئے نئے نام دیے جاتے ہیں اور بعض مفاہیم کے لیے نئے نئے الفاظ گھڑے جاتے ہیں – مثلاً "کوڈک" کا لفظ اس فلم ساز کمپنی کا تجارتی نشان تھا لیکن یہ کیمرے اور فلم کے معنوں میں مستعمل ہے – اسی طرح Frididaire کا لفظ Refrigerator کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے – Kleenex اور Xerox بھی تجارتی نشانات ہیں ، جو بطور اسم مستعمل ہیں – Radar ، Scuba ، OPEC وغیرہ مخففات ہیں ، جو الفاظ کے طور پر مستعمل ہیں[۴۸]

بعض انگریزی الفاظ اپنے مماثل الفاظ کے اصولوں پر وضع ہوتے ہیں – مثلاً Linotype سطر بہ سطر ٹائپ بندی کرنے والی مشین اور کمپنی کا نام ہے ، جو اس کے طریق کار کے لیے بھی استعمال ہوتا ہے –

45- Mathew Manning , the Standard Periodical Directory (11th Ed.), NewYork: Oxbridge Communication, Inc. 1988 , Preface.
46- Baugh and Cable , op. cit, P:9.
47- Ibid P: 10. –(مزید اصطلاحی تفصیلات کا جائزہ پہلے باب میں لیا گیا ہے)
48- Ellen t.Crowley and Robert C. Thomas, Acronyms and Intialism Dictionary, (4th ed.)(NewYork, (1973).

یہ stereotype کے مماثل ہے ۔ اسی طرح Dictaphone کا جائزہ لیں تو یہ Dictate اور tele-phone کا ایسا مرکب ہے ، جس میں سے ate اور tele کو حذف کر کے مرکب بنا دیا گیا ہے ۔

ایک بالکل جدید لفظ یا اصطلاح velcrotab ملاحظہ ہو ، جسے ایک پرس بنانے والی کمپنی نے بطور تجارتی نشان وضع کیا ۔ یہ لفظ ابھی تک کسی لغت میں نہیں آیا لیکن مستعمل ہو چکا ہے ۔ یہ کمپنی ایسے طریقے سے بند ہونے والے پرس بناتی تھی ، جن کے دونوں سرے روئیں دار ہوتے ہیں اور دبانے پر باہم چسپاں ہو جاتے ہیں ۔ اب جوتے بنانے والی کمپنیاں بھی اسی طریقے کو استعمال کرتی ہیں ۔ یہ لفظ تین فرانسیسی الفاظ سے مرکب ہے ۔ veloure یعنی " مخملی ، بالوں والا ، روئیں دار "، Crote یعنی " اجزاء ، حصے ، گولیاں " اور tab " تسمہ ، تکمہ ، بٹن " ۔ انھیں ملا کر یہ لفظ وضع کیا گیا ہے اور اس کے معنی " روئیں دار تسمہ " کے ٹھہرے ۔ ایسے طریقے کو اصولِ نحت کا نام دیا گیا ہے ۔

انگریزی کی الفاظ سازی کی یہ صلاحیت اس کی اصطلاحات سازی کی صلاحیت بھی ٹھہرتی ہے ۔ جس کا جائزہ ہم آگے چل کر لیں گے ۔ باؤ اور کیبل نے انگریزی کی الفاظ سازی کی خصوصیات کا جو جائزہ لیا ہے اسے مختصراً اس طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے:[۴۹]

۱۔ اسمِ خاص سے نئی الفاظ سازی
۲۔ خود وضاحتی مرکبات
۳۔ یونانی اور لاطینی الفاظ سے مرکبات سازی
۴۔ متماثل الفاظ کے ساتھ سابقوں اور لاحقوں کا استعمال
۵۔ پرانے الفاظ نئے معانی کے ساتھ
۶۔ صحافت میں نئے معنی کا استعمال
۷۔ بعض معانی کی تبدیلی یا وضع

اسم خاص سے عام الفاظ وضع کرنے کی مثالیں Diesel ، sandwich سے دی جا سکتی ہیں ۔ یہ افراد کے نام ہیں ، جو اب اشیاء اور افعال کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔ limousine فرانس کا ایک صوبہ ہے وغیرہ ۔ خود وضاحتی مرکبات کی مثال Finger-print , Know - How , lip- stick , stream-line وغیرہ سے دی جا سکتی ہے ۔ جہاں دو الفاظ پاس پاس رکھ دیے جاتے ہیں اور نیا معنی حاصل کر لیا جاتا ہے ۔ یونانی اور لاطینی مرکبات کی مثال telephone ، stethoscope ، automobile سے دی جا سکتی ہے ۔ متماثل الفاظ کے ساتھ سابقوں اور لاحقوں کا استعمال خاصا نیا ہے ۔ مثلاً trans- کا سابقہ transcontinental , transiberian یا Post- سابقہ postclassical , pre- سابقہ preheat , precool ، sub- سابقہ subseller ، جیسے الفاظ کی تشکیل کا سبب بنا ۔ بعض پرانے الفاظ نئے معنی میں استعمال ہوتے مثلاً Broadcast " بیج کا چھٹا " کے معنی میں مستعمل تھا جو نشر کاری کے معنی میں استعمال ہو رہا ہے ۔ Record "تھالی نما گراموفون ریکارڈ تھا ، جو نشر کاری کے معنی میں آگیا ہے ۔ صحافت کے اثرات سے بھی الفاظ کے نئے معنی سامنے آتے ہیں مثلاً Bamboocurtain , caughtnapping , sidestep وغیرہ ۔ معنی کے لحاظ سے بھی الفاظ میں تمامی تبدیلی آتی رہتی ہے ، جو لاشعوری طور پر زبانوں میں جاری رہتی ہے ۔

۲:۵ انگریزی کا مستقبل :

بظاہر یہ نظر آتا ہے کہ اس وقت دنیا کی علمی ترقی انگریزی کے ساتھ وابستہ ہے ۔ لیکن کیا مستقبل میں بھی انگریزی دنیا کی علمی زبان رہے گی؟ اس کے بارے میں حتمی طور پر کچھ کہنا مشکل ہے ۔ کوئی بھی زبان دراصل اپنے اصل بولنے والوں ہی کی بنا پر زندہ رہتی ہے ۔ زبان کی جڑیں اس کی اپنی قوم ہی میں پیوستہ ہوتی ہیں ۔ دیگر قومیں خواہ اس زبان کو کتنا ہی استعمال کریں ، وہ اسے ہرگز فروغ نہیں دے سکتیں ۔ انگریزی جس قوم کی زبان تھی یعنی انگریز وہ اب اپنے ملک انگلستان میں بھی محدود تر ہوتے جا رہے ہیں ۔ اس وقت اگر انگریزی پھیلی ہے تو امریکا کی بدولت ۔ امریکی لوگوں کا خیال ہے کہ دنیا کی عالمی زبان انگریزی ہی ہو گی ۔ عالمی زبان پر ایک محقق لسانیات لکھتا ہے:[۵۰]

> " امریکی شعرے E.Plurilus Unum کا مطلب ہے ، الگ الگ مقتدر ریاستوں کی بجائے ایک واحد عالمی حکومت ، انگریزی بطور واحد عالمی زبان کے ساتھ ۔ اس نتیجے کو پہنچنے بنانے کے لیے امریکی ماہرینِ لسانیات انگریزی کو سادہ سے سادہ تر بنانے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں لیکن بالآخر انھیں ناکامی کا سامنا کرنا پڑے گا ۔"

49- c.f, op. cit. , PP:304 - 9 -
50- Elliot R.Goodman ,"World state and world Language " ,Fishman ,Jusha A(ed.). Readings in the sociology of language , the Hague (1977), P:724 -

اگر انگریزی کامیاب رہی اور اسے کامیاب بنانے کی کوشش کی گئی تو بقول سینیرین " وہ زبان انگریزی نہیں رہے گی بلکہ ایک بگڑی یا گلابی (Pidgin) زبان ہو گی اور اسے بگڑنے کے عمل (Pidginization) سے گزرنا پڑے گا ۔(۵۱) یعنی انگریزی اپنی اصل صورت میں قائم نہیں رہے گی اور اگر انگریزی کا مستقبل اس کے اہلِ زبان سے وابستہ ہے تو یقیناً اب یہ مستقبل مخدوش ہے البتہ ثانوی زبان کی حیثیت سے بعض ملکوں میں اسے فروغ حاصل ہو رہا ہے ۔ باؤ اور کیبل لکھتے ہیں :(۵۲)

" یہ چار صدیوں کے عروج کے بعد زوال پذیر ہے ۔ البتہ جہاں تک اس کے بطور ثانوی زبان استعمال کا تعلق ہے تو ایسی قوموں کی تعداد بڑھ رہی ہے ۔ اب ایسے افراد کی تعداد ۲۰ کروڑ سے زاید ہو چکی ہے .... مثلاً بھارت ، نائیجیریا ، فلپائن میں یہ دفتری زبان کی حیثیت رکھتی ہے .... ان زبانوں میں قومی زبانیں بھی ترقی پر ہیں ۔ مثلاً ہندی ، سواحلی اور ٹیگا لوگ زبانیں .... اب انگریزی کی ترقی دنیا بھر میں ثانوی زبان کے طور پر اس کے استعمال کے ساتھ وابستہ ہے ۔"

کیا بطور ثانوی زبان بھی انگریزی کا مستقبل روشن ہے اور اسے عالمی زبان کی حیثیت حاصل ہو سکے گی ۔ اس سوال پر یونیسکو کی طرح کے اداروں نے بھی غور کیا ہے لیکن ثقافتی اور تجارتی مفادات کی بنا پر شاید ایسا ہونا ممکن نہیں اور باوجود یہ کہ دنیا " واحد زبان " کی خواہش رکھتی ہے ' کوئی بھی قوم اپنی زبان کو ترک کرنے کے لیے تیار نہ ہوسکے گی ۔ سیبل لکھتا ہے ۔(۵۳)

" نہ صرف تاجروں اور سائنسدانوں بلکہ سیاستدانوں اور اعلیٰ سماجی طبقہ کے لیے بیسویں صدی میں انگریزی " لازمی " طور پر جاننے کی زبان بن گئی ہے .... یہ عالمی زبان بن سکتی ہے لیکن اس طرح انفرادی ثقافتوں کو زک پہنچ سکتی ہے .... زبان ثقافت کے تحفظ اور فروغ کا بنیادی ذریعہ ہوتی ہے .... "

دورِ جدید میں اقوامِ عالم میں اپنی ثقافتوں اور زبانوں کو فروغ اور تحفظ دینے کی تحریک پیدا ہوئی ہے ۔ جس کے نتیجے میں انگریزی کا علمی سرمایہ اب نصف سے بھی کم ہو کر رہ گیا ہے ۔ سبرامنیم نے اپنی کتاب میں اس امر کے اعداد و شمار پیش کیے ہیں کہ پچاس فی صد علمی سرمایہ اب انگریزی کے علاوہ دیگر زبانوں میں شائع ہو رہا ہے جن میں روسی ، چینی ، جاپانی اور دیگر یورپی وغیرہ یورپی زبانیں شامل ہیں ۔(۵۴)

۱۹۶۹ء کے ایک سروے کے مطابق صرف کیمیا میں ریڈ نے لکھا ہے(۵۵) کہ ۵۵۰۹% مقالات انگریزی میں طبع ہوتے ہیں ، جبکہ ۲۲۰۶% روسی زبان میں ، ۵۰۶% فی صد جرمن میں ، ۳۰۲ جاپانی میں ، ۲۰۶% فرانسیسی میں اور ۱۰۵ فی صد اطالوی میں طبع ہوتے ہیں ۔

جدید تاریخ سے ظاہر ہے کہ لسانی پالیسی اب قوموں کا جذباتی مسئلہ بن چکی ہے ۔ کسی قوم کی زبان اس کی آزادی اور قومیت کی علامت ہوتی ہے ۔ باؤ اور کیبل اس نکتے کی وضاحت میں لکھتے ہیں ۔(۵۶)

" کیا یونیسکو کی کسی ایک دفتری زبان سے وابستہ افراد میں سے کوئی بھی اپنی زبان کو نیچا دکھانا چاہے گا ۔ "

اگر ہم کمشنر زبان ہائے دفتری کینیڈا کے نقشے پر نظر دوڑائیں تو ہم یہ کہتے ہیں کہ اپنی قومی زبانوں کو اکثر ممالک نے اپنے دفتروں میں رائج کر رکھا ہے ۔ دنیا کے ۱۲۵ ممالک میں ۶۵ دفتری زبانیں نافذ ہیں ۔ ان میں سے ۹۰ ممالک میں یورپی زبانیں ہیں ، جن میں سے انگریزی صرف ۲۱ ممالک میں ہے ' باقی ۶۵ ممالک میں ان کی قومی زبانیں نافذ ہیں ۔ عربی زبان کو عالمی سطح پر فروغ حاصل ہو رہا ہے ۔ چنانچہ یہ یونیسکو کے علاوہ ۲۰ ممالک کی دفتری زبان ہے ۔ ۲۵ ممالک میں ان کی اپنی قومی زبانیں رائج ہیں اور یہ تعداد اب روز افزوں ہے ۔(۵۷)

51- William J.Sanarin, "Lingua francas of the World", <u>Ibid</u> ,P: 671.

52- Baugh and Cable , <u>Op. - cit.</u> , PP: 5-6 -

53- Martin H.Sable , "Translation " in <u>Encyclopaedia of Library and Information Science</u> , vol.31, Newyork (1981),P:107.

54- Krishna Subramanyam , <u>Scientific and Technical Information Sources</u> , Newyork ,(1981), P:180 -

55- E.E. Reid , <u>Chemistry Through the Language Barrier</u>,Baltimore,(1970),P:2-

56- Baugh and Cable , <u>Op. Cit.</u> , P: 7.

۵۷- ملاحظہ ہو اس نقشے کے حوالے سے اعداد و شمار " اردو اور پاکستان' دنیا کی دفتری زبانوں کے تناظر میں " ، <u>اخبار اردو</u> ، اسلام آباد ، اکتوبر ۱۹۸۸ء ، ص ص : ۹ تا ۱۲ ۔

پھر کون سی زبان عالمی ثقافت کا بار اٹھائے گی ؟ اس کا جواب ہے " مشینی ترجمہ "۔ مارٹن سیبل لکھتا ہے :۔[۵۸]

" بالآخر ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ کمپیوٹر جو الفاظ کو ہندسوں میں بدل دیتا ہے ، حتمی طور پر عالمی 'زبان بن سکتا ہے ۔ (کیا ایسا نہیں ہو سکتا؟) "

۲:۶ اردو سے تعلق اور مسائل :

انگریزی کے مخدوش مستقبل کے پیش نظر اردو کے لیے یہ ممکن نہیں کہ صرف انگریزی ہی کو علمی کھڑکی سمجھ کر اپنے لیے کھولے رکھے اور دوسری زبانوں سے اغماض برتے ۔۔ دوسری طرف ہمارے لیے یہ بھی ممکن نہیں کہ ہم براہ راست انگریزی ہی میں علم حاصل کریں یا دنیا کی تمام زبانوں کو اپنا لیں ہمارے لیے صرف ایک ہی راہ باقی رہ جاتی ہے کہ ہم اردو کی علمی صلاحیتوں میں وسعت پیدا کریں اور ان تمام زبانوں کے ذخیرۂ ادبیات اور اصطلاحات سے استفادہ کر کے اردو کو مستحکم کریں اور قوم کو اپنی تہذیبی زبان میں علمی غوروفکر کے لیے مضبوط واسطہ (Medium) مہیا کریں ۔ اس مقصد کے لیے اردو میں خاطر خواہ غور و فکر بھی کیا جاتا رہا ہے ۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :۔[۵۹]

" میرے علم اور تحقیق میں ہندوستانی زبانوں میں اردو ہی ایک زبان ہے جس میں زمانۂ دراز سے علمی اصطلاحات پر غوروفکر کیا گیا اور مختلف اوقات میں اس کے اصول وضع کیے گئے "

اردو میں کن اصولوں سے کام لیا جانا چاہیئے اور انگریزی سے استفادے کی حدود کیا ہونی چاہیئں، نیز کن انگریزی الفاظ کو برقرار رکھنا چاہیئے اور کن کا ترجمہ ہو جانا چاہیئے، یہ جاننا علمِ اصطلاحات سازی کا بنیادی کام ہے ۔ اس کے لیے بقول مولوی محمدعزیز مرزا بظاہر تین طریقے ہو سکتے ہیں :۔[۶۰]

"۱۔ ایک یہ کہ جملہ اصطلاحات کا ترجمہ اپنی زبان میں خواہ مترادف الفاظ موجود ہوں یا نہ ہوں ، کیا جائے ۔
۲۔ دوسرے جن الفاظ کا ترجمہ اپنی زبان میں بآسانی ممکن ہو ، ان کا ترجمہ کیا جائے اور جن الفاظ کا ترجمہ ایک لفظ میں نہ ہو سکے ۔ وہ اصل الفاظ خواہ اسی شکل سے یا شکل بدل کر لے لیے جائیں ۔
۳۔ تیسرا طریقہ یہ ہے کہ تمام اصطلاحات بجنسہٖ اپنی زبان میں منتقل کر لیے جائیں ۔"

اس کے علاوہ ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ اصطلاحات سازی کا علمی مطالعہ کیا جائے ۔ انگریزی اصطلاحات کی نوعیت اور اقسام کو سمجھا جائے اور ان کے مطابق ، نیز اپنی ضروریات کے لیے اردو کی صلاحیت سے استفادہ کرتے ہوئے اردو میں اصطلاحات سازی کی جائے اور یہ سارا کام انگریزی کی سائنسی اور علمی اکادمیوں کی طرح مجالسِ استناد کی معیار بندی کے بعد شائع کیا جائے ۔ اس کے لیے بقول مولوی عبدالحق " فن اور زبان کا صحیح علم ، غوروفکر اور محنت شرط ہے ۔ آخر دوسری زبانوں میں یہ اصطلاحیں کہاں سے آ گئیں ، ان کے لیے آسمان سے نہیں اتری تھیں ۔ ان زبانوں کی حالت بھی کم و بیش ایسی ہی تھی ، جیسی ہماری زبان کی ہے "۔[۶۱]

58- Sable , Op . cit. P: 107 -

۵۹۔ مولوی عبدالحق ، اردو میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، کراچی (۱۹۲۹ء) ، ص ۱: ۔

۶۰۔ مولوی محمد عزیز مرزا ، "انجمن ترقی اردو کا فرض " المعلم ، حیدر آباد دکن جلد سوم ، نمبر ۹، اردی بہشت ۱۳۳۶ ف ، (مارچ ۱۹۲۶ء) ص ص: ۶ ، ۷ ۔

۶۱۔ مولوی عبدالحق "مقدمہ " مشمولہ ، فرہنگ اصطلاحات بنکاری ، مرتبہ بینک دولت پاکستان ، کراچی (۱۹۵۱ء) ، ص : xi ۔

حصہ اوّل ——— اُصولی مطالعہ

پہلا باب : علمِ اصطلاحات سازی اور اردو (نظری جائزہ)

دوسرا باب : اردو میں اصطلاحات سازی کے اُصول (تاریخی جائزہ)

تیسرا باب : اردو میں اصطلاحات سازی کے رجحانات (تقابلی جائزہ)

پہلا باب

علم اصطلاحات سازی اور اردو (نظری جائزہ)

۱۔ اصطلاح کا مفہوم ——— ۲۶

۱:۱ لغوی مفہوم ۲۶
۱:۲ دیگر مترادفات ۲۷
۱:۳ لفظ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں میں امتیاز ۲۹

۲۔ اصطلاحات کی نوعیت ——— ۳۳

۲:۱ اصطلاح کی ضرورت ۳۳
۲:۲ اصطلاح کا منصب ۳۳
۲:۳ اصطلاح کی خصوصیات ۳۴

۳۔ اصطلاح کا ترکیبی تجزیہ ——— ۳۵

۳:۱ اصطلاحات کی اقسام ۳۵
۳:۲ مفرد اصطلاح ۳۶
۳:۳ مرکب اصطلاحوں کی ذیلی تقسیم ۳۶
۳:۴ مادہ ۳۶
۳:۵ ترکیبی یا اتصالی مادہ ۳۷
۳:۶ ترکیبی یا اتصالی اصطلاح ۳۸
۳:۷ ساق ۳۸
۳:۸ تعریف ۳۸
۳:۹ تشکیلِ مرکب اور مرکب اصطلاح ۳۹
۳:۱۰ مشتق اصطلاح (سابقے ، لاحقے) ۴۲

۴۔ اصطلاحات سازی ——— ۴۸

۴:۱ تعریف ۴۸
۴:۲ اصطلاحات سازی کی حدود ۴۹
۴:۳ اصطلاحاتی معجم کا مفہوم ۴۹
۴:۴ قریہ لغت یا اصطلاحی بنک ۵۱
۴:۵ اصطلاحات سازی کی نوعیت ۵۲

۵۔ اصطلاحات کی تاریخ ——— ۵۵

۵:۱ اصطلاحات کا آغاز ۵۵
۵:۲ جدید اصطلاحات میں عربی کا حصہ ۵۶

۵:۳ عربی میں باقاعدہ اصطلاحات سازی ۵۷
۵:۴ یورپ میں اصطلاحات سازی کا آغاز ۵۹
۵:۵ کثیرلسانی اصطلاحی لغات ۶۱
۵:۶ موجودہ رجحانات ۶۲

۶۔ مسلم ممالک میں جدید اصطلاحات سازی —— ۶۳

۶:۱ عربی اصطلاحات سازی ۶۳
۶:۲ فارسی اصطلاحات سازی ۶۷
۶:۳ ترکی اصطلاحات سازی ۷۱
۶:۴ ملائی اصطلاحات سازی ۷۱
۶:۵ اردو کی حدِّ استفادہ ۷۲

۱۔ اصطلاح کا مفہوم

۱:۱ لغوی معنی :

اصطلاح عربی زبان کا لفظ ہے ۔ اس کا مادہ ص ل ح (الصلح) ہے ۔ اس کے معنی سلامتی ،رضامندی دوستی اور مصالحت کے ہیں ۔ اس سے اصطلح اور الاصطلاح کے الفاظ مشتق ہیں ۔ ابنِ منظور نے " لسان العرب " میں الصلح کو " ضد الفساد " اور الاصطلاح کو " نقیض الاستفساد " قرار دیا ہے [(۱)] علامہ شبیر بخاری لفظ "اصطلاح " کے اشتقاق کے بارے میں لکھتے ہیں [(۲)] :۔

" قواعد کی رو سے باب افتعال میں لانے سے صاد مہملہ ف کلمہ کے مقابل واقع ہوئی ۔
اس لیے تائے افتعال کو حائے حطی سے بدل کر لفظ اصطلاح معرضِ وجود میں آیا ۔"

لفظ اصطلاح کے معنی " المنجد" کی رو سے " کسی خاص قوم یا جماعت کا کسی لفظ کے ان معانی پر اتفاق کر لینا ہے جو اصل معنی کے علاوہ ہوں ۔" [(۳)]

" فرہنگِ آصفیہ " میں سید احمد دہلوی نے اصطلاح کے معنی " باہمی صلاح مشورہ کرنے" کے لکھے ہیں اور"کسی گروہ کا متفق ہو کر کسی لفظ کے معنی ان کے معنی کے علاوہ مقرر کر لینے کے ہیں جو مروج ہوں اور یہ کہ ہم اپنی قوم کی اصطلاح میں اس لفظ سے مخصوص معانی مراد لیں گے" [(۴)]

ڈاکٹر سلیم فارانی کے نزدیک [(۵)] :

"اصطلاح اس مفرد لفظ یا مرکب کو کہتے ہیں جو ایسے علمی مطالب کے ادا کرنے کے لیے وضع کیا جاتا ہے ، جن کو پورے طور پر بیان کرنے کے لیے لمبی عبارتیں یا جملے کہنے یا لکھنے پڑتے ہیں ۔"

مہر آفتاب حسن لکھتے ہیں [(۶)] :۔

" اصطلاح شاہی اس مختصر لفظ کا ہے جو طویل جملے کی جگہ لے لیتا ہے اور علوم میں نہایت مفید مختصر بیان پیدا کر دیتا ہے ۔"

مرزا سلطان احمد کے نزدیک بھی اصطلاح کا مفہوم یہی ہے [(۷)] :۔

"اصطلاح کیا ہے ۔ایک خلاصہ بعض قرار یافتہ صور اور مطالب و اعراض کا ایک خوش اینڈ عنوان یا ایک مختصر سا دیباچہ ۔ وہی اصطلاح روشن اور مفید ہوتی ہے ، جو اپنے اندر باعتبار ایک علمی بحث کے بجائے خود ایک جامعیت اور وضاحت رکھتی ہو ۔"

ڈاکٹر شوکت سبزواری لکھتے ہیں [(۸)] :۔

" اصطلاح کے لفظی معنی ہیں" اتفاق"۔لیکن عرفِ عام میں وہ مصطلح یعنی"متفق علیہ"کے معنوں میں مستعمل ہے ۔ ہم اصطلاح اس لفظ کو کہتے ہیں جس کے کسی خاص علم و فن میں لغوی معنی سے الگ کوئی مناسب معنی ، یا عام اور متعدد معنی میں سے کوئی ایک معنی متعین کر لیے جائیں اور اس علم و فن کی متداول کتابوں میں وہ لفظ اپنے اِس مخصوص معنی میں عام طور سے مستعمل ہو ۔"

وحید الدین سلیم نے مختصراً بیان کیا کہ " اصطلاحیں دراصل اشارے ہیں جو خیالات کے مجموعوں کی طرف ذہن کو فوراً منتقل کر دیتے ہیں ۔" [(۹)]

۱۔ ابنِ منظور ، لسان العرب ، جلد نمبر ۲، تہران (۱۴۰۵ھ) " صلح " ، ص ص :۵۱۶، ۵۱۷ ۔

۲۔ سید غلام شبیر بخاری ، " اردو اصطلاحات سازی ، ایک مطالعہ " ، اردو نامہ ، لاہور (سالنامہ) مارچ ۱۹۸۳ء ، ص :۱۲ ۔

۳۔ المنجد (عربی ۔اردو) ، کراچی (۱۹۶۰ء)، مادہ ص ل ح "الاصطلاح " ص :۶۹۹ ۔

۴۔ سید احمد دہلوی ، فرہنگِ آصفیہ ، جلد اول ، " اصطلاح " ص :۱۸۲ ۔

۵۔ سلیم فارانی ، " اصطلاحات کا مسئلہ " ، آموزش ، لاہور (اصطلاحات نمبر) ،مارچ ۱۹۵۰ء ، ص :۷ ۔

۶۔ آفتاب حسن ، اردو ذریعہ تعلیم اور اصطلاحات ، ص :۲ ۔

۷۔ مرزا سلطان احمد ، زبان ، لاہور (۱۹۲۳ء)، ص :۲۵۶ ۔

۸۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری، " علمی اصطلاحات کے اردو ترجمے (لسانی اصطلاحات کی روشنی میں)، ماہِ نو کراچی ، شمارہ خصوصی، مارچ ۱۹۶۳ء ، ص :۲۲، ومشمولہ" اردو لسانیات ، کراچی (۱۹۶۶ء)، ص :۱۶۷ ۔

۹۔ وحید الدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص :۱۲ ۔

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں[10]:-

" اصطلاحی طور پر جملہ زبانوں کے ماہرین السنہ اس حقیقت کو مانتے ہیں کہ اصطلاح کے مطالب و معانی مخصوص، معین اور محدود ہوتے ہیں ۔ ہر اصطلاح علما اور فضلا کی مخصوص علمی اورفنی ضرورتوں کو پورا کرتی ہے اور اکثر اوقات اصطلاحی معنی لغوی معنی کے مدار میں گردش نہیں کرتے بلکہ معنی کا اپنا ایک الگ مدار تشکیل دیتے ہیں ۔ "

ڈاکٹر گوپی چند اصطلاح کو وضعی لفظ قرار دیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک " اصطلاح سے مراد ایسا لفظ ہے جسے کسی معینہ معنی میں استعمال کرنے کے لیے بالارادہ وضع کیا جائے ۔"[11]

علامہ غلام شبیر بخاری لکھتے ہیں کہ" اگرچہ علما الفاظ کو اپنی ضرورتوں کے تحت مخصوص معانی پہنا دیتے ہیں اور یہ معنی لغوی معانی کے علاوہ ہوتے ہیں لیکن " ان اصطلاحی اور لغوی معانی میں کچھ نہ کچھ باہمی نسبت بھی ہوتی ہے "۔[12]

گویا ہم بآسانی کہہ سکتے ہیں کہ اصطلاح ایسا لفظ یا لفظوں کا مجموعہ ہوتی ہے جسے چند خاص لوگ کسی خاص معانی کے لیے مخصوص کر لیتے ہیں ۔ اصطلاح کا مفہوم اس کا اپنا مخصوص مفہوم ہوتا ہے جو لغوی مفہوم سے متعلق بھی ہو سکتا ہے اور مختلف بھی ۔

اصطلاح کی لغوی نوعیت کے لحاظ سے اہل قواعد نے اسے " عُرف " کی ذیل میں سے قرار دیا ہے ۔ بعض کے نزدیک یہ "عُرفِ خاص" ہے ۔ جو کسی خاص مقام یا کسی خاص طبقے ہی میں رائج اور مشہور ہو۔ ہر فن کی اصطلاحیں عرف خاص میں شمار کی جائیں گی ۔[13] مصطفٰے احمد زرقا کے نزدیک چونکہ "عُرفِ خاص بہت ہی متنوع ہے" اس کی نئی نئی صورتیں پیدا ہوتی رہتی ہیں کہ ان کا حصر اور تحدید ناممکن ہے"۔[14] اس لیے ہمیں " عرفِ خاص" میں سے اصطلاح کی تخصیص کرنا پڑے گی ۔ چنانچہ جب کسی عرف میں لفظ کے معانی کا استعمال اس کے خاص مفہوم میں ہو جیسے لفظ شربت کے استعمال میں اس کے لغوی معانی " پینے " کی بجائے معنی شیریں مشروب کے ہوں تو یہ " عرفِ لفظی " کہلائے گا ۔ مجیب اللہ ندوی کے نزدیک ہر طرح کے علم وفن کی اصطلاحات اور پیشہ ورانہ الفاظ عرفِ لفظی ہیں ۔[15]

"عرفِ لفظی" کی مزید تحدید کرتے ہوئے مصطفٰے احمدزرقا نے کہا ہے کہ جو الفاظ اور تراکیب لوگوں میں شائع ہوں اور بغیر کسی قرینہ کے اور عقلی ارتباط کے ان سے ایک خاص مفہوم مراد ہو تو ایسے الفاظ اور تراکیب" عرفِ قولی لفظی" کہلاتے ہیں ۔[16] گویا اصطلاح "عرفِ قولی لفظی" ہے ۔

القرافی "عرفِ قولی لفظی" کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-[17]

" عرفِ قولی یہ ہے کہ اہلِ عرف عادتاً کسی لفظ کو متعین مفہوم میں استعمال کرتے ہوں۔"

۱:۲ دیگر مترادفات :

اصطلاح کے لیے اردو میں اس کے علاوہ " مصطلح " کا لفظ بھی استعمال کیا جاتا رہا ہے ۔ عربی فارسی میں آج بھی مصطلح کا لفظ مستعمل ہے ۔[18] البتہ اردو میں اب اس کا رواج کم ہوتا چلا گیا ہے ۔ " فرہنگِ آصفیہ " اور پلیٹس کے لغت میں مصطلح کے معنی " صفت " میں " اصطلاح ہوجانا " اور "متفق ہو جانا " کیے ہیں ۔ مجازاً یہ لفظ اصطلاح کے لیے ہی استعمال ہوتا رہا ہے ۔[19] چونکہ یہ لفظ اسم صفت ہے ، اس لیے لفظ " اصطلاح " کے مقابلے میں موزوں نہیں ۔

۱۰- انور سدید " اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ "، ماہنامہ محفل ،لاہور ،جولائی ۱۹۸۸ء، ص :۲۹ اورمشمولہ ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات

۱۱- ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، " اصطلاحات سازی " ،غالب ،کراچی جلد ۲ ،شمارہ ۱ شاہ ،جنوری تامارچ ۱۹۷۶ء ص :۲۹ -

۱۲- سید غلام شبیر بخاری ، محولہ بالا ، ص : ۱۲ -

۱۳- مجیب اللہ ندوی ، فقہ اسلامی اور دور جدید کے مسائل ، لاہور ، (۱۹۸۲ء) ، ص : ۱۳۶ -

۱۴- المؤطا جلد ۲ ، ص ۸۳۹ بحوالہ مجیب اللہ ندوی ، ایضاً ، ص : ۱۳۶ -

۱۵- ندوی، ایضاً ، ص ص :۱۳۲-۱۳۳ ۔

۱۶- مصطفٰے احمد زرقا ، فی ثوبہ الجدید ، دمشق (۱۹۶۳ء) ،جلد ۲،ص : ۸۳۲ -

۱۷- القرافی ، الفروق ، جلد ۱ ، ص :۱۷۱ ۔

18- Baroomand ,KaVoosy, English-persian Dictionary , Tehran (1363), "Term" [اصطلاح، مصطلح]
+ Baalbaki,Munir, Almawarid ,Beirut(1978),"Term" "مصطلح" "Terminology" مصطلحات الفنیہ -

۱۹- " فرہنگِ آصفیہ " جلد سوم، "مصطلح " (صفت) اصطلاح کردہ شدہ بطور مجاز۔

انگریزی میں اصطلاح کے لیے متبادل لفظ Term ہے ، جو قدیم فرانسیسی میں Terme ، ہسپانوی میں Termino ، اطالوی میں Termine ، لاطینی میں Terminus ہے – جرمن میں Termo ہے جو یونانی میں Terman سے ماخوذ ہے – جان شیکسپیئر (۱۸۳۲ء) ، فیلن (۱۸۷۹ء) اور پلیٹس (۱۸۸۳ء) کی لغات میں اصطلاح اور مصطلح کے معنی Term ، Conventional Term اور Technical Term کے دیے گئے ہیں – گویا یہ مخصوص اور معین معانی کا نام ہے – اکسفورڈ ڈکشنری میں اس کے معنی درج ذیل ہیں :[۲۰]

" ایسا لفظ یا ترکیب جو حتمی یا مختصر طور پر کسی موضوع ، علمی یا فنی کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہو – خواہ ایک تکنیکی اظہار کے طور پر ہو –
۲– وسیع استعمال میں کوئی لفظ یا الفاظ کا مجموعہ جو کسی تصور یا ترقیم کو پیش کرنے کے لیے استعمال ہو یا خیالِ مفروش کو پیش کرے –"

ویبسٹر جامع ڈکشنری " میں "Term" کے نسبتاً زیادہ واضح اور مشرح معنی دیے گئے ہیں – اس کے مطابق:[۲۱]

" ایسا لفظ یا بیان جو کسی معین شے کو بیان کرنے کے لیے استعمال ہو ، تکنیکی بیان ہو ، یا سائنسی اصطلاح ہو – ۲– کوئی لفظ یا بیان جو کسی تصور یا خیال کا ابلاغ کرے – اصطلاح لفظ کے مقابلے میں پابند ہوتی ہے جو معانی کو بیان کے مقررہ نقطے پر یا مضامین کے مخصوص درجے تک محدود کرتی ہے ، جیسے جب ہم اصطلاحات کی تعریف کے بارے میں بات کرتے ہیں تو اس سے (ہماری) مراد کسی بحث میں کلیدی الفاظ سے ہوتی ہے یا جیسے ہم کہتے ہیں " قانونی یا سائنسی اصطلاحات "–

لسانیات کی لغات میں اصطلاح سے " عمومی طور پر لفظ کا مرادف مراد لیا جاتا ہے یا مخصوص طور پر ایسا لفظ یا مجموعۂ الفاظ جو ترکیبی اکائی پیدا کرے "–[۲۲] یہ ترکیبی اکائی دراصل "مفہوم کی اکائی" ہے – جس پر ہم پہلے ہی بحث کر چکے ہیں – گیلنسکی نے اس کی وضاحت کی ہے ، جو ضمیمہ "ک" میں دی گئی ہے –

اردو کی طرح انگریزی میں اس لفظ کے لیے دیگر مترادفات بھی استعمال ہوتے رہے ہیں – ان میں Jargon ، Geotome ، Jetsam اور Syntagm قابلِ توجہ ہیں – آخری لفظ Syntagm جدید اصطلاحی بنک* میں موجود اصطلاح کو کہتے ہیں – جبکہ باقی الفاظ قدیم ہیں –

ویبسٹر میں Jargon سے مراد " تکنیکی اصطلاحات ہیں ..... ماہرین کی .... یا خصوصاً کسی مخصوص مضمون کی اصطلاحات کو کہا جاتا ہے "[۲۳] اس کی وضاحت یوں بھی کی گئی ہے کہ Jargon کے معنی پرندوں کی چہچہاہٹ کے ہیں – مجازاً غیر دانشمندانہ گفتگو کو کہا جاتا ہے اور پھبتی کے طور پر علما کی زبان ، سائنس کی اصطلاحات کے لیے استعمال ہوتا ہے "–[۲۴] پیٹر گرے کے نزدیک یہ ایسی غیر ضروری اصطلاحات کا نام ہے جو خصوصی ماہرین اپنے علم کو محدود کرنے کے لیے اکثر اوقات گھڑ لیتے ہیں – اس بات کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتا ہے :[۲۵]

"حیاتیات کے بہت سے ماہرین زیرِبحث موضوع کے معانی کو غیروں سے بچانے کے لیے گھڑ لیتے ہیں۔ اس سے مراد ایسے نئے الفاظ ہوتے ہیں جو پرانے الفاظ کی جگہ استعمال کیے جاتے ہیں – انھیں چین سن نے Geotome یعنی متشابہ الفاظ اور کارپینٹر نے Jetsam یعنی گرے پڑے الفاظ قرار دیا ہے – "

* اصطلاح اور "مصطلح" کے الفاظ اردو میں روزمرّوں اور محاوروں کے معنی میں بھی استعمال ہوتے رہے ہیں – لیکن بہت جلد اس مفہوم میں ان کا استعمال متروک ہو گیا – چنانچہ اٹھارویں صدی عیسوی میں بعض ایسی کتابیں بھی ہمارے سامنے آتی ہیں ، جن میں محاورے بیان ہوئے ہیں لیکن ان کا نام اصطلاحات یا مصطلحات

20- The Oxford Dictionary (1976) , Vol XI , "Term " -
21- Webster's Comprehensive Dictionary Encyclopaedic Edition(1982)"Term" .
22- Dictionary of Linguistics ,Totowa,(1980) "Term " .
23- Webster's ,Op. cit. , "Jargon "_
24- Bevan , Stanley C.,S. John Gregg and Anglo Rosseinsky ,Concise Etymological Dictionary of Chemistry , London (1976),P: 5 _
25- Peter Grey , The Dictionary of the Biological Sciences, New york(1967) PP. XI - XII _

رکھا گیا ہے ۔ انھیں ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری نے بھی "سہوا" کتبِ اصطلاحات میں شامل کیا ہے لیکن درحقیقت یہ اصطلاحات کی کتب نہیں ۔(۲۶)

۱:۲ لفظ کے لغوی اور اصطلاحی معنوں میں امتیاز :

عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ لفظ کے معنی میں بے پناہ وسعت ہوتی ہے اور ایک ہی معانی کے لیے کئی مترادفات استعمال ہو سکتے ہیں ۔ لیکن الفاظ کے معنویاتی تجزیے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ہر لفظ بنیادی طور پر ایک ہی معنی کے لیے وضع ہوتا ہے ۔ معانی لفظ کے سیاق و سباق ، استعمال اور تاریخ کے لحاظ سے بدلتے رہتے ہیں یا پھر اس کی منطقی نوعیت سے متعین ہوتے ہیں ۔

" رسالہ شمسیہ " میں نجم الدین کاتبی قزوینی " لفظ " کی بحث کے تحت لکھتے ہیں کہ " لفظ معنی (ذہنی تصور) کی علامت ہے جو اسے ظاہر کرنے کے لیے وضع کی جاتی ہے ۔(۲۷) گویا لفظ کے معانی وہی ہوتے ہیں جو اس کی وضع سے متعین ہوتے ہیں ۔ بعد ازاں متعدد نوعیتوں میں ان کے استعمال سے معانی مختلف ہو سکتے ہیں ۔ مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :۔(۲۸)

> " مفہوم یا تو کُلّی ہوتا یا جزوی ۔ نوعِ کُلّی وہ ہے جو کئی جنسوں اور فصلوں پر مشتمل ہو سکتی ہے ۔ مفہوم کلی ذاتی (لازمی) اس وقت کہلاتا ہے جب اس شے کے لیے استعمال میں آئے جس نوع کے لیے کبھی گئی ہو اور کلی عرضی (حادث) اس وقت کہلاتا ہے جب کسی وقوع پذیر کے لیے استعمال میں آئے ۔"

یعنی جب لفظ کُلّی العرضی کے طور پر استعمال میں آئے تو اسے ہم دوسرے الفاظ میں اصطلاحی مفہوم قرار دے سکتے ہیں ۔

اس پہلو پر ایک اہم بحث احمد دین وکیل نے " سرگزشتِ الفاظ " میں کی ہے ۔ ان کے نزدیک تو الفاظ پہلے اصطلاحی معنی میں وضع ہوتے ہیں ، پھر وہ ادبی زبان کا جزو بن جاتے ہیں ۔۔ اس عمل کو وہ متحجر نازک خیالی قرار دیتے ہیں اور زبان کو قوموں کے جذبات ، خیالات اور تجربات کا مجسّمہ سمجھتے ہیں ۔ لکھتے ہیں :۔ (۲۹)

> " یکتائے زمانہ افراد نے جو اشیا کی ماہیت کو نگاہِ غور سے ملاحظہ کیا ہے تو اکثر دفعہ انھوں نے اپنے اس تجربہ کے ذخیرہ کو ایک ہی لفظ میں رکھ دیا ہے ، اور اس لفظ کو ذخیرہ کے ساتھ ہی جو انھوں نے اس میں بھر دیا ہے ، دنیا میں رائج کر دیا ہے اور اس نئے لفظ میں خیالات کا ایک خاص دائرہ مقرر کر دیا ہے جو آئندہ سب لوگوں کے حلقۂ خیالات کا مشترکہ سرمایہ ہو گا ۔"

آگے چل کر مترادفات کے بارے میں لکھتے ہیں کہ مترادف الفاظ کے " معانی یا منشا میں قدرے اختلاف ہے اور یہ اختلاف یا تو پہلے ہی قرار دیا جا چکا ہے یا ان میں مرکوز ہے ۔ وہ بالکل متحد المعانی نہیں "(۳۰) اس کے لیے وہ چند مثالیں مثلاً اٹکل اور تخمینہ ، بولی اور زبان ، بھرم اور عزت ، عبادت اور پرستش ، زاویہ اور گوشہ ، بخیل اور کنجوس وغیرہ سے دیتے ہیں اور ان کے معانی کے فرق کو بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ " الفاظ اپنی اصلیت سے بہر حال وابستگی رکھتے ہیں ۔ "(۳۱) لغت اور اصطلاح کے فرق کے بارے میں "کشاف اصطلاحات الفنون " کے دیباچے میں محمد پروین گناباذی لکھتے ہیں :۔(۳۲)

> " لغت کا لفظ یونانی لوغوس سے "کلمہ " کے معنی میں نکلا ہے ۔ اس کا اطلاق ایسے کلمہ پر ہوتا ہے کہ کسی قوم کی بول چال میں متفق علیہ ہو جائے اور اصطلاح پر عرفِ خاص کا اطلاق ہوتا ہے ۔ یعنی اس کی وضع اور استعمال پر لوگوں کے گروہِ خاص کا اتفاق ہو ۔"

۲۶۔ ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہان پوری ، " اردو اصطلاحات سازی (کتابیات" اسلام آباد (۱۹۸۴ء) میں صفحہ ۲ پر ملاحظہ ہو ۔ " شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان " از مرزا جان طپش دہلوی ۔ یہ کتاب ۱۲۰۷ھ میں لکھی گئی اور مرشد آباد ۱۲۶۵ھ میں شائع ہوئی ۔ عابد رضا بیدار نے ۱۹۷۷ء میں اسے خدا بخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ کے جرنل میں شائع کیا اور ۱۹۷۹ء میں علیحدہ کتابی صورت میں شائع کیا ۔ یہ اردو محاورات پر مشتمل کتاب ہے ۔ خود مصنف نے دیباچے میں لکھا ہے کہ " یہ دیارِ دہلی کے محاورہ اور اردوئے معلی کے فصحا کے روزمروں پر مشتمل ہے " (تمہید از مصنف صفحہ ۹) ۔ ایسی ہی صورت سید احمد دہلوی کی کتاب "لغات النسا" کے بارے میں ہے ، جس میں عورتوں کے محاورے اور روزمرے بیان ہوئے ہیں ۔

۲۷۔ ملاحظہ ہو ، کشاف اصطلاحات الفنون (رسالہ شمسیہ) مخطوطہ جلد سوم ، طہران (۱۹۶۸ء) ص : ۳ ۔

۲۸۔ ایضاً ، ص : ۷ ۔

۲۹۔ احمد دین ، سرگزشتِ الفاظ ، ص : ۳۲ ۔

۳۰۔ ایضاً ، ص : ۲۲۷ ۔

۳۱۔ ایضاً ، ص : ۲۲۵ ۔

۳۲۔ محمد اعلیٰ تھانوی ، کشاف اصطلاحات الفنون ، جلد اول ، پیش لفظ (فارسی) ، ص : ۲ ۔

گویا لغوی معانی عرفِ عام ہے اور اصطلاح عرفِ خاص ہے ۔ اس کے بارے میں مجیب اللہ ندوی ، مصطفیٰ زرقا اور القرافی کے بیانات اصطلاح کے تحت گزر چکے ہیں۔دراصل زبانوں کے الفاظ محدود اور انسانوں کے خیالات اور تصورات لامحدود ہوتے ہیں ۔چنانچہ ایک ہی لفظ کبھی عرفِ عام اور کبھی عرفِ خاص کی متنوع صورتوں میں استعمال ہوتا ہے ۔

جب زبان میں ایک لفظ کسی معنی کے لیے موجود ہو تو اس کے لیے کسی اور لفظ کا استعمال میں آ جانا اس کی دلالت کرتا ہے کہ زبان کو اس لفظ کی ضرورت تھی اور یقیناً معنی کے کسی پہلو کے لیے نیا لفظ درکار تھا ۔ اس بات کو ہمارے شعری ادب میں بخوبی نبھایا گیا ہے ۔ استاد شعراء نے مترادفات کے نازک فرق کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے ۔ ان کے اس فن کو اردو لغات میں تو سراہا گیا ہے ، لیکن اسے اصطلاحات سازی کے عمل میں بہت کم اہمیت دی گئی ہے ۔ مترادفات کے بارے میں ایک جدید ماہرِ ترجمہ ولسانیات ڈاکٹر یوجین ندا لکھتے ہیں :[۳۳]

" لغات تین بنیادی مفروضوں کے تحت مرتب کیے جاتے ہیں :
۱۔ کوئی لفظ (یا معنویاتی اکائی) دو مختلف سیاق وسباق میں ایک ہی معنی نہیں رکھتا۔
۲۔ کسی زبان میں مترادفات (مکمل مترادفات) نہیں ہو سکتے ۔
۳۔ مختلف زبانوں میں متعلقہ (متبادلات) الفاظ بالکل یکساں معنی کے حامل نہیں ہوسکتے۔"

یہی وجہ ہے کہ عام بول چال اور ادبی زبان میں الفاظ کے مجازی اور استعاراتی معانی استعمال کیے جاتے ہیں۔ مگر علمی گفتگو میں ہمیں الفاظ کے ان معنوں کی طرف جانا پڑتا ہے جن پر اتفاق راشی ہو اور جو دلالت وضعی یا عرفِ لفظی کے تحت سامنے آئیں ۔ کیونکہ وہاں ہمیں لفظ سے مختص معانی ہی مراد لینا ہوتے ہیں ۔ شان الحق حقی لکھتے ہیں :[۳۴]

" نحوئین کی زبان میں تو ہر لفظ جو بطور استعارہ استعمال نہ ہوا ہو" اصطلاح" کہلاتا ہے ۔ چنانچہ کوئی لفظ یا" اصطلاح" ہوتا ہے یا" تمثیل" ۔ "

سید عابد علی عابد نے اس کی وضاحت بہت عمدہ طریقے سے کی ہے [۳۵] :۔

" اصطلاحات کا تعلق علمِ معانی سے ہے کہ اصطلاح میں بھی دلالت ہمیشہ وضعی ہوتی ہے ۔ یہ درست ہے کہ ایک لفظ کے عام معانی اور ہوتے ہیں اور اصطلاحی معنی اور ۔ لیکن دونوں صورتوں میں دلالت کی صورت وضعی ہی قائم رہتی ہے ۔ مثال کے طور پر اردو محاورے میں فکر ،تشویش اور غور و فکر کو بھی کہتے ہیں ۔ لیکن منطقیات کی اصطلاح میں یہ عمل ذہنی ہے جس سے کام لے کر ہم مقدمات کو ترتیب دیتے ہیں اور نتائج کا استنباط کرتے ہیں ۔

اگرچہ لفظ کے معانی اصطلاح بننے پر بدل گئے ہیں لیکن لفظ جب اصطلاح بن چکے تو پھر متعلقہ علم میں بحیثیت اسی معنی میں استعمال ہو گا اور اس کے لیے کبھی کوئی دوسرے معانی نہیں لیے جائیں گے ۔ یہی دلالتِ وضعی کی شناخت ہے کہ درخت کہہ کر پتھر کبھی مراد نہ لیں گے ۔ "

وضعی اور اصطلاحی مفہوم میں امتیاز کو ڈاکٹر شوکت سبزواری نے یوں بیان کیا ہے :[۳۶]

" حرف کے معنی ہیں " کنارہ " ۔ گرامر میں حرف ایک کلمہ ہے ، جس کے معنی مستقل نہ ہوں ۔ فقہ کے معنی ہیں جاننا اور سمجھنا ۔ دینیات میں فقہ دین یا شریعت کا جاننا ہے ۔ لغت میں یہ لفظ عام تھا ۔ اصطلاح میں خاص کر لیا گیا ۔"

الفاظ کے لغوی اور اصطلاحی معنی میں امتیاز کو ڈاکٹر مسکین حجازی نے صحافتی اصطلاحات کے ضمن میں بیان کرتے ہوئے مزید مثالیں دی ہیں :[۳۷]

" طلب اور رسد کے لفظی معنی مانگ اور فراہمی کے ہیں عام طور پر یہ الفاظ لغوی معنوں میں ہی استعمال ہوتے ہیں ۔ یعنی اس کو چائے کی طلب محسوس ہوئی۔ اسے

33- Nida , Eugene A., Language Structure and Translation, Stanford(1975), P:5.

۳۴۔ شان الحق حقی ، " وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث " ، مشمولہ ، تحقیق اور وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات صفحہ ۱۱ ۔

۳۵۔ سید عابد علی عابد ، اصول انتقادِ ادبیات ،لاہور (۱۹۶۹ء)، ص : ۱۹۰ ۔

۳۶۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ،"علمی اصطلاحات کے اردو ترجمے " ، محولہ بالا ، ص :۱۲ ، اردو لسانیات ، ص : ۱۴۹ ۔

۳۷۔ مسکین حجازی ، صحافتی زبان ، لاہور ، (۱۹۷۵ء)، ص ص : ۸۵،۸۶ ۔

سگریٹ کی طلب ہے - کارپوریشن کی جانب سے پانی کی فراہمی کا انتظام تسلی بخش ہے۔ ڈپو پر آٹے کی فراہمی جاری ہے وغیرہ - لیکن معاشیات میں ان دونوں کے معنی ذرا مختلف ہیں ۔" مانگ" سے مراد ہے اشیائے ضرورت کی مطلوبہ مقدار و تعداد جو میسر ہے - اس لیے معاشیات میں" مانگ" وسیع تر طلب اور فراہمی ، وسیع تر رسد کے معنوں میں استعمال ہوتی ہے ۔" سرخی ، چوکھٹا ، پیشانی" کے لفظی معنی سب کو معلوم ہیں لیکن صحافت میں یہ تمام الفاظ مختلف معنوں میں استعمال ہوتے ہیں - صحافت میں خبر کا عنوان سرخی کہلاتا ہے - جس خبر کے چاروں طرف نمایاں لکیر دی گئی ہو اسے چوکھٹا کہا جاتا ہے - اخبار یا رسالے کے نام کی تختی پیشانی کہلاتی ہے -"

الشیخ حسین مفتی نے لفظ کے وضعی ، لغوی اور اصطلاحی مفہوم کے فرق میں لفظ کی قسمیں بیان کی ہیں - وہ لکھتے ہیں :[۲۸]

" اگر لفظ کی حقیقت کا باعتبارِ وضعِ لغت یا باعتبارِ اصطلاح جائزہ لیاجائے تو اس کی چار قسمیں بنتی ہیں اول حقیقتِ لغوی یعنی لفظ کے وہ معنی جو اس کے باعتبار لغت ہیں جیسے دابہ کا لفظ زمین پر چلنے والے ہر جانور کے لیے وضع ہوا ہے - دوم حقیقت شرعیہ یعنی ایسا لفظ جسے شریعت نے کسی خاص معنی کے لیے مقرر کر دیا ہو جیسے لفظ صلاۃ - سوم عرفیہ خاصہ جس کا مفہوم یہ ہے کہ اہل عرف خاص یعنی کوئی مخصوص طبقہ یا جماعت کسی لفظ کو کسی خاص مفہوم میں استعمال کرنے لگیں - اس میں علوم وفنون سے متعلق جملہ مصطلحات اور پیشوں اور حرفتوں سے متعلق عام مصطلحات آ جاتی ہیں - چہارم عرفیہ عام جس کا مفہوم یہ ہے کہ ایک علاقے کے تمام لوگ کسی لفظ کو کسی خاص معنی میں استعمال کرنے لگیں - مثلاً دابہ سے سواری کا جانور مراد لینا"۔

ہلال احمد زبیری لکھتے ہیں کہ اصطلاح جب بن جاتی ہے تو وہ کسی اور زبان کی اصطلاح کا بدل ہو جاتی ہے اور لغوی معنی کے ساتھ اس کا کلی رابطہ لازم نہیں ہوتا[۲۹] یعنی اصطلاحی مفہوم اور لغوی مفہوم میں امتیاز پیدا ہوجاتا ہے -

الفاظ کبھی لغوی مفہوم میں اور کبھی اصطلاحی مفہوم میں استعمال ہوتے ہیں - تاہم لغت اور اصطلاح میں امتیاز کرنا خاصا مشکل ہوتا ہے - بقول گنناہادی " کبھی لغت اصطلاح کہلاتی ہے اور کبھی اصطلاح لغت کے مفہوم میں آ جاتی ہے - مثلاً نماز کا لفظ لغت میں بندگی اور اصطلاحِ شرع میں رکوع و سجود کا خاص عمل ہے"- [۳۰]

بعض اوقات یوں بھی ہوتا ہے کہ ایک لفظ اپنے اصطلاحی مفہوم میں بھی انہی معنوں میں استعمال ہوتا ہے جن میں وہ لغوی معنوں میں استعمال کیا جاتا ہے - مثلاً "تحلیل" کا لفظ بمعنی حل کرنا، ٹکڑے ٹکڑے کرنا اجزا میں تقسیم کرنا استعمال ہوتا ہے - اصطلاحی طور پر بھی اس کا مفہوم یہی ہے - اسی طرح تقسیم، انحراف ترمیم، تمثیل، اساس، قاعدہ وغیرہ ایسے الفاظ ہیں جو لغوی معنی اور اصطلاحی معنی میں یکساں ہیں۔ ایسے الفاظ کے اصطلاحی مفہوم کو ہم صرف ان کے مضمون میں متعین معنوں کے ذریعے ہی سے پہچان سکتے ہیں۔ ایسی ایک مثال یونانی لفظ Argent کی ہے جس کے لغوی ، ادبی اور اصطلاحی معانی کا چلن ملاحظہ ہو :[۳۱]

" چاندی کے لیے Ag کی علامت استعمال کی جاتی ہے جو Argos سے مشتق ہے اور ایک اور انگریزی لفظ To Argue ہے ، جو اسی یونانی لفظ سے نکلا ہے ، جس کے معنی ہیں " چمکتا ہوا ، سفید " اس سے لاطینی لفظ Arguere نکلا جس کے اصل معنی ہیں "چاندی کی طرح سفید" اور بعد میں اس کے معنی " صاف کرنا " اور ثابت کرنا " کے ہو گئے - وہاں سے یہ لفظ فرانسیسی میں آیا اور پھر انگریزی میں "دلیل دینے" کے معنی میں استعمال ہونے لگا - یونانی میں یہ لفظ Argyros (سفید چمکدار دھات) کے معنی میں ہے جہاں سے برزیلس نے ۱۸۱۲ء میں اسے چاندی کے بطور اصطلاح استعمال کر لیا "۔

۲۸- الشیخ حسین مفتی ، تہذیب الفروق ، بیروت (س - ن) ،جلد ۱،ص : ۱۸۷(حاشیہ برصفحہ) -

۲۹- " اردو زبان میں تراجم " ،اخبار اردو ، کراچی، مئی ۱۹۸۲ء، منتخبات اردونامہ ، ص : ۲۲۶ -

۳۰- کشاف اصطلاحات الفنون ، ص : ۲ -

41- Bevan and Others, Concise Etymological Dictionary of Chemistry , P:5 -

دور جدید میں علم اصطلاحات سازی کے ایک عالمی ماہر اور وی آنا کے "بین الاقوامی اصطلاحی رابطے" (Term Net) کے انتظامی معتمد کرسچین گیلنسکی نے لفظ کے اصطلاحی معنی اور اس کے مترادفات کے بارے میں اپنے ایک مقالے میں تفصیل سے روشنی ڈالی ہے جو اس نے ایک اور ماہر ڈبلیو نیڈوبٹی کے ساتھ "جو بین الاقوامی مرکز اطلاعات برائے اصطلاحات کے ناظم ہیں" مل کر لکھا ہے - ان کے نزدیک:[۴۲]

" عام لغوی اندراج میں بہت سے مرادفات اور مترادفات ہوتے ہیں لیکن اصطلاحی اندراج میں مرادفات کا گزر ممکن نہیں - اس لیے اصطلاحات سازی کے لیے یعنی علوم کے نظم اور ترتیب میں لغات نویسی کا انداز ممکن نہیں"-

نئے علمی نظام میں یہ امر خاص طور پر قابلِ توجہ ہے کہ اصطلاح کے لیے صرف مُعین لفظ استعمال کیا جائے اور اسے ایک ہی معنی میں حتی الامکان استعمال کیا جائے - نیز مترادفات سے گریز کیا جائے -

ہر علم اور فن کی اصطلاحات اس کے ساتھ مخصوص ہوتی ہیں - چنانچہ فلسفہ ، سائنس ، عمرانی علوم ، فنون، ادب ،مذہب ، دفتر ، قانون کی اصطلاحات یا ان کے اصطلاحی مفاہیم مختلف ہوتے ہیں - ان مختلف علوم و فنون کی اصطلاحوں او ان کے مفاہیم میں فرق روا رکھنا ضروری ہوتا ہے - مثلاً "ثقافت" کا لفظ فنون میں کچھ اور معنی دیتا ہے ، ادب میں کچھ اور، بشریات میں اس کے معنی کچھ اور ہیں - اس کے انگریزی متبادل CULTURE کے معنی سائنس اور طب میں مختلف ہیں - قاموس الاصطلاحات از شیخ منہاج الدین میں اس کے پانچ معنی دیے گئے ہیں - ۱-(عمرانیات)تہذیب ۲،-(زراعت)کاشتکاری، ۳-(جرثومیات)کاشتِ جراثیم ۴،- تربیت تہذیب اخلاق - ۵-(حیاتیات) کِشت -

کسی قسم کے الفاظ کو اصطلاح میں کسی طرح سے استعمال کرنا مناسب ہوتا ہے ، اس کے بارے میں حیدر آباد دکن کے مولوی محمد عزیز مرزا مرحوم کی تجاویز بھی پیشِ نظر رکھی جا سکتی ہیں - الفاظ کے اصطلاحی معانی کے تعین کرنے کے سلسلے میں وہ اپنا نظریہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :-[۴۳]

" سب سے پہلی شرط تو یہ ہے کہ وہ پورے طور پر اصطلاح کا مفہوم ادا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں، دوسرے: معنی میں مستعمل نہ ہوتے ہوں - تیسرے: عامیانہ یا بازاری نہ ہوں - مگر اس کے ساتھ ساتھ بالکل اجنبی اور غیر مانوس بھی نہ ہوں - چوتھے: بلحاظ تلفظ و موقعِ استعمال وہ ایسے شاندار اور بھاری بھر کم ہوں کہ ان کا استعمال متانتِ علمی کے خلاف نہ ہو -

اگرچہ ایک پانچویں شرط بھی قائم کی جا سکتی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ کثیر الاستعمال نہ ہوں لیکن میرے خیال میں یہ شرط زائد از ضرورت ہے کیونکہ اگر کوئی لفظ کسی اصطلاح علمیہ کا صحیح تصور ادا کرنے کی قابلیت رکھتا ہو اور اس میں مندرجہ بالا عیوب بھی نہ ہوں تو اس کا کثیر الاستعمال ہونا مُمِدِ مقبولیت ہو گا نہ اس کے خلاف"-

وہ دار الترجمہ بغداد کے طریقے یعنی " تعریب " کو قابل توجہ سمجھتے ہیں - ان کے نزدیک اگر اصطلاح کا مفہوم اپنی زبان کے کسی لفظ سے ادا کرنا ممکن نہ ہو تو قدیم یونانی لفظ کو اپنی زبان کے قالب میں ڈھال کر شریکِ زبان کر لیا جائے - انگریزی میں بھی یہی طریقہ ہے کہ یا تو مروّج لفظ کو محدود کر دیتے ہیں یا قدیم یونانی زبان سے اشتقاق یا ترکیب کے قاعدے سے بنا لیتے ہیں -

---

42- Galinski, C. and Nedobity , W., Terminological Data banks as a Management Instrument, Vieena (1986) p:11-

۴۳- مولوی محمد عزیز مرزا ، "انجمن ترقیِ اردو کا فرض" ، المعلم ،حیدر آباد دکن جلد سوم ،نمبر ۹ اردی بہشت ، ۱۳۳۶ف (مارچ ۱۹۲۶ء)، ص:۷ -

۲- اصطلاحات کی نوعیت

اصطلاحات کی نوعیت کو ان کی ضرورت اور مفہوم ، منصب یا دائرۂ کار سے باسانی سمجھا جا سکتا ہے - دوسرے لفظوں میں اصطلاح کی نوعیت در اصل اس کی خصوصیت کا بیان ہے -

۲:۱ اصطلاح کی ضرورت :

اصطلاحات کی ضرورت کے بارے میں ہم ان کی تعریف، خصوصیات اور منصب کے حوالے سے جان چکے ہیں کہ علوم و فنون کی ترتیب ، تنظیم ، بیان اور تشریح کے لیے ہمیں اصطلاحات کی ضرورت پیش آتی ہے - وحید الدین سلیم لکھتے ہیں :-(۲۴)

"اگر اصطلاحات نہ ہوں تو ہم علمی مطالب ادا کرنے میں طول لاطائل سے نہیں بچ سکتے - جہاں ایک چھوٹے سے لفظ سے کام نکل سکتا ہے ، وہاں بڑے بڑے لمبے جملے لکھنے پڑتے ہیں اور ان کو بار بار دہرانا پڑتا ہے - لکھنے والے کا وقت جدا ضائع ہوتا ہے اور پڑھنے والے کی طبیعت جدا ملول ہوتی ہے"-

ڈاکٹر سلیم فارانی اس پر مزید روشنی ڈالتے ہیں :(۲۵)

"علوم و فنون کی تعلیم ، تشریح ، توسیع اور ترقی کے لیے اصطلاحات کا وجود ناگزیر ہے - بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ اصطلاحات علوم وفنون کا محور ہیں اور جو قوم علوم وفنون ، معلومات اور عقل وذہن میں ترقی کی راہ پر گامزن رہنا چاہتی ہے ، اسے اپنے علمی و فنی الفاظ و اصطلاحات میں بدستور اضافہ کرتے چلے جانا چاہیئے"-

یہ دور انکشافات ، ایجادات اور علوم وفنون میں تیز رفتار ترقی کا ہے' اس لیے نئی نئی اصطلاحات کا وجود میں آنا ناگزیر ہے - چونکہ عموماً ترقی یافتہ ممالک ہی علمی میدان میں آگے ہیں ، اس لیے اصطلاحات بھی انہی کی زبانوں میں وضع ہوتی ہیں-اس میدان میں انگریزی، فرانسیسی ، جرمن ، اطالوی ،روسی اور جاپانی زبانیں دورِ جدید میں سب سے آگے ہیں - ڈاکٹر مسکین حجازی لکھتے ہیں کہ ہر نئی چیز یا ایجاد یا اختراع کا اصطلاحی نام پہلے اس ملک کی زبان میں وضع ہوتا ہے جس میں وہ چیز بنی ہو"- پھر اس کی اطلاع دوسرے ملکوں میں پہنچتی ہے - ترقی پزیر یا پسماندہ ملکوں کا المیہ یہ ہے کہ وہ ترقی کی دوڑ میں پیچھے ہونے کے باعث اصطلاح سازی کے میدان میں بھی پیچھے رہتے ہیں - آگے چل کر مسکین حجازی لکھتے ہیں :(۲۶)

" ترقی پزیر یا پسماندہ ممالک کے ماہرینِ لسانیات و ابلاغ کو یہ مسئلہ درپیش ہوتا ہے کہ وہ نئی اصطلاح کو اپنی زبان کے قالب میں کس طرح ڈھالیں - چنانچہ کم وبیش ہر قابلِ ذکر زبان میں اصطلاحات وضع کرنے کے اصول اور طریقے مقرر ہیں"-

یہ مصنوعی الفاظ ہوتے ہیں - ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں :(۲۷)

" اصطلاحیں از خود بھی پیدا ہو سکتی ہیں جیسے پڑاوے کی اصطلاحیں یا کشتیروں یا پتنگ باندھنے والوں کی اصطلاحیں ہیں لیکن جدید عہد میں سائنسی اور سماجی علوم کی ترقی کے ساتھ ساتھ نئی نئی اصطلاحیں وضع کرنے کی ضرورت اس دن پیش آتی ہے - کیونکہ نئی نئی ایجادات اور تصورات اور مفاہیم کو ادا کرنے کے لیے انسان کو نئے الفاظ کی ضرورت پڑتی ہے"-

۲:۲ اصطلاح کا منصب :

اصطلاح کا سب سے بڑا منصب علمی تصورات کے لیے لفظ یا ترکیب یا علامت وضع کرنا ہے لیکن گیلسکی کی تعریف کی رو سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ اصطلاحات کسی بھی علمی میدان کا بنیادی ڈھانچہ Infra Structure ہوتی ہیں جن سے ہم اس علم میں آئندہ نگارشات اور تحقیقات کی بنیاد رکھتے ہیں - گیلسکی اور دیلنسکی

۲۴- وحید الدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص : ۱۲ -

۲۵- سلیم فارانی ، " اصطلاحات کا مسئلہ " ، محولہ بالا ، ص :۷ -

۲۶- مسکین حجازی ، صحافتی زبان ، ص : ۸۸ -

۲۷- ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، " اصطلاحات سازی " ، غالب ، کراچی :جلد۲، شمارہ ۱ تا۵ ، جنوری تا مارچ۱۹۷۶ء ص : ۲۲۰ -

نے اصطلاحات سازی (Terminology) کے مندرجہ ذیل سات وظائف بیان کیے ہیں:[۴۸]

۱- علم کی تنظیم (تصورات کی درجہ بندی، ہر مضمون/میدان میں)۔
۲- علم اور مہارت کا ابلاغ (مضمون/میدان کی تدریس یا ٹکنالوجی کی منتقلی میں) ۔
۳- علمی مندرجات کی ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقلی (ترجمانی/ترجمے کے ذریعے)۔
۴- کسی مضمون/میدان کی معلومات کی ضابطہ بندی(Coding)تکنیکی تحریروں میں ۔
۵- کسی مضمون/میدان کی معلومات کی تلخیص ۔ اختصاریے میں ۔
۶- کسی مضمون/میدان کی ذخیرہ شدہ معلومات کی تلاش (اشاریہ بندی ، درجہ بندی معجم (Thesaurus) /بازطلبی(Retrieval) وغیرہ کے ذریعے ۔
۷- علمی ذخائر (اصطلاحی بینک) اور دیگر علمی نظاموں (Knowledge System) کی نشوونما ۔

۲:۳ اصطلاح کی خصوصیات :

اصطلاحات سازی کے ان وظائف کے پیش نظر اگر سادہ الفاظ میں بیان کریں تو یہی اس کی خصوصیات بن کر سامنے آتی ہیں ۔ یعنی اصطلاحات کو منظم ، واضح، درست ، منضبط ، مختصر اور اپنے علم کا نمائندہ ہونا چاہیے ۔ یہ اصطلاح کی بنیادی خصوصیات ہیں اور ان کے ذریعے علم کی تنظیم ، ابلاغ ،منتقلی ، ضابطہ بندی، تلخیص اور ترتیب وجود میں آتی ہے ، یہی اصطلاحات کا منصب بھی ہے ۔

ان خصوصیات کے علی الرغم عام طور پر ایک اور خصوصیت کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے اور وہ ہے اصطلاحات کا آسان یا مانوس ہونا ۔ دراصل اس امر کا تعلق انسانی نفسیات سے ہے ۔ آسانی یا مانوسیت ایک اضافی خصوصیات ہے جو موضوعی یا داخلی کیفیت رکھتی ہے ۔ اس لیے اس پر بحث کا محل یہاں نہیں البتہ آگے چل کر اس پر اہل فکر و نظر کی آرا سے روشنی ڈالی گئی ہے ۔

48- Galinski ,/Nedobity, Op.cit. , P. 11 -

(گیلنسکی نے اصطلاحاتی اطلاق و استعمال پر مزید بحث بھی کی ہے ۔ ملاحظہ ہو: ضمیمہ "ک") ۔

۳- اصطلاح کا ترکیبی تجزیہ

ہر اصطلاح کسی نہ کسی لفظ پر مبنی ہوتی ہے - کبھی یہ لفظ واحد ہوتا ہے اور کبھی دو یا دوسے زیادہ الفاظ پر مشتمل ہوتی ہے - اس صورت حال کو دیکھتے ہوئے وحید الدین سلیم نے اصطلاحات کی دو بنیادی اقسام طے کر دی تھیں -۱- مفرد ، ۲- مرکب - مفرد کا تجزیہ کریں تو ان میں ایک لفظ اور مرکب میں دو یا دوسے زیادہ الفاظ لیکن علم اصطلاحات سازی میں یہ بات اتنی سادہ نہیں - تعریفی لحاظ سے بھی دیکھیں تو اصطلاحات کی کئی قسمیں نظر آتی ہیں اور نوعیت کے لحاظ سے دیکھیں تو بھی ان کی کئی قسمیں سامنے آتی ہیں -

۳:۱ اصطلاحات کی اقسام :

تعریفی لحاظ سے اصطلاحات محض مفرد اور مرکب نہیں ہوتیں اور اس امر کا احساس وحید الدین سلیم کو بھی تھا لیکن وہ اس کی وضاحت نہیں کر پائے - ان کی بیان کردہ اصطلاحوں کو ہم تین بڑی اقسام میں بیان کر سکتے ہیں :- ۱- ترکیبی یا اتصالی اصطلاح، ۲- مرکبّ اصطلاح، ۳- مشتق اصطلاح -

ترکیبی یا اتصالی اصطلاح میں ترکیبی یا اتصالی مادہ صفت اور کیفیت کے ساتھ کسی اسم سے ملا کر استعمال کیا جاتا ہے - مرکبّ اصطلاح میں تمام اجزا یا صرفیے (مارفیم) اسماء ہی پر مبنی ہوتے ہیں اور دونوں مل کر ایک نیا تصور دیتے ہیں — اشتقاقی اصطلاح میں کسی ساق پر عمل تصریف کر کے سابقے یا لاحقے کا استعمال کیا جاتا ہے - وحید الدین سلیم ابھی تمام اصطلاحی نوعیت کی ترکیبوں ، صرفیوں اور ترکیبی مادوں کو سابقے اور لاحقے ہی قرار دیتے رہے یا پھر بعض ترکیبی اور اتصالی مادوں کو نیم سابقے سمجھتے رہے - وہ لکھتے ہیں :[۴۹]

"بعض نیم سابقے اور نیم لاحقے آپ کو ایسے نظر آئیں گے جو سابقوں اور لاحقوں میں داخل کرنے کے قابل ہیں اور عجب نہیں کہ زمانہ آئندہ کے مصنفین ان کا شمار اسی ذیل میں کریں "-

یونیسکو کی رہنما کتاب UNISIST Guidlines میں نوعیت کے اعتبار سے اصطلاح کی دو بڑی قسمیں کی گئی ہیں :[۵۰]

"۱- تصورات یا مرکبّ تصورات پر مبنی اصطلاحات (خواہ مفرد ہوں یا ترکیبی)
۲- مفرد اشیا کی اصطلاحات (ان میں اسمائے خاص ، منصوبوں اور اشیا کے نام ، علامتیں جغرافیائی نام ، تجارتی نشانات ، افراد اور اداروں کے نام ، مخففات ، الکاپات اور کمپیوٹر کے پروگراموں کے نام شامل ہیں"-

معنویاتی سطح کے لحاظ سے ہم تین اقسام واضح ، محدود اور متعلقہ اصطلاحات سے واقف ہوتے ہیں - ان کے علاوہ ایک قسم کھلی اصطلاح (Open-end) ہوتی ہے ، جس میں معانی کا تعین حسب ضرورت کیا جاتا ہے اردو میں اصطلاحی انتشار کو ہم معانی کے تعین کے لحاظ سے" کھلی اصطلاحات" کے زمرے میں شامل کر سکتے ہیں، واضح اصطلاحات بہت کم ہیں اور جو وضع ہوچکی ہیں وہ اردو کی تحریروں میں بہت حد تک مستعمل ہیں -

موضوع کے لحاظ سے ہم اصطلاحات کو سینکڑوں قسموں میں بانٹ سکتے ہیں - یونیسکو کے معجم میں سائنس ٹکنالوجی ، تعلیم ، سماجی علوم ، انسانیات ، ثقافت ، ابلاغیات ، اطلاعات ، کتب خانہ ، آشاریات وغیرہ میں تقسیم کیا گیا ہے - "تھیسارس گائیڈ " میں انھیں عمومی ، اطلاعاتی ، ریاضی وتکنیکی ، طبعی و کیمیائی ، فلکیاتی وارضیاتی ، زرعی ، حیاتی وطبی ، علاقائی ماحولی ، سماجی ، ثقافت و فنون " میں تقسیم کیا گیا ہے :[۵۱]

وضع کے لحاظ سے ہم اصطلاحات کی دو قسمیں ۱- طبع زاد ۲- ترجمہ سے واقف ہیں - طبع زاد کی صورت میں تسمیہ ، ترکیب ، مرکب اور اشتقاق واقع ہوتا ہے اور ترجمے کی صورت میں اصطلاحوں میں ردّ و بدل ہوتا ہے - بقول ڈاکٹر مسکین علی حجازی " اصطلاحات جب ایک زبان سے دوسری زبان میں ترجمہ ہوتی ہیں تو ان میں ردّوبدل ہوسکتا ہے - مفرد اصطلاح مرکبّ بن سکتی ہے اور مرکبّ مفرد "-[۵۲]

۴۹- دیکھئے وحید الدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص :۲۰۰ -

50- Dym ,E. , Op. cit., P: 284 -

۵۱- ملاحظہ ہو ضمیمہ الف میں " UNESCO Thesaurus " اور " Thesaurus Guide "کی فہرستیں -

۵۲- مسکین حجازی ، محولہ بالا ، ص :۸۶ -

۳:۲ مفرد اصطلاح :

وہ تمام اصطلاحیں جو ایک ہی لفظ پر مبنی ہوتی ہیں ، خواہ اس پر تصریف کا عمل کیا گیا ہو یا نہ کیا گیا ہو ۔ یعنی وہ اسماء ہوں ، افعال ہوں ، صفات ہو یا کیفیات ، انھیں مفرد اصطلاحیں کہا جاتا ہے ۔ مفرد اصطلاحوں کے بارے میں مولوی وحید الدین سلیم لکھتے ہیں :[۵۳]

"مرکب الفاظ علمی زبانوں میں زیادہ اہم ہوتے ہیں اور ان کی تعداد بھی زیادہ ہے ۔
تاہم مفرد الفاظ کی ایک بڑی تعداد ہر علمی زبان میں پائی جاتی ہے ۔ یہ مفردات یا
تو ایسے ہیں جن پر مرکب الفاظ کی بنیاد ہے یا ایسے ہیں جن سے ترکیبِ الفاظ کے وقت
کام نہیں لیا گیا اور وہ مفرد ہونے کی حالت میں بدستور باقی ہیں "۔

مولوی صاحب نے مفرد الفاظ اور مفرد اصطلاحات کو ایک ہی قرار دیا ہے ۔ مفرد اصطلاح دراصل واحد اصطلاح پر مبنی ہوتی ہے جو تصریف کے عمل سے گزر کر بھی ایک ہی اصطلاح کے معنی دیتی ہے ۔ عموماً یہ اسم ہوتی ہے ، اس سلسلے میں ایک بات یاد رکھنے کی ہے کہ ہر زبان کا لفظ خواہ وہ کسی گروہ سے تعلق رکھتی ہو ، اصطلاح بن سکتا ہے اور وہ اپنے لغوی مفہوم کے علاوہ اصطلاحی معنی بھی دے سکتا ہے لیکن ہر مفرد لفظ سے پورے اصطلاحی معنی ظاہر نہیں ہوتے ۔ یہ اصول اگرچہ ترکیبی، مرکب اور مشتق اصطلاحوں پر بھی لاگو ہوتا ہے لیکن مفرد پر اس کا اطلاق نسبتاً زیادہ ہوتا ہے ۔

جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان نے فارسی اور عربی زبانوں کے مفرد اصطلاحی الفاظ کے بارے میں یہ تجویز دی ہے کہ وہ بغیر کسی تبدیلی کے اردو میں اختیار کر لینے چاہئیں ۔ اس سلسلے میں " عربی زبان میں مفرد الفاظ کی تعداد غالباً دنیا کی تمام زبانوں سے زیادہ ہے "[۵۴]

۳:۳ " مرکّب اصطلاحوں "کی ذیلی تقسیم :

ہر قسم کی " مرکب اصطلاح "کو ترکیب کے لحاظ سے ہم (الف) مادہ (Root)،(ب) ترکیبی مادہ (Root Word) ، (ج) ساق (Stem)،(د) عملِ تصریف (Inflection)،(ہ) تشکیلِ مرکب (Formation of Compound)
(س) سابقے (Prefix) اور (ص) لاحقے (Suffix) کے حرفیوں پر تقسیم کر سکتے ہیں :[۵۵]

بعض اصطلاحیں ہمیں مفرد لفظ نظر آئیں گی لیکن دراصل وہ کئی ترکیبی اجزا پر مبنی ہوتی ہیں مثلاً "چنائی " کا لفظ دوحصوں " چن" + " ائی" پر مبنی ہے ۔ " خبرگیری " دراصل تین حصوں "خبر+گیر+ای " پر مبنی ہے ۔ اسی طرح انگریزی کی یہ اصطلاحیں بڑی دلچسپ ہیں جو بظاہر مفرد نظر آتی ہیں:

Hemangioendothelioblastoma
Acrocephalosyndactylism

یہ دراصل کئی اجزا کے اتصال پر مشتمل ہیں ۔ ان کی نحوی ترکیب کی جائے تو مندرجہ ذیل حصے سامنے آتے ہیں ۔

hem - angio- endothelio - blast - oma
acro - cephalo - syn - dactyl- ism

ان میں شروع کے الفاظ ۔ hem اور acro- ترکیبی مادے ہیں ۔ درمیانی تینوں الفاظ ساق ہیں ۔ حرف " O " کے ذریعے ان پر عملِ تصریف کر کے انھیں مرکب بنایا گیا ہے اور آخری الفاظ oma- اور ism- لاحقے ہیں ۔

جب ہم اردو میں اس اصطلاح کا مترادف تلاش کرنے بیٹھیں گے تو ہمیں یقیناً ترکیبی مادے ، ساق اور لاحقے کی تلاش کے ساتھ ان کی تصریف اور ترکیب پر نظر رکھنا ہو گی ۔

۳:۴ مادہ (Root) :

اصطلاح کے ایسے عنصر کو کہتے ہیں جو سابقوں ،لاحقوں یا کسی بھی تصریفی عمل کے استعمال کے بعد بھی اصطلاحی لفظ کے اندر موجود ہوتا ہے ۔ اس کی مثال یونانی مادہ " Gen " سے دی جا سکتی ہے جو یونانی لفظ genas میں موجود ہوتا ہے اور لاطینی Genus، Praegnans اور انگریزی Pregnant میں قائم رہتا ہے ۔[۵۶] یونانی مادے کی دوسری مثالیں ge (زمین)، لاطینی مادے کی مثالیں sal (نمک) ، de (نیچے)

۵۳- وحید الدین سلیم ، ایضاً ، ص : ۱۷۵ ۔
۵۴- جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان ، " قانونی اصطلاحات کے مسائل " ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص : ۵۰ ۔

55- Stedman : Medical Dictionary , Baltimore (1979), Preface ; PP. XXI - XXII .
56- Stedman , Ibid , P: XXI .

کی ہیں۔

عربی زبان میں اس کی مثال عام مل جاتی ہے۔ عربی کے تمام بنیادی الفاظ کسی نہ کسی مادے سے مل کر بنتے ہیں۔ مثلاً "غ ف ر" ایک مادہ ہے جس سے "غفر، غفور، مغفرت، غفار، مغفور" وغیرہ الفاظ وجود میں آتے ہیں۔ اردو میں مادہ کاکوئی ایسا تصور نہیں پایا جاتا لیکن ہم عربی کے تصورِ مادہ سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ عربی مادوں سے تصریفی عمل داخلی اشتقاق کہلاتا ہے۔ اس عمل کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر عصمت جاوید لکھتے ہیں: [۵۷]

" عربی زبان کے فعلی مادے منفصل ہوتے ہیں یعنی ان کے درمیان مصوّتے نہیں پائے جاتے، یہ عربی قواعد کی اصطلاح میں مجرّد کہلاتے ہیں۔ یہ مادے بالعموم سہ مصمّتی اورکچھ تین سے زاید مصمّتوں پر مشتمل ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک فعلی مادہ ہے ک۔ ت۔ ب۔ اب اسی لفظ "کتب" کے اندر مزید صرفیوں کے اضافوں سے افعال کی نئی شکلیں بنائی جاتی ہیں اور نئے نئے الفاظ بھی بنتے ہیں جیسے کاتب، مکتوب، مکتب، کتاب، ...."

لفظ سازی میں مادے اور اس سے بننے والے اسما کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ اس لحاظ سے اسم کی دو قسمیں بتائی جاتی ہیں، اسمِ جامد اور اسم غیر جامد. ڈاکٹر عصمت جاوید اسمِ غیر جامد کی دو قسمیں بتاتے ہیں ۱۔ مشتق اور ۲۔ مرکب ۔ آگے چل کر لکھتے ہیں: [۵۸]

"اسمِ جامد وہ اسم ہے جو کسی لفظ سے مشتق یا مرکّب نہ ہو جیسے کوئلہ، لکڑی، پتھر، ایندھن وغیرہ۔ اردو ہندآریائی زبان ہے اور اکثر ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں جن کی قدیم شکلیں ویدک سنسکرت، ادبی سنسکرت اور قدیم پراکرتوں میں محفوظ ہیں۔...... اصطلاح میں دیسی الفاظ کہلاتے ہیں۔..... اسم غیر جامد کی دو قسمیں ہیں، اسمِ مشتق اور اسمِ مرکب .... عربی زبان کے تمام اسما مُشتق ہوتے ہیں"۔

۳:۵ ترکیبی یا اتصالی مادہ (Root-Word):

اس سے مراد ایسے یونانی یا لاطینی الفاظ ہیں جوسابق کو تمام کر اصطلاح بناتے ہیں۔ عام طور پر یہ سابقہ معلوم ہوتے ہیں لیکن یہ سابقے نہیں ہوتے بلکہ انھیں ترکیبی مادہ کہا جا سکتا ہے۔ وحید الدین سلیم نے انھیں نیم سابقے قرار دیا ہے۔ جب کہ یہ سابقے کی تعریف میں نہیں آتے۔ اس پر بحث سابقے کے تحت کی جائے گی۔

ترکیب کیا ہے = دو آزاد صرفیوں کا مرکّب جن میں عام طور پر پہلا حصہ صفت اور دوسرا حصہ اسم ہوتا ہے۔ مثلاً "بری بات"، "اچھا آدمی"، "تیز مرچ"، یونانی ترکیب میں ہم اس کی مثال -Ac سے دے سکتے ہیں۔ جس کے معنی نوک کے ہیں۔ اس سے اصطلاحیں AKantha، AKakia، Acco، Acid، وغیرہ بنتی ہیں۔ سٹیڈمین نے ترکیبی مادے کی مثال -Kineo سے دی ہے [۵۹] اس کے معنی حرکت کے ہیں۔ اس سے انگریزی اصطلاحیں Kinesiology، Kinnesimeter، Kinema، Kinetos، KinetiKos بنتی ہیں۔ ان میں حرکت پائی جاتی ہے۔ ترکیبی مادہ ایک کلیدی لفظ یا کلیدی مادے کی صورت میں اصطلاح سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ اس کی ایک صورت محض اتصال کی ہوتی ہے۔ ملاحظہ ہوں -Arch سے Archebiosis، -Bio سے Biology، -Cap سے Capitate اور Capillus وغیرہ۔

اب ہم ترکیب پر نظر دوڑائیں تو وہ دو صرفیوں پر مشتمل نظر آتی ہے جس میں پہلا صرفیہ کسی اسم کیفیت کو ظاہر کرتا نظر آتا ہے۔ ایسی صورت میں اسم + اسم کی ترکیب وجود میں آتی ہے جیسے مسلم رہنما، تیز مرچ، ڈاکٹر عصمت جاوید نے اس کی وضاحت کی ہے: [۶۰]

"ایسا اسمِ کیفیت جو صفت کا وظیفہ انجام دے رہا ہے تو اسے ترکیب سمجھنا ہی مناسب ہو گا...... ہم جانتے ہیں کہ اردو میں صفت دو طرح سے ہوتی ہے۔ ایک تو موصوف کے ساتھ اور دوسرے خبر کے طور پر جسے صفتِ ذاتی اور صفتِ خبری کہہ کر ممتاز کیا جاتا ہے جس طرح صفتِ ذاتی کو صفتِ خبری میں منتقل کیا جا سکتا ہے، اسی طرح اگر کوئی اسم خبر کے طور پر بھی استعمال ہو سکے تو ہم وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ فلاں اسم صفت کا وظیفہ انجام دے رہا ہے"۔

۵۷۔ عصمت جاوید، نئی اردو قواعد، نئی دہلی (۱۹۸۵ء)، ص: ۲۳۸۔

۵۸۔ عصمت جاوید، ایضاً، ص: ۲۳۹ (دیسی الفاظ زیادہ تر پراکرتوں سے ہیں، اردو میں شاید ہی کوئی لفظ سنسکرت سے ماخوذ ہو)۔

59- Stedman, Op.cit., PP: XXIV to XXV.

۶۰۔ عصمت جاوید، محولہ بالا، ص: ۲۷۸۔

۲:۶ ترکیبی یا اتصالی اصطلاح :

اردو میں مرکّب الفاظ کی صورت یا تو ترکیبی /اتصالی ہوتی ہے یا اشتقاقی - لیکن اصطلاحات سازی میں ترکیبی اور مشتق اصطلاحات مرکّب سے الگ حیثیت رکھتی ہیں - ترکیبی مادے اور ترکیب کی بحث سے ہم ترکیبی یا اتصالی اصطلاح کی تعریف اس طرح کریں گے کہ یہ ایسی اصطلاح ہے جس میں ایسے ترکیبی یا اتصالی الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں جو بظاہر سابقے یا نیم سابقے نظر آتے ہیں لیکن وہ آزاد صرفیے کی حیثیت رکھتے ہیں - سٹیڈمین اور ہیوان نے ایسے ترکیبی یا اتصالی مادوں کی فہرست اپنے لغات میں تفصیل کے ساتھ دی ہے جن سے ترکیبی اصطلاحیں وجود میں آتی ہیں[۶۱]

۲:۷ ساق (Stem):

ساق کسی منصرف لفظ کا وہ حصہ ہوتا ہے ،جو مشتقات میں باقی رہ جاتا ہے - بقول ڈاکٹر اقتدار حسین خان[۶۲] " یہ کسی لفظ کا بنیادی حصہ ہوتا ہے - اس بنیادی حصے میں مختلف پابند مارفیم (صرفیے) جوڑے جا سکتے ہیں جو لفظ میں کچھ تبدیلیاں کرکے مختلف قواعدی طور پر اہم الفاظ بناتے ہیں"-اصطلاحات سازی میں سٹیڈمین نے یونانی لفظ Voc کی مثال دی ہے جو Vox یا Voic میں رہ جاتا ہے اور Vocal یا Vocalise جیسی اصطلاحیں وضع کرتا ہے[۶۳] اس کی ایک اور مثال Nationalization اور اس کے مترادف " قومیانا " سے لی جا سکتی ہے - اس میں Nation اور " قوم " ساق ہیں - باقی لاحقے ation'-ize'- al - پر عمل تصریف ہے -

۲:۸ تصریف (Inflection):

کسی لفظ میں صرفی تبدیلی جو مختلف قواعدی صورتوں اور تعلقات کو ظاہر کرتی ہے - مثلاً میز سے میزیں ، کتاب سے مکتب یا کتابی - اسی طرح انگریزی میں s کے اضافے سے جمع بنانا یا ed- کے اضافے سے فعل کی حالت بدلنا جیسے pen سے pens اور talk سے talked -

ہم جانتے ہیں کہ صَرف قواعد کا وہ حصہ ہے جس میں اجزائے کلام سے بحث ہوتی ہے - یعنی الفاظ کے پابند صرفیوں کا جائزہ لیا جاتا ہے - ڈاکٹر عصمت جاوید لکھتے ہیں کہ پابند صرفیوں کی دو اہم قسمیں ہیں - ایک تو وہ پابند صرفیے جو جملے میں جنس و تعداد اور اگر حالت ہو تو اس کے اظہار کے لیے تصریف کے عمل سے گزرتے ہیں[۶۴]

سٹیڈ مین نے اصطلاحی تعریف میں اس کی چار قسمیں بتائی ہیں :[۶۵]

"۱- تعریف سے ساق بنانا - مثلاً soma (جسم) یونانی لفظ ہے ، جس میں تصریف کے بعد somate بنتا ہے - somate کو ساق کے طور پر استعمال کر کے -somat aplasm یا Pyscho- somatic بنانا - بعض دیگر اسماء میں مثلاً Capillus (بال) میں تصریف سے Capilli بنانا -

۲- لاطینی الفاظ میں ماضی مطلق مجہول (Past Participle Passive) اور یونانی الفاظ میں مستقبل کی خبر دینے والے الفاظ ،جب ان میں ساق موجود ہو ، مشتقات بنانا - مثلاً لاطینی لفظ Solvo (آزاد رکھنا) کا ماضی مطلق Solutus ہے - یہ انگریزی لفظ Solution بناتا ہے - یونانی لفظ Klao (توڑنا) ہے - اس کا مستقبل Klaso ہے - اس سے ساق Klasis بنتا ہے اور انگریزی اصطلاح ana- clasis وغیرہ بنانا -

۳- یونانی اور لاطینی الفاظ کی اضافی اور فاعلی حالت جمع بنانا مثلاً Caput (سر) کی اضافی حالت Capitis اور جمع Capita ہے - طبّی اصطلاحوں میں یونانی الفاظ عموماً لاطینی انداز سے ختم ہوتے ہیں - دراصل on- یا os- پر ختم ہونے والے یونانی الفاظ کو لاطینی un- اور us- کے انداز پر ختم کیا جاتا ہے - مثلاً Opthalmon کو Opthalmus بنا دیا گیا ہے - یا Kranion کو Cranium بنادیا گیا ہے -

---

۶۱- ملاحظہ ہو ضمیمہ "ع " میں سٹیڈمین اور ضمیمہ "ف" میں ہیوان کی فہرستیں مثلاً لاطینی مادے ،ترکیبی مادے
۶۲- ڈاکٹر اقتدار حسین، اردو صرف ونحو ،نئی دہلی (۱۹۸۵ء)، ص :۵۵ -

63- Stedman , op., cit., P: XXII -

۶۴- عصمت جاوید، محولہ بالا ، ص : ۲۲۶ -

65- Stedman , op., cit., P: XXII -

۲- لاطینی صفات کے اختتام میں ایسی تبدیلی جو جنس اور عددظاہر کرے مثلاً us - a, -um , -i , -ae , -a پر ختم ہوتا ہے۔ جیسے deciduus(گرنا) کو decidua بنا دیا گیا ہے۔

ان تعریفات سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی میں وضع کرنے پر یونانی اصطلاحوں کو لاطینی قاعدے پر بدل دیا جاتا تھا اور انگریزی میں اسی طرح سے وضع کیا جاتا تھا۔ اردو میں تعریفی طریقے ہمیں ترکیبی اور مشتق اصطلاحوں میں نظر آتے ہیں۔

۳:۹ تشکیلِ مرکّب اور مرکّب اصطلاح (Formation of compound) :

کئی ساق لے کر ان سے کسی ایک اصطلاح کو تشکیل دینا ہی تشکیلِ مرکب کہلاتا ہے۔ لسانی اور لفظی مرکبات اور اصطلاحی مرکبات میں خاصا فرق ہوتا ہے۔ مرکب لفظ میں ایک ہی ساق ہوتا ہے یا پھر دو الفاظ کو باہمی ترکیب دی جاتی ہے۔ لیکن مرکب اصطلاح میں دو یا دو سے زیادہ ساق استعمال ہوتے ہیں۔ مرکب لفظ میں اتصال / ترکیب اور اشتقاق کے تحت الفاظ بنائے جاتے ہیں اور مرکّب اصطلاح میں ان میں سے کوئی بھی استعمال میں نہیں آتا۔

انگریزی میں مرکب اصطلاحیں عام طور پر یونانی سے لی گئی ہیں، کچھ اصطلاحیں دوغلی یعنی یونانی اور لاطینی بھی ہوتی ہیں۔ اردو میں بھی عام مرکب اور دوغلی اصطلاحیں وجود میں آئی ہیں۔

یونانی مرکب اصطلاحوں کی مثال blepharon - ankylo سے دی جا سکتی ہے جس کے معنی ہیں "پپوٹوں کا چپکنا"۔ کئی اصطلاحیں ایسی ہیں جنھیں لاطینی یا دیگر زبانوں سے لیا گیا ہے اور انھیں یونانی انداز سے جوڑ لیا گیا ہے۔ اس میں پہلے حصے کے ساق کو دوسرے حصے کے ساتھ حرفِ علت (Vowel) کے ذریعے جوڑ دیا جاتا ہے۔ خصوصاً جب دوسرا لفظ کسی حرفِ صحیح (Consonant) سے شروع ہو۔ عام طورپر i,o اور کبھی کبھار a سے بھی یہ کام لیا جاتا ہے۔ جب کسی پہلے حصے کا اختتام حرفِ علّت پر ہو اور دوسرا بھی حرفِ علت سے شروع ہو تو پہلا حرفِ علت حذف ہو جاتا ہے مثلاً Choluria دراصل Chole+ouron+ia ہے Ideology دراصل Idea + ology ہے۔[۶۶]

مرکب اصطلاح کس طرح سے وجود میں آتی ہے اس کے لیے ہمیں یہ جاننا پڑے گا کہ مرکب کیا ہے۔ ڈاکٹر عصمت جاوید کے نزدیک " یہ دو یا دو سے زاید مرفیوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ جن میں ہر آزاد مرفیہ اس مرکب کا عضو کہلاتا ہے۔ مثلاً ڈاک گھر ، بیل گاڑی ، ہاتھی دانت۔ یہ الفاظ مشتقات سے مختلف ہیں جن میں پابند مرفیوں کا استعمال ہوتا ہے .... مرکّب کے اعضا ایک دوسرے سے آزاد ہوتے ہیں۔ لیکن مل کر ایک ہی خیال تصور یا چیز کی نمائندگی کرتے ہیں ۔[۶۷]

مولوی عبدالحق نے ایسے مرکب الفاظ کے لیے غالباً پلیٹس کی پیروی میں اسے " مرکبِ تابع " قرار دیا تھا۔ کیونکہ عموماً یہ دو اسموں سے ترکیب پاتے ہیں اور دونوں اسماً ایک دوسرے کے ساتھ منسلک ہوتے ہیں لیکن یہ اسما ایک دوسرے کے تابع نہیں ہوتے۔ ان میں درج ذیل نحوی تعلقات میں سے کسی ایک کا ہونا ضروری ہے۔ اضافی ، مفعولی ، ظرفی ، مجروری ۔

مرکب کی ان اقسام کا ذکر ڈاکٹر شوکت سبزواری نے ان الفاظ میں کیا ہے:[۶۸]

> "اضافی مرکب میں پہلا مضاف ہو اور دوسرا مضاف الیہ مثلاً باگ ڈور ، پن چکی ،کال کوٹھڑی ڈلی دل ، بن گھٹ ، ہتھکڑی ، کن ٹوپ۔
>
> مفعولی میں پہلا دوسرے کا مفعول ہو جیسے چڑی مار ، تل چٹا وغیرہ ۔
>
> ظرفی میں پہلا دوسرے کا ظرف ہو مثلاً کپڑچھن ، بن باس ،گھڑ چڑھی وغیرہ ۔
>
> مجروری میں جن کے درمیان حرف سے مقدر ہو ، جیسے دیس نکالا"۔

ڈاکٹر عصمت جاوید اور ڈاکٹر شوکت سبزواری نے مرکبِ توصیفی کا ذکر بھی کیا ہے جو اپنے کیفیتی انداز میں قابلِ استعمال ہے مثلاً لم ٹنگو، بھل منساہٹ ، اکل کھری وغیرہ۔ مولوی وحیدالدین سلیم نے اردو اصطلاحات سازی میں عربی،فارسی ،اردو کے جن مرکبات کو مستعمل دیکھا ہے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:[۶۹]

> "۱- عربی زبان کے مرکبات اضافی میں مضاف پہلے اور مضاف الیہ بعد میں آتا ہے۔
> مثلاً بیت المال ، بیت الحزن ، دار السلطنت ،ماء العسل وغیرہ ۔
>
> ۲- عربی میں اول صفت لائی جاتی پھر موصوف کو صفت کی طرف مضاف کریں مثلاً کثیر الاضلاع ۔ واجب التسلیم۔

66- Dorland,W.A., Illustrated Medical Dictionary ,Philadelphia,(1981), P: XIX -

۶۷- عصمت جاوید، محولہ بالا ، ص :۲۷۷۔

۶۸- ڈاکٹر شوکت سبزواری ، اردو قواعد ، کراچی (۱۹۸۲ء) ص ص :۵۲،۵۱ ۔

۶۹- بحوالہ وضع اصطلاحات ،ص ص :۲۲۳ تا ۲۲۸ ۔

۳- فارسی زبان کے مرکبات اضافی میں مضاف پہلے آتا ہے - مثلا ارباب دولت ، آب کوثر لائق انعام ، بزم سخن -

۴- فارسی زبان کے مرکب توصیفی میں موصوف پہلے آتا ہے مثلا فضائے لامتناہی ، شمشیر خار اشگاف ، زلف مشکیں -

۵- فارسی زبان کے مرکب اضافی کی ترکیب تو قائم رہے لیکن کسرۂ اضافت اڑ جائے جیسے اہلکار ، صاحب دل ، مہرشکار - (اردو میں ایسے مرکبات سے خاصا کام لیا جا سکتا ہے -)

۶- فارسی مرکبات کی ترکیب اور کسرۂ اضافت دونوں نہیں رہتے - مثلا دست پناہ ، شرف آشنا ، شب کور ، شہر پناہ ، عنایت نامہ -

۷- فارسی زبان میں بہت سے مرکبات ایسے ہوتے ہیں جن میں پہلا جزو مشبہ بہ اور دوسرا جز شبہ ہوتا ہے ، دونوں مل کر صفت بن جاتے ہیں جیسے آہو چشم ، باد رفتار ، شیر دہاں آتش مزاج -

۸- فارسی میں پہلا جزو صفت اور دوسرا موصوف ہوتا ہے - پھر دونوں مل کر صفت بنتے ہیں مثلا نیک بخت ، عالی نسب -

۹- اسی ذیل میں پہلا جز صفت نہیں ہوتا بلکہ اسم ہوتا ہے مگر معنی صفت کے لیے جاتے ہیں - مثلا ہندوسیرت ، فرعون مزاج -

۱۰- مرکب کے دو اجزا میں سے آخری جز جو اکثر ایک اسم ہوتا ہے، امر کا کام دیتا ہے اور دونوں مل کر اسم فاعل ترکیبی کا کام دیتے ہیں مثلا شادی مرگ ، قلم پاک، وعدہ خلاف زود ہضم وغیرہ - (اردو اصطلاحات میں یہ اہم ہیں -)

۱۱- اردو میں مضاف الیہ پہلے ہوتا ہے اور علامت اضافت دور کرنے سے مرکب بنے مثلا ٹھی دل ، ڈاک گاڑی ، کن رس -(اردو کی مرکب اصطلاحات عام طور پر اس سے بنتی ہیں-)

۱۲- اردو اضافی مرکب کے آخر میں صفت کی علامت بڑھا کر صفت بنا لینا مثلا کن رس سے کن رسیا ، من موج سے من موجی -

۱۳- اردو میں صفت پہلے آتی ہے ، موصوف بعد میں مثلا اندھیرکھاتا ، کال کوٹھڑی -

۱۴- ایسا اردو مرکب توصیفی بعض دفعہ ایک صفت بن جاتا ہے جیسے نیک چلن ،گھن چکر -

۱۵- بعض اردو مرکبات میں پہلا جز مشبہ بہ ہوتا ہے اور پورا مرکب صفت بن جاتا ہے مثلاً تانبیری ، رنگ بیتا -

۱۶- بعض اردو مرکبات میں اسم ہوتا ہے اور صفت کے معنی دیتا ہے مثلا کٹناگھاس، جھاڑو تارا وغیرہ"-

اسی طرح انھوں نے مرکبات کی ایک اور بحث کی ہے - مثلا ہندی اور فارسی مرکبات میں بعض اوقات حروف علت گر جاتے ہیں جیسے پن چکی ، پھلجھڑی ، گل مالا وغیرہ یا دوسری صورت میں پہلے لفظ کا آخری یا دوسرے لفظ کا پہلا جزو گر جاتا ہے - جیسے کچالو ، نکیل ، نستعلیق ، سکنجبین ، بہلیل - یا پھر بعض اوقات حرف علت بڑھا دیا جاتا ہے جیسے جواںامرگ ، زنا شوئی ، موسلادھار وغیرہ -

ان مرکبات میں ایک بات نوٹ کرنے کی ہے کہ ان میں اکثر اوقات پہلے حصے میں حروف علت گرا دیے جاتے ہیں، بالکل یونانی الفاظ کی طرح - پن ، پانی ہے ، ہتھ ، ہاتھ ہے ، کن ، کان ہے ، کپڑ ، کپڑا ہے گھڑ ، گھوڑا ہے - یہ اردو زبان کی مرکب الفاظ و اصطلاحات تشکیل دینے کی وہ خصوصیت ہے جس سے بخوبی کام لیا جا سکتا ہے -

مرکب کو ترکیب سے ممیز کیا جا سکتا ہے - مرکب میں دونوں حصے یا مرفیے اسم + اسم ہوتے ہیں اور پہلا مرفیہ عام طور پر اسم کیفیت نہیں ہوتا - اسی بنا پر اسے ترکیب سے ممیز کیا جاتا ہے - ڈاکٹر عصمت جاوید لکھتے ہیں :[۷۰]

" اردو میں ایسے مرکبات بھی مستعمل ہیں جن کے کسی ایک عضو میں صوتی تغیر بھی واقع ہوتا ہے دونوں کے درمیان ادغام کا عمل ہوتا ہے - مثلا پن چکی ، ہتھکڑی ، تھڑدلا وغیرہ انھیں ترکیب سے بآسانی ممتاز کیا جا سکتا ہے - ترکیب میں حرف اضافی " کا ، کی ، کے " کا استعمال ہو سکتا ہے - لیکن مرکب میں نہیں - اگر ہم بیل گاڑی کو " بیل کی گاڑی " کہنا چاہیں تو نہیں کہہ سکتے "

مولوی وحیدالدین سلیم نے اپنی کتاب میں مرکب الفاظ بنانے کے لیے آریائی زبانوں کے چار مشترک اصول تلاش کیے ہیں۔انھیں ترکیبی ، مرکب اور اشتقاقی اصطلاحات سازی میں استعمال کیا جا سکتا ہے - ان کے بیان کردہ اصولوں کا خلاصہ درج ذیل ہے :[۷۱]

۷۰- عصمت جاوید ، محولہ بالا ، ص : ۲۷۹-

۷۱- بحوالہ وضع اصطلاحات ، ص ص :۲۹ تا ۳۲ ، ۱۵۹ -

۱- مرکبِ امتزاجی : جب دو یا دو سے زیادہ لفظ پاس رکھ دیے جاتے ہیں اور ان کے درمیان بہ ظاہر کوئی رشتہ یا ربط گرامر کے لحاظ سے نہیں ہوتا مثلاً HorseRace (گھڑدوڑ) Postman (چٹھی رساں)، شاہ اقبال ، کفن چور ، زن مرید -

۲- مرکبِ ارتباطی : جب الفاظ تو پاس پاس رکھے جائیں لیکن ان کے درمیان گرامر کے لحاظ سے کوئی رشتہ یا ربط ضرور ہو مثلاً Man-Eater مردم خور ، Noblemen شریف آدمی ، Free trade آزاد تجارت ، اسی طرح جیب کترا ، لم ڈھنگو وغیرہ -(مولوی صاحب نے یہ مثالیں انگریزی سے دی ہیں، ان کے اردو ترجمے کو ان مثالوں پر منطبق نہیں کیا جا سکتا - بصورتِ دیگر چٹھی رساں اور کفن چور مرکباتِ ارتباطی ہی ہیں اور ان کا مردم خور اور جیب کترا سے کوئی معنویاتی اور قواعدی فرق نہیں -)

۳- سبقلاحی مرکبات : جب لفظ کے شروع یا آخر میں ایک جز بڑھایا جائے کہ وہ نیا لفظ بن جائے (سابقہ یا لاحقہ) سامی زبانوں میں سابقے اور لاحقے نہیں پائے جاتے -

۴- فعلی مرکبات : جب حسبِ ضرورت ہر لفظ سے فعل بنا لیا جائے مثلاً National سے Nationalization - قوم سے قومیانا Organ، سے organize - ترتیب دینا ، آخری دونوں مرکبات مشتق اصطلاحات میں کام دیتے ہیں -

جہاں تک دوغلی اصطلاحیں بنانے کا تعلق ہے ، انگریزی میں ایسی اصطلاحیں لاطینی لاحقے کو یونانی لفظ کے ساتھ ملانے کی وجہ سے بنتی ہیں - دوغلی اصطلاحیں عام طور پر کیمیا میں موجود ہوتی ہیں - مثلاً amyl دراصل am(ylon)+hyle ہے اور formaldehyde دراصل form(ic acid)+ al(cohol)+ dehyd(rogenatum) + ہے۔[۷۲] ان میں اصولِ خفت بھی برتا گیا ہے - لیکن یہ ضروری نہیں -

اردو میں بھی ایسی دوغلی اصطلاحیں وجود میں آتی ہیں جو اردو کی صلاحیتِ اصطلاح سازی یا لفظ سازی کا اظہار کرتی ہیں - مثلاً چوکی دار (ہندی + فارسی)، مشعلچی (عربی+ ترکی)، پنچوترہ کفایت(ہندی + عربی) پیشی شریک (شامل + عربی) ، پان مالا (بنگلہ + ہندی) ، پورب باسی (بنگلہ + ہندی) - ایسی اصطلاحیں اردو میں مستعمل رہی ہیں۔[۷۳] ان سے زبان پر کسی لسانی یا قواعدی پہلو میں نقص لازم نہیں آتا - وحید الدین سلیم نے انھیں مرکب اصطلاحات سازی میں ترکیبِ الفاظ کے تحت بہت اہم قرار دیا ہے حقیقت یہ ہے کہ اردو میں مرکب الفاظ کسی بھی زبان کے لفظ سے کسی بھی زبان کے لفظ کے ساتھ بنیں، اصطلاحات سازی کی حد تک جائز ہیں -

مرکب اصطلاحوں میں ایسے فارسی مرکبات کا بھی گزر ہے ، جن کا پہلا جزو اسم اور دوسرا امر ہوتا ہے - پوری اصطلاح کو اسم فاعل کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے - ریاضی دان اور گھربار میں " اسم+امر " کو استعمال کیا گیا ہے - انھیں وحید الدین سلیم نے لاحقے یا نیم لاحقے قرار دیا ہے - جبکہ بقول ڈاکٹر عصمت جاوید :-[۷۴]

> "لاحقہ پابند صرفیہ ہوتا ہے جو اکثر صورتوں میں مجہول الاصل ہوتا ہے - اس کے برخلاف اشتقاقی (مشتق) مرکبات میں اعضائے ثانی امر ہوتے ہیں جو فعل کی ہیئت میں گردانے جاتے ہیں "-

اس سلسلے میں باز ، باف ، بردار ، پرست ، تراش ، خواہ ، خور ، دار ، دان ، فروش ، کار ، کُن ، کُن ، نگار ، نویس وغیرہ کی مثالیں فارسی سے اور " مار ، کترا ، کھودو جیسی مثالیں ہندی سے دی جا سکتی ہیں۔

ڈاکٹر عصمت جاوید نے مرکبات کو نحوی اور غیر نحوی میں تقسیم کیا ہے - اصطلاح سازی میں ہمیں انہی مرکبات سے تعلق ہے ، جنھیں انھوں نے غیر نحوی کہا ہے - دراصل یہ غیر نحوی نہیں بلکہ غیر پیچیدہ سی مرکبات ہوتے ہیں - ان کے نزدیک " اسمی ترکیب میں کوئی بھی دو اسم ساتھ نہیں آتے اور جب بھی آتے ہیں تو پہلا اسم صفت اور دوسرا موصوف ہوتا ہے۔[۷۵] لیکن ہم دیکھتے ہیں مرکب اصطلاحوں میں دونوں اسم ہوتے ہیں اور ان میں صفت اور موصوف کا تعلق لازم نہیں -

سنسکرت قواعد نویسوں کے نزدیک اگر نحوی مرکب کے اعضا میں اضافت کا رشتہ ہو تو انھیں تت پرش کہتے ہیں مثلاً ہاتھی دانت (ہاتھی کا دانت) ، بجلی گھر (بجلی کا گھر) -- اردو میں انھیں مرکبِ اضافی کہا جاتا ہے - چونکہ یہ مرکبات بھی اسم + اسم ہیں، اس لیے انھیں اسمی مرکبات بھی کہتے ہیں - لیکن ہم

---

72 - Stedman, op. cit. ,P: XXII -

۷۳- ملاحظہ ہو چارلس ولکنز ،گلاسری ، (اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان) اور ولسن ،اصطلاحاتِ عدلیہ و مال گزاری، (اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان) -

۷۴- عصمت جاوید ، محولہ بالا ، ص : ۲۸۲ -

۷۵- محولہ بالا ، ص : ۲۸۰ -

دیکھتے ہیں کہ اصطلاح میں اسم+ اسم کے مرکبات میں اضافت کا ہونا ضروری نہیں ۔ یہ امتزاجی ہوتے ہیں اور امتزاجی مرکبات ہی کہنا چاہیے ۔ محض فارسیت کے شوق میں ہر مرکب کے ساتھ اضافت استعمال نہیں کرنی چاہیۓ ۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے ڈاکٹر صدیق شبلی لکھتے ہیں :[۷۶]

"اردو میں اضافت کے بغیر بھی کام چل جاتا ہے مثلاً اردو میں مندرجہ ذیل تراکیب (مرکب اصطلاحیں) اضافت کے بغیر بھی دونوں طرح درست ہیں: افسرِحسابات (افسر ، حسابات) ، صدرِ شعبۂ اردو (صدر ، شعبہ اردو) ، منتظمِ اشتہارات (منتظم ، اشتہارات) ، معاونِ تعمیرات (معاون ، تعمیرات) ، ناظمِ صحتِ عامہ (ناظم ، صحت عامہ) ۔"

ایسا کیوں ہوتا ہے ۔ اردو میں یہ خصوصیت کیوں موجود ہے کہ اس کے مرکبات حروفِ علّت اور اضافت کے بغیر بھی خوبصورت انداز سے وجود میں آ جاتے ہیں اس کا ایک سبب اردو کا فطری آہنگ اور توازن ہے ،جسے ڈاکٹر شوکت سبزواری اردو کی موسیقیت قرار دیتے ہیں ان کے نزدیک اردو کے مرکبات توازن اور موسیقیت کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ۔ لکھتے ہیں:[۷۷]

"اردو اپنی فطرت میں موسیقیت رکھتی ہے ۔ چنانچہ اس نے الفاظ اور تراکیب دونوں میں آہنگ اور توازن کا دامن ہاتھ سے نہیں دیا ۔"

مرکب اصطلاحات سازی کیسے وجود میں آتی ہے ، اس کی تفصیلات پر روشنی ڈالتے ہوئے ڈاکٹر ایس ڈبلیو فیلن (۱۸۱۷ء ۔ ۱۸۸۰ء) نے اپنے لغت کے دیباچے میں تفصیل سے بیان کیا ہے :[۷۸]

"ایک بے علم شخص جب کسی نئی چیز کو دیکھتا ہے تو وہ اسے اپنے سابقہ تجربے کی بنا پر نام دیتا ہے ۔ اس کا طریقِ کار کسی سائنسدان کی مانند ہوتا ہے ۔ مثلاً وہ ٹرین کو پہلی بار دیکھتا ہے تو وہ اس کی مماثلت تلاش کرتا ہے ۔ اس کی مماثلت گاڑی (پہیے والی شے) سے ہے ۔ چنانچہ وہ اسے گاڑی کی جنس قرار دیتا ہے لیکن چونکہ یہ مختلف قسم کی گاڑی ہے اور اس کے لیے اس کی زبان (اردو) میں کوئی لفظ بھی نہیں کیونکہ یہ چیز اس کی اپنی نہیں چنانچہ وہ انگریزی لفظ ریل کو لے کر اس کے ساتھ گاڑی کا مرکب " ریل گاڑی" بنا دیتا ہے ۔ اس طرح سے مرکب اصطلاحات سازی عمل میں آتی ہے ۔ اسی طرح کی ایک ریل گاڑی خط لے کر جاتی ہے ، چنانچہ اس کے لیے اس کے پاس اپنا (اردو کا) لفظ ڈاک موجود ہے ، جسے لے کر وہ " ڈاک گاڑی " کی اصطلاح وضع کر لیتا ہے اور ڈاک لے جانے والی " میل ٹرین " کو " ڈاک گاڑی " قرار دیتا ہے ۔"

گویا مرکب اصطلاح میں ایک لفظ کا تعلق عموماً جنس یا نوع سے اور دوسرے کا تعلق اس خاص شے یا عمل سے ہوتا ہے ، جس کے لیے اصطلاح وضع کی جاتی ہے ۔اٹھارویں صدی عیسوی میں انگریزی میں نباتات اور حیوانات کے ناموں کی گروہ بندی کے لیے یہی اصول لینیاؔس نے استعمال کیا تھا ۔ گویا یہ ایک فطری اصول ہے کہ نئے عمل اور اشیا کو سابقہ تجربات اور انواع و اجناس کے حوالے سے پہچانا جائے ۔ گویا مرکب اصطلاح کا ایک ساق سابقہ تجربے ، کیفیت یا عمومی گروہ ، جنس ، نوع یا صفت کا اظہار کرتا ہے اور دوسرا ساق موجودہ شے، عمل یا کیفیت کے لیے استعمال ہوتا ہے اور دونوں مل کر اسے نئے تجربے کا اظہار کرتے ہیں ۔

۳:۱۰ مشتق اصطلاح :

ہمارے نزدیک مشتق اصطلاح وہ ہوتی ہے جو خارجی اشتقاق سے بنتی ہے ۔ مثلاً سوگ +وار ،برا+ای= برائی کیف + یت = کیفیت ،در+آمد= درآمد دوسرے لفظوں میں فارسی ، ہندی ، اردو اور مقامی زبانوں کے وہ الفاظ جو سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے وجود میں آئیں ، مشتق الفاظ کہلاتے ہیں اور اگر ایسے الفاظ اصطلاحی معنی میں استعمال کیے جا رہے ہوں تو انہیں مشتق اصطلاحیں کہا جاتا ہے ۔ وحیدالدین سلیم نے انہیں سبقلاحی اور فعلی اصطلاحات قرار دیا ہے ۔

ڈاکٹر عصمت جاوید نے اس عمل کو " خارجی اشتقاق " کا نام دیا ہے ۔ ان کے نزدیک " خارجی اشتقاق کے ذریعے حاصل شدہ الفاظ کو قطع کرنے سے عموماً دو اجزا ملتے ہیں ، جن میں سے ایک آزاد مرفیہ اور دوسرا پابند مرفیہ ہوتا ہے :[۷۹] (واضح رہے کہ مرکب اصطلاح میں دونوں مرفیے آزاد ہوتے ہیں لیکن مل کر نئے معنی تشکیل کرتے ہیں ۔)

۷۶۔ ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ،"دفتری و قانونی اصطلاحات و دستاویزات کے اردو تراجم ،مسائل ومشکلات" اردو زبان میں ترجمے کے مسائل (روداد سیمینار) ، اسلام آباد (۱۹۸۶ء) ، ص : ۱۶۹ ۔

۷۷۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ،اردو لسانیات ، ص ص : ۱۰۰،۱۰۱ ۔

78- Fallon , Dr. S.W. , Urdu - English Dictionary , Lahore(1976)and(1979), Preface , P: XVII _

۷۹۔ عصمت جاوید ، محولہ بالا ، ص : ۲۵۲ ۔

مشتق اصطلاحات عام طور پر اسم ، صفت اور فعل (مصدر) سے متعلق ہوتی ہیں - اردو میں بعض اسم فاعل مثلاً جھوٹا ،میلا وغیرہ صفت کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہیں اور بعض صفات مثلاً پایل وغیرہ بطور اسما استعمال ہوتی ہیں - چند اسمائے صفات میں فعلی لاحقے کے اضافے سے انہیں فعل بنا لیا جاتا ہے - جیسے پتھر سے پتھرانا ، ہاتھ سے ہتھیانا ، گرم سے گرمانا وغیرہ - یہ اصول اصطلاح سازی میں ہمارے بہت کام آتے ہیں۔

جب کسی مشتق لفظ کے لاحقے میں ایک اور لاحقے کا اضافہ کرکے ایک اور لفظ بنایا جائے تو اصطلاح میں اسے ثانوی مشتق کہتے ہیں - اس عمل سے ثانوی مشتق دوسرا جزو کلام بن جاتا ہے - مثلاً پرہیزگاری ، پرہیز+گار+ی بعض اوقات کسی لفظ کے ساتھ سابقہ اور لاحقہ دونوں بڑھ کر لفظ بناتے ہیں - اسے بھی ثانوی مشتق کہا جاتا ہے مثلاً خوبصورتی = خوب بصورت + ی ، شادانی = شا + دان + ی ، بے سروسامانی = بے سر و سامان +ی -

(الف) سابقے :(Preffixes) :

مشتق اصطلاح کی بحث میں ہمیں سب سے پہلے یہ جان لینا چاہیئے کہ سابقہ کسے کہتے ہیں - کیونکہ اصطلاح سازی میں سابقے اور ترکیبی مادے میں امتیاز کرنا بہت ضروری ہے جو ہمیں اب سے پہلے اصطلاح سازوں مثلاً وحید الدین سلیم وغیرہ کے ہاں نہیں ملتا -

"ویبسٹر جامع ڈکشنری " میں سابقے کی تعریف اس طرح کی گئی ہے :[(۸۰)]

"کوئی حرف ، ہجا، صرفیہ یا لفظ جو کسی ساق ، مادے یا اساس کے شروع میں لگا دیا جائے جو عموماً اس کی معنویت کو بدل دیتا ہے"-

اس تعریف سے سابقے کی وضاحت نہیں ہو پاتی کیونکہ ترکیبی مادہ بھی لفظ کی معنویت کو بدل دیتا ہے - البتہ آکسفورڈ ڈکشنری میں اس کی زیادہ وضاحت کی گئی ہے :[(۸۱)]

"کوئی فعلی عنصر جو کسی لفظ یا ساق سے قبل رکھا یا جوڑا جاتا ہے تاکہ اس کے معنی میں اضافہ یا آفرینی ہو یا (بعض زبانوں میں) تصریفی تشکیل کنندہ (پیوستہ حرف پر لاگو ہوتا ہے ، لیکن عام معنی میں اس میں ترکیبی ہیئت شامل ہے اور آزاد الفاظ شامل ہوتے ہیں - خصوصاً حرف جار ، متعلق فعل جو ترکیب میں استعمال ہوتے ہیں -) تمام سابقے اصل میں الگ الفاظ تھے جو تخفیف کی زد میں آ کر ایک یا دوحرفی رہ گئے ہیں ......"

اصطلاحات سازی میں ہمیں عموماً حرف جار اور متعلق فعل کے سابقوں سے واسطہ پڑتا ہے - اس کی مختلف صورتیں ہوتی ہیں - سٹیڈمین نے ان کی وضاحت کی ہے :[(۸۲)]

"جب حرف جار یا متعلق فعل حرف صحیح پرختم ہو اور اسے یونانی یا لاطینی لفظ کے ساتھ لگایا جاتا ہے جو حرف صحیح سے شروع ہوتا ہے تو سابقے کا آخری حرف عموماً تبدیل ہو جاتا ہے - مثلاً سابقے کا n ، عموماً l میں تبدیل ہو جاتا ہے خصوصاً جب لفظ l, e, g سے شروع ہو مثلاً یونانی لفظ Syllogism دراصل Syn-logos ہے اور لاطینی لفظ Illusion دراصل In-ludo ہے - دوسری صورت میں n کی m میں تبدیلی ہے جب لفظ b, m, p یا ph سے شروع ہو مثلاً یونانی لفظ emphasis دراصل en- phassis ہے - لاطینی لفظ Impel دراصل In-pello ہے اور تیسری صورت حرف n کے محذوف ہونے کی ہے اگر لفظ S سے شروع ہو مثلاً یونانی لفظ Systole دراصل Syn+ stole ہے -

لاطینی میں ad اور ob اکثر اوقات لفظ کا ابتدائی حرف بن جاتے ہیں - مثلاً accept دراصل ad+ capio ہے assume دراصل ad-sumo ہے - oppress دراصل Ob- pressus ہے -

یونانی میں کسی حرف جار کا آخری فعل حذف کر دیا جاتا ہے مثلاً epencepalon دراصل epi-enKephalos ہے یا cathode دراصل Kata- hodos ہے"-

وحید الدین سلیم نے انگریزی زبان کے کچھ سابقوں کی فہرست بھی دی ہے جو لاطینی ، یونانی اور فرانسیسی زبانوں سے انگریزی میں آئے ہیں - مثلاً Ambi (لاطینی - دو یا دو کے معنی میں) Amphi (یونانی دونوں طرف) ، Anti (یونانی = خلاف) Auto (یونانی = خود) وغیرہ [(۸۳)]

80- Webster's Comprehensive Dictionary ," Preffix " -

81- The Oxford English Dictionary ,Vol VIII "Preffix " -

82- Stedman , op. cit., P: XXII -

۸۳- بحوالہ ، وضع اصطلاحات ، ص ص : ۳۲ تا ۳۶ -

انگریزی میں کچھ سابقے منفی معنی دیتے ہیں۔ جیسے ,-Im ,-In ,-Il ,-Ir ,-non ,-dys/dis , -un ان میں صرف -un انگریزی کا سابقہ ہے ، باقی دیگر زبانوں کے سابقے ہیں ۔ فلپ بالڈی جیسا ماہر لسانیات مرکیہنڈ کے حوالے سے لکھتا ہے کہ باقی لاطینی ہیں اور ان میں سے -In انگریزی میں ۱۵۰۰ء کے بعد آیا:۔(۸۴)

اردو میں منفی معانی کے لیے انگریزی سے زیادہ سابقے ہیں ۔ مثلاً آ ، ان ، بد، بے ، بن ، بلا، بغیر ، خرابی ، غیر ، عدم ، خلاف ، سؤ ، فتور ، نا ، نقص وغیرہ ۔

انگریزی زبان میں بعض سابقے صرف اوپر کا مفہوم دیتے ہیں مثلاً ,- Up- ,epi-, ep-, Eph Over-,Hyper-,Super- اور بعض سابقے صرف نیچے کا مفہوم دیتے ہیں مثلاً - hypo-,under- , sub بعض باہر کا مثلاً -ex ,-ec اور بعض اندر کا جیسے-In ,-Inter-, Enter-,en بعض سب کے معنی دیتے ہیں جیسے -Pan , -All ان کے لیے مختلف مواقع پر مختلف اردو سابقے اختیار کیے جا سکتے ہیں ۔

وحید الدین سلیم نے اردو سابقوں اور ان سے بننے والے الفاظ کی ایک مفصّل فہرست دی ہے ۔(۸۵) ان میں عربی کے "ذو" اور "ذی" بھی اردو سابقے بن سکتے ہیں ۔ دیگر مثبت سابقوں میں آ ، از ، با ، باز، بر ، بل ، بہ ، پا ، پائے ، پچ ، پر ، پُر ، پڑ ، بس بہن ، پیش ، ت ، تر ، تہ ، چو ، خو ، خرد ، خود ، خوش ، دو ، دُو ، دہ ، زبر ، زیر ، زود ، س ، سر سم ، سہ ، شاہ ، شہ ، میر ، ن ، نر ، نو ، نیم ، ہر ، ہزار ، ہم ، ہمہ ، ہک ، وغیرہ قابل ذکر ہیں ۔ انھوں نے منفی سابقوں کا زیادہ ذکر نہیں کیا ۔ سوائے آ ، ان ، بن ، بے ینا ، نہ ، کے ۔ اگرچہ ان کی یہ فہرست زیادہ طویل نہیں لیکن اردو میں سابقوں کے ساتھ الفاظ سازی کی ایک عمدہ روایت ملتی ہے ، جسے اصطلاحات سازی میں برتا بھی گیا ہے تاہم ابھی اسے مزید وسعتوں کے ساتھ برتنے کی گنجائش موجود ہے ۔

<u>(ب) لاحقے (Suffixes) ؛</u>

کسی مشتق اصطلاح میں لاحقے سب سے اہم عنصر ہوتے ہیں ۔ سابقوں کی نسبت لاحقے اصطلاحات سازی میں زیادہ استعمال ہوتے ہیں ۔ لاحقے الفاظ کو اسمی، صفاتی اور فعلی بنانے میں مدد دیتے ہیں ۔ ویبسٹر جامع ڈکشنری میں لاحقے کی تعریف مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی گئی ہے ۔(۸۶)

> "کوئی حرف یا ہجا صرفیہ یا متعدد حروف یا ہجے جو کسی لفظ یا فعلی ساق یا مادے کے آخر میں اس لیے لگائے جاتے ہیں کہ ان میں معنی آفرینی پیدا ہو یا کوئی مشتق لفظ تشکیل پائے ، کسی لفظ کا اختتامی تشکیلی عنصر "۔

آکسفورڈ ڈکشنری میں لاحقے کی وضاحت مثال کے ساتھ کی گئی ہے :۔(۸۷)

> " کوئی فعلی عنصر جو کسی لفظ کے آخر میں اسے نیا لفظ بنانے کے لیے لگایا جاتا ہے ۔ مثلاً Short, Shortage, Shorten, Shorter, Shortest, Shortish , Shortly, Shortness, یا کوئی تصریفی تشکیل کنندہ (جیسے .Ox, Oxen) "۔

سابقوں کے بارے میں ہمیں معلوم ہوا تھا کہ یہ کسی وقت مکمل لفظ تھے ، جو گھس گھسا کر چند حروف تک رہ گئے لیکن جب یہ کہا جاتا ہے کہ " لاحقے بھی کسی زمانے میں آزاد صرفیے ہوں گے جو اب گھس گھسا کر اور ہماری زبان میں آتے آتے صرفیے بن گئے ہوں گے ۔ لیکن ان کا سراغ نہیں لگایا جا سکتا ۔(۸۸) تو لاحقوں کی اس خصوصیت سے منکر ہونا پڑتا ہے کہ لاحقے بے معنی حروف ہیں جو کسی لفظ کو معنی دیتے ہیں ۔(۸۹)

لاحقوں کی ایک خصوصیت بہت اہم ہے کہ سابقوں کے برعکس " لاحقے اشتقاقی اور تصریفی دونوں طرح کے ہو سکتے ہیں"۔ (۹۰) گویا تصریفی مرکبات اور اشتقاقی مرکبات لاحقوں سے وجود میں آ سکتے ہیں ۔

84- Baldi, Philip and others," Prefixal negation of English adjectives", <u>Trends in Linguistics</u> , Monograph 29, P:33 ـ

۸۵- بحوالہ <u>وضع اصطلاحات</u> ،ص ص: ۳۶ تا ۹۲ ۔

86- Webster, <u>Comprehensive Dictionary</u> " Suffix " ـ

87- <u>Oxford Dictionary</u> , " Suffix " ـ

۸۸- عصمت جاوید ، <u>محولہ بالا</u> ، ص : ۲۸۲ ۔

۸۹- عصمت جاوید ، <u>محولہ بالا</u> ، ص : ۲۵۳ ۔

۹۰- ڈاکٹر اقتدار حسین ، <u>محولہ بالا</u> ، ص: ۵۹ ۔

اصطلاحات سازی میں لاحقوں کا استعمال یا تو اسماء بنانے کے لیے، صفت یا فعل کے لیے ہے۔ ڈارلینڈ نے اصطلاحات کے حوالے سے ایسے لاحقوں کی فہرست دی ہے جو اسما ، صفات اور افعال بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔ ڈارلینڈ نے اس کی مثالیں دی ہیں :(۹۱)

۱۔ یونانی لاحقے :

یہ کسی O کے بغیر لفظ کے آخر میں بڑھائے جاتے ہیں مثلاً Sch- ist ، epilept-ic
lem- ma ، Parad- igm عام طور پر لاحقے -m, - sy,-sia,-sis, -ter, -t
اسماء بنانے کے لیے استعمال ہوتے ہیں ۔ ,tic -tc - افعال بنانے کے ساتھ
ساتھ صفات اور اسما بنانے کے لیے بھی آتے ہیں ۔ ize -کسی اسم یا صفت کے ساتھ
فعل بنانے کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔ y - اسم یا فعل کے ساتھ مل کر اسم بناتا ہے۔
-c, - itis یا -ic اسم کے ساتھ مل کر اسم یا صفت بناتا ہے ۔

۲۔ لاطینی لاحقے :

اسماء بنانے کےلیے -ion,- ory, -ary (ماضی مطلق کے لیے بھی) or -
(ماضی مطلق کے لیے بھی) ، ty - وغیرہ ۔ صفات بنانے کے لیے able-, -ible , - al
- ose, -ous, -ive, -id, -ate, - ory , - ary, - ar ,- ile, وغیرہ"۔

فلپ بالڈی لکھتا ہے کہ " لاطینی لاحقے عام طور پر مطابقتی ہوتے ہیں اور عموماً پیچیدہ صورت میں لفظ کو طول دیتے ہیں مثلاً ed - , -ful, -ish اور y-"(۹۲)

انگریزی کے چار لاحقے ایسے ہیں جنھیں عام طور پر ایک دوسرے کا مترادف سمجھا جاتا ہے ۔ مثلاً ness - , ity , -ion , ism - ہمارے ہاں عموماً ان کا ترجمہ " یت" سے کیا جاتا ہے ۔ لیکن جدید ماہرینِ لسانیات نے انھیں بھی معنوی لحاظ سے مختلف قرار دیا ہے ۔ عموماً ایلزبتھ رڈل نے ness- اور ity- میں واضح فرق بتایا ہے(۹۳) اور aggression اور aggressivity اور aggressiveness جیسی مثالیں دے کر لکھتی ہے کہ یہ معنویاتی اعتبار سے انتہائی مختلف ہیں ۔ اپنے نظریے کے ثبوت میں اس نے مزید وضاحتیں بھی دی ہیں ۔ اس کے نزدیک ness- سے معانی میں اتنا زور نہیں پڑتا جتنا ity- سے پڑتا ہے۔ مثلاً Truthness دراصل Truth ہی ہے ۔ اس لیے اسے ہم سچائی کی بجائے سچ ہی لکھ سکتے ہیں ۔ لیکن ness- کے الفاظ واضح اور بہتر معنی (اسمِ کیفیت) دیتے ہیں ۔ اس لیے اسے ہم " سچائی " ہی کہیں گے ۔ اس نے ایک اور مثال collectiveness اور collectivity کی دی ہے ۔

انگریزی کے بعض اسمی لاحقے جو جدید اصطلاحات سازی میں اسمی مشتق اصطلاحات میں کثرت سے استعمال ہو رہے ہیں ، مرکیہنڈ نے ان کی فہرست دی ہے ۔ یہ مندرجہ ذیل ہیں :(۹۴)

"- age , -al , -ance, - ence, -ard , -ation, - ee, - er, -ery,
- ing, -ic, - el, -ling, -ment, -ster, -th , - ure , - o "

91- Dorland , op. cit. , P: XXII -

92- Baldi , Phillip , op. cit., P:54 -

93- Riddle , Elizabeth M., "A Historical Perspective on the Productivity of the Suffixes -ness and -ity " , Trends in Linguistics, Monograph 29,P: 443 -

۹۴۔ ڈاکٹر کیسٹوسکی نے مرکیہنڈ کے حوالے سے ان لاحقوں کی اشتقاقی نوعیت اور استعمال پر روشنی ڈالی ہے ۔ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے بحوالہ : Kastovsky, Dieter,"Vererbal nouns in old and modern English" Trends in Linguistics , Monograph29, PP: 223- 5 -

" -age فرانسیسی ہے :
اسمِ عمل (Action) — Leakage اسمِ مفعول (objective) — Package اسمِ مکان (Locative) — Storage

- al فرانسیسی ہے :
اسمِ عمل Proposal اسمِ واقعہ (Factitive) — Arrival

-ance / -ence فرانسیسی ہیں :
اسمِ عمل — Acceptance اسمِ واقعہ — Utterance اسمِ مفعول — Allowance
اسمِ مکان — Entrance

—ant فرانسیسی ہے :
—ent " "

اسمِ فاعلی (agentive)- Defendant اسمِ مفعولی مقصد —Decendent (باقی اگلے صفحے پر)

وحید الدین سلیم نے اردو لاحقے (ہندی اور فارسی) کی ایک طویل فہرست دی ہے جن میں ایک لاحقہ ترکی کا بھی ہے "چی" ۔ ان لاحقوں میں زیادہ تر انھوں نے خصوصاً فارسی لاحقوں میں امر کو شامل کیا ہے جو ہماری مرکب اصطلاحوں میں کام آتے ہیں ، مشتق اصطلاحوں میں ان میں سے بہت کم ضرورت لاحق ہوتی ہے ۔ امر کے ساتھ مل کر بننے والے الفاظ فاعل ، مفعول ، حاصل مصدر ، اسمِ ظرف اور اسم آلہ کے طور پر مرکب الفاظ کو وجود میں لاتے ہیں ۔ اس پر ہم پہلے ہی بحث کر چکے ہیں ۔

وحید الدین سلیم نے لاحقوں اور ان کے استعمال سے بننے والی اصطلاحات کے اردو مترادفات تلاش کرنے میں چند تجاویز دی ہیں۔ان کے نزدیک انگریزی میں مندرجہ ذیل لاحقے عموماً استعمال ہوتے ہیں :(۹۵)

-ology,-ics علوم کے لیے -al, -one, - less, -full - مشتق صفت کے لیے
-cal,-ic اس کے فاعل کے لیے -ist , -ism سادہ علم کے لیے - Graphy, -Graph
اس کے فاعل کے لیے grapher - الات کے - Graph ,- meter, -scophy, -scope,-tome
ان کا عمل -tomy مشابہت کے لیے -oid ,- form کیمیا میں عناصر کا نام رکھنے
کے لیے ine - کھاری عناصر کے لیے بھی ine -, قلم دار گلوکوسائڈ مرکبات کے لیے
-ine اور in - صفت بنانے کے لیے - ose, -ic,- ous , -ferous - اسمیت کے
معنی دینے کے لیے ism - قابلیت یا پذیری کے لیے able - مارنے یا ہلاکت کے لیے
-cidal, - cide - فعلی اصطلاحات کے لیے -ate, - ise,-ute وغیرہ ۔

وحید الدین سلیم نے ان لاحقوں کے لیے اردو مترادفات بھی تجویز کیے ہیں ، جو آگے چل کر ان کے اصول اصطلاحات سازی میں بیان ہوئے ہیں ۔ اب ہم اردو کے چند لاحقوں پر نظر ڈالتے ہیں جو مشتق الفاظ

(پچھلے صفحے سے آگے)

- ard - فرانسیسی ہے :

اسمِ نظیری (analogical) - Laggard

- ation - فرانسیسی ہے :

اسم عمل Identification اسم واقعہ Translation

- ee - فرانسیسی ہے ۔ قانونی اسماء میں :

اسم استفادی (Benefactive) Payee اسم مفعولی Drawee, Trainee اسمِ فاعلی - Escapee

- er - قدیم انگریزی :

اسم فاعل مشخصہ - Writer اسمِ فاعل غیر مشخصہ -Pointer اسمِ مفعولی - Drawer
اسمِ آلہ — Atomizer اسمِ مکان - Sleeper اسم عمل - Breather

- ery - فرانسیسی ہے :

لاحقہ (مسمی) - Pottery لاحقہ (اسم عمل) - Bakery

- ing - قدیم انگریزی :

اسم عمل -Driving اسم مفعولی - Offering اسم واقعہ -Building اسمِ مکان -Opening
اسمِ آلہ - Coating

- el/le - قدیم انگریزی :

اسم آلہ -Prickle اسم مفعولی - Spittle

- ling - قدیم انگریزی ہے :

اسم مفعولی -Suckling اسم فاعلی -Gruntling

- ment - فرانسیسی ہے :

اسم عمل - Amusement ، اسم واقعہ - Achievement اسم آلہ -Reinforcement
اسمِ مکان - Settlement

- ster - قدیم انگریزی ہے :

اسم فاعلی -Dryster

- th - قدیم انگریزی ہے :

اسم عمل - Growth اسم مفعولی - Spilth

- ure - فرانسیسی ہے :

اسم عمل - Departure اسم مفعولی -Enclosure

- O - قدیم انگریزی :

تمام فعلیاتی اسماء

۹۵- بحوالہ وضعِ اصطلاحات ، ص ص : ۲۱۵ تا ۲۲۶ ۔

بنانے میں ہماری مدد کرتے ہیں ۔(۹۶)

۱۔ اردو کے اکثر اسمائے مجرد میں مندرجہ ذیل لاحقے پائے جاتے ہیں :
" ی "۔ (الف) فارسی دخیل الفاظ میں مثلاً غمی،خوشی (ب) فارسی اسم عام میں
اضافہ کر کے مثلاً دوستی،دشمنی۔ (ج) ہندی الاصل الفاظ میں اضافہ کر کے جیسے چوری،ٹھگی۔

۲۔ اسم عام بھی حرفی لاحقے کے اضافے سے بنتا ہے ۔ جیسے میٹھا سے مٹھائی ،گول سے گولائی
بوڑھا سے بڑھاپا ، موٹا سے موٹاپا ، بچہ سے بچپن ، دیوانہ سے دیوانہ پن ، چکنا سے
چکناہٹ ، کڑوا سے کڑواہٹ ، ٹھنڈا سے ٹھنڈک ، کالا سے کالک ، کھٹا سے کھٹاس ، اپنا سے
اپنایت ۔

۳۔ اردو کے اکثر اسمائے مجرد فعل سے مشتق ہوتے ہیں جنھیں اصطلاح میں حاصل مصدر کہاجاتا
ہے ۔ مثلاً اتر سے اتار ، میل سے ملاپ ، دیکھ سے دکھاوا ، اڑ سے اڑان ، بن سے بناوٹ، بچ
سے بچت ، سوج سے سوجن ، پوش سے پوشاک ۔

۴۔ اردو میں اسم مکان مرکب بھی ہوتے ہیں لیکن ہندی اور فارسی الفاظ کے ساتھ بعض لاحقے
بھی اسم مکان تشکیل دیتے ہیں ۔ جیسے ٹکسال ، سرہانا ، رودبار ، قلمدان ، عطر دان،سرمہ
دانی ، مچھردانی ، گلزار ، لالہ زار ، کہسار ، شاخسار ، گلستان ، قبرستان ، مہمان سرا
چراگاہ ، تنگنائے وغیرہ ۔

۵۔ اسم آلہ بعض ہندی فعلی مادوں سے مثلاً گھیر سے گھیرا ، لٹک سے لٹکن ، جھاڑ سے جھاڑو
پال سے پالنا ، اسم میں لاحقے کے اضافے سے مثلاً پنکھ سے پنکھا ، ہاتھ سے ہتھوڑا ، فارسی
دخیل الفاظ میں لاحقے کے اضافے سے دست سے دستانہ ، چشم سے چشمہ ۔

۶۔ اسم تصغیر کے لیے ہندی الاصل الفاظ میں مثلاً چم سے چمڑا ، دکھ سے دکھڑا ، انت سے انتڑی
فارسی دخیل الفاظ میں مشک سے مشکیزہ ، کتاب سے کتابچہ ۔

۷۔ اسم فاعل کی بناوٹ میں ہندی الاصل الفاظ میں لوہ سے لوہار ، پوجا سے پجاری ، لوٹ
سے لٹیرا ، جوا سے جواری ، بھول سے بھلکڑ ، رکھ سے رکھوالا ،فارسی دخیل الفاظ میں خرید
سے خریدار ،کن سے کندہ ، باغ سے باغبان ، دست سے دستکار ، زر سے زرگر ، امید سے امیدوار
وغیرہ ۔

۸۔ اردو کی مشتق صفات میں ہندی الاصل الف کے ساتھ مثلاً پتھر سے پتھریلا ، زہر سے زہریلا
دودھ سے دودھیل ، سونا سے سنہرا ، فارسی دخیل الفاظ میں سال سے سالانہ ، مرد سے مردانہ
ماہ سے ماہانہ ، شک سے شکین ، سفید سے سفید فام ، غم سے غمناک ، دہشت سے دہشتناک
عربی الفاظ میں اختتامی "ی" کے ساتھ جیسے شمسی ، قمری ، انسانی وغیرہ ۔

۹۔ اردو میں چند اسماء وصفات میں فعلی لاحقوں کے اضافے سے فعل بنا لیے جاتے ہیں مثلاً
پتھر سے پتھرانا ، کفن سے کفنانا ، گرم سے گرمانا ۔ اصطلاحات سازی میں یہ اصول بہت
استعمال ہوتا ہے ۔

فعلی اصطلاحات پر وحیدالدین سلیم نے زیادہ سے زیادہ زور دیا ہے اوران سے بعض جدید مصادر بنائے
ہیں ۔ جیسے اشک سے اشکانا ، برف سے برفانا ، تخم سے تخمانا ، جسم سے جسمانا ، حرف سے حرفانا ، زرد سے
زردانا، عطر سے عطرانا وغیرہ ۔(۹۷) لیکن ان کے وضع کردہ بعض مصادر محض بروزن ہیئت شامل ہوتے ہیں جو کسی
طرح موزوں نہیں بیٹھتے ۔ جیسے ترجمہ (کرنا) سے ترجمانا ، جلسہ (کرنا) سے جلسانا ۔ان میں پہلے ہی فعلی
صورت پائی جاتی ہے ۔ البتہ ہمارے ہاں بعض الفاظ مثلاً قوم سے قومیانا ، فلم سے فلمانا اور اسلام سے اسلامیانا
مستعمل ہوتے ہیں جو اسی اصول کے تحت وضع ہوئے تھے ۔

۹۶۔ بحوالہ: عصمت جاوید ، محولہ بالا ، ص ص : ۲۵۲ تا ۲۷۹ ۔
۹۷۔ وحیدالدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص : ۲۲۹ ۔

۲- اصطلاحات سازی

۲:۱ تعریف :

انگریزی الفاظ Term اور Terminology کو عام طور پر ایک ہی معنی "اصطلاح" میں استعمال کیا جاتا ہے - جبکہ ان دونوں کے معانی میں واضح اور امتیازی فرق موجود ہے - "المورد" میں بھی یہ فرق بیان کیا گیا ہے - وہاں "Terminology" کو "مصطلحات فنیہ" کہا گیا ہے [۹۸] گویا اس کے معانی "فنی اصطلاحات کے مجموعہ" کے بھی ہیں - جدید دور میں Terminology کا لفظ نسبتاً وسیع معنی رکھتا ہے - اس میں مجموعۂ اصطلاحات کے علاوہ وضع اصطلاحات، اس کے اصول، علم وفنِ اصطلاحات، ترتیب دینے کا طریقہ اور اصطلاحی نظام سب کچھ شامل ہوتا ہے -

اکسفورڈ ڈکشنری میں "Terminology سے مراد" اصطلاحات کا ضابطہ یا علمی مطالعہ، ۲ - کسی علم یا مضمون کی اصطلاحات کا نظام ہے [۹۹] جبکہ ویبسٹر کے نزدیک "یہ اصطلاحات کا مطالعہ، علم یا استعمال کا نام ہے" [۱۰۰] ہم اسے "اصطلاحیات"، "علم الاصطلاح" اور "فنِ اصطلاحات سازی" کہہ سکتے ہیں - اپنی سہولت کے لیے ہم "مجموعۂ اصطلاحات" سمیت اس کے وسیع تر مفہوم کو سمیٹتے ہوئے صرف "اصطلاحات سازی" کا نام دیں گے - اس سے مراد وہ تمام ضابطہ، علمی مطالعہ، وضع و ترجمۂ اصطلاحات اور استعمالِ اصطلاحات ہو گا جو اس علم، فن اور مجموعہ کی ترتیب میں پیش آتا ہے -

"اصطلاحات سازی" کے علم و فن کے ضمن میں مشہور ماہرِ اصطلاحات گیلنسکی نے حال ہی میں اصطلاح کی اس کے منصب کے لحاظ سے جامع اور مانع تعریف مہیا کی ہے - اس کے نزدیک "اصطلاحات سازی" اپنے عمومی مفہوم میں تصورات، تصوراتی نسبتوں، نظاموں اور ان کی علامتوں کا نام ہے اور اصطلاح سازی کا یہ کام ماہرینِ لسانیات کی نسبت ماہرینِ مضمون کا ہے - کیونکہ اصطلاحیں صرف لسانی علامتیں ہی استعمال نہیں کرتیں بلکہ یہ اشیاء، افعال اور تصورات کے علامتی تسمیہ کا نام بھی ہے جو سائنس اور ٹکنالوجی میں بڑی تیزی کے ساتھ جاری ہے - اس کے اپنے الفاظ کا ترجمہ یوں ہے : [۱۰۱]

"اصطلاحات سازی سے عام طور پر تین تصورات مراد لیے جاتے ہیں:

۱- اصطلاحات سازی کا عمومی نظریہ -

۲- اصطلاحات کا مجموعہ جو کسی خاص مضمون میں موجود تصورات کے نظام کو ظاہر کرتا ہے -

۳- ایسی مطبوعات جن میں کسی مضمون میں موجود تصورات کا نظام اصطلاحات کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے (اس سے اس کی مراد لغات اور قاموس ہیں)-

یہ اصطلاح بظاہر یوں معلوم ہوتا ہے کہ صرف اصطلاحات کا احاطہ کرتی ہے لیکن اصطلاحات سازی میں باقاعدہ انداز پہلے تصورات، تصوراتی نسبتوں، تصورات کا نظام اصطلاحات اور اصطلاحات کے نظام کے علاوہ تصورات کو بیان کرنے کے لیے علامتوں اور علامتوں کے نظام کا مطالعہ کرتا ہے -

اصطلاحات سازی کا کام جو اصطلاحی اصولوں کے استعمال اور وضع اصطلاحات کے طریقوں پر مشتمل ہے، دراصل تصورات کے بیان کا نام ہے (خواہ تعریفات یا کسی بھی کشافی طریقے سے)- تصورات کے بیان کرنے کے اصلی مجاز ماہرینِ مضمون ہیں - اس لیے اصطلاحات کی معیار بندی، خصوصی طور پر، ماہرینِ مضمون کا میدان ہے - اس امر کا زیادہ تر تعلق لسانیاتی طریقوں کی نسبت ترتیبی نظریے سے زیادہ ہے -

تصورات کو علامتوں کی کسی بھی قسم سے بیان کیا جا سکتا ہے لسانیاتی علامتوں میں عمومی اصطلاحات (جو الفاظ کی صورت میں یا کثیر لفظی یا مرکب اصطلاحیں یا مخفف یا تخفیفی اصطلاحیں وغیرہ ہیں -) جو تصورات کے لیے فطری طور پر مضمون کے ابلاغ کے لیے بولی جاتی ہے، ان کے علاوہ معلومات کی باز طلبی (RetrieVal) کی زبان کے تصورات بیان کرنے کے لیے معجمی (Thesaurus) اصطلاحات (جو کلیدی الفاظ (Keywords) اور تصریحی الفاظ Descriptors ہوتے ہیں) یا درجات جو درجہ بندی کے تصورات کے تسمیہ کے لیے استعمال ہوتے ہیں - درحقیقت صرف زبان ہی عناصر کو نام عطا کرنے کے لیے کافی

۹۸- ملاحظہ ہو المورد "Terminology" -

99- The Oxford Dictionary ,_ _ __ ,"Terminology" _

100- Webster's , op. cit., "Terminology " _

101- Galinski , Christian, "Terminology and Information KnowledgeManagement", Le Linguiste, Rvere Trimestrielle, Brussel , vol. XXXII, 1986,/1-2 ,P:6 -

(مزید ملاحظہ ہو ضمیمہ "ک" -) -

نہیں ہوتی ، جو (بلاترادف) پرانے اور نئے تصورات کو بلا مغالطہ نام دے سکے ۔
اس لیے کئی دوسری علامات مثلاً مثالوں Illustrations ، فارمولے ، ضابطے (Codes) وغیرہ کا استعمال سائنس اورٹکنالوجی میں بڑی تیزی سے بڑھ رہا ہے ۔
"اصطلاحات سازی " کے دیگر ماہرین مثلاً فیلبر اور ووسٹر (Wuster) نے بھی اسی بات کی حمایت کی ہے کہ اصطلاحات سازی ماہرین مضمون کا کام ہے [۱۰۲]

اصطلاحات کی اس تشریح اور صورت حال کے پیش نظر جب ہم اردو پر نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ ابھی ہمارے ہاں " اصطلاحات سازی " کا پورا تصور رائج نہیں ہوا – ہم ابھی تک لفظ سازی کے اور لسانی و قواعدی مرحلوں سے نکل نہیں پائے – اب تک ہمارے ہاں " وضع اصطلاحات " کی کوششیں اصطلاحی الفاظ اور مرکبات کی تشکیل بلکہ ترجمے تک محدود رہی ہیں – گیلنسکی اور یونیسکو کے دیگر ماہرین [۱۰۳] کی وضاحتوں کے بعد ہم یہ اندازہ لگانے میں حق بجانب ہیں کہ اردو میں لسانی اصطلاحات پر تو کام ہوا لیکن معجمی اصطلاحات ، اصطلاحی بنک ، علامتی نظام ، ترقیمی طریق کار ، ضابطوں اور فارمولوں وغیرہ کو وضع کرنے کی طرف توجہ نہیں دی گئی بلکہ معلومات کی باز طلبی کے جدید ترین نظاموں کی طرف ابھی ہمارا رجحان نہیں اور نہ ہی ان کے لسانیاتی پہلو پر توجہ دی گئی ہے –

۲:۲ اصطلاحات سازی کی حدود:

گیلنسکی کی تعریف ہی سے ہمیں اصطلاحات سازی کی حدود کا بخوبی علم ہو جاتا ہے – بین الاقوامی مرکز برائے اصطلاحی معلومات Infoterm کے نزدیک اصطلاحات کی حدود مندرجہ ذیل ہیں [۱۰۴]

۱- سائنسی تصورات کی تنظیم کے لیے ۔
۲- معلومات کی ترتیب کے لیے ۔
۳- معلومات کی اشاریہ بندی اور باز طلبی کے لیے ۔

چنانچہ اصطلاحات انسانی ابلاغ اور ثقافت میں اہم کردار ادا کرتی ہیں – جہاں تک اصطلاحات سازی کی حدود کا ان کے معانی ، ہیئت ، نسبت ، سطح اور اقسام کے لحاظ سے تعلق ہے ، اس کے بارے میں یونیسکو کی شائع کردہ اصطلاحات کے معجم SPINES کی جلد نمبر ۲ میں اصطلاحی ترسیمی اظہار کے ذریعے اسے واضح کرنے کی کوشش کی گئی ہے – اس سے ظاہر ہوتا ہے :[۱۰۵]

"اصطلاحات سازی کی بنیاد زبان اور معانی پر ہے – معانی تصورات ، تعریفات اور ہجے پر مبنی ہوتے ہیں ، تصورات ہمیں علم اور اطلاعات سے حاصل ہوتے ہیں ، تعریفات میں الفاظ ، مترادفات ، ہم نام اور اشیا کے نام پر مبنی ہوتی ہیں – الفاظ بھی اصطلاحات سازی کا کام کرتے ہیں اور ان کا ذخیرہ لغت مرتب کرنے میں مدد دیتا ہے – الفاظ سے واحد اصطلاحی الفاظ اور کلیدی الفاظ ہمارے سامنے آتے ہیں – کلیدی الفاظ واحد اصطلاحی ،کثیر اصطلاحی الفاظ ، موضوعاتی عنوانات اور کھلی اصطلاح کا جزو ہوتے ہیں – ان سے معجم وجود میں آتے ہیں" – اصطلاحات کو صرف لغات یا دوسری صورتوں میں مرتب کرنے کو اصطلاحات نگاری کہا جاتا ہے ۔

۳:۲ اصطلاحاتی معجم (Terminological Thesaurus) کا مفہوم :

اصطلاحات نگاری کا ایک جدید ترین تصور اصطلاحاتی معجم ہے – انگریزی زبان میں معجم یا تھیسارس مرتب کرنا بہت پرانا تصور ہے – جسے راجٹ (Roget) نے ۱۸۵۲ء میں فروغ دیا تھا – لیکن اب یہ تصور ایک قصہ پارینہ بن چکا ہے – معجم کا اصل میدان اب لغوی نہیں، اصطلاحی ہے – اس لحاظ سے " معجم " میں اصطلاحات کو قواعد ، گروہ بندی = اسم ، فعل اور متعلق فعل کے حوالے سے مرتب کیا جاتا ہے – جس کے بعد تمام اصطلاحات کو الفبائی ترتیب کے ساتھ اور پھر متعلقہ گروہی نمبر کے تحت درج کیا جاتا ہے [۱۰۶]

یہاں روجٹ کی سکیم کام نہیں دے سکتی کیونکہ اس میں الفاظ کی صرف منطقی ، معنویاتی اور الفبائی

102- Felber, H., Terminology Manual, Paris: (1984), P: 426 -

۱۰۳- اپنے ایک مراسلے مورخہ ۱۸- جنوری ۱۹۸۹ء کے ہمراہ نیڈوبشی نے جو کتابیاتی معلومات فراہم کی ہیں، ان کی رُو سے اس وقت یونیسکو اور دیگر عالمی اداروں کے ماہرین میں فیلبر ، ووسٹر ، گیلنسکی اور نیڈوبشی کے مقالے قابل توجہ ہیں – ملاحظہ ہو ضمیمہ " ص " میں نیڈوبشی کا مراسلہ –

104- Infoterm , (Leaflet) Wien: Austria(1988), P: 1 -

105--Dym , E(ed.) Subject and Information analysis , New York (1985), P:304 -

106- Dym, op., cit., P: 271 -

(اصطلاحات نگاری کے لیے انگریزی میں اصطلاح Terminography استعمال کی جاتی ہے ۔ تفصیلی بحث گیلنسکی نے کی ہے ۔ ملاحظہ ہو ضمیمہ "ک") ۔

یونیسکو کا اصطلاحی ترسیمی اظہار
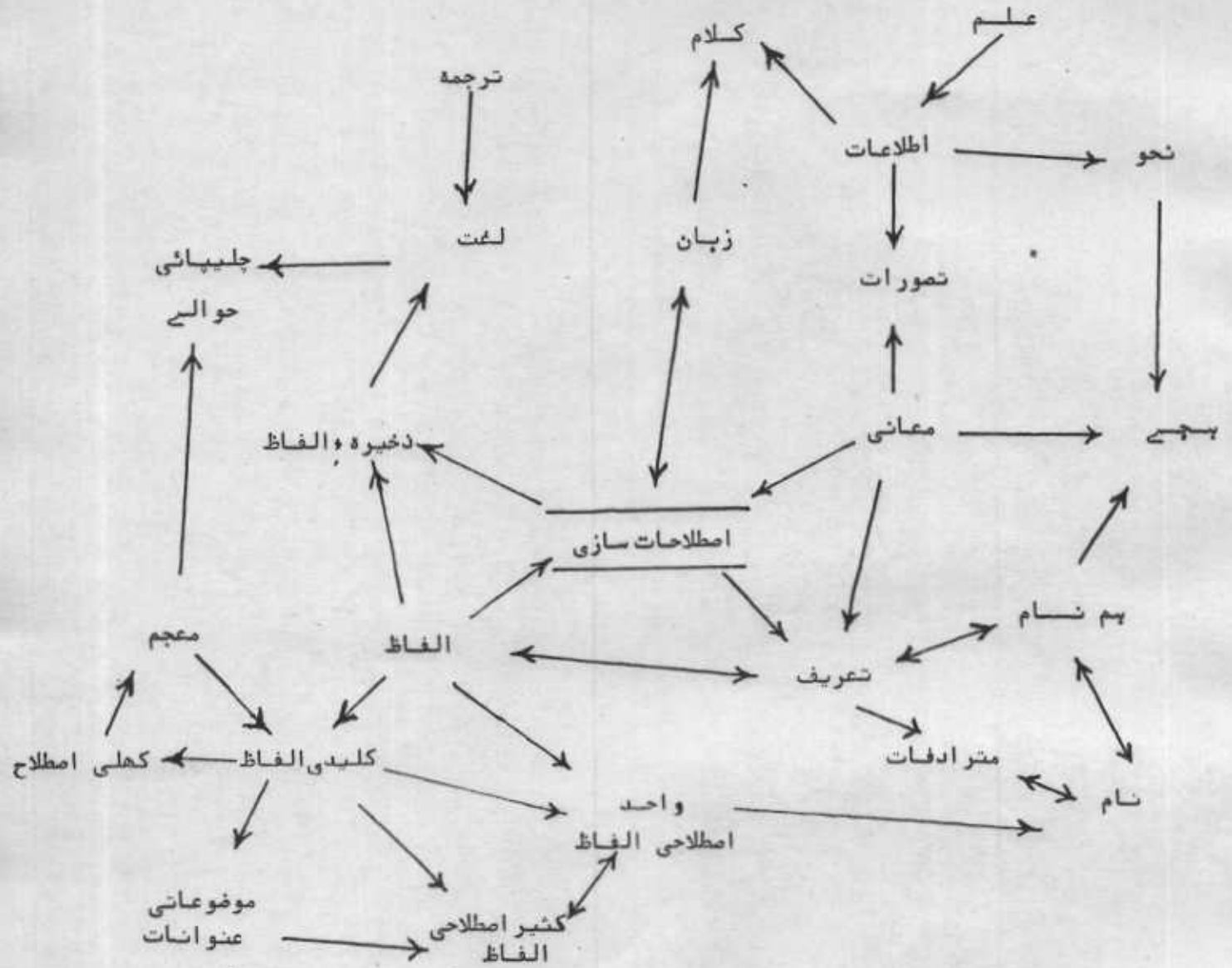
ترتیب کو ملحوظ رکھا گیا ہے ـ معروف ماہر اصطلاحاتی معجم آرا ین اوڈی لکھتا ہے :(۱۰۷)

"معجم الفاظ کی ایک ایسی کتاب ہوتا ہے جس میں انھیں عام طور پر مندرجہ ذیل متعلقات اورنسبتوں سے پیش کیا جاتا ہے ـ

۱ـ تخصیصاتی (Specific) سے تعمیماتی (Generic)اسے واضح اصطلاح Broader Term کہتے ہیں ـ

۲ـ تعمیماتی سے تخصیصاتی ـ اسے محدود اصطلاح (Narrow Term)کہتے ہیں ـ

۳ـ باہمی نسبت رکھنے والی اصطلاح ـ اسے متعلق اصطلاح(RelatedTerm)کہتے ہیں "ـ

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ معجم سے ہمیں اصطلاحات کی حدود کا علم ہوتا ہے ـ پارکر اورٹورلے کے نزدیک :(۱۰۸)

"یہ اشاریہ بندی کے لیے بھی کام آ سکتا ہے اور اصطلاحی مترادفات کا علم بھی دیتا ہے ـ نیز واضح اصطلاحات ، محدود اصطلاحات اور متعلقہ اصطلاحات سے بھی آگاہ کرتا ہے "ـ

یونیسکو کے نزدیک معجم عالمی سائنس اور اطلاعاتی زبان (UNISIST) ہے اس لحاظ سے معجم کو اس کے منصب اور ہیئت کے اعتبار سے بھی بیان کیا جا سکتا ہے ـ فوسکٹ ڈگلس کے نزدیک منصب کے اعتبار سے اصطلاحات کو کنٹرول کرنے کا ذریعہ ہے جو " اطلاعاتی زبان میں مرتب کیا جاتا ہے ..... ہیئت کے لحاظ سے معجم متعلقہ اصطلاحات کا معنویاتی (Sementic) اور تعمیماتی محیط اور متحرک ذخیرۂ الفاظ ہے جو کسی مخصوص علمی میدان کا احاطہ کرتا ہے"(۱۰۹) چنانچہ معجم محض اصطلاحات نگاری نہیں بلکہ اصطلاحات سازی میں داخل ہے۔

معجم میں اصطلاح سازی کا بنیادی اصول کیا ہے ، اس کے بارے میں UNISIST میں تفصیلات دی گئی ہیں ـ فوسکٹ نے اسے اپنے مضمون میں نقل کرتے ہوئے بتایا ہے کہ اصطلاح کے معانی مختلف علوم اورٹکنالوجی میں مختلف ہوتے ہیں اور بعض ملکوں میں ان کے متضاد معنی لیے جاتے ہیں ـ اس لیے معجم میں ایک بیانیہ نوٹ (Scope note) دیا جاتا ہے ـ اصطلاحی اندراجات کے بارے میں وہ لکھتا ہے :(۱۱۰)

"اصطلاحات کو مرکبات کے حوالے اور ترکیبی مادہ کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے ـ پھر اسے کئی سطحوں کے مطابق درج کیا جاتا ہے ـ ان سطحوں کے لیے اصطلاحوں کے ساتھ مخففات بھی دیے جاتے ہیں .... مثلاً INSPECکی معجم میں Bt کا مطلب ہے ، ایک سطح اوپر (کے معنی) اور NT کا مطلب ہے ، ایک سطح نیچے (کے معنی) ، TTکا مطلب ہے (معنی کی) "اعلیٰ اصطلاح "ـ "

اوڈی کے نزدیک کسی لفظ کے معنی اس کے سیاق وسباق کی ممکنہ وسعتوں سے معلوم ہوتے ہیں اورمختلف الفاظ کے ساق میں معانی کا اشتراک ہوتا ہے۔اس لیے اصطلاحات سازی میں ایک ساق رکھنے والے الفاظ کونزدیک ہونا چاہیئے ـ"(۱۱۱)چنانچہ معجم میں ایک ساق رکھنے والی تمام اصطلاحیں بھی یک جا کی جاتی ہیں اب یہ کام اصطلاحی بنک /کمپیوٹر سے کیا جاتا ہے ـ جسے قسریہ لغت (Dicautom.) بھی کہا جاتا ہے ـ

۲:۲ قسریہ لغت یا اصطلاحی بنک :

اصطلاحی ذخیرہ اب اتنا وسیع اور پیچیدہ ہو چکا ہے کہ یہ افراد اور اداروں میں محض فہرستوں، کارڈوں اور کتابی انداز میں لغات کی صورت میں مرتب نہیں ہو سکتا ـ معجم بھی اس مسئلے کا حل نہیں ہوتا خصوصاً جب ساق مرکب اصطلاح میں مختلف مقام پر یعنی کبھی سابقے کی جگہ اورکبھی لاحقےکی جگہ آئے ـ چنانچہ اس مقصد کے لیے قسریہ لغت (Dicautom) وجود میں آیا ـ

یہ اصطلاح Dictionary اور Automatic سے ملا کر وضع کی گئی ہے ـ اس نئی اصطلاح کا مطلب ہے "خود کارلغت "ـ لکسمبرگ میں یورپین کمیشن کے تحت قائم دنیا کے سب سے بڑے اصطلاحی بنک Terminology and Computer Applications کے سربراہ جیوٹشلکس کا کہنا ہے کہ یہ صرف کمپیوٹر کی مدد سے بننے والے لغت کا نام ہے وہ اسے نئی اصطلاح Euro Dicautom یعنی " یورپی قسریہ " کے نام سے یاد کرتا ہے کیونکہ یہ یورپی زبانوں میں اصطلاحی متبادلات مہیا کرتا ہے ـ وہ لکھتا ہے :(۱۱۲)

107- Oddy , R.N. and Others , Information Retrieval Research , London(1981),P:149 —

108- Parker and Turlay , Information Sources in Science and Technology,London, (1986),P: 113 —

109-C.EDym,(ed.) Op., cit., PP: 270-271 —

110- C.F. Dym, (ed.), Op., cit., P: 289 —

111- Oddy , R.N., op.,cit., P: 126 —

112- Geotschalckx ," Euro dicautom " in Snell, Barbara's , Translating and the Computer, Amsterdam,(1979) P:71 —

"یہ اصطلاح یا اصطلاحی مفہوم مہیا کرتا ہے جسے Vedethes کہتے ہیں اور بالاکر یہ اصطلاح
یہ اصطلاح متبادلات (متفرق زبانوں میں) مہیا کرتا ہے - بدقسمتی سے یہ کام اسی ہیئت
میں مہیا ہوتا ہے جوکثی کثیر لسانی لغات میں شائع کیا جاتا رہا ہے "-

قسریہ لغات کے لیے کمپیوٹر کو اصطلاحی بنک کا نام بھی دیا جاتا ہے اور اس میں اعدادوشمار اور اصطلاحات کی جمع آوری کو شماریاتی بنک (Data Bank) کہا جاتا ہے - اس کی تفصیلات گیلنسکی اورنیڈوبٹی نے بیان کی ہیں - ان کے نزدیک اصطلاحی بنک مندرجہ ذیل وظائف انجام دیتا ہے [113]

"اصطلاحوں میں باہمی ارتباط جو کسی تنظیم یا ادارے کے اطلاعاتی امور کو مربوط کرتا ہے -
یہ دستاویزات کو کئی صورتوں میں منظم کرتا ہے - ترجمے کے لیے خصوصی طور پر معاونت کرتا
ہے اور تربیت کے دوران میں مدد دیتا ہے - اسے مشینی ترجمے کے نظام میں بخوبی استعمال
کیا جا سکتا ہے"-

ان اصطلاحی بنکوں یا قسریہ لغات /کمپیوٹر معجم میں اصطلاحات کہاں سے آتی ہیں ؟ اس سوال کا جواب جیوٹشیلکس ہی نے دیا ہے [114]

"ہماری اپنی اصطلاحاتی اطلاعات ہر زبان کی اصل دستاویزات کے مطالعے سے ہمارے سامنے آتی
ہیں - ان دستاویزات کے تقابلی مطالعے سے ہمیں حقیقی متبادلات ملتے ہیں - اس کے علاوہ ہم
مختلف اداروں کی مرتب کردہ اصطلاحات بھی استعمال کرتے ہیں - مثلاً ANFOR یا ایسے دیگر
ادارے -"

کمپیوٹر کے اندر یہ معلومات " فش " (Fiche) کی صورت میں رکھی جاتی ہیں - یورپی قسریہ کی "فش" میں اصطلاحی نمبر (NI) وضع کرنے والے دفتر کا نمبر (BE) ، قسم (Ty) جسے Betyni ضابطے کے تحت رکھا جاتا ہے ، درج کیا جاتا ہے - ایک " فش " میں ۱۳- ہزار اصطلاحیں درج کی جا سکتی ہیں - ان کے نزدیک " کسی اصطلاحی ادارے کو تصنیف و تالیف کے لیے کم از کم تین سے چار لاکھ تک اصطلاحوں کی ضرورت ہوتی ہے [115])

تحقیق کنندہ کے نام ایک مراسلے مورخہ ۸- دسمبر ۱۹۸۸ء میں اپنے ادارے کی وسعت اور اصطلاحی ذخیرے کا ذکر کرتے ہوئے جیوٹشیلکس نے بتایا ہے :[116]

"ہمارا اصطلاحی بنک تمام کمپیوٹر اداروں کے تقریباً دو ہزار استفسارات روزانہ کے حساب سے
استعمال میں آتا ہے - اسے وی آنا میں اقوام متحدہ کے ادارے اور ولندیزی اور سوئس حکومتیں
اور دیگر ادارے بھی استعمال کرتے ہیں - انھیں دنیا بھر کے ایسے ECHO طریقے سے وابستہ
کوئی بھی ادارہ استعمال کر سکتا ہے - Eurodicautom کا مکمل ذخیرہ اصطلاحات ۳لاکھ ساٹھ
ہزار تصورات اور ایک لاکھ دس ہزار مخففات پر مشتمل ہے "

کل ۵لاکھ ستر ہزار اصطلاحات فرانسیسی اور انگریزی زبانوں سے فرانسیسی ، انگریزی، جرمن ولندیزی اور اطالوی زبان میں ترجمہ کر کے ذخیرہ کی گئی ہیں - گویا ۱۱لاکھ ۲۰ ہزار اصطلاحات ۵ زبانوں میں استعمال کی جاتی ہیں -

۲:۵ اصطلاحات سازی کی نوعیت :

انگریزی میں اصطلاحات سازی کے اصول تقریباً وہی ہیں ، جو الفاظ سازی کے ہیں یعنی ترجمہ ، تسمیہ اور وضع اصطلاحات-ان کی مندرجہ ذیل صورتیں ہمارے سامنے آتی ہیں - پہلی صورت ان اصولوں کے مطابق اشیا کے نام مقرر کرنے کی ہے ، جو لیناؤس نے حیاتیاتی (نباتات ، حیوانات) کے قبیلے ، جنس اور انواع کے نام مقرر کرنے کے لیے وضع کیے اس صورت پر نئے الفاظ عموماً حیاتیات میں دو لفظی مادوں پر مشتمل ہوتے ہیں پہلا جنس اور دوسرا نوع کو بیان کے لیے استعمال ہوتا ہے - مثلاً Rosa arvensis (Field rose)Rosa eglanteria(Sweetbriar),Rosa Canina(Dog Rose) ان میں Rosa جنس ہے اور Arvensis,eglanteria Canina انواع ہیں اور یہ لاطینی الفاظ ہیں [117] سابقہ علم کے حوالے سے اس کا ذکر ہم کر چکے ہیں -

تسمیہ کی ایک صورت یہ ہے کہ کسی علاقے ، موجد یا چیز کے نام کے ساتھ وابستہ کرتے ہوئے اصطلاح وضع کی جاتی ہے مثلاً علاقے کے نام پر Benitoite, Berkelium , Bauxite , Americium فرد

113- Galinski/ Nedobity , op.,cit., P:11 _

114- Geotschalckx ,op. cit., P:71-72 _

115- Geotschalckx , op.,cit.,P:75 _

۱۱۶- ملاحظہ ہو جیوٹشیلکس کا مراسلہ بنام راقم ، ضمیمہ " ص " -

117- C.f. Weatherall, Scientific Method , P:25 _

کے نام پر Ampere ,Diesel,Calorie وغیرہ -

ایک صورت یہ بھی ہے کہ کسی دوسری زبان کے لفظی مادے کو استعمال میں لاکر اصطلاح بنائی جاتی ہے یہ مادے عموماً یونانی، لاطینی اور خصوصاً جرمن اور فرانسیسی الفاظ ہوتے ہیں - بعض اوقات عربی، فارسی اور دیگر زبانوں کے الفاظ بھی لیے گئے ہیں- زیادہ تر یونانی اور لاطینی ترکیبی مادے ہی استعمال میں لائے جاتے ہیں - مثلاً پاسچر نے ۱۸۶۲ء میں Aerobic کا نام اکسیجن کی موجودگی میں بیکٹیریائی عمل کے وقوع پذیر ہونے کو دیا - یہ یونانی لفظ aer (ہوا) اور bios (زندگی) سے مشتق ہے - یا پھر ۱۹۱۲ء میں فنک نے Vitamin کی اصطلاح لاطینی لفظ vita (زندگی) اور جرمن لفظ Amin (دینا، بخشنا) سے وضع کیا - اسی طرح ضد حیوی دوا Streptomycin کی اصطلاح یونانی الفاظ strepto (دینے والا) اور myces (فنجائی) سے ملاکر وضع کی گئی ہے - ایک اور اصطلاح Mythylene کے معنی " چوبی شراب " کے ہیں جسے ۱۸۲۵ ء میں پیلیگوٹ نے یونانی لفظ methy (شراب) اور hyle (لکڑی) سے وضع کیا ہے - یہی صورت حال اصطلاح Analine کی ہے جو عربی لفظ "النیل " سے وضع کی گئی ہے [۱۱۸] کیمیا ، طبیعیات ، طب اور حیاتیات میں یہ طریقہ عموماً استعمال میں آتا ہے -

کبھی کسی طویل اصطلاح کو مختصر کر دیا جاتا ہے مثلاً Amphetamine دراصل Alpha-methyl- phenyl- ethyl-amine ہے [۱۱۹] یا FORTRAN دراصل Formulae translation کی تخلیف ہے - [۱۲۰] یا ہم نے پہلے قنوبیہ لغت (Dictautom) کا ذکر کیا ہے جو (Dictionary Automatic) کی تخلیف ہے - اصول لغت کے حوالے سے ہم اس کا ذکر پہلے بھی کر چکے ہیں -

ایک صورت یہ بھی ہے کہ دو الفاظ کو پاس پاس رکھ کر ان کے درمیانی حروف حذف کر کے انھیں مرکب کی صورت دے دی جاتی ہے - ایسا عموماً کیمیا اور طبیعیات میں ہوتا ہے - مثلاً Aldol کی اصطلاح ۱۸۷۲ء میں ورٹز نے aldehyde اور alcohol کو ملا کر وضع کی - ایسی دیگر مثالیں Alose (aldehyde + Glucose) Alamine (aldehyde اور Amine) کی ہیں - یا پھر ایک اور اصطلاح Aliphatic کی ہے جسے ۱۸۸۹ء

میں بامبرجر نے یونانی لفظ Aleiphatos (چربی) سے (جسے ۱۸۶۰ء میں ہجیلٹ نے بطور اصطلاح چربی کے کاربن مرکبات کے لیے استعمال کیا تھا) اور Alicyclic کو ملا کر وضع کیا - یہ اصطلاح ایسے چربیلے مرکبات کے لیے وضع کی گئی جو کاربن کے دائرے کے قریب ہوتے ہیں - [۱۲۱] اسے اصول نیوایت کہا گیا ہے -

بعض اوقات قدیم دیومالا کو افعال اور تصورات کی صورت میں ڈھالا جاتا ہے مثلاً Vulcanise کی اصطلاح ۱۸۵۷ء میں بروکیڈن نے آگ کے رومی دیوتا کے نام Vulcan کے ساتھ ise- کا لاحقہ لگا کر وضع کی - علم کیمیا میں یہ کچے ربڑ کو گندھک سے ملا کر پختہ کرنے کے عمل کا نام ہے [۱۲۲]

کبھی مذاق ہی مذاق میں کوئی سائنسدان کسی عمل یا تصور کے لیے کوئی لفظ بول دیتا ہے جیسے لواژے نے کیمیا کے عناصر کو نام دینے میں کیا - کبھی کسی نے یونہی کوئی نام رکھ دیا - جیسے ۱۹۴۲ء میں ہالووے اور بیکر نے ایٹمی مرکزے کے قطری رقبے کو معلوم کرنے کی اکائی کا نام مذاق ہی میں Barn رکھ دیا تو اسے اصطلاح کی حیثیت حاصل ہوگئی [۱۲۳]

کبھی کوئی تجارتی نام بطور اصطلاح استعمال ہونے لگا جیسے Kodak , Nylone, Bakelite Xerox, Linotype وغیرہ Velcrotabe کا تذکرہ ہم ابتدائیہ میں کر چکے ہیں - سرنامیے بھی بطور اصطلاح استعمال میں آتے ہیں جیسے I.Q, TNT, RADAR, FLIP وغیرہ- ایسے امور کا ذکر " تاریخ انگریزی زبان" کے مصنفین نے بھی کیا ہے جس کا حوالہ ابتدائیے میں دیا گیا ہے -

اردو میں اصطلاحات سازی کا عمل تین طرح سے انجام پا رہا ہے - ۱- اختراع یا وضع ۲- ترجمہ یا مترادف ۳- اصطلاحی دخل -

اردو میں ہماری بہت سی اصطلاحیں پہلے سے موجود تھیں یا کسی نئے علم کی آمد پر وضع کی گئیں - وضع اصطلاحات کے لیے خلاقی اور طباعی درکار ہوتی ہے - تاہم اصطلاحات کو قبولیت کی ضرورت ہوتی ہے - وضع شدہ اصطلاحات رفتہ رفتہ مروج ہو کر زبان زد عام ہو جاتی ہیں- اردو میں یہ عمل آہستہ آہستہ ہوتا رہا لیکن جدید علوم و فنون کی تیز رفتار آمد نے وضع و اختراع پر ترجمے یا مترادف کو فوقیت دے دی ہے - چنانچہ ہمارا زیادہ تر ذخیرۂ اصطلاحات ترجمہ شدہ اصطلاحات پر مبنی ہے - بعض یورپی اور بین الاقوامی اصطلاحات روزمرہ زندگی میں داخل ہو گئیں یا علمی ضرورت بن گئیں - انھیں اصطلاحی دخل کے عمل سے یاد کیا جا سکتا ہے -

---

118- C.F. Bevan and Others, Concise Etymological Dictionary of Chemistry, PP:19,126 117,185 -
(ایسی ہزاروں مثالیں اس لغت میں دی گئی ہیں - سٹیڈمین نے بھی ایسے یونانی ترکیبی مادوں کی فہرست دی ہے)

119- Ibid , P:23 -

120- See. Webster, op., cit. -

121- Bevan ,op. cit., P:20 -

122- op. cit., P:127 -

123- op. cit., P:29 -

ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے وضع اصطلاحات کی اس نوعیت کو مترادفاتی اور طبع زادی کے نام سے یاد کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں :۔[۱۲۴]

"(الف) مترادفاتی نوعیت کا ایک مطلب یہ ہے کہ دوسری زبانوں کی اصطلاحات کو اپنی زبان میں منتقل کرنا، یعنی اپنے لسانی ذخیرے سے ان کے مترادفات کو ڈھونڈ کر نکالنا اور ان کو احسن طریق سے استعمال کر کے دکھانا تاکہ محققین، مترجمین، طلبہ اور اہلِ قلم کو انھیں واضح طور سے سمجھنے اور اپنانے میں کوئی دقت نہ ہو یا کم از کم دقت ہو ۔ اس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ دوسری زبانوں کی مصطلحات کو اپنی زبان میں منتقل کرنے کے لیے موزوں و قریب المعانی الفاظ منتخب کرکے ان کے ایسے مرکبات تیار کرنا جو صوری و معنوی لحاظ سے موزوں و احسن ہوں ۔ ایسا کرنا ہنر ہے ....

(ب) طبع زاد اصطلاحات وضع کرنے کا مطلب اپنی زبان میں اصطلاحات کو اختراع کرنا ہے ۔ یہ بھی ہنر ہے اور ہنر چارچیزوں کا متقاضی ہے ۔ اول حسنِ ذوقِ لسانی، دوم جودتِ طبع، سوم قدرتِ افکار، چہارم تبحرِ علمی "

اصطلاحات سازی کی اس نوعیت کو شان الحق حقی نے دو صورتوں پر مشتمل قرار دیا ہے ۔ ایک رسمی جو بندھے ہوئے قواعد کی رو سے وجود میں آتی ہے اور دوسرے اختراع کی جو کسی بندھے ہوئے قاعدے کی پابند نہیں دونوں کی تفصیل بیان کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :۔[۱۲۵]

"تکنیک کے لحاظ سے وضعِ اصطلاحات دو صورتوں پر مشتمل ہے۔ ایک رسمی جو بندھے ہوئے قواعد کے مطابق ہو جس کی خاص خاص شکلیں یہ ہیں :

(الف) اخذ و اکتساب، بلاتصرف جیسے کارپوریشن یا بہ تصرفِ معنوی، ریل یا پالتوریت جیسے پلاس، Pliers، پانا Spanner، فرما Forms یا مخلوط جیسے اگن بوٹ، راشن بندی۔

(ب) ترجمۂ لفظی جیسے سرد جنگ، بال کمانی یا آزاد جیسے افراطِ زر، ہوا بازی، آبدوز خلانورد ۔

(ج) ترکیب و تالیف جس کے بہت سے طریقے ہیں ۔

دوسری صورت اختراع کی ہے جو بڑی حد تک ایک تخیلی عمل ہے اور کسی بندھے ہوئے قاعدے کا پابند نہیں، جیسے بھول بھلیاں، چور بازاری، چمچہ گیری۔ "مٹی کا تیل" رسمی غوروفکر کے نتیجے میں شاید معدنی تیل قرار پاتا، لیکن عوام نے اسے مٹی کا تیل کہا ۔ اس طرح کی بے شمار مثالیں ہیں ۔ الائچہ (دا سے کی ایک شکل الائچی کی کھلی ہوئی پتیوں سے مشابہ) تیل سلی (سخت پتھر کی بنی ہوئی سلائی، گھڑی سازوں کا اوزار) دہجی کی دیوار (اکہرے پردے کی دیوار) اکرام (چٹخنی پھنسانے کا حلقہ) چندرس (قلعی گری کا مسالہ) وملی ڈاٹ (دیوار کے ہم چٹی ہوئی کمان) آوازبند چھت (جس میں گونج نہ ہو) بادامی پخ (پاکھے سے ہٹا ہوا در کا پہلو) لونگ (طلیمی نشان والا پیش) پارہ بندی (بغیر مسالے کی چنائی)"

اصطلاحی دخل اردو کا ایک عام رجحان بن چکا ہے ۔ انگریزی، یورپی الفاظ اور اصطلاحیں بعینہٖ اردو میں استعمال ہو رہی ہیں اور اب یہ ہماری ضرورت بھی بن چکی ہیں ۔ اس ضرورت کے بارے میں ایک دلیل تو یہ ہے کہ الفاظ اور نئی اصطلاحات اس قدر تیزی کے ساتھ سامنے آ رہی ہیں کہ ہر اصطلاح کا ترجمہ یا مترادف تلاش کرنا ایک طویل، کٹھن، مشکل اورنہ ختم ہونے والا عمل بن کررہ گیا ہے ۔ پھر ذرائع ابلاغ کی وسعت اور عالمگیری کے باعث کئی اصطلاحیں عالمگیر حیثیت سے ہماری زبان میں داخل ہوتی جا رہی ہیں ۔ چنانچہ کیا ضروری ہے کہ ہم ترجمہ ہی کریں ؟ کیا اب ترجمہ ضروری ہے ؟ ان سوالوں کا جواب پروفیسر خادم علی ہاشمی نے یوں دیا ہے :۔[۱۲۶]

"گزشتہ صدی کے اواخر تک اکثر سائنسی اصطلاحات کا ترجمہ ممکن تھا۔ مگر صدی کے اختتام پر اس قدر دریافتیں ہوئیں اور اس قدر تیزی سے نئی اصطلاحات سامنے آنا شروع ہوئیں کہ ہر اصطلاح کا ترجمہ ناممکن ہوتا چلا گیا ۔"

اصطلاحی دخل کے مسئلے کو ہر دور میں اصطلاح ساز اداروں اور ماہرین نے اپنے اپنے طور پر حل کرنے کی کوشش کی ہے ۔ بعض نے بین الاقوامی اصطلاحات کو بِن وعن قبول کرنے پر زور دیا ہے اور بعض نے ان کے ساق لے کر، اشتقاقی اور ترکیبی انداز سے وضع کرنے پر زور دیا ہے ۔

۱۲۴۔ ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، " اردو میں وضعِ اصطلاحات "، اخبارِ اردو، اسلام آباد، جنوری ۱۹۸۲ء و مشمولہ منتخبات اخبار اردو، ص ص : ۲۸۲، ۲۸۵ ۔

۱۲۵۔ شان الحق حقی، "وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث" مشمولہ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، ص ۲۲ ۔

۱۲۶۔ خادم علی ہاشمی، "فنی اور سائنسی کتب کے تراجم" رپورٹ پاکستانی زبانوں میں تراجم کی قومی ورکشاپ، لاہور (۱۹۸۸ء)، ص : ۱۱۷ ۔

۵۔ اصطلاحات کی تاریخ

علمی طور پر ہم اصطلاح (Term) کی تاریخ اور اصطلاحات سازی (Terminology) کی تاریخ میں امتیاز کر سکتے ہیں ۔ ان کا تاریخی وقوع بھی علیحدہ علیحدہ سامنے آتا ہے ۔

۵:۱ اصطلاحات کا آغاز :

کہا جاتا ہے کہ اصطلاحات کا آغاز یونان سے ہوا، اسی لیے اکثر اصطلاحیں یونانی ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ اس میں کچھ چینی اورہندوستانی بھی ہوں کیونکہ اصطلاحات اور علم کا چولی دامن کا ساتھ ہے اور علم کسی ایک ملک اور زبان میں محدود نہیں رہتا ۔ یہ تمام اصطلاحاتی ذخیرہ عربی زبان میں جمع ہوا تو مسلمانوں نے اس کو مرتب کیا خود عربی زبان میں بھی وضع اصطلاحات کا کام ہوا جو بعدازاں لاطینی کی وساطت سے یورپین اور مختلف زبانوں سے ہوتا ہوا انگریزی میں داخل ہوا لیکن وضع اصطلاحات میں بقول سٹیڈ مین شاید ہی انگریزی زبان کا اپنا کوئی حصّہ ہو ۔(۱۲۷)

جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے ، علم الادویہ ، طب ، کیمیا ، فلکیات ، ریاضی کی اکثر اصطلاحات اسی زبان میں وضع ہوئیں ۔ مثلاً الکوحل ، الکلی ، کافور ، شربت ، تارتار ، وغیرہ بعض یونانی الفاظ معرب صورت میں آئے ۔ مثلاً الکیمیا ، الاکسیر ، مقناطیس وغیرہ ۔

انگریزی نے صرف چند سادہ الفاظ دیے ہیں اور وہ بھی دراصل اینگلوسیکسن کا عطیہ ہیں ۔ انھیں ہم اصطلاحات نہیں کہہ سکتے ۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں ۔(۱۲۸) "انگریزی زبان کے لغات میں اینگلوسیکسن الفاظ ۱/۵ سے بھی کم ہیں ۔ باقی ۴/۵ لاطینی اور یونانی ہیں ۔ سٹیڈمین نے ایسے الفاظ کی فہرست دی ہے ۔(۱۲۹)

انگریزی الفاظ میں علمی بیانات اور سائنسی مضامین لکھے جانے کی تاریخ چودھویں صدی عیسوی سے زیادہ پیچھے تک نہیں جاتی ۔ بلکہ چودھویں صدی کے اختتام اور پندرھویں صدی کے اواخر میں انگریزی میں علمی اصطلاحات در آئیں اور عجیب بات ہے کہ پہلے عربی اصطلاحات آئیں ، پھر لاطینی اور آخر میں یونانی اور دیگر ماخذوں سے اصطلاحات انگریزی زبان کا جزو بنتی چلی گئیں ۔ بیوان لکھتا ہے:(۱۳۰)

"جیوفرے چاسر نے ۱۳۹۱ء میں اپنے بیٹے لوئی کے لیے " اصطرلاب " پر ایک کتاب لکھی اور اس میں Azimoth, Nadir, Zenith جیسی عربی اصطلاحات استعمال کیں جو بعد میں انگریزی کا جزو بن گئیں ۔ اس دور میں چونکہ پڑھے لکھے لوگ لاطینی استعمال کرتے تھے ، اس لیے انگریزی میں لاطینی اصطلاحیں آنا شروع ہوئیں اور اس کے بعد یعنی یورپی دور اصلاحات (Reformations) کے بعد لاطینی اور یونانی مادوں سے اصطلاحیں وضع کرنے کا کام شروع ہوا ۔ جب ۱۶۶۲ء میں رائل سوسائٹی نے سائنس کی واضح اور یکساں زبان وضع کرنے کی طرف توجہ دی"۔

گویا اصطلاحات سازی میں انگریزی زبان کا کوئی حصہ نہیں ۔ آج جنھیں ہم انگریزی اصطلاحات کہتے ہیں ان میں عربی، لاطینی ، یونانی کے علاوہ کچھ اصطلاحات فرانسیسی سے بلایا کم وبیش ردّوبدل کے ساتھ انگریزی میں شامل ہوئیں ۔(۱۳۱) بعض فرانسیسی اصطلاحات کو امریکی روپ دے کر شامل کیا گیا ہے ۔(۱۳۲) کچھ الفاظ اطالوی زبان سے بھی شامل ہوئے ۔ چند ہسپانوی ، ولندیزی ، جرمن ، کچھ فارسی، چینی ، بنگالی وغیرہ سے آئے ۔(۱۳۳) معروف ماہر تعلیم ڈی این انچ نے تدریس انگریزی پر ایک خطبہ برک بیک کالج میں دیا تھا جس میں

127- Stedman'S Medical Dictionary , Preface, P:XIX,
He Writes:"It is Impossible to appreciate much of EnglishLanguage itself"

۱۲۸۔ بحوالہ " اردو میں دخیل الفاظ " اردو ، جولائی ۱۹۳۹ء ۔

129- Ibid ,P:XIX , Arm, Back, Bladder, Blood, Chin, Eve, Finger, Foot, gall, gun, gut, hair, hand, head, hip , Knee, Liver, lung, mouth , neck, thumb, tongue, ache, fat, hives, Sick, swell.

130- Bevan , op.cit. , PP: 7-8

131- Stedman , op.cit. , P:XIX, Ballottement , bougie, bruit, ch^cere, cretin, curette, fontanelle, fourchette, grippe, malaise, pipette, plaque,poison, rale, souftle, tampon, tourniquet , trocar,venam, culde sac, granl mal , petitmal , maldemer, tie douloureux.

132- Stedman, op.cit.,"Goiter, gout, malody,malinger,jaundice,ointment, physician,"-

133- Stedman, op.cit.,: "Italian"; e.g.,belladonna,influenza,malaria, "Spanish"; Cascara, guaiancum, "Dutch"; Cough,litmus,splint,spure, "German"; analoge,fahrenheit,magenstrasse,"Persian";bezoar,borax,talc, "Chinese"; Kaoline, "Bangalese"; chaulmoogra.

انھوں نے اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ " عجب بات ہے ہے کہ خاص دیسی برطانوی لفظ انگریزی میں مشکل سے ملیں گے - [۱۳۴] ابتدا میں نارمن الفاظ آئے - فنونِ لطیفہ کی اصطلاحیں اطالوی سے آئیں - بحری الفاظ ولندیزی ہیں - ہسپانوی اور لاطینی اور یونانی تو عرصہ تک انگریزی کے ساتھ چمٹی رہیں -

یونانی الفاظ کی ایک کثیر تعداد اب بھی استعمال ہوتی ہے مثلاً بقراط(۳۶۰ ق م- ۲۷۰ ق م) نے بعض الفاظ جس طرح استعمال کیے ، آج بھی طب میں بعینہٖ استعمال ہو رہے ہیں- سقراط ، جالینوس ، ارسطو کے الفاظ بھی اسی طرح استعمال ہو رہے ہیں - سٹیڈمین نے ایسی بعض طبی اصطلاحوں کی ایک فہرست دی ہے جس کے مطالعے سے ہم دیگر ذخائر کا اندازہ لگا سکتے ہیں- [۱۳۵]

۵:۲ جدید اصطلاحات میں عربی کا حصّہ :

جہاں تک عربی زبان کا تعلق ہے - لائمنس اپنی کتاب " فرانسیسی زبان میں عربی سے مشتق الفاظ پر ایک نظر " میں لکھتا ہے کہ فرانسیسیوں نے اپنی زبان میں نوسو عربی الفاظ داخل کیے تھے - اس کے حوالے سے ڈاکٹر محمد سعود نے لکھا ہے کہ پرتگالی زبان میں عربی کے تقریباً تین ہزار الفاظ پائے جاتے ہیں اور اسپینی زبان کے تقریباً ایک چوتھائی الفاظ عربی سے ماخوذ ہیں - جرمنی ، انگریزی ، ولندیزی ، اسکینڈے نیوی روسی ، پولش وغیرہ میں بھی پائے جاتے ہیں - انھوں نے ان کی تفصیل دی ہے:- [۱۳۶]

" ریاضی میں :الجبرا، الخوارزم ; کیمیا میں : الکیمیی ، الکحل ، القلی ، الانبیق ، الاکسیر ، کافور، شربت ; نباتیات میں صندل ، زعفران ، ارنج ، تمرہندی ، زنجبیل، قطن(cotton) خولنجان ،(colango) ;طب میں قولنج (colic) جلاب (Julap) قرنیہ (cornea) ، عنبر ; تجارتی اصطلاحات : رزم(rim) ، چک (cheque) ، تعریف (محصول)(tarrif) ، المخزن (magazine) ; بحری اصطلاحات : المناعتہ (Arsenal) لنجر(anchor) ، امیرالبحر (Admiral) ، کبل(cable) ; علم ہیئت میں آخرالنہر (acarner) ، الرجل (regel) ، الطائر (altair) ، الغول(algol) ، الدبران (aldebraun) ، العنکبوت (alankabut) اور دیگر -"

ہندوستانی(اردو) سے بھی ایک کثیر تعداد اصطلاحات انگریزی زبان کا حصہ بنی - سترھویں صدی میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کا اثر ہندوستان پر پھیلنے لگا اور انگریز تاجر یہاں سے دولت اکٹھی کر کے اپنے ملک

۱۳۴- " انگریزی زبان کا پڑھانا " ترجمہ ;محمد عظمت اللہ خان ، العلم ، حیدر آباد دکن ، جلد سوم شمارہ ۱۰ ، ۱۱ ، ماہ خورداد ، وتیر ، ۱۳۳۶ ف (اپریل مئی ۱۹۲۶ء) ، ص : ۳۲ -

135- Stedman , op.cit., P: XIX

Hippocrates, acromion, adenoma, amblyopia, anthrax, apophysis, borborygmus bregma, bronchus, cachexia, cacinoma, cholera, chorion, diapedesis, ecchymosis, emphysema, erythema, exanthema, Herpes, hippus, iteus, kyphosis, lichen, lochia, lordosis, meninges, nephritis, noma, nystagmus, olecranon, paresis, peritonetam, phagedena, phthisis, polypus, psilosis, symphysis, thorax , urachus, ureter, urethra,

Galen, anthrax, aponeurosis, ascited, chalazion, chemosis, diaphoresis, diastole, epididvmis, gomphosis, hippus, hypohysis, Kerion, lysis, mydriasis premphigus, peritoneun, phimosis, pityriasis, pterygium, pylorus, sarcoma, skeleton, stabismus, syndrome, systole, tarsus, tenia , thymus, trichiasis.

Aristotle: alopecia, canthus, exopthalmos, glaucoma, teukoma, meconium , nystagmus, pancreas, podagra.

۱۳۶- ڈاکٹر محمد سعود ، " یورپی سائنس میں عربی اصطلاحات ، سیارہ ڈائجسٹ ،لاہور ، "چودہ صدیاں نمبر" فروری ، مارچ ۱۹۸۱ء ، ص ص : ۲۱۲ تا ۲۱۵ -

لے جانے لگے تو اس کے ساتھ ساتھ علمی سوغاتیں بھی اپنے ساتھ لے گئے ۔ ڈاکٹر میری سارجنٹ لیکچرر انگریزی لندن یونیورسٹی نے اپنی کتاب " انگریزی زبان میں اجنبی الفاظ کی تاریخ " میں ایسے بہت سے الفاظ گنائے ہیں ۔[۱۲۷] ان میں سے مندرجہ ذیل اصطلاحی نوعیت رکھتے ہیں:-

"دسر ، دتورا ، کاٹ (کھاٹ) ، چاپ (chop ، چھاپنا ، ٹھپہ لگانا) ، شامپو (چپو ، چپی کرنا) ، ڈاکوائٹ (ڈکیت) ، آرنیک (زرنیکا) اسپیناخ (اسفاناخ) ، جیسمین (یاسمین) ، جیولپ (گلاب) ، کس کس (خشخاس) ، انفیوز (Infuse ـ نفوذ) ، انٹیق (Antique عتیق) ، ایبل (Able قابل) ، ایبیوز (Abuse عبث) ، ایجیلٹی (egility عجلت) ، ایز (Ease عیش) ، آئیڈیا (Idea عندیہ) ، ڈیفائی (Defi دفاع) ، guess (قیاس)۔

ہو سکتا ہے کہ ان میں کچھ الفاظ پہلے ہی عربی فارسی کے راستے آئے ہوں لیکن اردو (ہندوستانی) کے حوالے سے انھیں مزید توثیق حاصل ہو گئی ہو ۔اگر ہم جدید بین الاقوامی اصطلاحات کا تجزیہ کریں تو ہم دیکھتے ہیں کہ جدید دور میں اصطلاحات سازی کے مغربی ماہرین کے لیے عربی ایک اہم زبان کی حیثیت رکھتی تھی ۔ خصوصاً سترھویں سے انیسویں صدی عیسوی تک عربی کے کئی الفاظ اور مادوں کو انگریزی میں نئی وضع اصطلاحات کے لیے استعمال کیا گیا ۔ مثلاً عربی لفظ لوبانِ جاوی (جاوا کا لوبان) سے ہسپانوی میں بگڑ کر ہوئے لفظ Lo- benjui سے ایک نئی اصطلاح Benzoin وضع کی گئی ۔ اس طرح انیسویں صدی میں ایسی کئی نئی اصطلاحات وضع ہوئیں ۔ ۱۸۳۵ء میں ڈیوما (Dumas) نے عربی لفظ القلی کو جو پہلے ہی مستعمل تھا ۔ یونانی لفظ Oeides سے ملا کر Alkaloid کی دوعملی اصطلاح وضع کی اور ۱۸۴۱ء میں فرٹشے (Fritzche) نے عربی لفظ " النیل " سے نیلے رنگ کے ایک محلول کو Aniline کا نام دیا ۔[۱۲۸]

۵:۲ عربی میں باقاعدہ اصطلاحات سازی :

علم اصطلاحات سازی کا باقاعدہ آغاز مسلمانوں نے کیا تھا ۔ انہوں نے اس کا آغاز دوسری صدی ہجری ہی میں کر دیا تھا ۔ خوارزمی کی " مفاتیح العلوم" کے دیباچے میں متعدد ایسی مثالیں ملتی ہیں ۔ جن سے مختلف علوم کے اصطلاحی معنی کا تعین ہوتا ہے ۔ چنانچہ مسلمانوں نے اصطلاحات سازی پر باقاعدہ کتابیں مرتب کرنا شروع کیں ۔ ان کی کتابوں کو دو حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے ۔ پہلی قسم میں جامع اصطلاحی کتب آتی ہیں اور دوسری قسم میں کسی خاص علم یا فن کی اصطلاحات آتی ہیں ۔ پہلی قسم میں " مفاتیح العلوم " جس میں فقہ ، اصولِ فقہ ، علم الکلام ، نحو ، شعروعروض ، فلسفہ ، منطق ، طب اور انشا کی اصطلاحات آتی ہیں اسی طرح نویں صدی ہجری میں ابوالحسن علی بن محمد الجرجانی کی کتاب " التعریفات " ہے ، جس میں ان علوم کے علاوہ طبیعیات ، ریاضیات اور شرعی علوم کی اصطلاحات بھی شامل ہیں ۔ فارابی کی " احصاء العلوم " ، ابو البقا الحنفی (۱۰۹۲ھ) کی " الکلیات " ، حاجی خلیفہ کی " کشف الظنون " ، محمد اعلیٰ ابن علی تھانوی (۱۱۸۵ھ) کی " کشاف اصطلاحات الفنون " ، قاضی عبدالنبی احمد نگری کی " جامع العلوم یا دستور العلما " طاش کبری زادہ کی " مفتاح السعادہ "، نواب صدیق حسن کی " ابجد العلوم " قابلِ ذکر کتابیں ہیں ۔ محمد اعلیٰ تھانوی کی کتاب " کشاف اصطلاحات الفنون " کو مرتب کرتے ہوئے ۱۸۵۳ء میں اپنے دیباچے میں اسپرنگر نے علمِ اصطلاح سازی کے ضمن میں عربی ماہرین کی کاوشوں کا اعتراف کیا ہے ۔ وہ لکھتا ہے ۔[۱۲۹]

" مشہور متکلمین ابیلارڈ اور عظیم البرٹس نے اس فن کو آگے بڑھانے کے لیے جو کچھ کیا ہے ، وہ عربوں کے کارنامے کی محض بازگشت ہے ۔ "

عباسی دور میں تصوف کے فروغ کے ساتھ ساتھ اصطلاحاتِ تصوف کی متعدد کتابیں بھی وجود میں آئیں۔ ان میں علامہ طوسی (۳۷۸ھ) کی "اللمع " سب سے قدیم ہے ۔ اس میں ۱۰۷ صوفیانہ الفاظ و اصطلاحات کا بیان ہے ۔ امام غزالی کی " الاحیا" ، عبدالرزاق الکاشی (۷۳۰ھ) کی " معجم فی مصطلحات الصوفیہ " بھی اس دور کی کتابوں میں شمار ہوتی ہے ۔ اسلامی فلسفے کی اصطلاحات پر قدیم ترین کتاب " رسالہ الکندی فی حدود الاشیاء ورسومھا " ہے جو تیسری صدی ہجری کے دوسرے نصف میں لکھی گئی ۔ اس موضوع پر ایک اور اہم کتاب فارابی کی " الحروف " ہے ۔[۱۳۰]

۱۲۷۔ عبدالقادر سروری " انگریزی میں اردو الفاظ " ،افکار ،"برطانیہ میں اردو" ایڈیشن ، ص ص۱۹۳ تا ۱۷۲
و سید شبیر علی کاظمی ، " اردو زبان کے انگریزی پر اثرات " " " ۱۷۳ تا ۱۷۸ ۔

138- Bevan and Others, Concise Etymological Dictionary of Chemistry, PP: 30,21,23.

۱۲۹۔ محمد اعلیٰ ابن علی تھانوی ، کشاف اصطلاحات الفنون ، طہران (۱۹۶۸ء)، جلد سوم، مقدمہ ؛ اسپرنگر ،ص :۱ ۔

۱۳۰۔ محمد طاہر منصوری ، عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ، دیباچہ از مولف ۔
اس میں منصوری نے الکاشی کی کتاب کا نام " اصطلاحات صوفیہ " لکھا ہے ۔ یہ کتاب کلکتہ سے ۱۸۲۵ء میں شائع ہوئی ہے ۔

اصطلاحات سازی کے عربی سرمایے کے سلسلے میں ایک بات قابل توجہ ہے کہ عربی قاموس مرتب کرنے میں سب سے اہم کام برصغیر پاک وہند میں ہوا ۔ اس ضمن میں تھانوی ، قاضی عبدالنبی اور نواب صدیق حسن کی کتابیں قابلِ ذکر ہیں ۔ اس کی شاید ایک وجہ یہ بھی ہے کہ برصغیر کے مسلمانوں کو اصطلاحی مفاہیم کی وضاحت اور تشریح اور ان کے ایسے لغات مرتب کرنے کی عربوں کی نسبت زیادہ ضرورت تھی ۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے ایسے اعلیٰ ذخائر مجتمع کر لیے ۔

" کشافِ اصطلاحات الفنون " محمد اعلیٰ ابن علی تھانوی نے ۱۱۵۸ھ میں اس وقت لکھی جب اورنگ زیب کے بعد مغلیہ سلطنت روبہ زوال تھی ۔ اے اسپرنگر نے ۱۸۵۲ء میں اسے مولوی محمد وجیہہ ، مولوی عبدالحق اورمولوی غلام قادر جیسے علماؔ کی مدد سے مرتب کرکے اپنے دیباچے کے ساتھ بنگال ملٹری آرفن پریس سے ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ کی طرف سے شائع کیا ۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۱۱ء میں لیز پریس کلکتہ سے شائع کیا گیا ۔ استنبول سے ۱۳۱۷ھ میں اور مصر سے ۱۳۸۲ھ میں اس کے دو ایڈیشن شائع ہوئے ۔ ۱۹۶۸ء میں طہران سے اس کا ایک ایڈیشن شائع ہوا ۔ جس کا دیباچہ محمد پروین گناباد‌ی نے فارسی میں لکھا ۔ اس عظیم لغت میں " مصطلحاتِ علومِ عربی (صرف و نحو ، معانی، بیان ، بدیع) اصطلاحاتِ علومِ شرعی و کلام ، اصولِ فقہ ، مصطلحاتِ علومِ حقیقی (منطق ، حکمت ، علومِ عدد ، ہندسہ وطب) شامل ہیں ۔ اس میں مادے میں آخری حرف کے اعتبار سے اصطلاحات کو جمع کیا گیا ہے "۔[۱۳۱] مفرد اصطلاحیں زیادہ ہیں مثلاً

* اخلاص ، خفش ، خصوص وغیرہ ۔ اگر کہا جائے کہ عربی مفرد اصطلاحات کی کمی کا گلہ کرنے والوں کے لیے یہ لغت ایک لاجواب تحفہ ہے تو بے جا نہ ہو گا ۔ بعد کے مرتبینِ اصطلاحات نے اس کتاب سے خاطر خواہ فائدہ اٹھایا ہے ۔ اس میں اصطلاحات کا کشاف یا تشریح مستند حوالوں اور متون سے کی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے اسپرنگر اسے مستند ترین کتاب قرار دیتا ہے ۔[۱۳۲]

دوسری کتاب " جامع العلوم الملقب بدستور العلماؔ " قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمدنگری نے ۱۱۷۳ھ میں مکمل کی تھی ۔ جو حیدرآباد دکن ہی سے ۱۳۲۱ھ میں مولوی سید ابوالفرح یوسف الحسینی نے دائرۃ المعارف النظامیہ کی طرف سے ۴ جلدوں میں مرتب کر کے شائع کی ۔ ۱۳۹۵ھ /۱۹۷۵ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن بیروت (لبنان) سے شائع ہوا ۔ مصنف اس کتاب کے بارے میں خطبۃ الکتاب میں لکھتے ہیں :[۱۳۳]

> " دستور العلما جامع العلوم متعدد عقلی، فروعی اورنقلی اصول کے بیان پر مشتمل ہے جس میں متداول علوم کی اصطلاحات کی تحقیق درج ہے اور بہت سے فوائد پر مشتمل ہے اور لغات کی کتبِ متداولہ کی تحقیق دی گئی ہے ۔ اساتذہ کے لیے علوم کے جو مقدمات دشوار ہیں ، ان کی توضیح کی گئی ہے اور تلامذہ کے لیے مبہم مسائل کی توضیح کی جانب اشارات ہیں ۔ بہت سی کتابوں سے بے نیاز کرتی ہے"۔

کتاب کا آغاز لفظ اللّٰہ سے ہوتا ہے اس کے بعد " احمد " پھر افضلیتِ خلفائے راشدہ کا بیان ہے اوربعد ازاں " اصحاب " سے دیگر اصطلاحات کا آغاز ہوتا ہے ۔ کشاف کی نسبت اس میں ابتدائی حروف کی ترتیب یعنی لغات کی ترتیب کا خیال رکھا گیا ہے ۔ اس میں مرکب (دولفظی ، سہ لفظی ، چہار لفظی)اصطلاحات بھی درج ہیں مثلاً آداب البحث والمناظر ، " اجتماع النقیضین " ، " المتجمل و المتعصف و المتدین " ، المغالطۃ العامۃ الورود " وغیرہ ۔ ترکیبی اصطلاحات بھی ترتیب کے ساتھ درج ہیں جیسے اجسام طبیعہ ، اجسام بسیطہ یا عدم ارتفاع النقیضین ، عدم الدلیل ، عدم القدرہ فارسی اضافت کی حامل اصطلاحات بھی شامل ہیں جیسے اجسامِ طبیعہ ، تکبیراتِ تشریق ، معرّب اصطلاحیں بھی ملتی ہیں جیسے " زنجار" (زنگار) لیکن "طریقِ زنگار" کی فارسی اصطلاح بھی شامل ہے ۔ اشتقاقی اصطلاحوں کی مثالوں میں ہویہ (ہو سے مشتق) اور عندیہ (عندہ سے مشتق) قابلِ توجہ ہیں ۔

تیسری کتاب " ابجد العلوم " نواب صدیق حسن خان نے ۱۲۹۶ھ/۱۸۷۸ء میں بھوپال میں لکھی ۔ یہ وہ دور ہے جب انگریزی سے اردو اصطلاحات ترجمہ کرنے کے اصول وضع ہو چکے تھے ۔ دہلی کالج اور سائنٹیفک سوسائٹی کے تراجم سامنے آ رہے تھے ۔ چنانچہ ایسے دور میں نواب صاحب نے سابقہ ذخیرہ اصطلاحات کو مرتب اور محفوظ کرنے کی طرف توجہ دی اور حاجی خلیفہ اور محمد اعلیٰ تھانوی کی کتابوں کو سامنے رکھ کر فلکیات ریاضی ، موسیقی ، تاریخ ، املا ، خطاطی ، انساب اور سرّی علوم کی بعض اصطلاحات تین جلدوں میں مرتب کردیں مصنف نے ان تینوں جلدوں کو تین اجزا کے نام دیے ہیں :[۱۳۴]

> " الجز الاول ، الوشی المرقوم فی بیان العلوم ،
> الجز الثانی السحاب المرکوم الممطر بانواع الفنون و اصناف العلوم
> الجز الثالث الرحیق المختوم من تراجم ائمۃ العلوم "

۱۳۱۔ کشاف اصطلاحات الفنون ، مطبوعہ تہران ، جلد اول ، دیباچہ از محمد پروین گنابادی، ص :۲ ۔
۱۳۲۔ ایضاً ، جلد سوم ، دیباچہ از اسپرنگر ، ص : ۱ ۔
۱۳۳۔ جامع العلوم الملقب بدستور العلما ، بیروت (۱۹۷۵ء) ، جلد اول ، ص ص : ۲۰۲ ۔
۱۳۴۔ ابجد العلوم ، لاہور (۱۹۸۳ء) ، دیباچہ از مولف۔

کتاب دمشق سے وزارت الثقافة و الارشاد نے ۱۹۷۸ء میں شائع کی ہے ـ جس کی عکسی نقل لاہور سے ۱۹۸۲ء میں مکتبہ القدوسیہ نے طبع کی ـ کتاب کی ابتداً میں علم کی تعریف بیان کی گئی ہے ، پھر اس سے معروف ہونے والے علوم کی تعریف اور تقسیم بیان ہوئی ـ پھر تصانیف اور مصنفین کا ذکر ہے ـ ہر علم کی خاص تعریف ابجدی ترتیب کے ساتھ بیان ہوئی ہے ـ سابقہ ذخیرہ اصطلاحات کا جائزہ لینے کے لیے یہ ایک اہم لغت ہے ـ

۵:۲ یورپ میں اصطلاحات سازی کا آغاز:

سترھویں صدی سے قبل یورپ میں اصطلاحی انتشار کی وہی کیفیت تھی جس سے اس وقت اردو دوچار ہے۔ اصطلاحیں عربی ، یونانی ، لاطینی ، جرمن ، فرانسیسی اور دیگر متعدد ماخذوں سے آ رہی تھیں ـ ہر سائنسدان اپنی مرضی اور پسند کی اصطلاحیں استعمال کرتا تھا ـ یہی وجہ ہے کہ ان کی اصطلاحوں کو Jargon یعنی " بے تکی " قرار دیا جاتا تھا ـ سائنسی زبان کو انتشار سے بچانے کے لیے ۱۶۶۴ء میں پہلی بار رائل سوسائٹی لندن نے اپنے ایک رکن بشپ ولکنز کو سائنسی زبان کی معیار بندی کے لیے مقرر کیا ـ انھوں نے عملاً تو کچھ نہ کیا لیکن اس سے سائنسدانوں کو ایک مرکز پر جمع ہونے اور اپنی اصطلاحوں کی معیاربندی کا احساس فرور ہوا۔تاہم کہیں اٹھارویں صدی میں جا کر وضعِ اصطلاحات کا موجودہ باقاعدہ نظام وضع ہوا " جب ۱۷۳۵ء میں لینیاؤس نے Systema Naturae لکھ کر پہلی بار حیاتیاتی درجہ بندی میں یونانی ترکیبی مادے استعمال کر کے نئی اصطلاحات وضع کرنے کا نظام دیا ـ آج تک اسی نظام کے تحت لاطینی اور یونانی ترکیبی مادوں سے اصطلاحات کا سیلاب امڈا چلا آ رہا ہے "[۱۲۵]

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی کی جدید اصطلاحیں اصلاً یونانی سے نہیں آ ئیں بلکہ یونانی اور لاطینی ترکیبی مادوں (اور کہیں کہیں عربی ،فارسی الفاظ کو) سامنے رکھ کر وضع کی گئیں ـ ایسی وضع شدہ مثالوں کو دیکھ کر کہا جا سکتا ہے کہ اگر اصطلاحیں وضع ہی کرنا ہیں تو ان کے لیے یونانی مادے ہی کیوں؟ اس کی ایک وجہ اس دور کے سائنسدان کانفسیاتی رجحان بھی تھا ـ یونان ایک قدیم تہذیب اور پہلا یورپی مرکزِ علم تھا ـ اگرچہ اس کا علم عربی زبان کی وساطت سے پہنچا تھا لیکن اہلِ یورپ کا تعصب انھیں اپنے اس مرکز کی طرف رجوع کرنے کے لیے مجبور کرتا تھا ـ چنانچہ اٹھارویں اور انیسویں صدی کے سائنسدان اپنے ہر نئے نظریے اور تصور کے لیے یونانی لفظ ہی کو ترجیح دیتے تھے[۱۲۶] جیسا کہ " سٹاہل (Stahl) اپنے "اصولِ شعلہ باری" کے لیے اصطلاح وضع کرنے کی بنیاد بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ " میں نے یونانی لفظ فلوجسٹن چُن لیا "[۱۲۷] اس تصور کے تحت ۱۷۸۲ء میں ماروبو (Morveau) نے کیمیا کی اصطلاحات مرتب کیں "[۱۲۸]

اصطلاحات سازی میں انقلابی اقدامات اٹھارویں صدی ہی میں اٹھائے گئے ـ فرانس میں اٹھارویں صدی میں شاہی فرمان کے تحت " رائل اکیڈمی " نے جامع اور مستند فرہنگ مرتب کی " اس اکیڈمی کے ارکان کی تعداد چالیس تھی ـ اس لیے اسے چالیس زندگانِ جاوید بھی کہا جاتا ہے "[۱۲۹] اس کی ایک بڑی وجہ وہ اصطلاحی انتشار تھا ، جو بیسویں صدی عیسوی تک جاری رہا ـ اس انتشار کو اصطلاحی ارتقاً کا نام دے کر مغالطہ پیدا کیا جاتا رہا ہے ـ اس کی ایک مثال ۱۷۷۴ء میں شیل Scheele کے کلورین گیس دریافت کرنے سے دی جا سکتی ہے ـ اس نے یہ گیس نمک کے تیزاب کی تکسید سے حاصل کی اور اس دور کی اصطلاحی زبان میں اسے Dephlogisticated marineacid gas کا نام دیا ـ لواژیے نے آکسیجن پر جو کام کیا تھا اور اس نے اس کی تیزاب پیدا کرنے کی خاصیت معلوم کی تھی ـ اس سے برتھولیٹ نے ۱۷۸۵ء میں یہ معلوم کیا کہ کلورین کا محلول پانی میں آکسیجن کے بلبلے پیدا کرتا ہے اور muriatic acid کا محلول باقی رہ جاتا ہے تو اس نے اس کا نام تبدیل کر کے Oxymuriatic acid قرار دیا ـ لیکن بہت جلد ۱۸۱۱ء میں ڈیوی نے اس اصطلاح کو بدل ڈالا اور اس کا نام کلورین رکھ دیا ـ ایسی ہی ایک اور مثال گریگوری نے کتاب Economy of Nature(1804) میں دی ہے وہ لکھتا ہے :[۱۵۰]

"گیس (Gas) بمعنی روح کی اصطلاح فان ہیلمونٹ اور دیگر ولندیزی ، جرمن سائنسدانوں نے اس لچکدار مائع کے لیے استعمال کی تھی جو عام ہوا کی نسبت مختلف خاصیتیں رکھتی ہے ایسی مائع کو ابتدا میں ڈاکٹر پریسٹلے نے dephlogisticated air کا اصطلاحی نام دیا اور فرض کر لیا کہ اس میں فلوجسٹن یا بھڑک اٹھنے والا مادہ نہیں ہوتا ـ جب

145- Bevan and Others, Concise Etymological Dictionary , P:8-

146- Ibid , P: 8 -

147- Ibid , P:8 -

148- Felber , H. op. cit., P: 426 -

(۱۲۹) مولوی محمد عزیز مرزا ، " انجمن ترقی اردو کا فرض " المعلم ، حیدرآباد دکن ، جلد سوم ، شمارہ ۹، ماہ اردی بہشت ، ۱۳۳۶ ف / مارچ ۱۹۲۷ء ، ص : ۴ -

150- c.f. Bevan , op.cit., P:13-

اسے حیوانی زندگی کے لیے ضروری قرار دیا گیا تو اسے خالص اور Vitalair کا نام دیا گیا اور جب عملِ احتراق اور آگ کے لیے ضروری عنصر سمجھا گیا تو اسے emphyreal air کا نام ملا ۔ لیکن جب فرانسیسی سائنسدانوں کو یہ معلوم ہوا کہ یہ تمام معدنی اور نباتاتی تیزابیوں کا اہم جزوہے تو اسے اکسیجن گیس کا نام ملا ۔

یہ اصطلاحی انتشار یا ارتقا انیسویں صدی تک جاری رہا جب سائنسدانوں نے مل بیٹھ کر وضعِ اصطلاحات کے باقاعدہ اصول بنائے اور انھیں استعمال کرنا شروع کیا ۔ عجیب بات ہے کہ اردو میں اصولِ اصطلاحات وضع کرنے کا کام انگریزی سے پہلے شروع ہوا ۔ اردو میں ۱۸۲۰ء کے لگ بھگ دہلی کالج میں اصول سازی کی گئی ۔ اگرچہ ان کی بنیاد اس سے بھی بہت پہلے اٹھارویں صدی کے اواخر میں پڑ گئی تھی اور انفرادی انداز میں کام ہو رہا تھا ۔ لیکن یورپ میں اس کام کا باقاعدہ آغاز انیسویں صدی میں سائنسی کانگریسوں کے ذریعے انجام دیا جانے لگا ۔ فیلبر لکھتا ہے کہ " اس قسم کی پہلی کانگریس ۱۸۶۷ء میں نباتیات کے موضوع پر منعقد ہوئی ۔ اس کے بعد ۱۸۸۹ء میں حیاتیات اور ۱۸۹۲ء میں علمِ کیمیا کے موضوع پر کانگریسیں منعقد کی گئیں ۔ (۱۵۱)

ان کانگریسوں کے نزدیک اساسی اصول یہ تھا کہ افراد کی تیار اور مرتب کردہ اصطلاحات اور ان کے لغات زیادہ سے زیادہ جامع ، مستند اورمکمل نہیں ہو پاتے ۔ بار بار کے تجربات اس کے شاہد تھے ۔ چنانچہ وضع اصطلاحات کی مجالس قائم کی گئیں ۔ پچھلی صدی میں ایسی مجالس نے سائنسی تنظیموں کے ساتھ مل کر یہ کام انجام دیا ۔ فیلبر جیسا ماہرِ اصطلاحات سازی لکھتا ہے کہ مشرقی ممالک میں بھی اسی طریقے کو آزمایا گیا ۔ لیکن اسکے نزدیک یہ کام ماہرینِ مضمون اصطلاح سازی میں مناسب تربیت کے بعد ہی کر سکتے ہیں ۔ وہ لکھتا ہے :(۱۵۲)

" سائنس اکیڈمیوں نے متفرق مضامین کے لیے اصطلاحی کمیشن بنائے ہیں ۔ منظم اصطلاحات صرف ماہرینِ مضمون ہی مرتب کر سکتے ہیں ۔ ووسٹر (Wuster) نے اسی امر پر زور دیا ہے کہ منظم کام ماہرینِ اصطلاحات ہی کا دائرہ کار ہے جو ماہرینِ مضمون ہوتے ہیں ۔ اور اضافی طور پر اصطلاحات سازی میں تربیت یافتہ ہوتے ہیں "۔

اس صفحے پر آگے چل کر لکھتا ہے :

" بیسویں صدی کے آغاز میں جرمن ایسوسی ایشن برائے انجینرز (VDI) نے اصطلاحات سازی کا ایک بڑا منصوبہ شروع کیا ۔ اس کا آغاز ۱۹۰۲ء میں ہوا ۔ ۱۹۰۵ ء تک انھوں نے ۳کروڑ ۶۰ لاکھ الفاظ جمع کر لیے ۔ فیلبر لکھتا ہے کہ یہ کارنامہ صرف ایک نوجوان الفرڈ شکلومان (Alferd schlomann) کا تھا ۔ اس مجموعے کو الفبائی ترتیب میں technoloexikon کا نام دیا گیا ۔ اگرچہ انجمن نے اس کام پر نظر ثانی کو مشکل قرار دیا لیکن الفرڈ نے ۱۹۰۷ء سے ۱۹۳۲ء تک ۱۷ مختلف موضوعات پر ۱۷ اصطلاحی لغات ITW (Illustriete technische worterbucer) کے نام سے شائع کیے "۔

دورِ جدید میں اصطلاحات کے سینکڑوں مجموعے اور لغات منظرِ عام پر آ چکے ہیں ۔ ان میں chamber , Macmillan , Mc-Graw Hill قابلِ ذکر ہیں ۔ "Mc-Graw Hill Dictionary of Scientific and Technical Terms" کا تیسرا ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں نیویارک سے ایک لاکھ پندرہ ہزار اصطلاحات پر مشتمل شائع ہوا تھا ۔ اس میں اصطلاحات کو باہم مربوط بھی کیا گیا ہے ۔ اسے ۹ مدیروں اور ۲۸ مشیروں نے مرتب کیا ہے Chamber Dictionary of Science and Technology کے ایڈیٹر کولوکوٹ اور ڈوبسن (Colocot and Dobson) ہیں ۔ انھوں نے ۶۰ ہزار اصطلاحات پر مبنی یہ ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں ایڈنبرا سے شائع کیا ہے ۔ علاوہ ازیں Dictionary of Science and Technology کے نام سے شائع ہوا ۔ میکملن کمپنی نیویارک سے کئی موضوعات پر اصطلاحی لغات شائع کیے ہیں ۔

ماخذوں اور اشتقاقیات (Etymology) کے لحاظ سے Buther-worth , Dorland, Gold اور Stedman کے طبی لغات اور Concise Etymological Dictionary of Chemistry, by Bevan andOthers قابلِ ذکر ہیں ۔ گولڈ ، ڈارلینڈ اور سٹیڈمین کی اصطلاحات پر مبنی ایک انگریزی اردو لغت " مصطلحاتِ طب " کے نام سے جامعہ عثمانیہ نے بھی شائع کیا تھا ۔ ۱۹۳۸ء میں اس کی ایک جلد شائع ہوئی تھی ۔ لیکن اب ان کے نئے انگریزی ایڈیشن زیادہ وسیع اور جامع ہو چکے ہیں ۔ سٹیڈمین کے لغت Medical Dictionary کا ۲۲واں ایڈیشن ۱۹۷۹ء میں بالٹی مور سے شائع ہوا ۔ اسے ۲۶ مدیروں اور ۲۱ ماہرین مضمون نے مل کر مرتب کیا ہے ۔ ڈارلینڈ کے لغت Illustrated MedicalDictionary کا ۲۶ واں ایڈیشن ۱۹۸۱ء میں شائع ہوا ۔ اسے پندرہ علماء کی مشاورت سے مرتب کیا گیا ہے ۔

151- Felber , op. cit., P: 426 _

152- Felber , op. cit., P: 426 _

ایک مختلف انداز کا لغت یعنی سائنسی اثرات و قوانین کی اصطلاحات کا لغت Dictionary of Named Effects and Laws in Chemistry ,Physics and Mathematics, Chapman and Hall, N.Y.(1972)

اسلئے قابلِ ذکر ہے کہ یہ اپنی نوعیت کا واحد لغت ہے – اسی طرح کیمیاوی فارمولوں اور ادویہ کے ناموں ، اصطلاحوں ، مرکبات اور متفرق کیمیاوی معلومات پر مبنی ایک لغت The Merck-Index Encyclopedia of Chemicals and Drug, Marck& co.NewJersey پہلی بار ۱۸۹۹ء میں شائع ہوا – اس کا نواں ایڈیشن ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا – جس کی ساتویں بار طباعت ۱۹۸۲ء میں ہوئی – اس میں ۹۸۵۶ کیمیاوی فارمولے، مرکبات اور اصطلاحیں اور ۸ ہزار متفرق معلومات کا کشاف دیا گیا ہے –

اسی طرح سرنامیے (Acronyms) ابتدائیے اور مخففات کے لغت بھی اصطلاحات کی صف میں شامل کیے گئے ہیں – ایسا ہی ایک لغت ۱۹۶۰ء میں ڈیٹرائٹ (امریکا) سے Acronyms, Initialism and Abbreviations Dictionary ,ed. by EllenT.Crowley&Others تین جلدوں میں شائع ہوا ہے – ۱۹۷۸ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن طبع ہوا – جس میں ایک لاکھ ۸۷ہزار اندراجات ہیں (۱۵۳)

۵:۵ کثیر لسانی اصطلاحی لغات :

یونیسکو نے بین اللسانی لغاتِ اصطلاحات کی ایک کتابیات شائع کی ہے (جس کا پانچواں ایڈیشن ۱۹۶۹ء میں طبع ہوا تھا)– اس میں ازھائی ہزار ایسے لغات کا ذکر ہے جو اصطلاحوں کے دو یا دو سے زیادہ زبانوں میں متبادلات پیش کرتے ہیں (۱۵۴) ان لغات میں ایک ایسے ادارے (Elsevier Science Publishers کے لغات بھی شامل ہیں ، جو بیسویں صدی کے وسط سے ایمسٹرڈیم (نیدرلینڈ) میں کام کر رہا ہے – جہاں فنِ ترجمہ و اصطلاحات سازی پر باقاعدہ یونیورسٹی آف ایمسٹرڈیم میں تعلیم و تربیت کا اہتمام ہے – نیدرلینڈ کے علاوہ اس ادارے کی شاخیں لندن اور نیویارک میں بھی ہیں – ۱۹۸۸ء تک اس کے شائع کردہ (۱۶۸ لغت)عموماً چھ سات زبانوں میں ہوتے ہیں – بعض لغت دس سے بائیس زبانوں تک بھی ہیں – عموماً انگریزی ،/ امریکی، فرانسیسی ،ہسپانوی، اطالوی ، ولندیزی، جرمن ، سویڈش ، روسی اور عربی زبانوں میں متبادلات دیے جاتے ہیں – دو لسانی لغات انگریزی،جرمن اور جرمن انگریزی ہیں – آٹل ، گیس (۱۹۸۰ء) ، لائبریری سائنس (۱۹۷۶ء) ' پیکیجنگ (۱۹۷۵ء) اور نمبری شاثم (۱۹۸۷ء) کے لغات میں عربی زبان کا اضافہ بھی ہے جو شکیل سلیم نے کیا – ان کے کیٹلاگ مطبوعہ ۱۹۸۶ء میں ۱۱۷ لغات اور ۱۹۸۸ء میں ۱۳۲ لغات کی فہرست درج ہے ، جو زیادہ تر انجنیرنگ اور ٹکنالوجی سے متعلق ہیں – ان میں زراعت ، خوراک اورحیوانی علوم پر ۱۷ لغات ، بنک،تجارت اور معاشیات پر ۶ لغات ، کیمیاوی صنعتوں پر ۱۰ لغات ،کمپیوٹر ،ابلاغیات اور برقیات پر ۱۹ لغات ، ارضی علوم پر ۶ لغات ، انجنیرنگ اور ٹکنالوجی پر ۴۹ لغات ، طب و ادویہ پر ۷ لغات ، لسانیات پر ۸ لغات ، طبیعیات پر ۵ لغات ، منصوبہ بندی و سماجی علوم پر ۷ لغات ہیں – دیگر عمومی مطالعہ ، انجنیرنگ ،جرائم ، قانون اور پیکیجنگ وغیرہ پر ۳۲ لغات ان کے علاوہ ہیں – ان تمام لغات میں کوئی ۲۵ لاکھ اصطلاحات کے تراجم شائع کیے گئے ہیں (۱۵۵) جو مختلف زبانوں کے ڈیڑھ کروڑ سے زاید اندراجات پر مشتمل ہیں –

یورپین کمیشن لکسمبرگ نے کمپیوٹر کے لیے اصطلاحات سازی اور Data-Bank پر یورپی زبانوں کے مخصوص مجموعوں کی ایک کتابیات بھی Elsevier کے ساتھ مل کر شائع کی ہے – اس میں ۲۹۲ لغات اصطلاحات کا مفصّل اور ۱۹۲ کا مجمل ذکر کیا گیا ہے۔اس میں لغات کی گروہ بندی ، عمومی ، اطلاعاتی ریاضیاتی و تکنیکی، طبعی وکیمیاوی ٹکنالوجی ، فلکیات و ارضیات ، خوراک و زراعت و حیاتیاتی طبی علوم علاقائی اور ماحولیاتی علوم، سماجی علوم ، ثقافت اورفنون کے موضوعات پر لغات کے لحاظ سے کی گئی ہے (۱۵۶)

انگریزی میں سائنسی اور تکنیکی اصطلاحات پر مبنی سب سے بڑا اورمشہور معجم Thesaurus of Engineering and Scientific Terms امریکی انجینرز جائنٹ کونسل اور امریکا کی وزارتِ دفاع

153- Krishna Subramanyam, op.cit., P: 180 –

154- Anthomy, L. J., Information Sources in Engineering, London(1985), P: 168 –

155- Dictionaries; Elsevier Science Publishers Catalogue1986, Weissenbery(W.Germany): Electronic data Processing; And Dictionary ; Elsevier Science Publishers Catalogue, (1988) The Netherlands, 1988.

(۱۶۸ لغات کی مکمل فہرست ضمیمہ "ب" میں ملاحظہ ہو –)

156- Thesaurus Guide , Lux. and Amsterdam (1985)_

نے مل کر مرتب کیا ہے ۔ اس کا مخفف نام TEST ہے [157] اسی طرح کا سائنسی اصطلاحات پر مبنی (ناسا تھیسارس) امریکی خلائی ادارے ناسا نے ۱۹۸۲ء میں واشنگٹن سے دو جلدوں میں شائع کیا ہے [158]

اصطلاحی بنک کو دنیا میں ترجمے کے جدید ترین مراکز نے اختیار کر رکھا ہے ۔ مثلاً عالمی مرکزِ ترجمہ نیدرلینڈ ، کمشنر زبان ہائے دفتری کینیڈا ، امریکی انجمنِ مترجمین اور بلجیئم کے وفاق انجمن مترجمین نے اصطلاحی بنک ہی کی خدمات حاصل کر رکھی ہیں ۔

اصطلاحی بنک کے لیے امریکی نیول ریسرچ کے دفتر نے ایک قسرینہ معجم (Manual for Building a Technical Thesaurus(ONR-55) مرتب کیا ہے جس میں اصطلاحی بنک کے اصول اور طریق کار بھی بیان کیے گئے ہیں اور ڈیڑھ لاکھ تکنیکی اصطلاحات کا شماریاتی بنک شائع کیا گیا ہے ۔ اس کے آخر میں انجینئرنگ کے معجم TEST کا اشاریہ بھی دیا گیا ہے [159]

۵:۶ موجودہ رجحانات :

مغرب میں بیسویں صدی کے آغاز میں اصطلاحی معیار بندی کا آغاز ہو گیا تھا ۔ جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں ۔ اس کی ضرورت صنعتی میدان میں محسوس کی گئی ۔ ۱۹۲۱ء میں ای ووسٹر کی کتاب International Standardization of Technical Language. شائع ہوئی۔ جس نے اصطلاحی تحقیق کی بنیاد رکھی ۔ اسی کی بنا پر ۱۹۳۶ء میں ISA 37 "اصطلاحات سازی میں بین الاقوامی وفاق برائے قومی مجالس معیار بندی" قائم ہوا ۔ اس کا کام دوسری جنگ عظیم سے تعطل میں جا پڑا تو ۱۹۴۷ء میں "بین الاقوامی تنظیم برائے معیار بندی" (ISO) جنیوا میں وجود میں آئی ۔ ۱۹۵۲ء میں اس نے ISO 37 " اصطلاحات،اصول اور ارتباط" کے نام سے آسٹریا میں اصطلاحی معیار بندی کا ادارہ قائم کیا ۔ جس نے ۱۹۷۳ء میں مندرجہ ذیل چار زمروں میں دستاویزات شائع کیں [160]

۱۔ اصطلاحی ذخیرہ ۔ ۲۔ طریقِ کار ۔ ۳۔ اصول تسمیہ ۔ ۴۔ درجہ وار ذخیرۂ اصطلاحات ۔

اس ادارے میں اصطلاحی معیار بندی دو سمتوں میں انجام دی جاتی ہے ۔ ۱۔ اصطلاحات کی معیار بندی (اصطلاحات اور کشاف) ۔ ۲۔ اصطلاحات سازی کے اصولوں اور طریقوں کی معیار بندی ۔ اصطلاحی معیار بندی کے لیے ۱۲۰ تکنیکی مجالس کام کرتی ہیں ۔ جنہیں مزید ۱۶۱ ذیلی مجالس اور ۴۲ گروہ مدد دیتے ہیں ۔ ۱۹۸۸ ء تک اس ادارے نے ۲۲۲ معیارات وضع کیے ہیں [161]

پچھلی دہائیوں میں اصطلاحات سازی کی عمومی کوششیں مندرجہ ذیل سمتوں میں ہو رہی ہیں :[162]

۱۔ اصطلاحات سازی کی نظری بنیادوں کو استوار کر کے اختصاصی ابلاغ کے ذرائع کو ترقی دی جائے۔
۲۔ اصطلاحی کاموں میں بین الاقوامی اصطلاحات سازی اور لغت نگاری کے اصول وضع کر کے ہم آہنگی پیدا کی جائے ۔
۳۔ اصطلاحات سازی کے کاموں میں بین الاقوامی تعاون کو فروغ دیا جائے ۔
۴۔ ترقی پذیر ممالک میں انفرادی تربیت اور تکنیکی تعاون فراہم کر کے اصطلاحی کاموں کو پروان چڑھایا جائے ۔

چنانچہ اس مقصد کے لیے یونیسکو نے UNISIST پروگرام شروع کیے ہیں جس کے نتیجے میں ISO, Term-Net, Infoterm اور ایسے بہت سے ادارے کام کر رہے ہیں ۔ اپنے ایک مراسلے میں گیلنسکی نے لکھا ہے کہ Infoterm کے تحت Term Net ۱۹۷۰ء سے کام کر رہا ہے ۔ جسے بین الاقوامی ادارے کی صورت میں ۱۲۔ دسمبر ۱۹۸۸ء کو قائم کیا گیا ۔ ان کے منسلکات میں اس ادارے کے جو مقاصد بیان کیے گئے ہیں ،ان میں اصطلاحات سازی کو علم کی حیثیت سے فروغ دینا سرفہرست ہے ۔ ان کا دائرہ کار دنیا کی تمام زبانوں تک پھیلا ہوا ہے [163] یہ ادارہ عربی زبان میں کام کر رہا ہے .

ان تمام اداروں اور عرب دنیا کے اصطلاحی اور علمی اداروں کے تعاون سے اصطلاحی معیار بندی پر ایک بین الاقوامی کانفرنس ۱۲۔ سے ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو تیونس میں منعقد ہوئی جس کا بنیادی مقصد اصطلاحات سازی کو انتشار اور عدم یکسانی سے چھٹکارا دلانا ہے [164] ۲۰ سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۹ کو اصطلاحات کی بین الاقوامیت پر [illegible] ۔

157- Dym , op. cit. P: 275 –

158- Parker and Turley , op.cit. , P:113 _

159- Dym, op.cit. ,PP: 275-76 -

160- Iso/TC 37 " Terminology (Principles and Coordiation), ISO Secretariat , Wiena(Austria) 1988, P: 6 - (تفصیلات کے لیے ملاحظہ ہو ضمیمہ " س ") ۔

161- Ibid , P: 2 -

162- Infoterm , op.cit. -

۱۶۳۔ ملاحظہ ہو مراسلہ ضمیمہ " ص " میں ۔

۱۶۴۔ ملاحظہ ہو تیسرا باب ۲:۳ ۔ اصطلاحات کی بین الاقوامیت کے لیے سیمینار وارسا میں منعقد ہوا ۔
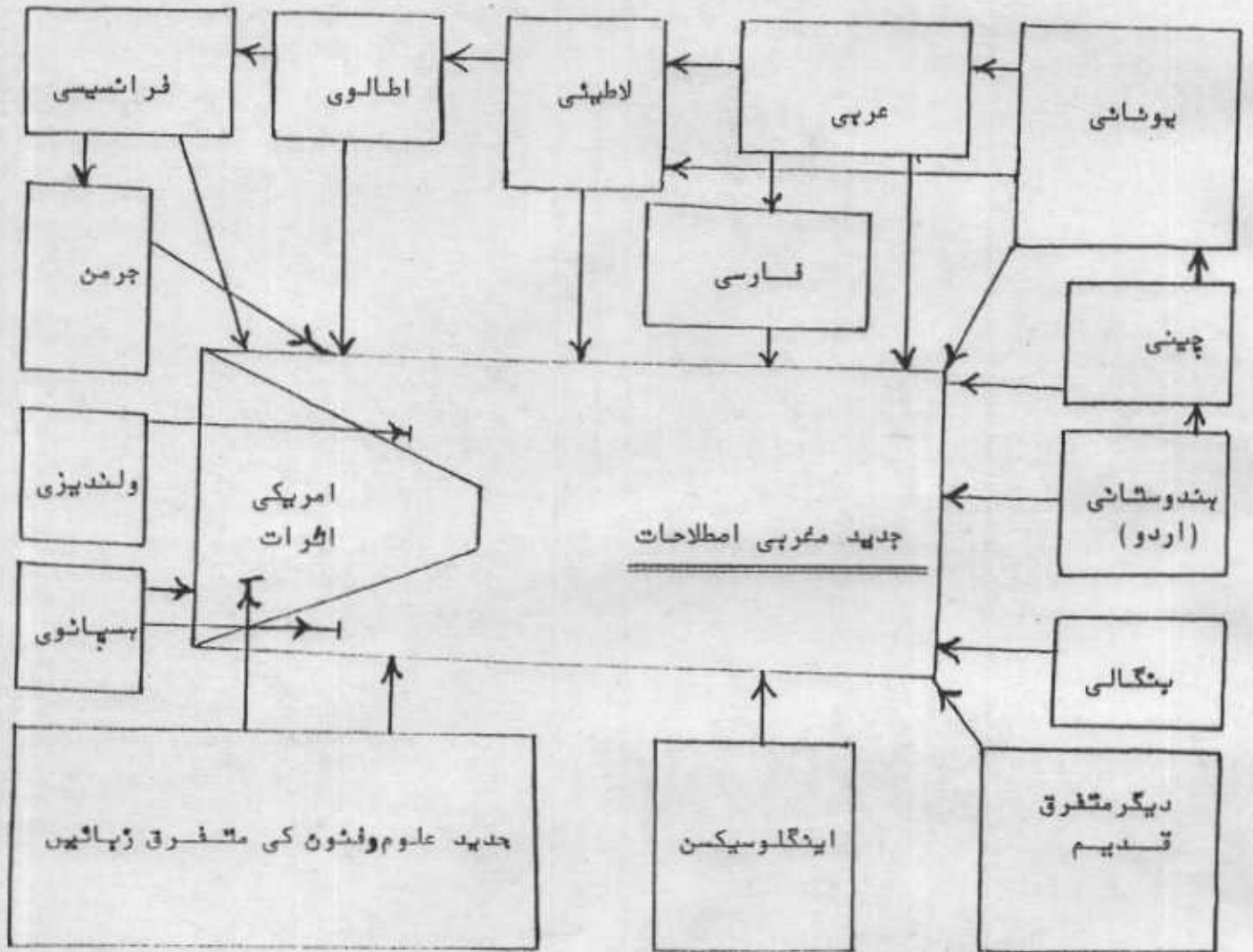
جدید مغربی اصطلاحات کا اشتقاقی ترسیمی جائزہ

٦- مسلم ممالک میں جدید اصطلاحات سازی

مسلم ممالک کی زبانوں میں اردو کے علاوہ خصوصاً عربی ، فارسی،ترکی اور ملائی میں جدید اصطلاحات سازی کے تجربات وسیع پیمانے پر ہوئے ہیں - اردو کا تعلق چونکہ براہ راست ان زبانوں سے ہے ، اس لیے اردو کے لیے ان کے اصطلاحی تجربات سے استفادہ ممکن ہے - چنانچہ اردو اصطلاحات سازی کے جائزے کے پس منظر میں ان ممالک کی اصطلاحات سازی کا جائزہ لینا ضروری ہے -

٦:١ عربی اصطلاحات سازی :

عربی میں زمانۂ قدیم سے اصطلاحات کا ایک وسیع ذخیرہ موجود تھا جس کا سابق میں ذکر گزر چکا ہے [١٦٣] کئی یونانی اور سریانی الفاظ مُعَرّب کر لیے گئے تھے - لیکن بعد ازاں مسلمانوں کے علمی زوال اور سیاسی غلامی کے سبب بیشتر ذخیرہ عتر بود ہوگیا- پہلی جنگِ عظیم کے خاتمہ کے بعد جب عرب ممالک میں عرب قومیت کی تحریک ابھری تو اس کے مقاصد میں عربی تہذیب و ثقافت کا احیا بھی شامل تھا - چنانچہ تہذیبی نشاۃ ثانیہ اسی وقت ممکن تھی جب زبان کی ترقی کو بھی اس میں شامل کیا جاتا - چنانچہ جدید علوم و فنون کو عربی زبان میں ڈھالنے اور ان کے لیے جدید اصطلاحات وضع و اخذ کرنے کا کام شروع کیا گیا - یہ کام سب سے پہلے شام ، پھر مصر ، عراق ، مراکش اور اردن میں شروع ہوا - بنیادی طور پر پہلے دو ممالک میں زیادہ علمی بنیادوں پر کام ہوا اور اصطلاحات سازی کے اصول وضع ہوئے ، دوسرے ممالک نے کم و بیش انھی کی تقلید پر کام کو آگے بڑھایا - محمد طاہر منصوری نے عربی اصطلاحات سازی کی کتابیات میں ٢٧٠ کتابوں کا ذکر کیا ہے ، جو اصطلاحاتی لغات اور دیگر ایسے ذخائر کی صورت میں شائع ہوئی ہیں - ان میں معاشرتی و انسانیاتی علوم میں ١٢٢ ، اسلامی علوم میں ٢٣، سائنس وٹکنالوجی میں ١٣٢ ، ادبیات و لسانیات میں٢٢، فنون میں ٨، فقہیات میں ٣٠ اور باقی متفرقات ہیں -

شام میں اصطلاحات سازی کا ادارہ " المجمع العلمی العربی " دمشق میں قائم ہوا - جسے جون ١٩١٩ء میں دیوان المعارف کے ایک شعبے کے طور پر وجود میں لایا گیا - اس ادارے نے پہلے دفتری اور قانونی اصطلاحات پر توجہ دی اور ہر محکمے سے اصطلاحات سازی سے واقف نمائندہ طلب کیا تاکہ الفاظ کے صحیح مفہوم کے تعین میں مدد ملے - اس طرح حاصل ہونے والے ذخیرۂ الفاظ کو مختلف اجلاسوں میں ردّو قبول کرنے کے بعد " مجلّہ " میں شائع کیا گیا - محمد طاہر منصوری نے اس موضوع پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے - وہ لکھتے ہیں: [١٦٤]

> "پہلے مرحلے پر رائج العام غیر عربی الفاظ قبول کر لیے گئے لیکن ان الفاظ کو ترجیحات کی ترتیب میں دوسرے درجے پر رکھا گیا - پہلا لفظ فصیح عربی کا رکھا گیا - اس کے ساتھ غیر عربی لفظ لکھا گیا - ان الفاظ کو قوسین کے درمیان درج کیا گیا "-

اب اس ادارے کا نام "مجمع اللغۃ العربیہ بدمشق" ہے - اصطلاحات سازی کے سلسلے میں اس ادارے نے جو قواعدوضع کیے ، ان میں معروف لفظ کو اختیار کرنا ، جدید الفاظ کو عربی اوزان پر ڈھالنا مثلاً "البسکویت" کو مفعول کے وزن پر "بسکوت " وغیرہ' معمولی تغیر سے معرّب کر لینا اہم ہیں - " مجلّہ " ١٩٢١ء سے شائع ہو رہا ہے - ہر سال اس کے چار شمارے شائع ہوتے ہیں - اپریل ١٩٨٨ء میں اس کی ٦٣ ویں جلد کا دوسرا شمارہ شائع ہوا تھا - جس میں ترجمہ ، تعریب اور اصطلاحات سازی پر مقالات شائع ہوئے ہیں - اس ادارے نے طبیہ، عسکریات ، طبیعیات ، امراضیات اور دیگر سائنسی موضوعات پر کتبِ اصطلاحات تیار کیں -

دوسرا بڑا ادارہ مصر میں " مجمع اللغۃ العربیہ " ١٣- دسمبر ١٩٣٢ء کو وجود میں آیا - اس ادارے نے اصطلاحات سازی کا کام کمیٹیوں اور مجالس کے ذریعے کرنا شروع کیا - اس نے مانوس اور نامانوس کی پروا کیے بغیر اصطلاحات سازی بلکہ فرانسیسی اور انگریزی الفاظ بعینہٖ قبول کرنے کا سلسلہ جاری رکھا - تاہم ان کے عربی مترادفات بھی فراہم کیے - بقول طاہر منصوری: [١٦٥]

> "وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بقائے اصلح کے فطری قانون کے تحت اجنبی اصطلاحات خودبخود مٹتی چلی گئیں اور عربی مترادفات عوامی و علمی حلقوں میں مقبول ہوتے چلے گئے - اس طرح عربی زبان ایک غیر محسوس اور فطری عمل کے ذریعے مسلسل نشوونما پاتی رہی "-

---

١٦٣- دیکھیے پہلا باب حصہ ٢:٥ - عربی اصطلاحات کو باقاعدہ مرتب کرنے کا کام برصغیر میں مغلیہ دور میں ہوا-

١٦٤- محمد طاہر منصوری ، "المجمع العلمی العربی - دمشق " مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے ، اسلام آباد (١٩٨٥ء)، ص : ٢٥ -

١٦٥- منصوری - "مجمع اللغۃ العربیہ مصر" ،ایضاً ، ص : ٦٨ -

اس ادارے نے نہایت وقیع لغت "معجم المصطلحات العلمیۃ والفنیۃ" ۱۸ جلدوں پر مشتمل شائع کیا - مصر کے ادارے نے علمی سطح پر نسبتاً زیادہ مقبولیت حاصل کی - چنانچہ عراق ، مراکش اور اردن میں قائم ہونے والے ادارے اسی نقشِ قدم پر چلنے لگے - ان اداروں میں عربی اور معرّب دو دو متبادلات پیش کرنے کا کام انجام دیا گیا -

عراق میں ۱۹۶۳ء سے "المجمع العلمی العراقی" قائم ہوا - اس نے بغداد سے ایک طبی انگریزی - اردو لغت "Unified Medical Dictionary" ۱۹۷۳ء میں شائع کیا - اسے محمود جلیلی نے ڈاکٹروں کے ایک بورڈ "اتحاد الاطباء العرب" کی مشاورت سے مرتب کیا ہے - اس میں اصطلاحات کے واحد معنی سامنے لائے گئے ہیں - یعنی دیگر مترادفات اور معرّب الفاظ نہیں دیے گئے - سابقے کے ایک معنی دیے گئے ہیں - ایک ہی ساق سے اصطلاحات سازی کی کوششیں نمایاں ہیں - مثلاً Spheno "وتدی" (سابقہ) سے Sphenoid "الوتری" Spheno-basiler "وتدی قاعدی" بنائے گئے ہیں - Un- لاسے Unrest لاراحت ، Optimeter سے مقیاس البصر وغیرہ -(۱۶۶)

مراکش کا ادارہ " مکتب تنسیق التعریب فی الوطن العربی " اس لیے بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس نے منتخب اصطلاحات کی دو فہرستیں تیار کرنا شروع کیں - ایک انگریزی اور دوسری فرانسیسی - ماہرین کا سیمینار ان پر غور و فکر کرتا - محققین لغتوں اور کتابوں کے مطالعے سے عربی مترادفات تجویز کرتے اور سہ لسانی لغت شائع کیے جاتے - یہ ادارہ ۱۹۶۱ء میں قائم ہوا تھا - طاہر منصوری لکھتے ہیں کہ یہ ادارہ دراصل عربی زبان میں "مصطلحاتی انتشار" کو رفع کرنے اور وحدت پیدا کرنے کے لیے وجود میں آیا تھا -(۱۶۷)

سہ ادارہ سہ لسانی لغات (جن میں جرمن ، ہسپانوی اور روسی اصطلاحات کا اضافہ بھی ہوتا رہتا تھا) عرب ممالک کے مختلف علمی اداروں کو بھیج دیتا تھا اور ان کی آراء کے ساتھ اسے مکتب کے مجلّے "اللسان العربی" میں شائع کر دیا جاتا - طاہر منصوری لکھتے ہیں :-(۱۶۸)

> "سہ لسانی لغت کے اولین شائع شدہ مسودے پر جو آراء اور تبصرے ملتے ہیں، ماہرینِ فن کا سیمینار متعلقہ کو کے لغت اور یہ آراء پیش کر دی جاتی ہیں - مسودے پر از سرِ نو غور وفکر کے بعد اسے آخری شکل دی جاتی ہے .... پھر تعریب کانفرنس کا اہتمام ہوتا ہے جو اسے بحالہٖ منظور کر لیتی یا مناسب ترمیم و اضافہ کے بعد منظوری دیتی ہے اور یوں " عرب لیگ " کے تمام رکن ممالک میں یہ اصطلاحات بر سرِ عمل آ جاتی ہیں "-

عالمِ عرب کا ایک اور اہم ادارہ اُردن کا " مجمع اللغۃ العربیۃ الاردنی " ہے جو دسمبر ۱۹۷۶ء میں وجود میں آیا - اس ادارے نے دفتری زبان کی طرف زیادہ توجہ دی ہے اور اصطلاحات کا ترجمہ و تعریب استناد کمیٹیوں کے ذریعے انجام دیتا ہے - غیر عربی اصطلاحات کے عربی مترادف وضع کرنے کے لیے بھی کمیٹیاں تشکیل دی گئی ہیں - ہر کمیٹی میں متعلقہ محکمے کے ماہرین کو شامل کیا گیا ہے -(۱۶۹)

جدید عربی اصطلاحات سازی کا سب سے بڑا پہلو تعریب ہے - بیروت سے منیر البعلبکی نے " المورد " کے نام سے انگریزی اردو کی جو لغت شائع کی ہے - اس کے مطالعے سے پتا چلتا ہے کہ جدید عربی میں ہزاروں انگریزی اور فرانسیسی الفاظ کو معرّب کر کے شامل کر لیا گیا ہے -(۱۷۰) مثلاً Amoeba کو الامیبہ ، Ampere کو الامبیر Diptheria کو الدفتیریا ، اسی طرح بعض صفات کو ، Ionic کو ایونی ، Genic کو جینی ، Panoramic کو بانورامی ، Romantic کو رومانتیکی ، Strategic کو استراتیجی وغیرہ کی صورت دی گئی ہے -

فرانسیسی الفاظ جن کی تعریب کی گئی ، ان کی مثال میں Loge اللوج ، Comedie کو میدیا Tragedie تراجیدیا ، Operette اوبریت Classique کلاسیک Romantiqe رومانتیک اہم ہیں - اسی طرح روزمرہ زندگی کے بعض الفاظ مثلاً میکرو فون ، تلفزیون ، البنزین ، المتر وغیرہ کی تعریب کی گئی -(۱۷۱)

بعض معرب الفاظ مثلاً Mathes کے لیے الماتش ، Police کے لیے البولیس ، Automobile کے لیے الاوتوموبیل ، Journal کے الجورنال ، Hotel کے لیے الاوتیل ، Goal کے لیے الجول ، Refery کے لیے الریفری ، Sandwich کے لیے الساندوتش ، Card کے لیے کارت کی جگہ رفتہ رفتہ عربی متبادلات مثلاً علی الترتیب : المبارات ، الشرطہ ، السیارہ ، الجریدہ ، الفندق ، الهدف ، الحکم ، بطاقۃ ، الشطیرہ

166- Jalili, Mahmood , The Unified Medical Dictionary (1973), Baghdad.

۱۶۷- بحوالہ منصوری، "مکتب تنسیق التعریب فی الوطن العربی (مراکش)"، ایضاً ، ص : ۸۹ تا ۹۲ -

۱۶۸- ایضاً ، ص : ۹۲ -

۱۶۹- بحوالہ :- منصوری، " اللغۃ العربیۃ اردن " ، ایضاً ، ص : ۱۰۲ -

۱۷۰- بحوالہ : منیر البعلبکی ، المورد القریب ، قاموس جیبیہ ، انگریزی و عربی ، (۱۹۶۸ء) -

۱۷۱- بحوالہ :- منصوری ، محولہ بالا ، ص ص : ۶۸، ۶۹ -

ہی رائج ہو گئے ہے[١٧٢]

جدید معاشی دوڑ میں عرب ممالک بھی اب عالمی سطح پر اہم کردار ادا کر رہے ہیں چنانچہ عربی زبان بھی کسی سے پیچھے نہیں رہی ـ اسے بین الاقوامی حیثیت حاصل ہے ـ یہ یونیسکو کی چھ میں سے ایک دفتری زبان ہے اور معاشیات کے امور میں عربی کو بنیادی اہمیت حاصل ہے چونکہ عرب ممالک میں انگریزی اور فرانسیسی دونوں رائج رہی ہیں ، اس لیے ان زبانوں سے اصطلاحات کے تراجم کو بنیادی اہمیت دی گئی تھی ـ خصوصاً معاشیات کے میدان میں کویت کے عرب فنڈ برائے اقتصادی ترقی کی طرف سے معاشیات اور کامرس کا انگریزی ، فرانسیسی ، عربی لغت مرتب کر کے شائع کیا گیا ہے ـ یہ لغت زکریا نصر نے مرتب کیا اور اسے ١٩٨٠ء میں میکملن پریس لمیٹڈ لندن نے شائع کیا ـ لغت کے دیباچے میں کویتی فنڈ کے ناظمِ اعلیٰ عبداللطیف احمد لکھتے ہیں :[١٧٣]

"اس لغت کے استعمال کنندگان اس حقیقت سے اچھی طرح باخبر ہیں کہ عربی معاشی اصطلاحات کا جھکاؤ انگریزی اور فرانسیسی دونوں زبانوں کی طرف ہے .... کئی صدیوں کے مثبوضاتی رویے سے ان زبانوں سے لین دین کا عمل شروع ہوا ـ اینگلو سیکسن یا فرانسیسی یونیورسٹیوں کے تربیت یافتہ جدید علوم کے ماہرین نے ایک ایسی کلاسیکی زبان کو جو اب بھی ذریعہ ابلاغ ہے ، عربی الفاظ سازی میں تصوراتی حد تک جدید کرنے میں قابلِ قدر کردار ادا کیا ہے ـ ہم نے عربی اقتصادیات کے کویتی فنڈ میں مختلف ثقافتی پس منظر رکھنے والے عربوں سے مل کر یہ نتیجہ نکالا ہے کہ معاشی الفاظ سازی ابھی تک روبہ عمل ہے ـ اس کام کو مربوط کرنے اور مرتب کرنے کی ضرورت تھی ، چنانچہ یہ لغت مرتب کیا گیا "ـ

لغت کے ایک سرسری جائزے سے ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ اس میں تعریب کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے، سوائے ایسے الفاظ کے جو عام اداروں میں مثلاً "چیک ، بنک ، کارٹل ، ٹرسٹ ، الیکٹرون، ٹیکنیکیہ" وغیرہ ـ مزید برآں عرب اصطلاحی مترادفات کو بھی پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے ـ مثلاً Integrated Development کے لیے "انماء متکامل" اور "تنمیۃ متکاملۃ" جیسے دو اصطلاحی مترادفات دیے گئے ہیں ـ اسی طرح Rent کے لیے "ایع"، اور "ایجار"، Cartel کے لیے "کارٹل" بھی دیا گیا ہے اور "اتفاق احتکاری" بھی ـ البتہ بعض اصطلاحوں کے تین تین مترادفات بھی شامل کیے گئے ہیں مثلاً Remuneration کے لیے "مکافاۃ اجر، جزا" یا Registered Trade Mark کے لیے "مارکہ مسجلہ ، علامت مسجلہ اور سمۃ مسجلۃ" دیے گئے ہیں ـ کوشش کی گئی ہے کہ مرکب اصطلاحوں میں "ال" کا استعمال کم سے کم ہو ـ البتہ بعض جگہوں پر ناگزیر صورت میں اس کا استعمال ہوا ہے ـ مثلاً Educational Reform کے لیے "اصلاح التعلیم" Multilateral کے لیے "متعدد الاعراف"ـ

لغت کے مرتب کے نزدیک " جدید عربی ایک امتزاجی رجحان رکھتی ہے اور اصطلاحات سازی میں اس رجحان سے استفادہ کیا گیا ہے ـ" البتہ ان کے نزدیک عربی اصطلاحات سازی میں کلاسیکی عربی سے بھی استفادہ کیا جاتا ہے ـ اس کی مثال دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :[١٧٤]

"ایک لفظ "bottlenecks" کے لیے عموماً " اختناقات " استعمال کیا جاتا ہے یا پھر کبھی کبھار اس کا عربی ترجمہ ملحوظ رکھا جاتا ہے ـ ہم نے اس کے لیے " مازم یا مأزل " تجویز کیا ہے ـ اس سے اصل مفہوم کی نمائندگی ہوتی ہے "ـ

یہاں کویت کے " مؤسسۃ الکویت للتقدم العلمی " کا تذکرہ ضروری ہے ـ جسے اتحاد المہندس العرب نے قائم کیا ہے ـ اس کا ادارہ تالیف و ترجمہ ١٩٨٢ء سے اصطلاحات سازی کے میدان میں سرگرمِ عمل ہے ـ اس کا سب سے بڑا کارنامہ " المعجم الموحد الشامل المصطلحات الفنیۃ الہندسیۃ والتکنولوجیا والعلوم " ہے جو ١٩٨٦ء میں گیارہ جلدوں میں شائع ہوا ہے ـ یہ ٥٢٧٣ صفحات اور ایک لاکھ سے زاید اصطلاحات کا احاطہ کرتا ہے جو انگریزی، فرانسیسی اور عربی متبادلات پر مبنی ہیں ـ اس میں عربی اصطلاحات سازی کے اب تک کے کیے گئے کام مجتمع کر لیے گئے ہیں اور ان تمام مترادفات کو جمع کر لیا گیا ہے جو عربی میں رائج ہیں ـ مزید برآں ایک اصطلاح کے مختلف مفاہیم کے لیے مختلف متبادلات بھی شریک کیے گئے ہیں ـ لغت کے مشرف العام "ڈاکٹر احمد علی العریان مقدمے میں لکھتے ہیں کہ اس کی ترتیب میں اگرچہ متعدد لغات کو سامنے رکھا گیا ہے لیکن اس پر متعدد اہلِ علم سے نظر ثانی کرائی گئی اور اصطلاحوں کو اسماء، افعال، صفات اور خصائص کے لحاظ سے جمع کیا گیا ہے[١٧٥]

مفرد اصطلاحیں ملاحظہ ہوں: Drill تمطہ، Workshop ورشۃ، Point زمیہ ، مرکب اصطلاحات :

١٧٢ـ بحوالہ ایضاً ، ص : ٦٨ ـ

173- Nasr, Z., The Dictionary of Economics and Commerce/English/French/Arabic, London(1980) Foreword, P:VI .

174- Ibid, Preface, P: VIII .

١٧٥ـ المعجم الموحد الشامل المصطلحات ، کویت (١٩٨٦ء) ، جلد اول تعارف ، ص : XXVIII ـ

Iron Ore خام الحدید ، Pig Iron الحدید الخام ، Time signal اشارۃ الوقت ، Spacial Partial Wave موجہ جزئیہ فضائیہ ، Oil reclamation استعادۃ الزیت ، Weathering حدود لتصریف المطر ، معرّب اصطلاحات ملاحظہ ہوں: Broach بروش ، Hydrogen ہیدروجن ، Radium رادیوم ، Micrometer میکرومیٹر ، Thermometer ترمومتر ، Treposphere تروبوسفیر ، Stereoscope استریوسکوب –

دوسرا اہم لغت موسوعۃ الکویت العلمیہ کے تحت قاموس الکیمیا ہے – جس کے مرتبین ماہرینِ مضمون ہیں یہ چار جلدوں پر مشتمل ہے پہلی جلد انگریزی سے عربی سے ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی – دوسری جلد عربی سے انگریزی ۱۹۸۳ء میں تیسری جلد فرانسیسی ، انگریزی ، عربی ۱۹۸۳ء اور چوتھی جلد عربی ، انگریزی فرانسیسی ۱۹۸۳ء میں شائع کی گئی – کتاب کے مشیرِ اعلیٰ ڈاکٹر عدنان العقیل لکھتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ کام کارڈوں پر انجام دیا گیا اور بعد ازاں کمپیوٹر کے حوالے کر دیا گیا[176] چنانچہ مشرقی زبانوں میں عربی پہلی زبان ہے ، جس میں اصطلاحات سازی کا کام کمپیوٹر کے ذریعے انجام پا رہا ہے –

موسوعۃ العلمیہ کے تحت ایک اور لغت قاموس النبات والمیکروبیولوجیا قابلِ ذکر ہے جو دو جلدوں میں ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا ہے – یہ انگریزی عربی اصطلاحات پر مبنی ہے – مدیرِ اعلیٰ پروفیسر احمد محمد کبارہتی ہیں – ۸۹۵ صفحات میں تقریباً گیارہ ہزار اصطلاحات دی گئی ہیں – دو کتابیں زہادۃ النبات فی الکویت (۱۹۸۳ء) اور الحرب الکیمیائیہ (۱۹۸۶ء) بھی قابلِ ذکر ہیں – زہادۃ میں ۳۵۱ کے قریب پودوں ، درختوں اور سبزیوں کے نام عربی اور لاطینی میں دیے گئے ہیں اور اس کے ساتھ ان کے لاطینی عربی عائلہ (خاندان) بھی درج ہیں – الحرب میں تین سو کے قریب کیمیاوی مرکبات اور تعاملات کے متبادلات درج ہیں – جیسے Phenol فینول ، Ethnol ایتھانول ، Dispersing Agent عامل انتشار ، Organicdye صبغ عضوی –

عربی اصطلاحات سازی کا کام عرب ممالک میں اداروں کے علاوہ بعض افراد نے بھی انجام دیا ہے جو جدید دور میں عربی زبان کی بین الاقوامی اہمیت کے پیشِ نظر عرب ممالک سے باہر بھی اصطلاحات سازی کا کام شائع ہوا – ان میں سے حِتّی کا طبّی لغت ، ابوغزالہ کا لغتِ حسابداری"، احمد شفیق الخطیب کا "المعجم المصطلحات" اور نیدرلینڈ کے اشاعتی ادارے Elsevier کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ ان کی مشترکہ خصوصیت یہ ہے کہ ان میں تعریب سے گریز کیا گیا ہے – یوسف حِتّی کا انگریزی عربی طبی لغت ، امریکی یونیورسٹی بیروت سے ۱۹۶۷ء میں شائع ہوا –[177] اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں معرّب الفاظ نہیں دیے گئے البتہ ایک سے زیادہ متبادلات اور مترادفات شامل کیے گئے ہیں – پھر اصطلاحیں طویل اور بیانیہ ہیں – آخر میں عربی سے انگریزی اشاریہ بھی دیا گیا ہے – مفرد اصطلاحیں ملاحظہ ہوں: مثلاً Abbreviation اختصار – Gritty حصب ، کرمل ، diastalesis نہایۃ الحیض انعکاس ، منعکس ، تقلص ؛ Climate اقلم ، مناخ ، طقس – مرکب اصطلاحیں: Clineography وصف سریری اور ان کے بیانیہ ترجمے: Clinotheraphy المعالجۃ الاستلقائیۃ او السریریۃ المعالجۃ بملازمۃ الفراش –"

فلسطین کی اہم کاروباری شخصیت طلال ابوغزالہ کا لغتِ حسابداری میکملن کمپنی لمیٹڈ نے لندن سے شائع کیا ہے – اسکے دیباچے میں ابوغزالہ نے لکھا ہے کہ یہ لغت عربی اصطلاحات کی معیاربندی کے علاوہ دنیا بھر کے ساتھ عربوں کے تجارتی لین دین کی ضروریات میں بھی کام آئے گا –[178] اس کی ایک اور خصوصیت قابلِ ذکر ہے کہ اس میں عربی الفاظ کا تلفظ بھی دیا گیا ہے چونکہ ابو غزالہ نے ۱۹۶۷ء کے بعد مغرب کے ساتھ مل کر کئی تجارتی ادارے قائم کیے اور ان کا چیئرمین بنا۔ اس لیے یہ لغت اس کی کاروباری ضرورت بھی تھا – اس میں خالص عربی الفاظ لیے گئے ہیں یعنی انگریزی اصطلاحات کی تعریب نہیں کی گئی – چند مثالیں ملاحظہ ہوں – مفرد اصطلاحیں:- Absolute مطلق ، Zone منطقہ ، Accountant محاسب ، Contract عقد ، Contribution ہبہ ، Alsorption استیعاب – مرکب اصطلاحیں: Acount Analysis تحلیل الحسابات – Contra Account حساب لہ مقابل ، AbsoluteMajority الاغلبیۃ المطلقۃ – ترکیبی اصطلاحیں:-

امریکی یونیورسٹی بیروت کی طرف سے احمد شفیق الخطیب کا "المعجم المصطلحات" ۱۹۷۱ء میں شائع ہوا ہے – اس کے چھٹے ایڈیشن ۱۹۸۲ء میں ساٹھ ہزار سائنسی و تکنیکی اصطلاحات ہیں – اس کی خصوصیات میں سب سے اہم اس کی طویل اصطلاحات ہیں – مثلاً تعلیق او تعطیل لوقت (Abeyance)، تصلید المطاط بالکبریت

۱۷٦– قاموس الکیمیا ، کویت (۱۹۸۳ء) ، ص : ۳۳۲ –

177- Hitti, Yousaf K, Beruit: Hitti's English - Arabic Medical Dictionary -

178- AbuGhazaleh, Talal, Abughazaleh's English - Arabic Dictionary of Accountancy, London(1978), Preface, etc.

(Vulcanization) لضبط حجم الغاز المتوقد (Volume Governor) البتہ بعض جگہ معرّب اور مختصر متبادلات بھی دیے گئے ہیں ، جیسے مندرجہ بالا تینوں صورتوں میں Vulcanization کے لیے فلکنہ بھی دیا گیا ہے جبکہ تصلید المطاط بالکبریت بھی درج ہے اور Volume Governor کے لیے "حاکم مجمعی " بھی دیے گئے ہیں۔[179]

ہیدر لینڈ کا ادارہ Elsevier مغربی عالمی سطح کا پہلا ادارہ ہے جس نے بین الاقوامی اصطلاحات سازی میں عربی کی اہمیت کو محسوس کیا ہے ۔ اس کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں ۔ اس کے لغت " آئل گیس " میں عربی اصطلاحات کو مصر کے شوکت سلیم نے ضمیمے کے طور پر شامل کیا ہے ۔ اس لغت کی خصوصیات میں بھی سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اس میں معرّب اصطلاحات استعمال نہیں کی گئیں اور زیادہ تر اصطلاحات وہ ہیں جو عرب ممالک میں عام استعمال ہوتی ہیں ۔ ان کی اصطلاحات سازی کا ماخذ قاہرہ اور رباط کے ادارے اورمکتبہ لبنان کی شائع کردہ اصطلاحات ہیں ۔[180] میری ٹائم (Maritime) یعنی جہاز رانی ایک بالکل نیا میدان ہے ، اس میں انگریزی اور فرانسیسی کے ساتھ عربی اصطلاحات دی گئی ہیں ۔ اس لغت میں عربی کا شمار تین بین الاقوامی زبانوں میں کیا گیا ہے ۔ اس موضوع پر یہ پہلی کوشش ہے ۔ انگریزی اصطلاحیں یا تو ترجمہ کی گئی ہیں یا معرّب کر لی گئی ہیں ۔ اس میں بیمہ ، کیمیا ، معاشیات ، برقیات ، ماحولیات ، مالیات ، میکانیات ، قانون اور دوسرے کئی موضوعات سمیت بارہ ہزار اصطلاحات ہیں ۔[181]

۶:۲ فارسی اصطلاحات سازی :

فارسی اصطلاحات میں قدیم ترین لغات ہمیں مغلیہ دور میں ملتے ہیں ، جو برصغیر میں انتظامیہ، بندوبست اور مالگزاری کے نظام سے متعلق ہیں ۔ ان میں فرہنگ کاردانی از جگت رائے شجاعی ۱۰۹۰ھ/۱۶۷۹ میں لکھی گئی ۔ یہ مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ میں موجود ہے ۔ چنار بٹائی ، دیوان اعلیٰ ، دیوان خالصہ ، کروڑی ، تیول ، جاگیر ، جیسی اصطلاحوں کا اس سے علم ہوتا ہے ۔ مراۃ الاصطلاح مرتبہ آنند رام مخلص اواخر عہد محمد شاہ سے متعلق ہے ۔ آنند رام محمد شاہ کے دربار سے وابستہ تھا ۔ زمیندار اور زمینداری سے متعلق اصطلاحات کا علم اس سے ہوتا ہے یہ کتاب خانہ انجمن ترقیٔ اردو علی گڑھ میں موجود ہے ۔ رسالہ اصطلاحاتِ مالگزاری ، خواجہ یاسین دہلوی کی تصنیف ہے اور برصغیر میں اٹھارویں صدی کے آخری زمانے میں لکھی گئی ہے ۔ یہ برٹش میوزیم میں موجود ہے ۔[182]

جدید فارسی اصطلاحات سازی پر زیادہ تر کام ایران میں ہوا اور وہ بھی بیسویں صدی عیسوی میں ۔ اس سے پہلے ہمیں فارسی اصطلاحات تو ملتی ہیں لیکن اصطلاحات سازی عنقا تھی ۔ بقول ڈاکٹر محمد ریاض :۔[183]

"بیسویں صدی عیسوی کے آغاز میں فارسی غیر ملکی زبانوں کی آمیزش سے خاصی مالا مال تھی ۔ اس ضمن میں زیادہ تر اثر عربی اور فرانسیسی زبانوں کا مشہور تھا ۔ عربی دانوں اور مغرب پسندوں نے خاصی بے اعتدالیاں پیدا کر رکھی تھیں ۔ پیشہ ور ملاؤں اور مذہبی رہنماؤں نے عربی کلمات کے غیر ضروری استعمال کو وطیرہ بنا رکھا تھا اورمغرب پرست مغربی زبانوں کے آداب و رسوم سے متعلق الفاظ فارسی میں داخل کر رہے تھے ۔ اس روش کو معتدل بنانے کی کئی کوششیں کی گئیں ۔ زیادہ نمایاں کام دو سرکاری فرہنگ سازوں کے ہیں جن میں سے پہلا ۱۹۳۵ء سے ۹ سال تک نافذ رہا اور دوسرا بھی قدرے مدت کے لیے ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۹ء "۔

دراصل ایران شروع ہی سے عربوں کے اثر سے چھٹکارا پانے کی کوشش میں رہا ۔ چنانچہ ان کے جدید اصطلاحات سازی کے بنیادی فلسفے کے بارے میں ایک بنیادی حقیقت یہ ہے کہ ان کے نزدیک ہر حالت میں عربی سے چھٹکارا پایا جائے ۔" وہاں یہ ایک تحریک ہے کہ اصلی ایرانی الفاظ کو استعمال میں لایا جائے اور اپنی زبان کو عربی سے آزاد کیا جائے ۔ قدیم فارسی الفاظ کو پھر سے زندہ کیا جا رہا ہے........ یونیورسٹی

۱۷۹۔ بحوالہ ، احمد شفیق الخطیب ، معجم المصطلحات العلمیہ والفنیہ والہندسیہ ، بیروت : الجامعۃ الامریکیہ ، مکتبہ لبنان ، الطبع السادسۃ (۱۹۸۲ء)۔

180.- Chaballe, L.Y.and others; Elsevier's Oil and Gas Dictionary, Amsterdam(1980).

181.-Dictionaries, Elsevier Science Publishers Catalogue , 1988, P: 16 .

۱۸۲۔ نعمان احمد صدیقی کا مقالہ " مغلوں کا نظام مالگزاری " نئی دہلی (۱۹۷۷ء) ، انہی کتابوں پر مبنی ہے ۔ اس پر تفصیلی بحث چوتھے باب کی ابتدا میں ملاحظہ ہو ۔

۱۸۳۔ ڈاکٹر محمد ریاض ، ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ ۔ مشکلات اورحل ، اسلام آباد (ستمبر ۱۹۸۸ء) ۴۲۵

کو دار العلوم کی بجائے دانش گاہ کہا جاتا ہے ۔[184]

در اصل جدید اصطلاحات سازی کی ضرورت اس وقت محسوس ہوئی جب ۱۹۲۲ء میں فوج کو جدید خطوط پر استوار کرنے کی کوشش کی گئی ۔ چنانچہ پہلوی دور کی وزارتِ دفاع اور وزارتِ تعلیم نے مل کر ایک انجمن تشکیل دی جس کے مختلف اجلاسوں میں وضعِ اصطلاحات کا کام کیا گیا ۔ ان کے طریقِ کار کے بارے میں ڈاکٹر مہر نور محمد لکھتے ہیں :۔[185]

"ضروری اصطلاحات فرانسیسی زبان میں لکھ کر ہر ایک رکن کو بھجوا دی جاتیں ۔ وہ اپنے ذوق اور صوابدید کے مطابق فرانسیسی الفاظ کے سامنے فارسی الفاظ لکھ کر انجمن کو بھیجتے ۔ اجلاس میں ہر لفظ پر مفصل بحث ہوتی ۔ ہر رکن اپنی رائے کا اظہار کرتا اور آخر میں بڑی بحث و تمحیص کے بعد کسی ایک اصطلاح کو منتخب کر لیا جاتا "۔

اس کے ساتھ ساتھ ٹیچرز ٹریننگ کالج میں بھی اصطلاحات سازی کا کام شروع ہوا (جو ۱۹۲۲ء سے قائم تھا) اس کے اصول مندرجہ ذیل تھے :۔

۱۔ فارسی گرائمر کا لحاظ
۲۔ سادگی اور اختصار کا خیال
۳۔ فارسی مترادف نہ ملنے کی صورت میں بین الاقوامی اصطلاح کا انتخاب
۴۔ متداول اصطلاحات کی حفاظت ماسوائے ایسے الفاظ جو صحیح نہ ہوں یا ان کے مقابلے میں زیادہ موزوں لفظ موجود ہو ۔

اصطلاحات سازی کے لیے ایران کا سب سے بڑا ادارہ " فرہنگستان " ہے جو مارچ ۱۹۳۵ء میں قائم ہوا تھا ۔ اس نے " نامۂ فرہنگستان " کے نام سے مجلہ بھی جاری کیا اور " واژہ ہائے نو " (نئے الفاظ) کے عنوان سے پانچ کتابچے بھی شائع کیے ۔ ۱۹۴۲ء میں یہ ادارہ ختم ہو گیا ۔

اس ادارے کے فرائض و مقاصد میں جو امور قابلِ توجہ ہیں ، ان میں " فارسی کو نامناسب الفاظ سے پاک کرنا ، پیشہ وروں ، صنعت گروں ، پرانی کتابوں اور مقامی افراد سے علاقائی الفاظ و اصطلاحات وغیرہ جمع کرنا اور غیر فارسی الفاظ مسترد کرنے کے لیے قواعد بنانا اہم ہیں "۔[186] ان فرائض کے ذکر سے ہمیں ایران کے جدید رجحانات کا بخوبی علم ہوتا ہے ۔ یہ وہی "تطہیرِ زبان" کا رجحان ہے ، جسے مولوی عبدالحق نے غیر علمی اور سیاسی قرار دیا ہے ۔ اس ادارے نے بنیادی طور پر "پذ" "باز" "پیش" اور "وا" جیسے سابقوں اور "آموز" اور "دار" جیسے لاحقوں سے نئے الفاظ وضع کرنے کی طرح ڈالی تھی ۔ اس ادارے کی خدمات کے بارے میں ڈاکٹر محمد ریاض لکھتے ہیں :۔[187]

"فرہنگستانِ زبان کی کوشش سے عربی اور یورپی زبانوں کے فارسی میں مستعمل دو ہزار سے زاید ناروا الفاظ کی جدول بندی کی گئی اور ان کا تداول غیر پسندیدہ بتایا گیا ہے ۔ ان کی جگہ نئے اور بہتر الفاظ وضع کیے گئے اور ان کی تشہیر کی گئی ۔ ان میں اسم ہائے عام اور جغرافیائی نام بھی شامل ہیں ۔ ان ناموں کی فارسی صورتوں پر ترکی اور عربی صورتیں غالب آ گئی تھیں .... (جیسے) اطفائیہ ۔ اسے (آتش فشانی) کہا گیا ۔ اس طرح عضوِ بدن (اندام) ، محیط (پیرامون) ، قائم مقام (جانشین) ، تجویز (پیش نہاد) ، مریض خانہ (بیمارستان) .... قدیم ایرانی زبانوں کے نامانوس کلمات لانے کی چند مثالیں ، اگرچہ ان الفاظ کا رواج نہ ہو سکا :۔ مثلاً "لغت" کی بجائے "مواد" ، "ترجمہ" کی بجائے "پچوہ" وغیرہ ...."۔

فرہنگستان کے کتابچے " لغت ہائے نو " (مارچ ۱۹۳۷ء) میں بلدیہ ، پولیس ، جنگ اور ایر فورس کی ضروریات کے لیے اصطلاحات مرتب کی گئی تھیں اس میں بھی عربی تراکیب کی جگہ فارسی تراکیب دی گئیں ۔ مثلاً شریان (سرخرگ) ، ورید (سیاہ رگ) ، امتحان (آزمایش) ، داخل (اندرون) ، عواص (آب باز) ، عدلیہ (دادگستری) محکمہ (دادگاہ) ۔ اسی طرح " واژہ ہائے نو " میں قدیم مستعمل الفاظ کے لیے نئے الفاظ تجویز کیے گئے مثلاً بلدیہ (شہرداری) ، مطبع (چاپخانہ) ، شہادت (گواہی) ، جرم (بزہ) ، ضدسم (پادزہر) وغیرہ ۔ اسی طرح مغربی زبانوں خصوصاً فرانسیسی کے متبادل وضع کیے گئے ۔ مثلاً آسانسور ، (بالا رو ــــ لفٹ کے لیے) ۔ ویزا (رو پاد) ایجنٹ (آژان) ، اسٹیڈیم (استادیم) ، شیمی (شیمی ــــ کیمیا کے لیے) ۔ اس کے علاوہ اس ادارے نے دیگر اداروں کی اصطلاحیں بھی اپنائیں ۔ مثلاً بادامک (مغز بادام کی جگہ) ، آرام دہ (مسکن کی جگہ) ، جنگار

۱۸۴۔ سُنیتی کمار چٹرجی ، ہند آریائی اور ہندی ، ص : ۲۱۳ ۔
۱۸۵۔ ڈاکٹر مہر نور محمد ، ایران میں وضعِ اصطلاحات کے اصول ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ، ص :۳ ۔
۱۸۶۔ بحوالہ سید عارف نوشاہی ، "ایران میں اصطلاحات سازی " ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، اپریل ۱۹۸۴ء ، ص :۱۲ ۔
۱۸۷۔ ڈاکٹر محمد ریاض ، ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ ، ص : ۴۷ تا ۴۹ ۔

(سرطان کی جگہ) وغیرہ سے[188]
اگرچہ ۱۹۳۲ء میں یہ ادارہ ختم ہو گیا ۔ لیکن اس کے اثرات تادیر رہے اور ۵۰۔۱۹۳۹ء تک کم وبیش اسی طرز پر مزید کام ہوتا رہا ۔۱۹۷۰ء میں نیا ادارہ " فرہنگستان زبان ایران " قائم ہوا ۔ ادارے کی ترجیحات قدرے مختلف تھیں ۔ طریق کار کچھ یوں تھا :۔[189]

"اس نے ہر شعبہ کے دو یا تین متخصص لوگوں کی خدمات مستعار لیں جو زبان شناسوں کے ایک گروہ کے ساتھ ہفتے میں دو گھنٹے بیٹھتے اور وضع اصطلاحات کا کام کرتے تھے ۔ اسی طرح ۳۱گروپ بنائے گئے جن میں سو کے لگ بھگ زبان شناس شامل تھے اور انھوں نے ۱۹۸۲ء کے آخر تک چھ ہزار سے زاید فنی اور تکنیکی یوروپی الفاظ کے فارسی مترادفات وضع کر لیے تھے"۔

"فرہنگستان زبان ایران " نے اصطلاح سازی کے لیے جو اصول استعمال کیے ان کی تفصیل ڈاکٹر مہر نور محمد نے دی ہے :۔[190] اس کی روشنی میں ان کے اصولوں کا اجمالی جائزہ اس طرح لیا جا سکتا ہے :۔

۱۔ غیر ملکی مغربی اصطلاحات کے مترادفات گھڑنے کے لیے یہ طریقہ اختیار کیا گیا کہ مستعار ترجمہ کیا جائے ۔ وہ اصطلاحات کو تقسیم کر کے اصل زبان کے ہر جز کے معنی اور مادہ کو معلوم کرتے تھے ۔ ایران قدیم کی زبانوں اوستائی ، فارسی قدیم اور پہلوی میں لفظ کے اجزا کا ترجمہ کر کے ان الفاظ میں باہم ملا لیتے ۔

۲۔ ترکیب اور اشتقاق کا طریقہ بھی آزمایا گیا ۔ علیحدہ معنی والے الفاظ کو ملا کر تیسرا لفظ بنا لیا جاتا ۔ اسی طرح نئے نئے سابقے اور لاحقے بنائے گئے اور ان سے مشتق اصطلاحات وضع کیں ۔ مثلاً " باز " اور فعل امر کی ترکیب سے اسم مرکب مثلاً Investigation کے لیے " باز پرسی" ، Reflex کے لیے " بازتاب" ۔ اسی طرح " باز " اور صفت فاعلی مرخم کی ترکیب سے اسم فاعل مثلاً controller کے لیے " باز بین" ، Investigator کے لیے " باز جو" Inspector کے لیے " بازرس" ۔

سابقہ " پیش اور فعل امر کی ترکیب سے اسم مرکب مثلاً Minute کے لیے پیش نویس ،سابقہ "باز " و فعل امر اور یائے مصدری کی ترکیب سے اسم مرکب مثلاً Investigation کے لیے باز رسی ، Requisition کے لیے باز گیری ، سابقہ " پیش " و فعل امر و یائے مصدری کی ترکیب سے اسم مصدر مثلاً Forecast کے لیے " پیش بینی" Prevention کے لیے " پیش گیری" ،سابقہ " پیش" اور صفت مفعولی مرخم کی ترکیب سے اسم مرکب مثلاً Offer کے لیے پیش نہاد، Incident کے لیے پیش آمد ، سابقہ " باز " اور صفت مفعولی مرخم کی ترکیب سے اسم مرکب مثلاً Interment کے لیے بازداشت ، Restoration کے لیے بازگشت ، لاحقہ " بان " اور اسم کی ترکیب سے مثلاً Constable کے لیے پاسبان ، لاحقہ " ستان " کی ترکیب سے Hospital کے لیے بیمارستان لاحقہ " مند" اور اسم کی ترکیب کے ساتھ مثلاً Clerk کے لیے کارمند، اسم اور صفت فاعلی مرخم کی ترکیب سے اسم فاعل مثلاً اسم + دار (Governor استاندار، Mayor شہریار) اسم+ سنج (Anemometer باد سنج ، Thermometer گرماسنج ، Barometer ہوا سنج)اسم+ شناس (Geologist زمین شناس ، Expert کارشناس ، متعلق فعل اور صفت فاعلی مرخم کے ساتھ Lift بالا رو ، Descendent پائیں رو) دو اسموں کی ترکیب سے مثلاً اسم+ خانہ ، اسم + گاہ اسم + نامہ (داروخانہ ، آسایش گاہ ، گواہی نامہ) سابقہ "کار" کا استعمال (Management کارپردازی)۔

۳۔ فارسی اور عربی کلمات کی ترکیب سے اسم مرکب (Counsellor رایزن Acountant حسابدار، Poor Hour مسکین خانہ Sphygmograph نبض نگار وغیرہ)۔

۴۔ بعض پہلے سے موجود اور رائج فارسی اور یوروپی الفاظ کو اسی طرح قبول کر لیا گیا۔

دوسرے ادارے فرہنگستان ایران کے جریدے " پیش نہاد شما چیست؟" کے نو شمارے شائع ہوئے۔اس کے بعض اصطلاحیں قابل توجہ ہیں ۔ مثلاً آزمون (Test) پایان نامہ (Thesis)، ارزہ (Marks) ، اختیاری (Optional) ، استادیار (Asstt. Prof) دانش یار (Associate Prof.) زینہ (Degree) تحریر (Version)، جزوہ (Booklet) ، امانت گیری (Borrowing) ساز گاری (Conformity) ، نظام (System) ، رسیدگی (Investigation) کسب کار (Business) جانور شناسی (Zoology) اثر افرینی (Reflection) روند

۱۸۸۔ بحوالہ: ایضاً ، ص ص : ۹۲،۸۷،۸۶ تا ۹۵ ۔
۱۸۹۔ بحوالہ: ، مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے ، ص : ۴۸ ۔
۱۹۰۔ ڈاکٹر مہر نور محمد ، محولہ بالا ، ص ص : ۱۲ تا ۱۶ ۔

Trend (رجحان)[۱۹۱]

اس ادارے کی بعض اصطلاحات خاصی دلچسپ ہیں مثلاً پیش آمد (بمعنی حادثہ)، کارفرمائی (انتظام) رو یداد (واقعہ)، زادگان (نسل) ، آموزش یار (انسٹرکٹر)، واژہ (لفظ)، گشت (دورہ)،گفت و شنود(محاورہ ، گفتگو)[۱۹۲]

سید عارف نوشاہی اور ڈاکٹر مہر نور محمد نے فارسی اصطلاحات سازی کی کتابیات میں جدید فارسی اصطلاحات کی ۱۷۶ لغات کا ذکر کیا ہے ۔ ان میں اصول اصطلاحات سازی پر ایک اور علوم وفنون پر جامع لغات چھ ہیں ۔ ان میں ایسے لغات کا ذکر بھی ہے جو بعض اداروں ، غیر سرکاری انجمنوں اور افراد نے نجی طور پر بھی انجام دیا ہے[۱۹۳] ان کے اصول عام طور پر مندرجہ ذیل ہیں :[۱۹۴]

" ۱۔ یہ لوگ نئے الفاظ وضع کرنے کے لیے ترکیب و اشتقاق کی روش کو بروئے کار لاتے ۔
۲۔ دوسرا طریقہ یہ تھا کہ وہ اشیا کے اوصاف کے مطابق نام بنا لیتے ہیں ۔ مثلاً Brush کے لیے ماہوت پاک کن ، Blotting paper اب خشک کن ، Juicer آب میوہ گری Flash-Light نور افگن وغیرہ ۔"

خان بابا مشار نے " فہرست کتابہائی چاپی فارسی "جلد سوم (تہران :۱۳۵۲ھ ش) میں ۳۲ کتابوں کا تذکرہ کیا ہے ۔ جن میں سے ایک روس سے طبع ہوئی ہے ۔ ان میں سے دو تین لغات کا جائزہ ضروری ہے ۔ خصوصاً نجی لغات کا مطالعہ پیش کیا جاتا ہے ۔ پہلا لغت روبرت توطانیان کا " فرہنگ علمی و فنی ؛ فیزیک مکانیک ، الکترونیک " ہے ۔ اس میں عربی اصطلاحات سے گریز نہیں کیا گیا ۔ چند مفرد اصطلاحات ملاحظہ ہوں: Absolute مطلق ، Coefficient ضریب ، Proof اثبات ، Machine دستگاہ ، چرخ ، ماشین ۔ معرّب اصطلاحیں :Cadmium کادمیوم ، Caffeine کافئین ، Monomor مونومر ۔ ترکیبی/مرکب اصطلاحیں : Acoustical مربوط بسامعہ ، Comicdust گرد غبار کیہانی[۱۹۵]

علی کیہانی کا لغت " فرہنگ علمی و فنی " بھی سائنسی و تکنیکی اصطلاحات کے لیے تہران سے شائع ہوا ۔ یہ تشریحی لغت ہے۔اس میں دونوں متبادلات یعنی خالص عربی،فارسی اور معرّب دیے گئے ہیں ۔ مثلاً Absolute Alcohol الکل مطلق ، الکل اینلیک Acetic Acid اسید استیک ۔ جوہر سرکہ ۔ اس میں بھی عربی الفاظ سے گریز نہیں کیا گیا ۔ مثلاً مفرد اصطلاحیں Absolute مطلق ، Absorbent جاذب ، مرکب اصطلاحیں : Absolute Value قدر SuperCooling فوق انجماد ، کلاسیکی فارسی کا استعمال بھی ملتا مثلاً Sun-dial ساعتِ آفتابی ، (لاحقوں کے ساتھ) Oxyntic اسید ساز ۔ معرّب اصطلاحیں : Caolin کاولن Protemena پروتومنا[۱۹۶]

فرہنگ ذکائی کا ترجمہ فرہنگ فیزیک (طبیعیات کا لغت) ۱۹۷۸ء میں شائع ہوا ۔ اس میں بھی عربی اور سابقہ فارسی ذخیرہ الفاظ سے استفادہ کیا گیا ہے ۔ مثلاً مفرد اصطلاحیں : Absolute مطلق ، Angel زاویہ ۔ Geometry ہندسہ ۔ کہیں کہیں تفریس بھی کی گئی ہے مثلاً Ampere آمپیر ، Radiology رادیولوژی مرکب اصطلاحیں Absorption cell سلول جذب ، Average حد متوسط ، Gravitation قوہ جاذبیہ ، Jogs زمین لرزہ وغیرہ[۱۹۷]

۶:۳ ترکی اصطلاحات سازی :

ترکی میں اتا ترک نے ایک غیر سرکاری ادارہ " ترک دل قورومو" بنایا تھا ۔ اس نے وضع اصطلاحات کا کام شروع کیا ۔ چونکہ ترکی کا رسم الخط رومن کر لیا گیا۔اس لیے وسیع پیمانے پر مغربی اصطلاحیں لے لی گئیں ۔ اس کے طریق کار کے بارے میں میاں بشیر احمد (سفیر پاکستان در ترکی) لکھتے ہیں :[۱۹۸]

"ہزاروں کی تعداد میں سوالنامے چھاپ کر ہر حصہ میں بھیجے گئے تھے کہ ایسے الفاظ جو عوام کی زبان پر ہیں مگر تعلیم یافتہ طبقے کو معلوم نہیں ، تلاش کیے جائیں۔مقامی افراد،ادارات

۱۹۱۔ بحوالہ :"ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ ، ص :۱۰۸ تا ۱۱۲ ۔

۱۹۲۔ بحوالہ ایضاً ، ص : ۱۱۶ ۔

۱۹۳۔ بحوالہ:سید عارف نوشاہی ، ڈاکٹر مہر نور محمد ،فارسی اصطلاحات سازی (کتابیات) ،اسلام آباد (۱۹۸۵ء)۔

۱۹۴۔ ڈاکٹر مہر نور محمد ،ایران میں وضع اصطلاحات کے اصول ، ص ۱۸ ،۱۹ ۔

۱۹۵۔ بحوالہ ۔ روبرت توطانیان، فرہنگ علمی و فنی ، تہران : انتشارات بہار۔

۱۹۶۔ علی کیہانی ، فرہنگ علمی و فنی، تہران (۱۳۵۳ھ)۔

۱۹۷۔ فرہنگ فیزیک ، تہران ، چاپ سوم (۱۹۷۸ء) ۔

۱۹۸۔ میاں بشیر احمد، ترک دل قورومو" ،مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے ، ص : ۳۰ ۔

اور عمال نے بھی مدد دی ، سوالنامے کی دس مدات تھیں ـ لفظ ، مقام جہاں ملا ، نحوی نوعیت عام زبان میں اس کا ہم معنی لفظ ـ دوسرے مترادفات اور اضداد ، عام طور پر کن لوگوں میں مستعمل ہے ـ لفظ جس سے دریافت کیا ـ پہلے کس شخص کو استعمال کرتے سنا ـ دریافت کرنے والے کی رائے ـ لفظ کی نسبت ـ تاریخ دریافت ـ "

عام طور پر نئے وضع کیے جانے والے کئی صورتیں اختیار کر کے رائج ہوتے تھے ـ مثلاً Ideal کے لیے "حمایت خیال" عام رائج تھا ـ پھر "مفکورہ" وضع کی گئی لیکن اب " اولکو" استعمال ہوتا ہے ـ Elasticity کے لیے " ایلاشیکیجی " بولتے تھے ـ اب نیا وضع کردہ لفظ ایزنیکلک استعمال ہوتا ہے ـ School کے لیے پہلے مکتب تھا' اب اوکول بولا جاتا ہے ـ محکمہ وزارت کے لیے پہلے وکالت کا لفظ مستعمل تھا' اب سرکاری طور پر اصطلاح بکینلک قرار دی گئی ہے کیونکہ بیکمیک قدیم ترکی لفظ ہے جسے نظارت کے معنی میں بولا جاتا ہے ـ اس ادارے کے وضع اصطلاحات کے عمومی اصولوں کے بارے میں میاں بشیر احمد لکھتے ہیں:ـ[199]

"پہلے بین الاقوامی اصطلاحات عموماً فرانسیسی سے لی جاتی تھیں مگر اب اس کے خلاف رجحان ہے اور یہ میلان بھی پایا جاتا ہے کہ اصل ماخذ یعنی لاطینی یا یونانی مادوں سے الفاظ لیے جائیں ـ پھر وہ اساتذہ جنھوں نے کسی خاص زبان کے ذریعے اعلیٰ تعلیم پائی ، اپنی اپنی سیکھی ہوئی زبان کے زیر اثر ہیں ـ یورپی اصطلاحات کے ترکی میں لیے جانے کا مسئلہ ابھی تک زیر بحث ہے ـ اس میں ترکی تلفظ کو بھی خاص دخل ہے جو اصل یورپی لفظوں کو کسی حد تک بدل دیتا ہے "ـ

٦:٢ ملائی اصطلاحات سازی :

ملائی زبان ملایا ، انڈونیشیا اور ان کے اردگرد کے جزائر میں بولی جاتی تھی ـ بعد از اں ملائشیا اور انڈونیشیا نے جب اپنی زبان کو علمی ترقی دینا شروع کی تو انھوں نے اس کا رسم الخط رومن کر لیا اور دو ڈھائی ہزار ذخیرۂ الفاظ رکھنے والی اس زبان میں کثیر تعداد میں مشرقی و مغربی الفاظ کچھ بعینہٖ اور کچھ تبدیل کر کے شامل کر لیے ـ

اگرچہ دونوں ملکوں نے اپنے اپنے حوالے سے ملائی زبان کا نام " انڈونیشی بھاسا" اور" ملایا بھاسا " رکھا لیکن ملائشیا کے ادارے " دیوان بھاسا دان پستکا " ہی نے اس زبان کی ترقی کے لیے سب سے زیادہ کام انجام دیا ـ یہ ادارہ ١٩٥٨ء میں ملائشیا کے سرحدی صوبے جوہر بارو میں قائم کیا گیا تھا ـ ١٩٥٩ء میں اسے ایک خودمختار ادارے کی حیثیت حاصل ہوگئی ہے[200]

میجر آفتاب حسن لکھتے ہیں کہ ملایا میں سائنس اور فنیات کی بیشتر انگریزی اصطلاحوں کا نہ صرف یہ کہ بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ ترجمہ کیا جا چکا ہے بلکہ ان اصطلاحوں کو درس و تدریس اور تصنیف و تالیف میں نہایت سہولت اور کامیابی کے ساتھ استعمال بھی کیا جا رہا ہے ـ انھوں نے نمونے کے طور پر چند اصطلاحات کے ترجمے بھی درج کیے ہیں :ـ[201]

(Takaman Udara) Atomospheric Pressure, (Tunas Chelah) Axillary bud.
(Unsor Kimia) Chemical Element , (Daya empar) Centrifugal Force,
(Ang kali) Co- efficient, (Ket umpatan) Density .

٦:٥ ـ اردو کس حد استفادہ

عربی، فارسی ، ترکی اور ملائی زبانوں کے ان تجربات سے جو بات کھل کر ہمارے سامنے آتی ہے ، اس کے تین پہلو سب سے اہم ہیں ـ

اول: یہ کہ ان زبانوں کی ترقی اور نشوونما کے لیے قومی جذبے سے کام کیا جاتا رہا ہے ـ جس کے نتیجے میں وہاں اصطلاحات سازی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ جمع ہو کر مستعمل ہونے لگا ہے ـ

دوم: یہ کہ زبان کو خالص بنانے کے لیے ان زبانوں میں علاقائی ، مقامی اور قدیم زبانوں سے الفاظ اخذ کیے گئے جس سے مقامی اور قدیم زبانوں کی نشاۃ ثانیہ کے امکانات بھی

١٩٩ـ ایضاً ، ص : ٢٨ ـ

٢٠٠ـ عطش درانی ، " دیوان بھاسا دان پستکا " ، مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے ، ص :٨١ ـ

٢٠١ـ آفتاب حسن ، اردو ذریعہ تعلیم اور اصطلاحات ، ص : ٣٧ ـ

روشن ہوتے –
سوم :تخلیص کے اس شوق اور مقامی زبانوں کو سمونے سے یہ زبانیں ایک دوسرے سے زیادہ سے زیادہ دوربخشتی جا رہی ہیں –
اور چند انفرادی مثالوں کو چھوڑ کر ان کے آگے چل کر عالم اسلام کا مشترک اصطلاحی ورثہ بننے کے امکانات معدوم ہوتے جا رہے ہیں –

البتہ اردو زبان اس مسئلے کو بآسانی حل کر سکتی ہے اور ان چاروں زبانوں کے اصطلاحی ذخیرے سے استفادہ کر کے ایک ایسی بھرپور ، جامع اور بسیط علمی زبان وجود میں لا سکتی ہے جو عالم اسلام کی مشترک علمی زبان بننے کا خواب بھی پورا کر سکتی ہے – ہمیں اس استفادے کی راہیں تلاش کرنا ہوں گی –

انگریزی ، عربی ، فارسی ، ترکی اور ملائی زبانوں میں اصطلاحات سازی کے لیے کی جانے والی کوششوں سے اردو زبان میں کہاں تک استفادہ ممکن ہے ، اس کے لیے ہمیں ان زبانوں میں اصطلاحات کی نوعیت جاننے کی ضرورت ہو گی –

انگریزی اصطلاحات کی نحوی ترکیب سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس میں ساق عموماً یونانی یا لاطینی ہوتے ہیں یا پھر فرانسیسی اور اطالوی زبانوں سے لاحقے اور سابقے شامل کیے جاتے ہیں – یہ بھی ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جب یورپی زبانوں میں اصطلاحات سازی کا کام شروع ہوا تو انھیں نے شعوری طور پر یونانی اور لاطینی کی درمیانی کڑی عربی زبان کی اصطلاحات کو نکالنے اور " یونانی + لاطینی " ترکیب بنانے کی کوشش کی – اس کے باوجود عربی کی چند اصطلاحات ان کے ہاں رہ گئیں – یہی صورت حال اس وقت اردو کو درپیش ہے – انگریزی کی جن اصطلاحات کا سیدھا سادا ترجمہ ممکن ہے ، انھیں اردو بآسانی ترجمہ کر سکتی ہے اور جن کے مادے اور ساق یونانی یا لاطینی ہیں، انھیں ترک کر کے عربی ، فارسی مادے اور ساق تلاش کیے جاسکتے ہیں – اسی طرح جو اصطلاحیں کسی موجد یا دریافت کنندہ کے نام پر ہیں ، انھیں بعینہٖ لیا جا سکتا ہے – خصوصاً اسم خاص سے متعلق اصطلاحیں – ان امور پر اہل علم نے خاصی بحثیں کی ہیں ، جن کا جائزہ ہم آگے چل کر لیں گے –

جہاں تک عربی سے استفادے کا تعلق ہے ، مفرد اصطلاحوں میں یہ عین ممکن ہے ، جو بہت کم ہوتی ہیں عربی میں لفظی مادے بھی سہ حرفی تک ہیں ، چہار حرفی بہت کم ہیں ، جن کی بنا پر مفرد اصطلاحات سازی کی صلاحیت کم ہے – عربی کی مرکب اصطلاحیں اردو کے ترکیبی/اتصالی/مرکباتی یا اشتقاقی اصولوں سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتیں – لے دے کے اشتقاقی صورت رہ جاتی ہے – نیز بقول شان الحق حقی " عربی خود اس دور میں کثرت سے تعریب پر انحصار کر رہی ہے "[۲۰۲] کیا ہم اردو میں ایسی معرّب اصطلاحیں " الکترون، "تلفراف " وغیرہ قبول کر سکتے ہیں – یقیناً ایسا ہونا ممکن نہیں –

فارسی میں فرہنگستان جیسے اداروں کے تجربات کے قدیم پہلوی یا مقامی فارسی کے اثر سے اردو کا مزاج ہم آہنگ نہیں ہو سکتا – البتہ فارسی لاحقوں اور سابقوں کو جس انداز سے شامل کیا گیا ہے – انھیں اردو کےلیے استعمال میں لایا جا سکتا ہے – بقول ڈاکٹر صدیق شبلی " ایران میں اصطلاح سازی بہرحال بڑے سائنسی خطوط پر ہوئی ہے – اردو میں اصطلاحات سازی کے معاملے میں ان اصولوں سے مدد لی جا سکتی ہے – جو اصطلاحات اردو میں چل سکتی ہوں ، انھیں قبول کر لینے میں کوئی حرج نہیں "[۲۰۳] وہ قرض خواہ ، رابطہ کار حساب دار ، اقبال شناس جیسی اصطلاحوں کی مثالیں دینے کے ساتھ ساتھ اس امر کی طرف بھی توجہ دلاتے ہیں کہ " جدید فارسی اردو کے لیے اتنی مانوس نہیں رہی – بعض لسانی تبدیلیوں کی وجہ سے بھی فارسی اہل اردو کے لیے قابل فہم نہیں رہی – مثلاً ایران میں مدیر کا لفظ ڈائریکٹر کے معنوں میں استعمال میں آتا ہے – ہمارے ہاں اس کا مطلب ہی اور ہے – بعض نئے لفظ سادہ اور رواں ہونے کے باوجود اردو میں چل نہیں سکتے مثلاً سازو سامان (تنظیم)، ساختمان (بلڈنگ)، استاندار (گورنر)"[۲۰۴]

ترکی اور ملائی کے تجربات میں عربی ، فارسی کے مشترک ذخیرے کے علاوہ ایک اہم عنصر انگریزی آمیزی ،دوغلانے یا بگاڑنے کا ہے ، جسے Pidgins کا نام دیا گیا ہے – " ترکی نے عربی ، فارسی سے استفادہ کرنے کا عمل روک دیا ہے "[۲۰۵] اور ملائی میں انگریزی آمیزی بہت زیادہ ہو چکی ہے – ان زبانوں میں اکثر مغربی اصطلاحوں کو بعینہٖ لے لیا گیا ہے جس کے لیے ان زبانوں کا رسم الخط بھی رومن کرنا پڑا – ان کے رسم الخط اور زیادہ مغربی ذخیرے کے باعث ان سے استفادہ ممکن نہیں –

۲۰۲– شان الحق حقی،"وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث" ،در ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، اسلام آباد (۱۹۸۷ء)، ص : ۱۶ –

۲۰۳– ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ، "دفتری وقانونی اصطلاحات و دستاویزات کے اردو تراجم– مسائل و مشکلات" در ، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل (روداد سیمینار)، اسلام آباد (۱۹۸۶ء)، ص :۱۷۹ –

۲۰۴– ایضاً ، ص :۱۷۹–

205- Ray , Punya sloka , " Language Standardization "in, Reedings in the Sociology of Language, P: 757_

دوسرا باب

اردو میں اصطلاحات سازی کے اصول (تاریخی جائزہ)

۱۔ اردو میں باقاعدہ اصطلاحات سازی کے اصولوں کا آغاز —— ۷۶

۱:۱ ایسٹ انڈیا کمپنی /فورٹ ولیم کالج کی کوششیں ۷۶
۱:۲ دہلی کالج کے اصولِ اصطلاحات سازی ۷۷
۱:۳ رائے سوہن لال کے اصول ۷۸
۱:۴ حکومتِ بنگال کی طبّی اصطلاحات سازی ۷۸
۱:۵ نواب عماد الدین سید حسین بلگرامی کے اصول ۸۰

۲۔ دکن میں اصول اصطلاحات سازی —— ۸۲

۲:۱ چودھری برکت علی کا اصولِ تسمیہ ۸۲
۲:۲ سررشتۂ تالیف وترجمہ، جامعہ عثمانیہ ۸۳
۲:۳ انجمن ترقیِ اردو، اورنگ آباد ۸۴
۲:۴ ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری کے اصول ۸۵
۲:۵ مولوی عبدالحق کے اصول ۸۶

۳۔ مولوی وحیدالدین سلیم کی " وضع اصطلاحات " —— ۸۸

۳:۱ " وضع اصطلاحات " کا مقام ۸۸
۳:۲ نظریۂ اصطلاحات سازی ۸۹
۳:۳ مفرد اصطلاحات کے اصول ۹۱
۳:۴ مرکب اصطلاحات کے اصول ۹۲
۳:۵ سبقلاحی اصطلاحات کے اصول ۹۳
۳:۶ فعلی اصطلاحات کے اصول ۹۴

۴۔ برصغیر میں ہندوستانی کے اصولِ اصطلاحات سازی —— ۹۵

۴:۱ صوبۂ بہار کی کمیٹی کا معاہدہ ۹۵
۴:۲ صوبہ بمبئی کی سفارشات ۹۵
۴:۳ دہلی کے مرکزی مشاورتی بورڈ کی سفارشات ۹۶
۴:۴ سُنیتی کمارچٹرجی کے مشورے ۹۸
۴:۵ ترقیِ اردو بیورو، دہلی (بھارت) ۹۹

۵۔ کراچی (پاکستان) میں اصول اصطلاحات سازی —— ۱۰۱

۵:۱ حیدرآباد دکن کے اثرات ۱۰۱
۵:۲ میجر آفتاب حسن کے اصول ۱۰۱
۵:۳ شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ، جامعہ کراچی ۱۰۳
۵:۴ ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی کے نظریات ۱۰۵
۵:۵ ڈاکٹر شوکت سبزواری کا ردِّ عمل ۱۰۵
۵:۶ ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تجاویز ۱۰۶

۶۔ مجلس زبان دفتری پنجاب کے اراکین —— ۱۰۹

۶:۱ ڈاکٹر سلیم فارانی کے اصول ۱۰۹
۶:۲ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے نظریات ۱۰۹
۶:۳ علامہ شبیر بخاری کے نظریات ۱۱۰
۶:۴ سید غفران الجیلی کے اصول ۱۱۰

۷۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے اثرات —— ۱۱۲

۷:۱ ڈاکٹر سید عبداللہ کے اصول ۱۱۲
۷:۲ جامعۂ پنجاب کے اصول ۱۱۳
۷:۳ ڈاکٹر وحید قریشی کے نظریات ۱۱۴

۸۔ مقتدرہ قومی زبان کے اصول —— ۱۱۶

۸:۱ عمومی جائزہ ۱۱۶
۸:۲ ریاضی کی علامات وترقیمات کی سفارشات ۱۱۷

۱- اردو میں باقاعدہ اصطلاحات سازی اور اس کے اصولوں کا آغاز

دورِ جدید میں علم اصطلاحات سازی کی رو سے دنیا بھر میں سب سے پہلے باقاعدہ اصطلاحات سازی اور اس کے اصول وضع کرنے کا آغاز اُردو میں ہوا - شاید اِن امور کو اتنی شدت کے ساتھ کسی زبان میں محسوس نہ کیا گیا ہو ، جتنی شدت سے اردو کو درپیش تھے[۱] اردو کے لیے بھی اس امر کا احساس انگریز حکمرانوں کو ہندوستان میں اپنی کارفرمائی کے لیے ہوا۔ انھیں اپنی حکومت چلانے کے لیے ایسے اہل کاروں کی ضرورت تھی جنھیں جدید علوم وفنون سے آگاہ کیا جائے - مشکل یہ تھی کہ مقامی لوگ انگریزی سے زیادہ واقف نہیں تھے اس لیے انھیں مقامی زبانوں ہی میں تعلیم دینے کا آغاز ہوا[*] اور اس مقصد کے لیے مقامی زبانوں میں اصطلاحات سازی کی ضرورت درپیش ہوئی -

۱:۱ ایسٹ انڈیا کمپنی /فورٹ ولیم کالج کی کوششیں :

یہ بات نہیں کہ ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد سے پہلے اردو میں اصطلاحات موجود نہ تھیں - مذہبی پیشہ ورانہ ، قانونی ، عدالتی ، دفتری اور مالگزاری کی اصطلاحات کا ایک وسیع ذخیرہ پہلے ہی مستعمل تھا اور اس پر عربی اور فارسی میں لغات مرتب ہو چکے تھے - نیز کمپنی نے انھیں بھی جمع کرنا شروع کر دیا تھا[۲] جس کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے لیکن جدید مغربی علوم کی اصطلاحات سے مقامی لوگوں کا واسطہ پہلی بار انگریزوں کی آمد سے پڑا چنانچہ اس کے لیے کوششیں شروع ہوئیں سب سے پہلے انگریزوں کے بحری ملازموں کو بحری اصطلاحات سے آگاہ کرنے کے لیے ۱۸۱۱ء میں فورٹ ولیم کالج کے تھامس روبک کا جہاز رانی کا لغت (Naval Dictionary) مرتب ہوا - لیکن اس کے لیے کوئی باقاعدہ اصول وضع نہ ہوئے - سوائے انگریزی الفاظ کو بعینہٖ رکھنے کے یا مقامی زبانوں کے مترادفات تلاش کرنے کے - البتہ فورٹ ولیم کالج کے قیام کے ساتھ ہی سادہ اور آسان زبان میں تصنیف و تالیف کا جو رجحان شروع ہوا ، اس سے فورٹ ولیم کالج کے اصول سامنے آتے ہیں - ان میں سنسکرت کی طرف رجحان بنیادی حیثیت رکھتا ہے - سرگریرسن اپنے لسانیاتی جائزے میں لکھتا ہے:[۳]

> "بدقسمتی سے اس زمانے میں انگریزوں کا طاقتور اثرورسوخ سنسکرت والوں کی طرف تھا - یہ سنسکرت آمیز ہندی بالعموم عیسائی مبلّغین استعمال کرتے تھے اور انجیل کے ترجمے بھی اس میں لکھے جاتے تھے "-

اس دور میں عربی ، فارسی الفاظ یا سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو پس پشت ڈالنے اور اس سنسکرت آمیز ہندی کے الفاظ کو سمونے کی کاوش کے بارے میں ڈاکٹر تارا چند لکھتے ہیں:[۴]

> "جدید ہندی اس وقت تک نامعلوم تھی کیونکہ اس کا کوئی وجود نہ تھا - ادبی مقاصد کے لیے اس کا استعمال فورٹ ولیم کالج کے قیام کے بعد شروع ہوا - کالج کے پروفیسروں نے للولال جی اور دوسرے اساتذہ کی ہمت افزائی کی کہ وہ تصنیف و تالیف کا کام اسی زبان میں کریں جس میں اردو کے مصنفین کرتے ہیں لیکن عربی ، فارسی کے الفاظ کی جگہ سنسکرت کے الفاظ استعمال کریں ، اس طرح ایک نئے اسلوب نے جنم لیا اور ہندوؤں نے اسے اپنی خاص ضرورتوں کے عین مطابق خیال کیا - عیسائی تبلیغی جماعتوں نے اس میں انجیل کا ترجمہ کر کے اور بھی ہمت بڑھا دی - لیکن اس نئے اسلوب کو جسے جدید ہندی کہنا چاہیئے ، مقبول ہونے میں بڑی دیر لگی -"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ للولال جی جس ہندی کی تخلیق کر رہے تھے ، اس میں سنسکرت آمیزی کی چھا رہی تھی اور چونکہ یہ الگ زبان کی حیثیت سے بہت دیر بعد پروان چڑھی ، اس لیے فوری طور پر اردو میں سنسکرت آمیزی کا رجحان پیدا ہوا - ہم دیکھتے ہیں کہ "للولالیت"[*] کا یہ رجحان قیامِ پاکستان تک اردو اصطلاحات کے افق پر چھایا رہا - اکثر ماہرین ہمیں سنسکرت یا بہت نرم لہجہ اختیار کریں تو ہندی کو ماخذ بنانے کا مشورہ دیتے رہے - پاکستان میں اصطلاحات سازی کی معتدبہ کاوشیں اس رجحان کے مکمل استرداد کا نام تھیں - اس سے پہلے حیدرآباد دکن میں بھی عملاً سنسکرت بلکہ ہندی تک سے استفادہ نہیں کیا گیا[۵]

۱- ملاحظہ ہو پہلے باب میں" علمِ اصطلاحات سازی کی تاریخ "؛ ۵:۱تا ۶ -

۲- ملاحظہ ہو چوتھے باب میں :۱ اور ۲ -

۳- بحوالہ ڈاکٹر فرمان فتحپوری ، ہندی-اردو تنازع ، اسلام آباد (۱۹۸۸ء)، ص : ۴۹ -

4- Tara Chand ,Dr. The Problem of Hindoostani , Ilahabad,(1944),PP: 32-33 -

۵- مزید بحث کے لیے دیکھیئے" ہندی کا رجحان" تیسرا باب ، ۱:۲ -

۱:۲ دہلی کالج کے اصول :

اردو میں جدید علوم و فنون کی تدریس کے لیے پہلی بار ۱۸۳۰ء میں دہلی کالج میں مسٹر بٹروس کی نگرانی میں اصول اصطلاحات سازی وضع کیے گئے - یہ اصول بنیادی طور پر دہلی کالج کی اسکول بک سوسائٹی کی ٹرانسلیشن سوسائٹی نے وضع کیے تھے جو اسی سال وجود میں آئی تھی - یہ انگریزی اصطلاحات کے ترجمے سے متعلق تھے اس میں مفرد او رمرکب اصطلاحات سازی اور اردو کے سابقہ ذخیرۂ الفاظ کے استعمال کو بھی اہمیت دی گئی ہے - ساتھ ہی ساتھ انگریزی الفاظ کو بھی شامل کرنے کی طرف توجہ دی گئی ہے -

مولوی عبدالحق اور میجر آفتاب حسن نے ان اصولوں کا تفصیلی ذکر کیا ہے[۶] ان کی رو سے :-

"۱- جب سائنس کے کسی ایسے لفظ کا مترادف اردو میں موجود نہ ہو جو سادہ خیال ظاہر کرتا ہے مثلاً سوڈیم ، پوٹے سیم ، کلورین وغیرہ تو وہ بجنسہٖ اردو میں لے لیا جائے - یہی اصول ان القاب و خطابات اور عہدوں کے متعلق بھی اختیار کیا جائے جن کا ذکر تاریخ میں آتا ہے -

۲- جب سائنس کے کسی ایسے لفظ کا ہم معنی اردو لفظ موجود ہے جو سادہ خیال ظاہر کرتا ہے تو اردو لفظ استعمال کیا جائے مثلاً اگر آئرن کے لیے لوہا ، سلفر کے لیے گندھک ، منسٹر کے لیے وزیر ، سمنز (Summons) کے لیے طلب نامہ -

۳- اگر لفظ مرکب ہے اور اس کے دونوں جز انگریزی ہیں اور دونوں میں سے کسی کا ہم معنی لفظ اردو میں نہیں تو وہ لفظ بجنسہٖ اردو میں منتقل کر لیا جائے مثلاً ہائی ڈروکلورین کیونکہ ہائی ڈروجن اور کلورین کے ہم معنی لفظ اردو میں نہیں ہیں - لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ پورے انگریزی جملے کو اردو میں لے لیا جائے -

۴- اگر لفظ مرکب ہے اور اردو میں اس کا کوئی ہم معنی لفظ نہیں مگر اس کے ہر دو اجزاء کے الگ الگ مترادف اردو میں موجود ہیں تو یا تو ان دونوں کو ملا کر یا کسی دوسرے مساوی مفہوم کے الفاظ میں ترجمہ کر لیا جائے جیسے کرانولوجی (Chronology) کا ترجمہ علم زمانہ ، ہاؤس آف لارڈز کا "کچہری امیروں کی" ، ہاؤس آف کامنز کا "کچہری وکلائے رعایا کی" یا صرف کچہری وکلا کی" -

۵- اگر مرکب لفظ ایسے دو مفرد الفاظ سے بنا ہے جن میں سے ایک کا مترادف اردو میں موجود ہے مگر دوسرے کا مترادف نہیں ہے تو ایک انگریزی اور دوسرے اردو سے مرکب بنالیا جائے -

۶- اگر مرکب لفظ ایسے دو مفرد الفاظ سے بنا ہے جن میں سے ایک کا مترادف اردو میں موجود ہے مگر دوسرے کا مترادف نہیں ہے تو ایک انگریزی اور دوسرے اردو سے مرکب بنا لیا جائے -

۷- بعض الفاظ ایسے ہیں جیسے آرڈر (Order) ، کلاس، جینس (Genus)، سپیشیز (Species) جن کے مترادف اگرچہ کسی نہ کسی صورت میں اردو میں پائے جاتے ہیں تاہم انگریزی الفاظ اردو میں منتقل کر لیے جائیں تو مناسب ہو گا - کیونکہ اردو میں اس قبیل کے الفاظ ایک دوسرے کے مترادف ہوتے ہیں - اس سے اصل مفہوم کے سمجھنے میں مغالطہ پیدا ہو جاتا ہے حالانکہ ان الفاظ کے معانی کا امتیاز نیچرل ہسٹری میں بہت اہم ہے -

۸- درختوں کی انواع (یا خاندانوں) کے نام یا تو اس نوع خاندان کے کسی ممتاز فرد کے نام رکھے جاتے ہیں یا نوع کے بعض مشترک خواص کی بنا پر نام رکھ لیا جاتا ہے - اس قاعدے کی پابندی اردو میں بھی کی جائے - اگر یہ زیادہ سہل اور کارآمد ثابت ہو تو ہر نوع (خاندان) کے الگ الگ نام صرف اس کے خاص اور نہایت ممتاز افراد پر رکھے جائیں تو پھر یہی کیا جائے"-

ان اصولوں سے بجا طور پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ اردو مترادفات سے ان کی کیا مراد ہے۔ اس کے لیے انھوں نے بقول مولوی عبدالحق سادہ لیکن انگریزی کو ٹھونسنے کا اصول بیان کیا ہے[۷] :-

"مترادف سے ایسا لفظ مراد ہے جو ملک کے تعلیم یافتہ اور متوسط درجے کے طبقے میں معروف ہے - اگر ہماری مشرقی زبانوں کی لغات میں کوئی ہم معنی لفظ نہ ملے اور پنڈتوں اور مولویوں سے پوچھنے کی ضرورت پڑے تو اس سے تو بہتر ہے کہ انگریزی سے لیا جائے"-

---

۶- ملاحظہ ہو مولوی عبدالحق ، مرحوم دہلی کالج ، دہلی : انجمن ترقیٔ اردو (ہند) طبع دوم ۱۹۴۵ء -
نیز مولوی عبدالحق ، اردو میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، کراچی (۱۹۴۹ء) ، ص ص : ۲ تا ۳ -
نیز آفتاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، کراچی (۱۹۶۵ء) ص ص : ۲۸ ، ۲۹ -

۷- مولوی عبدالحق ، اردو میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص : ۳ -

کیمیا کی اصطلاحات کے بارے میں بھی یہی ہدایت دی گئی کہ تمام انگریزی اصطلاحات بجنسہٖ اردو میں لے لیے جائیں ۔ کیمیاوی عناصر تک تو یہ بات بجا تھی ۔ نباتات اور حیوانات کے نام بھی انگریزی رکھنے پر اصرار کیا گیا ۔ دوسرا طریقہ جو درختوں کے خاندانوں کے نام رکھنے کا بتایا گیا' وہ بھی یورپ میں ان درختوں کے اہم ارکان کے نام کی مناسبت سے رکھنے کا تھا ۔ اس لیے عملاً انگریزی الفاظ کی اردو میں نقلِ حرفی کا اصول کارفرما رہا جس کی طرف سے ڈاکٹر انور سدید نے فورٹ ولیم کالج کے اصولوں کے ضمن میں توجہ دلائی ہے ۔

۱:۲ رائے سوہن لال کے اصول :

اس دور میں رائے سوہن لال مہتمم مدارسِ حلقہ بہار و ہیڈ ماسٹر نارمل اسکول پٹنہ کی تجاویز اس لیے بھی قابلِ ذکر ہیں کہ انھوں نے سائنسی اصطلاحات کے لیے عام بول چال کے الفاظ کو استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے اور اس دور کے لغات نویسوں مثلاً فیلن اور پلیٹس کو خاصا متاثر کیا ۔ خصوصاً فیلن لکھتا ہے :-(۸)

" اصطلاحوں کی جمع آوری میں رائے سوہن لال ہیڈ ماسٹر پٹنہ نارمل سکول نے میری مدد کی ہے ۔"

فیلن کے لغت ہی سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس نے سکول کے چند بچوں کو تھرمامیٹر دکھا کر اور اس کی خصوصیات بتا کر اس کا نام پوچھا تو انھوں نے مختلف نام وضع کیے ، ان میں سے ایک " گرمی ناپ " بھی تھا ۔ جسے رائے سوہن لال نے فطری اصولِ اصطلاحات سازی قرار دیا ہے ۔(۹)

اس فطری اصول کے تحت وہ یہ تجویز پیش کرتے ہیں کہ اردو میں سے :-(۱۰)

" تمام ادق اور ثقیل اصطلاحات نکال دی جائیں اور ان کی بجائے عام لوگوں کی بول چال کے لفظ اختیار کر کے سائنس کی تعلیم میں آسانی پیدا کی جائے اور اسے عامۃ الناس کی دسترس میں کر دیا جائے ۔"

یہ تینوں تجاویز پہلی بار تین پہلو ہمارے سامنے لاتی ہیں ۔

۱۔ اصطلاحات کو مقامی زبانوں (ہندوستانی) میں ترجمہ کرنا چاہیئے ۔

۲۔ جو اصطلاحات ترجمہ نہ ہو سکیں انھیں بجنسہٖ لکھ لیا جائے (یعنی نقلِ حرفی کر لی جائے)

۳۔ اصطلاحات کو عام فہم بنایا جائے ۔

ان تجاویز ہی سے پہلی بار ہمیں مرکب اصطلاحوں کے ترجمے کی مشکلات کا احساس ہوتا ہے۔ ظاہر ہے مرکبات کے کچھ اجزا خامیوں اور کچھ کسی نوع یا خاندان سے تعلق ظاہر کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ ان تجاویز میں سادگی، یکسانی اور صحت پر بھی زور دیا گیا ہے ۔ چنانچہ وہ عربی اور سنسکرت سے زیادہ استفادے سے گریزاں نظر آتے ہیں چونکہ مرکب اور مشتق اصطلاحوں میں سابقے اور لاحقے استعمال ہوتے ہیں ۔ سنسکرت میں تو ان کے نزدیک "الفاظ کے بے شمار مرکبات ، مشتقات بن سکتے ہیں اور آگے پیچھے الفاظ بڑھا کر ان میں کئی طرح کی تبدیلیاں کی جا سکتی ہیں "۔ یعنی ترکیبی اصطلاحیں وضع ہو سکتی ہیں لیکن عربی زبان میں " ایک سابقہ " ال " اور ایک لاحقہ "ی" ہے ۔ اس کے مرکبات کی چار قسمیں ہیں ، جن میں سے دو ہمارے اغراض کے لیے محض بے کار ہیں ۔(۱۱) اردو کے لیے مشورہ دیتے ہوئے ایک بار پھر ان کے ہاں للولال جی کی ذہنیت عود کر آتی ہے اور فرماتے ہیں کہ " اردو اس مداخلت کی اس وقت تک متحمل نہیں ہو سکتی جب تک اس کے موجودہ نظام میں اصولی انقلاب پیدا نہ کیا جائے اور اردو داں حضرات ہندی کی طرف زیادہ مائل نہ ہوں "۔(۱۲) اس کے علاوہ وہ لاطینی یونانی اور فارسی سے بھی اخذ کرنے کا مشورہ دیتے ہیں ۔ غرضیکہ اصطلاح سازی کے لیے انھوں نے مندرجہ ذیل ماخذوں سے کام لینے کی رائے دی ہے ۔

۱۔ سنسکرت ، عربی ، فارسی اور ان معربی الاصل الفاظ سے جو ہماری زبان میں مروج ہیں ۔

۲۔ مصطلحات سے جو عربی کی کتابوں میں مذکور ہیں لیکن عام طور پر استعمال نہیں ہوتیں ۔

۳۔ عربی کے مرکبات و مشتقات جو خاص قواعد کی پابندی سے وضع کیے جائیں ۔

۴۔ یونانی یا لاطینی اصل کی اصطلاحوں سے جن میں بہ تقلیدِ اہلِ عرب ہماری زبان کی صوتی خصوصیات کے موافق ترمیم ہو جائے ۔

۵۔ مفرد، مشتق یا مرکب الفاظ جو فارسی سے مستعار لیے جائیں ۔

۱:۳ حکومتِ بنگال کی طرز اصطلاحات سازی :

دہلی کالج کے اصول کوئی پون صدی تک چلتے رہے حتیٰ کہ انیسویں صدی کے اواخر میں حکومتِ بنگال نے نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے ایک مقالے سے متاثر ہو کر دیسی زبانوں میں کتابیں لکھنے کے لیے

8- Fallon, Dr. S.W. , Urdu-English Dictionary ,London(1976),First Ed.Preface, P: XVIII -

9- Ibid, P: XVII -

۱۰۔ مولوی عبدالحق ، اردو میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص : ۱۱ ۔

۱۱۔ ایضاً ، ص :۱۶ ۔

۱۲۔ ایضاً ، ص :۱۷ ۔

ایک کمیٹی مقرر کی ، جس کے دو ارکان نے اصطلاحات سازی کے بارے میں اپنی تجویزیں دیں ـ ان کا ذکر سید حسین بلگرامی نے اپنے مقالے میں اور مولوی عبدالحق نے بھی کیا ہے ـ

پہلی تجویز بابو راجندرلال متر کی تھی جو اپنے دور کے بہت بڑے ماہرِ لسانیات تھے ـ اِن کے بارے میں سید حسین بلگرامی لکھتے ہیں کہ " علمی اصطلاحات پر اس سے زیادہ مبسوط بحث پہلے کبھی میری نظر سے نہیں گزری "۔(۱۳)

بابو راجندر لال متر ترجمہ کے حامی تھے ـ لیکن وہ ترجمہ کو علامات کی حیثیت دینے کے قائل تھےیعنی ان کے نزدیک ترجمہ علمی مفہوم کو واضح کر سکے ـ اس مقصد کے لیے انھوں نے تمام الفاظ کو چھ اقسام میں کیا ہے ـ اس کا خلاصہ درج ذیل ہے (۱۲) :-

" ۱- زبان کے وہ معمولی الفاظ ہیں جو کبھی کبھی بطورِ اصطلاحات استعمال ہوتے ہیں ـ ان کا ترجمہ اپنی زبان میں کیا جائے ـ

۲- جامد اسماء اور مختلف چیزوں کے نوعی نام جیسے پشت (خمیر) ، مالٹ (شعیر منقوع) وغیرہ گو یہ الفاظ نہایت عام فہم ہیں لیکن زیادہ تر ایک خاص فن میں استعمال ہونے کی وجہ سے انھوں نے نیم اصطلاحی شکل اختیار کر لی ہے۔ان الفاظ کا ترجمہ کیا جائے یا مناسب ترمیم سے انھیں موزوں بنا لیا جائے اور بہ شرطِ ضرورت انمیں اصلاح کر لی جائے ـ

۳- سائنس کی اشیا کے غیر اشتقاقی نام ـ مثلاً کونین ، ٹیلیریم (دھات) ، اسلینیم (دھات)، برومن (ایک مفرد مائع) وغیرہ ـ ابتدا میں جب یہ الفاظ وضع کیے گئے تو اکثر حالتوں میں جن چیزوں کے لیے استعمال کیے جاتے تھے، ان کی کوئی خاصیت ظاہر کرتے تھے لیکن ان میں سے بہت سے الفاظ کے اشتقاقی معنی عرصۂ دراز سے مفقود ہوگئے اور یہ الفاظ دوسرے درجے کے جامد بن گئے ہیں ـ اِن الفاظ کا اِملا خاص قواعد کی پابندی سے دیسی زبان میں لکھا جائے ـ

۴- نباتات و حیوانات کے مرکب علمی نام جو ابتدا میں اشتقاقی معنی رکھتے تھے لیکن بہ وجوہ چند در چند ان میں سے اکثر الفاظ کی اب یہ کیفیت نہیں رہی اور اب وہ کسی خاص نوع یا جنس کا نام ظاہر کرتے ہیں ـ مثلاً جونیسیا اسو کا (Jonesia- Asoka)،کوئس بھکٹی(Coius Bhekti) وغیرہ ـ لہذا گزشتہ اقسام کی طرح یہ بھی جامد اسما تصور کیے جا سکتے ہیں ـ ان الفاظ کا املا خاص قواعد کی پابندی سے بلاتغیر و تبدل دیسی زبان میں لکھا جائے ـ

۵- وہ مفرد الفاظ جن کے اشتقاقی معنی نہایت صاف و صریح ہوتے ہیں اور صرف اسی حد تک کارآمد ہیں جب کہ سامع پر اپنے اشتقاقی معنی بہ خوبی واضح کر دیں ـ چونکہ یہ الفاظ صرف علوم و فنون ہی میں استعمال ہوتے ہیں ، اس لیے انھیں خالص اصطلاحی سمجھنا چاہیئے ـ ان الفاظ کا ترجمہ کیا جائے یا مناسب ترمیم سے انھیں موزوں بنا لیا جائے اور بہ شرطِ ضرورت ان میں اصلاح کی جائے ـ

۶- وہ مرکب اصطلاحات جن کا کم از کم ایک اور اکثر حالتوں میں ہر جز کچھ نہ کچھ اشتقاقی معنی ضرور رکھتا ہے ـ یہی معنی ان اصطلاحوں کی جان ہوتے ہیں اور اس شے کی نوعیت معلوم کرنے کی غرض سے جن کے لیے کوئی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے کہ سامع ہر جز کا مطلب بہ خوبی سمجھ لے ۔ ان الفاظ کا ترجمہ کیا جائے اور بہ شرطِ ضرورت ان میں اصلاح کی جائے لیکن آلات کے نام اس سے مستثنا ہیں ـ ان کا صرف املا ہی دیسی زبان میں لکھا جائے "ـ

دہلی کالج کے برعکس اس تجویز میں ہمیں اصطلاحات کے ترجمے کا رجحان زیادہ ملتا ہے ـ مفرد اور اسمی اصطلاحوں میں اگر ہندوستانی زبانوں میں مترادفات موجود نہ ہوں تو ان کے یورپی نام لینے کی اجازت ہے لیکن ان کا املا دیسی زبان میں لکھا جائے ـ البتہ اس تجویز میں نباتات اورحیوانات کے ناموں کے بارے میں وہی رویہ اپنایا گیا ہے کہ انھیں دیسی املا میں لکھ لیا جائے ـ

کمیٹی کے دوسرے رکن ملک کے نامور طبیب مولوی تمیز الدین خان بہادر تھے، انھوں نے اپنے وسیع طبی اور علمی تجربے کے پیشِ نظر اس تجویز کا جائزہ لیا اور ترجمے کے اصول سے اتفاق کیا لیکن عربی یاسنسکرت کی مدد سے نئے الفاظ گھڑنے کی بجائے انھوں نے مغربی اصطلاحات کو برقرار رکھنے کی حمایت کی ـ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :(۱۵)

"ان کے خیال میں محض سنسکرت ، عربی، فارسی لفظ کے جاننے سے ہمیں کسی چیز کا اس تصور سے بہتر تصور نہیں ہو سکتا جو اس کے انگریزی ، لاطینی یا یونانی نام سننے اور طالب علم کو یہ بتا دینے سے ہوتا ہے کہ فلاں لفظ فلاں شے کے لیے استعمال کیا جاتا ہے اور کسی دوسری چیز کے لیے نہیں بولا جاتا "ـ

۱۳- بحوالہ مولوی عبدالحق ، محولہ بالا ، ص ۷ ـ

۱۴- ایضاً ، ص ص : ۸ تا ۱۰ ـ

۱۵- ایضاً ، ص ص : ۱۰ تا ۱۱ ـ

۱:۵ نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کے اصول :

نواب بلگرامی نے راۓ سوہن لال اور حکومتِ بنگال کی کمیٹی کی تجاویز پر خاطر خواہ تنقید بھی کی جسے مولوی عبدالحق نے مفصل طور پر بیان کیا ہے انھوں نے انگریزی الفاظ اپنانے اور ہندی ترجمے کی بعض سوہن لال کے اثرات کی مخالفت کی ۔ اس کی تفصیل حسب ذیل تھی :[16]

"۱۔ مغربی اصطلاحات کو بجنسہٖ قائم رکھ کر محض املا نہیں بدلی جا سکتی ۔ اس سے ہماری زبان دوغلی ہو جائے گی ۔ ہندی نما لاطینی کا تصور ہی مضحکہ خیز ہے ۔
۲۔ اگر غیر زبان کے الفاظ بہ کثرت اختیار کیے جائیں تو ان پر حافظے کو اتنی محنت کرنی پڑتی ہے جتنی اس زبان میں کمال حاصل کرنے کے لیے کافی ہو سکتی ہے ۔ اس سے دوسری ذہنی قوتوں کو ضرر پہنچنے کا اندیشہ ہے ۔
۳۔ راۓ سوہن لال کی دہقانیت کی مخالفت کریں جو دیہات کے گنواروں کو زیب دیتی ہے اور جسے ہندو مسلمان دونوں مہذب گفتگو میں کبھی استعمال نہیں کرتے ۔ انھوں نے بعض الفاظ کا سوقیانہ اور عامیانہ اور علمی ضروریات کے لحاظ سے محض بیکار ترجمہ کیا ہے ۔ مثلاً ملے تلے ہوئے زور (System of Forces in equilibrium)، کھیت (Plane) چچی ہوئی بدیا (Experimental Science) دوڑتا بجلی (Voltaic Electricity)، جانی ہوئی بات (Axion)، پہچان (Definition)"۔

نواب عماد الدین بلگرامی نے یہ تنقید اس وقت لکھی جب یہ لکھنو میں پروفیسر تھے ۔ جب ۱۹۱۷ء میں حیدرآباد میں جامعہ عثمانیہ کا دار الترجمہ قائم ہوا تو مولوی عبدالحق کی فرمائش پر انھوں نے درج ذیل اصول بھی وضع کیے تھے[17]

" ۱۔ اصول وضع مصطلحات کا یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو حافظے پر بار کم ڈالا جائے اس لیے ایسے مصطلحات وضع کرنا جن میں لفظاً موضوع لہٗ سے کوئی مناسبت نہیں ہے بالکل نامناسب ہے ، جہاں تک ممکن ہو اس سے احتراز کیا جائے ۔
۲۔ زبانِ عربی میں جتنی مصطلحات قدیم زمانے سے موجود ہیں ان کو ترک نہ کیا جائے ۔ ان کے عوض جدید مصطلحات وضع کرنے کی ضرورت نہیں ۔ مثلاً ہیئت ، ہندسہ اور اس کے فروع حساب جبرو مقابلہ ، اقلیدس ، مخروطات وغیرہ یا طب ، تشریح ، منطق وغیرہ میں ہمارے اساتذہ فنون نے جو مصطلحات قدیم زمانے میں وضع یا کسی دوسری زبان سے اخذ کیں وہ بہ حالہا قائم رہیں ۔ ان کے عوض جدید مصطلحات تلاش کرنے کی کوشش نہ کی جائے ۔ ادنا توجہ سے معلوم ہو جائے گا کہ بعض فنون کی متعدد عربی مصطلحات آج یورپ کی زبانوں میں رائج ہیں ، پھر ہم کیوں اپنی مصطلحات ترک کر دیں ۔
۳۔ جو لغات غیر زبانوں سے لے کر قدیم زمانے میں معرب کر لیے گئے ہیں یا جو دخیل ہیں وہ اپنے حال پر قائم رہیں ، اصل کی طرف رجوع کرنا ضرور نہیں ۔
۴۔ جدید مصطلحات اردو زبان کے لیے وضع کرنے میں جہاں تک ممکن ہو امورِ ذیل ملحوظ رہیں حتی الامکان ہندی ، فارسی، عربی ، انگریزی کے انھی لغات سے مدد لی جائے جو ہماری زبان اردو میں مروج ہیں ۔ غیر مانوس جدید لغات سے احتراز کیا جائے ۔
۵۔ ثقل تلفظ ، رکاکت ، تراکیبِ مغلق و غیر مانوس ، توالیِ اضافات وغیرہ سے پرہیز کیا جائے ۔
۶۔ امالہ ، ترخیم ، فک اضافت اور دوسرے تصرفات سے بوقتِ ضرورت بے تامل کام لیا جائے ۔
۷۔ اسم سے فعل بنا لینا ایک قسم کا تصرف ہے جس کی بڑی ضرورت ہے ۔ اس کو جائز رکھا جائے ۔
۸۔ عربی اور ٹھیٹھ ہندی لفظوں کی ترکیب سے حتی الوسع پرہیز کرنا چاہیے ۔
۹۔ جہاں دو یا تین یا زیادہ الفاظ کو ملا کر ایک مرکب لفظ بنانا منظور ہو جس طرح فن کیمیا میں اکثر ضرورت پڑے گی تو اس قدر تصرف جائز رکھا جائے کہ ہر لفظ مفرد میں دو ایک حرف حذف کر کے مرکب اصلاح میں اختصار پیدا کر دیا جائے ۔
۱۰۔ فنِ کیمیا میں سیکڑوں نام بسیط اور مرکب مادوں کے مستعمل ہوں گے ۔ جن کے واسطے علامات کا مقرر ہونا ضروری ہے ۔ یورپین زبانوں کی کتابت میں حروف علاحدہ علاحدہ لکھے جاتے ہیں اس لیے یورپین لوگوں کو اس میں کوئی دقت نہیں پیش آئی ۔ اب سوال یہ ہے کہ اردو میں مرکب مادوں کے ناموں میں حرف الگ الگ لکھے جائیں یا ملاکر ، مثلاً کیبکج اور ک ب ی ک ج پر غور کیجیے ۔ حروف کے الگ الگ رکھنے سے آسانی یہ ہے کہ ان کی مقدار کے اظہار کے لیے ہندسے لگا دیے جا سکتے ہیں ۔ ملا کر لکھے جائیں تو ہندسے لگانا مشکل ہو جائے گا گو حروف کے علاحدہ علاحدہ لکھے جانے میں طوالت بے شک ہے ۔

۱۶۔ بحوالہ : ایضاً ، ص ص : ۱۲، ۲۲، ۲۲، ۲۳۔

۱۷۔ ایضاً ، ص ص : ۲۵ تا ۲۷ ۔

گویا نواب عماد الدین پہلے شخص ہیں جنھوں نے ہندی اور سنسکرت کے اثر کے خلاف اصولی سطح پر پہلا قدم اٹھایا - اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے مسلمانوں کے سابقہ ذخیرۂ الفاظ کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ بھی دیا اور جدید تراجم میں "مانوس" پر توجہ دی ہے - مرکب اصطلاحات سازی میں انھوں نے ہر صرفیے میں حروف حذف کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے ، جس سے انھیں مختصر اور رواں کیا جا سکتا ہے - یہی وہ اصول تھے جنھوں نے وحید الدین سلیم کو ایک مبسوط کتاب مرتب کرنے کی تحریک دی تھی -

۲- دکن میں اصولِ اصطلاحات سازی

کلکتہ اور دہلی کے بعد اصولِ اصطلاحات سازی وضع کرنے کے رجحانات ہمیں دکن میں نظر آتے ہیں، جہاں ذوابِ بلگرامی کے اثرات کے پیش نظر چودھری برکت علی، مولوی وحید الدین سلیم، ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری اور مولوی عبدالحق نے اپنے نظریات پیش کیے۔ تاہم جامعہ عثمانیہ حیدرآباد اور انجمن ترقی اردو اورنگ آباد نے کچھ مفروضے تو ان کے اصولوں سے مستعار لیے اور کچھ کا استرداد کیا۔ کئی نئے اصول بھی وضع کیے۔ مجموعی طور پر حیدرآباد دکن اردو کو علمی طور سے ترقی دینے اور عربی، فارسی سے استفادہ کرنے کا دور نظر آتا ہے۔ جس میں انفرادی طور پر ہندی آمیزی کے مشورے بھی دیے جاتے رہے۔ ان افراد اور اداروں کا یکے بعد دیگرے مطالعہ کرنا ضروری ہے تاہم وحیدالدین سلیم ان میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا الگ تفصیلی مطالعہ ضروری ہے۔ چنانچہ پہلے دکن کے پورے دور کا احاطہ کرنے کے بعد وحیدالدین سلیم کے اصولوں کا علیحدہ جائزہ لیا گیا ہے۔

۲:۱ چودھری برکت علی کا اصولِ تسمیہ :

علم کیمیا کے میدان میں حیدرآباد دکن کے چودھری برکت علی کا اُردو کے خالص الفاظ استعمال کرنے کا اصول قابلِ توجہ ہے۔ جسے ہم تخلیصِ اردو (Purification) کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ انھوں نے تمام کیمیاوی عناصر، مرکبات اور تعاملات (Processes) کا اردو نام تجویز کیا ہے۔ ان کی تجاویز پر مبنی کتاب "طریقِ تسمیہ برائے علم کیمیا" ۱۹۱۸ء میں شعبہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے شائع ہوئی۔ ان کا اصول بنیادی طور پر یہ تھا کہ کیمیاوی عنصری نام ترجمہ کر دیے جائیں مثلاً ہائیڈروجن کے لیے "ماثین" اور آکسیجن کے لیے "حمضین"، نائٹروجن کے لیے شورین وغیرہ اور ان کے تمام سائنسی تعاملات کا نام بھی اردو میں وضع کیا جائے۔ مثلاً نائٹرس کے لیے "شورانی"، اور نائٹرک کے لیے "شوری"۔ نیز جب دو الفاظ مل کر مرکب بنائیں تو مصدر اس طرح لکھا جا سکتا ہے "حمضین ماثیدن" ۔ یہ مصدر ان دو چیزوں کی کیمیائی ترکیب پر دلالت کرے گا۔ اس کا مطلب ہے حمضین اور ماثین کا اس طرح باہم مل جانا کہ نہ ان میں سے حمضین رہے، نہ ماثین بلکہ تیسری چیز بن جائے یعنی پانی بن جائے۔[۱۸] مولوی وحیدالدین سلیم اس پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ابھی نہ تو دو لفظوں کو پاس رکھنے سے معنی پیدا ہو سکتے ہیں اور نہ ایسی کوئی مثال فارسی یا اردو مرکب مصدر کی مل سکتی ہے۔ وہ لکھتے ہیں :[۱۹]

> "...حمضین اور ماثین کی طرح اپنے باہم ملنے اور ایک ذات ہو جانے پر دلالت نہیں کرتے .... پس کون بات کا دعوی کر سکتا ہے کہ محض دو لفظوں کے پاس پاس رکھ دینے یا دو لفظوں کو پاس پاس رکھ کر ان کا مصدر بنا لینے سے بلحاظ زبان کے ان دو چیزوں کی کیمیائی ترکیب مراد ہو سکتی ہے۔ اگر حمضین ماثیدن سے ہم ترکیبِ اضافی مقلوب مراد لیں یعنی ماثیدن حمضین سے، تو اس کے معنی ہوں گے "حمضین کا پانی بن جانا" ..... اگر ہم اس کو ترکیبِ توصیفی قرار دیں اور حمضین کو موصوف اور ماثیدہ کو اس کی صفت ٹھہرائیں تو اس سے بھی وہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے۔ یعنی یہ مرکبِ توصیفی بتاتا ہے کہ حمضین پانی بن گئی ہے۔ حالانکہ یہ امر کیمیائی واقعہ کے خلاف ہے"۔

دراصل مولوی صاحب اصطلاحی مرکبات کو لفظی مرکبات ہی قرار دیتے رہے۔ ظاہر ہے کہ اصطلاحی مرکبات اس طرح مرکبات کی اقسام پر منطبق نہیں کیے جا سکتے۔ کیمیا اور حیاتیات و طب میں اکثر مرکب اصطلاحیں اسی طرح یا پھر باہمی اختصار سے وجود میں آتی ہیں۔ بنیادی طور پر چودھری برکت علی بھی اردو قواعد کے مخصوص دائرے یعنی مصدر اور فعل سے نہیں نکل پائے۔ اگر وہ فعلی اشتقاق کی بجائے اصطلاحی مرکب کے پہلو کا جائزہ لیتے اور اصولِ تسمیہ وضع کرتے تو بات دوسری تھی۔

چودھری برکت علی کے طریقِ تسمیہ پر ردِّ عمل کی باز گشت جامعۂ عثمانیہ میں بھی سنائی دی ہے جو بنیادی طور پر ان کی تخلیص پسندی کے خلاف تھی۔ یا ایک وہ انتہا تھی کہ انگریزی الفاظ ہی کی نقلِ حرفی

۱۸- بحوالہ: چودھری برکت علی، طریقِ تسمیہ برائے علمِ کیمیا، حیدرآباد دکن (۱۹۱۸ء)۔

۱۹- وحیدالدین سلیم، وضع اصطلاحات، ص ص: ۲۲۸،۲۲۷۔

شعوشی جا رہی تھی ، یا یہ انتہا کہ انگریزی کا کوئی نام باقی نہ رہے ـ چنانچہ ایک بین بین راستہ تلاش کیا جانے لگا ـ ڈاکٹر رضی الدین صدیقی لکھتے ہیں :[۲۰]

" یہ اصطلاحیں رائج اور مقبول نہ ہو سکیں ـ ۱۱ـ فروری اور ۹ـ مارچ ۱۹۱۹ء کی مجلس (تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ) کے دو اجلاس ہوئے ـ نواب عماد الملک ان کے صدر تھے ـ ان اجلاسوں میں اس قسم کی اصطلاحوں کے مسئلے پر تفصیلی مباحث ہوئے اور طے پایا کہ صرف انہیں الفاظ کا ترجمہ کیا جائے جو تعاملات (Processes) اور عام استعمال میں آنے والے مادوں جیسے لوہا ، چاندی وغیرہ کے نام ہوں اور کیمیاوی عناصر اور مرکبات کے ناموں کا ترجمہ نہ کیا جائے "ـ

۲:۲ سررشتۂ تالیف و ترجمہ ٔ جامعہ عثمانیہ :

حیدر آباد دکن کے مسلمان فرمانروا نظام دکن عثمان علی خان نے اردو میں اعلیٰ سطح کی تدریس کے لیے جامعہ عثمانیہ قائم کی تھی ، جس میں درسی اور علمی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے ۱۳ـ اگست ۱۹۱۷ء کو تالیف و ترجمہ کا شعبہ وجود میں آیا ـ مولوی عبدالحق اس شعبے کے سربراہ مقرر ہوئے ـ بعد میں اسے "دار الترجمہ" کا نام بھی ملا ـ اس شعبے میں درسی کتب کے علاوہ اصطلاحات سازی کا کام بھی انجام دیا جاتا ـ یہ کام ۱۹۵۰ء تک انجام دیا جاتا رہا ـ ابتدا میں اس ادارے کے اصولِ اصطلاحات سازی میں ترجمے کو بنیادی حیثیت حاصل تھی ـ چنانچہ یہ شعبہ "دار الترجمہ " کے نام سے بھی معروف ہوا ـ

چودھری برکت علی کے اصولِ تسمیہ پر دار الترجمہ کی مجالس اور مباحث کا ذکر ہو چکا ہے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ اس مسئلہ پر بحث رہی ـ اس میں دو گروہ ہو گئے ـ " ایک جماعت کا خیال تھا کہ انگریزی اصطلاحات بجنسہٖ اردو میں اختیار کر لی جائیں ـ دوسری جماعت کی یہ رائے تھی کہ ہمیں خود اصطلاحات بنانی چاہیئں ـ آخر کثرتِ رائے سے یہ طے پایا کہ ہمیں اردو میں خود اپنی اصطلاحات وضع کرنی چاہیئیں[۲۱]

جامعہ عثمانیہ میں اصطلاحات سازی کے لیے تین امور کو اہمیت دی گئی ـ

اول ـ اصطلاحات سازی میں زبان و ادب کے ماہر کے ساتھ متعلقہ مضمون کے ماہر کو بھی شامل کیا گیا ـ

دوم ـ یونانی، لاطینی، عربی، فارسی اور سنسکرت کے ماخذات کو مساوی استعمال کیا گیا ـ

سوم ـ وضع کردہ اصطلاحات کو تجرباتی قرار دیا گیا اور عوام کے ردّو قبول کو اس کا معیار قرار دیا گیا ـ گویا اس مقصد کے لیے شدت پسندانہ رویہ اختیار نہیں کیا گیا تاکہ بقول ڈاکٹر رضی الدین صدیقی " منتخب اصطلاح کو مختلف ترکیبوں ،مشتقات اور واحد و جمع میں بھی آسانی سے ڈھالا جا سکے[۲۲]

مجموعی طور پر سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ کے اصطلاحات سازی کے اصولوں کو مندرجہ ذیل نکات کی صورت میں دے سکتے ہیں[۲۳]

"(۱) وضعِ اصطلاحات کے لیے ماہرینِ زبان اور ماہرینِ فن دونوں کا یک جا ہونا ضروری ہے تاکہ جو اصطلاح بنے وہ زبان کے سانچے میں ڈھلی ہو اور فن کے اعتبار سے ناموزوں نہ ہو ـ

(۲) اس کام کے لیے عربی ، فارسی، ہندی میں سے کسی زبان کا بھی ایسا مادہ لے سکتے ہیں جو سہل ہو یعنی جو مروج اور موزوں ہو ـ الفاظ دوسری زبان کے لے سکتے ہیں ـ لیکن ان سے اشتقاق کے ذریعے جو الفاظ بنائے جائیں وہ اردو صرف ونحو کے بموجب ہوں گے یعنی لفظ دوسری زبان سے لیا جائے گا لیکن اس کے نحوی قاعدے نہیں لے سکتے ـ

(۳) حتی الامکان ایسے مختصر الفاظ وضع کیے جائیں جو اصل مفہوم یا اس کے قریبی معنوں کو ادا کرسکیں ـ

(۴) ترکیب میں انہی اصولوں کو پیشِ نظر رکھا جائے جو ابھی تک ہماری زبانوں میں مستعمل ہیں ـ

(۵) اسمأ سے مصادر بنائے جائیں ـ

(۶) قدیم کار آمد اصطلاحیں برقرار رکھی جائیں لیکن جو صحیح نہیں ہیں لیکن رائج ہیں ، یا صحیح ہیں لیکن مشتقات کے لیے مناسب نہیں ہیں، انہیں بدل دیا جائے ـ

(۷) ایسے انگریزی لفظ جو عام طور پر رائج ہیں یا ایسی اصطلاحیں جو موجدوں یا تحقیق کرنے والوں کے نام پر رکھی گئی ہیں انہیں بدستور رہنے دیا جائے ـ

(۸) بعض انگریزی اصطلاحیں جو اب جدید تحقیقات کے لحاظ سے غلط معنی دیتی ہیں، انہیں بالکل بدل دیا جائے ـ

۲۰ـ ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی،"دار الترجمہ حیدر آباد دکن"،مجلہ غالب ، کراچی،جنوری تا مارچ ۱۹۷۶ء، اخبار اردو ،مارچ ۱۹۸۵ء، وشمولہ منتخبات اخبار اردو ،ص ص : ۲۲۰،۲۲۱ ـ

۲۱ـ مولوی عبدالحق ، اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص ص : ۳۸،۳۹ ـ

۲۲ـ محولہ بالا ، ص : ۲۲۱ ـ

۲۳ـ آفتاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، ص : ۳۶ ـ

دہلی کالج کے بعد یہ دوسرا ادارہ تھا جس نے باقاعدہ اصول وضع کیے اور ان پر عمل کیا ۔ ان اصولوں میں جو سب سے اہم بات نظر آتی ہے ، وہ یہ ہے کہ اس میں ماہرینِ زبان کے ساتھ ساتھ ماہرینِ فن کو بھی اہمیت دی گئی ۔ لیکن جس امر کی کمی نظر آتی ہے وہ ہے مرکب اصطلاحات سازی کا اصول ۔ یعنی جب دو یا دوسے زیادہ ساق ملا کر مرکب اصطلاح وجود میں لائی گئی ہو ، اسے اردو میں کیوں کر ڈھالا جا ئے ۔ علمی اصطلاح سازی میں اس سے عموماً واسطہ پڑتا رہا ہے ۔ تیسری بات جو ان اصولوں میں قابلِ توجہ ہے، وہ ہے مشتق اصطلاحات سازی کے اصول ۔ طے کیا گیا کہ اشتقاقات اردو صرف و نحو کے قاعدے سے بنائے جائیں گے ۔

جہاں تک ریاضی کی علامتوں اور ترقیمات کا تعلق ہے ، جامعہ عثمانیہ کے وضع کردہ اصول ۱۹۲۷ء تک اردو کی درسی کتابوں میں استعمال ہوتے رہے ہیں[۲۲] ان اصولوں میں انگریزی بڑے حروف کے مقابلے میں اردو نسخ حروف کا استعمال ، انگریزی چھوٹے حروف کے مقابلے میں اردو نستعلیق حروف کا استعمال ، یونانی بڑے حروف کے لیے ا ، با ، جا ، ع ، ے ، ح وغیرہ ۔ یونانی چھوٹے حروف کے لیے عہ ، بہ ، جہ ، ضہ ، طہ وغیرہ ، log کے لیے "لوک" ، limit کے لیے "نہا" ، Time کے لیے "وقت" (و) Differential (d) D کے لیے "فرقی (فر)" ، Operato کے لیے "عامل تفرق" (عف) قابلِ توجہ ہیں ۔ میجر آفتاب حسن اور ڈاکٹر رضی الدین صدیقی کے ہاں انہی کی جھلک نظر آتی ہے اور مقتدرہ قومی زبان کی سفارشاتِ ترقیمات میں بھی قدرے ترمیم کے ساتھ ان کی باز گشت ملتی ہے ۔

۲:۳ انجمن ترقیِ اردو ، اورنگ آباد :

۱۹۲۰ء کے بعد سے انجمن ترقیِ اردو کے علمی کام شروع ہوئے تھے ۔ وحید الدین سلیم کی کتاب "وضع اصطلاحات" کی اشاعت کے بعد مولوی عبدالحق نے جو انجمن ترقیِ اردو کے معتمد بھی تھے اور دارالترجمہ کے ناظم بھی ، انجمن کی طرف سے بھی اصطلاحات سازی کا آغاز کیا ۔ انجمن کے اصولوں کے بارے میں مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :[۲۵]

(۱) اصطلاحات کے وضع کرنے کے لیے ماہرانِ زبان اور ماہرانِ فن دونوں کا یک جا ہونا ضروری ہے ۔ اصطلاحات کے بنانے میں دونوں پہلوؤں کا خیال رکھنا لازم ہے تاکہ جو اصطلاح بنائی جائے وہ زبان کے سانچے میں ڈھلی ہو اور فن کے اعتبار سے ناموزوں نہ ہو ۔

(۲) اصطلاحات بنانے کے لیے عربی، فارسی، ہندی میں سے کسی زبان کا بھی ایسا مادہ لے سکتے ہیں جو سہل ہو یعنی جو مروّج اور موزوں ہو ۔ الفاظ دوسری زبان سے لے سکتے ہیں لیکن ان الفاظ سے اشتقاق یا ترکیب کے ذریعے جو الفاظ بنائے جائیں گے، وہ اردو صرف ونحو کے بموجب ہوں گے۔ یعنی لفظ دوسری زبان سے لے سکتے ہیں لیکن اس کے نحوی قاعدے نہیں لے سکتے ۔

(۳) حتی الامکان مختصر لفظ وضع کیے جائیں جو اصل مفہوم یا اس کے قریبی معنوں کو ادا کرسکیں۔

(۴) جس طرح اگلے زمانے میں اپنی زبان یا غیر زبانوں کے اسماً سے مصادر بنائےجاتے تھے (مثلاً بدلنا ، قبولنا ، بخشنا وغیرہ) اسی طرح اب بھی حسبِ ضرورت اسماً سے افعال بنالیے جائیں ۔

(۵) ترکیب میں انھی اصولوں کو پیشِ نظر رکھا جائے جو آج تک ہماری زبان میں مستعمل ہیں مثلاً ہندی لفظ کے ساتھ عربی، فارسی کا جوڑ اور عربی، فارسی سابقوں اور خصوصاً لاحقوں کا میل ہندی الفاظ کے ساتھ ۔ مثلاً دھڑے بندی ، اگال دان ، بے کل وغیرہ ۔ یا عربی قاعدے سے فارسی ، ہندی الفاظ کے اسم کیفیت جیسے رنگت ، نزاکت کے طرز پر فراجیت ، ہردیسیت وغیرہ ۔

(۶) ہماری زبان کی ایسی اصطلاحیں جو قدیم سے رائج ہیں اور اب بھی اسی طرح کارآمد ہیں، انھیں برقرار رکھا جائے ۔ البتہ بعض اصطلاحیں جو صحیح نہیں اور رائج ہو گئی ہیں یا جن سے اشتقاق و ترکیب کی روسے آگے لفظ نہیں بن سکتے، انھیں ترک کر کے ان کی بجائے دوسرے مناسب لفظ وضع کر لیے جائیں ۔

(۷) ایسے انگریزی اصطلاحی لفظ جو عام طور پر رائج ہو گئے ہیں یا ایسے لفظ جن کے اشتقاق مشکوک ہیں یا ایسی اصطلاحیں جو موجدوں یا تحقیق کرنے والوں کے نام پر رکھی گئی ہیں، انھیں بدستور رہنے دیا جائے ۔

(۸) بعض انگریزی اصطلاحیں جو پہلے زمانے میں اس وقت کی معلومات کی رو سے تجویز کی گئی تھیں اور حال کی تحقیق سے صحیح نہیں رہیں، ان کی بجائے ایسے لفظ تجویز کیے جائیں جو جدید تحقیق کی روسے صحیح مفہوم ادا کر سکیں ۔ اس میں انگریزی الفاظ کی تقلید نہ کی جائے۔

۲۲۔ جامعہ عثمانیہ میں ریاضی کی علامتوں کی تفصیلات کے لیے دیکھیے ضمیمہ " ج "، نیز آفتاب حسن ، سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں ، ص ص : ۲۷ تا ۳۶ ۔

۲۵۔ مولوی عبدالحق ، محولہ بالا ، ص ص : ۲۹ تا ۳۱ ۔

انجمن ترقیِ اردو کے قیام اورنگ آباد کے ان اصولوں میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ اگرچہ ان میں دار الترجمہ کے اصولوں کی تکرار نظر آتی ہے لیکن ترکیبات میں فارسی، ہندی، عربی ہندی کا میل بھی قبول کیا گیا اور سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات پر بھی نظر ثانی کی جاتی رہی اور نئی اصطلاحات تجویز کی گئیں - تاہم یہ طریقِ کار ہمیں انجمن کے پاکستانی دور میں زیادہ کار فرما نظر آتا ہے -

۲:۲ ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری کے اصول :

دار الترجمہ اور حیدر آباد دکن کے اصول اگرچہ بلگرامی اور سلیم کے اصولوں کی صدائے بازگشت ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ مولوی عبدالحق کے اثرات بھی ان پر نظر آتے ہیں لیکن مولوی عبدالحق کے تذکرے سے پہلے ہمیں ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری کے اصولوں کا ذکر بھی کرنا چاہیئے جنھوں نے پہلی بار اصطلاحات سازی کے لیے ماہرینِ فن کی ضرورت سے انکار کیا - ۱۹۲۳ء میں انھوں نے اپنے مضمون " وضع اصطلاحات علمیہ " میں لکھا :-[۲۶]

" مصطلحاتِ علمیہ کے متعلق بعض کا خیال ہے کہ ان کے انتخاب یا وضع کرنے والے ماہرین ہونے چاہئیں - یعنی جس علم و فن کی مصطلحات مطلوب ہوں ان کو اس ہی علم یا فن کے ماہرین بنانے چاہئیں لیکن یہ درست نہیں ہمارے اکثر انگریزی یونیورسٹیوں کے ہندوستانی پروفیسر جو علومِ جدیدہ کی تعلیم دیتے ہیں اپنی زبان میں مصطلحات سے بہت کم واقف ہیں بلکہ خود انگریزی زبان میں بھی علم اللسان کے نکتۂ نظر سے یونانی اور لاطینی مصطلحات کے معنی نہیں جانتے - جدید علوم و فنون کی مصطلحات اور علمی لغات یورپ کی زبانوں میں زیادہ تر لاطینی اور یونانی الفاظ سے مرکب ہیں اور ہماری زبان میں عربی یا فارسی یا ہندی رائج ہو سکتی ہیں - حاصلِ کلام اردو زبان کی اس خدمت کے لیے ایک ایسی جماعت کے تیار کرنے کی ضرورت ہے جس میں ماہرین کے علاوہ عربی، فارسی، یونانی، لاطینی، انگریزی، فرینچ اور جرمن کے جاننے والے موجود ہوں -"

دراصل ان کا رجحان اصطلاحات سازی کی بجائے اردو میں ترجمہ کی طرف تھا - اس رجحان کا جائزہ ہم آگے چل کر لیں گے - البتہ ان کا یہ رجحان کہ ہمیں اصطلاحات سازی میں یورپی زبانوں اور انگریزی زبان کی اصطلاحات کو بجنسہٖ اختیار نہیں کرنا چاہیئے اور سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات سے استفادہ کیا جائے، قابلِ ذکر ہے - یہ مضمون ایک طرح سے دار الترجمہ اور انجمن کے اس اصول پر پہلی تنقید کی حیثیت رکھتا ہے کہ رائج انگریزی اصطلاحات بجنسہٖ لے لی جائیں - بجنوری صاحب کے اس اصول کی مزید وضاحت کرتے ہوئے مولوی عبدالحق صاحب لکھتے ہیں :-[۲۷]

" جن اصطلاحات کے لیے لفظ نہ ملیں، ان کو خود بنانا چاہیئے اور اس کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ انگریزی یا جس یورپی زبان کا لفظ ہو، اس کے اجزا کی تحلیل کر لی جائے، پھر اس کے لاطینی یا یونانی وغیرہ مادے کے لحاظ سے اس کا ترجمہ کرلیا جائے جیسے Phone آواز Graph نگار - فونوگراف کے لیے "آوازنگار" - اسی طرح ٹیلی فون کے لیے "دورگو" - آٹوموبیل کے لیے خودرواں "-

یہ اصول الفاظ سازی کے انہی رجحانات کی بازگشت ہے جو ہمیں کتاب " وضعِ اصطلاحات " اور پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی کے ہاں ملتا ہے - ہمارے یہ ماہرین اردو اور اپنی تہذیب سے محبت کے شوق میں الفاظ سازی اور اصطلاحات سازی کو ایک ہی عمل سمجھتے رہے - ڈاکٹر بجنوری کے دیگر اصول یہ تھے کہ عربی مصطلحات اور ہندی الفاظ ہردو کو اختیار کرنا اردو اصطلاحات سازی کے لیے موزوں نہیں البتہ وہ فارسی زبان کو ترجیح دیتے ہیں - مولوی عبدالحق ان کی رائے کے بارے میں رقمطراز ہیں :-[۲۸]

" ان کی رائے میں جس طرح انگریزی لاطینی یا یونانی مصطلحات کا اختیار کرنا غلط ہے عربی مصطلحات کا اختیار کرنا بھی درست نہیں - عربی مصطلحات کے اختیار کرنے سے وہی قباحت جو انگریزی کو لاطینی مصطلحات کی وجہ سے عارض ہے، باقی رہتی ہے اور وہ آسانی جو جرمنوں کو جرمن مصطلحات سے حاصل ہے، پیدا نہیں ہوتی -

ہندی الفاظ اور مصطلحات اختیار کرنے میں یہ دقت ہے کہ لطافتِ زبان بالکل جاتی رہتی ہے - مثلاً ایک منطق کے رسالے میں Contrary (نقضِ اجمالی) اور Contradictory (نقضِ تفصیلی) کا ترجمہ "آدھا توڑ" اور "پورا توڑ" کیا گیا ہے - ڈاکٹر بجنوری کی رائے میں فارسی

۲۶- ڈاکٹر عبدالرحمن بجنوری، " وضع اصطلاحاتِ علمیہ " ، اردو ، اورنگ آباد دکن، جولائی ۱۹۲۳ء، ص : ۳۳۶ -

۲۷- مولوی عبدالحق صاحب ، محولہ بالا ، ص : ۳۲ -

۲۸- محولہ بالا ، ص : ۳۲ -

زبان کو اس بارے میں عربی اور ہندی زبانوں پر ترجیح ہے ـ افراط وتفریط سے بچنے کے لیے سب سے اول جہاں فارسی مصطلحات موزوں بن سکیں' ان کو سب پر ترجیح دینی چاہیئے ـ مثلاً "کثیرۃ الرجل" کے لیے "کثیرپا"، "مستقیم الاجنحہ" کی بجائے "راست پر" زیادہ موزوں اور عام فہم ہیں ـ "

ڈاکٹر بجنوری کے اصولوں کو مختصراً (۱) انگریزی یورپی الفاظ سے گریز، (۲) عربی مصطلحات سے گریز، (۳) ہندی سے گریز، (۴) فارسی آمیزی (۵) ترجمۂ اصطلاحات کا رجحان، کے حوالے سے بیان کیا جا سکتا ہے ـ ان تمام رجحانات کا جائزہ بھی ہم نے آگے چل کر لیا ہے ـ

۲:۵ـ مولوی[۲۹] عبدالحق کے اُصول:

بابائے اردو مولوی عبدالحق کے اصولوں میں سب سے اہم اور بڑا اصول " نظرِ ثانی " ہے ـ وہ اصطلاحات پر مسلسل نظر ثانی کے قائل نظر آتے ہیں ـ خود انھوں نے بھی کئی اصطلاحات وضع کیں اور سابقہ کئی اصطلاحات کے مقابلے میں بھی نئی اصطلاحات پیش کیں ـ اپنے "نظرِ ثانی " کے اصول کی وضاحت کرتے ہوئے خود مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :[۳۰]

" اصطلاحات کے معاملے میں ایک غلطی یہ ہوئی کہ جب کبھی اور جہاں کہیں یہ کام شروع ہوا، ہر ایک نے ڈیڑھ اینٹ کی مسجد الگ بنالی ـ پچھلوں کے کام پر نظر نہ ڈالی ـ ضرورت اس بات کی تھی اور اب بھی ہے کہ جو اصطلاحی الفاظ ہماری قدیم کتابوں میں آئے ہیں' وہ تلاش کر کے جمع کیے جائیں نیز گزشتہ سو ڈیڑھ سو برس میں مختلف اداروں اور اشخاص نے جو کچھ کیا' اسے بہ نظرِ غور دیکھا جائے اور ان میں جتنے موزوں اور کام کے لفظ ملیں' انھیں اختیار کیا جائے اکثر ایسا ہوا ہے کہ ایک لفظ جو پہلے کے مقابلے میں بھدا اور ناموزوں تھا ـ یا مثلاً معاشیات میں بہت سے ایسے لفظ ہیں جن کا تعلق تجارت سے ہے یا بازاروں' منڈیوں اور ساہو کارے میں بولے جاتے ہیں' ان سے واقف نہ ہونے سے نئے لفظ بنا لیے جاتے ہیں جو مقبول نہیں ہو سکتے "

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی عبدالحق کا دوسرا بڑا اصول الفاظ کی " قبولیت " ہے ـ وہ چاہتے ہیں کہ ایسا لفظ اختیار کیا جائے جو موجودہ حالات میں قابلِ قبول ہو سکے ـ چنانچہ جب مجلسِ اصطلاحاتِ بنکاری' انجمن ترقیٔ اردو پاکستان نے انگریزی اُردو اصطلاحات وضع کیں تو مولوی صاحب نے اپنے مقدمہ کے ساتھ اسے ۱۹۵۱ء میں شائع کیا ـ اس میں بعض اصطلاحات میں ترمیم تجویز کی ـ مثلاً Customs کے لیے کرگیری، Salesman کے لیے فروش کار، Salesmanship کے لیے فروش کاری، Voyage کے لیے سفر اب، Royalty کے لیے مالکانہ ـ انھوں نے عربی اصولوں پر بھی بعض اردو الفاظ کی جمع تجویز کی جیسے پیشگیات، ادائیات، ارسالیات ـ اسی طرح ہرجانہ، جرمانہ کے انداز پر ویرانہ، ملتویانہ بنا لیے ـ اس کتاب کے مقدمے میں انھوں نے اردو کی الفاظ سازی کے اصول بیان کرتے ہوئے لکھا ہے :[۳۱]

" اس زبان کی ترکیب ایسی واقع ہوئی ہے کہ اسے عربی، فارسی، ہندی کی خصوصیات کا فائدہ حاصل ہے ـ عربی تصریفی زبان ہے اور فارسی' ہندی زبانیں ترکیبی ہیں ـ تصریفی زبان میں مادہ کے ذرا ذرا تغیر و تبدل سے ترکیبی زبانوں میں لاحقوں اور سابقوں کے اضافے سے نئے الفاظ بنا لیے جاتے ہیں ـ مثلاً عربی مادہ " قبل " سے اقبال، مقبل، استقبال، تقابل، مقابلہ، تقبیل وغیرہ بنتے چلے گئے اور فارسی کے ایک سابقہ " پیش " سے پیش دست، پیش خدمت، پیش قبض، پیشکش، پیشکار، پیش دستی، پیش بینی وغیرہ بن گئے ـ اسی طرح خود خوش، زہر، در، شاہ، سر، با، پا، بر وغیرہ سابقوں اور ب، باز، بان، دار، بردار خوان، گزار، کش، گاہ، نواز، نویس، دار وغیرہ سے بہت سے الفاظ بنالیے گئے ہیں"ـ

۲۹ـ مولوی عبدالحق ۲۰ـ اگست ۱۸۷۰ء کو ہاپوڑ ضلع میرٹھ میں پیدا ہوئے ـ وہیں تعلیم پائی ـ علی گڑھ سے بی اے کیا ـ حیدرآباد دکن میں مدرسۂ آصفیہ کے صدر اور پھر انسپکٹر آف سکول مقرر ہوئے ـ ۱۹۱۲ء سے آخر عمر تک انجمن ترقیٔ اردو کے معتمد رہے ـ جامعۂ عثمانیہ قائم کرائی ـ اصطلاحات سازی، لغات نگاری پر کتابیں لکھوائیں ـ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی آئے ـ اردو کالج قائم کر لیا اور انجمن کے ذریعے اردو کی خاطر خواہ خدمات انجام دیں [بحوالہ: شہاب الدین ثاقب، بابائے اردو مولوی عبدالحق حیات و خدمات، کراچی (۱۹۸۵ء) ص ص: ۱۸ تا ۲۷ـ] ـ

۳۰ـ اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ، ص ص: ۵۲، ۵۳ ـ

۳۱ـ بحوالہ، فرہنگ اصطلاحاتِ بنکاری، کراچی (۱۹۵۱ء)، ص: ۶ ـ

مولوی عبدالحق نے خود بھی اصطلاحاتِ علمیہ الجبرا (اردو ، اکتوبر ۱۹۲۱ء) سیاسی سکونیات (اردو اپریل ۱۹۲۱ء) ،طبیعیات (اردو، جنوری ۱۹۲۱ء) ،نباتیات (اردو جنوری ۱۹۲۲ء) ،نفسیات (اردو جولائی ۱۹۲۲ء)پر قلم فرسائی کی۔اس کے علاوہ انھوں نے اردو کو بعض نئی اصطلاحات اور الفاظ بھی دیے جن کا چلن عام ہوا ۔ علامہ غلام شبیر بخاری لکھتے ہیں :(۳۲)

" مولوی عبدالحق کا بڑا کارنامہ اسٹینڈرڈ انگلش اردو ڈکشنری ہے جس میں ترجمہ ، الفاظ و وضعِ اصطلاحات کے عملی تجربات کاگراں قدر خزانہ محفوظ ہے ۔ اس میں ارتقائی عمل کارفرما ہے ۔ اڈیٹوریل کا پہلے ترجمہ "مدیریہ" کیا گیا،پھر" مقالہ افتتاحیہ" اور بعد ازاں "اداریہ"۔ شارٹ کٹ کا ترجمہ " قریب کا راستہ" کیا گیا،پھر" ازا راستہ" اور اب" آسان حل"۔ لیبر لیڈر کا پہلے ترجمہ" انجمن ترقی مزدوراں کا عہدیدار"کیا گیا تھا پھر اسے مزدور رہنما سے بدل دیا گیا ۔"آؤٹ آف سائٹ" کا ترجمہ " نظر نہیں آتا " کیا گیا تھا پھر " نگاہوں سے دور"۔نئے الفاظ کا اضافہ بھی ہوتا رہا ۔ ہاف ٹروتھ (نیم حقیقت)، لیفلیٹ (ورقیہ)،اولڈ ایج پنشن (وظیفہ کبرسنی)، پائلٹ (ناخدا)"۔

حیدر آباد دکن کے مجموعی اصولوں میں سے پاکستان تک جو اثرات پہنچے ان میں زیادہ حصہ مولوی عبدالحق کے اصولوں "۱۔نظر ثانی " ۲۔ : قبولیت " کا ہے ، جو اب بھی اصطلاحات سازی میں مستعمل ہیں ۔ وحیدالدین سلیم جیسے لوگوں کے زبان کو خالص رکھنے کا نظریہ انھوں نے رد کر دیا ۔ لکھتے ہیں :(۳۳)

"زبان کے خالص ہونے کا خیال درحقیقت سیاسی ہے نہ کہ لسانی۔اس کاباعث قومیت کا بے جا فخر یا سیاسی نفرت ہے "۔

وہ جرمنوں کے فرانسیسی الفاظ نکالنے ، چیک کے جرمن اور یونانی الفاظ نکالنے،یونانیوں کے ترکی الفاظ نکالنے ، مرہٹی سے فارسی الفاظ نکالنے ، آئرلینڈ والوں کے انگریزی الفاظ نکالنے ، ترکوں اور ایرانیوں کے ترکی اور فارسی میں عربی الفاظ نکالنے کو تعصب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک الفاظ اور اصطلاحات خود بخود زبانوں میں پہنچتے رہتے ہیں ۔ یہ حرفت وصنعت اور ایجادات کے ساتھ ساتھ آتے ہیں ۔ وہ ایسے وطن پرستوں کے خلاف ہیں جو بدیسی الفاظ سے زبان کا خراب ہو جانا سمجھتے ہیں ۔ ان کے نزدیک " بدیسی لفظوں سے زبان خراب نہیں ہوتی بلکہ برخلاف اس کے اس میں وسعت اور قوت اور شان پیدا ہو جاتی ہے وہ اصطلاحات سازی میں تشکیلی مرکب کے قائل ہیں،کیونکہ ان کے نزدیک علمی اصطلاحات کے وضع کرنے میں اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ۔ البتہ وہ گیس ، آکسیجن جیسے الفاظ کو سہل سمجھتے ہوئے اختیار کرلینے کے قائل ہیں لیکن بقول ان کے" جبڑا توڑ، ناقابلِ تلفظ لاطینی اور یونانی سے بنائی ہوئی اصطلاحوں کے لیے جو ہمارے لیے معمّے اور چیستان کا حکم رکھتی ہیں ، ہمیں اپنے الفاظ بنانا پڑیں گے اور وہ اکثر مرکب ہوں گے"(۳۴)

انھوں نے خود بھی الفاظ سازی اور اصطلاح سازی میں خاصا حصّہ لیا ۔ مثلاً لغت کے دیباچہ میں لکھتے ہیں :(۳۵)

" Colour Blindness کے لیے ہمارے ہاں کوئی لفظ نہیں ۔ اکثر مترجمین نے Colourblind کا ترجمہ " عمی اللون " کیا ہے ۔ مجھے یہ پسند نہیں ۔ یہ لفظ ثقیل معلوم ہوتا ہے ۔ ہماری زبان میں ایک لفظ " رتوندا" ہے ۔ یہ اس مرض کو کہتے ہیں ، جس کی وجہ سے رات کو نظر نہیں آتا،یہ لفظ رات اور اندھا سے مرکب ہے ۔ میں نے اسی وزن اور ترکیب پر " رنگوندا" بنا لیا ہے صفات بھی اسی آسانی سے بن جاتی ہیں جیسے رتوندیا اور رنگوندیا۔"

اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مولوی عبدالحق اصطلاحات کے لیے ایسے الفاظ لانے کے قائل ہیں جن سے مشتقات آسانی سے بن سکیں ۔ اسٹینڈرڈ لغت میں انھوں نے ایسی کئی اختراعات کی ہیں ۔ مئی ۱۹۲۷ء میں ڈائریکٹر جنرل آل انڈیا ریڈیو کی طرف سے Air lexicon کے عنوان سے چار جلدوں پر مشتمل جو مسودہ نظرِ ثانی کے لیے مولوی صاحب کی خدمت میں بھیجا گیا تھا ،اس پر نظر ثانی کے اصول کے تحت کئی اضافے کیے ۔ اس مسودے کا جائزہ ہم نے پانچویں باب کے تیسرے حصے میں لیا ہے ۔ تاہم بعض اصطلاحوں میں ان کی ترامیم و اضافے قابلِ توجہ ہیں مثلاً Cartographer میں"نقشہ کش" کی بجائے " نقشہ نگار" ، Masses " عوام "کے ساتھ " جمہور" ، Offer کے لیے "پیش کش" ، Meteorology کے لیے "موسمیات" کے ساتھ " علمِ آب وہوا"، Detention کے لیے"نظربندی" کے ساتھ "حراست " وغیرہ ۔

۳۲۔" اردو اصطلاحات سازی ایک مطالعہ"، اردو نامہ کراچی، مارچ ۱۹۸۲ء، ص :۱۷ ۔

۳۳۔ "اردو میں دخیل الفاظ " ، اردو نامہ کراچی،جولائی ۱۹۳۹ء ۔

۳۴۔ بحوالہ ایضاً ۔

35- Abdul Haq, Dr., The Standard English - Urdu Dictionary ,Karachi,(1985),P:15.

۲- مولوی وحید الدین سلیم کی " وضع اصطلاحات"[۳۶]

اردو میں علم اصطلاحات سازی پر پہلی مبسوط کتاب عثمانیہ کالج حیدر آباد دکن کے پروفیسر مولوی وحید الدین سلیم نے مرتب کی تھی - جو ۱۹۲۲ء میں مکمل ہوئی۔ ۱۹۲۹ء میں اسے پہلی بار انجمن ترقیء اردو اورنگ آباد دکن کی طرف سے شائع کیا گیا - ۱۹۵۲ء میں یہ پاکستان میں دوسری بار اور ۱۹۶۵ء میں تیسری بار شائع ہوئی - تیسری اشاعت کے دیباچے میں انجمن ترقیء اردو پاکستان کے معتمد اعزازی جمیل الدین عالی نے لکھا :-[۳۷]

" ہم یہ کتاب خاص طور پر ان بزرگوں کی خدمت میں پیش کرتے ہیں، جنھوں نے اردو میں اصطلاحات کے استعمال کو ایک ہوّا بنا رکھا ہے اور اس ہوّے کی آڑ میں اردو کو اس کے مدارج تک پہنچنے نہیں دیتے - ان سے ہماری صرف یہ گزارش ہے کہ وہ کم از کم ایک بار یہ کتاب ضرور ملاحظہ کریں "۔

۲:۱ " وضعِ اصطلاحات " کا مقام :

مولوی وحید الدین سلیم نے اردو کو آریائی زبان ٹھہرایا ہے اور اس خاندان کی زبانوں کے مابین الفاظ سازی کے جو مشترک اصول پائے جاتے ہیں انھیں بیان کر کے ہر اصول کے متعلق انگریزی، پھر کچھ اردو مثالیں دی ہیں - انھوں نے اصطلاحات کی دوقسمیں بتائی ہیں - ۱- مفرد، ۲- مرکب اور ان کی تشکیل کے اصول بیان کیے ہیں - مرکب اصطلاحوں میں سابقوں ، لاحقوں ، شبہ سابقوں ، اور نیم لاحقوں کا ذکر کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں انھوں نے جو ذخیرہء الفاظ وضع کیا ہے، وہ اتنا کہیں ایک جگہ مجتمع نہیں ہوا تھا - اردو میں علم اصطلاحات سازی پر یہ پہلی مبسوط کوشش ہے - مولوی عبد الحق نے اشاعت سے پہلے انجمن ترقیء اردو کی سالانہ رپورٹ ۲۳-۱۹۲۲ء میں ان الفاظ میں اس کتاب کا تعارف کرایا ہے:-[۳۸]

" یہ کتاب ملک کے نامور انشاپرداز اور عالم مولوی وحید الدین سلیم (پروفیسر عثمانیہ کالج) نے سال ہا سال کے غوروفکر اور مطالعے کے بعد تالیف کی ہے - بقول فاضل مولف ، یہ بالکل نیا موضوع ہے - میرے علم میں شاید کوئی ایسی کتاب نہ آج تک یورپ کی کسی زبان میں لکھی گئی ہے نہ ایشیا کی کسی زبان میں - اس میں وضع اصطلاحات کے ہر پہلو پر تفصیل کے ساتھ بحث کی گئی ہے اور اس کے اصول قائم کیے گئے ہیں - زبان کی ساخت ، اس کے عناصرِ ترکیبی ، مفرد و مرکب اصطلاحات کے طریقے ، سابقے ، لاحقے ، مصادر اور ان کے مشتقات ، غرض سینکڑوں دل چسپ اور علمی بحثیں زبان کے متعلق آ گئی ہیں - اردو میں بعض اور بھی کتابیں ہیں جن کی نسبت کہا جا سکتا ہے کہ زبان میں ان کی نظیر نہیں ، لیکن اس کتاب نے زبان کی جڑیں مضبوط کردی ہیں اور ہمارے حوصلے بلند کر دیے ہیں۔اس سے پہلے ہم اردو کو علمی زبان کہتے ہوئے ہچکچاتے تھے - مگر اس کتاب کے ہوتے یہ اندیشہ نہیں رہا - اس نے حقیقت کا ایک نیا باب ہماری آنکھوں کے سامنے کھول دیا ہے "۔

یہ کہنا غلط نہ ہو گا کہ مولوی وحید الدین سلیم کے وضع کردہ اصولوں کو بعدمیں حیدر آباد دکن اور پاکستان میں بھی اصطلاحات سازی کے لیے رہنما حیثیت حاصل رہی ہے - مولوی عبد الحق نے اپنی کتاب " اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ " میں بھی اس کتاب کا تاریخی حیثیت سے جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ اس کتاب کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہو گا کہ ہماری زبان میں کس قدر وسعت ، گنجائش اور لچک موجود ہے -

در اصل وحید الدین سلیم کو الفاظ سازی کے عمل سے خاصی دلچسپی تھی۔وہ کئی اخبارات کے اور رسائل کے ایڈیٹر رہے تھے - جن میں وہ نئے نئے الفاظ گھڑ کر استعمال کرتے رہے - جن میں کئی رفتہ رفتہ اردو زبان میں رائج ہو گئے چنانچہ الفاظ کی ماہیت ، اشتقاق ، ترکیب اور وصل و فصل سے وہ پوری طرح آگاہ تھے ڈاکٹر انور سدید ان کی اس کوشش کے بارے میں لکھتے ہیں :-[۳۹]

" ان کا کارنامہ یہ ہے کہ انھوں نے آریائی اور غیر آریائی زبانوں کے تشکیلی مزاج دریافت کیے

۳۶- وحید الدین سلیم (۱۸۶۹ء - ۱۹۲۷ء) پانی پت میں پیدا ہوئے - لاہور سے میٹرک اور منشی فاضل کیا۔ محکمہ تعلیم ریاست بہاولپور اور ریاست رام پور میں ملازمتیں کیں - کچھ عرصہ سرسید کے نجی معتمد رہے " معارف "، "علی گڑھ گزٹ" اور "زمیندار" کے ایڈیٹر رہے ،آخر دارالترجمہ حیدر آباددکن سے وابستہ ہو گئے۔ عثمانیہ یونیورسٹی میں اردو کے پروفیسر ہوئے اور تا دم آخر اصطلاحات سازی میں مصروف رہے - علم اصطلاحات سازی پر ان کے نظریات نے حیدر آباددکن اور بعد کے اصطلاحات ساز اداروں پر خاصا اثر ڈالا۔[بحوالہ : اردو جامع انسائیکلو پیڈیا ،مولانا حامد علی خان ، لاہور (۱۹۸۷ء) :-] -

۳۷- مشمولہ وضع اصطلاحات ، کراچی (۱۹۶۵ء) ، ص : (حرفے چند) -

۳۸- سید ہاشمی فرید آبادی ، پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقیء اردو ،کراچی (۱۹۵۳ء) ، ص ص: ۲۴۲، ۲۴۳ -

۳۹- ڈاکٹر انور سدید ، "اردو میں وضعِ اصطلاحات کا عمومی جائزہ "،محفل" جولائی ۱۹۸۳ء، ص ص: ۲۱ تا ۳۲ -

اور انھیں سے وضع اصطلاحات کے اصول مرتب کیے ہیں اورخوبی یہ پیدا کی کہ اس مشکل عمل میں اردو زبان کی لچک اور ملائمت کو مجروح ہونے سے بچا لیا اور اصطلاح سازی اکتسابی ہونے کے باوجود تخلیقی نظر آتی ہے – انھوں نے زبان کے ہر چشمے سے فیض حاصل کرنے کی کوشش کی اور وضعِ اصطلاحات میں اردو کے مزاج کو قائم کیا ہے "۔

حقیقت یہ ہے کہ وحیدالدین سلیم کی یہ کتاب اردو میں اصطلاحات سازی کے لیے خاکہ وضع کرنے اور بنیاد قائم کرنے کی پہلی اور ابھی تک آخری کوشش ہے – بعد میں اس خاکے کے مختلف حصوں میں نئے رنگ بھی بھرے گئے اور کچھ ترامیم اور اضافے بھی تجویز ہوئے – اس بنیاد پر کچھ عمارت تعمیر بھی ہوئی اور کچھ حصہ خالی بھی چھوڑ دیا گیا – لیکن ابھی تک اس کتاب کا جواب ہندی یا اردو میں نہیں دیا جا سکا اور نہ کسی محقق نے آگے بڑھ کر ان کے اصولوں کو پورے طرح سے ردّ کرنے کی ہمت کی ہے –

۲:۲ نظریہء اصطلاحات سازی :

مولوی وحیدالدین سلیم کو بھی ہم اردو/تقلیبِ اردو کا علمبردار اور چودھری برکت علی کے نظریات کی باز گشت قرار دے سکتے ہیں – وہ اس رائے کے حامی تھے کہ عام یورپی اصطلاحات کو اردو میں وضع کر لیا جائے – خواہ وہ مفرد ہوں یا مرکب ، یونانی ہوں یا لاطینی ، حیاتیاتی نام ہوں یا کیمیاوی علامتیں، ریاضی کی ترقیمات ہوں یا نشانات ، ان سب کو وہ اردو میں ڈھال دینا چاہتے تھے – اپنے نظریے کو انھوں نے سہ ماہی " اردو " کے شمارے اپریل ۱۹۲۱ء میں بیان کرتے ہوئے لکھا تھا بحوالہ(۳۰)

" میں اس رائے کا حامی ہوں کہ یورپین زبانوں کی تمام اصطلاحات کے لیے اردو اصطلاحات وضع کرنی چاہیئں – اس مسئلہ پر میں تیس برس سے غور کر رہا ہوں "۔

اپنے اس دعوے کے استدلال میں انھوں نے بارہ کے قریب دلائل پیش کیے ہیں۔وہ اس میں کسی علم یا کسی طریقے کو مستثنیٰ نہیں کرتے – ان کے استدلال کا جائزہ حسبِ ذیل ہے –

۱– ان کے خیال میں ہم انگریزی اصطلاحات یا الفاظ کو اردو زبان میں صحیح طور پر نہیں لکھ سکتے – ان کا خیال بجا ہے ، اردو رسم الخط میں انگریزی اصطلاحات خصوصاً لاطینی و یونانی الفاظ لکھنا مشکل ہے – البتہ ان کی تارید ممکن ہے –

۲– انگریزی الفاظ اور اصطلاحات کو اس ملک کا عام آدمی صحیح طور پر نہیں بول سکتا – یہ بات بجا ہے، کیونکہ انگریزی لفظ کرخت ہیں اور ہماری کھڑی بولی کے مقابلے میں ترچھے ہیں ان کی ادائیگی کے لیے منھ زیادہ کھولنا ، باچھیں ترچھی کرنا اور منہ زیادہ گول کرنا پڑتا ہے جبکہ اردو اصطلاحات کے لیے ایسا نہیں کرنا پڑتا –

۳– وہ جن مادوں سے بنائی گئی ہیں ، وہ اور ان کے اجزا اس ملک کے باشندوں کے لیے غیرمانوس ہیں – ہم مانوس اور نامانوس کی بحث آگے چل کر کریں گے – دور جدید کی پاکستانی نسلوں کے لیے اب اپنی زبانوں عربی، فارسی ، اردو ہی کے الفاظ اور مادے نامانوس ہو چکے ہیں –

۴– صرف یونیورسٹی کے چند طلبہ کو تعلیم نہیں دینا بلکہ علوم جدیدہ کو گھروں کے اندر بھی داخل کرنا ہے – اس لیے علمی اصطلاحات ایسے مادوں سے بنائی جانی چاہیئیں جن سے عام پڑھے لکھے آدمی پہلے ہی مانوس ہوں – وحیدالدین سلیم کا یہ استدلال دور جدید کے لیے مناسب نہیں – آج ہر علم کی اپنی اصطلاحیں صرف اسی دائرہ کار میں آتی ہیں – اصطلاح (Terminology) اور ترکیبوں، محاوروں (Phrasiology) میں خاصا فرق پیدا ہو چکا ہے اب اصطلاحی انگریزی کی تکنیکی زبان بھی عام بول چال اور ادبی زبان سے مختلف ہے –

۵– اگر ہم اردو زبان میں اصطلاحات نہ بنائیں گے – بلکہ انگریزی اصطلاحات بجنسہٖ داخل کر دیں گے تو اس سے زبان کی ترقی نہیں ہو گی – وحیدالدین سلیم کا یہ استدلال زیادہ موزوں نہیں کیونکہ کسی بھی زبان میں اصل الفاظ بہت کم ہوتے ہیں اور دخیل یا مستعار الفاظ علمی ، کاروباری اور تہذیبی ضرورتوں کے تحت بڑھتے رہتے ہیں – کئی انگریزی الفاظ اردو میں داخل ہو چکے ہیں اور ہو رہے ہیں – ان میں سے کئی اردو کی خراد پر چڑھ کر ڈھل بھی چکے ہیں – "فرہنگ آصفیہ " سے بھی ہماری اس بات کی تائید ہوتی ہے – حقیقت یہ ہے کہ وحیدالدین سلیم تارید کے عمل سے بھی متفق نہیں ان کے نزدیک اس کے باوجود انگریزی الفاظ میں اجنبیت کی بُو باقی رہتی ہے – یہ دلیل زیادہ وزنی نہیں – الفاظ کی اجنبیت کثرتِ استعمال سے ختم ہو جاتی ہے –

۳۰– " اصولِ وضع اصطلاحات " ، اردو ، اورنگ آباد دکن، اپریل ۱۹۲۱ء، و مشمولہ " تلخیص الاردو " از سید ہاشمی فرید آبادی ، کراچی (۱۹۵۳ء)، ص ص ۱ تا ۱۲ –

۶- ان کے نزدیک لاطینی اور یونانی زبانیں یورپی زبانوں کے زیادہ قریب ہیں اور ہماری زبانوں سے دور ہیں اس لیے یہ زبانیں ہمارے لیے مشترک علمی زبانیں نہیں بن سکتیں ہمیں ان کی اس بات سے اتفاق ہے، لیکن اس کا حل انھوں نے یہ نکالا تھا کہ اپنے لیے عربی ، فارسی کو ان زبانوں کے متبادل کے طور پر علمی ماخذ تسلیم کر لیا ۔

۷- انگریزی زبان کو لازم رکھا جائے ۔ اس سے طلبہ کو دونوں زبانوں کی اصطلاحیں معلوم ہوں گی اور وہ اعلیٰ تحقیق کے لیے یورپ جا سکیں گے ۔ اس قسم کے استدلال اکثر ذریعۂ تعلیم کی بحث میں متعدد ماہرین نے دیے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ زبان کی تدریس کچھ اور شے ہے اور اصطلاحات/ترجمے کے معاملات کچھ اور ہیں ۔ یونیسکو نے اپنی سفارشات میں بھی انھیں الگ الگ موضوعات قرار دیا ہے ۔ محض انگریزی زبان و ادب پڑھنے سے طب ، ریاضی یا سائنس کی اصطلاحیں یاد نہیں ہو سکتیں ۔ اس مقصد کے لیے کچھ اور لوگوں مثلاً ڈاکٹر سید عبداللہ وغیرہ نے بھی سفارشات پیش کی ہیں ۔ اگر دونوں زبانوں کی اصطلاحات آمنے سامنے رکھی جائیں تو اس سے طلبہ پر بار پڑتا ہے، جسے خود وحیدالدین سلیم نے " حافظے کے بار " کے نام سے تسلیم کیا ہے ۔ یہ بار حافظے کا نہیں ،تلازم کا ہے جس پر ہم آگے چل کر بحث کریں گے ۔

۸- وحیدالدین سلیم کا ایک استدلال سب سے زیادہ وزنی ہے کہ وہ اس بات کے خلاف ہیں کہ انگریزی اصطلاحات مدتِ دراز کے استعمال سے اپنے معنی بتانے لگی ہیں اور نئی اردو اصطلاحیں اپنے معنی نہیں بتا سکتیں ۔ ان کا کہنا یہ ہے کہ اصطلاحات کا بننا رک نہیں گیا ۔ ہر روز نئی اصطلاحات وجود میں آتی ہیں ۔ یہ اعتراض تو نئی یورپی اصطلاحات پر بھی کیا جا سکتا ہے ۔ دراصل وہ اس بات کی تائید کرتے ہیں کہ اصطلاحات اپنے تلازم کے لحاظ سے مانوس ہوتی ہیں نہ لفظی مادے یا مفہوم و معانی کے لحاظ سے نہیں ۔ وہ پنجاب کے مدارس میں سائنس کی اردو میں تدریس کا حوالہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ وہاں اردو اصطلاحی الفاظ تمام طلبہ کی زبان پر ہیں ۔

۹- یورپی اصطلاحات کے سلسلے میں وہ لکھتے ہیں کہ جیسے والدین کو اولاد کے نام رکھنے کا حق حاصل ہے، اصطلاحی نام اور الفاظ وضع کرنے کا حق اہلِ یورپ کو ہے جو ان کے علم کو وضع کرتے ہیں ۔ اس لیے یہ اصطلاحیں بلاتغیرو تبدّل تمام دنیا میں جاری رہنی چاہئیں۔ وحیدالدین سلیم اس کا جواب دیتے ہیں کہ وہ انھیں (یورپی اولاد کو) مسلمان کر کے ان کا نام اسلامی رکھنا چاہتے ہیں ۔

۱۰- کیمیا کی مخفف علامتوں کے لیے اردو کا استعمال چودھری برکت علی کے اصولِ تسمیہ کی بازگشت ہے یہ تاریخ گوئی کی طرح ہے جہاں لوگ حرفوں کے اعداد بلاتکلف اپنے ذہن میں جمع کر لیتے ہیں اور تھوڑی سی مشق سے انھیں یاد رکھ لیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک ہائیڈروجن کے لیے H کی علامت کی بجائے " ح " کی علامت جو اسکے اردو نام حمضین کا مخفف ہے اسی طرح نائٹروجن کے لیے "N" کی بجائے " ش " کی علامت جو اس کے اردو نام شورین کی ہے، وغیرہ ۔ ہم دیکھتے ہیں حیدرآباد دکن کا یہ رجحان کہ کیمیاوی نام اور علامتیں اردو میں رکھی جائیں ، بہت جلد زوال پذیر ہو گیا ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کیمیا کی زبان اصطلاحات سازی سے الگ ہے اور اس کے فارمولوں کی پیچیدگی روزبروز بڑھتی جا رہی ہے ۔ چنانچہ آج دنیا بھر میں جاپانی روسی ، چینی زبانوں میں بھی کیمیاوی نام اور علامتیں انگریزی ہی میں برقرار رکھے گئے ہیں ۔ دراصل وحیدالدین سلیم بین الاقوامیت کے قائل نہیں ۔ وہ علوم میں یکسانیت چاہتے ہیں ۔ یہ نہیں کہ آدھے تیتر اور آدھے بٹیر کی مثل صادق آئے ۔

۱۱- یہی استدلال وہ کیمیاوی مرکبات کے ناموں کے لیے دیتے ہیں جب کہ ہم ذکر کر چکے ہیں ۔ کیمیاوی زبان عام اصطلاحی زبان سے قدرے مختلف ہے ، اس لیے کیمیا میں بھی سونے کو Gold نہیں Aurum کہتے ہیں۔ وحیدالدین سلیم کے نزدیک ہماری جدید (اردو) اصطلاحات جب طلبہ کے ذریعے سے عام ہو جائیں گی تو ہمارے تاجر اور دکان دار بھی ان ناموں سے واقف ہو جائیں گے اور ان کو آسانی سے یاد کر لیں گے ۔ انگریزی نام ان کو تجارتی ضرورت نے یاد کرائے ہیں ۔

۱۲- وہ اس دلیل کو نہیں مانتے کہ جاپان ، مصر اور شام میں ان علمی اصطلاحوں کو بدلنے کی جو کوشش کی گئی تھی، وہ ناکام ہوئی اور جاپانیوں نے بین الاقوامی اصطلاحات ہی رہنے دیں اور اہلِ عرب نے انھیں اکثر و بیشتر معرب کرنے پر گزارا کیا ۔ وحیدالدین سلیم کے نزدیک، دراصل ان زبانوں میں آریائی زبانوں کی طرح نئے مشتقات پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں یہ صلاحیت عربی میں بھی نہیں ۔ اردو میں مفرد اور مرکب الفاظ وضع کرنے کی صلاحیت موجود ہے ۔

اس ضمن میں ان کی کتاب ملاحظہ کی جا سکتی ہے ۔ جس میں انھوں نے آریائی زبان کی خصوصیات اور مفرد اور مرکب اصطلاحات بنانے کے قواعد بیان کیے ہیں ۔

ہم دیکھتے ہیں کہ حیدر آباد دکن میں ان اصولوں پر پورے طور سے عمل نہیں ہوا اور وہاں دفتری عدالتی ، تعلیمی اور سائنسی اصطلاحات میں شاید اور انگریزی اصطلاحات کے بجنسہٖ استعمال کی بھی کشی شہادتیں ملتی ہیں ۔ البتہ اصطلاحات سازی کے عمل میں عربی ، فارسی پر نسبتاً زیادہ تکیہ کیا گیا اور ہندی کو استعمال نہ کیا جا سکا ۔ جس کے استعمال کا مشورہ وحیدالدین سلیم نے جا بجا دیا ہے ۔

۲:۲ مفرد اصطلاحات کے اصول :

مولوی صاحب نے مفرد اصطلاحات سازی کے لیے سولہ اصول وضع کیے جن کا بنیادی رجحان قدیم ذخیرۂ اصطلاحات و الفاظ سے استفادہ کرنا اور نئی اصطلاحات وضع کرنے کی طرف ہے ۔ انگریزی اصطلاحات مِن و عن قبول کرنے سے گریز ملتا ہے ۔ ان کے اصولوں کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے :[۳۱]

۱۔ اردو زبان میں شامل ہندی، فارسی، عربی، ترکی اور انگریزی زبان کے رائج اور مشہور اصطلاحی الفاظ مِن و عن قبول کر لیے جائیں ۔

۲۔ بشرطِ ضرورت مندرجہ بالا زبانوں کے غیر مستعمل الفاظ بھی لیے جا سکتے ہیں ۔

۳۔ کسی لفظ میں اگر اصطلاحی معانی پورے ظاہر نہ ہوں تو مضائقہ نہیں ، اصطلاحی جھلک ہی کافی ہے ۔

۴۔ موجودہ الفاظ کو نئے نئے معانی پہنائے جائیں ۔ جو اصلی معنوں اور نئے معنوں میں ہو گا وہ یا تو تشبیہ کا تعلق ہو گا یا کنایہ کا یا مجاز کا ۔

۵۔ عربی زبان کی قدیم مفرد علمی اصطلاحیں قائم رہنی چاہئیں ۔

۶۔ عربی زبان سے صرف اسی قدر کام لینا چاہیئے جہاں تک ہماری زبان کی آریائی فطرت تباہ نہ ہو ۔

۷۔ انگریزی ، فرانسیسی ، جرمنی اور دیگر زبانوں کے الفاظ اور سائنسی اشیا کے نام جو اردو میں رائج ہیں انھیں علیٰ حالہٖ برقرار رکھا جائے ۔

۸۔ جن اشیا کے ناموں کا اشتقاق معلوم ہے ان کے لیے اپنی زبان میں مفرد الفاظ وضع کیے جائیں ۔

۹۔ انگریزی زبان کی روم و یونانی دور کی مائی تھالوجی کی اصطلاحات کو بدستور باقی نہ رکھا جائے ۔ اپنی اصطلاحات وضع کی جائیں ۔

۱۰۔ انگریزی زبان اگرکسی شے کی غلط خاصیت ظاہر کرتی ہے تو ہمیں تقلیدِ اعمیٰ نہیں کرنی چاہیئے ۔

۱۱۔ مشترک اور مترادف اصطلاحات استعمال کرنے میں کوئی حرج نہیں ۔

۱۲۔ ہر اصطلاحی معنی کے لیے جداگانہ لفظ تجویز کرنا زیادہ موزوں ہو گا ۔

۱۳۔ انگریزی زبان کی مفرد اصطلاح کے لیے اردو اصطلاح بھی مفرد ہونی چاہیئے ۔

۱۴۔ مفرد اصطلاحات اردو کی عنصری زبانوں میں لینی چاہیئں ۔

۱۵۔ انگریزی اصطلاح کے مقابلے میں اپنی اصطلاح کو ترجیح دینی چاہیئے ۔

۱۶۔ یونانی زبان کی بعض اصطلاحوں کی وضاحت عربی کی قدیم اصطلاحوں میں مل سکتی ہے ۔ مثلاً منطق (Logic)، عقدہ (Condyle) ، زجاجیہ (Viterous) ، زراق (Cyanosis)"

انھوں نے مفرد اصطلاحیں وضع کرنے کے دو طریقے بیان کیے ہیں ۔ ۱۔ سبقلاحی ، ۲۔ فعلی۔سبقلاحی اصطلاحیں وہ ہیں جو سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے بنتی ہیں اور فعلی اصطلاحیں وہ ہیں جو کسی امر کے فعل کی صورت اختیار کرنے پر بنتی ہیں ۔ ان میں وہ کنونشن/قرارداد کا ذکر کرتے ہیں جسے ہم نے پہلے باب میں اصطلاح کے ترکیبی جائزے میں تعریف قرار دیا ہے ۔ اس ضمن میں ساق کے طور پر انھوں نے اردو مصادر اور جدید مصادر کے مشتقات بھی بیان کیے ہیں ۔ پھر دکھایا ہے کہ سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے کتنے الفاظ بن سکتے ہیں ۔ اس طرح گویا ان کی مفرد اصطلاح دراصل ہماری بیان کردہ مفرد، ترکیبی اور مرکب اصطلاحات پر مبنی ہے ۔

۳۱۔ وحیدالدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص ص: ۱۷۵ تا ۱۹۵ ۔

۲:۲ مرکّب اصطلاحوں کے اصُول :

مولوی صاحب نے مرکب اصطلاحات کو دراصل مرکب الفاظ ہی کے زُمرے میں مقید کیا ہے ۔(اس بحث کے پیشِ نظر جو ہم مرکب اصطلاحات ، اتصالی، ترکیبی اور اشتقاقی اصطلاحات کے ضمن میں کر چکے ہیں)۔ جس کے ان کے نزدیک مندرجہ ذیل سات طریقے ہیں :[۳۲]

۱۔ ہندی لفظوں کا ملاپ ہندی لفظوں کے ساتھ: جیسے آپ بیتی ، جنم کنڈلی ، کرن پھول، کتا گھاس ، دھرم راج ، چل ترنگ ، ناچ گھر ، بیل گاڑی ۔
۲۔ فارسی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں کے ساتھ : جیسے شب چراغ ، خان ساماں، زہر مہرہ ، شکر پارہ ، سرخابۂ گل دم ۔
۳۔ عربی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ : جیسے تکیۂ کلام ، عالی ظرف ، صاحبِ ضلع ،عمر قید، قبول صورت ، مال ضامن ۔
۴۔ ہندی لفظوں کا ملاپ فارسی لفظوں کے ساتھ: جیسے باغ بازی، بغل گند، تار گھر، جگت استاد گولہ کباب ، کوڑھ مغز ، ہواچکی ، سدا گلاب ۔
۵۔ ہندی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ : جیسے امام باڑہ ، عجائب گھر، چور محل ،کفر کچہری، گل تکیہ ، ملکہ مسور۔
۶۔ فارسی لفظوں کا ملاپ عربی لفظوں کے ساتھ : جیسے آتش مزاج ، حرام مغز ، سفر خرچ ،دست خط، گرم مصالحہ ، کورباطن ، خشک دماغ ، تیز مزاج ، تنگ حوصلہ ۔
۷۔ ترکی اور انگریزی لفظوں کا ملاپ دیگر زبانوں کے الفاظ کے ساتھ : جیسے آگ بوٹ ، ریل گاڑی، اردو بازار، قرق امین وغیرہ ۔

ان اقسام میں انھوں نے نہ تو مقامی الفاظ کا اردو الفاظ کے ساتھ ملاپ کا ذکر کیا ہے مثلاً جنوبی دکن کی زبانیں تامل ، تلگو، کنڑی وغیرہ اور نہ شمالی زبانیں مثلاً بنگالی ، پنجابی ، سندھی ، پشتو، بلوچی ، کشمیری وغیرہ ۔ اور نہ ہی انگریزی یا یورپی زبانوں کے ساتھ اردو الفاظ کے ملاپ یا ان کی تعریب تفریس یا تارید کی کسی صورت کا ذکر کیا ہے ۔ اس کے علاوہ انھوں نے ترکیبی مادے کا ذکر بھی نہیں کیا جو ہماری مغربی اصطلاحوں میں یونانی ،لاطینی مرکبات کی بیشتر صورتوں میں پایا جاتا ہے ۔ تاہم انھوں نے عربی فارسی مرکبات کی دوبڑی قسمیں الف : اسماء صفات کے مرکبات ۔ ب : مصادر یا افعال اور ان کے مشتقات کے مرکبات قرار دی ہیں ۔ ہر قسم کے مرکب کی تفصیل بھی بیان کی ہے ۔ ان سے اصطلاحات سازی کے لیے انھوں نے بارہ اصول وضع کیے ہیں۔ان کا خلاصہ درج ذیل ہے ،جن کی مثالوں پر ہم پہلے باب میں مرکب اصطلاحوں کے ضمن میں بحث کر چکے ہیں ۔[۳۳]

۱۔ جب کوئی مرکب اصطلاح ایسی وضع کرنی ہو جس سے نئے مشتقات نکالنا ہوں یا نہ نکالنا ہوں تو مرکبات کی دی گئی اقسام پر عمل کریں ۔
۲۔ اگر مرکب کے دونوں اجزا ہندی ہوں یا دونوں اجزا فارسی ہوں یا ایک جزو فارسی اور ایک جز ہندی ہو نیز ان اجزا میں حروفِ علت ہوں تو اختصار کے لیے پہلے جز میں سے یا دوسرے جز میں سے یا دونوں جزوں سے حروفِ علت گرا دینے چاہیئں ۔
۳۔ اگر مرکب کے پہلے جز کا آخری حرف اور دوسرے جز کا پہلا حرف ایک ہو تو ان میں سے ایک حذف کر دینا چاہیئے تاکہ مرکب مختصر ہو جائے مثلاً کرم مار کو کرمار بنالیں ۔
۴۔ اگر مرکب کے پہلے جز کا آخری حرف اور دوسرے جز کا پہلا حرف قریب المخرج (ت و) یا (س ش) یا (ک گ) ہوں تو ان میں سے ایک کو حذف کر دینا چاہیئے ۔
۵۔ مرکب کے اجزا کے درمیان کے حروف یا پہلے لفظ کے آخری حروف گرائے جاتے ہیں ۔ اگر ہائے مختفی کسی جز کے آخر میں آئے یا فارسی کے آخری دو حروف ساکن ہوں یا فارسی کے آخری حرف صحیح سے پہلے حرفِ علت ہو تو آخری حرف گرادیں ۔ مثلاً پانچ سے پچ،زخم سے زخ مردار سے مردا وغیرہ ۔
۶۔ مرکبات عربی ، فارسی، ہندی کے امتزاج سے بنائے جا سکتے ہیں ۔ اگر پہلے لفظ کے آخری حرف سے پہلے حرف علت آئے تو اس سمیت آخری حرف گرا دیں ۔ اسی طرح اگر دوسرے لفظ کے پہلے حرف کے بعد حرفِ علت آئے تو پہلا حرف گرا دیں ۔ اگر مرکب کے آخری حرف سے پہلے نون غنہ آئے تو نون غنہ سے پہلے حروف گرا دیے جائیں ۔ اسے اصول نیوایت کہا گیا ہے۔ اسے حیاتیاتی ناموں میں استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ مثلاً عائلہ کا حرف " ئلہ " ہر خاندان کے آخر میں لگایا جا سکتا ہے مثلاً صابوناتلہ آبنوسائلہ وغیرہ ۔

۳۲۔ بحوالہ : ، وضع اصطلاحات ، ص ص :۲۳۹ تا ۲۲۱ ۔

۳۳۔ بحوالہ : ، ایضاً ، ص ص :۲۰۲ تا ۲۲۲ ۔

۷- جن الفاظ کے شروع میں الف ممدودہ ہو وہ لاحقہ یا نیم لاحقہ بنانے کے لیے سب سے بہتر ہیں - مثلاً گرم آلہ سے گرمالہ اور حرب آلہ سے حربالہ وغیرہ -

۸- عربی زبان میں اگر کوئی مرکبِ اضافی ہو تو نسبت کے وقت اس کے ایک جز کے آخر میں یائے نسبتی لگائی جا سکتی ہے لیکن اگر پورے مرکبِ اضافی سے صفتِ نسبتی بنانی ہو تو پھر اس مرکبِ اضافی کو مختصر کو لیتے ہیں - اسے اصولِ نحت کہتے ہیں مثلاً حنزلی (حنفی ومعتزلی) گرشال (گرگ + شہ خال) اسی طرح سائنس میں مقناہرقیات (مقناطیس + برقیات) اور حیوی کیمیا (حیات + کیمیا)-

۹- جب مرکبات کے اجزا سالم ہوں تو ان میں کوئی تغیر نہ کیا جائے البتہ انھیں رواں بنایا جائے -

۱۰- سبقلاحی الفاظ بنانے کے لیے بھی مفرد اصولوں پر عمل کیا جا سکتا ہے -

۱۱- انگریزی زبان میں ایک لفظ سے جتنے سبقلاحی یا مرکب الفاظ بنائے گئے ہوں یہ ضروری نہیں کہ اردو میں بھی اس کے مقابل ایک ہی لفظ سے تمام سبقلاحی اور مرکب الفاظ بنائے جائیں -

۲:۵ سبقلاحی اصطلاحات کے اُصول:

مولوی وحید الدین سلیم نے سبقلاحی اصطلاحات کو (یعنی ایسی اصطلاحات جو سابقوں یا لاحقوں کی مدد سے وجود میں آتی ہیں) مفرد اصطلاحیں قرار دیا ہے - دراصل وہ مفرد الفاظ اور مفرد اصطلاحوں کو ایک ہی قرار دیتے ہیں - پھر وہ ترکیبی مادے اور سابقے میں امتیاز نہیں کرتے اور -Pyro یا -Hypo کو سابقہ قرار دیتے ہیں - یہ ایسے سابقے ہیں جو ان کے نزدیک یورپ میں خاص خاص مطالب کے لیے مقرر کر لیے گئے یا پھر ایسے مادے جو ic- پر ختم ہوتے ہیں ، وہ صفت ظاہر کرتے ہیں اور جو ous پر ختم ہوتے ہیں وہ ایسی صفت کو ظاہر کرتے ہیں جس میں اکسیجن کم ہو - اسی طرح Ine- ایسا لاحقہ ہے جو کھاری کیمیائی مرکبات کے ساتھ لگایا جاتا ہے جو گلوکوسائڈ ہوتے ہیں - دراصل یہ سابقے اور لاحقے نہیں- مولوی صاحب انھیں قرارداد یا کنونشن قرار دیتے ہیں - لیکن وہ اصطلاحات سازی کے ان اصولوں کو نہیں مانتے جن میں قرارداد واقع ہوتی ہے - بلکہ ان کے نزدیک یورپ کے مقابلے میں اردو کو اپنے سابقوں اور لاحقوں کے ذریعے موضوعہ اصطلاحات سامنے لانا چاہیئیں - اگر وہ چل گئیں تو یہ بھی چل سکیں گی - گویا وہ اردو کو انگریزی کے مقابلے میں ایک علمی زبان کی حیثیت سے از سرِ نو اٹھانے کے اصول وضع کرتے ہیں اور سابقہ علمِ اصطلاحات سازی کے اصولوں کے مقابلے میں اردو کے اپنے موضوعہ اصول سامنے لاتے ہیں -

ان کے نزدیک ہمیں ایسے سابقے اور لاحقے وضع نہیں کرنے چاہیئیں جو پہلے سے مستعمل نہیں اس مقصد کے لیے وہ جو اصول وضع کرتے ہیں ان کا خلاصہ درج ذیل ہے :[۳۲]

۱- انگریزی زبان کے سابقے اور لاحقے کے مقابل اردو میں سابقہ اور لاحقہ تلاش کیا جائے اگر نہ ہو تو نیم سابقہ اور نیم لاحقہ لیا جائے - اگر وہ بھی نہ ہو تو مرکب الفاظ سازی کے اصولوں پر عمل کیا جائے -

۲- یہ ضروری نہیں کہ سابقہ کے مقابل سابقہ ہو اور لاحقہ کے مقابل لاحقہ ہو - یہ برعکس بھی ہو سکتا ہے -

۳- اگر کسی لاحقے کے معنی مختلف علوم میں مختلف ہوں تو کوئی مضائقہ نہیں -

۴- اگر اردو کا ایک لاحقہ انگریزی کے ایک لاحقے کے مختلف محل کا ساتھ نہ دے سکے تو دوسرے لاحقے استعمال کیے جا سکتے ہیں -

۵- اگر اردو کا ایک سابقہ یا لاحقہ انگریزی کے کئی سابقوں یا لاحقوں کے مقابل آ سکے تو کوئی حرج نہیں - علمیات میں ics- اور ology- کے لیے "یات" کا لاحقہ لگایا جائے ist- لاحقے کے لیے "دان" کا لاحقہ ، Graph- کے لیے "نگار" ، Graphy کے لیے "نامہ" اور "کاری" - Grapher- کے لیے "نویس" اور "کار" لگایا جا سکتا ہے - Scope- کے لیے بین مستعمل ہے مگر انھیں چھوڑ کر اب نما لگانا چاہیئے اور Scopy کے لیے "بینی" یا "بین" استعمال کریں - meter- کے لیے "پیما" استعمال کیا جائے - جراحی کے آلات میں استعمال ہونے والے لاحقے tome- کے لیے "شگاف" کا لاحقہ استعمال کیا جائے - مشابہت کے لیے form- کی جگہ "پیکر" اور oid- کے لیے "نما" استعمال کیا جائے - اسی طرح کیمیا میں ine- اور

۳۲- <u>وضع اصطلاحات</u> ، ص ص : ۲۲۱ تا ۲۲۳ -

in- کی جگہ "ین" استعمال کریں گے اور ferous- کے لیے "دار" کا لاحقہ اور ous- کے لیے "یلا" کا لاحقہ استعمال کریں - ose- کے لیے "گین" اور ism- کے لیے "یت" کا لاحقہ ، able- کے لیے "پزیر" ، cide- کے لیے "مار" کا لاحقہ استعمال کیا جائے علیٰ ہذا القیاس -

۶- فارسی مصدروں کے امروں کے ساتھ اسماٗ کے ملانے سے جو سطلاحی الفاظ تیار ہوتے ہیں تو آخر میں "ہ" کا اضافہ کر دیا جائے جیسے دوپیازہ - بال خورہ - فارسی " ک " بھی استعمال ہو سکتا ہے -

۲:۶ فعلی اصطلاحات کے اصول :

فعلی اصطلاحات کا تعلق مصادر سے ہوتا ہے اور یہ عام طور پر مشتق اصطلاحات کہلاتی ہیں - انگریزی میں ان کے لیے اکثر اوقات لاحقے ize,-ise - tion, -isation, - استعمال ہوتے ہیں - لیکن مولوی صاحب نے صرف ise - کی شکلیں ize - , yze- وغیرہ لی ہیں اور اس کے لیے "نا" یا "انا" کا لاحقہ تجویز کیا ہے - البتہ اگر دو الفاظ مفرد ہوں تو انہیں ملاکر مختصر کر دیا جائے - مثلاً Register (دفتر میں درج کرنا) کو دفترانا یا Eletrolyze (برق + چیرنا سے برقیرنا) - ان کے نزدیک دو الفاظ کو پاس پاس رکھنے سے محض آخری لفظ کے ساتھ مصدر کا "نا" لگانے سے دونوں الفاظ مصدر میں شامل نہیں ہوتے جب تک کہ انہیں ملا کر یک جان یا مختصر نہ کر دیا جائے[۲۵] tion - یعنی اسم مصدر کی مجرد صورت کے لیے البتہ وہ کوئی اصول نہیں دیتے -

---

۲۵- ایضاً ، ص ص : ۲۲۲ تا ۲۲۷ -

۲- برّصغیر میں ہندوستانی کے اصولِ اصطلاحات سازی

کلکتہ اور دہلی کالج کے بعد اصطلاحات سازی کا کام حیدرآباد دکن میں مرتکز ہو چکا تھا - لیکن اس سے پورے برّصغیر میں اردو کی ترقی کے لیے ایسے مشترک اصولوں کی تلاش کا کام شروع ہو گیا تھا - جس کے نتیجے میں بقول مولوی عبدالحق ڈیڑھ ڈیڑھ اینٹ کی مسجدیں بننا شروع ہو گئی تھیں - اس کے ساتھ ساتھ ہندی کا اپنا غلغلہ قائم تھا - چنانچہ پورے برّصغیر کے لیے واحد زبان اور اس کے اصولِ قواعد واصطلاحات کی تلاش کا کام شروع ہو گیا -

۲:۱ صوبہ بہار کی کمیٹی کا معاہدہ :

۲۸- اگست ۱۹۲۷ء کو انجمن ترقیٔ اردو کے ایک اجلاس میں اردو اور ہندی کے حامی شریک ہوئے اور علامہ سید سلیمان ندوی کی صدارت میں اتفاق رائے سے یہ قرارداد پاس کی گئی[۲۶]:-

"ہندوستانی زبان کے قواعد اور اصطلاحات لغات کےلیے بہار حکومت کی طرف سے ایک کمیٹی مقرر کی جائے ، جس میں انجمن ترقی اردو اور ہندی کی نمائندہ جماعت کے قائم مقام مساوی تعداد میں شریک ہوں "-

چنانچہ بابو راجندرپرشاد صدر آل انڈیا ہندی پرچار اور مولوی عبدالحق کے دستخطوں سے ایک معاہدہ طے پاگیا اور اس معاہدے کو عملی جامہ پہنانے کے لیے صوبہ بہار کے وزیر تعلیم ڈاکٹر سید محمود نے بابو راجندر پرشاد کی صدارت میں ایک کمیٹی بنائی جس کے ذمے تصنیف و تالیف اور لغات کی تیاری کے علاوہ ہندی اور اردو کے مصنفین کے لیے اصطلاحات کی تیاری بھی تھی - اس کے ارکان میں مولوی عبدالحق ، ڈاکٹر ذاکر حسین ، پروفیسر غلام السیدین ، مولانا ابوالکلام آزاد ، ڈاکٹر ایس سہنا ،ڈاکٹر بابوسکسینہ ، پروفیسر بدری ناتھ ورما ، ڈاکٹر تاراچند ، پروفیسر نریندر دیو، راجہ رادھیا رام پرشاد اور علامہ سید سلیمان ندوی شامل تھے - مارچ ۱۹۲۸ء میں پٹنہ میں اس کمیٹی کا اجلاس ہوا اور اس میں طے پایا[۲۷]:

"۱- ہندوستانی وہ زبان ہے جو شمالی ہند میں معمولی بول چال اور آپس کے ملاپ کے وقت استعمال کی جاتی ہے اور جو ہندی، اردو کی مشترک بنیاد ہے -

۲- ثانوی درجے تک مختلف مضامین کی کتابوں کی ترتیب و تالیف میں بھی ہندوستانی زبان استعمال کی جائے اور ان کتابوں میں اصطلاحی الفاظ مشترک ہونے چاہیئیں - ان اصطلاحوں کی بنیاد ہندوستانی الفاظ پر قائم کی جائے اور اس طرح کی اصطلاحیں نہ بن سکیں تو دوسری زبانوں سے الفاظ لے کر ہندوستانی کے صرف و نحو کے مطابق بنائی جائیں ......"

لیکن افسوس کہ اس کا کوئی نتیجہ برآمد نہ ہوا - "دوسری زبانوں" کی وضاحت نہ ہو سکی - مولوی عبدالحق نے " ہندوستانی " کا لغت بھی مرتب کرادیا - محمد اجمل خان نے بھی ایسی ایک کوشش کی لیکن یہ ساری کوششیں بے نتیجہ ثابت ہوئیں - " ہندوستانی " محض مسلمانوں کے لیے ایک دل بہلاوے کی چیز تھی -

۲:۲ صوبہ بمبئی کی سفارشات :

مرکزی طور پر ۱۹۲۰ء کے قریب حکومتِ ہند نے اس اصطلاحی انتشار اور اردو ہندی کے قضیے کو ختم کرنے اور ہندوستانی کے مشترک اصول وضع کرنے کے لیے مرکزی مشاورتی تعلیمی بورڈ کی طرف سے اہم قدم اٹھایا - اس سے پہلے حکومتِ بمبئی کے سامنے مقامی زبانوں میں سائنسی اصطلاحات کا مسئلہ درپیش تھا - چنانچہ بورڈ نے سب سے پہلے صوبہ بمبئی سے درخواست کی کہ وہ اس مسئلے پر اپنی رائے بھیجے - چنانچہ محکمہ تعلیم حکومتِ بمبئی کے نائب ناظم مسٹر بی این سیل نے ایک یادداشت ارسال کی جس کا خلاصہ یہ ہے[۲۸] :-

"۱- سارے ہندوستان کے لیے سائنس کی مشترک اصطلاحات مقرر کی جائیں -

۲- ان اصطلاحات کا مشترک اور بڑا حصہ انگریزی اصطلاحات ہوں جو بہ جنسہٖ اختیار کرلی جائیں -

۳- ان اصطلاحات کے لیے ہر ہندوستانی زبان میں تین خاص درجے ہونے چاہیئیں :

الف :بڑا حصہ انگریزی اصطلاحات کا ہو جو عملا سارے ہندوستان کے لیے مشترک ہوگا -

ب : ہر ہندوستانی زبان میں ایک بہت تھوڑی تعداد اسی زبان کے ایسے الفاظ کی ہو گی جو اس زبان سے مختص ہوں گے -

---

۲۶- پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقیٔ اردو ، ص : ۷۷ -

۲۷- بحوالہ: اردو ، اپریل ۱۹۳۸ء، ص ص :۲۵۳ تا ۲۵۵، دیکھیے:ڈاکٹر فرمان فتحپوری، اردو ہندی تنازع، ص ص: ۱۰-۲۰۹ -

۲۸- مولوی عبدالحق ، اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص ص : ۲۲ تا ۲۳ -

ج : سنسکرتی یا دراوڑی زبانوں کے لیے سنسکرت کی اصطلاحیں اختیار یا وضع کر لی جائیں
اور پرسو عربک (فارسی عربی) زبانوں یعنی اردو، پشتو، سندھی کے لیے عربی، فارسی
کی اصطلاحیں ـ لیکن یہ اصطلاحیں تعداد میں بہت تھوڑی ہوں گی ـ
جب کبھی اردو اور ہندی کے میل سے ہندوستانی زبان وجود میں آئے اور وہ کل ہند مشترک
زبان مان لی جائے اور مروّج ہو جائے تو پھر ب اور ج کے حصّے ایک ہو جائیں گے ـ مسٹر
سیل کی رائے ہے کہ سنٹرل ایڈوائزری بورڈ کو ایک مستقل مجلس اس غرض کے لیے بنانی
چاہیئے ـ ان کی یہ قطعی رائے ہے کہ ہمیں بلاتامل تقریباً تمام انگریزی اصطلاحات اپنی
زبانوں میں اختیار کر لینی چاہئیں ـ اور جس وقت اصطلاحیں مقرر ہو جائیں تو تمام نصابی
کتابوں میں حکماً وہی استعمال کی جائیں"ـ

ان سفارشات میں پورے برّصغیر کی واحد زبان " ہندوستانی " قرار دی گئی تھی اور توقع کی گئی تھی
کہ اردو اور ہندی کا وہ افتراق جو فورٹ ولیم کالج کے قیام کے ساتھ ہی للّولال جی کے ایماء پر پیدا کردیا
گیا تھا ، ختم کر دیا جائے گا ـ

۲:۲ دہلی کی مرکزی مشاورتی بورڈ کی سفارشات :

صوبہ بمبئی کی سفارشات پر مرکزی تعلیمی مشاورتی بورڈ دہلی نے ایک کمیٹی اس کام کے لیے مقرر کی
اس کمیٹی کا اجلاس ۱۶ـ۱۵ اکتوبر ۱۹۲۰ء کو سر اکبر حیدری کی صدارت میں حیدرآباد دکن میں منعقد ہوا ـ اس
میں برصغیر کے کئی ناظمین تعلیم ، جامعات کے وائس چانسلر اور سائنسدان شریک ہوئے مولوی عبدالحق لکھتے
ہیں کہ انھوں نے اس میں ایک یادداشت پیش کی ، جس میں کہا گیا کہ سوائے حقیقی بین الاقوامی اصطلاحات کے
باقی اصطلاحات کا ترجمہ کیا جائے اور حسب ضرورت وضع کی جائیں ـ ان اصطلاحات کی دو قسمیں کی جائیں ـ ایک
اوبیاتی زبانوں کے لیے جن کی اصطلاحیں ہندوستانی یعنی اردو میں بنائی جائیں اور دوسری دراوڑی زبانوں
کے لیے ـ لیکن کمیٹی نے مندرجہ ذیل اصول وضع کیے :[29]

"۱ـ بین الاقوامی اصطلاحات انگریزی الفاظ کی صورت میں تمام ہندوستان کے لیے استعمال کی
جائیں گی ـ

۲ـ عام تعلیم کی خاطر ہر ہندستانی زبان کی مخصوص اصطلاحات کا بہ وجہ معروف اور مروج
ہونے کے قائم رکھنا لازم ہو گا ـ لیکن تعلیم کے اعلا درجوں میں (۱) و (۲) کی اصطلاحوں
کی بجائے وہ اصطلاحیں اختیار کی جائیں جن کا ذکر (۳) میں ہے ـ

۳ـ کل ہند بنیاد پر اصطلاحات میں یکسانی پیدا کرنے کے لیے یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ
ایک سنٹرل بورڈ آف ریفرنس مع دہلی کمیٹیوں کے ایسا قائم کیا جائے جس کے فیصلے ان
مسائل کے متعلق صوبائی حکومتوں اور دوسرے علاقوں میں قبول کیے جائیں ـ

۴ـ اس خیال کی بنا پر کہ ہندوستانی زبانیں دو بڑی قسموں یعنی ہندوستانی اور (۲) دراوڑی
میں تقسیم کی جا سکتی ہیں ، ہر قسم کے لیے بورڈ مقرر کیے جائیں تاکہ وہ ہر قسم کی
زبانوں کے لیے مشترک اصطلاحات تیار کرے ـ

۵ـ یکسانی کی خاطر اردو میں ریاضی کے سوالات اور مسئلے بائیں سے دائیں جانب کو لکھے
جائیں ـ

۶ـ یکسانی کے مدنظر نیز منظور شدہ اصطلاحات کو زیادہ سے زیادہ مقبول بنانے کے لیے ان
افسروں کو جو نصاب کی کتابوں کے منظور کرنے کے ذمے دار ہیں، اس بات کا خیال رکھنا ہو
گا کہ ان کتابوں میں صرف وہی اصطلاحات استعمال کی جائیں جو منظور کی گئی ہیں ـ"

یہ سفارشات مشاورتی تعلیمی بورڈ کے سامنے ۱۲ـ جنوری ۱۹۲۱ء کو پیش کی گئیں ـ بورڈ نے کمیٹی کی
سفارش نمبر ۲، خارج کر دی اور کہا کہ نمبر ۳ سے اس کی تکمیل ہو سکتی ہے ـ نیز ہندوستان کی زبانوں کو
ہندوستانی اور دراوڑی کی بجائے سنسکرت اور فارسی، عربی جیسے دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ـ سفارش نمبر
۵ میں ریاضی کے سوالات کی بجائے انہیں ریاضی کے عمل اور ضابطے لکھنے کے لیے کہا گیا ـ یہ وہ بنیاد تھی
جسے آگے چل کر اردو اصطلاحات سازی کے اصولوں کے دو بڑے راستوں پر بٹ جانا تھا ـ ایک ہندی آمیز اور دوسرے
عربی، فارسی آمیز اصطلاحات سازی ـ ایک تو آزادی کے بعد بھارت میں اختیار کیا گیا اور دوسرے کو سقوطِ حیدر
آباد کے بعد پاکستان میں اختیار کیا گیا ـ زبانوں کی تقسیم کا مسئلہ اس دور میں خاصی نازک حیثیت
اختیار کر چکا تھا ـ آزادی کی تحریک واضح رخ اختیار کر گئی تھی ـ مسلم لیگ نے پاکستان کو اپنی واضح

۲۹ـ مولوی عبدالحق ، ایضاً ، ص ص : ۲۲ تا ۳۶ ـ

منزل قرار دیا تھا ۔ چنانچہ زبانوں کے ان دو گروہوں میں تقسیم سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ بورڈ میں اختلاف رائے پیدا ہونا شروع ہوا یہی وجہ ہے کہ ۱۵۔ جنوری ۱۹۳۲ء کو بورڈ کا ایک اور اجلاس ہوا' جس کے بارے میں مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ اس میں زبانوں کی تقسیم کے بارے میں اختلاف پایا جاتا تھا۔ لہذا یہ فیصلہ کیا گیا کہ ایک مرکزی حوالہ بورڈ (Central Reference Board) قائم کیاجائے جسے اختیار دیا جائے کہ وہ حسب ضرورت ماہرین کی ذیلی کمیشیاں مقرر کرے ۔ طے پایا کہ ہندوستانی زبانوں کی تقسیم کے مسئلے سے متعلق تمام امور کا فیصلہ اس بورڈ کے اختیار میں ہو گا اور یہ بورڈ ایک صدر (جو لازماً مرکزی مشاورتی بورڈ کا رکن ہو گا) دو سائنسدانوں اور دو ماہرین السنہ پر مشتمل ہو گا ۔ بورڈ کے فیصلوں پر مولوی عبدالحق نے تفصیلی بیان دیا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :(۵۰)

"زبانوں کی تقسیم جن کی سفارش بورڈ نے اپنے فیصلے میں کی ہے' اس سے ہمیں اختلاف ہے ۔ ہمارے ملک میں کوئی زبان پرسو عربک نہیں ۔ پرسو عربک سے بورڈ کی مراد اردو ، سندھی، پشتو ہے ۔ اردو زبان کی ساخت اور اس کی صرف و نحو بالکل ہندی ہے ۔ الفاظ میں بھی کثرت تعداد ہندی لفظوں کی ہے ۔ یہی حال سندھی اور پشتو کا ہے ۔ عربی فارسی الفاظ کے آجانے سے کوئی زبان عربی فارسی نہیں ہوسکتی ۔ باقی زبانوں کو سنسکرتی خیال کیا گیا ہے۔ یہ بھی صحیح نہیں ۔ اس تقسیم سے بورڈ کا مقصد یہ معلوم ہوتا ہے کہ اردو' سندھی' پشتو کی اصطلاحات عربی فارسی سے اور باقی زبانوں کی سنسکرت سے بنائی جائیں ۔ اس سے ہمارا مقصد فوت ہو جاتاہے جس کا منشا یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اصطلاحیں سلیس اور عام فہم ہوں۔ اگر سنسکرت اور عربی سے اصطلاحیں بنائی گئیں تو وہ ہمارے طالب علموں کے لیے ایسی ہی مشکل ہوں گی جیسی انگریزی اصطلاحیں جو زیادہ تر لاطینی اور یونانی مادوں سے بنائی گئی ہیں ۔"

حقیقت ہے کہ بورڈ بھی تقسیم ہندوستان کی تحریک سے متاثر ہو چکا تھا اور تاریخی فیصلہ بالآخر صادر ہو کر رہنا تھا ۔ جس کے تحت اردو اصطلاحات سازی کا صحیح عمل واقعتاً اردو ، سندھی ،پنجابی ، پشتو وغیرہ ایسی زبانوں کی طرف اور ان علاقوں میں انجام پانا تھا' جنھیں پاکستان کی صورت میں بہت جلد منصۂ شہود پر آنا تھا ۔ دوسری طرف ہندی یا سنسکرت آمیز اردو اصطلاحات کو بھارت میں انجام دیا جانا تھا جہاں رفتہ رفتہ اردو کا مستقبل ہی مخدوش کر دیا گیا ہے ۔ آزادی سے ذرا قبل ۳۱۔ مئی ۱۹۴۷ء کو مرکزی حوالہ بورڈ نے بنگلور کے اجلاس میں ایک قرار داد منظور کی جس کا خلاصہ یہ ہے :(۵۱)

"۱۔ بورڈ کی یہ رائے ہے کہ ایسی اصطلاحات جو مختلف زبانوں میں مروّج ہیں اور نئی اصطلاحات کے مفہوم کو صحیح طور سے ادا کرتی ہیں ، ان کا ضرور لحاظ کیا جائے ۔ لیکن یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بین الاقوامی اصطلاحات ایسے لاحقوں اور سابقوں کے ساتھ جن کی ضرورت بعض خاص زبانوں کے لیے لاحق ہو گی ، اختیار کر لی جائیں ۔ بورڈ کی رائے میں رقمی معاوضے کے اصول پر قابل اشخاص کے مقرر کرنے کی کارروائی فوراً شروع کر دی جائے ان کا کام یہ ہو گا کہ وہ سائنس کی مستند مطبوعات کا ترجمہ کریں جس میں بین الاقوامی اصطلاحات کا استعمال کیا جائے تاکہ وہ ہندوستانی زبانوں کی اسی قسم کی مطبوعات کے لیے نمونے کا کام دیں ۔ سائنس کی ایسی کتابیں نامور سائنس دانوں کے مشورے سے انتخاب کی جائیں ۔

۲۔ اس غرض کے لیے بورڈ نے حسب ذیل پانچ علاقائی کمیٹیاں تجویز کیں ۔

۱۔ جنوبی گروہ : تامل ، تلنگی ، ملیالم ، کنڑی زبانوں کے لیے

۲۔ مغربی گروہ : گجراتی اور مرہٹی کے لیے ۔

۳۔ مشرقی گروہ : بنگالی ، آسامی اور اڑیا کے لیے ۔

۴۔ وسطی گروہ : اردو ، ہندی، ہندوستانی اور پنجابی کے لیے ۔

۵۔ شمالی مغربی گروہ : سندھی ، پشتو اور کشمیری کے لیے ۔ "

مرکزی مشاورتی تعلیمی بورڈ نے اپنا کردار ادا کر کے رخصت ہوا' لیکن آزادی کے ساتھ ہی بھارت میں ہندی کو دفتری اور علمی زبان قرار دے کر عملاً اردو کی ترقی کا راستہ روک دیا گیا لیکن اردو کے بہی خواہوں کے لیے ترقی اردو بیورو کے نام سے نئی دہلی میں ایک ادارہ ضرور قائم کر دیا گیا ۔ اس ادارے نے

۵۰۔ مولوی عبدالحق ، ایضاً ، ص ص : ۳۸ ، ۳۹ ۔

۵۱۔ مولوی عبدالحق ، ایضاً ، ص ص : ۵۰ ، ۶۱ ۔

للّولال جی کی روایت اور چٹرجی کے مشوروں پر خاطرخواہ عمل کیا ۔ پاکستان میں اس کے برعکس رجحانات سامنے آئے ۔ جن کا تجزیہ تیسرے باب میں بھی کیا گیا ہے ۔

۲:۳ سُنیتی کمار چٹر جی کا مشورہ :

اہل اردو کو ہندی کے بہت بڑے مبلّغ سُنیتی کمار چٹرجی نے ۱۹۴۲ء میں کلکتہ سے شائع ہونے والی اپنی کتاب " ہند آریائی اور ہندی " میں کئی مشورے دیے ، جن میں سے چند ایک کو لاشعوری طور پر ہمارے اصطلاحات سازوں نے بھی اصولی طور پر اپنا رکھا تھا ۔ مگر آزادی کے بعد بھارت میں اردو اصطلاحات سازی کے اصول انہی خطوط پر وضع ہوئے ۔ چٹرجی نے اس کتاب میں آزادی کے بعد بھی کئی اضافے کیے اور اس کا اردو ترجمہ عتیق صدیقی نے کیا جو ۱۹۷۷ء میں ترقیٔ اردو بیورو نئی دہلی سے شائع ہوا ۔ ۱۹۸۳ء میں اس کا دوسرا ایڈیشن طبع ہوا ۔ ان کے نزدیک عام زبان اور تہذیبی زبان میں فرق ہوتا ہے ۔ اپنی کتاب میں انھوں نے اسی فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے " ہندوستھانی " کے دو اسالیب "ہندی" اور "اردو" قرار دیے ہیں اور ان دونوں کو پورے آریائی ہند کی مسلمہ زبان قرار دیا ہے۔[۵۲] وہ ہندی کو اردو کا ناگری رسم الخط میں ایک روپ ہی سمجھتے ہیں جبکہ اصطلاحات سازی میں وہ انگریزی کے اثر کو تسلیم کرتے ہوئے لکھتے ہیں :[۵۳]

"حالیہ برسوں میں انگریزی نے بھی ہندوستھانی کو متاثر کیا ہے ۔ ان تمام بڑی زبانوں کی طرح جن کو بین الاقوامی حیثیت حاصل ہو چکی ہے ۔ ہندوستھانی بھی اپنی اسی منزل پر پہنچ رہی ہے ۔ جسے قاموسی (ہمہ گیر) منزل سے موسول کیا جا سکتا ہے ۔ ضرورت پڑنے پر بدیسی الفاظ کو اپنے اندر جوں کا توں جذب کر سکتی ہے ۔ پسماندہ اور علاقہ پرست زبانوں کی طرح فروری اور ہر معنی بدیسی الفاظ کے معاملہ میں یہ چھوت کے عیب میں مبتلا نہیں ۔"

یہاں تک معاملہ درست ہے لیکن بہت جلد وہ ایک اعلیٰ ہندی کے خبط میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور خواہش کرتے ہیں کہ "ہندوستانی کے ناگری روپ ہندی کو سنسکرت کے الفاظ سے معمور کر دیا جائے"۔ ان کے نزدیک اردو کے بعض مصنفین تفریس و تعریب کے رجحان کا شکار ہیں ۔ یہ بات ہندی کے ملکی اور ہندوستانی مزاج کے برعکس ہے ۔ وہ ہندی کے اسم سے فعل بنانے کی قوت پر اظہار رائے کرتے ہوئے دراصل اردو کی قوت بیان کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "کرنا" یا "بنانا" لگانے سے فعل بنایا جا سکتا ہے ۔ اس طرح اپنی اعلیٰ ہندی کو دراصل وہ اردو ہی ظاہر کرتے ہیں :[۵۴]

"اعلیٰ ہندی یا ناگری ہندی کی قواعد تقریباً وہی ہے جو اردو کی ہے ۔ لیکن یہ دیوناگری یا ناگری رسم الخط استعمال کرتی ہے اور یہ دیہی ہندی یا ہندوستھانی (یعنی پراکرت) عناصر کا بھرپور استعمال کرتی ہے اور اس میں ان بہت سے فارسی، عربی الفاظ کا بھی استعمال ہوتا ہے جو اب زبان میں گھل مل گئے ہیں لیکن اعلیٰ تہذیبی الفاظ کے لیے یہ سنسکرت کا سہارا لیتی ہے ۔ یہ رفتہ رفتہ شمالی ہندوستان کے ہندوؤں کی تہذیب اور تعلیم کی زبان بن گئی ہے ۔ پنجاب اور مغربی اترپردیش کے کچھ لوگ اس سے الگ کہے جا سکتے ہیں جو کافی شعور کی کوشش کے باوجود خود کو اردو روایت سے آزاد نہیں کر پاتے ہیں "۔

ایسے اردو پرست ہندوؤں اور مسلمانوں کو وہ اصطلاحات سازی کا بہت بڑا اور بنیادی مشورہ دیتے ہیں کہ جس طرح زبانوں میں اپنے تشکیلی دور میں کوئی ایک رجحان پیدا ہو جاتا ہے ۔ تعمیریت اور مستعاریت ۔ بعض زبانیں کسی ایسی زبان سے پیدا ہوتی ہیں ، جنھیں زمانہ قدیم میں ایک وقار اور تہذیب کی زبان کی حیثیت حاصل رہی ہے اور جن کے ادب کا آج بھی مطالعہ کیا جاتا ہے ۔ ایسی زبانوں کے لیے ضروری مواد کے لیے اپنے مخرج کی طرف رجوع کرنا اور جب ضرورت محسوس ہو اس سے الفاظ مستعار لینا بالکل فطری ہے[۵۵] اور اس کے لیے وہ سنسکرت زبان کو آگے لاتے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ جدید آریائی زبان کی حیثیت سے ہندوستھانی میں بھی سنسکرت کے قدیم ترین ماخذ سے استفادہ کرنے کا " متوقع " اور فطری رجحان نظر آتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی یہ بھی فرماتے ہیں کہ ہندی کی اردو شکل نے اس رجحان کو رفتہ رفتہ ترک کر دیا ہے[۵۶] ان کے نزدیک اردو (ہندوستھانی) کے لیے عربی، فارسی سے سرمایہ مستعار نہ لیا جائے بلکہ ایک ہندوستانی شخص خاص طور پر جب وہ ہندو ہو اور اس کا قومی خود داری کا احساس زندہ ہے تو اس کے ساتھ کون یہ کر سکتا ہے کہ تھوک پیمانے پر سائنس ، ادب اور فلسفہ کی اصطلاحات عرب سے درآمد کرتا رہے ۔ جبکہ سنسکرت اصطلاحات

۵۲۔ سُنیتی کمار چٹرجی ، ہند آریائی اور ہندی ، ص :۱۲۹(وہ مشترک ہندوستانی کو ہندوستھانی کا نام دیتے ہیں) ۔

۵۳۔ ایضاً ، ص ص : ۱۳۱ ، ۱۳۲ ۔

۵۴۔ ایضاً ، ص :۱۳۲ ۔

۵۵۔ بحوالہ: ایضاً ، ص :۲۰۸ ۔

۵۶۔ بحوالہ: ایضاً ، ص ص:۲۰۹، ۲۱۰ ۔

موجود ہیں [۵۷] اس کے ساتھ ساتھ وہ مسلمانوں کو بھی یہ مشورہ دیتے ہیں کہ وہ اللہ کی بجائے "بھگوان" اور نماز کی بجائے "نمس" کہیں ۔ اصطلاحات سازی کے لیے وہ اپنے اصول تحریر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: [۵۸]

"کاروباری زبان سے بڑھ کر جب اعلیٰ اور جدید تصورات کے اظہار کی بات آئے گی تو ہندوستھانی کو الفاظ مستعار لینے ہی ہوں گے کہ یہ ہمیشہ نئے الفاظ نہیں گھڑ سکتی ۔ بنیادی طور پر یہ لفظ سنسکرت سے مستعار ہونے چاہیئیں ۔ دوسرے لفظوں میں کوئی زبان جو واقعی قومی زبان ہو، سنسکرت کو نظر انداز نہیں کرسکتی ۔ تہذیبی الفاظ کی تشکیل اور مستعاریت کے لیے مندرجہ ذیل طریقہ ہونا چاہیئے ۔ جہاں تک ممکن ہو موجودہ مواد سے نئے الفاظ بنانے کے لیے عوام میں رائج طریقوں کو اختیار کیا جائے ۔ پھر سنسکرت سے اور پھر فارسی، عربی یا انگریزی سے الفاظ مستعار لیے جائیں ۔ عمومی اہمیت کے الفاظ کے لیے سنسکرت کو ترجیح دی جانی چاہیئے ۔ خالص اسلامی الفاظ کو فارسی عربی سے لیے جانے کی پوری گنجائش ہونی چاہیئے...... "۔

ان کے نزدیک یا تو صرف عربی، فارسی پر تکیہ کرنا چاہیے یا صرف سنسکرت پر ۔ سنسکرت ، عربی، فارسی کی آمیزش سے نہ تو ہندو خوش ہوتا ہے اور نہ مسلمان ۔ اس لیے بنیادی ماخذ صرف ایک رکھنا چاہیئے اور وہ ہے سنسکرت ۔ عام ہندی جس سے استفادہ کرنے کا مشورہ وحید الدین سلیم اور مولوی عبدالحق دیتے رہے ہے ان کے نزدیک محض عام بازاری بولی ہے اور تہذیبی زبان میں اس کا کوئی حصہ نہیں ۔ ان کے اس مشورے پر بھارت میں اصولی سطح پر اردو اصطلاحات سازی کے کام پر خاطر خواہ عمل کیا گیا ۔

۲:۵ ترقی اردو بیورو، نئی دہلی کے اصول :

بھارت میں آزادی کے بعد ۱۹۴۹ء میں ہندی کو سرکاری زبان قرار دیا گیا لیکن اردو اور دیگر زبانوں کو بھی آئینی تحفظ دینے کی کوشش کی گئی اور ان کے فروغ کے لیے ادارے قائم کیے گئے ۔ انہی میں سے ایک ترقی اردو بیورو، نئی دہلی ہے جو ۱۹۶۹ء میں قائم ہوا ۔ اس نے واضح طور پر عربی فارسی رجحان کو رد کرنا شروع کیا اور ایسے اصول وضع کیے جن میں ہندی اصطلاحوں کو اختیار کرنے کی سفارش کی گئی ۔

ان کے نزدیک ہندوستان کی واحد زبان جیسے چٹرجی نے ہندوستھانی (ہندی+ اردو) قرار دیا ہے ، وضع کرنے کے لیے ضروری ہے کہ اردو میں ہندی اصطلاحوں کو رواج دیا جائے اور اس طرح بالآخر "ہندوستانی" کی منزل تک پہنچا جائے ۔ بیورو کے اصول جزویاتی تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے وضع کیے گئے ہیں ، جن کی روشنی میں کئی موضوعات پر اصطلاحات وضع ہو چکی ہیں ۔ یہ اصول درج ذیل ہیں : [۵۹]

ا۔ ایسی اصطلاحوں کو ترجیح دی جانی چاہیئے جو مروج یا مقبول ہو چکی ہوں ۔ چاہے ان میں کوئی لسانی یا معنوی سقم ہی کیوں نہ ہو ۔

۲۔ اگر کوئی اصطلاح ایک یا زاید معنوں میں مستعمل ہے تو ایسی صورت میں اس کے مختلف مفاہیم کو علیحدہ علیحدہ الفاظ /اصطلاح سے واضح کیا جانا چاہیئے ۔

۳۔ اصطلاحوں اور عام الفاظ میں فرق کیا جانا چاہیئے ۔ عام الفاظ کو فرہنگ میں شامل نہیں کیا جانا چاہیئے ۔

۴۔ کون سا لفظ اصطلاح ہے اور کون سا محض ایک عام لفظ ، اس کا فیصلہ مضمون کے ماہرین کی رائے اور حسب ضرورت معیاری انگریزی لغات کی مدد سے کیا جانا چاہیئے ۔ اگر ایسی لغت یا لغات میں کسی لفظ کے کئی خاص معنی یہ کہہ کر دیے گئے ہیں کہ یہ معنی کسی فن یا کسی علم سے مخصوص ہیں ، تو اس فن یا علم کے مقاصد کے لیے اس لفظ کو اصطلاح تصور کیا جائے گا ۔

۵۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ، ایک اصطلاح کا ایک ہی اردو متبادل دیا جائے ؛ بشرطیکہ وہ اصول نمبر ۲ کی ذیل میں نہ آتا ہو ۔

۶۔ جہاں تک ممکن ہو سکے ، اصطلاح یک لفظی ہی ہونی چاہیئے ۔ ناگزیر صورتوں میں یہ دو لفظی بھی ہو سکتی ہے ۔ ایسی اصطلاحیں کم سے کم وضع کی جائیں جو دو سے زاید الفاظ پر مشتمل ہوں ۔

۷۔ ہندی اصطلاحوں کے اختیار کرنے کو (اگر ایسی اصطلاحیں اردو میں بآسانی تلفظ اور تحریر کی جا سکتی ہوں) عربی اصطلاحوں کے اختیار کرنے پر مراجع سمجھا جائے ۔

۵۷۔ بحوالہ: ایضاً ، ص : ۲۱۲ ،

۵۸۔ ایضاً ، ص : ۲۱۶

۵۹۔ گلاسری آف ٹیکنیکل ٹرمز ، انسانیات ، نئی دہلی ، ترقی اردو بیورو (۱۹۸۱ء) ، ص : دیباچہ ۔

۸۔ اگر اصطلاح کو ایک سے زاید الفاظ کے دریعے ادا کرنے کی ضرورت پیش آئے تو حسبِ ذیل ترکیبات کو ، نیچے دی ہوئی ترتیب کے اعتبار سے ترجیح دی جائے گی ۔
ا۔ وہ ترکیبات جن میں اضافت یا حروفِ ربط و جار کی قسم کے الفاظ و علامات نہ ہوں ۔
ب :وہ ترکیبات جن میں بیائے نسبتی ہو ۔
ج: وہ ترکیبات جن میں اضافت ہو (بشرطیکہ ان میں ایک سے زاید اضافتیں ہوں تو ان میں کم سے کم ایک کو کا ، کی ، کے سے بدل دیا جائے ۔)
د: وہ ترکیبات جن میں کا،کی ، کے وغیرہ استعمال کیے گئے ہوں ۔
۹۔ اگر کوئی اصطلاح ایک سے زاید علم یا فن میں مشترک ہے اور اِن سب علوم وفنون میں ایک ہی مفہوم میں استعمال کی جاتی ہے ، تو اس کا اردو متبادل بھی ہر جگہ ایک ہی رکھا جائے گا ۔
۱۰۔ الفاظ کو وضع کرنے کے اصولوں میں اتنی کشادہ دلی ہونی چاہیئے کہ ہندی ، عربی،فارسی یا عرب فارسی یا فارس عربی اور پراکرت ترکیبات بھی قابلِ قبول ٹھہریں ۔
۱۱۔ اگر کوئی انگریزی اصطلاح مروّج ہو اور عام فہم ہو تو اسے برقرار رکھا جائے ۔ ایسی عام فہم اصطلاحوں کے لیے اردو متبادلات بنانے یا تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ۔
۱۲۔ اعلام کو ایسا ہی لکھا جائے جیسے کہ وہ اردو میں مقبول ہو چکے ہیں ۔ البتہ ایسے اعلام جو ابھی مقبول نہیں ہوئے ہیں ، ان کو اردو حروفِ تہجی کے حدود کا لحاظ رکھتے ہوئے ہر ممکن صحت کے ساتھ لکھا جانا چاہیے ۔
۱۲۔ اگر کوئی علم کسی اصطلاح کا حصہ بن چکا ہے تو اس علم کا اصول نمبر ۱۲ کی روشنی میں اردو میں ترجمہ کیا جانا چاہیئے ۔ "

ترقیِ اردو بیورو دہلی کے اصول اس لحاظ سے قابلِ توجہ ہیں کہ ان میں پہلی بار (اور شاید ابھی تک واحد) اس امر کی طرف توجہ دی گئی ہے کہ عام الفاظ اور اصطلاحات میں واضح امتیاز ہوتا ہے اور اس امتیاز کو اصطلاحات سازی میں ملحوظ رکھنا چاہیئے ۔ عام الفاظ کے اردو متبادلات کے لیے کئی مترادفات استعمال کیے جا سکتے ہیں لیکن اصطلاحی مترادف ایک مفہوم یا مضمون کے لیے واحد ہونا چاہیئے ۔ لیکن ان اصولوں میں جو واضح تضاد ہمیں نظر آتا ہے وہ شق نمبر ۷ اور ۱۰ میں ہے ۔ ایک طرف تو ہندی اصطلاحیں اختیار کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف کشادہ دلی کا راگ الاپا جا رہا ہے ۔ اردو کا مزاج تو یہی " کشادہ دلی " پر مبنی ہے ۔ اس لیے اسے ہندی، عربی ، فارسی اور پراکرتوں میں سے کسی سے گریز نہیں لیکن ان اصولوں میں اس پر عربی پر ہندی کو ترجیح دی جا رہی ہے ۔ اسی طرح دو شقیں نمبر ۶ اور نمبر ۹ بھی ناقابلِ عمل نظر آتی ہیں ۔ نمبر ۶ کے مطابق یک لفظی مترادف اختیار کرنا مشکل ہے ۔ خصوصاً مرکب (یونانی + لاطینی) اصطلاح کی صورت میں ایسا قطعاً ممکن نہیں جبکہ اس میں سابقہ اور لاحقہ ملا کر چار یا اس سے زاید الفاظ استعمال ہو رہے ہوں ۔ اسی طرح شق نمبر ۹ میں تمام علوم و فنون کے لیے ایک ہی اردو متبادل اختیار کرنے کی سفارش کی گئی ہے ایسا اکثر اوقات ممکن نہیں ہوتا ۔ عملاً بھی ترقیِ اردو بورڈ کی اصطلاحات سازی میں اِن اصولوں کو ملحوظ نہیں رکھا گیا ۔

۵-کراچی (پاکستان) میں اصولِ اصطلاحات سازی

آزادی (۱۹۴۷ء) کے بعد پاکستان کا دار الحکومت بننے کا پہلا اعزاز کراچی کو حاصل ہوا - بہت جلد یہ شہر اہم علمی و ادبی مرکز بھی بن گیا - مولوی عبد الحق بھی بھارت میں اردو کے مستقبل سے مایوس ہو کر پاکستان آ گئے اور کراچی میں انجمن ترقیِ اردو کی تاسیسِ نو کی گئی -

میجر آفتاب حسن نے یہاں سائینٹیفک سوسائٹی پاکستان کی بنیاد ڈالی - اردو کو پاکستان کی قومی زبان ٹھہرایا گیا اور جامعہ کراچی نے اردو میں اصطلاحات سازی اور تصنیف و تالیف کے لیے شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ قائم کیا۔ اردو کالج وجود میں آیا - جہاں اعلیٰ سطح تک اردو میں تدریس کا اہتمام کیا گیا کراچی کے اس دور میں حیدر آباد دکن کے اثرات اور میجر آفتاب حسن کے اصولوں کا جائزہ لیا جا سکتا ہے - انہی کے زیرِ اثر جامعہ کراچی کے اصول ہمارے سامنے آتے ہیں -

۵:۱ حیدر آباد دکن کے اثرات :

بلگرامی اور سلیم کے علاوہ دار الترجمہ جامعہ عثمانیہ کے اصول اور تجربات مولوی عبد الحق اور انجمن ترقیِ اردو کے ہمراہ پاکستان میں آئے - اگرچہ یہاں اس سے پہلے اصطلاحات سازی مختلف اداروں میں ہوتی رہی لیکن اصولی سطح پر ہمیں آفتاب حسن اور جامعہ کراچی زیادہ واضح نظر آتے ہیں - انجمن ترقیِ اردو پاکستان مولوی عبد الحق کے اصول (نظر ثانی اور تسہیلیت) کے تحت کام کرتی رہی - اپنے سابقہ ذخیرے کی اشاعت ، اس پر نظر ثانی اور انہی اصولوں کے تحت نئی اصطلاحات سازی کے کام کا آغاز کیا گیا - حیدر آباد دکن کی اصطلاحات کو آغاز کار کے لیے موزوں قرار دیا گیا - حکومتِ پاکستان نے جو کمیٹی قائم کی، اس کے اجلاس میں:

۱- ڈاکٹر رضی الدین صدیقی نے کہا: " اگر اردو کی اصطلاحیں خصوصاً جامعہ عثمانیہ کی اصطلاحیں اور علامتیں اختیار کی جائیں تو پھر ہر مضمون کی کتابیں اردو میں دستیاب ہو سکتی ہیں(۶۰)"

۲- ڈاکٹر افضال حسین قادری نے کہا: " زبان اور اصطلاحات کو خصوصیت کے ساتھ عام کیا جائے -(۶۱)" اور " پچھلی اصطلاحات پر نظر ثانی کی جائے(۶۲) "

۳- کپتان فضل حسین نے کہا " صرف عام اصطلاحات کا ترجمہ کیا جائے - خاص اصطلاحات کو اردو کا رنگ دے دیا جائے - مثلاً کاربن ڈائی آکسائڈ کو اردو میں لکھ دیا جائے تو میرے خیال میں کوئی ہرج نہیں ہے "(۶۳)

یہ وہ مباحث تھے - جن کی بنا پر انجمن ترقیِ اردو تو کوئی نئے اصول پیش نہیں کر سکی لیکن کپتان فضل حسین کی آواز کی بازگشت ہمیں میجر آفتاب حسن کے اصولوں میں نظر آتی ہے -

۵:۲ میجر آفتاب حسن(۶۴) کے اصول :

آفتاب حسن حیدر آباد دکن کے اصولوں ہی کا ایک تسلسل ہیں - ان کے نظریات تین بنیادی اصولوں پر

۶۰- ڈاکٹر مولوی عبد الحق ، اردو بحیثیت ذریعہ وتعلیم سائنس ، کراچی :(۱۹۵۱ء)، ص : ۲۵ -

۶۱- ایضاً ، ص : ۲۷ -

۶۲- ایضاً ، ص : ۳۵ -

۶۳- ایضاً ، ص ص : ۳۰ تا ۳۱ -

۶۴- میجر آفتاب حسن جامعہ کراچی کے شعبہ حیوانیات کے ناظم تھے اور اب سائینٹیفک سوسائٹی پاکستان کے روحِ رواں ہیں - وہ اس انجمن کے اعزازی معتمد ہیں - علی گڑھ سے ایم ایس سی کیا تھا - شعبہ سائنس پاکستان ملٹری اکیڈمی کاکول میں صدرِ شعبہ سائنس رہے - حیدر آباد میں انسپکٹر تعلیم سائنس بھی رہے مددگار ناظمِ تعلیمات اور پھر پرنسپل عثمانیہ کالج اورنگ آباد ہوئے -

پر مبنی ہیں :-

۱- سابقہ ذخیرۂ الفاظ خصوصاً حیدرآباد کے تجربات سے استفادہ -
۲- بین الاقوامی اصطلاحات کا تعین -
۳- آلات کے نام وضع کرنے کے اصول -

پہلے اصول کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں :-(۶۵)

"اصل اصول یہ ہے کہ اردو زبان میں اب تک جو کچھ کام ہوا ہے، اس سے پورا فائدہ اٹھایا جائے، خواہ مخواہ اور بے ضرورت اصطلاحات وضع نہ کی جائیں - جہاں ضرورت ناگزیر ہو وہاں ان اصولوں کو کام میں لایا جائے جو مسلمہ اور متفقہ ہیں -"

دوسرے اصول کے بارے میں لکھتے ہیں :-(۶۶)

" بین الاقوامی اصطلاحوں کے معنی انگریزی اصطلاحیں نہیں ہیں - یعنی انگریزی کتابوں میں جو علمی اصطلاحات استعمال ہو رہی ہیں وہ دنیا کی ساری زبانوں میں من وعن استعمال نہیں ہوتیں - یہ ایک بدیہی چیز ہے جس میں بحث و مباحثے کی گنجایش نہیں ہے - اس کی شہادت وہ تمام اصطلاحی لغات دیتی ہیں جو انگریزی - فرانسیسی ، انگریزی جرمنی ، انگریزی - اطالوی وغیرہ وغیرہ ناموں سے عام طور پر دستیاب ہیں - اگر سائنس کے سارے الفاظ تمام زبانوں یا کم از کم مغربی زبانوں میں ایک ہی ہوتے تو ان لغات کی ضرورت کیا تھی ؟"-

میجر آفتاب کے اس اصول یعنی بین الاقوامی اصطلاحات کو من وعن لینے کے رجحان کا جائزہ آگے چل کر لیں گے -

یہاں میجر صاحب کے اس بیان سے اقتباس ضروری ہے، جو انھوں نے ڈاکٹر عبد السلام کے بیان کے ردِ عمل میں لکھا - فرماتے ہیں :-(۶۷)

"یہ تو ایک امر مسلّمہ ہے کہ بین الاقوامی اصطلاحات کا ترجمہ نہ ہونا چاہیئے اور ہم تو یہاں تک کہتے ہیں کہ ان یورپی الفاظ کو بھی جو اردو کے مزاج کے مطابق اور ہم آہنگ ہوں، قبول کر لیا جائے - بشرطیکہ ان کا بدل اردو میں موجود نہ ہو - غیر ضروری ترجموں سے یقیناً پرہیز کرنا چاہیئے - لیکن ضروری کیا ہے اور غیر ضروری کیا ہے - اس کا فیصلہ تو خود زبان کرتی ہے -"

تیسرا اصول آلات کے نام رکھنے کا ہے - یہ تین طرح کے ہوتے ہیں ، صفاتی ، نسبتی اور اختصاری - ان تینوں کے بارے میں انھوں نے تفصیل سے روشنی ڈالی ہے :-(۶۸)

"(الف) صفاتی وہ نام ہے جس سے آلے کی صفات کا اظہار ہوتا ہے اور نام لیتے ہی اس کے کام کا اندازہ ہو جاتا ہے -

مثلاً انگریزی کی اصطلاح Cylinder ایک بیلن نما شے یا استوانے کو کہتے ہیں - Barometer مرکب ہے Baro اور Meter کا - یعنی بوجھ ناپنے والا - Meter ایک عام لاحقہ ہے جو سائنسی آلات میں استعمال ہوتا ہے اور ناپنے والے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے - اردو میں بھی اس لاحقے کے لیے ہمیشہ " پیما " لاتے ہیں - اس طرح جو مرکب اصطلاح بنتی ہے، وہ اردو میں بھی اپنے وہی قطعی معنی دیتی ہے -

مثلاً Hydrometer آب پیما Manometer، داب پیما ، تقطیب پیما وغیرہ - اسی طرح جن آلوں کے نام کے آخر میں Scope آتا ہے، اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ وہ کچھ دکھاتے ہیں - مثلاً Telescope دوری دکھانے والا Microscope چھوٹی چیزیں دکھانے والا، Electroscope برق دکھانے والا ، وغیرہ وغیرہ - اس Scope کے لیے اردو میں کہیں کہیں "بین" لیکن زیادہ تر "نما" استعمال ہوتا ہے - اس لحاظ سے Telescope کو دوربین Microscope خوردبین ، Electroscope کو برق نما اور Spectroscope کو طیف نما کہتے ہیں - وغیرہ وغیرہ - یہاں پر لاحقہ "نما" اس لیے صحیح ہے کہ یہ آلہ دکھاتا ہے -

اسی طرح لاحقہ Graph ہے جس کے معنی درج کرنے کے ہیں - یہ آلات صرف دیکھتے ہی نہیں اس کے ساتھ ساتھ کاغذ یا فوٹو پر اندراج بھی کرتے رہتے ہیں - اس لیے اردو میں Graph کے لیے " نگار" کا لاحقہ استعمال ہوتا ہے مثلاً Electrograph برق نگار ، Spectrograph طیف نگار، Electrocardiograph برقی قلب نگار وغیرہ وغیرہ -

---

۶۵- آفتاب حسن ، سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں ، ص : ۹ -

۶۶- آفتاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، ص : ۲۲ -

۶۷- آفتاب حسن ، " دوعملی زبان " ،روزنامہ "جنگ" ، کراچی ، ۲۶- فروری ، ۱۹۸۶ء-

۶۸- آفتاب حسن ، سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں ، ص ۔ ۱۰۸ -

یہ تو ہوئے صفاتی ناموں کے اصول۔اب دوسرے متفرق ناموں کو لیجیئے۔Aerial وہ تار ہے جو ہوا میں کھینچا جاتا ہے جس سے ریڈیائی شعاعیں ریڈیو تک پہنچتی ہیں ۔ " ایریل " اردو میں بے معنی ہے ، چاہے تمام ریڈیو فروخت کرنے والے اس کو اسی نام سے پکاریں ۔ اہلِ علم اور اہلِ اصطلاح اس کو "ہوائیہ" کہتے ہیں ۔

Analyser تشریح کرنے والا ۔ اردو میں اس کو "تشریح گر" اور کبھی کبھی " تجزیہ کار " بھی کہتے ہیں ۔

Wireless بے تار ۔ اردو میں اس کو " لاسلکی " کہتے ہیں ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ غرض یہ کہ اس قسم کے سارے انگریزی نام آلات کی صفات کو ظاہر کرتے ہیں اور خاص ادبی ترکیب رکھتے ہیں اور زبان کا جز ہیں ۔ اردو میں ان ہی خصوصیات کو قائم رکھنا ضروری ہے ۔

(ب) دوسرا گروہ ان آلات کا ہے جو کسی شخص یا فرد کے نام پر ہیں جنہیں نسبتی کہا جاتا ہے ۔ مثلاً Voltmeter, Wilson's Cloud chamber, Wimshurst's machine

Ammeter اور Yagi Aerial وغیرہ وغیرہ ۔ ظاہر ہے کہ ان اصطلاحوں میں اشخاص کے نام اپنی جگہ پر رہیں گے ۔ صرف ان حصوں کا ترجمہ ہو گا جو وضاحتی ہیں ۔ مثلاً متذکرہ بالا آلات کو علی الترتیب اردو میں ومشرٹ مشین ، ولسن کا بادل خانہ ، وولٹ پیما ، ایم پیما اور یاگی ہوائیہ کہیں گے ۔

واضح رہے کہ لفظ مشین کو اردو نے اپنا لیا ہے ۔ اس طرح بے شمار الفاظ اردو میں بیرونی زبانوں سے داخل ہو گئے ہیں ، زبردستی داخل نہیں کیے گئے ہیں ۔ موزوں الفاظ اپنی جگہ خود بنا لیتے ہیں ۔

(ج): تیسرا گروہ ان آلات کا ہے جنہیں اختصاری کہا جا سکتا ہے ۔ ان کے نام ہیں تو معنی دار اور یہ رکھے گئے ہیں ان کے عمل کو سامنے رکھ کر۔لیکن یہ ظاہر ان کے معنی نظر نہیں آتے مثلاً Radio بنا ہے Radiation یعنی اشعاع سے ۔ Dynamic, Dynamo یعنی قوت سے Cyclotron وہ مشین جو ذرات کو چکر دے کر تیز کرتی ہے ، اس لیے Cyclo کا لفظ آیا ہے ۔ Bevatron اس کا سابقہ Bev انگریزی Billion electron volt کا مخفف ہے ۔ اسی قوت سے یہ مشین کام کرتی ہے ۔ Xeroxmachine وہ مشین جو بغیر روشنائی برقی طریقوں سے طباعت کرتی ہے ۔ Zeta جو مخفف ہے Zero energy thermonucler assembly کا Radar, جو مخفف ہے Radio detection and range کا ۔ اسی طرح Camera اور Transistor وغیرہ ہیں۔

ان میں سے جو چل سکتے ہوں ضرور چلائے جائیں۔جو کھپ سکتے ہوں انہیں ضرور کھپایا جائے لیکن یہاں بھی یہی تجربہ ہو گا ۔ بعض الفاظ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی ناموزونیت کے سبب کسی غیر زبان کے جز بن ہی نہیں سکتے ۔ "

ان میں بھی وحید الدین سلیم کے اصولوں کی بازگشت بھی نظر آتی ہے ۔ فرق یہ ہے کہ میجر صاحب نے تفصیلی انداز سے آلاتی ناموں کا ذکر کیا ہے جبکہ مولوی سلیم نے ان کا ذکر محض لاحقوں کے ضمن میں کیا ہے۔ ان کے ہاں بھی Graph کے لیے نگار تجویز کیا گیا ہے ۔ البتہ تیسرے گروہ کے بارے میں میجر صاحب کی یہ تجویز قابلِ توجہ ہے کہ ان میں جو چل سکتے ہوں ضرور چلائے جائیں البتہ بعض الفاظ اپنی ناموزونیت کی بنا پر کسی غیر زبان کا جز نہیں بن سکتے ۔

جہاں تک ریاضی کی علامات کا تعلق ہے ۔ میجر آفتاب حسن بھی دیگر بہت سے ماہرین کی طرح انہیں اردو میں استعمال کرنے کے حامی ہیں سوائے نشانات کے مثلاً (۶۹) ، - ، x ، ÷ ، ‍ ، ‍ ، = ، ∫ ، ⊥ ، ‖ ، ∠ ، > ، < ۔ وغیرہ ۔ البتہ مختفات مثلاً dy/dx کو "فرما/فرلا" اور log x کو "لوک لا" قرار دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ یہ کوئی نیا طریقہ نہیں ۔ جامعہ عثمانیہ میں ۱۹۱۸ء سے ۱۹۲۷ء تک ان علامتوں کو استعمال کیا جاتا رہا ہے ۔

میجر آفتاب حسن اصطلاحات کو علوم کی جان سمجھتے ہیں۔ان کے نزدیک اصطلاحات سازی ایک مشکل اور پیچیدہ فن ہے ۔ " اگر اس قدر آسان ہوتی تو پھر یہ ساری کاوشیں جو ہمارے بزرگ کرتے چلے آ رہے ہیں ، ان کی ضرورت نہ تھی (۷۰)

ان کے نزدیک جو اصطلاحیں اردو زبان میں عرصے سے مستعمل ہیں محض انگریزی پڑھانے کے شوق میں انہیں ترک نہیں کر دینا چاہیئے ۔ اس مقصد کے لیے مصنفین اور اساتذہ کو اصطلاح ساز اداروں سے رجوع کرنا چاہیئے ۔

۶۹۔ بحوالہ : سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں ، ص ص : ۲۳،۲۲ ۔

۷۰۔ ایضاً ، ص : ۶ ۔

۵:۲ شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ، جامعہ کراچی

جامعہ کراچی نے اردو اصطلاحات سازی اور درسی کتب کی تدوین و اشاعت کے لیے ۱۹۵۶ء میں شعبۂ تصنیف و تالیف و ترجمہ قائم کیا ـ جس میں دہلی کالج، سائنٹیفک سوسائٹی علی گڑھ ، جامعہ عثمانیہ اور انجمن ترقی اردو وغیرہ کے اصولوں اور ذخیرہ اصطلاحات سے استفادہ کیا گیا ـ نئی اصطلاحات کے لیے دو بنیادی اصولوں کو ملحوظ رکھا گیا ہے ـ یہ اصول حسب ذیل ہیں :[۴۱]

"(۱) اصطلاح ایسی بنائی جائے جو زبان کے سانچے میں بھی ڈھلی ہو اور فن کے اعتبار سے بھی ناموزوں نہ ہو ـ یہ اسی وقت ممکن ہوتا ہے جب اصطلاح سازی صرف سائنسدان ہی پر چھوڑ نہ دی جائے ـ اس کام کے لیے ماہرین زبان اور ماہرین فن دونوں کا یک جا ہونا ضروری ہے ـ ماہر فن اصطلاحات کا مطلب سمجھاتا ہے اور ماہر زبان اس کے مترادف کی موزونیت یا غیر موزونیت پر اپنی رائے کا اظہار کرتا ہے ـ یہی طریقہ کامیابی کے ساتھ کام کرنے کا ہے ـ

(۲) بین الاقوامی اصطلاحات کا یعنی ان اصطلاحات کا جو دنیا کی تمام زبانوں میں بجنسہٖ استعمال ہو رہی ہیں ، ترجمہ نہ کیا جائے"ـ

پہلا اصول ہمیں دارالترجمہ حیدرآباد دکن کے اصول کا عکس نظر آتا ہے اور دوسرے اصول کا جائزہ ہم میجر آفتاب حسن کے اصولوں میں لے چکے ہیں ، جو اتفاق سے اس شعبے کے بھی ناظم تھے ـ البتہ یہاں ہمیں بین الاقوامی اصطلاحات کی تفصیل اور تخصیص ملتی ہیں جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے :[۴۲]

"(۱) بین الاقوامی اصطلاحات کا یعنی ان اصطلاحات کا جو دنیا کی تمام زبانوں میں بجنسہ استعمال ہو رہی ہیں ترجمہ نہ کیا جائے ـ

مثلاً کیمیا میں عناصر کی علامتوں کو حسب حال رہنے دیا جائے یعنی آکسیجن کے لیے O نائٹروجن کے لیے N اور یورنیم کے لیے U وغیرہ وغیرہ ـ

حیوانیات میں Order (قبیلہ) Generan (جنس) اور Species (نوع) کے لاطینی ناموں کا ترجمہ نہیں کیا جائے گا مثلاً " معمولی مکھی " کا اصطلاحی لاطینی نام Musca domestica ہے۔اردو میں بھی اس کو " مسکا ڈومسٹیکا " ہی کہیں گے ـ اسی طرح گلاب کے پھول کو " روزا انڈیکا " اور نیم کے درخت کو " ایزاداکٹکا انڈیکا " کہا جائے گا ـ

(۲) اشیاء اور ادویات کے ناموں کا ترجمہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے مثلاً پنسلین ،کلورو مائی سٹین ، اسٹی رول ، وغیرہ وغیرہ۔ اسی طرح کیمیا میں جن عناصر کے نام پہلے سے موجود ہیں وہ قائم رہیں ـ جدید عناصر کے ناموں کا ترجمہ نہ کیا جائے اور مرکبات کے انگریزی نام بھی برقرار رکھے جائیں ـ

(۲) جن مرکبات کے نام پہلے سے موجود ہیں، وہ بھی برقرار رہیں گے مثلاً Iron کے لیے اردو میں لوہا قائم رہے گا لیکن Ferrous sulphate کو اردو میں فیرس سلفیٹ اور عام زبان میں سبز توتیا کہیں گے ـ Sodium کو اردو میں سوڈیم کہیں گے Sodium chloride کو اصطلاحاً سوڈیم کلورائڈ اور عام زبان میں معمولی نمک کہیں گے ـ

(۲) ریاضیات میں علامتوں اور ترقیمات کو بدلا نہیں جائے گا ـ مثلاً

$$\Sigma ،\ \pi ،\ + ،\ - ،\ \pm ،\ \times ،\ \div ،\ = ،\ \equiv ،\ > ،\ < ،\ \therefore ،\ \because ،\ \surd ،\ \angle ،$$
$$\llcorner ،\ \triangle ،\ \perp ،\ \parallel ،\ \bigcirc ،\ ' ،\ '' ،\ '''' ،\ (\ ) ،\ [\ ] ،\ \int ،\ -$$

یہ بین الاقوامی چیزیں ہیں یہ اسی طرح رہیں گے ـ

ترجمہ کے لیے درج ذیل اصول اپنائے گئے :-

"(الف) اصطلاح زبان اور فن کے لحاظ سے موزوں ہو ، مختصر ہو اور حتی الوسع اپنے معنی کے کل یا جز کی اس میں نمائندگی ہو ـ

(ب) اصطلاح سازی میں عربی ، فارسی، ہندی ،سنسکرت اور ان تمام زبانوں سے مدد لی جائے، جو ہماری زبان کے جز ہیں ـ

۴۱ـ آفتاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، ص : ۳۲ ـ

۴۲ـ "اصول وضع اصطلاحات" ، جریدہ ، نمبر ۱ ،کراچی یونیورسٹی ، شعبۂ تصنیف وتالیف و ترجمہ ـ

(ج) ان بیرونی الفاظ کو بھی استعمال کیا جائے جو اردو زبان کے مزاج کے مطابق ہوں۔
(د) جو اصطلاحیں قدیم سے رائج ہیں ، مفید اور موزوں ہوں برقرار رہیں ۔
(ہ) اسماء سے افعال بلاتکلف بنائے جائیں ۔
(و) ضرورت ہو تو ہندی الفاظ کے ساتھ عربی فارسی کا جوڑ اور سابقے لاحقے لگائے جائیں۔
(ز) اردو اصطلاح سازی میں ایک اصول بن گیا ہے کہ Meter کے لیے "پیما" Scope کے لیے "نما" ، Graph کے لیے نگار ، Logy کے لیے " یات " ، Oid کے لیے " سا " Ferous کے لیے "بردار" ، Genous کے لیے " زا " وغیرہ استعمال ہورہا ہے اس کی پابندی کی جائے گی ۔

ان اصولوں میں سے ریاضی کی علامت سے ڈاکٹر رضی الدین صدیقی نے قدرے اختلاف کیا ہے ۔ شق " ج " کا اطلاق ترقیِ اردو بیورو ، دہلی نے بھی کیا ہے ۔ یہاں بھی ہمیں ہندی اور سنسکرت سے الفاظ سازی کا رجحان ملتا ہے ۔ شق " ز" پر وحید الدین سلیم نے " وضع اصطلاحات " میں مفصل بحث کی ہے ۔ یہ شق اسی کی آئینہ دار ہے ۔

۵:۴ ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی کے نظریات :

ڈاکٹر صدیقی صاحب ملک کے معروف سائنسدان ، سائنس اکیڈمی کے صدر ہیں۔ کئی یونیورسٹیوں بشمول جامعہ عثمانیہ ، جامعہ کراچی کے وائس چانسلر رہ چکے ہیں ۔ مقتدرہ قومی زبان کی ہیئتِ حاکمہ کے رکن ہیں ان کے اصولِ اصطلاحات سازی کی بنیاد اس امر پر ہے کہ سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات خصوصاً حیدر آباد دکن کے تجربات سے استفادہ کیا جائے ۔ پاکستان بنتے ہی مولوی عبدالحق صاحب کے اصرار پر انھوں نے اپنا نظریہ پیش کیا (۴۲)

" علمی اصطلاحوں کے متعلق بھی ابتداً میں دقتیں پیش آئیں گی ۔ جامعہ عثمانیہ میں سینکڑوں ماہرینِ فن اور ماہرینِ لسانیات کے اشتراکِ عمل سے لاکھوں روپیہ خرچ کرکے ہر مضمون کی اصطلاحیں بنائی گئی تھیں ۔ پھر انجمن ترقیِ اردو نے ان میں سے بعض مضامین کی اصطلاحوں پر نظرِ ثانی کی اور ان کو زیادہ سلیس بنا دیا ۔ ابتداً میں ان اصطلاحوں کو اختیار کیا جا سکتا ہے اور ان کو بتدریج بہتر بنانے کی کوشش کی جا سکتی ہے "۔

جہاں تک علوم ریاضی کی علامتوں کا تعلق ہے ، انھوں نے انھیں ذرا سی ترمیم کے ساتھ اپنانے کی تجویز دی ہے (۴۳) مثلاً + ، − ، × ، ÷ ، $\frac{1}{2}$ ، ( ) ، { } ، [ ] ، ∫ ، ∞ ، ≐ ، ≡ ، π وغیرہ قائم رکھے جائیں ۔ جزر (Root) کی علامت √ کی بجائے ⌐ ہونی چاہیئے ۔ سگما Σ کی علامت ∑ ہو ۔ البتہ Log. کے لیے " لوک " Exp کے لیے " قو " ۔ یونانی حروف α ، β ، γ کے لیے عس ، بہ ، جہ ۔ f (x) کے لیے ف (لا) تجویز کرتے ہیں ۔ یہ علامتیں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے اصولوں میں بھی دکھائی دیتی ہیں ۔ یہ تجاویز ہمیں نواب بلگرامی کے ہاں بھی نظر آتی ہیں اور وحید الدین سلیم کے ہاں بھی یہی جذبہ نظر آتا ہے کہ جدید علوم اردو میں پورے طور سے پڑھائے جائیں۔ اور ان کے لیے پورے طور سے علامات ، طریقے اور ترقیمیں وضع کی جائیں ۔ چنانچہ جامعہ کراچی کے اصولوں کے علاوہ مقتدرہ کی کمیٹی برائے علاماتِ ریاضی میں بھی ہمیں اسی کا پرتو دکھائی دیتا ہے ۔

۵:۵ ڈاکٹر شوکت سبز واری کا ردِّ عمل :

معروف ماہرِ لسانیات ڈاکٹر شوکت سبزواری نے جامعۂ کراچی کے اس رجحان پر پاکستانی نقطۂ نظر سے پہلا ردِّ عمل ظاہر کیا کہ ہندی اور سنسکرت سے بھی مدد لی جائے ۔ وہ اسے زبان کے لحاظ سے مستحسن قرار نہیں دیتے ۔ ان کے نزدیک لفظوں کو جوڑنے اور دو مختلف زبانوں کے الفاظ کا پیوند لگانے کے لیے ان میں صوتی مناسبت اور ایک طرح کی مزاجی ہم آہنگی ہونی چاہیئے ۔ اپنے مقالے میں جو بعد میں ان کی کتاب

۴۲۔ مولوی عبدالحق ، اردو بحیثیت ذریعۂ تعلیم سائنس ، ص ص: ۳۲ ، ۳۳ ۔
۴۳۔ بحوالہ " اردو ہندسے اور ریاضی کی علامتیں " اخبارِ اردو ، اسلام آباد (۱۹۸۲ء) ، ص ص: ۸، ۹ ۔

" اردو لسانیات " کا حصہ بھی بنا ،لکھتے ہیں :[۷۵]

" انسان کی طرح زبان کا بھی مزاج ہوتا ہے، جس کا وضع اصطلاحات کے وقت بہرحال خیال رکھنا چاہیئے۔ عام بول چال کے الفاظ پر تو کسی کا اجارہ نہیں - جو لفظ عوام کی ٹکسال سے چل نکلا، وہ رائج الوقت سکہ ہے - اصطلاح سازی البتہ اہلِ علم کا کام ہے - یہ ان کے اختیار میں ہے کہ وہ زبان کے مزاج و منہاج کی مناسبت سے اصطلاحیں وضع کریں - اصطلاح میں جو عظمت اور ایک طرح کی گمبھیرتا ہوتی ہے اس کا تقاضا ہے کہ اصطلاحی الفاظ صوتی لحاظ سے موزوں ، قواعدِ زبان کے مطابق ، بناوٹ میں بھاری بھر کم اور دلالتِ معنی کی رُو . سے مناسب ہوں - ہر چند فارسی الفاظ کے آخر میں نسبت کی "ی " لاحق کر کے ہزاری ، بزاری جیسے الفاظ عام طور سے اردو میں وضع کیے جاتے رہے ہیں، لیکن مستند علمی زبان میں فارسی الفاظ پر یائے نسبت کا اضافہ ثقاہت کے خلاف ہے - جیسے خودی (خود+ی) ،پہلوئی (پہلو+ ئی)،لبی (لب + ی)، دولبی (دو+ لب + ی) وغیرہ اور ان وضع کردہ الفاظ پر عربی کی "ۃ " داخل کرنا یا ٹھیٹ ہندی الفاظ پر " ی" بڑھانا، ایسا ہے جیسے کریلا اور نیم چڑھا مثلاً جوڑا ،جوڑی (جوڑا + جوڑ + ی) تالوی (تالو + ی) دانت بیٹھکی (دانت + بیٹھک + ی) تالویۃ (تالو+ ی + ۃ) ،خردیت (خرد ا ی+ ۃ) -"

ان کے نزدیک زبان کا یہ مزاج عربی فارسی کی آمیزش سے بنتا ہے - سنسکرت سے تو مدد لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا - جہاں تک اصطلاحات کی اقسام کا تعلق ہے، وہ اس کے سرے سے قائل ہی نہیں - ان کے نزدیک اصطلاحات عموماً مفرد ہوتی ہیں - مرکباتِ اصطلاحات بہت کم ہیں - لیکن اصطلاحات کی نحوی ترکیب میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ اصطلاحات زیادہ تر مرکب ہوتی ہیں - تاہم ان کے نقطۂ نظر سے اصطلاحات سازی کے مندرجہ ذیل اصول ہمارے سامنے آتے ہیں :[۷۶]

" ۱- مفرد اصطلاح کا ترجمہ مفرد لفظ سے کیا جائے -

۲- مرکب اصطلاحوں کو بھی مفرد الفاظ دیے جائیں -

۳- جن مرکبات کو اصطلاح کی حیثیت حاصل نہیں ، ان کے جوڑوں کا الگ الگ ترجمہ کر کے اردو ترکیب کی صورت میں نہ جوڑا جائے - بلکہ اسے قاری پر چھوڑ دیا جائے، مثلاً Law of polarity کے لیے الگ الگ الفاظ Law اور Polarity کا الگ الگ ترجمہ قاری کو معلوم ہے، اس لیے اس پورے جوڑ کا ترجمہ نہ کیا جائے -

۴- فلسفۂ لغت ، جالینوسی شکل، ماورائی تصوریت ، بند مصوتہ ، ہم آہنگی" جیسے مرکبات غیر ضروری ہیں -

۵- قدیم اصطلاحیں جو زبان میں گھل مل گئی ہیں ، انھیں برقرار رکھا جائے۔ نئے الفاظ نہ گھڑے جائیں -

۶- نئی اصطلاحات کا لفظی ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ اصطلاحی مفہوم واضح کیا جائے -

ڈاکٹر شوکت سبزواری نے اگرچہ یہ اصول شعبہ تالیف و ترجمہ ، جامعہ کراچی کی شائع کردہ " فرہنگ اصطلاحاتِ فلسفہ " کے تبصرے میں وضع کیے تھے اور ان میں مرکب اصطلاحات سے متعلق ان کے نظریات شاید قابلِ قبول نہ ہوں لیکن ان کا یہ جذبہ پاکستانی لہجے کی نشاندہی کرتا ہے جو آگے چل کر ہمیں علامہ شبیر بخاری جیسے ماہرین کے ہاں نظر آتا ہے - دوسرا اصول جو ان کے ہاں قابلِ توجہ ہے، وہ اصطلاحی مفہوم واضح کرنے کا ہے - یعنی اصطلاحات کا ترجمہ اس طرح سے ہونا چاہیے کہ وہ اپنے مفہوم پر دلالت کرتا ہو -

۵:۶ ڈاکٹر معین الدین عقیل کی تجاویز :

مولوی عبدالحق اور میجر آفتاب حسن کی روایت کو جامعہ کراچی میں ڈاکٹر معین الدین عقیل نے آگے بڑھایا ہے - انھوں نے دورِ جدید میں اُردو اصطلاحات سازی کے رجحانات کا جائزہ لے کر مقتدرہ قومی زبان کے سیمینار " اصولِ وضع اصطلاحات " (۱۹۸۶ء) میں اپنی تجاویز پیش کی ہیں - ان میں نسبتاً جامعیت نظر آتی ہے- وہ اصطلاحوں کے بلاوجہ استرداد کے قائل نہیں - ان کے نزدیک اصطلاحات سازی کی تین سطحیں ہیں :-

۱- نظر ثانی

۲- ترجمہ

۳- وضعِ اصطلاحات

۷۵- ڈاکٹر شوکت سبزواری ،"علمی اصطلاحات کے اردو ترجمے " ، ماہِ نو، کراچی مارچ ۱۹۶۲ء،ص :۲۵، مشمولہ " اردو لسانیات " ، ص : ۱۸۲ -

۷۶- محولہ بالا مقالہ ، ص ص:۲۶و ۱۲۹، محولہ بالا ، ص ص : ۱۸۳ تا ۱۸۸ -

گویا ان کے نزدیک پہلے ہمیں سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات پر نظر ثانی کر لینی چاہیئے ، پھر نئی انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ کرنا چاہئے – آخر میں وہ نئی اصطلاحات وضع کرنے کے اصول بیان کرتے ہیں – بین الاقوامی اصطلاحات کے ضمن میں ان کے اصول منفرد ہیں ، وہ انہیں اختیار کرنا چاہتے ہیں لیکن ان کے اردو مترادفات بھی قوسین میں بیان کر دینا چاہتے ہیں تاکہ طلبہ ان کے مفہوم سے آگاہ ہو سکیں – نظر ثانی کے ضمن میں وہ لکھتے ہیں :[۷۷]

" (الف) وہ تمام اصطلاحات ، جو مفہوم کی مکمل ادائیگی کرتی ہیں ، انہیں برقرار رکھا جائے – چاہے وہ مشکل ہی محسوس ہوں –

(ب) جن اصطلاحات میں صحت اور سلاست کے لحاظ سے ردّو بدل کی گنجائش ہو ، ان میں مناسب ردّ و بدل کر لیا جائے –

(ج) ایک مفہوم کے لیے – یا ایک انگریزی اصطلاح کے لیے صرف ایک ہی اردو اصطلاح رکھی جائے – باقی قلم زد کر دی جائیں –

(د) اگر ایک ہی مفہوم کے لیے ایک سے زیادہ اصطلاحات موجود ہوں ، چاہے وہ مروج اور مقبول ہی کیوں نہ ہوں ، ان میں سے صرف مفہوم سے قریب تر اصطلاح اختیار کی جائے اور اگر ایسی کئی اصطلاحات ہوں تو زیادہ مروّج اصطلاح باقی رکھی جائے –

(ہ) جو انگریزی اصطلاحات ہماری زبان میں عام طور پر مستعمل ہو گئی ہیں اور وہ اردو میں بے جوڑ محسوس نہیں ہوتیں برقرار رکھی جائیں –

(و) جن انگریزی اصطلاحات کے مناسب اردو مترادفات موجود ہیں ، ان کے لیے صرف اردو اصطلاح باقی رکھی جائے –

اصطلاحات کے ذخیرہ پر نظر ثانی کے بعد جن انگریزی اصطلاحات کے لیے اردو میں مترادفات موجود نہ ہوں ، ان کے نزدیک ان کا ترجمہ ہوجانا چاہیئے – اس کام کے لیے انھوں نے درج ذیل تجاویز دی ہیں :[۷۸]

( ) الفاظ کو رواں ، سہل اور بلاتکلف استعمال کرنے کے لیے اسماً سے افعال بنانے کی روایت مفید ہو سکے گی – مثلاً اپنانا یا قومیانا – یہ اپنے مترادف انگریزی الفاظ کے مفہوم کو بہتر صورت ادا کرتے ہیں – جب کہ اردو میں یہ نئے الفاظ ہیں — اس انداز سے مفرد کے ساتھ ساتھ مرکب الفاظ بھی بنائے جا سکتے ہیں –

(ب) تراکیب بناتے ہوئے ضروری ہو جائے تو مسلمہ قواعد سے قدرے انحراف میں کوئی مضائقہ نہیں ، جیسا کہ اردو میں رواج موجود ہے – مثلاً لبِ سڑک ، سمجھ دار ، لاچار وغیرہ – اسی طرح عربی و فارسی الفاظ کے ساتھ ہندی کے سابقے اور لاحقے یا ہندی الفاظ کے ساتھ عربی و فارسی کے سابقے اور لاحقے استعمال کر لیے جائیں –

لیکن اگر انگریزی اصطلاحات کے لیے اردو میں کوئی لفظ موجود نہ ہو اور ان کا ترجمہ بھی ممکن نہ ہو تو انہیں وضع کر لیا جائے – اس سلسلے میں ان کی تجاویز کچھ یوں ہیں :[۷۹]

( ) تراکیب و اشتقاق کے اصول سے نئے الفاظ وضع کیے جائیں –

(ب) اشیا کے اوصاف کے مطابق نئے نام تخلیق کر لیے جائیں –

(ج) مفہوم کے لحاظ سے آزادانہ نئی اصطلاح وضع کی جائے –

(د) نئی اصطلاح وضع کرتے وقت یہ کوشش ہونی چاہیئے کہ وہ کسی دوسرے علم میں مختلف معنوں میں استعمال نہ ہو —

(ہ) اگر نیا لفظ بھی تخلیق نہ کیا جا سکے تو انگریزی اصطلاح کو اختیار کر لیا جائے – اور اگر ان کی ادائیگی اور انہیں اردو میں لکھنے میں دشواری ہو تو ممکنہ اردو تلفظ کے مطابق قدرے تبدیل کر لینا چاہیئے –

(و) وہ الفاظ جو اصلاً عربی ، فارسی یا اردو کے ہیں ، لیکن انگریزی میں دخیل ہو گئے ہیں اور ان کی شکل بدل گئی ہے – جب وہ اختیار کیے جائیں تو انہیں ان کی اصل صورت میں اختیار کرنا چاہیئے ، جیسے امیر البحر ، جس کے لیے اب یہ بتانے کی ضرورت نہیں کہ یہ " ایڈمرل " کے لیے ہے –

۷۷- ڈاکٹر معین الدین عقیل ، " فطری سائنس کی اصطلاحات کے مسائل " ، تحقیق اور اصولِ وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص : ۵۳ –

۷۸- ایضاً ، ص ص : ۵۳ تا ۵۵ –

۷۹- ایضاً ، ص ص : ۵۵ ، ۵۶ –

(ز) بین الاقوامی اصطلاحات ، جو ہر زبان میں یکساں استعمال ہوتی ہیں ، انھیں اختیار کر لینا چاہیئے ۔ لیکن ہم اپنے طلبہ کو سمجھانے اور ان کے ذہن نشین کرنے کے لیے ان اصطلاحات کے ساتھ قوسین میں ان کے اردو مترادفات بھی لکھ سکتے ہیں ۔

(ح) اصل انگریزی اصطلاح کو صرف ناگزیر صورت میں اختیار کرنا چاہیئے "۔

ڈاکٹر عقیل کی تجاویز سابقہ اصولوں اور اصطلاحات سازی کے رجحانات اور اردو اصطلاحات سازی کی موجودہ ضروریات کا بہت حد تک احاطہ کرتی ہیں ۔ تاہم ان کی یہ بات ناقابلِ فہم ہے کہ ایک مفہوم کے لیے اور ایک انگریزی اصطلاح کے لیے ایک ہی اردو مترادف رکھا جائے ۔ جبکہ ہم جانتے ہیں کہ ایک انگریزی اصطلاح جب مختلف مضامین کے مختلف مفاہیم میں استعمال ہوتی ہے تو اس کا تناظر بالکل بدل جاتا ہے ۔ البتہ ان کی یہ بات قرینِ قیاس ہے کہ مفہوم کے لحاظ سے ازادانہ نئی اصطلاح وضع کی جائے ۔

۶- مجلس زبانِ دفتری پنجاب کے اراکین

پاکستان میں کراچی کے بعد دوسرا بڑا مرکزِ اصطلاحات سازی لاہور تھا - جہاں اُصول بھی وضع کیے گئے - قیام پاکستان کے بعد ۱۹۴۹ء میں مجلس زبانِ دفتری کا قیام عمل میں آیا - مختلف اوقات میں متعدد ارکان نے اس میں اصطلاحات سازی کے عمل میں حصہ لیا - متعدد مجالسِ استناد بھی قائم ہوئیں - ان میں بعض افراد نے اپنے طور پر اصطلاحات سازی کے اصول پیش کیے، اگرچہ مجموعی طور پر مجلس زبانِ دفتری نے کوئی اُصول وضع نہیں کیے - ان ارکان میں ڈاکٹر سلیم فارانی ، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ، علامہ شبیر بخاری اور صدر مترجم محمد عفران الجیلی قابلِ ذکر ہیں - دیگر کئی ارکان مثلاً پروفیسر احمد سعید ، سید قاسم محمود وغیرہ کے نظریات کا ذکر اگلے باب میں کیا گیا ہے - ڈاکٹر سید عبداللہ ایک الگ مکتبِ فکر کی حیثیت رکھتے ہیں - چنانچہ ان پر علیحدہ بحث کی گئی ہے -

۶:۱ ڈاکٹر سلیم فارانی :

معروف ماہرِ تعلیم ڈاکٹر سلیم فارانی نے مجلس زبانِ دفتری کا رکن بننے سے پہلے تعلیم کے مختلف میدانوں میں اصولِ اصطلاحات سازی پیش کیے - خصوصاً ۱۹۵۰ء میں دفتری اصطلاحات کا آغاز کیا - یہی اصول وہ مجلس زبانِ دفتری کی مجلسِ استناد میں بھی استعمال کرتے رہے - ان کے بنیادی اصول حسبِ ذیل ہیں :مثلاً[۸۰]

"(۱) اصطلاح جہاں تک ممکن ہو، واضح ، سہل ، سریع الفہم ، جامع ، مختصر اور خوبصورت ہو -

(۲) اردو زبان کی نوعیت کو حتی الوسع قائم رکھنے کی کوشش کی جائے -

(۳) لفظی مادے اور الفاظ حسبِ ضرورت ان زبانوں سے لیے جائیں جو تشکیلِ اردو میں بطور عنصر شامل ہیں -

(۴) اسلاف کی یادگار اصطلاحوں کو قائم رکھا جائے -

(۵) علوم و فنون کی جو اصطلاحیں اردو میں مدت سے مروّج ہیں، انھیں بدلا نہ جائے تاوقتکہ معنوی تحقیق اس تغیر پر مجبور نہ کرے -

(۶) اسلامی دنیا کے علمی و فنی اتحاد کے پیشِ نظر عربی وفارسی میں علوم و فنون کی جدید مروجہ اصطلاحات کو موزونیت کی حد تک اپنایا جائے -

(۷) جو انگریزی اصطلاحیں عام فہم اور عوام کی زبان پر راسخ ہیں اور جن کے لیے اردو میں پہلے الفاظ موجود نہیں ، انھیں جوں کا توں یا ہلکے سے تصرف کے ساتھ اپنا لیا جائے -

(۸) انگریزی اصطلاحوں کی ساخت، معنی اور ماخذ کے لحاظ سے پوری تحقیق کر لی جائے ، ان کی نوعیتیں سمجھ لی جائیں اور پھر اسی تحقیق کی روشنی میں انھیں اردو میں اصطلاح سازی کے طریقوں کے مطابق ڈھالا جائے - ان میں بعض سیدھی ہیں ، بعض پیچیدہ بعض کے اشتقاق مشکوک ہیں اور بعض اپنے موجدوں کے نام پر ہیں اور بعض ناموں پر مشتمل ہیں - بعض معنوی حیثیت سے غلط خاصیت ظاہر کرتی ہیں اور بعض مفہوم واضح نہیں کرتیں -"

ڈاکٹر سلیم فارانی بنیادی طور پر وحیدالدین سلیم کی روایت سے وابستہ ہیں لیکن ہندی کے بر عکس صرف عربی ، فارسی اصطلاحات کا رجحان رکھتے ہیں - ان کی آخری شق مبہم ہے - یعنی وہ ہمیں اردو اصطلاح سازی کے وہ طریقے نہیں بتا پائے جو پیچیدہ اور مشکوک اصطلاحات میں خصوصی طور پر اصطلاحات کی ساخت اور معنی اور ماخذ کے لحاظ سے استعمال کیے جائیں - ظاہر ہے اس کے لیے اصطلاحات کی نحوی ترکیب کو ملاحظہ کرنا ہو گا -

۶:۲ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے نظریات :

معروف فلسفی اور ماہرِ تعلیم ڈاکٹر برہان احمد فاروقی مجلسِ استناد، مجلس زبانِ دفتری کے سربراہ رہے ہیں - انھوں نے اصطلاح کے فلسفے کو بیان کیا ہے اور اس کی نوعیت اور کمیت کے درمیان امتیاز کو ختم کرنے پر زور دیا ہے - ان کے اصولِ اصطلاحات بھی ترجمہ اور نظر ثانی کی سطحیں رکھتے ہیں - ترجمے کے ضمن

۸۰- سلیم فارانی ،" اصطلاحات کا مسئلہ " ،آموزش ، لاہور ، مارچ ۱۹۵۰ء ، ص : ۱۷ -

میں وہ تشریحی لغات اور کشافِ اصطلاحات کے قائل ہیں ۔ ترجمہ کے بارے میں لکھتے ہیں :[۸۱]

"جہاں تک علمی اصطلاحات کے ترجمے کا تعلق ہے ۔ ایک لفظ کے بدلے دوسرا لفظ اصطلاحات کے ترجمے کی ضرورت پورا نہیں کر سکتا ۔ جب تک اصطلاح کی تعریف کر کے اس کی وضاحت نہ کی جائے "۔

اس ضمن میں وہ اصطلاحات کے مفاہیم سے متعلق متبادل کی تلاش میں سرگرداں رہتے ہیں ۔ وہ پہلے فرد ہیں جو ہمیں اصطلاحی فلسفے سے آگاہ کرتے ہیں ۔ اس کے بارے میں دلیل دیتے ہوئے کہتے ہیں :[۸۲]

" بعض اصطلاحات کے سلسلے میں نوعیت اور کمیت کے درمیان امتیاز سے صرفِ نظر کرنا لازم آئے گا ۔ مثلاً ایک لفظ Value ہے ۔ اس کا ترجمہ "قدر" کیا جائے۔"قدر" نوعی حیثیت کی بجائے صرف " مقداری " حیثیت پر دلالت کرتا ہے ۔ اس کا بدل" فضیلت" اور جمع "فضائل" ہے جو سب قسم کی Value کے لیے مستعمل ہے "۔

۲۔ نظرِ ثانی کے ضمن میں ان کا یہی فلسفہ کام آتا رہا ہے ۔ وہ صحیح ترین اور مفہوم کے قریب ترین اصطلاح کا انتخاب کرتے ہیں ۔ اس ضمن میں اپنے سابقہ ترجمے کو تبدیل کرنے سے نہیں ہچکچاتے۔ فرماتے ہیں :۔[۸۳]

"ایک دور میں ہم نے Passive Resistance کا ترجمہ " مقاومتِ مجہول " کیا تھا ۔ ۔ مگر یہ مجہول تو گرامر کا مجہول تھا ۔ جس کی تعریف ہے مالم یسمّ فاعلہ اور ترجمہ ہونا چاہیئے تھا " انفعالی مقاومت " اسی طرح Nepotism کا ترجمہ ہم نے اقرباءنوازی یا خویش پروری کیا ۔ حالانکہ اقربا نوازی تو قرآن کی رُو سے نیکی ہے ۔ اس کا ترجمہ تو غلط بخشی یا سفلہ نوازی یا غیر مستحق نوازی ہونا چاہیئے تھا "۔

۶:۲ علامہ شبیر بخاری کے نظریات :

آزادی کے بعد للّو لال جی کے تعصب اور وحیدالدین سلیم اور مولوی عبدالحق کے مشورے کو پہلی بار ڈاکٹر شوکت سبزواری نے ردّ کیا تھا اور مجلس زبانِ دفتری کے رکن کی حیثیت سے علامہ سید غلام شبیر بخاری جیسے معروف ماہرِ تعلیم نے بھی ردّ کیا ۔ وہ عربی زبان سے استفادے کے قائل ہیں ۔ ان کے نزدیک اردو، پشتو پنجابی ، سندھی ، بلوچی ، بروہی اور سرائیکی میں اب بھی ستر فی صد سے زیادہ علمی اصطلاحات عربی اور فارسی کی ہیں ۔ ان میں قطعاً کوئی بنیادی بُعد یا اجنبیت نہیں ۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :[۸۴]

" ان بدلے ہوئے حالات میں ، ایک الگ مکتبِ اسلامی پاکستان کو اردو میں اصطلاحات سازی کے لیے بھی اصطلاحات کے لیے کسی ام الالسنہ کی نشاندہی کرنا ہوگی اور وہ عربی ہے ، جو پاکستان اور تمام عالمِ اسلام کی (ایک ارب انسانوں کی) دینی زبان ہے ۔ عالمِ اسلام میں ادبی ، تعلیمی ، تہذیبی اور ثقافتی دوائر میں مستعمل زبان کے ۳۰ فی صد سے زیادہ الفاظ عربی زبان کے ہیں ۔ عربی یو این او کی مقبولہ زبانوں میں سے ایک ہے ۔ اس زبان میں سائنس اور ٹکنالوجی کے تقاضوں کو سمونے کی پوری صلاحیت موجود ہے "۔

۶:۳ سید محمد عفران الجیلی :

مجلس زبانِ دفتری کے سابق صدر مترجم سید محمد عفران الجیلی نے اپنے طویل تجربے کے پیشِ نظر اصطلاحی ترجمے کے لیے چند اصول وضع کیے۔ ان میں پہلی بار ہمیں پاکستان کی مقامی زبانوں کے الفاظ کی طرف رجحان ملتا ہے ۔ نیز مختصرات اور مخففات کے ترجمے کا اصول بھی وضع کیا گیا ہے ۔ ایک اور اصول قابلِ توجہ ہے کہ اگر انگریزی اور اردو متبادل دونوں یکساں طور پر مقبول ہوں تو دونوں کو رہنے دیا جائے ۔ اس سے ہمیں ان انگریزی اصطلاحات کے فروغ اور استرداد کا اصول ہاتھ آتا ہے ۔ جنہیں عام طور پر مستعمل یا غلطی سے بین الاقوامی سمجھا جاتا ہے۔ اس اصول کا نتیجہ یہ ہے کہ ایسے الفاظ خود بخود چلن میں آکر یا تو مٹ جائیں گے یا مستعمل ہو جائیں گے ۔ سید عفران الجیلی کے نزدیک :[۸۵]

۸۱۔ " تعارف " اردو نامہ ، جلد ۱ شمارہ ۱ ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص :۱۶ ۔

۸۲۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ،"اردو اصطلاح سازی اور عربی، فارسی الفاظ" ، اردونامہ ، لاہور ، جلد ۱ ، شمارہ ۸ اکتوبر ۱۹۸۲ء ، ص : ۱۰ ۔

۸۳۔ بحوالہ : اردو نامہ ، لاہور ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص : ۱۸ (۱۰۱) ۔

۸۴۔ غلام شبیر بخاری " اردو اصطلاحات سازی ۔ ایک مطالعہ " ، اردو نامہ ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص :۱۸ ۔

۸۵۔ بحوالہ ، محمد عفران الجیلی ،"فنِ ترجمہ کے اصول و مبادیات" ، اردونامہ ، مارچ ۱۹۸۳ء ، ص ص :۲۲-۲۱ ۔

" ہر انگریزی لفظ کے لیے ایک ہی اردو لفظ کا استعمال کیا جائے بشرطیکہ خود اس انگریزی لفظ کے متعدد معنی نہ ہوں"۔ اس کے لیے وہ انگریزی لفظ "ڈیفنس" کی مثال دیتے ہیں جس کے لیے اردو میں اگر ہم کہیں اس کا ترجمہ 'دفاع' کریں، کہیں 'تحفظ' اور کہیں 'حفاظت' وغیرہ تو غلط ہو گا ہمیں چاہیے کہ ڈیفنس کے لیے ایک ہی لفظ رکھیں مثلاً دفاع ۔ البتہ بعض الفاظ ایسے بھی ہو سکتے ہیں جن کے متعدد اور مختلف معنی ہوں ۔ اردو میں ایسے الفاظ کے ترجمے میں ان مختلف معانی کا خیال رکھنا چاہیئے مثلاً ایوارڈ کا ترجمہ "عطیہ" بھی ہو سکتا ہے اور "فیصلہ" بھی ۔ "عطیہ" اس وقت جب مفہوم رقمی ہو اور "فیصلہ" اس وقت جب مفہوم ثالثی ہو ۔ اس طرح الجیلی صاحب خود ہی اپنے اصول کی مخالفت کرتے ہوئے ایک لفظ کے مختلف اصطلاحی مفاہیم کے لیے مختلف الفاظ کی سفارش کرتے ہیں۔ مثلاً اسی طرح کا ایک لفظ کیس ہے۔ جبکہ اس کا مفہوم عدالتی ہو تو اس کا ترجمہ مقدمہ ہو گا ۔ طب میں "مریض"، میکانیات میں "خانہ" اور دفتری استعمال میں مسل یا معاملہ۔ البتہ ان کے نزدیک " کسی انگریزی لفظ کا اردو متبادل جہاں تک ممکن ہو، اس قسم کا لفظ منتخب کرنا چاہیئے کہ اس سے مشتقات وضع ہو سکیں مثلاً ایڈمنسٹریشن کا ترجمہ انتظام ہو سکتا ہے ۔ اس سے ہم تنظیم ، تنظیمی ، منتظم انتظامی اور انتظامیہ وغیرہ الفاظ مشتق کر سکتے ہیں ۔ یہ اور بات ہے کہ ہمیں مختلف انگریزی الفاظ کے لیے مختلف اور متبادل مخصوص کرنے پڑتے ہیں مثلاً آرگنائزیشن کے لیے تنظیم اور مینیجر کے لیے منتظم ۔"

یہ بات درست نہیں ہو گی کہ انگریزی کے لفظ کا ترجمہ کچھ ہو اور اس کے مشتقات کا کچھ اور جو اصل لفظ سے مشتق نہ کیا گیا ہو مثلاً " اگر ہم 'ڈیفنس' کے لیے 'دفاع' کا لفظ رکھیں تو "ڈیفنس ایریا" کے لیے حفاظتی علاقہ تو درست نہیں ہو گا ۔ اس کا ترجمہ " مدفوعہ علاقہ " ہونا چاہیئے"۔ ان کا یہ اصول اس اصول کی نفی کرتا ہے کہ اصطلاح کا ترجمہ مفہوم کے لحاظ سے کیا جائے ۔ یہی صورتِ حال ان کے اس اصول کی ہے کہ انگریزی کی فنی اصطلاحات کا ترجمہ کرتے وقت یہ خیال رکھا جائے کہ اردو میں بھی وہ لفظ اصطلاح کی حیثیت رکھتا ہو، نہ کہ تشریح کی ۔ ان کے نزدیک "کسی فنی اصطلاح کا مقصد اختصار ہے لیکن ایسا اختصار جو معنویت سے لبریز ہو ۔ ایک اصطلاح کوئی مخصوص شے یا تصور ظاہر کرتی ہے ۔ اس کا مفہوم مبہم نہ ہونا چاہیئے ۔ ہر شعبہ فن کی اصطلاحات مخصوص ہوتی ہیں ۔ ان میں شک و شبہ اور ابہام نہیں ہوتا ۔ اگر ہم لمبی چوڑی تشریح یا ترکیبیں استعمال کریں تو اصطلاح کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے ۔ مثلاً اگر سکشن پائپ کا ترجمہ یوں کیا جائے ۔ "وہ نل جو ہوا ، پانی یا کسی اور مائع چیز کے چوسنے کا کام کرے" ، تو یہ اصطلاح نہ ہوئی ۔ اس کے لیے " چوسنانل " اصطلاح کے طور پر زیادہ درست ہو گا ۔"

وہ اردو کی مستعمل اصطلاحات کی حمایت کرتے ہیں۔ مثلاً بل آف ایکسچینج کے لیے اردو میں پہلے سے ایک لفظ " ہنڈی " موجود ہے ۔ اگر ہم اس لفظ سے صرفِ نظر کر کے اس کا نیا ترجمہ " تبادلہ ءِ بل " وغیرہ کریں تو درست نہ ہو گا ۔ یہی صورت انگریزی کے مستعمل الفاظ کی ہے جو اردو زبان کا جزو بن چکے ہیں ۔ انہیں جوں کا توں رہنے دیا جائے ۔ مثلاً رجسٹری ، بل ، ڈاک ، ٹکٹ وغیرہ ۔ خواہ ایسے الفاظ اردو میں آ کر بگڑ گئے ہیں لیکن وہ اردو میں عام طور پر استعمال ہوتے ہیں ۔ انہیں بھی ان کے نزدیک جوں کا توں رہنے دیا جائے ۔ یہ کوشش نہ کی جائے کہ انگریزی کا صحیح لفظ ان کی جگہ بولا جائے مثلاً روند (راؤنڈ) فیس ڈگری ، کارتوس ، اردلی وغیرہ"۔ البتہ اگر کوئی انگریزی اصطلاح اور اس کا اردو متبادل دونوں یکساں طور پر اردو میں مقبول ہیں تو پھر اس میں کوئی حرج نہیں کہ دونوں کو رہنے دیا جائے مثلاً کمیٹی اور مجلس وغیرہ"۔ اس صورت میں ہمیں ان کے ہاں امتزاجی رجحان ملتا ہے ۔ وہ ایسے موزوں مقامی الفاظ کو بھی جگہ دینے کے حامی ہیں جو خاصے مقبول ہو چکے ہوں ۔ مثلاً بلینک ایمونیشن " کو پشتو بولنے والے " شلخی " کہتے ہیں " پوسٹ آف فائر " کو پنجابی " چھٹا " کہتے ہیں ۔ ان انگریزی الفاظ کے اگر کچھ اور ترجمے ہم کریں تو وہ نامانوس ہوں گے ۔ پھر کیوں نہ مستعمل لفظ " شلخی " اور " چھٹا " رکھ لیے جائیں ۔ وہ ہندی اضافت اور حروفِ جار (کا ، کی ، کے) وغیرہ کے استعمال کی مخالفت کرتے ہیں ۔ دراصل وہ اصطلاحات سازی کے اس اصول کی لاشعوری حمایت کرتے ہیں کہ دو الفاظ کو بلا اضافت و حروفِ جار پاس پاس رکھ کر نیا اصطلاحی مفہوم حاصل کر لیا جائے ؎ وحیدالدین سلیم نے جس کی مخالفت کی ہے ۔

وہ مختصرات کے ترجمے کے قائل نہیں بلکہ ان کے نزدیک پورے لفظ کا ترجمہ کر دینا چاہیے ۔

عمران الجیلی کے ہاں ہمیں سابقہ اصولوں کا ایک اجتماع اور امتزاج نظر آتا ہے ۔ ان کے ساتھ ساتھ خصوصی طور پر ہمیں ڈاکٹر شوکت سبزواری کے اصول بھی جھلکتے نظر آتے ہیں مثلاً ہندی اضافت اور حروفِ جار کا استعمال نہ کرنا ۔ نیز وہ تمام متفرق رجحانات بھی دیکھنے میں آتے ہیں، جن کا جائزہ ہم اگلے باب میں لیں گے ۔ مثلاً مستعمل انگریزی الفاظ کا استعمال ، عربی ، فارسی سے استفادہ ، اصطلاحی ترجمہ اور علاقائی الفاظ و اصطلاحات کی شمولیت وغیرہ ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے اثرات بھی ان پر دکھائی دیتے ہیں ۔ مثلاً مروّج اصطلاحات کو رہنے دینا یا ہر انگریزی اصطلاح کے لیے ایک ہی اردو اصطلاح وضع کرنا ۔ جو بظاہر ناممکن نظر آتا ہے ۔ مجلس زبانِ دفتری کی لغت میں ان مجموعی اصولوں کا پرتو جھلکتا ہے ۔

۷۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے اثرات

ڈاکٹر سید عبداللہ لاہور میں اصطلاحات سازی کے ایک اہم مکتب کی حیثیت رکھتے ہیں[۸۶] جامعہ پنجاب، مغربی پاکستان اردو اکیڈیمی مجلس زبانِ دفتری اور دائرہ معارفِ اسلامیہ اور مقتدرہ قومی زبان تک ان کے فکر اور مزاج کی چاندنی بکھری ہوئی ہے۔ ان کے اثرات لاہور سے نکل کر اسلام آباد میں مقتدرہ قومی زبان کے طریقِ اصطلاحات سازی پر بھی رونما ہوئے۔ اگرچہ وہ عربی، فارسی الفاظ اور تراکیب اور اردو کے اسلامی پہلو سے وابستہ تھے لیکن عربیت کو اردو کے لیے نقصان دہ سمجھتے تھے۔ ان کے نزدیک اردو اصطلاحات سازی کے اصول وضع کرتے رہنا بلاوجہ وقت کا ضیاع تھا۔ اردو کا مزاج ہی ایسا ہے کہ اس میں اصطلاحات ایک خود کار عمل کے ساتھ وضع ہوتی چلی جاتی ہیں۔ اصل کام اردو کے نفاذ کا ہے۔ آئین کی رو سے اردو پاکستان کی قومی زبان ہے لیکن عملاً اسے دفتروں اور ذریعۂ تعلیم سے دور رکھا گیا۔ چنانچہ اصطلاحات سازی کا وہ عمل جو سینکڑوں ماہرین کی کم وبیش دو صدیوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے، بے ثمر ہو کر رہ گیا ہے۔ لکھتے ہیں:[۸۷]

> "ایک اہم سوال ہے کہ جب اردو میں ایک قومی زبان بننے کے سب اوصاف پائے جاتے ہیں تو اسے اس منصب سے محروم رکھنے پر اصرار کیوں ہے؟ اردو ہماری تاریخ کا ایک حصہ ہے۔ اردو ہماری جدوجہدِ آزادی اور تحریکِ پاکستان کی زبان ہے۔ اردو اس ملک میں سب سے زیادہ سمجھی جاتی ہے اور لکھی جاتی ہے اور لوگ اسے بآسانی بول لیتے ہیں۔ اس میں ادب ہے، اس میں علم بھی ہے ...."

پاکستان کی قومی زبان قرار دینے کے باوجود پاکستان میں دفتروں، عدالتوں اور تعلیمی اداروں میں اردو کو اس کا جائز مقام نہیں دیا گیا۔ چنانچہ اصطلاحات سازی کا سارا عمل بے مقصد اور بے کار نظر آتا ہے۔

۱:۷ ڈاکٹر سید عبداللہ کے اصول:

اگرچہ سید صاحب نے عمر بھر اردو اصطلاحات سازی کی خدمت میں گزاری لیکن اس کے اصول باقاعدہ طور پر اس وقت وضع کیے، جب مقتدرہ قومی زبان کی دعوت پر اسلام آباد آئے اور وہاں انھوں نے نومبر ۱۹۸۲ء میں ایک لیکچر دیا۔

انھوں نے بھی اس بات سے اختلاف کیا کہ ہر انگریزی لفظ بین الاقوامی ہوتا ہے چنانچہ انھوں نے اصطلاحات سازی میں اپنی زبان سے وضع کردہ اصطلاح کو رائج کرنے کی تجویز دی لیکن اس کے ساتھ ہی اردو اصطلاح کی وضاحت کے لیے قوسین میں انگریزی الفاظ لکھ دینے کی سفارش بھی کی۔ صرف ان انگریزی اصطلاحات کو قبول کرنا پسند کیا جن میں مندرجہ ذیل خصوصیات ہوں:[۸۸]

"(الف) انگریزی اصطلاح سُبک اور سہل ہو اور اردو کے مزاج کے قریب۔

(ب) وہ پیشہ ورانہ اصطلاحات جو انگریزی ذریعۂ تعلیم کی وجہ سے اب ماہرین اور عام کارکنوں کی زبان کا حصہ بن چکی ہیں، ایسے انگریزی لفظوں کا جاری رہنا ہی مناسب ہے، البتہ سابقہ متبادل الفاظ یاد ہوں تو قوسین میں بھی لکھ دیے جائیں۔

(ج) جدید ایجادات و مصنوعات جن میں سے بعض اپنے مغربی موجدوں کے نام سے وابستہ ہیں، ان کو بجنسہٖ لے لینا مناسب ہو گا۔ اسی طرح مختلف اوزار اور ہتھیار جو مغرب سے آئے ہیں، اپنی اصل ہی سے پہچانے جائیں گے۔

(د) وہ الفاظ جو جدید زندگی کا لاینفک حصہ بن چکے ہیں اور جدید معاشرتی حقیقتوں سے ابھرے ہیں، اب مانوس و مقبول ہو چکے ہیں، انھیں باقی رکھا جائے۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کا یہ رجحان نسبتاً حقیقت پسندانہ ہے۔ انیسویں صدی میں جب اردو میں اصطلاحات سازی کا کام شروع ہوا تو عربی، فارسی ہمارا ثقافتی ورثہ تھا اور ان زبانوں کے الفاظ، محاورات اور اصطلاحات روزمرہ استعمال میں تھے۔ چنانچہ جب اصطلاحات سازی کا وقت آیا تو عربی، فارسی کے سابقہ

۸۶۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ۵۔ اپریل ۱۹۰۶ء منگلور ضلع مانسہرہ میں پیدا ہوئے۔ ایم اے فارسی، عربی، ڈی لٹ صدر شعبہ اور پرنسپل اورینٹل کالج لاہور رہے۔ اردو دائرہ معارف اسلامیہ، تاریخ ادبیات اور ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب کے نگران رہے۔ مجلس زبان دفتری، اردو سائنس بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان کے رکن رہے۔ ۱۲۔ اگست ۱۹۸۶ء کو وفات پائی۔ (بحوالہ: ڈاکٹر سید عبداللہ کی تصانیف، مسودات، مقالات لاہور (۱۹۸۲ء)، ص ص: ۸۲ تا ۸۵۔ و 'جامع اردو انسائیکلوپیڈیا'۔

۸۷۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، پاکستان میں اردو کا مسئلہ: ایک تاریخی وتحقیقی مطالعہ، ص ص: ۲۹۵، ۲۹۶۔

۸۸۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، "دفتری زبان اور وضع و استنادِ اصطلاحات"، اخبار اردو، اسلام آباد، دسمبر ۱۹۸۲ء، و منتخبات اخبار اردو، ص: ۲۹۱

ذخیرے سے استفادہ لاشعوری طور پر ناگزیر بن گیا - بعد میں للّولالیت بھی اس میں در آئی - پاکستان بننے کے بعد ان دونوں رجحانات کے ساتھ ساتھ ایک اور رجحان درپیش تھا اور وہ تھا معاشرے میں انگریزی کا چلن۔ چنانچہ اب اصطلاحات سازی میں انگریزی الفاظ و اصطلاحات کا قبول بھی اسی لاشعوری عمل کا تقاضا کر رہا تھا۔ اسی تقاضے کو اردو کی سطح پر محسوس کیا جو روزبروزبڑھتا جا رہا تھا - انھوں نے جامعہ عثمانیہ کی عربیت کی مخالفت کی - شق نمبر ۵ میں قدیم عربی زدگی کی بجائے سید صاحب مفرد عربی اصطلاحات کو لے کر فارسی یا آریائی طریقے سے اصطلاحات بنانے کے قائل نظر آتے ہیں - ان کے اصولِ اصطلاحات سازی کو ہم مجمل طور پر " اصولِ تصرّف " قرار دے سکتے ہیں - اس اصولِ تصرّف کے بارے میں اپنے رہنما اصول کی شق نمبر ۶ میں لکھتے ہیں:[۸۹]

"دیگر زبانوں کے الفاظ میں تصرف کیا جا سکتا ہے اور نیا لفظ گھڑا جا سکتا ہے، بشرطیکہ زیادہ اجنبی نہ ہو -

(الف) انگریزی کے ایسے اصطلاحی الفاظ جو رائج ہو چکے ہیں اور اصل صورت میں یا تصرف کے بعد رواں ہو چکے ہیں ، قائم رکھے جا سکتے ہیں ، بشرطیکہ ناگزیر ہوں -

(ب) عربی زبان کی ان علمی اصطلاحات میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے جو صدیوں سے مروّج ہیں اور اردو میں اب بھی ان کی علمی حیثیت اور ضرورت موجود ہے "-

جہاں تک عربی مادے سے اصطلاحات وضع کرنے کا تعلق ہے ، وہ صرف مفرد اصطلاحات کے قائل ہیں۔اس ضمن میں " عربی زبان کی اس خصوصیت سے فائدہ" اٹھاناچاہتے ہیں کہ اس میں" ایک مفرد مادے سے متعدد الفاظ نکالے جا سکتے ہیں" - شق نمبر ۲ میں لکھتے ہیں:[۹۰]

"نئی اصطلاح وضع کرتے وقت اگر دقیق عربی الفاظ کے مقابلے میں ایسے فارسی الفاظ موجود ہوں جو زبان پر آسانی سے رواں ہونے والے ہوں اور اردو زبان کی بناوٹ کے لحاظ سے زیادہ موزوں اور مناسب ہوں تو انھیں اختیار کیا جائے - جامعہ عثمانیہ میں عربی پر زیادہ زور دیا جاتا تھا - ان میں سے اکثر آج بھی دقیق ہیں "-

ڈاکٹر شوکت سبز واری کی طرح سید صاحب بھی مفرد اصطلاحات کے قائل ہیں - شق نمبر ۲ میں وہ ایسی مرکب اصطلاحیں کم از کم وضع کرنے پر زور دیتے ہیں جو دو یا دو سے زیادہ الفاظ پر مبنی ہوں - شق نمبر ۹ میں انگریزی کے مقابلے میں مفرد اصطلاح وضع کرنے کی ہدایت دیتے ہیں - اس ضمن میں وہ تمام زبانوں سے استفادے کے قائل ہیں - جن کے الفاظ ہماری زبان میں بطور قدرتی عنصر کے شامل ہیں - شق نمبر ۲ میں ہندی فارسی ، عربی کے ساتھ ساتھ انگریزی ،جرمن ،فرنچ اور ترکی وغیرہ سے بھی مدد لینا چاہتے ہیں -

ان کے اصولوں میں سب سے بڑا رجحان اصطلاحی اور عام زبان میں امتیاز کا نظر آتا ہے۔ان کے نزدیک اصطلاح کا آسان اور متداول ہونا ضروری ہے - دراصل وہ اصطلاح سازی کے وقت اصطلاحی مفہوم کی جھلک کو ضروری قرار دیتے ہیں - شق نمبر ۷ میں لفظی ترجمے کی جگہ آزادانہ نئی اصطلاح وضع کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں - ایک ہی اصطلاح کو مختلف معنوں کے لحاظ سے مختلف علوم میں استعمال کرنے کے قائل نظر آتے ہیں -

اس کے ساتھ ساتھ وہ ایسی اصطلاحوں کو ترجیح دیتے ہیں جو مروّج یا مقبول ہو چکی ہوں، خواہ ان میں کوئی لسانی یا لغوی سقم ہی کیوں نہ ہو [۹۱] یہ وہ اصول ہے جو ان کے زیر اثر اداروں میں ہمیں جاری نظر آتا ہے یعنی اصطلاحات سازی مفہوم اور چلن کو سامنے رکھ کر کی جائے - مقتدرہ قومی زبان کی اصطلاحات سازی میں بھی ہمیں اس کی جھلک دکھائی دیتی ہے - سید صاحب کے اصولِ وضع و استناد اصطلاحات ضمیمہ میں ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں - جہاں تک اردو میں بین الاقوامی اور انگریزی اصطلاحات کے استعمال کا تعلق ہے، سید صاحب کا نظریہ نسبتاً فراخدلانہ رہا ہے - فرماتے ہیں:[۹۲]

"بین الاقوامی اصطلاحات اردو میں بدستور استعمال کی جائیں گی - عبوری زمانے میں جب تک اردو اصطلاحیں زبان پر چڑھ نہیں جاتیں ، سہولت کے لیے انگریزی الفاظ اور اصطلاحوں پر کوئی پابندی نہ ہو گی - ان حالات میں اصطلاحات کی دشواری خود بخود ختم ہو جائے گی -"

ان کے نزدیک اردو میں ۱- بین الاقوامی ، ۲- انگریزی سے جذب شدہ اصطلاحات ،۳- نئی علمی اصطلاحات جو عربی، فارسی، ترکی ،فرانسیسی ، لاطینی ، یونانی اور دیگر زبانوں سے اخذ ہوں گی ،شامل ہونی چاہیئیں - ایران عرب اور ترکی میں مروّج اصطلاحات بھی شامل کی جا سکتی ہیں، تاکہ ہمارے اتحادی ممالک کی علمی روایت بھی

۸۹- ایضاً ، ص : ۲۸۸ -

۹۰- ایضاً ، ص :۲۸۸ -

۹۱- ایضاً ، بحوالہ "وضع اصطلاحات کے چند رہنما اصول"، ص ص : ۲۸۸، ۲۸۹ -

۹۲- ڈاکٹر سید عبداللہ ، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ، ص :۱۶۶ -

ایک دوسرے کے قریب آئے[93] ۔ مسلم ممالک میں اصطلاحات سازی کی روایت اور اس سے اردو کی حسبِ استفادہ کا ذکر ہم کر چکے ہیں ۔ ہمیں علم ہے کہ زبان کو خالص بنانے کے عمل کی بنا پر مسلم ممالک کی زبانیں ایک دوسرے سے دور ہوتی جا رہی ہیں ۔

۷:۲ جامعہ پنجاب کے اصول:

جامعہ پنجاب میں ۱۹۵۰ء میں انجمن اردو اور ۱۹۶۲ء میں ادارہ تالیف و ترجمہ قائم ہوا ۔ ان دونوں اداروں میں اصطلاحات سازی کو باہمی مشورت سے انجام دیا جاتا تھا ۔ ممکنہ اردو مترادفات پر بحث کی جاتی اور اصطلاحات کو اتفاق رائے سے وضع کیا جاتا ۔ ڈاکٹر سی اے قادر نے ان اجلاسوں سے جو اصول اخذ کیے ، وہ درج ذیل ہیں:[94]

۱۔ جہاں تک ممکن ہو اصطلاح واضح ، سہل ، جامع اور مختصر ہونی چاہیئے ۔

۲۔ جو اصطلاح وضع کی جائے اس سے اصل اصطلاح کا مفہوم صحیح طور پر نمایاں ہونا چاہیئے ۔ یہ نہ ہو کہ اصطلاح کا لفظ تو کسی اور چیز کی دلالت کرے اور مفہوم کچھ اور مراد ہو۔

۳۔ لفظی مادے اور الفاظ ان زبانوں سے لینے چاہیئں جو اردو کی تشکیل میں معاون و مددگار رہی ہیں ۔ فارسی اور عربی زبانوں کا اردو کی تشکیل میں بڑا ہاتھ ہے ۔ ان سے مادے اور الفاظ حاصل کرنے چاہیئں ۔ یوں تو کئی اصطلاحات ہندی اور سنسکرت سے دستیاب ہو سکتی ہیں لیکن چونکہ ان زبانوں کا اثر اردو پر نمایاں نہیں، لہذا ان سے فائدہ نہیں اٹھایا جا سکتا ۔

۴۔ جو اصطلاحیں ہمارے بزرگوں نے وضع کر رکھی ہیں اور ان کی تحریروں میں موجود ہیں ۔ انھیں جہاں تک ممکن ہو قائم رکھا جائے ۔ فلسفہ ، نفسیات ، معاشریات ، اقتصادیات وغیرہ کی کئی اصطلاحات مدتوں سے ہمارے ہاں مستعمل ہیں ۔ انھیں قائم رکھا جائے۔ اس سے دو فائدے حاصل ہوں گے ایک تو ہمارا ماضی سے رشتہ قائم رہے گا اور دوسرے اصطلاحات سازی میں مدد ملے گی ۔

۵۔ اگر دیگر اسلامی ممالک میں اصطلاح سازی کا کام ہو چکا ہو تو اس سے فائدہ اٹھانا چاہیئے ۔ اس طرح ہمارا رشتہ اسلامی ممالک سے قائم رہے گا اور مضبوط ہو گا اور اصطلاح سازی کا کام قومی سطح سے اٹھ کر بین الاقوامی سطح پر آ جائے گا ۔

۶۔ جو انگریزی اور دوسری زبانوں کی اصطلاحیں اردو میں رس بس گئی ہوں، ان کے مترادفات ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں، انھیں ویسا ہی اختیار کر لینا چاہیئے ۔

۷۔ پاکستان میں اگر سائنسی کتب لکھنے والوں نے از خود اصطلاحات وضع کی ہوں تو انھیں درخورِ اعتنا سمجھنا چاہیئے اور ان سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ ہمارے ہاں کئی لوگوں نے معاشرتی علوم پر کتابیں لکھی ہیں ۔ اگر ان میں مناسب اور موزوں اصطلاحات مل جاتی ہیں تو انھیں اختیار کرنے میں کوئی باک نہیں ہونا چاہیئے ۔

ان اصولوں میں اس پاکستانی انداز فکر کی جھلک نظر آتی ہے جو ڈاکٹر شوکت سبزواری ، علامہ شبیر بخاری اور ڈاکٹر سید عبداللہ کے ہاں نظر آتی ہے ۔ یعنی سنسکرت سے گریز ۔ خصوصاً سید صاحب کے اثرات خاصے نظر آتے ہیں ۔ شق نمبر ۱، نمبر ۲، اور نمبر ۶، واضح طور پر انہی کوششوں کا اعتراف بھی دکھائی دیتا ہے ۔ لیکن ان اصطلاحات کی جمع آوری اور ان سے استفادے کا کوئی طریقہ ادارہ تالیف و ترجمہ میں وضع نہیں کیا گیا ۔

۷:۳ ڈاکٹر وحید قریشی کے نظریات:

نئے تقاضوں اور ضروریات کو ملحوظ رکھنے کا جو رجحان ڈاکٹر سید عبداللہ کے ہاں نظر آتا ہے ، اس کے اثرات ڈاکٹر وحید قریشی کے نظریات میں ظاہر ہوتے ہیں ۔ اگرچہ مقتدرہ قومی زبان کے صدر نشین ہونے کے باوجود انھوں نے اصطلاحات سازی کے کوئی اصول باقاعدہ طور پر تو پیش نہیں کیے لیکن وہ حیدر آباد دکن کے عربی ، فارسی آمیزی کے سخت مخالف نظر آتے ہیں ۔ اس ضمن میں انھوں نے رائے دی ہے:[95]

۹۳۔ بحوالہ:، ایضاً ،ص: ۱۹۳ ۔

۹۴۔ ڈاکٹر سی اے قادر ، "معاشرتی علوم کی اصطلاحات کے مسائل" ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ص ص: ۲۰۰۱۹ ۔

۹۵۔ ڈاکٹر وحید قریشی ، پاکستانی قومیت کی تشکیل نو ، لاہور (۱۹۸۲ء) ، ص ص: ۱۱۶،۱۱۵ ، دفتری اردو ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ص: ۲ ۔

" نئی اصطلاحات وضع کرنے میں متوازن راستہ قابل قبول ہوگا' اس لیےاردو زبان کے مزاج کو پیشِ نظر رکھنا ناگزیر ہے - پاکستان حیدر آباد دکن نہیں ، یہاں کی سماجی زندگی خدوخال کے لحاظ سے جنوب سےمختلف ہے،اس لیے اصطلاحات سازی میں عربی' فارسی کا انتہا پسندانہ استعمال وہ نتائج پیدا نہ کر سکے گا' جس کی ہمیں تلاش و جستجو ہے " -

یہاں وہ اس امر کو بھول جاتے ہیں کہ حیدر آباد دکن کا رجحان صرف عربی' فارسی آمیزی نہیں بلکہ ہندی اور سنسکرت سے استفادے کا رجحان بھی تھا اور اسی پر ڈاکٹر شوکت سبز واری نے بجا طور پر ردِ عمل کا اظہار کیا تھا - ان کے نزدیک اصطلاحات سازی ایک سماجی عمل بھی ہے - اس لیے نئی زندگی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھ کر اصطلاحات سازی کی جانی چاہیئے - اسی مضمون میں آگے چل کر لکھتے ہیں :[۹۲]

"استفادہ اچھی چیز ہے لیکن اخذ و استفادہ میں زمانی عناصر کو بھی نظر انداز نہیں کیا جا سکتا - پاکستان میں " رجسٹرار " کی جگہ " مسجّل " نہیں چلے گا - یہاں انگریزی کا اثر دکن کے مقابلے میں زیادہ گہرا رہا ہے - اسی طرح عربی اور فارسی کے قافلے بھی یہاں پر جنوب کے مقابلے میں زیادہ تھے - اس لیے وہ مشکل الفاظ و تراکیب تو زبانوں پر جلد چڑھ جائیں گے ، جن کا استعمال ابتدائی مراحل میں رہ چکا ہے - لیکن ان تراکیب کی معاشرت کو معاشرتی زندگی دور نہ کر پائے گی جو مروجہ تراکیب و الفاظ کو ملک بدر کرنے کی مہم کا حصہ ہوں " -

اگرچہ ڈاکٹر صاحب ہمیں بھی اصطلاحات سازی کے باقاعدہ اصول وضع کرتے ہوئے نظر نہیں آتے،لیکن مندرجہ بالا اقتباسات سے ان کے چند اصول ضرور سامنے آتے ہیں - جو کچھ یوں ہیں -

۱- اصطلاحات سازی کے لیے متوازن رویہ (یعنی تمام ماخذوں سے استفادہ)
۲- انگریزی اصطلاحات کا زیادہ سے زیادہ استعمال (مستعمل انگریزی الفاظ)
۳- سابقہ مستعمل اور عربی فارسی دقیق اصطلاحات (جوزبانوں پر چڑھ چکی ہیں)
۴- مانوس اور قابلِ فہم اصطلاحات وضع کرنا -

۹۲- ڈاکٹر وحید قریشی : پاکستانی قومیت کی تشکیلِ نو ، ص ص : ۱۶، و دفتری اردو ، ص ۲: -

۸۔ مقتدرہ قومی زبان کے اصول

۸:۱ عمومی جائزہ :

مقتدرہ قومی زبان کا قیام ۱۹۷۹ء میں اس لیے عمل میں آیا کہ یہ دفتری اور تعلیمی نظام میں اردو کے نفاذ کے لیے راہیں تلاش کرے اور حکومتِ پاکستان کو اس کی سفارشات پیش کرے ۔ اصطلاحات سازی کا کام براہِ راست اس کے مقاصد کا حصہ نہیں تھا لیکن چونکہ موادِ خواندگی تیار کرنا اس کے وظائف میں شامل ہے ، اس لیے یہاں اصطلاحات سازی کا کام جاری ہوا[۹۷] اس کا جائزہ تو ہم آگے چل کر لیں گے لیکن یہاں ان اصولوں کو تلاش کرنا ضروری ہے ، جن پر مقتدرہ میں اصطلاحات سازی کا کام انجام دیا جا رہا ہے ۔

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی کے دور میں اصطلاحات سازی کا کام کمیٹیوں کے سپرد کیا گیا لیکن بعد ازاں انفرادی اور اجتماعی ہر دو انداز سے اصطلاحات وضع کی گئیں ۔ ابتدا میں کراچی کے اصولوں ہی کو آزمایا گیا لیکن ڈاکٹر وحید قریشی کے دور میں اصطلاحات سازی کے اصولوں میں (۱) انگریزی الفاظ (۲) قابلِ قبول اصطلاحات ، (۳) معاشرتی ضروریات کو پیشِ نظر رکھنے کی کوشش کی گئی ۔ اس مقصد کے لیے " مجالسِ استناد کے مشترک اجلاس میں نومبر ۱۹۸۲ء میں "اصول وضع و استناد اصطلاحات" کے موضوع پر ڈاکٹر سید عبداللہ سے ایک لیکچر دلایا گیا ، جسے بعد ازاں اخبار اردو اسلام آباد ، دسمبر ۱۹۸۲ء میں اور ایک پمفلٹ کی صورت میں بھی شائع کیا گیا[۹۸] دسمبر ۱۹۸۵ء میں " اصولِ ترجمہ " اور مارچ ۱۹۸۶ء میں " اصولِ وضع اصطلاحات " پر سیمینار منعقد کیے گئے ۔ جن کی روداد اور مقالات کو بعد ازاں شائع بھی کیا گیا ۔ ان لیکچروں ، مذاکروں اور مقالات میں ایک بات ابھر کر سامنے آتی ہے کہ پاکستان میں لوگ ایسی اصطلاحات سازی چاہتے ہیں جو "قابلِ قبول" ہو ۔ تاہم مقتدرہ کی طرف سے ابھی تک اصطلاحات سازی کے واضح اصول مرتب نہیں کیے گئے ۔

ڈاکٹر جمیل جالبی کے دور میں (۱۹۸۸ء سے) اصطلاحات سازی کے چند اصول ہمیں نظر آتے ہیں ۔ انھوں نے جس " انگریزی ، اردو لغت " کی تدوین و ترجمہ کی بنا ڈالی ، اس کا بیشتر حصہ اصطلاحات پر مبنی ہے چنانچہ اس لغت کی تدوین کے لیے جو اصول وضع کیے گئے ، وہ مقتدرہ قومی زبان کے لیے ڈاکٹر سید عبداللہ کے اصول اور ڈاکٹر وحید قریشی کے نظریات کے بعد ایک خاطر خواہ اضافہ نظر آتے ہیں ۔ خصوصاً ان رہنما اصولوں کی شق نمبر ۱۲ تا ۱۷ اصطلاحات سازی سے تعلق رکھتی ہیں ۔ ان سے اردو اصطلاحات سازی کے جدید ترین رجحانات کا علم ہوتا ہے ۔ یہ شقیں درج ذیل ہیں :۔

> " •۔ بین الاقوامی اصطلاحات اردو رسم الخط ہی میں لکھی جائیں مثلاً میگنیشیم ، جین نکوٹین ، ملیریا وغیرہ ۔
>
> •۔ کیمیا کے فارمولے انگریزی حروف اور علامات ہی میں برقرار رہیں گے ۔
>
> •۔ نباتیات اور حیوانیات کے ٹیکنیکل نام کا ترجمہ / اردو مترادف دیا جائے اور اگر مترادف موجود نہ ہو تو اصل لاطینی نام اردو رسم الخط میں بھی لکھا جائے اور قوسین میں اصل لاطینی اصطلاح درج کی جائے ۔ مثلاً سابل تاڑچہ (Sabal palmette) ۔
>
> •۔ اگر کسی لفظ کا اردو مترادف نہ ہو اور اسے آسانی سے اردو میں ڈھالا جا سکے اور اس کے مشتقات بن سکیں تو اسے اردو میں لکھ دیا جائے ۔ مثلاً Cabala کبالا Cabalism کبالیت Cabalistic, Cabalistical کبالیانہ اور Cabalistically کبالی انداز سے ، وغیرہ ۔ یعنی ان لفظوں کو اس طرح سے اختیار کر لیا جائے کہ ان سے بننے والے دیگر الفاظ بھی اردو میں وضع ہو سکیں ۔ "

ان اصولوں میں مقتدرہ کی روایت کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر جالبی صاحب کے اپنے تصورات کا امتزاج بھی ہوا ہے ۔ مثلاً ان کے نزدیک "انگریزی کی جدید سائنسی اصطلاحات جو لاطینی یا یونانی سے لی جاتی ہیں بہت اونچی سطح پر استعمال ہوتی ہیں ، انھیں اپنے رسم الخط میں لکھ کر استعمال کیا جا سکتا ہے اس طرح بین الاقوامی موضوعات سے رابطہ گہرا ہو جائے گا "[۹۹]

۹۷۔ ملاحظہ ہو ، مقتدرہ قومی زبان : ایک تعارف ، اسلام آباد ، (۱۹۸۳ء) ، ص ص : ۶۰۵ اور ۱۲ ، ۱۵۰ ۔

۹۸۔ ملاحظہ ہو ، سالانہ رپورٹیں ، اسلام آباد ؛ مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۶ء ، ص ۱۹ ، اور اخبار اردو ، دسمبر ۱۹۸۲ء ۔

۹۹۔ "ڈاکٹر جمیل جالبی ، شیخ الجامعہ کراچی سے انٹرویو" ، نذیر اعظم ، مطبوعہ اخبار اردو ، اسلام آباد ، اکتوبر ۱۹۸۵ و مشمولہ ، نذیر اعظم ، قومی زبان کے بارے میں چند انٹرویو ، اسلام آباد ، (۱۹۸۶ء) ص : ۱۲ ۔

ان کے نزدیک " انگریزی اور اردو دونوں کے اخذ کرنے کا مزاج یکساں ہے [۱۰۰] علمی اصطلاحات تو صاحبانِ علم ہی سمجھیں گے اور عربی فارسی کو ہم چھوڑ نہیں سکتے ۔ وہ ہماری روح میں ہے "[۱۰۱] چنانچہ علمی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے مقتدرہ کو عربی فارسی کو بنیادی زبانیں قرار دینا پڑے گا جیسے انگریزی نے لاطینی اور یونانی کو قرار دیا تھا ۔ البتہ ان کے مفاہیم اپنے انداز سے اختیار کیے جا سکتے ہیں ۔

۸:۲ سائنس اور ریاضی کی علامات و ترقیمات :

مقتدرہ کی پہلی مجلس برائے " سائنسی علامات و ترقیمات اور ہندسے " ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی کی سربراہی میں اجلاس ہیئتِ حاکمہ ۲۲۔ جون ۱۹۸۲ء کی روسے قائم کی گئی تھی ۔ جس نے اپنی سفارشات ۲۰۔ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو منظور کیں اور یہ ۶۔ جولائی ۱۹۸۶ء کو حکومتِ پاکستان کو بھجوائی گئیں [۱۰۲] ان سفارشات میں بنیادی طور پر حیدرآباد دکن کی علامات سے اختلاف کیا گیا ہے مثلاً چھوٹے انگریزی حروف کے لیے نستعلیق کی بجائے ا ، ب ، ج کی کوئی بھی شکل استعمال کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور بڑے حروف کے لیے نسخ کی بجائے آ ، بہ ، جہ ، لہ ، مہ ، نہ کی سفارش کی گئی ہے ۔ یونانی حروف کو البتہ ویسے ہی اختیار کر لینے کا مشورہ دیا گیا جبکہ حیدرآبادی سفارش میں ہے ، بہ ، جہ وغیرہ ہیں ۔ خیالی عدد کے لیے ز کی بجائے خ اور مساواتوں کو بائیں سے دائیں کی بجائے دائیں سے بائیں کی طرف لکھنے کی سفارش کی گئی ہے [۱۰۳]

آج اردو میں اصطلاحات سازی کے اصولوں کا یہ سارا ذخیرہ ہمارے سامنے ہے ، جس میں سابقہ ذخیرہ الفاظ سے استفادہ یا ہندی، عربی اور فارسی سے وضع اصطلاحات ، انگریزی اصطلاحوں کی تارید ، مرکبات سازی ، مشتقات سازی اور ترکیب بندی کے اصول بیان ہوئے ہیں ۔ ضرورت اس امر کی پھر بھی باقی رہ جاتی ہے کہ نئے تقاضوں اور اصطلاحات سازی کے دیگر رجحانات کے پیشِ نظر اردو اصطلاحات سازی کے جامع اصول وضع کیے جائیں جن میں اصطلاحات کی تمام نوعیتوں ، قسموں اور سطحوں کو ملحوظ رکھا جائے ۔ اس کے ساتھ ساتھ دنیا بھر کے تجربات خصوصاً جدید عربی ، فرانسیسی ، اطالوی ، ولندیزی ، جرمن ، روسی اور جاپانی زبانوں میں اصطلاحات سازی کے اصولوں کے تناظر میں اِن اصولوں کی تفصیلات تیار کی جائیں ۔

۱۰۰۔ " انٹرویو" سحر صدیقی، حرمت (ہفت روزہ) ، اسلام آباد: ۱۴ تا ۲۰ فروری ۱۹۸۸ء، ص : ۲۰ ۔

۱۰۱۔ " انٹرویو" روزنامہ جنگ لندن ، مطبوعہ اخبارِ اردو ، اسلام آباد : جلد ۵شمارہ ۱۲، دسمبر ۱۹۸۸ء۔

۱۰۲۔ ملاحظہ ہو : ہیئتِ حاکمہ کی رودادیں (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۶ء) ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۷ء ص ص : ۳۶۲، ۵۳۸، ۵۹۹ ، ۶۵۳ ۔

۱۰۳۔ سفارشات کی تفصیل کے لیے دیکھیے ضمیمہ " ط " ۔

۱۰۴۔ مختلف رجحانات کے جائزے ، معیار بندی اور استناد کے حوالے سے اصولوں کی بحث اگلے باب میں سمیٹنے کی کوشش کی گئی ہے ۔

تیسرا باب

اردو میں اِصطلاحات سازی کے رجحانات اور مسائل (تقابلی جائزہ)

۱- خالص اردو کے لیے الفاظ سازی کے رجحانات : —— ۱۱۹

۱:۱ نئے الفاظ وضع کرنے کا رجحان ۱۱۹
۱:۲ ہندی اور سنسکرت سے استفادے کا رجحان ۱۲۲
۱:۳ عربی سے استفادے کا رجحان ۱۲۳
۱:۴ فارسی سے استفادے کا رجحان ۱۲۵
۱:۵ مشرقی زبانوں سے یکساں استفادے کا رجحان ۱۲۶
۱:۶ علاقائی زبانوں سے استفادہ ۱۲۷

۲- اصطلاحی ترجمے میں ملے جلے رجحانات : —— ۱۳۰

۲:۱ سابقہ ذخیرے کو استعمال میں لانے کا رجحان ۱۳۰
۲:۲ سابقہ ذخیرے کو مسترد کرنے کا رجحان ۱۳۱
۲:۳ انگریزی سے اخذ و استفادہ ۱۳۲
۲:۴ امتزاجی رجحان ۱۳۳

۳- اصطلاحی مسائل اور نفسیات : —— ۱۳۵

۳:۱ بین الاقوامی اصطلاحات کا مسئلہ ۱۳۵
۳:۲ قربتِ مفہوم اور قربتِ فہم کا مسئلہ ۱۳۷
۳:۳ آسان اور مشکل یا مانوس اور نامانوس کا مسئلہ ۱۳۹
۳:۴ اصطلاحی تلازمِ خیال ۱۴۱

۴- اصطلاحی انتشار اور استناد : —— ۱۴۳

۴:۱ اصولی اور عملی اصطلاحات سازی کا اختلاف ۱۴۳
۴:۲ اصطلاحی انتشار ۱۴۳
۴:۳ تعین معنی و اصطلاح کے مباحث ۱۴۴
۴:۴ معیاربندی یا استناد کی ضرورت ۱۴۶
۴:۵ استناد کون کرے ؟ ۱۴۸
۴:۶ استناد کیوں کر ہو ؟ ۱۴۸
۴:۷ مستقبل کے مباحث ۱۴۹

زبانوں کو ترقیاتی ثمرات سے بہرہ مند کرنے کے لیے اصطلاحات سازی کا کام بہر حال انجام دینا پڑتا ہے - دنیا کی ہر زبان میں بنیادی الفاظ محدود ہوتے ہیں اور نئی اصطلاحی ضروریات کا ساتھ نہیں دے سکتے - چنانچہ ہر ترقی پزیر بلکہ ترقی یافتہ زبان کو بھی اصطلاحات سازی کے لیے کسی نہ کسی غیر زبان کا سہارا لینا پڑتا ہے تاکہ اجنبی الفاظ کو نئے مفاہیم پہنا کر زبان میں شامل کر لیا جائے -

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ لکھتے ہیں :[۱]

"جدید زبانوں کی پشت پر کوئی نہ کوئی کلاسیکی زبان ہوتی ہے - اصطلاحیں وضع کرتے ہوئے کلاسیکی زبانوں کے تموّل اور وسعت سے استفادہ ناگزیر ہوتا ہے - اردو ایک ہند' آریائی زبان ہے لیکن اردو کے ذخیرۂ الفاظ کا ایک خاص حصہ سامی اور ایرانی سرمایے سے آیا ہے - سوال پیدا ہوتا ہے کہ اصطلاح سازی میں اردو اپنے کلاسیکی سرمایے کی طرف کس حد تک جھک سکتی ہے یا اس کے کس حصے کی طرف، یعنی عربی فارسی کی طرف یا سنسکرت کی طرف؟"

انگریزی میں یہ عمل سترھویں اور اٹھارویں صدی عیسوی میں دہرایا گیا تھا اور اس میں یونانی اور لاطینی جیسی کلاسیکی زبانوں سے استفادہ کیا گیا - مزید براں انگریزی میں اس کی متوازی زبان فرانسیسی کو بھی ماخذ بنایا گیا - یہی عمل اردو کے لیے بھی انجام دیا جا سکتا ہے اور عربی فارسی کلاسیکی زبانوں کے ساتھ ساتھ اردو کی متوازی زبانوں (مثلاً ہندی) سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے - لیکن یہ ملحوظ رہے کہ انگریزی نے اپنی جس متوازی زبان سے استفادہ کیا ہے ، وہ بھی اسی مشترک کلاسیکی ذخیرے یعنی لاطینی اور یونانی سے استفادہ کرتی ہے -[۲] اس لحاظ سے ہمیں ماخذوں کے تعین کے سلسلے میں اردو میں اصطلاحات سازی کے مختلف رجحانات کا جائزہ لے لینا چاہیئے -

۱- خالص اردو کے لیے الفاظ سازی کے رجحانات

اگرچہ مولوی عبدالحق تخلیق زبان کے اس رجحان کو جسے مولوی وحیدالدین سلیم نے علمی اور اصولی استدلال بھی فراہم کیا تھا ، محض سیاسی ہی قرار دیتے ہیں لیکن اردو کے بہت سے بہی خواہ اور مخلصین کی اب بھی یہی تمنا ہے کہ اردو کو یورپی زبانوں خصوصاً انگریزی کے مقابلے میں اعلیٰ، ہم پلہ اور سرمایہ دار زبان قرار دیا جائے - ان کی خواہش ہے کہ اردو کے پاس اس کے اپنے الفاظ اور اپنی اصطلاحات ہوں - اگر ایسا نہ ہو اور استفادے کی ضرورت پڑے تو مشرقی زبانوں سے استفادہ کیا جائے اور بہت کم انگریزی یا یورپی الفاظ زبان میں سموئے جائیں - چنانچہ اس اصول کے تحت نئی الفاظ سازی کو فروغ ملا، جس سے اردو کو خاطر خواہ فائدہ بھی ہوا -

۱:۱ نئے الفاظ وضع کرنے کا رجحان :

مغربی اصطلاحات کے مقابلے میں مقامی مترادفات دینے کا پہلا مشورہ ہمیں پٹنہ کے راجے سوہن لال نے دیا تھا - جس کا اشتقاقی رخ للولال جی اور بعد میں چٹر جی نے ہندی اور سنسکرت کی طرف موڑ دیا - نواب بلگرامی کے مشوروں کو پس پشت ڈالتے ہوئے مولوی وحیدالدین سلیم نے اردو اصطلاحات سازی میں نئے الفاظ وضع کرنے کے اصول پیش کیے - اردو میں ایک عام اصول اسم سے فعل بنالینے کا موجود تھا ، انھوں نے سابقوں لاحقوں اور نیم سابقوں ، نیم لاحقوں کی مدد سے مرکب الفاظ سازی کے اصول بیان کر دیے - وہ تمام مغربی اصطلاحات کے مقابلے میں خالص اردو میں اصطلاحات وضع کر دینا چاہتے تھے اور اس کے لیے الفاظ سازی پر تکیہ کرتے تھے ان اصولوں پر ہم پچھلے باب میں بحث کر چکے ہیں اور یہ بھی دیکھ چکے ہیں کہ ان کی پیروی میں چودھری برکت علی جیسے ماہرین نے کیمیا تک کے عناصر کے نام اردو میں وضع کر دیے - ڈاکٹر رضی الدین صدیقی اور میجر آفتاب حسن بھی کیمیا اور حیاتیات کے ناموں کو چھوڑ کر باقی علوم میں اسی نظریے کے حامل ہیں -

تاہم اصطلاحات سازی میں الفاظ سازی کو جو اہمیت حاصل ہے - اس کی طرف وحیدالدین سلیم کے "اصولِ وضع اصطلاحات" کے بعد جسے ہم بجا طور پر اصولِ وضعِ الفاظ کہہ سکتے ہیں ، مولوی احمد دین نے خاطر خواہ توجہ دلائی تھی - ۱۹۲۲ء میں انھیں نے سب سے پہلے ہمیں بتایا کہ شروع میں الفاظ کی حیثیت اصطلاحی ہوتی ہے - ان کی آرا' کا خلاصہ مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا جا سکتا ہے :[۳]

۱- ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، " اصطلاحات سازی " ، غالب ، کراچی ، جلد نمبر ۲ ، شمارہ ۱ تا ۵ ، جنوری ، مارچ ۱۹۶۷ء ، ص : ۲۲۰ -

2- Ray , Punya sloka ," Language standardization" in , Readings in theSociology of Language, ed. by Joshua A. Fishman , P: 751 -

۳- بحوالہ : احمد دین، سرگزشت الفاظ ، ص : ۱۸ تا ۳۲ -

۱- آدمی اپنی زبان خود بناتا ہے -
۲- قومی ترقی کے ساتھ ساتھ زبان بھی ترقی کرتی ہے -
۳- زبان قوموں کے جذبات ،خیالات اور تجربات کا مجسمہ ہے -
۴- نام کو اپنے موسوم سے تعلق ہوتا ہے -
۵- الفاظ پھیکے پڑے ہوئے استعارات ہیں -
۶- معانی الفاظ ذہن نشین کرنے کے لیے ماخذ کا تصور ضروری ہے -
۷- الفاظ انسان کے انحطاط میں اس کے شامل رہے ہیں -
۸- زبان قوم کا مقیاس الاخلاق ہے -
۹- زبان ملک کی گزشتہ تاریخ بتاتی ہے -
۱۰- دائرہ علمی کی توسیع کلام کا باعث ہوتی ہے -
۱۱- مقبول عام تحریکیں نئے الفاظ وجود میں لاتی ہیں -
۱۲- ممتاز افراد نئے الفاظ بناتے ہیں -
۱۳- نئی معاشرتی ضرورتیں ، نئے الفاظ پیدا کرتی ہیں -
۱۴- ہر ایک لفظ کا ماخذ ہے
۱۵- الفاظ سب کا مشترکہ سرمایہ ہیں -
۱۶- الفاظ اپنی اصلیت سے بہرحال وابستگی رکھتے ہیں -
۱۷- استعارات ابتدا میں کسی حقیقت پر مبنی تھے -

یہی نہیں کہ انھوں نے الفاظ کے بارے میں چند کلیات وضع کیے بلکہ ان کی مدد سے اصطلاحات سازی کے چند اصول بھی ہمیں دیے - مثلاً یہ اصول کہ " نام کو اپنے مفہوم سے ضرور تعلق چاہیے " اس کی وضاحت میں لکھتے ہیں :ملے (۴)

" الفاظ جو ہم استعمال کرتے ہیں،کچھ تو ضرور ہی اپنی موضوع چیزوں سے کم و بیش حقیقی مناسبت رکھتے ہیں کہ ایسے بے سوچ سمجھے مقرر نہیں کر دیے گئے "-

اصطلاحات کو بھی وہ استعارے کے زیر اثر قرار دیتے ہیں - ان کے نزدیک استعارات اصطلاحات کی خشک ہڈیوں میں جو ان سے کوسوں دور معلوم دے رہی ہیں اوران کی ضد ہیں، ایک قسم کی روح پھونک دیتے ہیں - اس کے لیے وہ قانونی اصطلاحات کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں :ملے (۵)

" قانون میں بھی ہم کثرت سے اس قسم کی مثالیں پائیں گے - جب کسی چیز کو زوائد سے پاک صاف کرتے ہیں تو اس کی تنقیح ہوتی ہے - ایسے ہی جب کسی مقدمہ کے کرنے میں غیر متعلق باتیں یا ایسی باتیں جن پر کوئی تنازعہ نہیں ہوتا ، الگ کر دی جاتی ہیں اور امور تصفیہ طلب الگ تو اس عمل کو تنقیح کہتے ہیں "-

اسی طرح وہ جرح کی مثال دیتے ہیں جس کے معنی زخمی کرنے کے ہیں - یہی حال فنِ تعمیر کی اصطلاحات کا ہے - اس کی بھی چند مثالیں دے کر وہ ایک اہم اصول " ہم نوائی " کو بیان کرتے ہیں - اس میں انسان کا آلۂ صوت بعض الفاظ کے کسی حرف کو دوسرے مناسب حرف سے جو لفظ میں پہلے ہی آگے یا پیچھے موجود ہو ، تبدیل کر دیتا ہے - وہ اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں :ملے (۶)

" بدتر سے بتر- دال اگر تحریر میں بھی آوے تو بولی نہیں جاتی - اور شب پر (چمگادڑ) سے شپرّہ مثالیں اس تبدیلی کی ہیں - یہ تبدیلی ضروری نہیں کہ ہمیشہ حرف موجودہ کی صورت اختیار کرے ، بعض اوقات محض اس کی رعایت مخرجی سے ہی تبدیلی عمل میں آتی ہے اور نیا حرف اسی رعایت سے اختیار کیا جاتا ہے - ہڑتال - ہٹ تال کا مرکب ہے- ٹ اور ت کا اتصال کرخت ہے اور ڑ اسی آواز کو نرم طور پر اور ت کے مناسبِ حال ادا کرتی ہے ——— "-

پنڈت برجموہن وتاتریہ کیفی نے " منشورات " اور کیفیہ " میں بھی ایسے ہی اصولوں کی نشاندہی کی ہے - ان کے خیال میں " اردو کی اشتقاقی اور اختراعی قوتوں کا علم ہو کر غیر زبانوں کے آگے ہاتھ پھیلانے کی عادت رفع ہونی چاہئے اور لوگوں کو چاہیئے کہ اپنے ہی مسالے سے نئی عمارتیں بنائیں "ملے (۷) اس

۴- ایضاً ، ص : ۳۵ -
۵- ایضاً ، ص :۴۷ -
۶- محولہ بالا ، ص : ۱۹۳ -

۷- برج موہن دتاتریہ کیفی، کیفیہ ،کراچی(۱۹۵۸ء)،و مشمولہ "نئے الفاظ" اردو نامہ ، لاہورمارچ ۱۹۶۳ء ص :۱۵۶ -

بات کے بعد وہ کم وبیش ڈیڑھ سو ایسے الفاظ اور اصطلاحات کے تراجم دیتے ہیں ، جن میں انھوں نے ان کے بقول نئے الفاظ اور مرکبات وضع کیے ہیں ۔ ان میں سے" ادبی تموّل، استفساریہ ، اصولی نقطہ نظر ، تجاہل عارفانہ ، تاریبد ، عکس ریز ، کرواد طرازی" اردو کے نقطہ نظر سے رواں اصطلاحات ہیں لیکن جہاں انھوں نے ہندی کا سہارا لیا ہے ، وہاں بقول علامہ شبیر بخاری ان علمی اصطلاحات کا معیار بھی برقرار نہیں رہا مثلاً Aeroplane کے لیے ہوائی جہاز کے مقابلے میں " اڑناؤ "کو ترجیح دیتے ہیں ۔[۸]

اگرچہ دتاتریہ کیفی کے الفاظ بھکڑول (Explosives) اور ات جیت (Air canditioned) سندی روشہ (Navicert) ہتھ گولا (Hand Crenade) اور لڑوکتا (Warminded) بھی قابل توجہ نہیں لیکن الفاظ سازی یعنی " ترکیب " میں ان کا ذہن خوب کام کرتا تھا ۔ دراصل زبان کے بارے میں ان کا نظریہ یہ تھا کہ " زبان کا ہر جزو ترکیبی مسلسل تغیرّات کا ماحصل ہے "۔[۹] ان کے نزدیک اختراع کاکوئی خاص اصول اور قاعدہ نہیں لیکن قبول اور ترویج سب سے بڑا اُصول ہے ۔

الفاظ سازی کے سلسلے میں سید باقر حسین نے دو طریقے بیان کیے ہیں اوّل یہ کہ الفاظ کی تعداد بڑھائی جائے اور دوسرے یہ کہ الفاظ کا مفہوم متعین کیا جائے ۔ وہ الفاظ کی تعداد بڑھانے کے لیے حسب ذیل طریقے تجویز کرتے ہیں :[۱۰]

"۱ ۔ نئی اشیا اور نئے تصورات کے لیے

(الف) مغربی زبانوں کے جو الفاظ ہماری گفتگو میں عام طور پر استعمال ہوتے ہیں ، ان کو (اگر ممکن ہو تو) بجنسہٖ اردو میں داخل کر لیا جائے ۔

(ب) اگر ضرورت ہو تو ایسے الفاظ کو اردو لب و لہجے کی خراد پر چڑھا کر اردوبنا لیا جائے ۔

(ج) نئے الفاظ وضع کیے جائیں ۔

(۲) ترکیبِ الفاظ کے مروجہ اصولوں پر نظرِ ثانی کی جائے اور ان میں حسبِ ضرورت لچک پیدا کی جائے ۔

(۳) پرانے متروک الفاظ میں اگر کوئی خوب صورت اور پر معنی الفاظ ایسے نظر آئیں جن کے مترادفات جدید اردو میں موجود نہ ہوں تو انھیں دوبارہ زندہ کیا جائے ۔

(۴) ایک لفظ سے دوسرے الفاظ بنانے کی سہولتیں پیدا کی جائیں ۔

(۵) اردو سے ملتی جلتی دوسری زبانوں (مثلاً ہندی اور پنجابی) کے ایسے الفاظ جو اردو میں موجود نہ ہوں ، بجنسہٖ یا مناسب ترمیم کے بعد اردو میں داخل کرلیے جائیں۔"

الفاظ کو داخل کرنے کے سلسلے میں بھی وہ اردو لہجے اور تراش خراش کو ضروری قرار دیتے ہیں ۔ مغربی مفرد الفاظ تو بعینہٖ لیے جا سکتے ہیں لیکن بشرطِ ضرورت اور مرکب الفاظ کو فارسی ، ہندی، عربی کی باہمی ترکیب کے ساتھ وضع کیا جا سکتا ہے۔اس سلسلے میں وہ " لب سڑک " جیسی ترکیب کے قائل ہیں :[۱۱]

الفاظ سازی کا ایک اور طریقہ مغربی الفاظ کے بارے میں بھی ہے جو اردو میں بعض اصطلاحات میں مستعمل رہا ہے ۔ اس میں مغربی لفظ سے ساق تو جوں کا توں لے لیا جاتا ہے لیکن اس کے ساتھ سابقے ،لاحقے یا مصادر اردو کے استعمال کیے جاتے ہیں مثلاً Filmization کے ساق Film کو" فلم" کی صورت میں لے لیا گیا ہے اور zation کا لاحقہ " انا " کی صورت میں استعمال کر کے اصطلاح " فلمانا " وضع کر لی گئی ۔ اسی طرح " ریڈیائی " ، " ایٹمی " وغیرہ اس تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ ایسے مغربی الفاظ کو سموبھا جائے جن سے مشتقات بھی بن سکتے ہوں ، جیسے Phonology کے مادے Phoneme کو اردو میں "فونیم " کے طور پر اپنانے سے ہو سکتا ہے " ہمارے پاس logy- کے لیے یات کا لاحقہ ملتا ہے ۔ اسطرح Phonology کے مدّمقابل جو اصطلاح اردو میں بنے گی ، وہ فونیمیات ہو سکتی ہے ۔ اسی طرح Phono-logical کے لیے فونیمیاتی ، Phonomization کے لیے فونیمیانا وغیرہ اصطلاحیں ممکن ہیں "۔[۱۲]

ڈاکٹر سہیل بخاری کے نزدیک اردو میں الفاظ سازی کے لحاظ سے اشتقاقی اور اتصالی دونوں اصول پائے جاتے ہیں لکھتے ہیں :[۱۳]

۸۔ بحوالہ : اردو نامہ ، لاہور ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص : ۱۶ ۔

۹۔ برجموہن دتاتریہ کیفی ، منشورات ، دہلی (۱۹۳۰ء) ، ص :۹ ۔

۱۰۔ سید باقر حسین ، " اردو زبان کی توسیع "، ماہِ نو ، کراچی ،نومبر ۱۹۵۳ء، ص :۷ ۔

۱۱۔ بحوالہ : ایضاً ، ص ص : ۱۸ تا ۱۹ ۔

۱۲۔ نصیر احمد " ترجمہ اور لسانیات " ،مشمولہ، ترجمہ کا فن اور روایت (مرتبہ :ڈاکٹر قمر رئیس) ، دہلی : (جون ۱۹۷۶ء) ، ص ص : ۱۳۵ تا ۱۳۶ ۔

۱۳۔ ڈاکٹر سہیل بخاری، اردو زبان میں الفاظ سازی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۹ء، ص:۸ ۔

۱- اشتقاقی اصولوں میں صوتی تبادل ، اندراج و سقوط ، انضمام، انشقاق ، تقلیب ، توازن اور تشدید -

۲- لفظ سے لفظ جوڑ کر اتصال دو طرح سے ہوتا ہے :-

الف : آزادلفظ پر کسی تابع لفظ کا اضافہ کرکے نیا لفظ بنانا - اسے جزو بندی کہتے ہیں -

ب : ایک آزاد لفظ پرکسی دوسرے آزاد لفظ کا اضافہ کر کے نیا لفظ گھڑنا ، اسے ترکیب کہتے ہیں - ایسے لفظ کو مرکب کہتے ہیں -

اردو الفاظ سازی میں اصطلاحی ضرورت کے مفرد اور مرکب انداز تو مل جاتے ہیں جو اشتقاقی اورترکیبی اصطلاحات میں ہمارے کام آتے ہیں - لیکن ہمارے ماہرین نے ابھی تک مرکب اصطلاحات کے لیے کوئی اصول پیش نہیں کیا - دراصل مرکب الفاظ اور مرکب اصطلاح میں فرق ہوتا ہے - مرکب لفظ خواہ اشتقاقی ہو یا اتصالی محض ترکیبی اور مشتق اصطلاحات وضع کرنے میں ہماری مدد کرتا ہے ، جس میں ساق یا مادہ ایک ہی رہتا ہے ، لیکن مرکب اصطلاح میں دو یا دوسے زیادہ ساق ہوتے ہیں ، وہاں اردو کی دو اسم یا ساق پاس پاس رکھنے کی صلاحیت سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے - وحید الدین سلیم جس کی مخالفت کرتے ہیں :(۱۴)

۱:۲ ہندی اور سنسکرت سے استفادے کا رجحان :

للولال جی کی پیروی میں تو نہیں لیکن ان کی علیحدگی پسندی کے رجحان کو روکنے ، شاید اردوہندی تنازع کو کم کرنے اور واحد ہندوستانی زبان کی تلاش میں وحید الدین سلیم نے ہندی اور سنسکرت سے استفادے کا مشورہ دیا تھا جسے بعد کے ماہرین مولوی عبدالحق وغیرہ نے بھی قابلِ توجہ سمجھا - چٹر جی تو اس کے بڑے موید تھے - لیکن بہت جلد وہ اپنے نظریات سے دستکش ہوتے نظر آئے - ان کے بقول ہندی محض ناگری رسم الخط کا روپ دھارکراردو سے ہندی بن گئی تھی - بعد میں بھارت کی سرکاری سطح پر جس سنسکرت آمیز ہندی کو وضع کرنے کی کوشش کی گئی اور ترقی اردو بیورو دہلی نے جس کی طرف اپنے اصولوں میں نمایاں رجحان ظاہر کیا ، اس کی طرف اردو دان طبقے نے بہت کم توجہ دی - ڈاکٹر گوپی چند اور آل احمد سرور جیسے لوگوں نے البتہ ہندی اور سنسکرت کو ایک ہی گروہ قرار دے کر ان سے استفادے کی طرف زور دیا - ڈاکٹر نارنگ لکھتے ہیں : (۱۵)

" Indic ذخیرے یعنی پراکرتوں کے وسیع خزانوں سے بھی سنسکرت سے لے کرجدید زبانوں تک ایک عام رجحان تتسم سے تدبھو بنانے کا یعنی سہل پسندی اور سادگی کا رہا "-

آل احمد سرور نسبتاً زیادہ تفصیل سے بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :(۱۶)

اردو چونکہ ایک جدیدہندوستانی زبان ہے اور اس کی بنیاد کھڑی بولی ہے ،جو شورسینی اپ بھرنش سے نکلی ہے ، اس لیے اس کا تعلق اپ بھرنش کے ذریعے سنسکرت سے ہے - سنسکرت کا رشتہ فارسی سے مسلم ہے کیونکہ دونوں زبانیں انڈو آرین خاندان سے تعلق رکھتی ہیں- اس لیے اگرچہ "ہم اردو کی جی نی ایس کو دیکھتے ہوئے سنسکرت کی اصطلاحوں سے زیادہ فائدہ نہیں اٹھاسکتے پھربھی فارسی کی اصطلاحوں پر زیادہ توجہ کر کے سنسکرت سے قریب رہ سکتے ہیں -"

ہندی سے تو شاید کسی حد تک استفادہ کیا جاتا رہا ہے لیکن سنسکرت کسی بھی صورت اردو کے مزاج سے ہم آہنگ نہیں - آل احمد سرور نے بھی اردو کے اس جی نی ایس کی طرف توجہ دلائی ہے - چٹر جی بھی یہ کہتے ہیں کہ اردو کا رشتہ براہ راست سنسکرت سے نہیں بلکہ اپ بھرنش اور بول چال کی شور سینی پراکرت سے ہے (۱۷) سنسکرت کے الفاظ تو ہندی سے بھی ہم آہنگ نہیں ہوپاتے - اصطلاحات سازی یا الفاظ سازی اور ان کی معیار بندی میں " سنسکرت " کے دخیل الفاظ ان زبانوں میں روڑا محسوس ہوتے ہیں - البتہ غیر سنسکرتی ماخذوں کو ترجیح دی جاتی ہے - مثلاً ہندی اور اردو میں ٹھیٹ الفاظ یا اردو کے لیے عربی اور فارسی کے کلاسیکی ذخیرہ سے استفادہ ....(۱۸) اور بقول ڈاکٹر سبزواری "سنسکرت سے مددلینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا سنسکرت ہماری زبان نہیں - ہم سنسکرت نہیں جانتے - ہماری زبان سنسکرت کے تہذیبی مزاج اور اس کی سرشت سے ناآشنا ہے - سنسکرت کے ترجمے سرے سے یہاں رس بس نہ سکیں گے - غیر منقسم ہندوستان میں اردو کی چھ سات

۱۴- تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے پہلا باب : مرکب اور ترکیب کی بحثیں ۲، ۲ -

۱۵- ڈاکٹر گوپی چند ، " اصطلاحات سازی " ، محولہ بالا ، ص : ۲۲۱ -

۱۶- آل احمد سرور ، " اصطلاحات سازی "، ترجمہ : روایت اور فن ، ص : ۱۴۲ -

۱۷- "اردو کے مسائل" لسانیات نمبر، دہلی، ۱۹۶۹ء ، ص : ۵۶، بحوالہ :ڈاکٹرفرمان فتحپوری، اردوہندی تنازع،ص:۲۲ -

18- Ray, Punya sloka, "Language standardization " in, Readings in the sociology of Language , (ed.) Fishman, PP : 762- 3 -

سو سال کی تاریخ میں سنسکرت کے علمی و تہذیبی الفاظ اردو کے مددگار نہ ہوئے تو پاکستان میں سنسکرت زبان کی علمی اصطلاحیں کس طرح اردو میں جڑ پکڑ سکیں گی"[۱۹]

جہاں تک جدید ہندی زبان کا تعلق ہے یہ سراسر ایک مصنوعی زبان ہے ۔ ڈاکٹر فرمان فتح پوری نے اپنی کتاب میں اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ انیسویں صدی سے پہلے اس زبان کا وجود بھی نہ تھا ۔ مہاتما گاندھی اور جواہر لال نہرو جیسے سیاسی رہنماؤں اور ڈاکٹر تارا چند اور امرناتھ جیسے محققین نے بھی یہی کہا ہے کہ جدید ہندی کے وجود میں آنے سے پہلے اردو ہی کا نام ہندی تھا[۲۰] ہندو اور مسلمان کے درمیان افتراق ہی ہندی کے فروغ کا باعث بنا اور یہ محض ایک سیاسی ضرورت بن کر سامنے آئی ۔ یہی وجہ ہے کہ اس جدید ہندی کو آزادی کے بعد بھارت میں بھی کوئی فروغ نہیں مل سکا ۔ ترقی اردو بیورو کے مرتبہ لغات اصطلاحات میں بھی ہندی سے استفادہ نہیں کیا جا سکا ۔ عشری درجہ بندی کے مترجم قیصر امروہوی لکھتے ہیں :[۲۱]

"ابتداً ہندی کے کچھ الفاظ اس میں رائج رہے لیکن جلد ہی وہ متروک ہو گئے اور ان کی جگہ بھی عربی فارسی کے الفاظ نے حاصل کر لی .... ہندی کے الفاظ اگر اس میں چل سکتے تو متروک ہی کیوں ہوتے"۔

در اصل جس ہندی سے استفادے کا مشورہ ہمارے رہنما دیتے رہے ہیں ، وہ مقامی بولیاں ہیں ۔ چشر جی نے بھی عوام کی بول چال کی ہندی اور جدید ہندی میں امتیاز بیان کیا ہے ۔ چنانچہ عوامی بولیوں اور زبانوں سے استفادے اور گفتگو کا صحیح حل " مقامی زبانوں سے استفادے کا رجحان" ہے ۔

۱:۲ عربی سے استفادے کا رجحان :

پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ ہر زبان کو اصطلاحات سازی کے لیے کسی نہ کسی زبان کا سہارا لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ اردو کے سلسلے میں اہل علم کی نظر اکثر و بیشتر عربی زبان پر پڑتی ہے ۔ بقول ڈاکٹر ضمیر احمد شاہر " جدید اردو کی اصل عربی ہے جو ام الالسنہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔"[۲۲] اور بقول ڈاکٹر شوکت سبزواری " علمی زبان کے لیے جس نوع کی ثقاہت ، متانت اور بھاری بھر کم پن درکار ہے ، وہ صرف عربی میں ہے .... اردو کے لیے اس کی وہی حیثیت ہے جو انگریزی کے لیے لاطینی کی ہے ۔"[۲۳] علامہ شبیر بخاری کے نظریات بھی کم و بیش یہی ہیں جن کا ہم پچھلے باب میں ذکر کر چکے ہیں ۔ قیصر امروہوی اپنے تجربے کی روشنی میں بیان کرتے ہیں :[۲۴]

"اردو میں اب تک کم و بیش جتنے علوم آئے ہیں ، وہ سب عربی کے راستے آئے ہیں اور اپنی اصل اصطلاحات کے ساتھ ہیں .... اور وہ اس حد تک اردو سے مانوس ہو گئی ہیں کہ کوئی اجنبیت محسوس نہیں ہوتی ۔ اس لیے یہ ظاہر ہے کہ ان سے ہٹ کر نئی اصطلاحات نہیں بنائی جا سکتیں "۔

ڈاکٹر ضمیر احمد شاہر عربی کی اصطلاحات سازی کی خوبی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں :[۲۵]

" اس میں قدیم و جدید علوم و فنون کی اصطلاحات کو اپنے مادوں کے سانچے میں ڈھالنے اور ان کی لفظی و معنوی صورت گری کرنے کی قابلیت بدرجہ اتم پائی جاتی ہے "۔

عربی سے استفادہ کرنے والے گروہ کے دلائل کو وحید الدین سلیم نے مبسوط انداز میں بیان کر دیا ہے ۔ ان کے نزدیک :[۲۶]

" اول : عربی زبان مسلمانوں کی مذہبی زبان ہے اور اس سبب سے وہ تمام مسلمان قومیں جو دنیا کے مختلف حصوں میں آباد ہیں ، اس زبان سے یکساں طور پر مانوس ہیں ۔ اگر اس زبان کے الفاظ سے اسی زبان کے قواعد کے مطابق علمی اصطلاحیں بنائی گئیں تو دنیا کے تمام مسلمان ان کو آسانی اور دلچسپی کے ساتھ قبول کر لیں گے اور جس طرح یورپ کی علمی زبان

۱۹۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری ، " علمی اصطلاحات کا اردو ترجمہ " ، ماہ نو ، مارچ ۱۹۶۲ء ، ص : ۵۲ ۔

20- Ref. ,Z.A.Ahmad, National Language for India , Allahabad(1941).

(ان ہندو شخصیتوں کے مقالے ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں) ۔

۲۱۔ سید محمود حسین قیصر امروہوی (مترجم) ، عشری درجہ بندی ، نئی دہلی (مارچ ۱۹۸۵ء) ، ص : ۱۱

۲۲۔ ڈاکٹر ضمیر احمد شاہر ، " اردو میں وضع اصطلاحات" ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، جنوری ۱۹۸۲ء ، و مشمولہ ، منتخبات اخبار اردو ، ص : ۲۸۳ ۔

۲۳۔ شوکت سبزواری ، محولہ بالا ، ص : ۳۵ ۔

۲۴۔ قیصر امروہوی ، محولہ بالا ، ص : ۱۱ ۔

۲۵۔ ڈاکٹر ضمیر احمد شاہر ، محولہ بالا ، ص : ۲۸۳ ۔

۲۶۔ وحید الدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص : ۱۹ ۔

تمام ممالک یورپ کے لیے ایک بین قومی زبان ہے ۔ اسی طرح ہماری علمی زبان بھی تمام بلادِ اسلامیہ کے لیے ایک بین قومی زبان ہو گی ۔

دوم: عربی زبان پہلے سے علمی زبان ہے ۔ مسلمانوں کے تمام علمی کارنامے جو انھوں نے زمانۂ سابق میں سرانجام دیے تھے ، اس زبان میں جمع ہیں ۔ اگر جدید علمی اصطلاحیں بھی اسی زبان کے الفاظ سے اور اسی زبان کے قواعد کے مطابق وضع کرلی جائیں تو اس میں کافی قابلیت اس امر کی موجود ہے "۔

گورنر بنک دولت پاکستان زاہد حسین نے ۱۹۵۱ء میں سٹیٹ بنک کی مرتبہ " اصطلاحاتِ بنکاری " کے پیش لفظ میں لکھا :-[۲۷]

" علمی اور فنی مصطلحات کے لیے ہمارے پاس عربی زبان اور اس کے مصادر و ماخذ کا ایک لازوال گنجینہ موجود ہے جو لاطینی اور یونانی سے زیادہ وسیع اور مکمل ہے لیکن ہم بشرطِ ضرورت دوسری زبانوں سے بھی استفادہ کر سکتے ہیں "۔

ڈاکٹر تنزیل الرحمان نے ایک اور پہلو کی طرف توجہ دلائی ہے، وہ لکھتے ہیں:-[۲۸]

" عربی زبان سے مرکب اصطلاحیں بنانے میں اکثر اوقات ان کا ثقل مانع آتا ہے کیونکہ اردو زبان میں ان کا رواں ہونا مشکل ہوتا ہے ۔ خاص کر ہماری موجودہ تعلیمی صورتِ حال میں یہ دشواری بہت زیادہ بڑھ گئی ہے ۔ عربی اور فارسی زبان کی تعلیم و تدریس کا تناسب برابر گھٹ رہا ہے ۔...... تاہم عربی کی بہت سی مرکب اضافی والی اصطلاحات پہلے ہی رائج ہیں ۔ مثلاً بیت المال، دارالامن ، دارالسلام ، یا دارالاسلام ، دارالحرب ، دارالخلافہ ، دارالضرب ، دارالقضاء وغیرہ یا اسی طرح مرکبِ توصیفی والی اصطلاحات ہیں، جیسے واجب الطلب ، واجب الادا ، واجب الاظہار ، واجب التسلیم ، واجب التعزیر وغیرہ ۔ اسی طرز پر سابقوں اور لاحقوں کی مدد سے ضرورت کے مطابق مزید اصطلاحات وضع کی جا سکتی ہیں"۔

عربی زبان کی مخالفت میں سب سے پہلے خود وحید الدین سلیم نے آواز اٹھائی تھی ۔ ان کے نزدیک عربی زبان میں مفرد مادّے تو کثرت سے ہیں مگر ترکیبی لچک نہ ہونے کے باعث ان میں اصطلاحات سازی کی صلاحیت کم ہے ۔ اگر عربی میں یہ لچک ہوتی تو عربی زبان بولنے والے مصری اور شامی لوگ نہایت آسانی سے وضع اصطلاحات میں پیش قدمی کرتے ۔ اگر پرانے زمانے میں ہمارے بزرگوں نے علوم کی اصطلاحیں وضع کی تھیں تو اس کی وجہ یہ تھی کہ وہ یونانی سے ترجمہ کر رہے تھے ۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:-[۲۹]

" یونانی زبان سے علوم کا ترجمہ عربی زبان میں اس قوم نے کیا جو عربی زبان بولتی اور عربی ہی میں تعلیم و تعلّم کا کام انجام دیتی تھی ۔ اس کے بعد جب یہ علوم ایران اور ہندوستان وغیرہ ملکوں میں آئے تو ذریعۂ تعلیم پھر بھی عربی زبان رہی ...... مگر اب ہم اردو زبان کو ذریعہ تعلیم قرار دے رہے ہیں اور اسی زبان میں یورپ کے تمام علوم وفنون کو منتقل کرنا چاہتے ہیں ۔ اس لحاظ سے یہ بات نہایت ضروری ہے کہ جو نئی علمی اصطلاحات وضع کی جائیں وہ اردو زبان کی قدرتی ساخت اور گرامر کے مطابق ہوں "۔

شان الحق حقی نے اس استدلال کو دورِ جدید میں عربی اصطلاحات سازی کے عمل سے استفادے کے ضمن میں مزید واضح کرتے ہوئے لکھا ہے :-[۳۰]

" واقعہ یہ ہے کہ عربی خود اس دور میں کثرتِ تعریب پر انحصار کر رہی ہے ۔ اس میں سہ حرفی مادے پہلے ہی سے محدود ہیں ، چہار حرفی مادے ان سے بھی کم ہیں اور ان مادوں میں پہلے ہی معانی کی کثرت ہے ۔ اس نے گزشتہ صدیوں میں بھی یونانی الفاظ و تصورات کو بڑی حد تک تعریب ہی کے ذریعے اپنایا تھا ۔ عربی پر انحصار کا مطلب یہ ہو گا کہ ہمیں اردو میں بہت سے نامانوس عربی الفاظ کے ساتھ جدید مغربی اصطلاحیں بھی تبدیل شدہ صورت میں قبول کرنی ہوں گی ، حالانکہ ہم ان کو اصلی شکل میں بھی اپنا سکتے ہیں ۔ ڈائفرم کو دیافراغما اور ٹیلی گرافی کو طلغرافی کہنے کی ضرورت نہیں ہے "۔

۲۷۔ انجمن ترقیٔ اردو ، اصطلاحاتِ بنکاری ، پیش لفظ ، ص : ۱۱۱ ۔

۲۸۔ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان، " قانونی اصطلاحات کے مسائل"، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ص : ٦ ۔

۲۹۔ وحید الدین سلیم ، وضع اصطلاحات ، ص : ۲۲ ۔

۳۰۔ شان الحق حقی، " وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث "، مشمولہ 'تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص : ١٦ ۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کے نزدیک یہ طے ہے کہ عربی ،فارسی الفاظ اور تراکیب سے بالکل چھٹکارا حاصل کرنے کی کوشش مذموم ہے لیکن وہ بھی عربیت کی مخالفت کرتے ہیں کیونکہ " علم کی بے ضرورت نمائش کی خاطر عربیت پیدا کرنے سے زبان کی اردویت کو نقصان پہنچتا ہے - ایسی عربیت اردو کے لیے نقصان رساں ہے"[۳۱]
اس بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ عربی زبان اردو اصطلاحات سازی کا ایک اہم ماخذ رہی ہے البتہ اس پر ضرورت سے زیادہ انحصار نہیں کیا جا سکتا خصوصاً جدید علوم کی اصطلاحات کے مترادفات تلاش کرتے ہوئے - جبکہ خود عربی زبان بھی تعریب پر انحصار کررہی ہے -

۱:۲ فارسی سے استفادے کا رجحان :

عربی کے مقابلے میں بعض اہلِ علم کے ہاں اردو کے لیے فارسی سے استفادے کا رجحان عام ملتا ہے ان کے نزدیک اردو اور فارسی دونوں ہند آریائی زبانیں ہیں اور ان کے قواعدی اشتراک سے اصطلاحات سازی میں خاصی مدد ملتی ہے -

فارسی سے استفادے کا رجحان ہمیں اردو اصطلاحات سازی میں عام ملتا ہے - اس کے الفاظ سبک ہوتے ہیں اور قریب الفہم ہوتے ہیں - چنانچہ اس کی وکالت کرتے ہوئے سید باقر حسین لکھتے ہیں :[۳۲]

" جہاں تک میں نے غور کیا ہے ، عربی کے مقابلے میں فارسی الفاظ سازی اردو دانوں کے لیے زیادہ عام فہم ہوتے ہیں اور سبک اور خوبصورت بھی زیادہ ہوتے ہیں - چند مثالیں ملاحظہ ہوں -

فارسی	عربی	انگریزی
تپش پیما	مقیاس الحرارت	Thermometer
بلند آواز	مکبر الصوت	Loud- speaker
آتش کش	قاطع النار	Fire - extinguisher
پرواز	طیران	Flight
تراشہ	قطعہ	Cutting

لیکن یہ کوئی قاعدہ کلیہ نہیں -"

مقتدرہ کی مجالسِ استناد نے بھی خالص عربی اصطلاحات کے مقابلے میں عربی کے ساتھ فارسی سابقے اور لاحقے لگا کر اصطلاح سازی کو قابلِ ترجیح قرار دیا ہے ڈاکٹر سید عبداللہ کے رہنما اصول جن کا ہم ذکر کر چکے ہیں ، عربی کی نسبت فارسی کی طرف رہنمائی کرتے ہیں - اس سے بقول ڈاکٹر صدیق شبلی " اصطلاحات زیادہ آسان اور عام فہم ہو گئی ہیں - کچھ مثالیں ملاحظہ ہوں ، رابطہ (رابطہ کار)، استناد (معیار بندی) محاسب (حسابدار)، معتمدیہ (دیوانِ حکومت) ، محضر (یادداشت) ، مدیون (قرض دار)، دائن (قرض خواہ) خازن (خزانچی)"[۳۳]

اردو میں فارسی زبان سے خاطر خواہ استفادہ کیا گیا ہے - فارسی برصغیر کی دفتری اور قانونی زبان رہی تھی - علمی اور مذہبی ضروریات پوری کرتی تھی - اردو کے قریب تھی - اردو کے ادبی اسالیب خصوصاً شاعری اور غزل نے فارسی سے جنم لیا تھا - ریختہ اس کی اہم مثال ہے - چنانچہ عوام کا رجحان عربی کی نسبت فارسی کی طرف زیادہ رہا - تاہم کچھ علمی حلقوں کو عربی کی ثقالت پر اصرار رہا - اس قسم کی ایک بحث ۱۹۷۰ء میں بھی دیکھنے میں آئی - ماہنامہ " معلومات " لاہور، قسط وار صورت میں چھپنے والا انسائیکلو پیڈیا تھا - اس کے شمارہ اگست ۱۹۷۰ء میں اصطلاح Aqua-Regia کا ترجمہ "آبِ سلطانی " کیا گیا - جس پر جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف و تالیف نے مراسلہ لکھا کہ " آبِ سلطانی کیوں استعمال کیا گیا جبکہ پرانی اور مروّج اصطلاح کا "ماءُ الملوک" ہے " - ان کے نزدیک یہ عربی اصطلاح ماہرین کی فکروکاوش کا نتیجہ ہے - اس کے جواب میں " معلومات " کے اداریے میں خیالات کے عنوان سے لکھا گیا :[۳۴]

" ہماری اختیار کردہ اصطلاحیں صحت کے زیادہ قریب ہیں .... اصطلاح سازی بے شک ایک اہم کام ہے لیکن یہ بجائے خود مقصد نہیں ، حصولِ مقصد کا ایک ذریعہ ہے "-

اصطلاح سازی میں فارسی کی اس پیروی کا ایک نقصان بھی ہوا ، کہ ہماری اصطلاحوں پر فارسیت کا غلبہ ہو گیا - بقول ڈاکٹر صدیق شبلی " اگر کسی اصطلاح میں فارسیت نہ ہو تو اسے قبولیت کی سند نہیں ملتی - انگریزی اصطلاح میں "of" آ جاتا ہے لیکن اردو میں کوشش کی جاتی ہے کہ اصطلاح میں " کا، کی، کے " نہ آنے پائے - اس سے اصطلاح کی خوبصورتی میں فرق آ جائے گا لیکن فارسیت پر اتنا اصرار اردو کی حق تلفی کے مترادف

۳۱- سید باقر حسین، "ترجمہ کے اصول"، مشمولہ ،ترجمہ :روایت اور فن ، ص : ۵۹ -
۳۲- ڈاکٹر سید عبداللہ ،دفتری زبان اور وضع و انتشارِ اصطلاحات ،مشمولہ "منتخبات اخبارِ اردو، ص : ۲۹۳ -
۳۳- ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی، "دفتری و قانونی اصطلاحات ودستاویزات کے اردو تراجم - مسائل اور مشکلات" مشمولہ روداد سیمینار اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ص : ۱۲۸ -
۳۴- "خیالات " ماہنامہ معلومات ، لاہور ،جلد ۱ ،قسط نمبر ۷، شمارہ دسمبر ۱۹۷۰ء -

ہے[۲۵] وہ اس کے لیے اضافت کے بغیر مرکبات تشکیل دینے کی سفارش کرتے ہیں ۔

۱:۵ مشرقی زبانوں سے یکساں استفادے کا رجحان :

وحید الدین سلیم نے جہاں عربی سے استفادہ کرنے والے گروہ کے رجحانات کا ذکر کیا ہے ، وہیں انھوں نے سنسکرت ،ہندی اور فارسی سے بھی یکساں استفادے کے حق میں دلائل دیے ۔ ان کے نزدیک عربی،فارسی اور ہندی دراصل اردو زبان کے" قدرتی عناصر" ہیں ۔ اس لیے ان میں سے کسی ایک پر قناعت نہیں کرنی چاہیے۔ پھر ہندوؤں نے سنسکرت اور مسلمانوں نے عربی اصطلاحات کو مدت مدید تک استعمال کیا ہے ۔ اب اردو میں انھیں یک جا کرنا چاہیے ۔ حیدرآباد دکن میں وضع اصطلاحات کے بارے میں اپنی رائے پر عملدرآمد ہونے کے بارے میں وہ لکھتے ہیں :[۲۶]

> " نہایت خوشی کی بات ہے کہ جامعہ عثمانیہ کی اس کمیٹی نے جس میں دونوں گروہ کے اصحاب الرائے موجود تھے ، کافی غور اور مباحثہ کے بعد کثرت رائے سے دوسرے گروہ کے اس نظریے کو پاس کر دیا کہ اردو زبان میں جو علمی اصطلاحات وضع کی جائیں ، ان کے لیے عربی ،فارسی اور ہندی الفاظ بے تکلف لیے جائیں ۔ مگر الفاظ کی ترکیب دیتے وقت صرف اردو زبان کی گرامر کا لحاظ رکھا جائے اور کسی زبان کی گرامر کا نہیں ۔"

ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری نے اس بحث کا آغاز کیا تھا ، ان کے نزدیک پہلے عربی، پھر فارسی اور پھر ہندی سے مانوس اصطلاحات لینا چاہیئیں اور" کثیرۃ الرجل ، اخطبوطیہ ، مستطیع الجلد" جیسی اصطلاحوں سے گریز کرنا چاہیے[۲۷] اس رجحان پر تبصرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری لکھتے ہیں :[۲۸]

> " کچھ لوگ وہ ہیں جو سابقہ گروہ علمی کے فیض و تربیت یافتہ ہیں اور عربی فارسی زبانوں سے بھی واقف ہیں یا کسی حد تک شدبد ہے ۔ وہ سب سے پہلے عربی زبان کے لغات و اصطلاحات سے استفادہ کرنا اور بعض اوقات انہی کو اختیار کر لینا چاہتے ہیں ۔ ان لوگوں میں مذہبی ذوق رکھنے والی ایک جماعت بھی موجود ہے جو دین کی طرح عربی زبان ، اس کے علوم و فنون اور اس کی اصطلاحات کو بھی مقدس سمجھتی ہے ۔ ان تمام حضرات کا رجحان اس طرف ہے کہ جامعہ عثمانیہ کے تحت اصطلاح سازی کی جو تحریک جس اسلوب و انداز سے شروع ہوئی تھی ، اسے اسی طرح جاری رہنا چاہیئے اور سابقہ وضع کردہ اصطلاحات کو من و عن قبول کر لینا چاہیئے "—

مختار زمن اس رجحان کی وضاحت کرتے ہوئے ایک اور بات کا اضافہ کرتے ہیں کہ ہمیں سابقوں اور لاحقوں کا پورا پورا لفظی ترجمہ کرنا چاہیے بلکہ مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے اصطلاح سازی کی طرف دھیان دینا چاہیئے ۔ ان کے نزدیک :[۲۹]

> " نئی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے اولاً ہم ہندی، فارسی اور عربی کا سہارا لیتے ہیں کیونکہ ان زبانوں سے ہم زیادہ واقف ہیں ۔ بنیادی اصول کا تقاضا یہ ہے کہ پہلے وہ الفاظ اور اصطلاحیں وضع کی جائیں جو آسان ہوں ، مثال کے طور پر Duodenum, logic اور Retima کے لیے" منطق ، اثنا عشری اور شبکیہ" آسانی سے استعمال کیے جا سکتے ہیں ..... Super electro,cracy,supro یا archy جیسے لفظوں کے لیے ہمارا اپنا پیرایہ اظہار ہے، جیسے ماورا ، بالا ،اعلیٰ ، سار ، سابقہ ، لا، در، من ، برق وغیرہ ۔ مجھے یقین نہیں کہ روسیوں نے" چینیوں اور جاپانیوں وغیرہ نے بھی ان انگریزی اظہارات کے پورے پورے ترجمے کو اپنا یا ہو "۔

یہاں ایک اور صاحب ذوق کا تذکرہ ضروری ہے جن کی عمر عربی اور فارسی کی وکالت میں گزر گئی تفہیم زبان کے سلسلے میں ان کی آواز منفرد اور انوکھی تھی ۔ یہ الف المحراث تھے ، جن کے نزدیک ہمیں ٹیلیویژن اور ٹیلی فون جیسی اصطلاحات کو بھی ، عربی،فارسی میں ترجمہ کر لینا چاہیئے ۔ ان کے بعض مجوزہ ترجمے ملاحظہ ہوں:[۳۰]

۲۵۔ ڈاکٹر صدیق شبلی ، محولہ بالا ، ص : ۱۶۹ ۔

۲۶۔ وضع اصطلاحات ، ص : ۲۲ تا ۲۵ ۔

۲۷۔ ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری، "اردو" ، اورنگ آباد ، دکن ،جولائی ۱۹۲۲ء ، ص : ۳۲۷ ۔

۲۸۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) ، اسلام آباد (۱۹۸۴ء) ،ص : ۱۲ ۔

۲۹۔ مختار زمن ، اردو کی وسعت اور جامعیت ، (ترجمہ : سید فیضی) ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ،ص : ۶ ۔

۳۰۔ الف المحراث ، اردو حریقہ میکالے ، لاہور (۱۹۵۹ء) ، ص : ۱۲۷ ۔

" ٹیلیویژن (بعید رویت) ، ٹیلی فون (بعید صوت) ، سائیکرفون (صغیر صوت) ، پولس ایکشن (ہجوم شرطہ)
واشنگ سسٹم (نظام کشاف) ،لانڈری (دارغسل ، گازرخانہ) ، ٹیبل بھل (چرس محاولہ) ، فاؤل (انسلاک)"

مشرقی زبانوں سے استفادے کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کی باہمی ترکیب سے خصوصاً عربی ، فارسی اور ہندی کے امتزاج سے الفاظ وضع کیے جائیں ۔ آزادی سے قبل اس قسم کے رجحان کو زیادہ پھلنے پھولنے کا موقع ملا ۔ لب سڑک ، اہنت البحر ، فوق البھڑک اور اجنبیائی قسم کے مرکبات وضع ہوئے ۔ شعبۂ تصنیف و تالیف کراچی یونیورسٹی نے بھی ضرورت کے مطابق عربی ، فارسی اور ہندی کے جوڑ کو رواج دیا ، جس پر اعتراض کرتے ہوئے ڈاکٹر شوکت سبزواری نے کہا ہے [۲۱]

> " یہ رجحان علمی اور ادبی نقطہ نظر سے مستحسن قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ لفظوں کو جوڑنے اور دو مختلف زبانوں کے الفاظ میں پیوند لگانے کے لیے ان میں موتی مناسبت اور ایک طرح کی امتزاجی ہم آہنگی ہونی چاہیئے تاکہ مرکب الفاظ گھل مل کر ایک ہو جائیں اور اشمل ، بےجوڑ الفاظ پنپنے نہ پائیں ۔"

۱:۶ علاقائی زبانوں سے استفادہ :

آزادی کے بعد اردو کے اثر و نفوذ کا علاقہ وہ تھا جہاں پنجابی ، پشتو ، سندھی ، بلوچی ، براہوی ، سرائیکی ، پوٹھوہاری ، شنا ، کشمیری اور دوسری ایسی بہت سی علاقائی زبانیں تھیں ، جن کے آغاز کا رشتہ بہت حد تک دراوڑی زبانوں سے ملتا تھا ۔ چنانچہ اردو کے ماخذ اور اشتقاق میں دراوڑی زبانوں سے تعلق تلاش کرنے والوں نے اس طرف توجہ دی ۔ اس کے ساتھ ساتھ اکثر محققین نے اردو کو کم وبیش ساری علاقائی زبانوں سے منسلک و متحد ظاہر کیا ہے جس پر ہم ابتدائیہ میں بحث کر چکے ہیں ۔ البتہ اردو کا اپنا ایک منفرد اسلوب اور مخصوص لب و لہجہ ہے اور وہ کسی بیرونی زبان کی مقلد یا تابع نہیں ہے ، اس پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر فرمان فتح پوری لکھتے ہیں :[۲۲]

> " اردو نے بھی اس سرزمین ہی میں جنم لیا ہے ۔ اس لحاظ سے اسے بھی بدیسی نہیں علاقائی کہنا چاہیئے ۔ یہ ضرور ہے کہ اردو کے اثر و نفوذ کا علاقہ علاقائی زبانوں کے مقابلے میں بہت بڑا ہے ۔ اس کی یہی بڑائی اردو کو دوسری بین الملکی زبانوں یعنی بلوچی ، سندھی اور پشتو وغیرہ سے بڑا بنا دیتی ہے ۔"

ڈاکٹر سید عبداللہ کے نزدیک اردو زبان کا گوشت پوست عربی ، فارسی اور ترکی زبانوں کے الفاظ اور تراکیب سے تیار ہوا ہے ، جسے دیسی زبانوں کے عناصر کے ساتھ ملا کر ایک ڈھانچا تیار کر لیا گیا ہے ۔ یہی ڈھانچا اردو اصطلاحات سازی میں ہمارے کام آ سکتا ہے ۔ اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :[۲۳]

> " عربی سے اردو کا علمی رنگ ابھرتا ہے ، فارسی تراکیب سے شیرینی اور خوبصورتی پیدا ہوتی ہے ۔ دیسی عناصر ان خصوصیات کو سہارا دیے ہوئے ہیں اور ان سب کی ترکیب سے اردو زبان تیار ہوتی ہے بلکہ یوں کہیے کہ اردو علم و ادب کی زبان بنی ہے ۔"

علاقائی الفاظ کے استعمال کی ایک کوشش ہمیں پنجاب میں ملتی ہے ۔ یکم نومبر ۱۸۵۸ء کو لارڈ کیننگ کے اجلاس منعقدہ الٰہ آباد میں ملکہ کے انگریزی پیغام کا ترجمہ پڑھ کر سنایا گیا ۔ اس روز تمام اضلاع میں یہ اعلان ان کی زبانوں میں پڑھا گیا ۔ گوجرانوالہ میں جو اعلان پڑھا گیا وہ دستاویزات پنجاب لاہور کے ریکارڈ میں موجود ہے ۔ اس میں پنجابی کے الفاظ کو اردو اصطلاحات میں ضم کرنے کی عملی کوشش کی گئی جیسے In their contentment (سادا اقتدار) our strength (چھوٹی گلاں) ، False report (اوہناں دے صبر) [۲۴] پنجاب کے ایڈیشنل سکرٹری نے اس مسئلے پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے :[۲۵]

> " پاکستان کے چار مختلف صوبوں میں چار مختلف علاقائی زبانیں ہیں ۔ پشتو ، پنجابی ، سندھی اور بلوچی ۔ اردو ملک کے کونے کونے میں سمجھی جاتی ہے ۔ افہام و تفہیم کی راہ میں اردو کی حیثیت اجنبی نہیں ۔ پھر بھی مشورہ اور راہِ فکر کو کشادہ کرنے کے لیے یہ کہنا ضروری ہے کہ علاقائی زبانوں کے الفاظ اردو زبان میں زیادہ سے زیادہ لے لیے

۲۱ـ ڈاکٹر شوکت سبزواری ، محولہ بالا ، ص : ۲۵ ـ

۲۲ـ ڈاکٹر فرمان فتحپوری ، "اردو اور علاقائی زبانوں کا رشتہ" ، اردو نامہ ، لاہور ، مارچ ۱۹۸۳ء ، ص : ۹۹ ـ

۲۳ـ ڈاکٹر سید عبداللہ ، " دفتری زبان اور وضع و انتشاد اصطلاحات " ، محولہ بالا ، ص :۲۹۳ ـ

۲۴ـ بحوالہ : عبدالرقیق ، "دستاویزات پنجاب میں اردو کے قدیم نمونے " ، اردو نامہ ، لاہور ، جلد ۱ ، شمارہ ۱۲ فروری ۱۹۸۳ء ، ص ص : ۲۶ ، ۲۷ ـ

۲۵ـ سجاد الحسن ، "اردو میں وضع اصطلاحات کا مسئلہ " ، اردو نامہ ، لاہور ، جون ۱۹۸۵ء ، ومشمولہ منتخبات اردو نامہ ، ص ص : ۱۹۲ ، ۱۹۳ ـ

جائیں تو اردو زبان کی حیثیت قولاً ، فعلاً اور عملاً ملک کے قومی تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے – اردو کسی کم مائیگی کا شکار نہیں "۔

انھوں نے یہ تجویز بھی پیش کی تھی کہ دفتری اصطلاحات میں اگر ہم Sir کے لیے سندھی اور سرائیکی کا لفظ " سائیں " استعمال کریں کہ مہر کے ہاں بھی اس کی سند ملتی ہے اور Meeting کے لیے پشتو" جرگہ"کا لفظ استعمال کریں تو موزوں ہوگا البتہ ان کے خیال میں اردو اسماً کی حد تک اخذو قبول کرتی ہے ، مگر فعلی لحاظ سے اپنے قواعد تبدیل نہیں کرتی – چنانچہ دیگر زبانوں سے استفادے کے وقت اردو کے قواعد ملحوظ رہیں تو مناسب ہو گا ۔(۴۶)

اردو میں علاقائی زبانوں سے اخذ و استفادےکی گنجائش موجود ہے – مثال کے طور پر انگریزی لفظ dab اور اس کے مصدر to dab کے لیے اردو میں کوئی بھی مناسب لفظ موجود نہیں – پنجابی میں اس کے لیے "تھوپا " ہے ، جس سے مصدر" تھوپا لگانا " بن سکتا ہے – اسی طرح form کے لیے " ورقہ " استعمال کیاجا سکتا ہے – نیاز عرفان نے بھی دفتری اصطلاحات کے ضمن میں اس طرف توجہ دلائی ہے وہ لکھتے ہیں :(۴۷)

" جب عربی ،فارسی یا ہندی میں کوئی موزوں لفظ نہیں ملتا تو ہماری مشکل کو پاکستان کی کوئی صوبائی زبان حل کر دیتی ہے – مثلاً انگریزی کی ایک اصطلاح ہے thiningیہ بار بار فعل کے سلسلے میں بولی جاتی ہے – اس کے لیے اردو میں کوئی موزوں لفظ نہ ملا تو پنجاب کی صوبائی مجلس زبان دفتری کے لغت نویسوں نے بجا طور پر پنجابی زبان کا لفظ "چھدرائی " اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں شامل کر لیا – اس کے ترجمے کے لیے اس سے بہتر لفظ ملنا ممکن نہ تھا – اس طرح آج کل پنجابی لفظ " جوگا " بمعنی " کے قابل ہونا " کو بھی اردو میں استعمال کیا جا رہا ہے – اسے اور دیگر ایسے الفاظ کو بھی اردو کے ذخیرۂ الفاظ میں شامل کیا جا سکتا ہے "۔

اشفاق احمد نے بھی علاقائی زبانوں کے الفاظ کے استعمال کی طرف توجہ دلائی ہے – ان کے نزدیک ایک زمانے میں اردو میں یہ صلاحیت تھی کہ وہ دوسری زبانوں کے ذخیرۂ الفاظ کو اپنا مال سمجھ کر آزادانہ استعمال کرتی تھی لیکن اب کئی سال سے اس کی یہ صلاحیت ماند پڑ گئی ہے – اس صلاحیت کو اجاگر کرنے کے لیے وہ بعض الفاظ کو استعمال کرنے کا مشورہ دیتے ہوئے لکھتے ہیں :(۴۸)

" اردو کو آنے والے کل اور گزرے کل کے لیے الگ الگ لفظ نہیں ملتے – لیکن سندھی میں آنے والے کل کے لیے " سبھانے " ہے۔اردو کے پاس سوکھے میوے کے لیے لفظ نہیں لیکن پشتو میں "پگوا" ہے – اردو میں جس عمارتی درخت کے لیے شہر کی اصطلاح استعمال ہوتی ہے ،سندھی میں اسکے لیے "باہن ".کا لفظ ہے – تیز سرد ہوا کے لیے پنجابی میں "بھاندا" اور چھٹی حس کے لیے " تربھاؤ " ہے "۔

مقتدرہ قومی زبان نے اردو زبان میں ترجمے کے مسائل پر جو ورکشاپ منعقد کی تھی'اس میں بھی کئی اصحاب نے مقتدرہ کوعلاقائی الفاظ استعمال کرنے کا مشورہ دیا تھا – منصور قیصر کامشورہ قابلِ ذکر ہے – وہ کہتے ہیں :(۴۹)

" اصطلاحات وضع کرتے ہوئے اردو کی تنگ دامانی کا احساس اس لیے ہوتا ہے کہ ہم غیر ملکی زبانوں پر زیادہ تکیہ کرتے ہیں – جب کہ ہماری دوسری پاکستانی زبانیں اپنے دامن میں نہایت وسیع ذخیرہ الفاظ رکھتی ہیں – ہمیں اصطلاحات وضع کرتے ہوئے ان زبانوں سے اخذو اکتساب .کرنا چاہیئے "۔

مقتدرہ کے ایک اور سیمینار برائے " اصطلاحات سازی " میں ڈاکٹر انور سدید کے مقالے پر بحث کرتے ہوئے ڈاکٹر طاہر تونسوی نے تجویز کیا تھا کہ پاکستانی زبانوں کے ماہرین سے ان کی زبانوں کے الفاظ مانگے جائیں اور مقتدرہ انھیں استعمال کرے۔ اس کے لیے ان کے نزدیک :(۵۰)

۴۶– سجاد الحسن،" اردو میں علاقائی الفاظ کا استعمال "، اردونامہ ، جلد ۲،شمارہ ۶،اگست۱۹۸۳ء، ص :۹۰۸ –

۴۷– نیاز عرفان، "دفتری اصطلاحات ومراسلت کے تراجم کے مسائل اورمشکلات" ،اردوزبان میں ترجمے کے مسائل،ص۱۶۸ –

۴۸– اشفاق احمد،"علاقائی الفاظ کا استعمال"، رپورٹ پاکستانی زبانوں میں تراجم کی قومی ورکشاپ، ص : ۳۲ –

۴۹– بحوالہ:روداد سیمینار اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ، ص : ۱۸۶ –

۵۰– اس مکتبِ خیال کی تائید رشید امجد اور دیگر اہلِ علم نے بھی کی۔

" ان سب پر کمیٹی غور کرے اور قابلِ قبول اصطلاح منتخب کرے یا کوئی ایسا طریقِ کار وضع کرے کہ جس سے وضع کردہ مشترکہ اصطلاح آسان بھی ہو اور عام فہم بھی ہو "۔

گویا اصطلاحات سازی میں ہمیں اردو کے اس ترکیبی عنصر کو ملحوظ رکھنا چاہیئے جو علاقائی زبانوں کے ساتھ مشترک ہے اور ایسے ذخیرہ الفاظ کو استعمال میں لانا چاہیئے ، جو اُردو کے ساتھ ہم آہنگ ہو سکے ۔

۲۔ اصطلاحی ترجمے میں ملے جُلے رجحانات

اُردو اصطلاحات سازی میں سب سے بڑا اور اہم مسئلہ مغربی خصوصاً انگریزی اصطلاحات کے مترادفات تلاش کرنے کا ہے ۔ اس ضمن میں جو رجحانات ہمارے سامنے آتے ہیں ، اُن میں ملی جلی آوازیں سنائی دیتی ہیں ، کہیں سابقہ ذخیرے کو کھنگالنے اور اِستعمال کرنے کا مشورہ ملتا ہے اور کہیں اس سارے ذخیرے کو مسترد کر کے نئی اصطلاحات کو وضع کرنے کی آواز بلند ہوتی ہے ۔ کہیں انگریزی اور بین الاقوامی اصطلاحات کو مِن و عن رکھنے کا رجحان نظر آتا ہے تو کہیں اِن سب کو ملا کر ایک کلی استفادے کا امتزاجی رجحان دکھائی دیتا ہے ۔

۲:۱ سابقہ ذخیرے کو استعمال میں لانے کا رجحان :

اردو میں اصطلاحی رجحانات کے تنوع میں سب سے اہم اور بنیادی امر سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو استعمال میں لانے کا ہے ۔ اس کی ایک بڑی وجہ اردو کا عربی ، فارسی زبانوں کے میل سے اصطلاحات وضع کرنا اور دینی ، طبّی اور فلسفیانہ علوم میں عربی ، فارسی میں زمانۂ قدیم سے اصطلاحات کا موجود ہونا ہے ۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہان پوری نے بھی اسی دینی اور قدیم رجحان کی طرف توجہ دلائی ہے اور جدید اصطلاحات سازی میں سب سے پہلے ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری ہمیں اس ذخیرۂ اصطلاحات کی طرف مائل کرتے ہوئے لکھتے ہیں :[۵۱]

> " ہم کو چاہیئے کہ تمام علوم و فنون کی مصطلحات کو اپنی قدیم اردو فارسی اور عربی زبانوں کی کتابوں میں تلاش کریں ۔ بہت سے علمی لغات موجود ہیں مگر پرانی کتابوں میں دبے پڑے ہیں۔ان بے بہا موتیوں کو ان تاریک گہرائیوں سے نکالنا چاہیئے ۔ سائنس کی مصطلحات بھی بہت سی موجود ہیں ، صرف ان کو تلاش کر کے رواج دینے کی ضرورت ہے ۔ نباتیات کی بہت سی مصطلحات 'میزان الادویہ میں مل سکتی ہیں' کیونکہ ہماری طب کی تقریباً تمام ادویہ نباتی ہیں اگر الفاظ نہ مل سکیں تو ان کو خود بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے " ۔

ہمارا قدیم اصطلاحی ذخیرہ میزان الادویہ کی طرح طب کی دیگر کئی کتابوں مثلاً لاثانی لغات الادویہ بحر الجواہر ، مخزن الجواہر ، خزائین الادویہ ، علوم و فنون کی اصطلاحات کی کتب مثلاً کشاف اصطلاحات فنون ، دستور العلما ، ابجد العلوم ، تصوّف کی کتابوں مثلاً معجم مصطلحات تصوف ، سِرِّ دلبراں ، اصطلاحات صوفیہ وغیرہ پیشہ وارانہ علوم کی اصطلاحات اصطلاحات پیشہ وراں کی آٹھ جلدوں کے علاوہ ہمارے قدیم دفتری اور مالگزاری کے ذخیرے ولسن کی " اصطلاحات عدلیہ و مالگزاری جیسی کتب میں موجود ہے ۔ اس ذخیرے سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔ نئے الفاظ وضع کرنے یا شامک ٹوئیاں مارنے سے بہتر ہے کہ اس سابقہ ذخیرے کو کھنگالا جائے ، کہ کہیں وہاں کوئی اصطلاح ہمارے استعمال کے لیے موزوں تو نہیں ، مولوی احمد دین نے بھی اس مسئلے پر توجہ دلائی تھی۔ وہ لکھتے ہیں :[۵۲]

> " سینکڑوں الفاظ بے کار پڑے ہیں اور ان سے وہ خدمت نہیں لی جاتی جو وہ دوسروں کی نسبت بدرجہا بہتر سرانجام دے سکتے تھے اور انہیں اس قدر فراموش کر دیا گیا ہے کہ آہستہ آہستہ وہ پیچھے جا پڑے ہیں اور اب متروک ہوگئے ہیں یا ہو چکے ہیں بعد میں یہ بھی ہو گا کہ کبھی ان کی ضرورت پڑے گی اور ہماری شاو الفیت جو ہم نے خود اپنی زبان کے خزانوں سے —— خزانے جو ہمارے نئے مطالبات پورے کرنے کے لیے کافی و وافی ہیں ، —— ہمیں باہر غیر زبانوں سے استمداد کے لیے بھیجے گی تاکہ ان سے ہم الفاظ جو ہمارے اپنے ہاں بھی موجود ہیں ، اپنے مطالب ادا کرنے کے لیے حاصل کریں" ۔

ڈاکٹر شوکت سبز واری بھی اس ذخیرے سے استفادے کے قائل ہیں لیکن وہ موزوں اور ناموزوں کے قائل نہیں ۔ ان کے نزدیک موزونیت و افادیت کا معیار یہ ہے کہ اصطلاح زبان میں گھل مل گئی ہو ۔ وہ لکھتے ہیں :[۵۳]

> "قدیم سے جو اصطلاحیں چلی آ رہی ہیں اور ہماری کتابوں میں عموماً برتی جاتی ہیں اور

۵۱۔ بحوالہ : اردو ، جولائی ۱۹۲۲ء ، ص : ۲۲۶ تفصیلی جائزے کے لیے دیکھیے چوتھا باب حصہ : ۲۰۱ ۔

۵۲۔ احمد دین ، محولہ بالا ، ص : ۲۵۹ ۔

۵۳۔ ڈاکٹر شوکت سبز واری ، محولہ بالا ، ص : ۲۶ ۔

زبان میں اچھی طرح رس بس گئی ہیں ، موزوں ہی نہیں مفید بھی ہیں ۔ زبان میں گھل مل گئی ہیں ، اس لیے موزوں ہیں ۔ ہر شخص آسانی کے ساتھ اُن کا مطلب سمجھ لیتا ہے اس لیے مفید ہیں ۔"[۵۴]

اس ضمن میں آل احمد سرور کا مشورہ صائب ہے ۔ ان کے نزدیک نئے خیالات کے لیے الفاظ تو لینا ہوں گے البتہ احتیاط سے کام لینا ہو گا ۔ ہمیں جدید اصطلاحیں تو بنانا ہوں گی لیکن ان کے نزدیک :[۵۳]

" کوئی جدید چیز بالکل جدید نہیں ہوتی ، یہ کسی پرانی اور بھولی بسری روایت کی تجدید، توسیع یا ترمیم ہوتی ہے۔ اس لیے ہمارا فرض ہے کہ ہم اپنے سارے خزانے کو کھنگالیں ، پیشہ وروں کی اصطلاحات سے مدد لیں اور نئی چیزوں ، نئے خیالات ، نئے لفظوں کو حسب ضرورت اختیار کریں "۔

۲:۲ سابقہ ذخیرے کو مسترد کرنے کا رجحان:

نئے دور میں نئے تقاضوں کے پیشِ نظر ایسے افراد جو دل میں اردو کی محبت رکھتے ہیں ، لیکن اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے جدید تعلیمی اداروں سے تعلیم حاصل کی ہے ، سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو نامانوس یا غیر ضروری سمجھ کر مسترد کرنے کا رجحان رکھتے ہیں ۔ بقول ڈاکٹر مرزا حامد بیگ " انگریزی کے ردّ میں کیا یہ ضروری ہے کہ اس قدر مفرّس (معرّب) مترادفات وضع کیے جائیں ؟ پولیس ایکشن میں پولیس اور ایکشن ہر دو الفاظ آج ہمارے لیے مانوس ہیں جبکہ ہجوم فارسی سے اور ضرطہ عربی سے لے کر "ہجومِ ضرطہ" کی ترکیب وضع کرنا سمجھ میں نہیں آتا ۔"[۵۵] دراصل ایسی ہی نامانوس اور غیر ضروری اصطلاحوں سے اس بھرپور ذخیرہ اصطلاحات کو ردّ نہیں کیا جا سکتا ۔ جو ہمارے علمی ورثے کے طور پر موجود ہے ۔ ڈاکٹر عشرت حسین عثمانی نے بھی سائنٹیفک سوسائٹی پاکستان کی پانچویں سالانہ کانگرس کے خطبۂ صدارت میں ایسے ہی خیالات کا اظہار کیا تھا :[۵۶]

" اردو معلی والے تو کہتے ہیں کہ اگر کوئی ایسا لفظ یا اصطلاح جو اردو میں موجود نہ ہو تو فوراً فارسی یا عربی سے لے کر ٹھونس دیجیے ۔۔۔۔ بعض لوگ تو اس حد تک بھی جانے کو تیار ہیں کہ ہوائی جہاز کو طیارہ کہا جائے اور اڑنے کی بجائے لفظ پرواز استعمال ہو ۔ غرض یہ کہ عربی اور فارسی کے الفاظ کتنے ہی ثقیل کیوں نہ ہوں ، اردو معلی کے حامی اور ترجمان عوام سے دور لیے جا رہے ہیں اور ان کی زبان کچھ اور ہی ہوتی جا رہی ہے ۔ انگریزی زبان سے تو ان علما کو خاص چڑ ہے ۔ ہاسپٹل کا ترجمہ شفاخانہ کر کے اس کو کچھ دن رواج میں لے آئے مگر عوام کی زبان پر ہسپتال چڑھ گیا ۔ لائسنس کا ترجمہ اجازت نامہ سے کیا گیا مگر لوگ لیسنس ہی کہتے رہے ۔ سائیکل کو دو چرخی اور پہیہ گاڑی بنانے کی کوشش کی مگر منہ سے سائیکل ہی نکلا ۔ ہمیں تو یہ چاہیے کہ جس لفظ سے مطلب آسانی سے ادا ہو جائے ، اسے اردو میں جگہ دیں اور اپنا کام چلائیں ۔ ہمیں کیا پڑی ہے کہ عربی اور فارسی کی اوراق گردانی کرتے پھریں اور کسی یورپین یا انگریزی زبان کے لفظوں پر خواہ مخواہ پابندیاں لگائیں "۔

دراصل ایسے لوگ موجودہ دور کے اہل علم ہیں اور بقول ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری وہ انگریزی زبان کے لغات و اصطلاحات کا بے میل ذوق رکھتے ہیں لیکن عربی زبان سے نا آشنا ہیں ، چنانچہ یہ ان کی طبیعت اور ذوق کا مسئلہ ہے نہ کہ علمی سطح کا مسئلہ ۔ اس گروہ کے بارے میں مفصل جائزہ لیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں :[۵۷]

" قومی تشخص کا خیال اسے (اس گروہ کو) قومی زبان کا دامن چھوڑ دینے پر بھی راضی نہیں ہونے دیتا ۔ ملک کی علاقائی اور صوبائی زبانیں بھی اس باب میں اس کی رہنمائی کرنے سے قاصر ہیں ۔ ایک خاص عصبیت ہندی زبان سے استفادہ میں بھی مانع ہے ۔ یہ گروہ قومی زبان میں ہمہ قسم کی اصطلاحات کی ضرورت اور انتظامیہ کے کاروبار ، تعلیم و تدریس اور تصنیف و تالیف میں ان کی اہمیت اور افادیت کا معترف بھی ہے ۔ لیکن اصطلاح سازی کے انداز و اسلوب کے باب میں اس کا ذہن صاف نہیں "۔

۵۳۔ آل احمد سرور ، محولہ بالا ، ص : ۱۴۳ ۔

۵۵۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ، مغرب سے نثری تراجم ، ص : ۲۰۱ ۔

۵۶۔ بحوالہ : آفتاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، ص ص : ۸۰۷ ۔

۵۷۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری ، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) ، ص ۱۲۶ ۔

۲:۳ انگریزی سے اخذ و استفادہ :

اردو ایک امتزاجی زبان ہے اور اس میں ہر زبان کے الفاظ بخوبی سموئے جا سکتے ہیں ۔ اردو میں انگریزی کے دخیل الفاظ کی فہرست بھی خاصی طویل ہے ۔ ریڈیو ،ٹیلی وژن، ریلوے ، ٹرسٹ ، نوٹ ،رپورٹ لائسنس ، کانفرنس ، موٹر ، سکینڈل وغیرہ ایسی اصطلاحات ہیں جو آج بھی بعینہٖ استعمال ہوتی ہیں یہی وجہ ہے کہ بقول ڈاکٹر مرزا حامد بیگ " قدیم تراجم کے علاوہ طبع زاد تصانیف میں بھی انگریزی اصطلاحات وتراکیب جا بجا دکھائی دیتی ہیں "[۵۸] باقر حسین لکھتے ہیں ۔ مغربی زبانوں کے سینکڑوں الفاظ اردو میں ایسے گھل مل گئے ہیں کہ اب اردو کے الفاظ معلوم ہوتے ہیں مثلاً جج ، پولیس، سکول ، کالج ، کوارٹر ، کمیٹی، کانفرنس ، بورڈ، ہاکی ، کرکٹ وغیرہ ۔ بعض معمولی تراش خراش سے اردو میں شامل ہوئے جیسے بینک سے بنک لیمپ سے لمپ ، لینٹرن سے لالٹین ۔ لیکن وہ ایسے الفاظ کے حق میں نہیں جو صفات ، مصادر ، یا افعال کا اظہار کرتے ہیں اور اردو میں استعمال کیے جاتے ہیں ۔ اس طرح کے الفاظ کو شامل کرنے سے ان کے نزدیک اردو زبان معجونِ مرکب بن جائے گی کیونکہ جب ان الفاظ کو شامل کیا جائے تو ان کے مشتقات بھی شامل کرنا پڑیں گے[۵۹]

اس کے باوجود ایک گروہ بھی ہمیشہ رہا ہے جو انگریزی الفاظ اور اصطلاحات کو من وعن قبول کر لینا چاہتا ہے ۔ بقول ڈاکٹر ابوسلمان اس گروہ کو خواہ کتنا ہی محدود تصور کر لیا جائے لیکن وہ موجود ہے اور باقاعدہ اثر انداز ہو رہا ہے ۔ ان کے نزدیک :[۶۰]

" اس کا خیال ہے کہ سائنس کی تمام انگریزی اصطلاحات کو مِن و عن اسی تلفظ میں اردو رسم الخط میں اختیار کر لینا چاہیئے ۔ اس کے نزدیک اہتمام واختیار سے بین الاقوامی سطح پر علمی ربط اور افہام و تفہیم کی سہولت پیدا ہوگی ۔ یہ وہی گروہ ہے جو اردو میں انگریزی ہندسوں کے استعمال پر مصر ہے ۔ اس گروہ کو اس بات سے بہت تقویت ملے گی کہ بین الاقوامی سطح پر عربی کے لیے انگریزی اصطلاحات کو ان کے اصل تلفظ کے ساتھ اختیار کر لیا گیا ہے"۔

اس تجویز کی حمایت ڈاکٹر عشرت حسین عثمانی نے بھی کی تھی ۔ انھوں نے صاف طور پر کہا تھا[۶۱]

" سائنس ، انجینئرنگ اور ڈاکٹری جیسے ٹیکنیکل مضامین استاد سمجھائیں سادہ اردو یا سادہ بنگالی میں مگر ساری ٹیکنیکل اصطلاحیں انگریزی کی ہوں ، کیمسٹری کے سارے فارمولے انگریزی میں لکھے جائیں ، کسی کیمیکل کا نام نہ بدلا جائے ۔ الجبرا ، ٹرگنومیٹری اور اسٹیٹکس اور ڈائنامیکس کے اکویشنز اور سمبلز وغیرہ ایسے کے ایسے ہی رہیں صرف عبارت سادہ اردو یا بنگالی میں ہو ۔ اپنی زبانوں میں سائنس کی تعلیم کا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ طلبہ مشکل سے مشکل مضمون آسانی سے سمجھ جائیں اور اپنے ملک میں جن لوگوں سے زندگی میں واسطہ پڑے ، ان کو آسانی سے سمجھا سکیں"۔

معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے بھی بی بی سی سے ایک مذاکرے کے نشریے میں کہا تھا[۶۲]

" اردو کو ذریعۂ تعلیم بنانے کے لیے اس میں انگریزی کی آمیزش کرنا ہو گی اور اصطلاحات انگریزی میں رکھنا ہوں گی ...... ہمیں اردو کو دوغلا بنانا پڑے گا لیکن اس مرتبہ ہندی کے ساتھ نہیں بلکہ انگریزی کے ساتھ دوغلی زبان بنانا ہو گی "۔

جہاں تک ان انگریزی الفاظ و اصطلاحات کا تعلق ہے ، جو اردو میں آ کر جزوِ زبان بن چکے ہیں ، تو ان کے ترجمے کی ضرورت نہیں ۔ جلیل قدوائی لکھتے ہیں کہ انھوں نے انجمنِ ترقی اردو کی بڑی ڈکشنری میں نظر ثانی کرتے ہوئے ایسے نہ جانے کتنے الفاظ رہنے دیے یا شامل کر دیے ۔ مثلاً ایروگرام ،اکسچینج ٹیلی وژن ، تھرمامیٹر ، بلاؤزر ، بلاٹنگ پیپر ، مین ہول وغیرہ ۔ ان کے نزدیک اگر ضرورت نہ بھی ہو تب بھی شامل کر دیا جائے اس طرح تسلیم شدہ الفاظ میں اضافہ ہو گا[۶۳] ڈاکٹر مرزا حامد بیگ اس میں یہ اضافہ کرتے ہیں کہ "...سائنس کے مختلف شعبوں میں فنی انگریزی ٹرمینالوجی کا تعلق تو یہاں وضع اصطلاحات غیر ضروری ہے[۶۴] اس کی دلیل وہ یہ دیتے ہیں کہ جدید عہد میں خصوصی مہارت کے شعبے بہت ہو گئے ہیں جبکہ

۵۸- ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ، محولہ بالا ، ص : ۲۹۹ ۔

۵۹- بحوالہ : باقر حسین، "اردو زبان کی توسیع " ،ماہ نو، نومبر ۱۹۵۲ء، ص ص : ۱۸،۱۷ ۔

۶۰- ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری ، محولہ بالا ، ص ص : ۱۲،۱۲ ۔

۶۱- بحوالہ : آفتاب حسن ، اردو ذریعہ تعلیم اور اصطلاحات ، ص : ۲۲ ۔

۶۲- بحوالہ : روزنامہ جنگ کراچی ، ۷ دسمبر ۱۹۸۵ء ۔

۶۳- بحوالہ : " مسائل و مباحث " ، اخبار اردو ،کراچی دسمبر ۱۹۸۲ء، ص : ۲۳ (مزید بحث کے لیے چوتھا باب پہلا حصہ) ۔

۶۴- ڈاکٹر مرزا حامد بیگ، محولہ بالا ، ص : ۵۸ ۔

ہم یورپی ممالک میں Elsevier ہی کے لغات کی تعداد کو دیکھتے ہیں کہ یورپی ممالک ہر چھوٹے سے چھوٹے شعبے میں اصطلاحی تراجم پر زور دے رہے ہیں ۔ ظہیر مشرقی نے ایک بڑا اچھا مشورہ دیا تھا کہ "آسان الفاظ کو قبول کر لیا جائے اور بھاری الفاظ مثلاً مکینک ،کلاسیک ، ایجیٹیشن وغیرہ کو یا تو اردو بن پہنا کر کے یا ان کا مناسب ترجمہ کر کے اپنا لیا جائے"(۶۵)

دفتری اصطلاحات میں انگریزی کو بعینہٖ لینے کا رجحان ہمیں حیدرآباد دکن سے نظر آتا ہے ۔ ان کی دفتری ضابطوں اور سرکلر کی کتابوں میں لوکل فنڈ ، اسٹاک سرٹیفکیٹس ، پاسبک وین ٹریننگ فنڈ ، راشن الاؤنس ، فیلڈ ورک ، پراجیکٹ ، اسکیل ، جنرل ، لیجر جیسی اصطلاحات عام استعمال ہوتی تھیں ۔ خصوصاً سرکاری عہدے داروں کے نام ، محکموں کے نام بھی انگریزی ہی میں مستعمل رہے ۔

انگریزی الفاظ و اصطلاحات کو برقرار رکھنے کے حامیوں کے نزدیک جو لفظ معاشرے میں رائج ہو جائے ، اسکو رائج ہی رہنے دینا چاہیئے ۔ ان کے نزدیک زیادہ سے زیادہ انگریزی اصطلاحات جو قومی زبان اور معاشرے میں سما سکتی ہیں ، ان کو خوشی سے قبول کرلینا چاہیئے۔ان کے متبادل اگر کوئی اچھی اصطلاح ہے تو وہ قوسین میں لکھ دی جانی چاہیئے تاکہ اگر اس میں صلاحیت ہو تو وقت کے ساتھ ساتھ رائج ہو جائے(۶۶) البتہ بعض انگریزی اصطلاحیں جو پہلے زمانے میں اس وقت کی معلومات کی رُو سے تجویز کی گئی تھیں اور حال کی تحقیق سے صحیح نہیں رہیں ، ان کی بجائے ایسے اردو مترادفات تجویز کیے جائیں جو جدید تحقیق کی رو سے صحیح مفہوم ادا کر سکیں ، اس میں انگریزی الفاظ کی تقلید نہ کی جائے اور نہ ایسے الفاظ کو جو عربی فارسی یا ہندوستانی سے انگریزی میں جا کر شکل تبدیل کر چکے ہیں ، انگریزی سے نقل کیا جائے(۶۷)

انگریزی اصطلاحات کو بعینہٖ لینے پر ایک اعتراض جیسا کہ باقر صبیح کے خیالات میں مذکور ہے' یہ ہے کہ اصطلاحات کے مشتقات بھی استعمال میں لانا پڑتے ہیں۔شان الحق حقی لکھتے ہیں کہ اصطلاحیں صرف مجرد شکل ہی میں نہیں برتی جاتیں بلکہ ان کے کچھ تصرف سے بھی کام لینا پڑتا ہے ۔ کچھ مرکبات بھی بنتے ہیں جیسے آکسیجن سے آکسائیڈ ، آکسی ڈیشن ، آکسی ڈائز ، کاربن ڈائی آکسائڈ وغیرہ ۔ اس صورت حال کو غیر تسلی بخش قرار دے کر وہ تجویز کرتے ہیں کہ :(۶۸)

> " انگریزی اصطلاحیں جوں کی توں لے لی جائیں تو کسی ایک لفظ کا اختیار کرنا کافی نہ ہو گا بلکہ اس کے ساتھ اس کی مختلف صرفی صورتیں اور تراکیب بھی لینی لازم آئیں گی اور یہ تسلی بخش صورت نہ ہو گی کیونکہ اس طرح زبان کی کایا پلٹ ہو جائے گی یا وہ تراکیب وغیرہ اردو میں سما نہ سکیں گی ۔"

۲:۲ امتزاجی رجحان :

بعض افراد کے نزدیک اردو کو ہر ماخذ سے استفادہ کرنا چاہیئے ۔ انگریزی نے بھی یونانی،لاطینی عربی ، فرانسیسی ، اطالوی ذخیرۂ اصطلاحات کو اپنا لیا تھا ۔ چنانچہ اُردو کو بھی ان تمام ماخذوں سے جو اس کے سامنے کُھلتے ہیں ، مساوی استفادہ کرنا چاہیئے ۔ ان کے نزدیک قدیم اصطلاحات کو بجنسہٖ لے لینا چاہیئے حتیٰ کہ معرّب اور مفرّس اصطلاحات بھی شامل کر لینی چاہیئیں اور انگریزی سے بھی بھر پور استفادہ کرنا چاہیئے ۔ نیز ہندی، سنسکرت اور برصغیر کی علاقائی زبانوں سے بھی خوشہ چینی کرتے رہنا چاہیئے اور اس سلسلے میں ہمیں صرف اردو قواعد کا خیال رکھنا چاہیئے ۔ ڈاکٹر ابوسلمان اس گروہ کی خصوصیات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں :(۶۹)

> " یہ گروہ انگریزی کے اعلیٰ ذوق ، قدیم ذخیرۂ اصطلاحات کی تاریخی اور علمی حیثیت کے کامل اعتراف ، ہندی کے آسان و سلیس اصطلاحات و لغات کے اخذ و اختیار نیز کسی بھی زبان کے ذخیرۂ علوم و معارف سے استفادے کے باب میں اپنے فراخدلانہ رویے اور علاقائی و صوبائی زبانوں کے ذخیرۂ علمی سے ممکن حد تک استفادے کے جذبے ، عربی ،فارسی کے انحطاط پذیر ذوق کے احساس اور علمی اصطلاحات کی بین الاقوامی اہمیت کے پورے شعور کے ساتھ اردو کے قدیم و جدید ذخیرۂ الفاظ پر نظر ڈالنا اور اس ذوق و احساس کے ساتھ اور شعور علم وفن کے ساتھ آئندہ ترجمہ و اصلاح سازی کے میدان میں قدم رکھنا چاہتا ہے "۔

۶۵۔ ظہیر مشرقی ، " اردو کی لسانی ترقی " ، ہمایوں ، لاہور جولائی ۱۹۵۱ء ، ص : ۲۶۰ ۔

۶۶۔ ڈاکٹر ظفر اقبال ، " طبعی علوم کا ترجمہ " ، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ، ص : ۱۱۸ ۔

۶۷۔ ڈاکٹر مسکین حجازی ، صحافتی زبان ، ص : ۹۲ ۔

۶۸۔ "وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث" ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص : ۱۶ ۔

۶۹۔ ابوسلمان شاہجہانپوری ، محولہ بالا ، ص : ۱۲ ۔

اس رجحان کی نمائندگی کرتے ہوئے ڈاکٹر وحید قریشی لکھتے ہیں :[۷۰]

" وہ قدیم عربی فارسی کی اصطلاحیں قبول کر لی جائیں جو برصغیر میں مدّتوں سے رائج چلی آتی ہیں یا رائج رہ چکی ہیں ۔ ساتھ ہی ان انگریزی اصطلاحات کو بھی جو مروّج ہیں اور جنھیں عام طور پر بولا اور سمجھا جاتا ہے ، علی حالہٖ رہنے دیا جائے "۔

اردو میں اصطلاحات سازی میں بھی اس امتزاجی رجحان کے پیشِ نظر بعض اہلِ فکرونظر نے انگریزی؛ عربی ، انگریزی ؛ فارسی ، ہندی ؛ عربی ، ہندی ؛ فارسی اور مقامی و انگریزی یا ہندی ؛ انگریزی ، مرکبات وضع کرنے کا مشورہ دیا ہے ۔ آل احمد سرور جیسے لوگ بھی اس میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے ۔ البتہ ڈاکٹر شوکت سبز واری جیسے علما نے اس کی مخالفت ضرور کی ہے ۔ عملی طور پر یہ امتزاجی رجحان ہمیں حیدرآباد دکن کی کتابوں میں دیکھنے کو ملتا ہے ۔ مثلاً عدالتی ڈگریاں ، شکث طلبانہ ، دستور العمل لوکل فنڈ ، گزٹیڈ عہدہ دار ، اسپکٹر شہری بنک ، سرکاری بک کیپنگ ، رجسٹر مبادلہ ، مارکیٹ ہائے زراعت ، پروقار ماحصلہ جات آبپاشی ، جیسی کئی اصطلاحات وضع ہوئیں ۔ لیکن خالص ترجمے کی اصطلاحیں مثلاً تبصرہ سلگ یا (ریویو آف بیلنس)انضمام واصل باقی (بیلنس شیٹ)مروّج نہ ہو سکیں ۔ ان مثالوں سے نتیجہ نکالتے ہوئے سید داؤد گیلانی لکھتے ہیں :[۷۱]

" امر واقع یہ ہے کہ ترجمہ کرتے ہوئے اہلِ دکن کے پیشِ نظر یہ حقیقت تھی کہ اردو زبان مختلف زبانوں کا مرکب ہے ، جن میں انگریزی بھی شامل رہ سکتی ہے ۔ چنانچہ ترجمہ کرتے وقت انھوں نے ایسے انگریزی الفاظ بلاتامّل استعمال کیے جن کے متبادلات ابھی ایجاد نہیں ہوئے تھے یا ان انگریزی الفاظ کو ترجیح دی جو عام فہم و مروج تھے ۔ علاوہ ازیں وہ اس امر سے بھی باخبر تھے کہ اردو کو ایک مجرد زبان بنا کے اسے وسعت نہیں بخشی جا سکتی اور ایسا کرنا ترویج و ترقی کو مسدود کرنے کے مترادف ہے "۔

پروفیسر نیاز عرفان اس امتزاجی رجحان کو بالکل ہی ملتے جلتے ترکیبی انداز سے دیکھتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ماخذ خواہ کوئی زبان ہو "اردو گرامر کے قاعدے اور اصول کا یکساں طور پر اطلاق کیا جائے ۔ اس قاعدے کی رو سے وہ Inter-Board Committee of Chairman کا ترجمہ " بین البورڈ کمیٹی صدرنشیناں" تجویز کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک جب لب سڑک کو قبولیت مل چکی ہے تو ارکان بورڈ یا بین البورڈ کیوں نہیں ۔ ہمیں بھی تعریب اور تفریس کی طرح تارید کے عمل سے گزرنا پڑے گا "[۷۲] لیکن اس عمل کی حدود ہمیں اپنی ضروریات کے مطابق مقرر کرنا ہوں گی ۔ دوسری زبانوں سے اس اصطلاحی اخذ و استفادے کی کلی حدود کی وضاحت کرتے ہوئے شان الحق حقی نے واضح جہتیں مقرر کی ہیں :[۷۳]

" جس طرح انگریزی نے فنونِ لطیفہ اور مطبخ کی اصطلاحیں فرانسیسی یا جدید اطالوی سے لی ہیں ، فلسفے اور علومِ طبیعی کے لیے یونان پر انحصار کیا ہے اور حیاتیات کے لیے لاطینی پر ، اسی طرح کیا ہم بھی مختلف شعبوں کے لیے مختلف جہتوں کی طرف رجوع کر سکتے ہیں ۔ غالباً یہ صورت اصطلاح سازی کے دشوار اور پیچیدہ کام پر غیر ضروری بندشیں عاید کر دے گی ، اس لیے اس کو اصولی طور پر اختیار کرنا مناسب نہیں ۔ البتہ ہماری بہت سی دینی ، تہذیبی ، تاریخی ، ادبی ، منطقی ، طبی اصطلاحیں عربی سے مستعار ہیں اور یہ بدستور رہیں گی ۔ رقص و موسیقی ، رسوم و تفریحات اور بہت سے حرفوں ، پیشوں کی اصطلاحیں عموماً ہندی ہیں ۔ اسی طرح جدید سائنس ، انجینرنگ اور طبِ جدید کی اصطلاحوں میں مغربی عنصر نمایاں ہو گا ۔ اگرچہ آمیزش یہاں بھی ہو گی اور وہاں بھی موجود ہے ۔ کسی شعبے کی اصطلاحیں اب بھی خالص نہیں ۔ راگ ، راگنیاں ، کھانے ، مٹھائیاں ، گہنے پاتے ، پوشاک سب میں مخلوط الفاظ ملتے ہیں ۔ حتیٰ کہ دینیات کی عربی اصطلاحوں میں بھی خدا ، نماز روزہ ، فرشتہ ، گناہ جیسی استثنائی صورتیں موجود ہیں ۔ لہذا کسی شعبے میں بھی کسی ایک جہت پر اکتفا ضروری نہیں "۔

۷۰۔ ڈاکٹر وحید قریشی ، پاکستانی قومیت کی تشکیلِ نو ، لاہور (۱۹۸۲ء) ، ص : ۱۱۵ ۔

۷۱۔ سید داؤد گیلانی ، "حیدرآباد دکن میں انگریزی الفاظ و اصطلاحات کا دفتری استعمال ، اردو نامہ ، مارچ ۱۹۸۲ء ص ص : ۱۲۰ ، ۱۲۱ ۔

۷۲۔ نیاز عرفان ، "دفتری اصطلاحات و مراسلت کے تراجم کے مسائل ، مشکلات اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ص : ۱۶۵ ۔

۷۳۔ شان الحق حقی ، محولہ بالا ، ص ص : ۲۲ ، ۲۳ ۔

۲۔ اصطلاحی مسائل اور نفسیات

بقول ڈاکٹر انور سدید "اشخاص کی طرح اصطلاحات بھی دو طرفہ محبت کا تقاضا کرتی ہیں ۔ اصطلاح کی طرف آپ محبت کی نظر سے نہ دیکھیں گے تو یہ بھی آپ پر اپنا باطن ظاہر نہیں کرے گی "[۷۴] یہ بات ان اصطلاحی مسائل اور نفسیات کا احاطہ کرتی ہے ، جو آج اردو کو درپیش ہیں ۔ اصطلاحات سازی کے عمل کو اردو کی محبت میں پوری ذہانت سے دیکھنے اور انھیں حل کرنے کی ضرورت ہے ۔ انگریزی اور بین الاقوامی اصطلاحات ، آسان و مشکل اصطلاحات ، مانوس و نامانوس اصطلاحات ، اردو سے ہم آہنگی اور معنی کے تعین کے مسائل آج ہمیں ان تمام مسائل کو ان کے صحیح تناظر میں دیکھنے کی ضرورت ہے ۔

۲:۱ بین الاقوامی اصطلاحات کا مسئلہ :

معروف سائنسدان ڈاکٹر عبدالسلام نے میجر آفتاب حسن کے نام ایک خط میں لکھا تھا :[۷۵]

" آپ میری رائے سے آگاہ ہیں ۔ جس قدر جلد سائنس اور انجینرنگ کی تعلیم اپنی زبان میں ہو سکے گی اسی قدر جلد سائنس قوم کے خمیر میں رچ بس سکے گی ۔ لیکن اس کے ساتھ یہ شرط بھی ہے کہ مشکل لفظوں کے غیر ضروری ترجموں سے جو سائنس کو مسخ کرتے ہیں ، ان سے ہر حال اجتناب کیا جائے ۔ اردو زبان کی رواداری سے ایک دنیا واقف ہے ، ہمیں ایک ایسی اردو ایجاد کرنا ہے ، جس میں انٹرنیشنل سائنس ، انٹرنیشنل بھی رہے اور اچھی اردو بھی "۔

یہ بات ہم اچھی طرح جانتے ہیں کہ انگریزی زبان اپنی اہمیت اور وسعت کے باوجود یہ دعویٰ نہیں کر سکتی کہ دنیا کی تمام زبانیں اس کی اصطلاحات کو من و عن قبول کرتی ہیں ۔ چنانچہ یہ طے کرنا بہت مشکل ہے کہ کونسی اصطلاحات بین الاقوامی ہیں ۔ بعض کے نزدیک انگریزی میں موجود لاطینی اور یونانی اصطلاحیں بین الاقوامی ہیں اور بعض کے نزدیک تمام سائنسی اصطلاحیں بین الاقوامی ہیں ۔ بعض لوگ صرف " انگریزی " کے لفظ کی جگہ " بین الاقوامی " کا لفظ استعمال کرتے ہیں لیکن اگر ہم کم از کم Elsevier ہی کے شائع کردہ لغات دیکھیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ انگریزی کی بہت کم اصطلاحیں دیگر زبانوں میں ملتی ہیں ۔ لے دے کے کیمیائی عناصر اور مرکبات ، حیوانیات میں آرڈر ، جینس ، انواع کے لاطینی نام ، ادویات کے نام اور ریاضی کی علامتیں بین الاقوامی ہیں ۔ سٹیڈمین اور بیوان کے حوالے سے ہم جانتے ہیں کہ طبیعیات ، کیمیا اور طبّ میں بہت سی اصطلاحات نشاۃ ثانیہ اور صنعتی انقلاب کے بعد بلکہ زیادہ تر انیسویں صدی میں وضع کی گئیں اگر ہم عالمی زبان میں ان بعض اصطلاحات کو دیکھیں جنھیں بین الاقوامی کہا جاتا ہے تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آکسیجن کو جرمن میں " ساؤرسٹوف " ، روسی میں " کیسلورود " ، فرانسیسی میں " آکسیجن " اور ہسپانوی میں " آکسیجینو " کہا جاتا ہے ۔ یہ صرف ہم ہیں جو دنیا کی دیگر قوموں کا حوالہ دے دے کر بین الاقوامی اصطلاحات کا رونا روتے ہیں ۔ لیکن ان قوموں نے بین الاقوامی اصطلاحات کا بکھیڑا نہیں پالا ۔ بقول میجر آفتاب حسن جرمنوں نے نائٹروجن کو " سٹک سٹوف " کہا اور البومین کو " ای ویز " کا نام دیا ہے ۔ جاپانیوں نے ہائیڈروجن کو " سوئی سو " کہا ہے اور جرمنوں نے " ویسرسٹوف " کا نام دیا ہے ، روسیوں نے " گیدرودین " کہا ہے[۷۶]

اگر ہم انگریزی کے مقابلے میں ہسپانوی ، فرانسیسی ، اطالوی ، ولندیزی اور جرمن زبانوں کی طبعی اصطلاحات کے مترادفات دیکھیں[۷۷] تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ انگریزی سے سب سے زیادہ اختلاف جرمن زبان نے کیا ہے ، اس کے بعد ولندیزی کا نمبر آتا ہے ۔ فرانسیسی ، ہسپانوی اور اطالوی میں ملتی جلتی لیکن ہجّوں میں مختلف اصطلاحیں وضع کی جاتی ہیں ۔

چند اصطلاحیں ملاحظہ ہوں :۔ Solid کو جرمن میں Fest Korper اور ولندیزی میں Vastlichaam کہا جاتا ہے ۔ Heat کو جرمن میں Warme ، ولندیزی Warmte اور باقی زبانوں میں Calore یا Chaleur کہا جاتا ہے ۔ Vacuum کو جرمن میں Luftleere یا Vakuum فرانسیسی میں Vide ، ہسپانوی میں Vacio اور اطالوی میں Vuoto کہا جاتا ہے ۔ یہی صورت حال ترکیبی اصطلاحوں کی ہے ، Calorimetry کا لفظ تھوڑے بدل جاتا ہے جرمن میں Kalerimetrie اور Warmeemessung مروّج ہیں ۔ جبکہ فرانسیسی میں Calorimetrie ہسپانوی میں Calorimetria اور اطالوی میں Calorismetria کہا جاتا ہے ۔ Infrared کی ترکیب جرمن میں Ultra rot میں بدل جاتی ہے جبکہ دیگر زبانوں میں Infra- کا ترکیبی مادہ قائم رہتا ہے البتہ red کا لفظ rosso, rojo, rouge اور Rood میں بدل جاتا ہے ۔ Wave کی اصطلاح کے لیے Mach

---

۷۴۔ ڈاکٹر انور سدید ، "عمومی جائزہ وضع اصطلاحات کی بحث پر چند گزارشات " ، ماہنامہ محفل ، لاہور ستمبر ۱۹۸۸ء ص: ۲۷۔

۷۵۔ بحوالہ روزنامہ جنگ ، کراچی ۲۶۔ فروری ۱۹۸۶ء ۔

۷۶۔ بحوالہ : آفتاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، ص ص : ۲۲۔۲۳ ۔

۷۷۔ دیکھیے ضمیمۂ ۱ؔ : اصطلاحاتِ طبیعیات کا تقابلی چارٹ ۔

اور golf کے مترادفات استعمال میں لائے جاتے ہیں - مرکّب اصطلاحوں میں Fieldlenn کی مثال موزوں ہو گی جسے جرمن میں Feldlinse ، ولندیزی میں Veldlenn لیکن دیگر زبانوں میں مرکب بنانے کے لیے de کا اضافہ کیا جاتا ہے - مشتق یا سابقی اصطلاحوں میں de کا سابقہ بعض صورتوں میں قائم رہتا ہے اور بعض میں بدل جاتا ہے ، جیسے Devitrification جرمن میں Entglasung اور ولندیزی میں Ontglazing ہے - tion- کا لاحقہ جرمن میں rung- اور ولندیزی میں tie- میں بدل جاتا ہے - ment- کا لاحقہ صرف فرانسیسی میں قائم رہتا ہے - non- کا سابقہ فرانسیسی ، ہسپانوی اور اطالوی میں ide- کے لاحقے میں بدل جاتا ہے اور جرمن میں nich- اور ولندیزی میں niet- کے سابقے میں برقرار رہتا ہے[۷۸] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی اصطلاحات یورپ میں بھی بہت کم مشترک ہیں -

بین الاقوامی اصطلاحات کا زیادہ مسئلہ کیمیا اور حیاتیات میں پیش کیا جاتا ہے لیکن اگر ہم ان علوم کی اصطلاحات کے یورپی زبانوں میں متبادلات ملاحظہ کریں تو ہمیں حیرت ہوتی ہے کہ وہاں بھی معاملہ برعکس ہے[۷۹]

چند اصطلاحیں ملاحظہ ہوں مثلاً عناصر کے نام بہت کم مشترک ہیں خصوصاً انگریزی اور جرمن زبانوں میں بہت زیادہ اختلاف ہے - الومنیم کو تو جرمن بھی الومنیم ہی کہتے ہیں لیکن کاربن کو Kohlenstoff، تانبے (Copper) کو Kupfer، نائٹروجن اور آکسیجن کا ذکر ہو چکا ہے - فاسفورس کو فاسفر بھی اور Leuchta- chirmsubstanzen بھی کہا جاتا ہے - پوٹاشیم کو Kalium اور سوڈیم کو Natrium کہا جاتا ہے فرانسیسی ہسپانوی اور اطالوی میں اختلاف قدرے کم ہے البتہ ہجّوں میں فرق ہے - نائٹروجن کو فرانسیسی میں azote اور اطالوی میں azoto کہا جاتا ہے - جہاں تک کیمیاوی مرکبّات کا تعلق ہے ان کی ترکیب میں قدرے فرق پیدا ہو جاتا ہے - مثلاً الومنیم برومائیڈ فرانسیسی میں bromure d,aluminium ہسپانوی میں bromuro aluminico اطالوی میں bromuro di aluminico اور جرمن میں Almunium borhydrid کہا جاتا ہے - کیمیاوی مرکبات کے ناموں میں بھی جرمن زبان کا خاصا اختلاف ہے Nitrogen per Oxide کو جرمن میں Stickstoff dioxyd کہا جاتا ہے اسی طرح Sodium Nitrate کو جرمن میں Chilesalpeter بھی کہا جاتا ہے - باقی زبانوں میں مرکبّات کی ترتیب بدل جاتی ہے - مثلاً Copper lactate فرانسیسی میں lactate de Wivre اور ہسپانوی میں letato de cobre نیز اطالوی میں lattato di rame کہا جاتا ہے دیگر مفرد اصطلاحوں میں بھی جرمن زبان میں زیادہ اختلاف ہے مثلاً Alumina کو tonerde fusion کے عمل کو Schmelzung ، Resist کو Schutzmasse اور Smoke کو Ranch کہا جاتا ہے - دیگر زبانوں میں ہجّوں کا فرق ہے - ترکیبی اور مرکب اصطلاحیں بھی ہر زبان نے اپنے لحاظ سے مرتب کی ہیں اور اس سلسلے میں تمام زبانوں میں خاصا اختلاف نظر آتا ہے مثلاً dip Plating کو فرانسیسی میں depot an trempe ، ہسپانوی میں deposito per inmersion ، اطالوی میں deposito per immersione اور جرمن میں Eintauch Plattierung کے مترادفات استعمال کیے جاتے ہیں[۸۰]

انگریزی اور جرمن زبانوں کے اس اختلاف کی ایک بڑی وجہ یہ ہے کہ جرمن نے فرانسیسی ، ہسپانوی اور اطالوی زبانوں کے الفاظ اتنی تیزی سے قبول نہیں کیے چونکہ انگریزی اور جرمن دونوں ایک ہی خاندان جرمانوی سے تعلق رکھتی ہیں - اس کے برعکس اطالوی ، پرتگالی ، فرانسیسی اور ہسپانوی رومانی زبانوں کے گروہ سے تعلق رکھتی ہیں اور لاطینی سے مشتق ہیں جو اٹالک گروہ سے تعلق رکھتی ہے[۸۱] جرمن اور انگریزی کے اختلاف کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ " جرمن بولنے والوں نے اپنے تاریخی امتیاز اور ثقافتی انفرادیت کے شعور کو ہمیشہ بیدار رکھا اور اس بیدار مغزی کے وسیلہ اظہار کے طور پر انھوں نے اپنی زبان کی داشت پرداخت کی "[۸۲]

اس کے باوجود بڑے بڑے پاکستانی سائنسدان بین الاقوامی اصطلاحات کی رٹ لگائے ہوئے ہیں چنانچہ میجر آفتاب حسن نے ڈاکٹر عبدالسلام کے خط کے جواب میں لکھا تھا :[۸۳]

> " انگریزی اور جرمن زبانیں اپنی اصل کے لحاظ سے جرمانی ہیں پھر بھی ان کے الفاظ اور اصطلاحات کے درمیان نہ کوئی شکلی مشابہت ہے اور نہ صوتی مماثلت اور روسی

78- c.f., Clason, W.E., Elsevier: Dictionary of General Physics, Amsterdam(1962), (English/French/ Spanish/Italian/Duch/ German).

۷۹- دیکھیے ضمیمہ " ز" میں اصطلاحات کیمیا (حیاتی کیمیا) کا تقابلی چارٹ -

80- c.f, Dorian, A.F. Elsevier's Dictionary of Chemistry, Amsterdam(1983), (English/ /French/spanish/Italian/German)

81- "Languages of the World", Encyclopaedia Brittanica, Macropaedia, (1980), Vol:1., P:663

۸۲- بحوالہ : آفتاب حسن ، اُردو ذریعہ تعلیم اور اصطلاحات ، ص ص : ۳۶-۲۵ -

۸۳- آفتاب حسن ، " دو عملی زبان " ، روزنامہ جنگ ، کراچی ، ۲۶- فروری ۱۹۸۶ء -

زبان کو دیکھیں تو اس کی انفرادیت نمایاں ہے۔اِکا دُکّا دخیل الفاظ کو چھوڑ کر
انگریزی ، جرمن، فرانسیسی ، ہسپانوی کسی زبان سے میل نہیں کھاتی "۔

تاہم اردو والوں نے کیمیا ، طبّ اور حیاتیات کی بعض اصطلاحات کو بین الاقوامی قرار دے کر ان کا تحفّظ بھی کیا اور انھیں اردو میں استعمال کرنے کے اصول وضع کیے ۔ مثلاً :[۸۴]

" (۱) کیمیا میں عناصر کے نام اور علامتیں تبدیل نہ کیے جائیں ۔ صرف پہلے سے موجود الفاظ قائم رہیں گے ۔
(۲) حیاتیات میں فصیلہ (آرڈر)، جنس اور نوع کے لاطینی نام قائم رکھے جائیں ۔
(۳) اشیا ٔ اور ادویہ کے ناموں کا ترجمہ نہیں ہو گا ۔
(۴) ریاضیات کی علامتیں نہیں بدلی جائیں گی ۔

یہ اصول ہمیں جامعہ کراچی ، جامعہ پنجاب اور مقتدرہ قومی زبان کے ہاں بھی ملتے ہیں اور عام مصنفین کی کتابوں میں ان کی صورت نظر آتی ہے ۔ *لیکن عملی طور پر ڈاکٹر محمد شافعی اور مولانا چودھری* برکت علی اور وحید الدین سلیم نے انھیں بھی اردو میں ترجمہ کرنے کی طرف توجہ دلائی تھی ۔ چنانچہ ۱۹۸۰ء میں بھی آیوڈین کے لیے "بنفشین" ، امیبا کے لیے "ہولو"، پروٹین کے لیے "لحمین"، نائٹروجن کے لیے "شورین" ، گلیسرین کے لیے "حلوین" کاربن کے لیے "فحمین" ، آکسیجن کے لیے "حمضین" اور کاربن ڈائی آکسائیڈ کے لیے "حامض فحمین" اور یورک ایسڈ کے لیے "حامض بولی" مستعمل رہیں :[۸۵] اس کے پیش نظر ہمیں میاں بشیر احمد نے بھی مشورہ دیا تھا کہ ابتدائی مدارج میں اپنے طلبہ پر بہت سی بین الاقوامی اصطلاحوں کا بار ڈالنے کی ضرورت نہیں[۸۶]

جامعہ کراچی کے طارق محمود نے مقتدرہ کے ایک سیمینار میں یہ مشورہ دیا تھا کہ بین الاقوامی سطح پر استعمال ہونے والی اصطلاحوں کو بعینہٖ قبول کر لیا جائے تو مناسب ہو گا ۔ لیزر کو لیزر ہی سمجھا جائے ۔ جانوروں اور پرندوں کے نام بھی لاطینی ہی میں رہنے چاہیئں البتہ انکے نزدیک لاطینی ناموں کے ساتھ عام نام بھی درج کر دیے جائیں۔[۸۷]

خود انگریزی میں ان بین الاقوامی اصطلاحوں کا کیا حشر ہو رہا ہے' اس کے بارے میں پیبٹر گرے نے " حیاتیاتی لغت " میں زیادہ واضح طور پر بیان کیا ہے ۔ ان کے نزدیک "لاطینی. اور یونانی نام اب" انگریزیائے جا رہے ہیں یعنی ان کے انگریزی ہجّے اور متبادل استعمال میں آ رہے ہیں ۔ اس کی مثال انھوں نے اصطلاح " امیبا " سے دی ہے ، جس کے ہجے اب Amoeba سے Ameba قرار دیے گئے ہیں ۔ اسی طرح ایک مچھلی S . S کو مقامی نام Dover Sole کے نام سے پکارا جا رہا ہے ۔ ان کے نزدیک یہ معاملہ تجارتی مجبوریوں کے پیش نظر سامنے آ رہا ہے ۔ البتہ انگریزی میں اس تحریک سے اور کچھ نہیں' صرف انتشار پیدا ہو رہا ہے "[۸۸] بین الاقوامیت کا یہ مسئلہ "عالمی بنک برائے بین الاقوامی اصطلاحات" کو بھی درپیش ہے ۔" بین الاقوامی ادارہ برائے یکسانیت اصطلاحات" کے ناظم سٹابرسکی نے اس مسئلے پر خاصی روشنی ڈالی ہے۔ اُن کے نزدیک اگر دنیا میں اصطلاحات کی بین الاقوامیت کا دائرہ کار وسیع نہ کیا گیا تو اس سے علم و معلومات کے ابلاغ اور ترقی کی راہ میں رکاوٹیں بڑھتی جائیں گی[۸۹] گویا انھوں نے دراصل یہ تسلیم کیا ہے کہ ابھی بین الاقوامی اصطلاح نام کی چیز عنقا ہے ، جسے دکان فلسفہ سے لانا پڑے گا ۔ *اس مقصد کے لیے اس ادارے نے ۲۰ تا ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو وارسا میں " بین الاقوامیت ، اصطلاحات قوموں کو نزدیک لاتی ہے " کے موضوع پر ایک مذاکرہ بھی منعقد کرایا ۔*

۲:۲ قریب تر مفہوم اور قریب تر فہم کا مسئلہ :

عام طور پر یہی کہا جاتا ہے کہ اصطلاح میں مفہوم اور معانی کی طرف واضح اشارہ ہونا چاہیئے اگرچہ انگریزی زبان میں بہت سی ایسی اصطلاحات موجود ہیں ، جن میں مفہوم کی طرف واضح اشارہ موجود نہیں ہوتا ۔ ڈاکٹر شوکت سبز واری کے نزدیک اصطلاح کو صرفی' نحوی قاعدوں کے مطابق ہونا چاہیئے — وہ لفظی

۸۴۔ بحوالہ: انتخاب حسن ، اردو ذریعۂ تعلیم اور اصطلاحات ، ص ص: ۴۹ تا ۵۲ ۔

۸۵۔ بحوالہ: حکیم خواجہ رضوان احمد، منافع الاعضا ، کراچی (۱۹۸۰ء)۔

۸۶۔ میاں بشیر احمد" ترک دل قومورو" ، مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے ، ص: ۵۱ ، ومشمولہ اردو بحیثیت ذریعۂ تعلیم سائنس ، از مولوی عبدالحق ۔

۸۷۔ اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ، ص: ۱۳۶ ۔

88- c.f., Stedman; op.cit, P: X –

89- c.f., Stoberski, Z., "Theory and Practice of Internationalization of terminology", NEOTERM, Warsaw: International Organisation for Unification of Terminological Neologisms, and World Bank of International Terms, No 5/6, 1987. P:24 –

ترجمے سے گریز کی طرف مائل تھے اور قریب ترفہم کی بجائے قریب ترمفہوم کے قائل تھے ، جسے وہ اصطلاحی معنی قرار دیتے تھے - لکھتے ہیں :-(۹۰)

" لغوی معنی کی جگہ اصطلاحی معنی کو پیشِ نظر رکھ کر ایسا لفظ وضع کرنا چاہیئے جو اصطلاحی مفہوم کو واضح کر دے اور اتنا روشن ہو کہ مزید تشریح و تعریف کی ضرورت پیش نہ آئے - ترجمے کا مقصد اصطلاح کی توضیح ہے جو اصطلاح کے لغوی مفہوم کی رعایت اور اس کے پابند لفظی ترجمے سے نہیں ، اصطلاحی مفہوم کو اردو میں منتقل کرنے سے حاصل ہوتی ہے "-

وہ اس کے لیے چند مثالیں دیتے ہیں مثلاً Voiced کا ترجمہ "مصوت" یا "مسموع" کی بجائے "مجہورہ" بہتر ہے (جہر یعنی جھنکار سے)- کمزور آوازوں کو انگریزی میں Unvoiced کہتے ہیں، وہ "غیر مسموع" نہیں ہوتیں - ڈاکٹر سلیم اختر بھی ایسی ہی مثالوں سے ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ اصطلاح کا ترجمہ ہمیشہ ضروری نہیں ہوتا بلکہ ہمیں مفہوم اور معانی کے قریب متبادل درکار ہوتا ہے - وہ نفسیات میں Complex کا ترجمہ کی مثال دیتے ہیں جو "الجھاؤ" ہونا چاہیئے لیکن اس کی بجائے " احساس " مستعمل ہے جو Feeling کا ترجمہ ہو سکتا ہے - یہ اتنا مقبول ہے کہ " احساس کمتری " کے لیے پنڈت کیفی کا "چھٹ وہم " بھی مقبول نہیں ہو سکا - اسی طرح Unconscious کے لیے " لاشعور " کی جگہ آل احمد سرور کا " نا آگہی " مقبول نہیں ہو سکا - دراصل اصطلاح ایک معیّن معنی دیتی ہے اور اس کے لیے ایسا متبادل لفظ ہونا چاہیئے جو مخصوص معنی ادا کر سکے(۹۱) بقول شہباز حسین Agreement یا treaty دونوں کے لیے اردو میں سمجھوتہ یا معاہدہ استعمال ہوتا ہے - ان دونوں الفاظ کے لیے الگ الگ مفاہیم کے اعتبار سے مترادفات متعین ہونے چاہیئیں (۹۲) یعنی Agreement کے لیے معاہدہ اور treaty کے لیے "سمجھوتہ" زیادہ قریب ہیں - اسی قبیل کا ایک لفظ Contract ہے ، اس کے لیے بھی معاہدہ یا ٹھیکہ کے الفاظ مختلف سیاق وسباق میں استعمال ہوتے ہیں -

دراصل اصطلاحات سازی میں معنی یا مفہوم کا خیال رکھا جاتا ہے بلکہ درست طور پر یوں کہیے کہ مفہوم کا زیادہ خیال رکھا جاتا ہے - روزمرہ کی زبان یا لفظی ترجمہ یہاں کام نہیں دیتا - اس مسئلے سے لائبریری سائنس میں قیصر امروہوی کو بھی دوچار ہونا پڑا تھا، وہ لکھتے ہیں :-(۹۳)

" چمگادڑ کے قبیلے کے جانوروں کے لیے سہل (قریب فہم) لفظ " چمگادڑکنبہ " ہے لیکن اول تو یہ لفظ اردو کے مزاج سے ہم آہنگی نہیں رکھتا دوسرے معنی کے لحاظ سے بھی وہ انگریزی کے اصل لفظ Chiroptera کا صحیح ترجمہ نہیں بنتا البتہ " خفاشیات " لفظ ایسا ہے جس کو اس موقع پر اردو میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور یہ خالص عربی لفظ ہے "-

یہی صورت سابقوں اور لاحقوں کے ترجمے کی ہے - ان کا محلِ استعمال ، روزمرہ اور دلالتِ وضعی ہمیں ان کے معانی متعین کرنے میں مدد دیتی ہے - مثلاً سابقہ -Dys کے لغوی مترادفات ہیں "برا ، فاسد ، عسیر ، دردناک" وغیرہ لیکن طب میں اس سابقے سے بننے والے الفاظ میں یہ مفہوم نہیں آتا - وہاں "بد ، فتور ، نقص سؤ اور خرابی" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے - Dysacousia کو ہم خرابیٔ سماعت کہ سکتے ہیں مگر فسادِ سماعت نہیں کہہ سکتے - Dysaphia کو نقصِ لمس کہا جائے گا، سؤلمس نہیں کہا جاتا - Dyspepsia کو سؤہضم کہا جائے گا ، فسادِ ہضم نہیں کہا جا سکتا - Dysgeusia کو فتورِ ذائقہ کہا جاتا ہے ، نقصِ ذائقہ نہیں کہا جا سکتا - اسی طرح Dysphasia کو نقصِ تکلم کہا جائے گا، سؤ تکلم کا نام نہیں دیا جائے گا(۹۴)

قریب المفہوم ہونے کی ایک مثال لفظ Metallurgy کی ہے ، اس کا عام ترجمہ " دھات کاری" کیا جاتا ہے جبکہ یہ Metal Work کے لیے موزوں ہے - میٹلرجی ایک علم کا نام ہے ، جس کے لیے "دھاتیات" یا "فلزیات" کا متبادل استعمال کرنا چاہیئے - التباس سے بچنے اور قریب المفہوم اصطلاحات وضع کرنے کی ایک اور مثال Breeding کے ترجمے کی ہے - عام طور پر اس کا ترجمہ "نسل کُشی" (نسل کھینچنا/نکالنا) کیا جاتا ہے جبکہ اس کا التباس نسل کُشی (نسل مارنا/ختم کرنا) سے ہوتا ہے - "نسل رانی" (نسل چلانا) اس کے لیے موزوں ترجمہ ہو سکتا ہے - مجالسِ اصطلاحات کو اس قسم کے مسائل سے اکثر دوچار ہونا پڑتا ہے - مقتدرہ کی دیلی مجلس اصطلاحاتِ فنیات (۱۹۸۲ء) کے سامنے ایسا ہی ایک مسئلہ to Beat Down کے ترجمے کے سلسلے میں پیش آیا - اس کا مفہوم ہے ہتھوڑے سے آہستہ آہستہ کوٹ کر دیگچی کا پیندا ابھارنا "- بازار میں ایسا کام کرنے والے ٹھٹھیرے کہلاتے ہیں - اس کی سند شیکسپیئر کے لغت میں بھی ملتی ہے - ڈاکٹر گوپی چند نارنگ نے بھی اس کا ذکر کیا ہے - چنانچہ اس پیشے سے مصدر وضع ہوا " ٹھٹھیرنا "- اسی طرح Shakeout کا ترجمہ "تھرتھرانا" موزوں ٹھہرا(۹۵) ڈاکٹر ظفر اقبال کے الفاظ میں ہم اس ساری بحث کو یوں کہہ سکتے ہیں" بعض

۹۰- ڈاکٹر شوکت سبزواری، "علمی اصطلاحات کا اردو ترجمہ"، ماہ نو ، محولہ بالا ، ص :۱۳۹-

۹۱- ڈاکٹر سلیم اختر، "وضع اصطلاحات کے عمومی مباحث"، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، مرتبہ [illegible] ص ۹۹، ۱۰۰ -

۹۲- شہباز حسین ، "تراجم کی اہمیت"، ترجمے کا فن اور روایت ص : ۱۹۱ —

۹۳- قیصر امروہوی، عشری درجہ بندی ، دہلی ، (مارچ ۱۹۸۵ء)، ص :۱۲ —

۹۴- دیکھیے حکیم غلام نبی، لغات طب ، بہاولپور (۱۹۶۶ء)، ص ص :۱۶۶ ، ۱۶۷ —

۹۵- ملاحظہ ہو، اصطلاحاتِ فنیات ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) -

اصطلاحات جو لغات میں نظر آتی ہیں، الفاظ کی روح سے مناسبت نہیں رکھتیں۔[۹۶] روح سے یہ مناسبت قربتِ مفہوم ہے ، قربتِ فہم نہیں اور اصطلاح میں قربتِ مفہوم ہونی چاہیئے اگرچہ یہ کوئی لازمی شرط نہیں اور نہ اسے ہم اصطلاح کی بنیادی اور سب سے بڑی خوبی قرار دے سکتے ہیں اگرچہ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ " اصطلاحی الفاظ سے پورے اصطلاحی معنی یا مفہوم ظاہر نہیں ہوتے بلکہ ان سے اصطلاحی معنوں کی صرف ایک جھلک ملتی ہے اور یہی ایک اصطلاح کا سب سے ضروری اور لازمی حصہ ہے "۔[۹۷] لیکن پہلے باب میں اصطلاحات سازی پر بحث کے دوران میں ہم دیکھ چکے ہیں کہ تسمیہ کے کئی طریقے ایسے ہیں کہ اصطلاحات میں معانی کی جھلک نہیں ملتی ۔ ظاہر ہے کہ اصطلاحات سازی کے لیے یہ کوئی لازمی شرط نہیں البتہ ترجمے کی صورت میں قربتِ مفہوم کو سامنے رکھنا ضروری نظر آتا ہے۔

۲:۲ آسان اور مشکل/مانوس اور نامانوس کا مسئلہ :

اردو اصطلاحات سازی کے ضمن میں ایک گلہ عام طور سے کیا جاتا ہے کہ اردو کی اصطلاحیں مشکل ہیں خصوصاً عربی اور فارسی کے استعمال سے ان میں ثقالت پیدا ہو جاتی ہے ، اس سے گریز کرنا چاہیئے ۔ یہ رائے ان لوگوں کی ہے جو قربتِ مفہوم کی بجائے قربتِ فہم پر زور دیتے ہیں ۔ ان کے نزدیک قبولیت یا چلن صرف اسی اصطلاح کو حاصل ہوگا جو سمجھنے میں آسان اور سننے میں مانوس ہو گی ۔ اس طرزِ فکر کی نمائندگی کرتے ہوئے ڈاکٹر مسکین حجازی لکھتے ہیں :۔[۹۸]

" اصطلاحات کی حیثیت سکہ رائج الوقت کی سی ہوتی ہے ۔ عوام الناس کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ سکّہ استعمال کریں اور اپنی ضرورت پوری کریں ۔ بعض اوقات سکّہ کا ڈیزائن بدل دیا جاتا ہے یا اس میں کوئی اپچ پیدا کر دی جاتی ہے ۔ اس طرح اصطلاحات اور نئے الفاظ میں بھی ضرورت کے تحت تبدیلی ہو سکتی ہے ۔ اگر ماہرین کوئی اصطلاح وضع کریں لیکن وہ مشکل اور پیچیدہ ہو تو اسے قبولِ عام کی سند نہیں مل سکے گی ۔ ضرورت ایجاد کی ماں ہوتی ہے ۔ چنانچہ اس مشکل اور پیچیدہ اصطلاح کی جگہ کوئی ایسی اصطلاح لے لے گی جو نسبتاً آسان ہو گی اور سکہ رائج الوقت کی طرح چالو ہونے کے قابل ہو گی ۔"

ذریعہ تعلیم کی بحث کے سلسلے میں ایک استاد کے تصورات بھی ہمیں پیشِ نظر رکھنے چاہیئیں کہ اس کے نزدیک اردو اصطلاحات کا استعمال کن اصولوں پر ہونا چاہیئے ۔ حافظ سید اصغر حسین بخاری لکھتے ہیں کہ بچوں کے لیے اصطلاحات آسان اور سادہ ہونی چاہیئیں ۔ ان کے نزدیک :۔[۹۹]

" غیر ملکی زبان کی اصطلاحات کا ترجمہ سادہ اور اس عمل کی طرف اشارہ کرنے والا ہونا چاہیئے جس کے لیے وہ اصطلاح وضع کی گئی ہے ۔ مثلاً علمِ کیمیا کی اصطلاح Sublimation کا ترجمہ عمل تصعید کیا گیا ہے "۔

اس کے بعد وہ عملِ تصعید کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔کیا عمل تصعید کو "اڑن" نہیں کہا جا سکتا ۔ کیونکہ ان کے نزدیک اس لفظ کے سنتے ہی فطری طور پر ذہن اس عمل کی طرف راغب ہو سکتا ہے اور اصطلاح رٹنے کی ضرورت پیش نہیں آتی ۔ ایسی ہی ایک مثال وہ ریاضی کی اصطلاح مماس (Tangent) سے دیتے ہیں ۔ کیا اسے ہم "قطری عمود" نہیں کہہ سکتے ۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اصطلاحات سازی سے گریز کا مشورہ بھی دیتے ہیں مثلاً Reportage کو رپورتاژ عام آدمی نہیں بول سکتا ۔ گویا ان کے نزدیک اصطلاح محض عام آدمی اور بچوں کے لیے وضع کرنی چاہیئے۔[۱۰۰]

دراصل بقول قیصر امروہوی :۔[۱۰۱]

" علمی اصطلاحات کے سلسلے میں یہ سوچنا کہ ہر عامی ان کو سمجھے ایک ناممکن امر اور بے سوچی سمجھی بات ہے۔عامی تو عامی ایک عالم بھی صرف اسی قدر سرمایہ معلومات رکھتا ہے جو اس کے مخصوص دائرے سے متعلق ہوتا ہے ۔ اس سے ہٹ کر وہ بھی ایک عامی کی صف میں نظر آتا ہے ۔"

طارق محمود اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :۔[۱۰۲]

" اصطلاح جس مضمون کی ہوتی ہے ، اس مضمون کے برتنے والے کے لیے آسان ہوتی ہے ، ہر خاص وعام کے لیے نہیں ۔ انگریزی کی بظاہر آسان تلفظ والی اصطلاحات کے عام معنی سے تو ہر پڑھا لکھا آدمی واقف ہو سکتا ہے لیکن اصطلاحی اور علمی معانی و مفہوم صرف مضمون برتنے والے کے لیے سہل ہوتے ہیں ، چنانچہ تلفّظ کی آسانی کو معیار بنانا غلط ہے "۔

۹۶۔ ڈاکٹر ظفر اقبال، "طبعی علوم کا ترجمہ ،مسائل اور مشکلات"، محولہ بالا ، ص :۱۱۶ ۔

۹۷۔ سید ضیا احمد رضوی، اصطلاحاتِ کیمیا، لاہور (۱۹۸۵ء)، پیش لفظ ، ص :۱۷ ۔

۹۸۔ ڈاکٹر مسکین حجازی، صحافتی زبان ، ص : ۸۹ ۔

۹۹۔ "ذریعہ تعلیم کی بحث"، ہفت روزہ مکتب ، اسلام آباد، جلد ۲،شمارہ ۲۱، ۱۰تا۱۶ اکتوبر ۱۹۸۸ء، ص :۲۱ ۔

۱۰۰۔ بحوالہ: ایضاً، ص ص :۲۱،۲۲ ۔

۱۰۱۔ قیصر امروہوی، محولہ بالا، ص :۱۲ ۔

۱۰۲۔ "اردو کے سائنسی و فنیاتی تراجم کا جائزہ "، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ص ص :۶۰،۶۱ ۔

جہاں تک طلبہ کا تعلق ہے ، ہمیں یہ نہیں سوچنا چاہیئے کہ ان کے لیے اصطلاحات آسان کر دی جائیں ۔ بقول آل احمد سرور" طالب علم تو نہ اردو جانتے ہیں ، نہ ہندی نہ انگریزی ـــــ ہمیں ان کو افسانہ ، فسوں اور جذبات کے محشرستان کے بجائے فکرونظر کی رفعتوں کی طرف مائل کرنا ہو گا تاکہ وہ جدید ذہن پیدا کر سکیں :(حاشیہ ۱۰۳)

ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں :(حاشیہ ۱۰۴)

" معلوم نہیں یہ افسوسناک خیال کس طرح پھیل گیا ہے کہ اصطلاح ہوتی ہی وہ ہے جو آسان ہو یعنی جسے عامی بھی سمجھ لے ۔ عام زبان کے بارے میں یہ مفروضہ قدرے صحیح ہوسکتا ہے لیکن اصطلاح کے بارے میں سراسر غلط ہے ۔ اگر اصطلاح کے لیے آسان اور عام فہم ہونا ضروری ہوتا تو مغربی علوم طبیعیہ و ریاضیہ اور قانون وغیرہ کی اصطلاحیں آسان ہوتیں"۔ •

ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی نے اس امر پر روشنی ڈالی ہے کہ اصطلاحات عوام کی سطح پر نہیں اتر سکتیں ۔ وہ لکھتے ہیں :(حاشیہ ۱۰۵)

" ہر لفظ کا تعلق اس کے معنی سے ہوتا ہے اگر معنی کی حقیقت ایسی ہے کہ اس کے سمجھنے میں دشواری ہوتی ہے تو اس کی حامل اصطلاح بھی بازاری نہیں ہو سکتی ۔ اگر برقیہ کو الیکٹرون کہا جائے تو کیا وہ لوگ جو برقیہ کی کیفیت سے واقف نہیں ہیں ، یہ سمجھ لیتے ہیں کہ یہ لفظ کس چیز کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔

.... اور کیا یہ ممکن ہے کہ اصطلاحات کو ایسا عام فہم کر دیا جائے کہ اسے ہر بازاری شخص اور ہر بچہ سمجھ سکے ؟ ہاں اصطلاحات کو عوام اسی حدتک سمجھ سکیں گے جہاں تک ان کا علم ترقی کرے گا اور علم اسی حالت میں ترقی کر سکتا ہے اور عوام میں پھیل سکتا ہے جب انہیں ان کی زبان میں اسے سکھایا جائے "۔

ڈاکٹرسید عبداللہ علمی اصطلاحات کی نامانوسیت اور قطعیت کے بارے میں لکھتے ہیں :(حاشیہ ۱۰۶)

" علمی زبان قطعیت کی طلبگار ہوتی ہے ، اس کے لیے مخصوص زبان اختیار کرنا پڑتی ہے ۔ اس میں علم کی ایک روایت ہوتی ہے ۔ جسے روزبروز مستحکم کیا جاتا ہے ۔ اردو میں علم کی یہ روایت ڈیڑھ سو سال سے موجود ہے ۔ جو لوگ علمی زبان کو بول چال کی زبان یا کہانی اور افسانے کی زبان بنا دینا چاہتے ہیں ، وہ غلطی پر ہیں ۔ علمی کتابوں کا انداز بیان دلکش ہو سکتاہے مگر اس کا اصطلاحی حصہ مشکل ہی ہو گا ......(البتہ) تشریح کی زبان جس حد تک ممکن ہو آسان ہونی چاہیئے "۔

ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کے نزدیک " اصطلاحات کا تعلق ان کے ثقافتی پس منظر ، ماحول اورتقدس کے ساتھ ہوتا ہے ۔ علوم اصطلاحوں میں بند ہوتے ہیں ، اگر حجراسود عربی ہونے کی وجہ سے مشکل محسوس ہو تو ہندی میں تو "کالاپتھر" ہی رہ جائے گا (حاشیہ ۱۰۷)گویا اصطلاح کو اپنے مفہوم کی وضاحت کرنی چاہیئے نہ کہ اس کے اس کے لیے قریب الفہم ، مانوس اور آسان ہونا ضروری ہے ۔ اس بات سے کوئی فرق نہیں پڑتا کہ اصطلاحیں کتنی مشکل ہیں ۔ یہ مخصوص فن کے لوگوں کے لیے ہوتی ہیں ۔ اصطلاحی اشتقاق کی لغات کے مطالعے سے ہمیں پتاچلتا ہے کہ اصطلاحیں مشکل اور نامانوس ہی ہوتی ہیں ۔ سائنس کا ذخیرہ الفاظ مغالطوں کو ختم کرنے اور بیان کو مختصر کرنے کے لیے وضع کیا جاتا ہے ۔ یونانی اور لاطینی اصطلاحیں انگریزی بولنے والوں کے لیے بھی اتنی ہی مشکل ہیں جتنی کسی اور کے لیے ۔ بیوان اور اس کے ساتھی لکھتے ہیں :(حاشیہ ۱۰۸)

" تمام اختصاصی سرگرمیاں مخصوص الفاظ کے سیٹ کا تقاضا کرتی ہیں ۔ کھانا پکانے ، بادبانی ، کشتی رانی ، فٹ بال ، کرکٹ ، ٹینس یا گولف کے شائقین کو بھی اپنی مخصوص اصطلاحوں میں بات کرنا ہوتی ہے ۔ لیکن ایسی اصطلاحیں غیر متعلقہ لوگوں کے لیے بعینہٖ سمجھ میں آنا مشکل ہیں ۔ مثلاً : roux, fillet, baste, corn tuber, sheet , shroud , spinnaker, Penalty , touch , off-side slip , bye , duck , ashes , hat- trick , maiden over , serve, let, eagle , birdie , tee , etc. "

۱۰۳۔ "تراجم اور اصطلاحات سازی" محولہ بالا ، ص : ۱۲۵

۱۰۴۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ، "دفتری زبان اور وضع استناد اصطلاحات" منتخبات (انعام) اردو ، ص : ۲۹۳ ۔

۱۰۵۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ، افکار و اذکار ، کراچی (۱۹۸۱ء) ص ص ۵۲-۵۳ ۔

۱۰۶۔ ڈاکٹرسید عبداللہ ، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ، ص : ۱۹۲ ۔

۱۰۷۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ، "اردو اصطلاح سازی اور عربی ، فارسی الفاظ" ، اردو نامہ ، لاہور اکتوبر ۱۹۶۲ء ، ص : ۱۱ ۔

108- Bevan and others, Concise Etymological Dictionary of Chemistry, P: 9 –

دراصل علمی اصطلاحات ہر زبان میں عام روزمرہ زبان سے مختلف ہوتی ہیں۔ انگریزی اصطلاحات کی بھی یہی صورت ہے ۔ وہاں بھی لاطینی ، یونانی ، فرانسیسی جیسی زبانوں کی خاک چھانی گئی ہے ۔ اردو کا مزاج چونکہ عربی فارسی کے نزدیک ہے ، اس لیے اس میں عربی فارسی کا چلن ہوتا ہے ۔ انگریزی میں بلّی کے لیے عام فہم لفظ Cat ہے لیکن "حیوانیات" میں یہ لفظ انگریزی میں استعمال نہیں ہوتا۔ وہاں لاطینی نام Foloidea استعمال کیا جاتا ہے ۔ جو عام فہم تو کجا "خاص فہم" بھی نہیں ۔ اس لیے اگر اسے اردو میں "سنّوریات" کہا جائے تو کوئی مضائقہ نہیں ۔ اسی طرح کتّے (Dog) کے لیے Canoide اور خرگوش (Here) کے لیے Logo-morpha کی اصطلاحیں انگریزی میں موجود ہیں۔ کیا وہ عام فہم ہیں؟ [۱۰۹]

اصطلاحات مشکل یا نامانوس کیوں ہوتی ہیں یا انھیں ایسا کیوں رکھا جاتا ہے ۔ اس کے لیے مولوی رشید احمد سالم نے اپنے مضمون میں قانونی اصطلاحات کے ضمن میں جو استدلال اور نکات پیش کیے ہیں وہ قابلِ توجہ ہیں ۔ ان کا اطلاق دیگر علوم پر بھی کیا جا سکتا ہے ۔ وہ لکھتے ہیں : [۱۱۰]

" قانونی زبان عام بول چال سے ہمیشہ علیحدہ سمجھی جاتی ہے اور اس کو وہی لوگ سمجھتے ہیں جو اس کو سمجھنا چاہیں اور جن کو اس کے سمجھنے کی ضرورت پیش آئے ۔ کسی ملک کے عام آدمی قانون یا سیاسی یا علمی زبان کو عام طور پر نہ بول چال میں استعمال کرتے ہیں نہ اس کو سمجھ سکتے ہیں ۔ جس طرح ہر انگریز انگریزی زبان کی قانونی اصطلاحات سے واقف ہونے کا مدعی نہیں ہوسکتا ۔ اسی طرح صوبہ جات متحدہ کا ہر باشندہ اردو کی قانونی کارروائیوں اور قانونی الفاظ سے آگاہ تصور نہیں کیا جا سکتا ۔ یہ امر بھی مسلّم ہے کہ علمی یا قانونی الفاظ اگر عام بول چال سے اخذ کیے جائیں تو ان کے وہی معنی عام طور پر سمجھے جائیں گے جو بول چال میں سمجھے جاتے ہیں ، نہ کہ وہ معنی جو علمأ اور واضعانِ قانون قرار دیتے ہیں ۔ اسی بنا پر یورپ کے علما اور واضعانِ قوانین نے علمی اور قانونی الفاظ کا ان زبانوں سے لینا اختیار کیا جو مردہ ہو چکی ہیں اور جن کے الفاظ کے اصلی معنی لوگوں کے ذہنوں اور دماغوں میں گردش نہیں کرتے ۔ اردو زبان میں عربی اور فارسی سے قانونی علمی الفاظ لیے گئے ہیں ۔ اگر عدالتوں کی زبان وہی ہو جو جاہلوں یا پڑھے لکھوں کی عام بول چال ہے تو قانونی کارروائیوں کے سمجھنے میں نہایت پیچیدگی پیش آئے گی "۔

دراصل کوئی لفظ مشکل یا آسان نہیں ہوتا البتہ مانوس یا نامانوس ہوتا ہے ۔ اس کا استعمال اور چلن اسے مانوس یا آسان بناتا ہے ۔ مثلاً دہلی کالج کی وضع کردہ اصطلاحات ذواضعاف اقل اور عادِ اعظم چلے اور ریاضی کے طلبہ کو بھی آسان معلوم ہوتے ہیں ۔ ڈپٹی نذیر احمد کے تراجم استغاثہ ، حق شفع ، فوجداری ، دیوانی ، ازالہ حیثیتِ عرفی خوب چلے ، اتنے کہ دیہاتی ان پڑھ بھی انھیں آسان سمجھتے ہیں ۔

بعض اوقات اصطلاحات اور الفاظ بقول ڈاکٹر گوپی چند نارنگ " زندگی کے ارتقا کے ساتھ ساتھ دوسری زبانوں سے از خود آ جاتے ہیں اور استعمال ہونے لگتے ہیں ۔ مثلاً آلہ مقیاس الحرارت کی بجائے تھرمامیٹر کا چلن ہو گیا اور لاسلکی کی بجائے ریڈیو چلا۔[۱۱۱] ڈاکٹر جمیل جالبی کہتے ہیں کہ " اگر آج یہ طے کر لیں کہ پیالی کے معنی گلاس کے ہوں گے اور کثرتِ استعمال کے ذریعے یہ عام ہو جائے گا [۱۱۲]

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا اصطلاحات کا چلن ان کی مرضی پر چھوڑا جا سکتا ہے یا مسلسل استعمال کی شعوری کوششوں سے اس چلن کو منوایا جا سکتا ہے ۔ ڈاکٹر وحید قریشی نے دقیق الفاظ کے استعمال کو حیدرآبادی ذہنیت قرار دیا اور اس پر تنقید کرتے ہوئے کہا تھا " یہ پاکستان میں نہیں چل سکتی میری دانست میں قومی زبان اتحادی اور ثقافتِ قومی زبان تو چل سکتے ہیں ، مقتدرہ قومی زبان مشکل سے چلے گا ۔ ...... کیونکہ غیر مانوس ہے "[۱۱۳] لیکن بہت جلد ہم نے دیکھا کہ متواتر استعمال سے مقتدرہ قومی زبان کا لفظ مانوس ہو گیا اور خوب چلا۔ اس چلن کو نفسیات کی زبان میں تلازم (Association) کہا جاتا ہے ۔

۲:۲ اصطلاحی تلازمِ خیال :

ماہرینِ نفسیات نے بھی اصطلاحی چلن پر گفتگو کی ہے۔ اُن کے نزدیک الفاظ تلازمِ خیال (Association of Ideas) کے تحت ذہنِ انسانی میں وارد ہوتے ہیں ۔ اس لیے ذہنِ انسانی پہلے جس اصطلاح سے واقف ہو جائے گا ، اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں اس چیز ، عمل یا کام کا تصور وابستہ ہو جائے گا اور جب بھی وہ

۱۰۹۔ بحوالہ: عشری درجہ بندی، محولہ بالا، ص :۱۲ ۔

۱۱۰۔ رشید احمد سالم ، "اردو ناگری بحث اضلاع شمال ومغرب و اودھ " ، معارف ، علی گڑھ ' جلد اول ' اپریل ۱۸۹۹ء ، ص: ۳۰۰ ۔

۱۱۱۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ،"اصطلاحات سازی" ہندوستانی زبان ، بمبئی ، جنوری ، اپریل ۱۹۷۵ء ، و مشمولہ ، غالبیہ ، کراچی ، جنوری ، مارچ ۱۹۷۶ء ، ص : ۲۳۲ ۔

۱۱۲۔ "انٹرویو" روزنامہ جنگ ، لندن ، مطبوعہ اخبار اردو ، اسلام آباد ، جلد ۵ ، شمارہ ۱۲ ، دسمبر ۱۹۸۸ء ۔

۱۱۳۔ ڈاکٹر وحید قریشی ، پاکستانی قومیت کی تشکیلِ نو ، ص : ۱۱۶ ۔

لفظ اس کے سامنے آئے گا ، اس تصور کا تلازم اس کے مفہوم کو سامنے لے آئے گا ۔ اس عمل کی وضاحت کرتے ہوئے پروفیسر کرامت حسین جعفری لکھتے ہیں :(۱۱۴)

" جب ایک بصری یا عینی شخص ایک گھوڑے کے متعلق سوچے گا تو اس کے روبرو یا تو گھوڑے کا تصور مع شکل و رنگ آئے گا یا وہ اپنے ذہن کے روبرو گھوڑے کا لفظ لکھا ہوا دیکھے گا ۔ موخر الذکر صورت میں چیز کے تصور کی بجائے اس کے نام کا تصور ذہن میں آتا ہے ۔ یہ لفظی بصری تصور (Verbal Vi ual Imag) کہلاتا ہے "

چنانچہ بقول پروفیسر احمد سعید" بامقصد ترجمہ کرتے وقت مخاطب کے متعلقہ ذہنی سیاق وسباق یعنی اس کے تلازمۂ خیالات کو پیش نظر رکھنا چاہیئے "(۱۱۵) یہی وجہ ہے کہ آج لوگوں کو انگریزی کی اصطلاحیں آسان اور اردو کی مشکل معلوم ہوتی ہیں کہ ان کا تلازم انگریزی اصطلاحات کے ساتھ وابستہ ہے اور اردو اصطلاحات ان کے لیے نامانوس کی حیثیت رکھتی ہیں ۔ " آرچ" اور "پلنتھ" آسان ہیں اور " محراب" اور "کرسی" مشکل ۔

تلازمِ خیال کے اس تصور کے پیش نظر اشفاق احمد کا مشورہ ہے کہ غیرملکی زبانوں کی اصطلاحات کو مناسب طور پر اور پورے تفکر کے ساتھ ترجمہ کرنا ہو گا' تو وہ معروف اور مانوس ہو سکیں گی' ورنہ نہیں ۔ کیونکہ اب بعض اصطلاحوں کے ساتھ معاشرتی تکریم بھی وابستہ ہے ۔ جو ہمارے نزدیک اسی تلازمِ خیال کا تقاضا ہے۔ اشفاق احمد اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں :(۱۱۶)

" لفظ ڈائریکٹر کے ترجمہ پر کسی کو اعتراض نہ ہو گا ۔ مگر عام لوگ جو تکریم اور مرتبہ لفظ ڈائریکٹر کے ساتھ وابستہ کیے ہوئے ہیں' ترجمہ کے ساتھ کیا وہ بھی بدلنے پر آمادہ ہوں گے ۔ ہر لفظ ایک مخصوص معاشرے میں اپنے لیے جگہ بنا لیتا ہے "ڈائریکٹر کا جو رتبہ ہے' وہ "ناظم" میں نظر نہیں آئے گا ۔"

تلازمِ خیال کے اس پہلو پر پروفیسر احمد سعید نے بھی روشنی ڈالی ہے ۔ ان کے نزدیک Inspector کا ترجمہ ناظر درست نہیں کیونکہ ناظر کا تلازم عدالت کے مخصوص اہل کار کا ہے ۔ اس کے برعکس انسپکٹر کا تلازم ایک حاکم معائنہ کنندہ افسر کا ہے ۔ اسی طرح Secretariate کا ترجمہ" دیوان" ریاستی نظام کی یاد دلاتا ہے اور اگر ایسے ترجمے کرنا لازم ہوں تو ان کے لیے ان کا مشورہ یہ ہے کہ" مستعمل اور مجوزہ دونوں الفاظ ساتھ ساتھ رکھے جائیں ۔ تلازمہ خیال کے تحت دو الفاظ یا خیالوں کا قرب ، ایک کا ذکر آنے پر دوسرے کی یاد دلائے گا"(۱۱۷)

انگریزی اصطلاح کے آسان اور مانوس محسوس ہونے اور اردو الفاظ کے مشکل محسوس ہونے کی وجہ یہی تلازم ہے ۔ ہوتا یوں ہے کہ پہلے انگریزی اصطلاح سے واقفیت ہو جاتی ہے ، بار بار کے استعمال سے وہ مانوس ہو جاتی ہے ، چنانچہ جب ایسے فرد کو اردو اصطلاح سے واسطہ پڑتا ہے تو وہ اس کے لیے مشکل اور نامانوس بن جاتی ہے ۔ میجر آفتاب حسن اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں :(۱۱۸)

" بہت سے آلات کے انگریزی نام کم تعلیم یافتہ لیبورٹری اسسٹنٹ بھی سمجھ لیتے ہیں اور استعمال کرتے ہیں ۔ وجہ ظاہر ہے کہ ان کو صرف انگریزی ہی نام سے واقف کر دیا گیا ہے ۔ اگر بیرومیٹر کی جگہ ان کو " بادپیما" بتایا جاتا تو کم تعلیم یافتہ لوگ بھی سمجھ لیتے کہ یہ آلہ کسی قسم کا بوجھ ناپنے کے لیے استعمال ہوتا ہے "۔

۱۱۴۔ کرامت حسین جعفری، مبادیات نفسیات ، لاہور (۱۹۷۸ء)، ص :۲۰۹ ۔

۱۱۵۔ پروفیسر احمد سعید، " زبانِ دفتری کے ترجمے کے نفسیاتی تقاضے "، اردو نامہ ، لاہور جلد ۱، شمارہ ۲، مئی ۱۹۸۲ء ، ص :۱۵ ۔

۱۱۶۔ بحوالہ روداد سیمینار، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ، ص : ۱۹۵ ۔

۱۱۷۔ احمد سعید، محولہ بالا ، ص : ۱۵ ۔

۱۱۸۔ آفتاب حسن ، سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں ، اسلام آباد (۱۹۸۳ء)، ص : ۷ ۔

۲- اصطلاحی انتشار اور استناد

۲:۱- اصولی اور عملی اصطلاحات سازی میں اختلاف:

عجیب بات ہے کہ اردو میں اصطلاحات سازی کے اصول ، عملی اصطلاحات سازی اور تحریروں میں ان کے استعمال میں خاصا فرق بلکہ اختلاف رہا ہے - مثلاً اصولوں میں ہندی اور سنسکرت کو اردو اصطلاحات کے لیے ایک ماخذ قرار دیا گیا لیکن عملاً شاید ایک بھی اصطلاح سنسکرت سے اخذ نہیں کی گئی - اسی طرح اردو میں جو سائنسی و تکنیکی کتابیں لکھی گئیں ، انمیں مصنفین نے اپنی مرضی کو استعمال کیا ہے - اکثر اوقات انگریزی اصطلاحات ہی اردو رسم الخط میں استعمال کی ہیں - بقول آفتاب حسن " ہر مصنف بہ طور خود واضع اصطلاحات بلکہ دار الترجمہ بنا ہوا ہے اور اصطلاحات کو اپنی پسند سے ڈھالتا ، وضع کرتا اور بناتا ہے - ٹمپریچر جیسی معمولی اصطلاح میں دو مصنفین اتفاق نہیں کر پاتے - کہیں اس کو حرارت کہیں درجۂ حرارت ، کہیں تپش اور کہیں ٹمپریچر لکھا گیا ہے" (۱۱۹)

حیدر آباد دکن کے اصول ، وضع اور علمی استعمال میں بھی اس اختلاف کی مثالیں عام ملتی ہیں - وحید الدین سلیم کے اصولی مشورے پر بہت کم عمل ہوا اور ہندی اور سنسکرت الفاظ کو عملاً اصطلاحات سازی سے دور رکھا گیا ، وہاں عربی ، فارسی کا رجحان زیادہ رہا - ایسے رجحان کو بعض افراد نے حیدر آبادی ذہنیت قرار دیا ہے - دوسرے وہاں کی کتابوں کے مطالعے سے واضح ہوتا ہے کہ عملاً انگریزی اصطلاحات یا ان سے ملا کر ترکیبات استعمال کی گئیں - سید داؤد گیلانی نے حیدر آباد دکن کی دفتری کتابوں میں ان مستعملات کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا کہ مذکورہ انگریزی اصطلاحات اس قدر عام مستعمل تھیں کہ دکنی مترجمین نے ان کے متبادلات تلاش کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کی یا پھر انگریزی ، عربی ، فارسی کے امتزاج سے اصطلاحیں وضع کرنے کی کوشش کی (۱۲۰) کچھ ایسی صورتِ حال جامعہ کراچی اور جامعہ پنجاب میں ہوئی - عملاً اردو اصطلاحات سازی انتشار کا شکار رہی - کوئی استناد یا معیار بندی نہ ہو سکی - بقول سید قاسم محمود " پاکستان کی دس جگہوں پر تو آپ نے اصطلاح سازی کے کام چھیڑ رکھے ہیں ، اختلاف پیدا نہ ہو گا تو کیا ہو گا" (۱۲۱) -

۲:۲ اصطلاحی انتشار :

اردو میں چونکہ اصطلاحات سازی کا زیادہ تر انحصار ترجمے پر رہا - اس لیے ، خاصی بدحواسی اور انتشار کا مظاہرہ بھی ہوتا رہا - ظہیر مشرقی اس کی مثال دیتے ہوئے لکھتے ہیں : (۱۲۲)

" چند سال پیشتر پانی کی صرف دو قسمیں معلوم تھیں Hard Water اور Soft Water - ہمارے مترجمین نے ایک قسم کو بھاری پانی کہا ، دوسری کو ہلکا پانی - اس کے بعد ایک اور قسم کے پانی کا انکشاف ہوا جو ان دونوں قسموں سے بھاری ہوتا ہے - اسے Heavy Water کہا گیا - اب ہمارا پہلا ترجمہ کتنا کمزور ہو گیا - بھاری پانی مفہوم کے اعتبار سے Heavy سے بہت قریب ہے اور Hard Water سے بہت دور " -

اردو میں اصطلاحی انتشار کی مثالیں ہزاروں ہیں - کوئی سالمہ کو Molecule کے معنی میں لکھ رہا ہے تو کوئی Atom کے معنی میں ، کوئی Optics کو علم المناظر کہہ رہا ہے اور کوئی علم المرایا - Refrection کو کوئی انعطاف کہتا ہے کوئی انکسارِ نور - Acid کو کوئی ترشہ کہہ رہا ہے ، کوئی تیزاب لکھ رہا ہے اور کوئی حامض - Psychology کو کوئی علم النفس کہتا ہے ، کوئی نفسیات اور کوئی روحیات - بعض اوقات ایک لفظ بہت سی انگریزی اصطلاحوں کے لیے استعمال ہوتا ہے - جیسے Project, Plan اور Scheme کے لیے ایک ہی لفظ " منصوبہ " استعمال کیا جاتا ہے - اسی طرح Experiement اور Experience کے لیے تجربہ ، Ontology اور Existentialism کے لیے " وجودیت " Sublimation اور Induction کے لیے " امالہ " Scepticism اور Agnosticism کے لیے " لا ادریت " Universality, Totality, Absalutness وغیرہ کے لیے " کلیت " ، Symbal اور Sign کے لیے " علامت " Controller اور Director کے لیے " ناظم " - اردو کا اصطلاحی ذخیرہ ایسی مثالوں سے بھرا پڑا ہے - اصطلاحی انتشار کی چند مزید مثالیں حسبِ ذیل ہیں : (قسم کے لحاظ آپسی اصطلاحیں کھلی (open) کے زمرے میں آتی ہیں -):

۱۱۹- آفتاب حسن ، ایضاً ، ص : ۵ -

۱۲۰- سید داؤد الحسن گیلانی ، محولہ بالا ، ص : ۱۲۹ -

۱۲۱- " خیالات " ، ماہنامہ معلومات ، دسمبر ۱۹۷۰ء -

۱۲۲- ظہیر مشرقی ، محولہ بالا ، ص : ۲۹۰ -

Habeas Corpus ایک قانونی اصطلاح ہے ۔ مولوی عبدالحق کے اسٹینڈرڈ انگریزی اردو لغت میں اس کا ترجمہ "پیر وانہ حاضری ملزم" درج ہے ۔ "قاموس الاصطلاحات میں بھی یہی ترجمہ ہے ۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمان کی "قانونی لغت" میں "حاضر لاؤ" ہے جو اس کے انگریزی لغوی معنی کا ترجمہ ہے ۔ مجلس زبان دفتری پنجاب کی "دفتری لغت میں اس کا ترجمہ "پروانہ استحضار شخصی" اور "حکمنامہ حاضری ملزم" ہے ۔ اس طرح یہ چار ترجموں کا انتشار واقع ہوا ہے ۔

Accountant General کا ترجمہ مولوی عبدالحق نے "صدر محاسب" کیا ہے ، علمی اردو لغت میں میں "محاسب" لکھا گیا ہے ۔ مقتدرہ کی لغت "فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون" میں "محاسب اعلی" ہے مجلس زبان دفتری کی لغت اور قاموس الاصطلاحات میں "ناظم حسابات" ہے ۔ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی کتاب "دفتری اردو" میں اسے "ناظم اعلیٰ حسابات" کہا گیا ہے ۔ مقتدرہ کی لغت "وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام" میں اسے "حسابدار اعلی" کہا گیا ہے ۔ اس طرح اس ایک عہدے کے نام میں خاصا انتشار نظر آتا ہے ۔

Aromatic ایک طبی اصطلاح ہے ، جامعہ عثمانیہ کی "طبّی اصطلاحات" کی لغت میں اس کا ترجمہ تین الفاظ سے کیا گیا تھا "ابزاری" ، "ابازیری" اور "رائحی" ۔ مرکزی اردو بورڈ کی طبی لغت میں "ابازیری" کے ساتھ ساتھ "اروماتی" اور "خوشبوئی" کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ اردو اکیڈیمی بہاولپور کی "لغات طب" میں اس اصطلاح کے لیے "معطر" ، "رائحی" ، "خوشبودار" اور "ابازیری" جیسی اصطلاحیں دی گئی ہیں ۔ یوں سات اصطلاحی ترجمے ہمارے سامنے آتے ہیں ۔

Cryscopic Method کیمیا کی اصطلاح ہے ، جس کا ترجمہ انجمن کی "اصطلاحات کیمیا" میں "برف نمائی طریقہ" کیا گیا ہے ، "قاموس الاصطلاحات" میں ایک نیا لفظ "بردنمائی طریقہ" لکھا گیا ہے ۔ استناد و انتخاب کا مسئلہ ان دونوں کے درمیان باقی ہے ۔

Avalenche جغرافیائی اصطلاح ہے۔ اس کا ترجمہ انجمن کی "اصطلاحات جغرافیہ" میں "سمت الراس" کیا گیا ہے ۔ مجلہ از جامعہ کراچی میں اسے "بہمن" کہا گیا ہے ۔ "قاموس الاصطلاحات" میں "بہمن" کے ساتھ "برفشار" اور "برفانی کراڑہ" کے دو الفاظ کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ مرکزی اردو بورڈ نے اپنی جامع "فرہنگ اصطلاحات" میں ان تینوں کو سامنے رکھ دیا ہے ۔ مجلس زبان دفتری کی لغت میں "تعبیل یخ" اور "برف کا کراڑہ" شائع کیے ہیں ۔ اس طرح اس اصطلاح کے چھ مترادفات سامنے آتے ہیں ۔

Experiment کے لیے حیدرآباد دکن میں اور کراچی کی لغات میں ترجمہ "اختبار" کیا جاتا ہے جبکہ مجلس زبان دفتری اور جامعہ پنجاب میں "تجربہ" کیا جاتا ہے ۔

۲:۳ تعیین معانی و اصطلاح پر مباحث :

اصطلاحات سازی پر قلم اٹھانے والوں میں سے بیشتر نے اصطلاحی انتشار کے مسئلے کو پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی اپنی تجاویز سامنے لاتے ہیں ۔ بعض کے نزدیک اسے اصطلاحی انتشار نہیں بلکہ ارتقا کے نام سے معنون کر سکتے ہیں ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اردو میں اصطلاحات سازی کا کام ارتقائی عمل سے دوچار ہوتا رہا ہے ۔ ڈاکٹر سلیم اختر اسے "ترک و اختیار" کا نام دیتے ہوئے لکھتے ہیں :[۱۲۳]

"ایک زمانہ میں Mythology کا ترجمہ "خرافیات" کیا گیا ۔ اسلامی توحید کے مقابلے میں دیوی دیوتاؤں کے قصے مترجمین کو یقیناً خرافات محسوس ہوتے ہوں گے ۔ لہذا "خرافیات" کی اصطلاح معرض وجود میں آگئی ۔ لیکن بعد میں "علم الاصنام" (فارسی) اور "اساطیر" (عربی) کی اصطلاحات استعمال ہونے لگیں اور اب بھی یہی مستعمل ہیں ۔"

مختلف علوم کے ناموں کا ترجمہ بھی ایسے ہی ارتقائی ادوار سے گزرا ۔ Economics کو ابتداً میں علم الاقتصاد کہا گیا ۔ پھر اسے اقتصادیات کا نام ملا ۔ بعدازاں علم المعیشت اور پھر معاشیات کا نام دیا گیا ۔ بقول پنڈت کیفی "یہ بھی ہوا کہ اہل فرنگ کے ساتھ ہم کو بھی اپنی اصطلاحوں میں ترمیم کرنا پڑی انگریزی میں پہلے پولیٹیکل اکانومی وضع قطع کے ساتھ ہم اسے سیاست مدن کہتے تھے ۔ اب یورپ میں اس علم کی وضع قطع کے ساتھ اس کا نام بھی بدل گیا اور ہم بھی اکونومکس کو معاشیات کہنے لگے ۔"[۱۲۴]

۱۲۳۔ ڈاکٹر سلیم اختر ، "وضع اصطلاحات کے عمومی مسائل" ، مشمولہ تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص : ۹۸ ۔

۱۲۴۔ پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ، منشورات ، ص : ۷۱ ۔

یہی صورت حال Psychology کے ساتھ تھی ـ ایک زمانہ میں اسے "علم النفس" قرار دیا گیا ـ چنانچہ ۱۸۸۵ء میں شیخ احسام علی بی اے نے " علم النفس القوم " کے نام سے Psychology کی کتاب کا ترجمہ کیا۔ ۱۹۲۳ء میں یہ اصطلاح چلتی رہی ـ اس سال اسٹورٹ کی کتاب Ground Work of Psychology کا ترجمہ " مبادی علم النفس " کے نام سے ہمارے سامنے آتا ہے ـ ۱۹۲۷ء میں اچانک نفسیات کی اصطلاح وضع ہوئی ـ بقول ڈاکٹر سلیم اختر نفسیات کی اصطلاح سب سے پہلے مرزا ہادی (رسوا) نے وضع کی ہو گی ـ افغانستان میں اس کا ترجمہ "روحیات" کیا جاتا ہے " تمدنِ عرب " میں بھی سید علی بلگرامی نے Psychological کا ترجمہ " روحانی کیا تھا (۱۲۵)

ترک و اختیار کے سلسلے میں ایک دلچسپ بات یہ بھی سامنے آتی ہے کہ ایک ہی ترکیب یا اصطلاح کے متعدد تراجم ممکن ہو سکتے ہیں ـ ان میں سے کسے اختیار کیا جائے ـ مثلاً Board of Intermediate and Secondary Education کے مندرجہ ذیل گیارہ مترادفات ہمارے سامنے ہیں ـ

۱ـ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سکنڈری ایجوکیشن
۲ـ انٹرمیڈیٹ اینڈ سکنڈری ایجوکیشن بورڈ
۳ـ انٹرمیڈیٹ و سیکنڈری ایجوکیشن بورڈ
۴ـ انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیمی بورڈ
۵ـ انٹرمیڈیٹ و ثانوی ایجوکیشن بورڈ
۶ـ ثانوی و اعلیٰ ثانوی تعلیمی بورڈ
۷ـ اعلیٰ ثانوی و ثانوی تعلیمی بورڈ
۸ـ اعلیٰ و ثانوی تعلیمی بورڈ
۹ـ مجلس انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیم
۱۰ـ انٹرمیڈیٹ و ثانوی تعلیم مجلس
۱۱ـ متوسط و ثانوی تعلیمی بورڈ

یہ مسئلہ مقتدرہ قومی زبان کی مجلسِ استناد کے سامنے آیا تو اس نے گیارھویں نمبر پر درج ترجمے کو منظور کیا ـ مجلس کے ایک رکن پروفیسر نیاز عرفان کا کہنا ہے کہ جب ترجمے کی یہ مشکل پیش آ رہی تھی تو ان کے سامنے کمیٹی ، بورڈ ، سینٹ ، اسمبلی ، گیورننگ کے الفاظ تھے ، جن کے لیے ایک ہی لفظ " مجلس " استعمال کیا جاتا رہا ہے ـ ایک خاص قسم کے مذہبی اجتماع کو بھی مجلس کہتے ہیں ـ مجلسِ استناد کے سامنے مسئلہ یہ تھا کہ ترجمے میں ان تصورات کے فرق کو کیسے واضح کیا جائے ـ بحث و تمحیص کے بعد یہ طے پایا کہ کمیٹی اور بورڈ کے الفاظ کو اردو میں قبول کر لیا جائے (۱۲۶)

اصطلاحی انتشار اور تعینِ معنی کے سلسلے میں ایک دلچسپ بحث " اخبارِ اردو " میں بھی شائع ہوتی رہی۔ اس بحث کا آغاز ثاقب رزمی نے کیا تھا ـ انھوں نے کہا تھا کہ اردو زبان لامرکزیت کا شکار ہے ـ ہر جدید اسکالر اور ادیب انگریزی زبان کی مطلوبہ اصطلاحوں کا ترجمہ اپنی مرضی کے مطابق کرتا ہے اور یہ مشق ستم بہت طویل مدت پر محیط ہے اور آج بھی جاری ہے ـ انھوں نے اسے اردو زبان کی شراجیت قرار دیا ـ انھوں نے اس انتشار کو چار حصوں میں بیان کیا ہے ـ ۱ـ غیر ملکی شخصیات کے نام ، ۲ـ اردو میں مستعمل انگریزی الفاظ ، ۳ـ بیانیہ نسبتی اور مفعولی کا استعمال ، ۴ـ اصطلاحوں کے ترجمے اور دوسرے اہم الفاظ ، انھوں نے اصطلاحی انتشار کی مثالیں دیں :(۱۲۷)

" Psychological نفسیاتی ، نفسی ، نفسانی
Empirical تجربی ، تجرباتی ، تجربیاتی
Vested Interests مفادِ پیوستہ ، ذاتی مفاد ، متعینہ مفاد
Sublimation امالہ ، تہذیب ، تصعید ، ارتفاع ، ترفع
Psycho-Analysis تشخیصِ نفسی ، تجزیہ نفسی ، نفسیاتی تجزیہ ، تحلیلِ نفسی ، نفسیاتی تحلیل
Surplus Value قدرِ زاید ، زاید قدر ، قدرِ فاضل ، فاضل قدر
Ontology علم الوجود ، وجودیت ، وجودیات
Scepticism حکمت شک و شبہ ، شک پرستی ، تشکیک پرستی ، تشکیکیت ، لاادریت ، تشکک ، ارتیابیت تشکیک پسندی ، فلسفہ شبہات و شکوک ـ
Universal, Whole , Totality, Universalism , Absoluteness کلیت پسندی ، کلیت اور کل .

۱۲۵ـ ڈاکٹر سلیم اختر ، محولہ بالا ، ص : ۹۹ ـ

۱۲۶ـ نیاز عرفان ، " دفتری اصطلاحات و مراسلت کے تراجم کے مسائل ، مشکلات " مشمولہ روداد سیمینار ، اردو میں ترجمے کے مسائل ، ص : ۱۶۳ ـ

۱۲۷ـ بحوالہ ثاقب رزمی ، " اردو زبان میں شراجیت " ، اخبار اردو ، مارچ ۱۹۸۲ء ، ومشمولہ منتخبات اخبار اردو ، ص ص : ۲۰۷ تا ۲۲۶ ـ

Symbolism اشاریت ، رمزیت ، علامتیت ، علامت نگاری ، اشارت پسندی، اشارت نگاری
Semantics عملیات ، لفظیات ، معنویات
Fatalism تقدیرپرستی، تقدیریت مقدریت ، مسئلہ قدر ، تقدیریت پسندی، اعتقاد بہ تقدیر
مسئلہ تقدیر، عقیدہ قضا و قدر ۔
Mythology خرافات ، دیومالا، علم الاساطیر، علم الاصنام ، صنمیات ،اسطوریات خرافیات
تمثال ، مثالی پیکر، مثال ، پیکر، شبیہ ،امیج ۔

خود انھوں نے ان ترجموں کے بارے میں نفسیاتی ، تجربی ، ذاتی مفاد، تحلیل نفسی ، گدرزاید وجودیت ، تکنیک پسندی ، علامت نگاری، لفظیات ، تقدیریت ، دیومالا وغیرہ کے حق میں رائے دی ہے ۔ اس مضمون پر تبصرہ کرتے ہوئے ہلال احمدزبیری نے لکھا :[۱۲۸]

" Sublimation کے لیے معنا " تصعید " ہی قریب ترین معلوم ہوتا ہے ..... بہرحال "امالہ" اور " تصعید " کے استعمال پر حتمی فیصلہ کوئی مجلس علمائے سائنس ہی کر سکتی ہے ۔
Ontology اصل میں علم ہے اس لیے اس کا اصولی ترجمہ " وجودیات " ہی ہو سکتا ہے..
Ontologism کو وجودیت پسندی کہیں گے ۔ Existentialism کے لیے موجودیت یا موجودیت پسندی صحیح ہے ۔
Scepticism کے لیے عربی کا صحیح لفظ تو " ارتیابیت " ہے اگر اس سے غیرمانوسیت کی بنا پر گریز کیا جائے تو اردو کا سادہ لفظ " شکی " ہے اس بنا پر Sceptic کے لیے ہم " شکی" کا لفظ استعمال کر سکتے ہیں اور " شکیت" وضع کر سکتے ہیں ۔
Semantics کے لیے معنیات اور معنویات بھی مناسب معلوم ہوتا ہے ۔
Mythology میں " دیومالا " کے مقابلے میں اسطوریات قابل ترجیح ہے ۔
Image کے لیے تمثال ، فلسفہ اور نفسیات میں قابلِ ترجیح ہے ۔ البتہ علم "بصریات" اور فنون لطیفہ کے لیے الگ الگ ترجمے ہوں گے ۔ مثلاً شبیہ ، پیکر، تصویر، مجسمہ...... سوائے اس کے کوئی چارہ نہیں کہ چند مسلم الثبوت علما اس کا فیصلہ قطعی طور پر کر دیں اور اسے اختیار کر لیا جائے"۔

بعض اوقات ایک ہی لفظ کو متعدد جگہوں پر استعمال کرنا پڑتا ہے اور یوں اصطلاحی انتشار ایک لازمی برائی بن جاتا ہے ۔ انتشار کے بغیر چارہ کار نہیں ہوتا ۔ اس کا اعتراف مقتدرہ کی مجلس استناد نے بھی کیا ہے[۱۲۹] اور کہیں General کا ترجمہ " اعلیٰ " اور کہیں " Chief " کا ترجمہ اعلیٰ کیا ہے ۔ خصوصاً عہدوں میں بعض اوقات کسی عہدے میں دونوں الفاظ موجود ہوتے ہیں چنانچہ وہاں Chief کا ترجمہ " کبیر" بھی کیا گیا ہے ۔ بعض مقامات پر Chief کا ترجمہ " سربراہ " کیا گیا ہے جیسے Deputy Chief نائب سربراہ۔
ڈاکٹر معین الدین عقیل نے اصطلاحی انتشار پر اس ساری بحث کو چند نکات کی صورت میں سمیٹا ہے وہ لکھتے ہیں :[۱۳۰]

" پاکستان میں مختلف اداروں نے اصطلاح سازی میں اپنے طور پر دلچسپی لی ہے اور خاصی اصطلاحات وضع کی ہیں لیکن تمام اداروں کی اصطلاحات میں یکسانیت نہیں ہے اور بالعموم ایک ادارہ دوسرے ادارے کی اصطلاحات کو تسلیم نہیں کرتا ...... یہ مسئلہ بھی متفقہ طور پر طے نہیں ہوا کہ اصطلاحات کونسی استعمال ہوں گی ، اصل انگریزی یا اردو ؟... کسی ایک ادارے کو وضع اصطلاحات اور ان کے نفاذ کا اختیار حاصل نہیں ، اسی لیے اصطلاحات یکساں اور مستند نہیں اور متفقہ طور پر مروّج نہ ہو سکیں "۔

۲:۳ معیار بندی یا استناد کی ضرورت :

اصطلاحی معیار بندی یا استناد کا احساس اہلِ علم کو زمانۂ قدیم ہی سے رہا تھا ۔ تاریخ میں یہ احساس سب سے پہلے ہمیں عربوں کے ہاں ملتا ہے ۔ مولوی محمد عزیزمرزا لکھتے ہیں :[۱۳۱]
" جب خلفائے عباسیہ کے عہد میں فلسفہ اور تمدنی ترقی کے ساتھ علمی ترقی کی طرف میلان ہوا تو مامون الرشید نے ایک محکمہ بنام دارالترجمہ قائم کیا اور اس کے ذریعے سے علوم قدیمہ

۱۲۸۔ "اردوزبان میں دراچیت"، اخبار اردو، کراچی مئی ۱۹۸۲ء، مشمولہ "منتخبات اخبار اردو، ص ص ۲۲۹ تا ۲۳۶ ۔

۱۲۹۔ ڈاکٹر محمد صدیق شبلی "پیش لفظ" ،وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام، حصہ اول، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ص ۲ ۔

۱۳۰۔ " فطری سائنس کی اصطلاحات کے مسائل "، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص ص ۳۵: ۳۶ ۔

۱۳۱۔ "انجمن ترقی اردو کا فرض" ،المعلم ، حیدرآباددکن،جلدسوم ،نمبر ۹، اردی بہشت ،مارچ ۱۹۲۶ء، ص ۲ ۔

کی علمی کتابوں کا ترجمہ زبانِ عربی میں کر دیا گیا ۔ اگرچہ یہ ممکن تھا کہ مختلف
کتابوں کا ترجمہ مختلف اشخاص سے کرایا جاتا جیسا کہ بعض خلفائے بنی امیہ کے زمانے
میں ہوا تھا ۔ لیکن اس کام کے لیے ایک خاص محکمہ قائم کرنے سے یہی مقصود معلوم ہوتا
ہے کہ ابتداً میں فنون کی اصطلاحات کا قرار داد ہو جائے اور تمام ترجمے ایک ہی اصول
پر ہوں ۔ ورنہ ظاہر ہے کہ ایک شخص کچھ اصطلاحات قرار دے اور دوسرا کچھ "۔

جہاں تک انگریزی میں اصطلاحی انتشار کا تعلق ہے ، ہم اس کا جائزہ پہلے باب میں لے چکے ہیں کہ وہاں سترھویں صدی تک یہ انتشار عروج پر تھا ۔ پہلی بار رائل سوسائٹی نے ١٦٦٢ء میں استناد کی ضرورت کا احساس کیا تھا اور بقول فیلبر پہلی بار ١٨٦٧ء میں استناد کا کام انجام دیا جانے لگا تھا ۔ لیکن اس نظریے کے تحت کہ " اصطلاحات کی معیار بندی دراصل مضمون کی معیا ربندی ہے "۔ ١٩٣١ء میں اے وسٹر کی کتاب International Standardization of TechnicalLanguage نے اصطلاحی استناد اور تحقیق کی باقاعدہ بنیادیں رکھیں ۔ چنانچہ ١٩٣٦ء میں بین الاقوامی معیارات کی کمیٹی (I.S.A) نے کام کرنا شروع کیا جو عملاً ١٩٤٧ء میں بین الاقوامی تنظیم برائے معیار بندی (I.S.O) کے نام سے چھپوا میں کام کرنے لگا ، جس نے ١٩٥٢ء میں اصطلاحی معیار بندی کا ادارہ قائم کیا ۔ اس نے ١٩٤٣ء میں معیار بندی کے اصول اور سفارشات مرتب کیں[١٣٢] دورِ جدید میں استناد اورمعیاربندی پر خاطرخواہ توجہ دی جارہی ہے ۔ ١٢ ؍ سے ١٧ ؍ مارچ ١٩٨٩ء میں ہونے والی " عالمی کانفرنس برائے استنادِ اصطلاحات " (تیونس) زیرِ اہتمام عالمی اطلاعاتی مرکز برائے اصطلاحات لکسمبرگ و دیگر ادارہ جات بشمول عرب لیگ کے مقاصد میں اصطلاحات کی معیاربندی کو ضروری اورلازمی قرار دیا گیا ہے ۔ ان کے نزدیک :[١٣٣]

> " معیاربند اصطلاحات سازی (جودراصل تصورات کی معیاربندی کا نام ہے ، جن کے لیے معیاری اصطلاحات فراہم کی جاتی ہیں) کلیدی کردار ادا کرتی ہے ، نہ صرف مضامین کی معیاربندی کے لیے بلکہ سائنسی و تکنیکی معلوماتی ابلاغ کے لیے ۔ انھیں علم ، معلومات . اور ٹکنالوجی کی منتقلی کے لیے بھی اہم ذریعے کی حیثیت حاصل ہے " ۔

معیاربندی کے عالمی ادارے " بین الاقوامی تنظیم برائے معیار بندی " (I.S.O.) کے نزدیک صنعتی معیاربندی کی طرح اصطلاحی معیار بندی بھی ضروری ہے ۔ تاکہ علمی معیار برقرار رہے ۔ ادارے کے تعارف میں اس کا تذکرہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے :[١٣٤]

> " دورِجدید میں معیاربندی کے اصولوں کی بنا پر بھی اصطلاحی معیاربندی یا استناد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ اصطلاحات سازی کے اصولوں اور طریقوں کی معیاربندی بھی اصطلاحات کے استعمال کے لیے اساسی شرط ہے " ۔

اردو اصطلاحاتکی معیاربندی یا استناد کے پس منظر میں ایک خیال عام ہے کہ اصطلاحیں خودبخود بنتی اور چلن پاتی ہیں ۔ کوئی اصطلاح زبردستی مسلّط نہیں کی جا سکتی ۔ ہرلفظ جو کوئی شخص خواہ کسی مرتبہ یا قابلیت یا جماعت کا ہو ، بناتا ہے ، ضروری نہیں کہ وہ رواج پائے اور قبولیت حاصل کرے[١٣٥] ڈاکٹر اسلم فرخی اس خیال پر تنقید کرتے ہوئے بجا طور پر کہتے ہیں " یہ جواب ویسے تو بالکل درست ہے کہ زبان کے رواج کا پیمانہ قبول عام کی سند ہے لیکن سکولوں اور کالجوں کے لیے مرتب کی جانے والی سائنسی کتابوں کے سلسلے میں ہم قبول عام کی سند حاصل ہونے کا انتظار نہیں کر سکتے "[١٣٦] دراصل شروع میں اصطلاح ایک عام لفظ کی حیثیت رکھتی ہے جو مشکل بھی ہو سکتا ہے اور نامانوس بھی ۔ عوام رفتہ رفتہ اس کے مفہوم سے تلازم پیدا کرتے ہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ ابتدا میں اصطلاح نامانوس ہوتی ہے ۔ بقول شان الحق حقی " عام مشاہدہ ہے کہ یہ صورت جلد رفع ہو جاتی ہے اور عملی ضرورت یا کسی مقتدر و بااختیار ادارے کی تائید ہر اصطلاح کو کسی خامی کے باوجود محکم ، معتبر اور مقبول بنا سکتی ہے " ۔ اس کی مثالیں دیتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ حکومت اپنے محکموں ، اداروں اور عہدوں کو ثقیل انگریزی ناموں سے موسوم کرتی ہے اور عوام ان کے سامنے سر جھکادیتے ہیں ۔ خواہ انھیں ڈیفنس سیونگز سرٹیفکیٹس کہا جائے یا وثیقہ پس اندازی ، سکرٹریٹ ہو یا دیوانِ حکومت عوام کو تو وہ بھی قبول ہوتا ہے اور یہ بھی گلے اتارلیتے ہیں[١٣٧]

١٣٢۔ دیکھیے پہلے باب میں ٥:٢ ۔

133-"International Conference on Terminology Standardization",FIT News Letter. VII (1988), NO. 2,3, P: 226 –

134- ISO/TC37," Terminology(Principles and Coordination)",ISO Secretariate, Wien, Austria(1988) ,P: 2 –

١٣٥۔ مولوی احمد دین ، محولہ بالا ، ص : ١٩٧ ۔

١٣٦۔ ڈاکٹر اسلم فرخی ، " اردو کی سائنسی اور فنیاتی تراجم کا جائزہ " ، روداد سیمینار" اردو زبان میں تراجم کے مسائل ، ص ٤٩ ۔

١٣٧۔ بحوالہ : شان الحق حقی ، " وضع اصطلاحات کے اصولی مباحث " ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص ٧ ۔

ڈاکٹر سید عبداللہ کے نزدیک وضع و استناد اصطلاحات دو جدا جدا عمل نہیں بلکہ منزلیں یا مرحلے ہیں۔ چنانچہ ان کے نزدیک دونوں کے اصول یکساں ہوں گے – تاہم استناد کی ضرورت کا احساس کرتے ہوئے انہوں نے بھی ایک ہی ادارے کی سفارش کی ہے – ان کے نزدیک " وضع شدہ اصطلاحات میں بے ضرورت کثرت پیدا ہو گئی ہے اور استناد کرنے والوں کا کام بڑھنے کے علاوہ اختلاف اور ناموزونیت کی بڑی گنجائش پیدا ہو گئی ہے – مناسب ہے کہ اصطلاحات بنانے والے کم سے کم ہوں اور یہ اختیار صرف ایک ادارے کو حاصل ہو "[۱۲۸]

استناد کون کرے ؟ :

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ استناد کا کام کون انجام دے۔ عالمی سطح پر دیکھیں تو فیلبر، گیلنسکی اور ٹیڈوپٹی ہمیں وضع و استناد اصطلاحات دونوں کے لیے " ماہرین زبان " کو رد کرتے اور ماہرین مضمون کی سفارش کرتے نظر آتے ہیں[۱۲۹] ان کے خیالات کی بازگشت " عالمی کانفرنس برائے استناد اصطلاحات " ۱۹۸۹ء کے مقاصد میں نظر آتی ہے کہ " معیار بند اصطلاحات لازماً ماہرین مضمون ہی تیار کریں[۱۳۰]

ہمارے ہاں یہ کام اکثر اوقات " ماہرین زبان " ہی انجام دیتے رہے ہیں اور بہت کم ماہرین مضمون کو اس میں شامل کیا گیا ہے – چنانچہ اس کے رد عمل میں ایک رجحان یہ بھی پیدا ہوا کہ یہ کام " پروفیسر اور اہل علم حضرات کی کمیٹیاں انجام دیں – جس کے بعد یہ کام مضامین ہی کے ماہرین کے سپرد کیا جائے "[۱۳۱] ایک خیال یہ بھی ہے کہ " اصطلاح ساز کو دونوں زبانوں پر عبور حاصل ہو اور جس علم کے متعلق اصطلاح ہو، اسے بھی پوری طرح جانتا ہو – ہمارے ہاں اصطلاح سازی کا کام وہ لوگ کر رہے ہیں جو ان شرائط کو پورا نہیں کرتے[۱۳۲] لیکن جیسا کہ پہلے بیان ہوا ہے اکثر کے نزدیک اصطلاح سازی اور استناد کا کام بہرحال ایک ہی ادارے کو کرنا چاہیئے – جس میں ہر علم و فن کے ماہرین اصطلاحات سازی کا کام کریں کیونکہ " اصطلاحات کا مفہوم بہرصورت شعبے کے ماہرین ہی بہتر سمجھ سکتے ہیں اور بالآخر انہی کو ان اصطلاحات سے کام لینا ہے – لہذا یہ ان کے لیے قابل قبول ہونی چاہیئیں –[۱۳۳] عام تجویز یہ ہے کہ یہ ادارہ " مقتدرہ " بھی ہو سکتا ہے تاکہ قوت نافذہ کی حیثیت سے اس کا حکم ناطق اور عمل قانون ہو[۱۳۴] ایسی قوت نافذہ کی تشریح کرتے ہوئے ڈاکٹر سید عبداللہ لکھتے ہیں :[۱۳۵]

> " دوسرے ممالک میں اصطلاح کو مستند اور جائز قرار دینے کے لیے ایک قوت نافذہ (Autherity) ہوتی ہے ، جس کا حکم ناطق اور واجب العمل ہوتا ہے – پاکستان میں بھی ایسا ہونا چاہیئے مثلاً یہ اختیار مقتدرہ قومی زبان کو دیا جائے تو معاملہ طے ہو جاتا ہے ، ورنہ گڑبڑ اور افراتفری جاری رہے گی اور اصطلاح کی آخری صورت یا شکل کا فیصلہ نہ ہو سکے گا –"

مولوی عزیز مرزا نے ہمیں یہ قابل قبول مشورہ دیا تھا کہ اصطلاحات سازی تو ماہرین فن کریں لیکن استناد ماہرین زبان ہی کریں[۱۳۶] کیونکہ مغربی اصطلاحات سازی کے برعکس اردو میں چونکہ ترجمے کا عمل بھی شامل ہوتا ہے ، اس لیے استناد کے مرحلے پر ماہرین زبان بھی شامل کر لیے جائیں – البتہ عالمی ماہرین کی رائے کے مطابق مجلس استناد کو علم اصطلاحات سازی میں باقاعدہ تربیت بھی دی گئی ہو –

۲:۶ استناد کیوں کر ہو ؟ :

ماہرین ، مجلس استناد یا مقتدرہ معیار بندی یا استناد کا کام کس طرح انجام دیں؟ اس کے بارے میں "عالمی کانفرنس برائے استناد اصطلاحات " میں تسلیم کیا گیا ہے کہ اگرچہ " یہ ایک وقت طلب کام ہے لیکن اسے معیار بندی کے مطلوبہ مقاصد پورے کرنے کے لیے سائنسی بنیادوں پر تیار کیے گئے اصولوں کے مطابق انجام دیا جائے ..... اور اس کام میں مناسب تربیت ، تحقیقی اداروں کا تعاون ، کمپیوٹر کا استعمال ، مہارتوں کا اشتراک ، اصطلاحی بنک اور بین الاقوامی تعاون درکار ہے[۱۳۷] اس کے مقابلے میں جب ہم اردو کی صورت حال کا اندازہ کرتے ہیں تو ہمیں ایسی کوشش نظر نہیں آتی –

۱۲۸– بحوالہ: منتخبات اخبار اردو، ص : ۲۹۳ –

۱۲۹– دیکھیے پہلے باب میں ۵:۲ –

140- FIT News Letter, OP.cit, P:226 -

۱۳۱– ڈاکٹر ظفر اقبال، "طبعی علوم کا ترجمہ" ، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل، ص : ۱۱۸ –

۱۳۲– ڈاکٹر سی اے قادر، "معاشرتی علوم کی اصطلاحات کے مسائل" ، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات، ص : ۳۲ –

۱۳۳– شان الحق حقی، محولہ بالا، ص : ۲۱ –

۱۳۴– ڈاکٹر انور سدید، "اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ" ، محفل ، لاہور ، اگست ۸۸ء، ص : ۳۳ –

۱۳۵– ڈاکٹر سید عبداللہ ، محولہ بالا ، ص : ۲۹۳ –

۱۳۶– مولوی عزیز مرزا ، محولہ بالا، ص : ۹ –

147- FIT News Letter, OP.cit,P: 226 -

تاہم اصولی سطح پرڈاکٹر انورسدید نے وحیدالدین سلیم کے اصولوں میں ترمیم واضافہ ،چھان پھٹک اور نئے قواعد وضوابط وضع کرنے کی تجویز دی ہے کہ یہ ادارہ آئندہ وضع اصطلاحات ان نئے اصولوں کے تحت انجام دے۔ (۱۴۸)

شان الحق حقی کے نزدیک مقتدرہ عمومی رہبری کے لیے اصطلاح سازی کے بنیادی اصول متعین کرے گا اور مختلف علمی، فنی یا انتظامی ادارے جو اصطلاحات بنائیں گے ان میں تطابق و توافق پیدا کرنے کا موقع ملے گا ۔ وہ لکھتے ہیں : (۱۴۹)

" اب تک جو اصطلاحات متفرق طور پر وضع ہوئی ہیں'ان کا ایک تفصیلی جائزہ اور باہمی مقابلہ ضروری ہے ۔ البتہ استناد کا فیصلہ یہ ادارے کریں اور اپنے فیصلے سے مقتدرہ کو آگاہ کر دیں"۔

وارث سرہندی نے اس مسئلے پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے۔ وہ لکھتے ہیں : (۱۵۰)

"وضع اصطلاحات کا سلسلہ فوراً بند کیا جائے اور اس باب میں اب تک جو کام ہو چکا ہے ، اسے یک جا کیا جائے ۔ یہ کام ایک مرکزی ادارے کو تفویض کیا جائے ۔ یہ مرکزی ادارہ مقتدرہ بھی ہو سکتا ہے ۔ اس مرکزی ادارے کے تحت ایک خاص مجلس تشکیل دی جائے جس کے ارکان تجربہ رکھتے ہوں .... جو تمام اصطلاحات پر ناقدانہ نظر ڈال کر ایک مفہوم کے لیے صرف ایک ہی اصطلاح کا تعین کریں "۔

مولوی عزیز مرزا نے استناد کا درج ذیل طریقہ تجویز کیا ہے : (۱۵۱)

" ارکان طبقہ علمی کو دو پہلوؤں پر غور کرنا چاہیئے ۔ اولاً یہ کہ جو الفاظ بطور اصطلاح کے استعمال کیے گئے ہیں وہ اس معیار کے لحاظ سے مناسب ہیں جو ایسے تراجم کے لیے ضروری ہیں .... دوسرے یہ کہ آیا علومِ قدیم سے وہ اصطلاحیں اخذ کرلی گئی ہیں جن کا اخذ کرنا ممکن تھا "۔

ڈاکٹر معین الدین عقیل کے نزدیک ہر مجلسِ استناد میں دو ماہرین مضمون ہوں ، جنھیں انگریزی اور اردو پر بھی عبور ہو اور ان کے علاوہ ایک ماہر اردو زبان بھی ہو جو لسانی نقطہ نظر سے اصطلاح سازی میں معاونت کرے ۔ یہ مجلس مخصوص شرائط کے تحت اصطلاحات سازی کرے اور اس مجلس پر ایک نگران مجلسِ اصطلاحات ہو جو معیار ، صحت اور یکسانیت وغیرہ کا خیال رکھے اور ان سارے امور کی انجام دہی اور نگرانی کے لیے مقتدرہ ادارہ ہو جو استناد کے لیے کل اختیارات کا حامل ہو ۔ (۱۵۲)

ایک اور سوال یہ بھی پیدا ہوتاہے کہ کیا ماہرینِ مضمون اور ماہرینِ زبان کے ساتھ عام سطح کے پیشہ ور اور ان اصطلاحوں کو استعمال کرنے والوں کو بھی مجلسِ استناد میں شامل کیا جائے یا نہیں مثلاً مستری،مکینک ، کمپونڈر، زرعی معاون ، اساتذہ اور مصنفین وغیرہ کیونکہ وہ مختلف میدانوں میں اصطلاح کے چلن ، ان کی مسخ یا مقبول صورت ، پیشوں اور ہنروں سے آگاہ ہوتے ہیں اور اس ثقافتی تناظر سے مجلس استناد کو آگاہ کر سکتے ہیںجو عموماً ماہرینِ مضمون اور زبان دانوں کے مشاہدے اور حیطہ علم سے باہر رہ جاتا ہے ۔ مقتدرہ قومی زبان کی بعض مجالسِ استناد و وضع اصطلاحات میں اس طرف بھی توجہ دی گئی ہے اور اس کے خاطرخواہ نتائج برآمد ہوئے ہیں ۔

مستقبل کے مباحث :

مجالس وضع و استناد میں ماہرینِ مضمون ، ماہرینِ زبان یا عام پیشہ ور افراد کو خواہ کسی بھی حد تک شامل کیا جائے اور وہ کتنے ہی پرخلوص انداز میں اصطلاحات سازی کا کام سرانجام دیں ، ان کے لیے اصطلاحات سازی کے علم اور اصطلاح کی نحوی ترکیب اور اپنے تاریخی ثقافتی ورثے سے واقفیت ضروری ہے ۔ آج ہم محض خلا میں نہیں کھڑے ۔ ہمارے سامنے یونیسکو ، یورپی کمیشن اور دیگر اصطلاحات ساز اداروں کے تجربات اور اصول ، اصطلاحات سازی کا علم ، اردو میں اصطلاحات سازی کے اصول ، اردو کا سابقہ اصطلاحی ورثہ موجود ہے ۔ فیلن ،پلیٹس ، شیکسپیئر کے لغات ، ولسن کی گلاسری ، انجمن کی " اصطلاحات پیشہ وراں "، حیدرآباد دکن جامعہ کراچی ،ا جامعہ پنجاب ، قاموس الاصطلاحات ، فرہنگ اصطلاحات ،اردو سائنس بورڈ اور مقتدرہ قومی زبان

۱۴۸۔ بحوالہ: ڈاکٹر انورسدید، محولہ بالا ، ص : ۳۲ ۔

۱۴۹۔ شان الحق حقی ، محولہ بالا ، ص : ۲۱ ۔

۱۵۰۔ وارث سرہندی، "اردو زبان میں اصطلاحی انتشار"، اخبارِ اردو،کراچی،جولائی ۱۹۸۲ءمشمولہ منتخبات اخبار اردو ، ص :۲۵۵ ۔

۱۵۱۔ مولوی عزیز مرزا ، محولہ بالا ، ص : ۹ ۔

۱۵۲۔ ڈاکٹر معین الدین عقیل، "فطری سائنس کی اصطلاحات کے مسائل"، تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات ، ص ص ۵۶، ۵۷ ۔

کے اصطلاحات کے لغات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے ۔ سوال صرف یہ ہے کہ مستقبل کے لیے اُردو اصطلاحات سازی کا کام کن خطوط پر انجام دیا جائے ۔

ضروری ہے کہ موجودہ تمام اصطلاحی سرمایے کو دو بڑے لغات انگریزی، اردو اور دوسری اردو، انگریزی کی صورت میں ان کے علوم ، واضعین ، اداروں کے ناموں کے حوالے سے مجتمع کر لیا جائے ۔ یہ کام کسی مرکزی ادارے مثلاً مقتدرہ قومی زبان کے کرنے کا ہے اور پھر یہ ادارہ ان میں موجود مترادف اصطلاحوں کی مناسب طور سے تربیت یافتہ مجالسِ استناد کے ذریعے معیاربندی کرے ۔ اس کے بعد جدید اصطلاحات کے اصولوں خصوصاً تخفیف اور تسمیہ کی بنا پر اصطلاحات سازی کے اصول وضع کیے جائیں ۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ اردو اصطلاحات خواہ کیسے ہی اصولوں اور صلاحیتوں کے ساتھ بنائی جائیں ، انھیں اعتبار اور مقبولیت صرف اسی صورت میں حاصل ہو گی جب خود اردو زبان کا وقار بحال ہو گا اور عوام کو یقین ہو گا کہ اردو نے انگریزی کی جگہ لے لی ہے ۔ یعنی اردو دفتری ، عدالتی، تعلیمی اور روزمرہ کے امور میں نافذ کر دی گئی ہے اور عوام ، طلبہ اہلِ علم اور مصنّفین اپنی علمی ضروریات کے لیے اردو اصطلاحات کو استعمال کرنا شروع کر دیں گے ۔

حصہ دوم ـــــــــ تاریخی مطالعہ

چوتھا باب : اردو اصطلاحات سازی کی ابتدائی کوششیں

پانچواں باب : حیدرآباد اور بھارت میں اصطلاحات سازی

چھٹا باب : پاکستانی ضروریات اور اصطلاحات سازی

چوتھا باب

اردو اصطلاحات سازی کی ابتدائی کوششیں

۱- اردو کا قدیم اصطلاحی سرمایہ —— ۱۵۳

۱:۱ اسلامی تصوف سے متعلق اصطلاحات ۱۵۳

۱:۲ علوم اسلامی کی اصطلاحات ۱۵۵

۱:۳ مسیحی اصطلاحات ۱۵۶

۱:۴ ادبی اصطلاحات ۱۵۷

۱:۵ پیشہ ورانہ اصطلاحات ۱۵۸

۱:۶ دفتر ، مالگزاری اور قانون کی اصطلاحات ۱۵۸

۱:۷ طبی اور سائنسی اصطلاحات ۱۶۰

۲- اصطلاحات سازی اور مستشرقین —— ۱۶۳

۲:۱ اہلِ یورپ کی آمد اور ان کی ضروریات ۱۶۳

۲:۲ عمومی اردو، انگریزی لغات ۱۶۴

۲:۳ سابقہ اصطلاحی ذخیرے کی تدوین ۱۶۷

۲:۴ جدید اصطلاحی ترجمے کا پہلا لغت ۱۷۰

۲:۵ عمومی انگریزی - اردو لغت ۱۷۱

۳- متفرق اداروں کی کوششیں —— ۱۷۳

۳:۱ علمی انجمنوں کی خدمات ۱۷۳

۳:۲ مدرسہ فخریہ حیدرآباد ۱۷۴

۳:۳ اسکول بک سوسائٹی ، دہلی کالج ۱۷۴

۳:۴ طبی مدارس کی خدمات ۱۷۵

۳:۵ رڑکی اور مدراس کے انجینرنگ کالج ۱۷۵

۳:۶ سائینٹیفک سوسائٹی علی گڑھ ۱۷۶

۳:۷ انجمنِ پنجاب ، لاہور ۱۷۷

۴- انفرادی خدمات —— ۱۷۸

۴:۱ چند ابتدائی اصطلاحات ساز ۱۷۸

۴:۲ معروف ادیبوں کی خدمات ۱۸۰

۴:۳ علامہ اقبال کی اصطلاحی خدمات ۱۸۱

۱- اردو کا قدیم اصطلاحی سرمایہ

اردو ایک زندہ قوم کی زندہ زبان ہے - یہ انگریزی کی آمد سے پہلے وجود میں آئی تھی اور اس کے استعمال میں علمی و فنی اصطلاحات کا ایک وسیع ذخیرہ موجود تھا ، جو صدیوں کے تجربات اور علمی و فنی کاوشوں کی صورت میں سامنے آیا تھا - مذہبی ، ادبی پیشہ ورانہ ، قانونی ، دفتری ، مالگزاری اور علمی و فنی اصطلاحات کا ایک بے پایاں سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا ، جسے دو سو سال کی غلامی نے ہم سے دور کر دیا ہے - اس میں سے بہت کم حصہ زمانے کے دست برد سے بچ کر ہم تک پہنچا ہے - تاہم یہ بھی اس قدر ہے کہ اسے مرتب کرنے کے لیے کئی ضخیم جلدیں درکار ہیں - اصطلاحات سازی کے نئے تقاضوں میں اس ورثے سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے - ان میں سے آج بھی بہت سی جیتی جاگتی اصطلاحیں ہمارے کام آ سکتی ہیں جو صنعتوں ، حرفوں ، پیشوں اور مشغلوں میں استعمال تو ہوتی رہی ہیں ، لیکن علمی اداروں کی دسترس سے ابھی تک باہر ہیں - ہمیں دیکھنا ہے کہ اس ذخیرے کو مرتب کرنے یعنی اصطلاحات نگاری کے لیے کیا کیا کوششیں کی گئیں -

ہمارے [?] اصطلاحی ذخیرے کا مذہبی ، علمی و فنی ورثہ زیادہ تر عربی زبان سے آیا تھا - دفتری ، قانونی اور مالگزاری کی اصطلاحیں فارسی اور کچھ مقامی زبانوں کی دین ہے - پیشہ ورانہ الفاظ و اصطلاحات بیشتر مقامی زبانوں کا عطیہ ہیں - ان سب سے بڑھ کر یہ کہ خود اردو میں اصطلاحات سازی کی خوبی موجود ہے جو ہر زبان سے آنے والی اصطلاحات کو اپنی فطانت اور شعریت سے اپنے مطابق ڈھال لیتی ہے - ایک اندازے کے مطابق اردو میں اس وقت کل چودہ لاکھ سے زاید الفاظ ہیں - جن کا احاطہ اردو لغت بورڈ کراچی کے شائع کردہ اردو لغت (تاریخی اصول پر) میں کیا جا رہا ہے - اس میں جہاں ایک طرف عوام کی بول چال کے الفاظ شامل کیے گئے ہیں . وہاں علمی و فنی اصطلاحات کو بھی نظر انداز نہیں کیا گیا - یہ الفاظ تقریباً ڈھائی ہزار کتابوں ، رسالوں اور مخطوطوں کے مطالعے کے بعد جمع کیے گئے ہیں [1] اس لغت میں سائنسی اور فنی اصطلاحات کا ایک خاطرخواہ ذخیرہ جمع کیا گیا ہے - اگرچہ بقول مولوی عبدالحق یہ الفاظ " صرف اسی حدتک داخل کیے جائیں ، جس حد تک ان کی عام ادب میں ضرورت پڑتی ہے - کیونکہ خصوصی علمی اصطلاحات تو شامل نہیں کی جا سکتیں "[2] اور اس لغت میں بھی اس امر کا اہتمام کیا گیا ہے ، اس کے باوجود فلسفہ ، ادبیات کے علاوہ طب ، مذہب ، قانون ، سائنس اور پیشہ ورانہ علوم کی لاکھوں اصطلاحات اس میں شامل ہو گئی ہیں - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو کے پاس اصطلاحات کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ موجود ہے -

۱:۱ اسلامی تصوف سے متعلق اصطلاحات :

اردو میں سب سے پہلے جن علوم کی اصطلاحات شامل ہوئیں ، وہ مذہبی خصوصاً اسلامی اور قدرے مسیحی اصطلاحات تھیں - اسلامی اصطلاحات میں تصوف کی اصطلاحات سر فہرست ہیں - صوفیاؒ کی گفتگو ، ملفوظات اور تحریروں میں استعمال سے یہ عامۃ الناس کی سطح تک آ چکی تھیں اور ان کا استعمال روزمرّہ کی حدود میں داخل ہونے لگا - یہی نہیں بلکہ چونکہ صوفی شعراؒ نے بھی ان کا استعمال عام کیا ، ان کی نظمیں عام شعراؒ بھی ان اصطلاحات کو استعمال کرنے لگے - چنانچہ کعبہ ودیر ، رِندی وزہدی اور حشرونشر جیسی اصطلاحات اردو ادب میں مستعمل ہونے لگیں - اتحاد ، اسراف ، اشتیاق ، بندگی ، پیرِخرابات ، پاک بازی ، تقلید ، توبہ ، تابِ زلف ، چشمِ تُرک ، شاہِ زنخ ، حجاب ، حجلہ ، دل کشائی ، روسیاہی ، زہد ، زُنّار ، شرابِ بے خودی ، شاہد ، شیخ طالب ، طبیب روحانی ، ظلمت ، عبہت ، فہمِ زلف ، فغان ، کفر ، کعبہ ، کرشمہ ، لبِ لعل ، لبِ شیریں ، مسجد ، مے خانہ ، محبوب و صنم ، معشوق ، مطلوب ، مشاہدہ ، میکدہ ، واسطہ ، وصال ، وصل ، یقین ، جیسی اصطلاحات ان کے اپنے مخصوص صوفیانہ مفہوم میں شعرا بھی استعمال کرنے لگے - ان کے علاوہ خودی ، ترکِ خودی ، وجود ، شہود خیال ، ظہور ، تجرید ، تفرید ، حیرت ، اخلاص ، ریا ، تقیّوات ، تعینات ، جبروقدر ، استلزام ، فنا ، بقا ، مقام حال ، ہستی ، نیستی ، من وتو ، روح ، قلب ، استغراق ، تسلیم ، رضا ، توکّل ، صبر ، قناعت ، ایثار ، فقر ، فنا خلوت ، قدم وحدوث ، خشوع وخضوع ، ذکر ، ارادت ، ایسی بہت سی اصطلاحات ہیں ، جو اردو میں بھی عام استعمال ہونے لگی تھیں - اردو میں چودھویں پندرھویں صدی عیسوی سے انیسویں صدی عیسوی تک ملنے والے صوفیانہ ادب میں ہمیں یہ اصطلاحات عام ملتی ہیں - چودھویں صدی میں پہلی بار اردو کا ایسا رسالہ جو ہمارے سامنے آتا ہے ، رسالہ شاہ راجو ہے - یہ رسالہ " گیسودراز کے والد شاہ راجو کے نام سے موسوم ہے - رسالے کا آغاز " جان العزیز " سے ہوتا ہے ، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے یہ رسالہ اپنے بیٹے کے لیے تصوّف کی اصطلاحات کے معانی بیان کرنے کے لیے لکھا تھا - شاہ راجو اشرف جہانگیر اور گنج العلم کے معاصروں میں سے تھے اور مخدوم جہانیاں جہاں گشت کے چھوٹے بھائی تھے - ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ نے ان کی تاریخ پیدائش اور وفات پر تو

۱- بحوالہ : " تعارف " ، از محمد ہادی حسن ، اردو لغت (تاریخی اصول پر) ، جلد اول ، الف مقصورہ ، کراچی (۱۹۷۷ء) ، ص ص ب ، ج -

۲- بحوالہ : " اردو لغات اور لغت نویسی " از ڈاکٹر مولوی عبدالحق ، ایضاً ، ص : ۹ -

زیادہ تحقیقی روشنی نہیں ڈالی لیکن اتنا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۷۲۸ھ/۱۳۲۸ء میں سلطان محمد تغلق کے حکم پر دہلی سے دولت آباد آئے تھے ۔ ۷۹۵ھ/۱۳۹۲ء تک ان کے بقیدِحیات ہونے کا ثبوت ملتا ہے [۲] ان کے رسالے میں خبر، صفتِ قدیم وجدید، عیب، مرتبہ، احدیت، وحدت، برزخ، احدیت، واحدیت، چار، اعتبار، ذات، وغیرہ اصطلاحات کی تشریحات ملتی ہیں ۔ یہ کتاب سوال جواب کی صورت میں لکھی گئی ہے ۔ مثلاً "وحدت کے معنی کیا؟ یک ذات قابل محض ۔ احدیت کے معنی کیا؟ یک ذات، بلا اعتبار صفات" ۔ اس لحاظ سے اسے ہم کشافِ اصطلاحاتِ تصوف کے زمرے میں شامل کر سکتے ہیں ۔

دوسری کتاب بھی اسی حوالے سے ہمارے سامنے آتی ہے جو خواجہ گیسو دراز کی تصنیف خلاصۃ التوحید ہے۔ اس میں اصطلاحات کے معانی مختلف حوالوں سے بیان ہوئے ہیں اور باقاعدہ "اصطلاحات" کا لفظ بھی استعمال کیا گیا ہے ۔ خواجہ بندہ نواز گیسو دراز ۷۲۰ھ/۱۳۲۰ء میں پیدا ہوئے اور احمد شاہ بہمنی کے تخت نشین ہونے (۸۲۵ھ/۱۴۲۲ء) تک دکن میں تصوف کے نکات اور رموز بیان کرتے رہے ۔ یوں تو ان کے رسائل "معراج العاشقین" اور "رسالہ سہ بارہ" تصوف کے نکات اور رموز بیان کرتے ہیں لیکن "خلاصۃ التوحید" میں صوفیانہ اصطلاحات کی مختلف معنوی صورتیں بیان ہوئی ہیں ۔ جو اصطلاحات سازی کے تقابلی پہلو کے قریب معلوم ہوتی ہیں ۔ اقتباس ملاحظہ ہو :[۳]

> "ذات بلا اعتبار ہو مرتبہ ہویت بولتے ہیں اور بھی ناسہاہوت ہیں، ہور اس اصطلاحات کون اولیائے کامل و محققان واصل بیچ اصطلاحات دکن کے اس حال کا ناوں امین دیکھ بولتے ہیں ہور ایچ بولتے ہیں "سزنزا)

اردو میں صوفیانہ اصطلاحات کے معنی باقاعدہ طور پر بیان کرنے اور اسے موزوں صورت میں مرتب کرنے کی پہلی کوشش انیسویں صدی میں ہمارے سامنے آتی ہے ۔ جب اسپرنگر نے "اصطلاحاتِ تصوف" مرتب کیں جو ۱۸۴۲ء میں کلکتہ سے شائع ہوئیں[۵] اس کے بعد ناصر الدین محمد اسد الرحمان قدسی کی کتاب "علم بیان" ہے جو ۱۳۴۳ھ/۱۹۲۵ء میں عزیزی پریس آگرہ سے ۱۲۲ صفحات میں شائع ہوئی ۔ اس میں تصوف کی اصطلاحات اور ان کی تشریح بیان ہوئی ہے ۔ البتہ انہیں لغات کی صورت میں مرتب کرنے کی کوشش اسی دور میں "اصطلاحاتِ صوفیہ" کے نام سے سامنے آتی ہے ۔ اسے خواجہ شاہ محمد عبد الصمد نے تحریر کیا اور دلی پرنٹنگ پریس دہلی سے ۱۹۲۹ء میں شائع ہوئی ہے ۔ حال ہی میں اسے لاہور سے مکتبہ بکس نے دوبارہ شائع کیا ہے ۔ مصنف نے اصطلاحات کے مستند معانی بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ پورے دعیرہ تصوف کا احاطہ بھی کیا ہے ۔ نیز تصوف کے استعاروں، علامتوں اور ادبی رموز کی تشریح بھی کی ہے ۔ کتاب میں تقریباً ڈیڑھ ہزار اصطلاحات کی تشریح بیان کی گئی ہے اور انہیں الفبائی ترتیب کے ساتھ پیش کیا گیا ہے ۔ اس لحاظ سے یہ اردو میں صوفیانہ اصطلاحات کا پہلا لغات و کشاف ہے ۔ مکتبہ بکس کے ناشرین نے کتاب کے حرف آغاز میں لکھا ہے :[۶]

> "یہ کتاب ان حضرات کے لیے بھی دلچسپی کا سامان رکھتی ہے جو براہ راست منازلِ سلوک کی نزاکتوں اور اس کے معانی سے تعلق نہیں رکھتے لیکن تصوف کے زیرِ اثر پیدا ہونے والے ادب کو گہری سطحوں پر سمجھنا چاہتے ہیں"۔

۱۹۴۰ء کے لگ بھگ دکن سے حکیم خواجہ شمس الدین کا لغت اصطلاحاتِ صوفیہ کے نام سے شائع ہوا ۔ جس میں تصوف کی اکثر اصطلاحات کو مع تعریف لکھا گیا ہے ۔[۷] ان اصطلاحات پر مزید جائزے کی صورت میں ۱۳۶۵ھ/۱۹۴۶ء میں سید اکبر حسینی کی کتاب تبصرۃ الاصطلاحات الصوفیہ ، کتب خانہ روضتین گلبرگہ (دکن) سے شائع ہوئی ۔[۸]

ایسی ہی ایک اور کوشش سِرِّ دلبراں ہے جو نسبتاً زیادہ مستند سمجھی جاتی ہے ۔ اسے شاہ سید محمد ذوقی نے تحریر کیا اور پہلی بار ۱۳۷۱ھ/۱۹۵۲ء میں محفلِ ذوقیہ کراچی نے شائع کیا ۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۳۸۸ھ/۱۹۶۸ء اور تیسرا ایڈیشن ۱۴۰۰ھ/۱۹۸۰ء میں شائع ہوا ۔ اس کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مصنف کے نزدیک تصوف ایک عملی چیز ہے ۔ تاہم انھوں نے کوشش کی ہے کہ مشکل مضامین کو آسان اور عام فہم عبارت میں بیان کرسکیں ۔ انھوں نے اصطلاحاتِ تصوف کو دو قسموں (۱) علمی (۲) شاعرانہ میں تقسیم کیا ہے ہر حصے میں اصطلاحات الفبائی ترتیب سے ہیں ۔ ضمیمے میں بعض ایسی اصطلاحات کی وضاحت بھی کی ہے جو ان تشریحات میں ضمنی طور پر آ گئی ہیں ۔ مصنف کے نزدیک ہر علم و فن اپنی اصطلاحات کا محتاج ہے اور راہِ تصوف

۳۔ ملاحظہ ہو: ڈاکٹر رفیعہ سلطانہ ، اردو نثر کا آغاز و ارتقا (۱۹ویں صدی کے اوائل تک) ،کراچی (۱۹۷۸ء) ص ص: ۶۰۔۷۰ ۔

۴۔ ایضاً ، ص ص: ۹۰ ، ۹۶ ۔

۵۔ آغا افتخار حسین، یورپ میں اردو، ص: ۷۱ ۔

۶۔ شاہ محمد عبد الصمد، اصطلاحاتِ صوفیہ ،لاہور (مکتبہ بکس)، "حرف آغاز"، ص: ۲ ۔

۷۔ بحوالہ: فہرست صدیق بک ڈپو لکھنؤ (۱۹۴۰ء)، ص: ۱۵۱ ۔

۸۔ مملکت حیدر آباد: ایک علمی ادبی اور ثقافتی تذکرہ ، کراچی (۱۹۶۷ء)، ص: ۲۸ ۔

میں بھی علم اصطلاحات کی اشد ضرورت ہے ۔ فرماتے ہیں :[9]

" تصوف میں اصطلاحات کی ضرورت ایک تو اس وجہ سے ہے کہ معمولی زبان محدود اور اپنی لغوی حیثیت سے محدود تر ہے ۔ دوسری وجہ یہ ہے کہ تصوف میں اس کی اشد ضرورت ہے کہ بعض مضامین رموز وکنایات ہی میں ادا کیے جائیں تاکہ اغیار اور نااہلوں سے پوشیدہ رہیں ..... اگر ان امور کو صاف صاف روزمرہ کی گفتگو میں بیان کر دیا جاوے تو عوام جو حقیقت تک پہنچنے سے قاصر ہیں ، کچھ سمجھ لیں"۔

۱۹۷۲ء میں الارشاد لاہور سے کمال الدین ابی الغنائم عبدالرزاق کی کتاب " اصطلاحات الصوفیہ مع رسالہ شتہ المسروریہ شائع ہوئی ۔ یہ ۱۶۷ صفحات کی کتاب اصطلاحات کے صوفیانہ مفہوم ہی سے بحث کرتی ہے۔ اصطلاحات تصوف کی قدیم ترین تشریحی کتاب چوتھی صدی ہجری میں عربی میں لکھی گئی تھی۔ لیکن اس کا اردو ترجمہ چودھویں صدی ہجری کے اختتام پر ہوا ۔ اس طرح یہ سب سے قدیم کتاب جو اصطلاحات تصوف اور سرّ دلبراں کا بھی ماخذ ہے ، ان کے بعد شائع ہوئی ہے یہ کتاب امام کلاباذی (متوفی ۳۸۰ھ/۹۹۱ء) کی التعرف فی مذہب التصوف ہے جو مکتبہ المعارف لاہور سے ۱۳۹۱ھ/۱۹۷۸ء میں تعرف کے نام سے شائع ہوئی ۔ اس کا اردو ترجمہ ڈاکٹر پیر محمد حسن نے کیا ہے ۔ ۱۹۷۸ء میں اسے دوبارہ اسلامک بک فاؤنڈیشن نے شائع کیا ہے ۔ اگرچہ یہ صوفیاکے عقائد و احوال سے متعلق ہے لیکن اس میں اصطلاحات ہی کو بنیاد بنایا گیا ہے ۔[10]

۱۳۹۷ھ/۱۹۷۷ء میں اسلامک بک فاؤنڈیشن لاہور نے ایک اور تشریحی کتاب صد میدان کا اردو ترجمہ شائع کیا ہے ، جس میں تصوف کی سو اصطلاحوں کی تشریح اور معنوی وسعت بیان کی گئی ہے ۔ یہ خواجہ عبداللہ انصاری ہروی کی تصنیف ہے جو انھوں نے ۴۴۸ ھ میں فارسی میں تحریر کی تھی اور قاہرہ کی فرانسیسی سوسائٹی سے معروف مستشرق بورکی نے شائع کیا تھا ۔[11] حافظ محمد افضل فقیر نے اس کا ترجمہ کیا ہے ۔ یہ کتاب ایکطرح سے اصطلاحی قاموس ہے کیونکہ اس میں اصطلاحات کا مفہوم یا مراد ، اس کی قسمیں ، علامات ، مقاصد اور نشانات بیان کیے گئے ہیں ۔ اس طرح ان تمام پہلوؤں سے اصطلاح کے معنی متعین ہوتے ہیں ۔ مثلاً " تذلل سے مراد اپنی نیازمندی کے مطابق زندگی گزارنا ، عجزوانکساری سے راہ حیات طے کرنا ، اور کونین کی عزت کا ہیچ ہونا " بیان ہوتے ہیں ۔ جس کے بعد اس کی تین قسمیں بیان کی گئی ہیں اور تین علامتیں ، تین قصد اور تین نشانات درج کیے گئے ہیں ۔[12]

۱۹۸۲ء میں پٹنہ سے قیوم خضر کی کتاب " خضرراہ " شائع ہوئی ہے ۔ اس میں صفحات نمبر ۷۵ تا ۱۸۰ پر مختصر " قاموس تصوف " بطور ضمیمہ میں پانچ سو کے قریب اصطلاحات کی تشریح بیان ہوتی ہے ۔ ہمارے لسانی اور لغوی نقطہ نظر سے یہ ضمیمہ تصوف کی لغت اصطلاحات میں شمار ہوتا ہے ۔ اب تک شائع ہونے والی مذکورہ بالا دیگر کتب دراصل تصوف کے میدان کی فنّی اور بنیادی کتب ہیں ، ان کا تعلق عام علمی ،لغوی اور لسانی تقاضوں سے نہیں ہے ۔ اصطلاحات صوفیہ بلکہ اس کے بعد صحیح معنوں میں سرّ دلبراں اس موضوع کو نبھاتی ہے ۔ لیکن اصطلاح نگاری کے لحاظ سے خضرراہ اس مقصد کو بہتر انداز سے پورا کرتی ہے ۔ بصورت دیگر تصوف کی دیگر کتب مثلاً کشف المحجوب وغیرہ میں بھی اصطلاحات کا مفہوم بیان ہوا ہے اور یوں اس میدان میں اصطلاحی کتب کی کمی نہیں ۔

۱:۲ ۔ علوم اسلامی کی اصطلاحات :

اردو میں علوم دینی کی جو اصطلاحات داخل ہوئیں ، ان کا اندازہ ہمیں محمد اعلیٰ بن علی تھانوی کی " کشاف الاصطلاحات الفنون ، نواب صدیق حسن خان کی " ابجدالعلوم " اور احمدنگری کی " جامع العلوم " سے بخوبی ہو جاتا ہے ، جن کا ذکر ہم عربی اصطلاحات سازی کے ضمن میں پہلے باب میں کر چکے ہیں ۔[13] یہ کتابیں عربی میں تھیں لیکن اردو میں ان اصطلاحات کا استعمال عام تھا ۔ البتہ انھیں مرتب کرنے کی کوششیں حال ہی میں ہوئیں ۔ ایسی ایک پہلی کوشش سلطان محمود کی " اصطلاحات المحدثین " ہے جسے ۱۹۶۹ء میں اثری ادارہ نشرواشاعت ملتان نے شائع کیا ۔ صرف ۳۲ صفحات کا یہ کتابچہ اردو میں دینی اصطلاحات کی پہلی کاوش ہے ، جسکے بہت جلد بعد انجمن ترقی اردو پاکستان نے " مصطلحات علوم وفنون عربیہ " کے نام سے محی الدین غازی اجمیری کی کتاب شائع کی ۔ اس کا پہلا ایڈیشن ۷۸ ۔ ۱۹۷۶ء میں شائع ہوا ۔ کتاب کے مقصد اشاعت سے اس

۹۔ شاہ سید محمدذوقی ، سرّ دلبراں ،کراچی (۱۴۰۰ھ) ، ص ص : ۲۶، ۲۷ ۔

۱۰۔ ملاحظہ ہو : امام ابوبکرمحمد بن ابواسحاق کلاباذی ، تعرف ، لاہور (۱۹۷۸ء) ۔

۱۱۔ خواجہ عبداللہ انصاری ہروی ، صد میدان ، (ترجمہ : حافظ محمد افضل فقیر) ، لاہور (۱۹۷۷ء) پیش لفظ از مترجم ، ص : ۱۱

۱۲۔ ایضاً ، ص ص : ۸۲ ، ۸۵ ۔

۱۳۔ دیکھیے پہلا باب ۲:۵ ۔

ذخیرے کی اہمیت پر روشنی پڑتی ہے ، جو اب محو ہوتا جا رہا ہے جمیل الدین عالی "حرفے چند" کے عنوان سے دیباچے میں لکھتے ہیں :[۱۴]

" اردو زبان میں ایسی کتاب کی ضرورت جیسی آج ہے کبھی پہلے نہ تھی - آج ایسے لوگ آہستہ آہستہ ختم ہوتے جا رہے ہیں جو اپنی ابتدائی مذہبی تعلیم اور عربی فارسی سے لازمی واقفیت کے سبب بہت سی مصطلحات علمیہ سے واقف تھے - آج کیفیت یہ ہے کہ ایک طرف تو ان کی تعداد نہ ہونے کے برابر رہ گئی ہے اور دوسری طرف ادھیڑ عمر کے لوگ بھی بھولتے جا رہے ہیں - تیسری طرف نئی نسل ہے - جو صرف تھوڑی بہت انگریزی جانتی ہے اور اس کے ذریعے بھی ان مفاہیم اور مطالب تک اس کی دسترس نہیں جو صرف مذہبی اور ثقافتی تقریر وتحریر بلکہ فکری مشقوں کے لیے بھی ناگزیر ہیں - ساتھ ہی ایک نیا سلسلہ بھی ابھر رہا ہے بہت سے لوگ جو کلاسیکی علم کے احیا پر زور دیتے ہیں اور اس باب میں مخلصانہ ذوق و شوق سے کام لیتے ہیں ، اکثر مصطلحات علمیہ کو بالکل غلط معنی میں استعمال کرتے ہیں -" .

اندازاً اس کتاب میں اڑھائی ہزار اصطلاحات ہیں جن کی نوعیت کشافی /تشریحی ہے - تعارف منتخب الحق خیرآبادی نے لکھا ہے ، جس کے مطابق غازی صاحب ۱۹۶۲ء میں جامعہ محمڈنجگنگ کے پرنسپل تھے اور چالیس برس تحریک پاکستان کے لیے کام کیا تھا - اصطلاحات عام طور پر عربی سے لی گئی ہیں اور زیادہ تر لفظی معانی دیے گئے ہیں - علوم کا دائرہ وکار الٰہیات ، مجردات ، علویات ، عقلیات ، افلاک و عناصر ، طبعیات اور ریاضیات (جو مسلمان علما نے یہاں اکثر استعمال کرتے ہیں) تک محیط ہے -

اسلامی فقہ اور قانون کے حوالے سے اردو میں پہلی کوشش ۱۹۸۷ء میں کشاف اصطلاحات فقہ کے نام سے ہمارے سامنے آتی ہے - جسے ڈاکٹر محمد اسلم خاکی ایڈووکیٹ نے مرتب کیا ہے - اسے لاہور سے **نیوبک پیلس** نے شائع کیا ہے - اس میں اصول فقہ ، معاملات ، عبادات ، تعزیرات ، مناعات وغیرہ کے سلسلے میں اسلامی اصطلاحات کا احاطہ کیا گیا ہے - تشریحات مستند کتابوں کے حوالے سے بیان ہوئی ہیں - البتہ اصطلاح کا مفہوم بیان کرنے پر اکتفا کیا گیا ہے ، تعریف اور تشریح تحدید کے ساتھ بیان نہیں کی گئی - کتاب میں ساڑھے سات سو (۷۵۰) کے قریب اصطلاحات جمع کی گئی ہیں - جنہیں الفبائی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے -

اسلامی قانون کا ایک اور ذخیرۂ اصطلاحات ڈاکٹر ساجد الرحمن صدیقی نے " کشاف اصطلاحات اسلامی قانون" (فقہ) اور (اصول فقہ) کے عنوان سے دو جلدوں میں مرتب کیا ہے - جو مقتدرہ قومی زبان میں زیر طبع ہے - اس میں اصطلاحات کی تعریف اور تشریح مستند ماخذوں کے حوالے سے بیان کی گئی ہے - اسے بھی ہم سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو مرتب کرنے کی ایک کوشش قرار دے سکتے ہیں [۱۵]

۱:۳ - مسیحی اصطلاحات :

اردو میں ہندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھ ساتھ عیسائیوں خصوصاً عیسائی مشنریوں کی خدمات بھی قابل ذکر ہیں - عیسائیوں سے متعلق اصطلاحات کو مرتب کرنے کا باقاعدہ آغاز سیرام پور میں بائیبل کے ترجمے کی کوششوں کے ساتھ ہو گیا تھا جو ایسٹ انڈیا کمپنی کی آمد سے پہلے ہندوستان کی مقامی زبانوں میں عیسائیت کی تبلیغ کو رہے تھے - اردو میں ان کے کام کا آغاز اٹھارویں صدی میں ہوا - جب انجیل کے تراجم ہونا شروع ہوئے - البتہ ایک قدیم پرتگالی مشنری انتونیو د اسلوانہ Antonio de Salavana (جس کی وفات ۱۶۶۳ء کو ہوئی) نے دعاؤں کی ایک کتاب Rosas کے عنوان سے مرتب کی تھی ، جس میں ہندوستانی لغت بھی شامل تھا - اس کا قلمی نسخہ سینٹ لزبوا کے کتب خانے میں موجود ہے[۱۶] انجیل کا اردو ترجمہ ۱۷۵۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا تھا - جسے کالہزگ نے کیا تھا -" عہدنامہ قدیم " کا ایک ترجمہ عبرانی سے اردو میں ۱۷۶۷ء میں ہوا جسے برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی نے فارسی رسم الخط میں شائع کیا - اس میں حوالے بھی دیے گئے ہیں [۱۷] یہی حوالے آگے چل کر اصطلاحات کی بنیاد ٹھہرتے ہیں - اس کے بعد بہت سے تراجم ہوئے جن میں ولیم ہنٹر (۱۸۰۵ء) اور ڈاکٹر ماتھر (۱۸۲۱ء) کے ترجمے بھی شامل ہیں - ڈاکٹر ماتھر کا ترجمہ مرزا پور بنارس سے شائع ہوا اور اس کے ساتھ ایک فرہنگ بھی تھی ، جو ۱۸۶۱ء میں الگ طور سے لندن سے Glossary Hindoostani , English کے نام سے شائع ہوئی [۱۸] اسے ہم اردو میں عیسائی اصطلاحات کی بنیاد کہہ سکتے

۱۴- محی الدین غازی اجمیری ، مصطلحات علوم وفنون عربیہ ، کراچی (۷۸ - ۱۹۷۶ء) ، دیباچہ : از جمیل الدین عالی ، ص ۸ -

۱۵- اصطلاحات سازی کے تفصیلی تقابلی جائزے کے لیے دیکھیے ساتواں باب -

۱۶- "مقدمہ " از ڈاکٹر ابواللیث ، اردو لغت (تاریخی حوالے سے) ، جلد اول ، ص : ف ب -

۱۷- ڈاکٹر ایے ایچ کوثر ، اردو کی علمی ترقی میں سرسید اور ان کے رفقا کا حصہ ، کراچی (۱۹۸۲ء) ، ص ص : ۱۲۰۱۳ -

۱۸- بحوالہ : آرچ ڈیکن پادری برکت اللہ ، محبت کتب مقدسہ ، لاہور (ریلیجیس بک سوسائٹی) ص ب -

ہیں لیکن ان اردو اصطلاحات کو آگے چل کر مسز ماتھر نے تشریحی انداز سے اردو ہی میں مرتب کیا اور یوں پہلی بار اردو کے عیسائی ذخیرۂ اصطلاحات کی بنیاد پڑی ۔

مسز ماتھر کا بائیبل کے ترجموں پر مشتمل " لغات کتابِ مقدّس " ۱۸۷۵ء میں مرزا پور مشن پریس سے شائع ہوا ۔ اس پر پادری ایم اے شیرنگ نے نظرثانی کی تھی ۔ اصطلاحات اور تشریحات رومن اردو میں درج کی گئی ہیں اور ان کی تشریح بھی رومن اردو میں ہے ۔ اصطلاحات کو انگریزی حروفِ ابجد کی ترتیب سے پیش کیا گیا ہے ۔ اس میں کتابِ مقدس میں آنے والی تعلیمات ، مقامات ، افراد ، نباتات ، حیوانات کے ناموں کی تشریح کی گئی ہے گویا یہ ایک طرح سے بائیبل کا انسائیکلوپیڈیا ہے ۔ مسز ماتھر مرزا پور مشن ہی سے وابستہ تھیں اور انھوں نے "اردو ۔ ہندی اٹلس" بھی مرتب کی تھی ۔ کتاب ۵۷۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ دیباچے میں پادری شیرنگ لکھتے ہیں :(۱۹)

> " اس کی عبارت صاف اور سلیس ہے ۔ وہ پہلے پادری ڈاکٹر ماتھر صاحب کی میم صاحبہ کی طرف سے تالیف ہوئی ہے ۔ اس راقم کا کام یہ ہوا کہ کتاب کی بعض بعض باتوں کو صحیح کر دیوے اور اس کے چھپنے کے لائق بناوے "۔

اس لغت میں زیادہ تر اسماً شامل ہیں تاہم جہاں دیگر تصورات پر مبنی اصطلاحات ہیں ، ان کے جائزے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اسلامی اصطلاحات کو اردو میں مترادفات کے طور پر دینے کی کوشش کی گئی ہے مثلاً ابراہام خلیل اللہ ، روزہ ، قربانی وغیرہ ۔ اصطلاحات سازی میں عربی، فارسی اور ہندی تراکیب شامل ہیں مثلاً گئو میش ، عبادت خانہ ، ماہی خور ، سالِ مقدس ، شمع دان ، عربی اصطلاحات: محلّات ، سلاطین ، ہندی اصطلاحات : مثلاً وھیل کے لیے مہامچھ وغیرہ ۔ ترکیب میں ہندی حروف اضافت " کا ، کی ،کے " کا استعمال بھی عام ہے مثلاً سبت کا دن ، رفاعیوں کی وادی ، نذر کی روٹیاں وغیرہ ۔ اس لغت کا ایک نسخہ کتب خانہ مقتدرہ میں موجود ہے ۔

عیسائیوں نے کتابِ مقدس کے ترجمے میں استعمال ہونے والے اردو الفاظ کے یہ لغات مرتب تو کیے لیکن انگریزی سے اردو میں اصطلاحات کے ایک معیاری لغت کی ضرورت نے انھیں بے چین کیے رکھا ۔ وجہ ظاہر تھی کہ اردو ترجمے میں جو اردو مترادفات ان کے سامنے آتے تھے ، ان کا اصطلاحی مفہوم اسلامی دینی لحاظ سے متعین تھا ۔ مثلاً روزہ ، نماز وغیرہ ۔ چنانچہ انھوں نے ایک ایسے معیاری لغت کی بنیاد ڈالی جس میں اس مفہوم سے گریز کیا گیا ہو ۔ مدتوں کی کوششوں سے ایسا ایک لغت پاکستان میں حال ہی میں شائع ہوا جس کا جائزہ چھٹے باب میں لیا گیا ہے اور اس باب کے حصے ۲:۳ میں اس کا تاریخی طور پر تذکرہ کیا گیا ہے ۔

۱:۲ ۔ ادبی اصطلاحات :

اردو میں ادبیات کے مطالعے اور اس سلسلے میں باقاعدہ اصطلاحات سازی کا کام تو کہیں بیسویں صدی میں جا کر ہُوا لیکن اس سے پہلے اردو کی تنقیدی مصطلحات موجود تھیں ، مولانا حالی نے مقدمہ شعروشاعری میں ایسی اصطلاحات کا تذکرہ کیا ہے مثلاً چست بندش وغیرہ یا پھر شعری صنعتوں اور علم عروض کی اصطلاحات مستعمل تھیں لیکن انھیں مرتب نہیں کیا گیا تھا ۔

بعض ایسے لغات انیسویں صدی سے شائع ہونے شروع ہو گئے تھے ، جن کے ناموں سے ہمیں اصطلاحات سازی کا التباس ہوتا ہے لیکن ان میں محاوروں اور تلمیحات کا بیان ہے ۔ پہلے باب میں ہم اصطلاح کے مفہوم کی وضاحت میں اس کا ذکر کر چکے ہیں ۔ ایسی کتابوں میں قدیم ترین محمد اشرف علی اشرف کی مصطلحاتِ اردو ہے، جو لکھنو سے مطبع شامی نے ۱۸۹۰ء میں شائع کی تھی ۔ یہ وہ دور تھا جب اردو اصطلاحات سازی اپنے ابتدا میں تھی ۔ اس میں روزمرے اور محاورے بیان ہوئے ہیں ۔ ایسی ہی ایک کوشش ڈاکٹر سید حامد حسین کی " اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات و مصطلحات " کی ہے ۔ جو بھوپال بک ہاؤس بھوپال کی طرف سے ۱۹۷۷ء میں شائع ہوئی ہے۔ مرزا جان طپش کی کتاب شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان کا ذکر بھی ہم پہلے باب میں کر چکے ہیں جسے عابد رضا بیدار نے مرتب کر کے خدا بخش اورینٹیل لائبریری پٹنہ کے جرنل میں ۱۹۷۷ء میں اور علیحدہ طور پر ۱۹۷۹ء میں شائع کیا تھا ۔ اس طرح خواتین کے محاورات اور مصطلحات پر مشتمل ایک لغت سید احمد دہلوی نے ۱۹۱۷ء میں دفتر فرہنگ آصفیہ لاہور سے لغات النسا کے نام سے شائع کیا ۔

ان کتابوں میں جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے ، تراکیب ، محاورات ، تلمیحات اور ان کے ادبی مجازی معانی کا احاطہ کیا گیا ہے ۔ اس لیے علمی طور پر ہم انھیں اصطلاحی لغات کے زمرے میں شامل نہیں کر سکتے البتہ ہمیں ان میں بعض استعارے اور اصطلاحیں جھانکتے ہوئے نظر آتے ہیں جو کبھی اپنے اصطلاحی مفہوم میں مستعمل رہے لیکن اب محض محاورہ بن کر رہ گئے ہیں جیسے " پنخ لگانا " اب محاورہ ہے مگر اس کے اصطلاحی

---

۱۹ ۔ مسز ماتھر ، لغاتِ کتابِ مقدّس ، مرزاپور (۱۸۷۵ء) پیش لفظ از پادری شیرنگ ۔

معانی معماری میں "ستون کے پتھر کے پہلو تراشنا" ہیں جو اب ہماری نظر سے اوجھل ہو چکے ہیں ۔

۱:۵ پیشہ ورانہ اصطلاحات :

اردو میں سب سے قدیم ذخیرہ اصطلاحات یقیناً ان پیشہ ورانہ اصطلاحات کا ہے ، جو صدیوں سے برصغیر کے محنت کشوں کی زبان پر مستعمل رہیں اور بالآخر اردو زبان کا جزو بن گئیں ۔ ہمارے ہاں ان پیشوں، حرفوں اور ہنروں کے آلات ، اوزار ، مسالے ، عمل ، طریقے ، نسخے ، ترکیبوں وغیرہ کے اصطلاحی نام موجود تھے ، جو لسانی چاک پر ڈھلتے رہے اور پھر رفتہ رفتہ محاوروں اور روزمروں کا حصہ بن گئے ۔ جب انگریزی سے اردو میں تکنیکی اور پیشہ ورانہ اصطلاحات ترجمہ ہونا شروع ہوئیں تو اس عظیم ورثے سے ناواقف ہونے کی بنا پر اس سے کوئی فائدہ نہ اٹھایا جا سکا اور نئے ترجمے وجود میں آنے لگے ، جیسے "گھوڑنعل" کی اصطلاح پہلے سے مستعمل تھی لیکن Horse shoe arch کا ترجمہ سید علی بلگرامی نے " نعل اسپ محراب " کر دیا ۔ یا "گھرگرد مٹا " کی بجائے Flower of Sulphur کا ترجمہ " گل گندھک " کر دیا گیا ۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :[۲۰]

" جب سے ہم نے اپنی صنعت وحرفت کی طرف سے بے رخی کی ہم اپنے لفظ بھی بھول گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی جگہ بھدے اور ثقیل الفاظ نے لے لی "۔

۱۸۳۹ء میں مرزا محمد علی اکبرآبادی کی کتاب مصطلحات ٹھگی لیتھوگرافک چھاپہ خانہ ، کلکتہ سے شائع ہوئی تھی ۔ یہ بھی دراصل محاورات اور روزمروں پر مشتمل مخصوص پیشے کی زبان کو بیان کرتی ہے ۔ ۱۹۲۹ء میں محمد شبیر لکھنوی نے مطبع مجیدی کانپور سے " بازاری زبان و اصطلاحات پیشہ وراں " شائع کی ۔ اس میں عوامی زبان اور محاوروں کے ساتھ ساتھ قدرے اصطلاحات ملتی ہیں ۔ بیسویں صدی کے آغاز میں مولوی عبدالحق نے اردو کی ان پیشہ ورانہ اصطلاحات کو جمع کرنے کا کام شروع کیا لیکن دشواریوں کے پیش نظر وہ یہ کام مکمل نہ کر سکے اور اسے مولوی محمد ظفر الرحمان دہلوی کے سپرد کر دیا انھوں نے دن رات ایک کرکے آٹھ جلدوں میں ان تمام اصطلاحات کو مرتب کر دیا ۔ ۱۹۳۹ء میں انھیں انجمن ترقی اردو ، ہند ، دہلی نے شائع کرنا شروع کیا ۔ اس کی دوسری تیسری جلد ۱۹۳۰ء ، چوتھی اور پانچویں ۱۹۳۱ء چھٹی ۱۹۳۲ء ، ساتویں ۱۹۳۳ء اور آٹھویں ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی ۔ جنھیں کراچی سے انجمن ترقی اردو نے دوبارہ شائع کرنا شروع کیا پہلی جلد ۱۹۷۵ء، دوسری ۱۹۷۶ء ، تیسری ۱۹۷۷ء، چوتھی ۱۹۷۸ء اور پانچویں ۱۹۷۹ء میں شائع ہوئیں ۔ باقی تین جلدیں ابھی دوبارہ شائع نہیں ہو سکیں ۔ مولوی ظفر الرحمان دہلوی نے اس ذخیرے کو مرتب کرنے میں کس قدر محنت کی ہے اس کا اندازہ ان جلدوں میں موجود فہرستوں کو دیکھ کر بخوبی ہو جاتا ہے ۔ خود مولوی صاحب بھی فرہنگ پیشہ وراں کے دیباچے میں لکھتے ہیں :[۲۱]

" جس قدر الفاظ جمع کیے گئے وہ پیشہ وروں کے پاس بیٹھ کر اور سن کر بڑی کوشش اور غور سے سمجھے اور معلوم کیے گئے ہیں "۔

نہ صرف یہ بلکہ انھوں نے برصغیر بھر کے معروف شہروں اور معیاری زبان کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے ان اصطلاحات کو جمع کیا ہے اور ان کے مترادفات بھی جو برصغیر کے دیگر مقامات پر موجود تھے ، جمع کیے گئے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ صناعی کی مختلف کتابوں ، بلکہ انگریز مصنفوں کی کاشتکاری ، پارچہ بافی اور قالین بافی کی کتابوں کے ساتھ ان کا موازنہ بھی کیا گیا ہے ۔ ان کے اندازے میں پوری فرہنگ دس جلدوں اور دو سو پیشوں کی بیس ہزار اصطلاحات پر مشتمل ہو گی ۔ ان میں سے صرف آٹھ جلدیں سامنے آ سکی ہیں ۔ جن میں ڈیڑھ سو پیشوں کی تقریباً پندرہ ہزار اصطلاحات مع تشریحات مرتب ہو کر سامنے آئی ہیں اس ذخیرے میں معماری ، تعمیروآرائش ، لباس ، پاپوش ، ظروف سازی ، خوراکی ، پکوان ، زیورسازی، سنگھاری فنون لطیفہ ، نقاشی ، کتابت وطباعت ، سواری ، باربرداری ، کشتی رانی ، کاشتکاری ، باغبانی ، آبپاشی لوہے ، دھات ، لکڑی کے مختلف کام ، طبی ، میکانکی سے لے کر مشاغل ،کھیل ، شعبدہ بازی تک کے متعدد پیشوں کا احاطہ کیا گیا ہے ۔ یہ اصطلاحات زیادہ تر اسمأ (اشیا ، پرزوں ، آلات اور حصوں کے ناموں)پر مشتمل ہے ۔ چند مصادر بھی ہیں۔ مفاتی اور فعلی اصطلاحات نہ ہونے کے برابر ہیں ۔ اسم کیفیت البتہ موجود ہے ۔ تذکیروتانیث بھی دی گئی ہے ۔ البتہ ان کے انگریزی متبادل درج نہ ہونے کے باعث جدید اصطلاحات سازی (انگریزی۔ اردو) میں اس کا خاطرخواہ استفادہ نہیں کیا جا رہا ۔ تاہم یہ ذخیرہ ہمیں اردو کے قدیم ورثے سے آگاہی بہم پہنچاتا ہے ۔

۱:۶ ۔ دفتر، مالگزاری اور قانون کی اصطلاحات:

ان موضوعات پر وضع اصطلاحات اور انھیں مرتب کرنے کا کام مغلیہ عہد میں ہوا تھا ۔ یہ اصطلاحات

۲۰۔ مولوی ظفر الرحمان دہلوی، فرہنگ پیشہ وراں ، جلد اول، کراچی(۱۹۷۵ء)، " پیش لفظ " ، ص : ج (طبع اول ۱۹۳۹ء)۔

۲۱۔ ایضاً ، دیباچہ ، ص : ز ۔

عربی، فارسی اور مقامی زبانوں کے امتزاج سے وجود میں آئی تھیں۔ مالگزاری کی اصطلاحات پر پہلے باب میں فرہنگِ کاردانی ، رسالہ اصطلاحاتِ مالگزاری اور مراۃ الاصطلاح کا ذکر آ چکا ہے ۔ ذیل میں اس دَور میں وضع اصطلاحات کے عمل کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے ۔ دفتری اصطلاحات عہدِ مغلیہ میں باقاعدہ وضع کی جانے لگی تھیں ۔ عوام چونکہ ہندی/ہندوستانی /اردو اور دیگر مقامی زبانیں بولتے تھے ، اس لیے برصغیر کی مقامی زبانوں کا اس اصطلاحات سازی پر اثر پڑنا لازم تھا ۔ لیکن ان اصطلاحات کی تشریحات اور لغات کی تدوین فارسی میں کی گئی جو مغل درباری زبان تھی ۔ اصطلاحات سازی کا یہ عمل سولہویں سے انیسویں صدی کے اوائل تک ہوا۔ نعمان احمد صدیقی نے اپنے مقالے " مغلوں کا نظامِ مالگزاری " میں اس دور کے اصطلاحی تعامل پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ۔ وہ لکھتے ہیں :(۲۲)

" 'مال' کی اصطلاح سے مالگزاری کا اصل تخمینہ مراد تھی جو کہ مزروعہ اراضی پر فصل کی شرح یا نقدی شرح کے حساب سے لگایا جاتا تھا ۔ "جہات" وہ محصولات تھے جو مال کا تخمینہ لگانے کے سلسلے میں عاید شدہ اخراجات کو پورا کرنے کی غرض سے لیے جاتے تھے ۔ "سائر جہات" یا "سائر الجہات" میں تمام دوسرے محصولات شامل تھے جو مال وجہات کے علاوہ اور اوپر وصول کیے جاتے تھے ۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ "سائرجہات" کی اصطلاح کا استعمال جہاں وسیع مفہوم میں ہوتا تھا وہاں ساتھ ہی محدود مفہوم میں بھی ہوتا تھا ۔ وسیع مفہوم کے اعتبار سے یہ سائر الجہات کا دوسرا نام تھا اور اس کے ذیل میں مال وجہات کے علاوہ متفرق محصولات شامل تھے ۔ مگر محدود مفہوم میں جیسا کہ وہ موضع کی جمع کے حسابات میں مستعمل تھا' اس میں فقط وہ محصولات شامل تھے جو مال وجہات کی وصولیابی کے دوران عاید شدہ اخراجات کو پورا کرنے کے لیے اور زراعت سے وابستہ جماعت کے خرچوں کو بیباق کرنے کی غرض سے وصول کیے جاتے تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ ان میں جو محصولات شامل تھے ان کو " طلبانہ " ، "شہنگی" ، "پٹہ داری" اور "صادر و وارد" کہا جاتا تھا "۔

مال ، شہنگی ، پٹہ جیسے الفاظ ہمیں مقامی اثر کا پتا دیتے ہیں ۔ دیوان کی اصطلاح مغلوں کے ہاں پہلے وزیر کے لیے اور پھر وزیر کی اصطلاح استعمال ہونے لگی ۔ اکبر اور جہانگیر کے عہد کو اصطلاحی ارتقا کا دور کہاجاتا ہے اور شاہجہان کے عہد تک یہ ارتقا مکمل ہو جاتا ہے ۔ چنانچہ اورنگ زیب کا عہد آتے ہی وزیر کی اصطلاح دیوان سے الگ ہو جاتی ہے اور دیوان محض انتظامی سربراہ کو کہا جانے لگا (۲۳) اسی طرح محال اور پرگنہ کی اصطلاحیں کبھی متبادل اور کبھی مختلف معنی میں استعمال میں آنے لگیں ۔ " پرگنہ متعدد موضوعات پر مشتمل مال اور علاقائی اکائی کو ظاہر کرتا تھا اور محال خالص مالی اکائی تھی ۔ مثلاً "محال کڑہ پارچہ" ، محال سائر بلدا "(۲۴)

مغل عہد میں جو دفتری اصطلاحات رائج تھیں ، ان میں سے وزیر، دیوان ، موضع ، کاشتکار، مالگزاری زمیندار ، پٹہ دار، خدمت گار، پٹواری ، تعلقہ دار، مال واجب ، اہلکار، منصب دار، عامل ، قانون گو، چودھری اجارہ ، حاصل ، نظم ونسق ، جیسی مثالوں کا آج بھی مستعمل ہونا یہ باور کراتا ہے کہ ہمارے دفتری اور مالگزاری کے نظام پر عہدِ مغلیہ کے اصطلاحی ورثے کا اثر ہے ۔ اس ذخیرے کو مستشرقین نے مرتب اور مدون کرنے اور انگریزی میں ان کا مفہوم بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یوں یہ سارا ذخیرہ ان کے ذریعے محفوظ ہو کر ہم تک پہنچا ہے ۔ خصوصاً ولکنز، ولسن، وائٹ ورتھ ،فیلن وغیرہ کے دفتری لغات میں ان کا معتدبہ حصہ جمع ہو چکا ہے ۔

محکمہ بندوبست پنجاب کے کتابچے کے ساتھ منسلکہ فرہنگ سے بھی ہمیں ایسے سابقہ ذخیرے کا علم ہوتا ہے جو انیسویں صدی کے اواخر میں بھی رائج تھے ۔ بلکہ ان میں سے بہت سی اصطلاحات تو آج بھی رائج ہیں ۔ اس فرہنگ میں تین سو سے زاید ایسی اصطلاحات دی گئی ہیں ۔ مثلاً آبیانہ ، امین، اسامی ، بنجر، بارانی بھونگ ، چاہ ، چاہی خالص، چودھری ، چوکیدارہ ، خسرہ ، گزاری ، دستور العمل ، گھماؤں ، علاقہ دار، گرداوری ، ہندی، کامیانہ ، قانونگو، معافی ، کاردار، تعلق دار، دوہی ، واجب العرض ، وغیرہ ان میں سے بہت سی آج بھی رائج ہیں :(۲۵)

اس سارے ذخیرے کا جو مستشرقین کے ذریعے ہم تک پہنچا ہے' آگے ذکر کیا گیا ہے ۔

جہاں تک قانونی اصطلاحات کے "قدیم ذخیرے کا تعلق ہے ، اسے درگاپرشاد نے اپنی لغت A concise Law Dictionary کے دوسرے حصے اردو۔ انگریزی میں جمع کر دیا تھا ۔ درگاپرشاد الٰہ آباد ہائی کورٹ

۲۲۔ نعمان احمد صدیقی ، مغلوں کا نظام مالگزاری /ترجمہ :ایس بنی ہودی، نئی دہلی (۱۹۷۷ء) ، ص :۶۹ ۔

۲۳۔ دیکھیے ، ابنِ حسن ، مغل سلطنت کا مرکزی ڈھانچا ، ص : ۱۴۸، بحوالہ ایضاً ۔

۲۴۔ نعمان احمد صدیقی ، محولہ بالا ، ص : ۱۱۲ ۔

25- Punjab Settlement Manual , "Glossary," Lahore : 1890.

میں مترجم تھے - انھوں نے ۱۹۰۵ء میں پہلی بار اس لغات کو شائع کیا - جس کا چوتھا ایڈیشن توسیعی حیثیت رکھتا ہے - اسے الٰہ آباد سے رام نرائن لال نے ۱۹۲۰ء میں شائع کیا تھا - قیام پاکستان کے بعد اسے لاہور سے لاپبلیشنگ کمپنی نے الگ حصے کے طور پر شائع کیا ہے - اس حصے میں وہ تمام الفاظ ،قدیم ہندو اور مسلمانوں کے قوانین سے لیے گئے ہیں جو اگرچہ بقول مرتب مستعمل نہیں تھے لیکن مفید تھے - ان کی انگریزی تشریح اور انگریزی متبادلات جمع کرنے میں انھوں نے کافی محنت سے کام لیا - چوتھے ایڈیشن کے دیباچے میں لکھتے ہیں :[(۲۶)]

" یورپی منصفین ، افسران مال اور وکلاٗ کے لیے مقامی الفاظ کے صحیح معانی کے تعین کے لیے انھیں مرتب کیا گیا ہے - اس میں تمام اردو ، ہندی الفاظ اپنے تکنیکی مفہوم کے ساتھ جمع کر دیے گئے ہیں جو عدالتوں ،مالگزاری اور دیگر انتظامی دفاتر میں استعمال ہوتے ہیں - اس کے علاوہ اس میں تجارت ، زراعت ، طب اور دیگر پیشوں کے الفاظ بھی شامل کیے گئے ہیں جن سے عموماً وکلا کو واسطہ پڑتا ہے -"

یہ لغات اردو الفبائی ترتیب سے ہے اور ہندی اور سنسکرت کے الفاظ کو اردو کے علاوہ ناگری رسم الخط میں بھی لکھا گیا ہے - ان کا تلفظ قوسین میں رومن رسم الخط میں بیان ہوا ہے - اس کے بعد انگریزی میں مفہوم اور مترادف دیا گیا ہے - ان بیس ہزار اصطلاحات سے اردو کے سابقہ ذخیرہ الفاظ کا خاصا علم ہوتا ہے - جسے درگاپرشاد نے انگریزی - اردو حصے میں بھی استعمال کے لیے پیش کیا ہے - جس کا جائزہ ہم نے آگے چل کر لیا ہے - ایسا ہی ایک لغت شمس الدین خان کا لغات قانونی (۱۳۴۷ ف) ہے جو ۲۱۱ صفحات میں اردو میں مستعمل قانونی الفاظ ، مصادر اور اصطلاحات کی تشریح پر مبنی ہے - اسے مرتب نے خود ہی حیدر آباد دکن (شمس المطابع) سے شائع کیا -

۱:۷ طبی اور سائنسی اصطلاحات :

اردو میں طبی اور طبعی (سائنسی) علوم کی اصطلاحات کا ایک بہت بڑا ذخیرہ انگریزوں کی آمد سے پہلے ہی مستعمل تھا - طبعی علوم کا ایک اندازہ ہمیں تھانوی کی کشاف سے ہوتا ہے - مزید برآں ایسے لغات بھی مرتب ہوئے ، جن میں اس ذخیرے کو جمع کر لیا گیا - ان میں عربی زبان کی معروف کتاب بحر الجواہر ہے جو طبی و طبعی علوم کا ایک انسائیکلوپیڈیا ہے - محمد حسین علی کی اس کتاب کا اردو ترجمہ ڈاکٹر چیتن شاہ اور ڈاکٹر وِتّامل نے اردو الفبائی ترتیب سے ترجمہ و ترتیب دیا اور ۱۸۲۸ء میں میڈیکل پریس امرتسر سے شائع کیا اور اس کا نام بحر الجواہر اردو رکھا - کتاب ۴۵۲ صفحات پر مشتمل ہے اور اس میں تقریباً چار ہزار اصطلاحات اور اسما و اعلام کی تشریح اردو میں کی گئی ہے - بعض حکما ، اطبا اور علما کا ذکر بھی الفبائی ترتیب میں ان کے اپنے مقام پر درج ہے - بعض اصطلاحیں ملاحظہ ہوں - مثلاً ابوالماء (مرغابی) ،ابہام (شہ انگشت ، ہندی ،انگوٹھا ،ابہاہیم جمع) ، اتساع (معنے اس کے وسیع یعنی فراخ ہو جانا اور اصطلاح میں تشبیہ کی فراخی سے مراد ہے جو مقدار طبعی سے زیادہ فراخ ہو جائے "[(۲۷)] اس کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری لاہور میں موجود ہے -

امرت دھارا کے مشہور موجد اور " دیش اپکارک " اخبار لاہور کے ایڈیٹر پنڈت ٹھاکر دت شرما نے بیسویں صدی کے اوائل میں لاہور سے تین ایسے لغات مرتب کر کے شائع کیے جن میں اردو کے طبی اور طبعی اصطلاحات کا ایک وسیع ذخیرہ ہمارے سامنے آتا ہے - لاثانی لغات الادویہ ،اصطلاحات ویدک اور اصطلاحات یونانی -

لاثانی لغات الادویہ لاہور سے ۱۹۱۲ء کے قریب شائع ہوئی - ۱۹۸۶ء میں اسے لاہور سے ملک بک ڈپو نے ڈاکٹر خورشید احمد یوسفی کی تدوین اور حواشی کے بعد دوبارہ شائع کیا ہے - اس میں تین ہزار ادویہ کے نام اردو میں دیے گئے ہیں اور ان کے متبادل انگریزی ، عربی ، فارسی ، سنسکرت ، پنجابی ، سندھی ، ہندی ، لاطینی ، روسی اور دیگر کئی زبانوں کے الفاظ بھی درج ہیں - ان تمام الفاظ کو اشاریہ میں یکجا کر دیا گیا - کتاب دو حصوں پر منقسم ہے ، پہلا حصہ الفبائی اشاریہ ہے جس میں پچاس ہزار نام درج ہیں ، جن کے مقابل میں صرف اردو اصطلاح دی گئی ہے ، یہ ۲۲۲ صفحات پر ہے - دوسرے حصے میں جو ۲۸۶ صفحات پر ہے ، اصطلاحات کا کشاف بیان ہوا ہے - ایک مثال ملاحظہ ہو :[(۲۸)]

" رائی - عربی میں خردل ، سریانی میں خروا ، فارسی میں سپندان گرد ، سپندان خوش ، سنسکرت میں راج کشوک ، کرشنا ، راجکا ..... راجی ، انگریزی میں مسٹرڈ Mastard ، لاطینی میں سنے پس Sinapis " -

---

26- Durga Parasad, A concise Law Dictionary (Part two), Allahabad: (1940), Preface , P P : II , III -

۲۷- بحوالہ : ڈاکٹر چیتن شاہ و دتّامل ، بحر الجواہر اردو ، امرتسر (۱۸۲۸ء) ، ص ص : ۳-۱۰۰۸ -

۲۸- ٹھاکر دت شرما ، لاثانی لغات الادویہ ، لاہور : (۱۹۸۶ء ، طبع دوم) ، حصہ دوم ص : ۱۲۲ -

اصطلاحات وئیدک دیش اپکارک بک ڈپو لاہور نے ۱۹۱۸ء میں شائع کی ۹۲ صفحات میں ان ویدک اصطلاحات کی جو اردو میں مستعمل ہیں ، تشریح کی گئی ہے ۔ ان کے سنسکرت نام اور اردو مترادفات بھی دیے گئے ہیں اور ان کے تعاملات کی تشریح بھی کی گئی ہے ۔

اصطلاحات یونانی لاہور ہی سے دیش اپکارک بک ڈپو نے ۱۹۲۰ء میں شائع کی ۔ اس میں ادویات کے اوصاف ، مرکبات طریقوں ، تراکیب اور کیمیاوی تعاملات کی اصطلاحات اور ان کی تشریحات بیان کی گئی ہیں ۔ مثلاً فنجوش (معجون کی ایک قسم ہے ، پنجنوش کا معرّب ہے) آلہ تصعیف (اس آلہ کو کہتے ہیں جس کے ذریعے سے دوا اڑجاتی ہے) ، تطہیر خام (اہل کیمیا کی اصطلاح میں چوبہ دینے اور جرعہ علقہ کو کہتے ہیں ، ہر ایک کی اصطلاح ان کی جگہ تحریر ہے) ، حجر الدم (اہل کیمیا کی اصطلاح میں شادنج عدسی کا نام ہے ۔ جس کو فارسی میں شادنہ اور عربی میں حجر الطور کہتے ہیں) [29] کتاب ۸۸ صفحات پر مشتمل ہے ، جس میں تقریباً ایک ہزار اصطلاحات کا بیان ہے ۔
اسی نوعیت کا ایک ضخیم لغت حکیم غلام جیلانی کا مخزن الجواہر ہے ۔ اسے ۱۹۲۲ء میں مرکنٹائل پریس لاہور نے طبع کر کے شائع کیا ۔ یہ طبی علوم سے متعلق ہے ۔ اس میں تقریباً چودہ ہزار عربی ، فارسی کی قدیم وجدید اصطلاحات دی گئی ہیں ۔ اس کے علاوہ ان کے چھ سات ہزار انگریزی مترادفات بھی دیے گئے ہیں ۔ آخر میں انگریزی سے اردو میں جدید ڈاکٹری اصطلاحات دی گئی ہیں ۔ اس طرح یہ قدیم وجدید اصطلاحات کا ایک اچھا مجموعہ ٹھہرتی ہے [30] جدید علوم الادویہ پر یہ ایک جامع کتاب قرار دی گئی ہے ۔ حکیم نجم الغنی نے اپنے لغات میں اسے اہم ماخذ قرار دیا ہے [31] یہ اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) کے اہم ماخذوں میں بھی شامل ہے ۔

طبی کتب میں لغوی حیثیت سے سب سے زیادہ کام حکیم محمد نجم الغنی کا ہے ۔ ہمیں ان کے چار لغات کا علم ہوا ہے ۔(۱) خزائن الادویہ کو آٹھ جلدوں میں ، چار ہزار صفحات میں لاہور سے مطبع پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے ۔ (۲) خواص الادویہ ، تین جلدوں میں لاہور ہی سے مطبع پیسہ اخبار سے شائع ہوا ہے ۔(۳) خزانۃ الادویہ چار جلدوں میں لکھنؤ سے منشی نول کشور نے شائع کیا ہے اور تسہیل اللغات ایک عمومی لغات ہے جس میں طبی اصطلاحات کثرت سے ہیں ۔ یہ لاہور سے مطبع پیسہ اخبار نے شائع کیا ہے ۔

حکیم صاحب کے ماخذوں میں ان کے ماموں حکیم محمد اعظم کی کتب اکسیر اعظم اور محیط اعظم ہیں ۔ جو انیسویں صدی کے اواخر کی کتب تھیں کیونکہ حکیم صاحب نے ۱۳۔ اپریل ۱۹۰۲ء میں انتقال کیا تھا [32] ان میں مفردہ ادویہ کا بیان ہوا ہے ۔ حکیم نجم الغنی نے خزانۃ الادویہ کی تالیف میں محیط اعظم سے بھی مدد لی تھی اور ان میں جو الفاظ رہ گئے ، انھیں مخزن الادویہ سے پورا کیا ہے ۔ اردو لغت (تاریخی اصولوں پر) کے ماخذوں میں یہ کتابیں بھی شامل ہیں ۔

حکیم محمد نجم الغنی کی کتاب " خزائن الادویہ " آٹھ جلدوں میں ۱۹۲۵ء کے لگ بھگ شائع ہوئی [33] انھوں نے آیورویدک ، طب یونانی ، اسلامی اور طب یورپی کی تمام اصطلاحات کو ملا کر بیان کیا ہے ۔ جلد اول میں محیط اعظم کی کئی تصحیفات بیان کی ہیں ۔ صفحہ نمبر ۱۰۸ پر طب کے بعض تعاملات کی اصطلاحوں کا ذکر ہے ان کے انگریزی متبادلات بھی بیان ہوئے ہیں ۔ جیسے دافع تشنج (اینٹی سپازموڈک) ، مبدلات (آل ٹرے ٹو) مخدر (انس تھے ٹک) ۔ پھر دواؤں کی تدبیر کے بارے میں طبی اصطلاحات کا ذکر ہے مثلاً " احراق کے لغوی معنی جلانے کے ہیں اور اصطلاح میں بھی دواؤں کو مختلف طریقوں سے جلا کر کشتہ کرنے یا راکھ بنانے یا مارنے کو کہتے ہیں ۔ اکسائڈ سے بھی یہی مراد ہے" [34] یا "تصویل کے معنی زیادہ کرنے کے ہیں اور اصطلاح میں بعض دواؤں کو کہ فلزی ہو' خوب باریک کر کے پانی پر سے غبار لینے کو کہتے ہیں [35] ہندی ، فارسی ، عربی ، انگریزی لاطینی ، قبطی ، اور دیگر کئی زبانوں کے مترادفات بھی دیے جاتے ہیں ۔ مثلاً صفحہ نمبر ۲۵٦ سے ادویات کے نام " آبنوس " سے الفبائی ترتیب سے شروع ہوتے ہیں ۔ پہلے لفظ کا ماخذ ، تلفظ اور دیگر زبانوں میں اس کا مترادف بیان ہوا ہے ۔ مثلاً "الجو (فارسی) ، ماالشعیر (عربی) ، جوگو (ہندی) ، بارلے واٹر (انگریزی) " آخری جلدوں میں تفصیلات اور مترادفات کم ہوگئے ہیں زیادہ سے زیادہ عربی اور سنسکرت مترادفات دیے گئے ہیں ۔

۲۹۔ ٹھاکر دت شرما ، اصطلاحات یونانی (باتصویر) ، لاہور (۱۹۲۰ء) ص ص : ۱۳، ۲۹، ۷۳، ۸۵ ۔
۳۰۔ ڈاکٹر محمد ضیاء الدین ،" اردو فرہنگ نویسی کا تحقیقی جائزہ " ، مجلہ غالب نامہ ، دہلی ، جنوری ۱۹۸۸ء ، ص : ۱۲۰ ۔
۳۱۔ محمد نجم الغنی ، خزائن الادویہ ، جلد اول ، لاہور ، ص : ۳٦ ۔
۳۲۔ ایضاً ، ص ص : ۳۹، ۴۰ ۔
۳۳۔ اس کتاب میں ۱۹۲۳ء تک کے حالات ملتے ہیں لیکن کتاب پر سن طباعت درج نہیں ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ حکیم نجم الغنی لاہور میں ۱۰ ربیع الاول ۱۲۷٦ھ / ۸۔ اکتوبر ۱۸٦۹ء کو پیدا ہوئے ۔ ۱۹۰۱ء سے ۱۹۲۲ء تک ہائی سکول اودے پور میں ہیڈ مولوی رہے ۔ اس دوران میں کئی کتب لکھیں ۔(خزائن الادویہ ، جلد ہشتم ، لاہور ۔ ص ص : ۲۲۷، ۲۲۸)۔
۳۴۔ ایضاً ، جلد اول ، ص : ۱۳٦ ۔
۳۵۔ ایضاً ، جلد اول ، ص : ۱۳۸ ۔

طبیہ لغات میں دفتر "المسیح" حیدر آباد دکن سے حکیم کبیر الدین دہلوی کی چار جلدوں میں (اوّل) کتاب الادویہ (کلیات ادویہ)، (دوم) مخزن مفردات (جلد دوم، سوم) تکملہ کتاب الادویہ (چہارم) ضمیمہ کتاب الادویہ بھی قابل توجہ ہیں۔[۲۶] لیکن انھوں نے حکیم فیروز الدین کے ساتھ مل کر جو لغات طبیہ مرتب کی۔ اس میں ان تمام کا ذخیرہ ادویات و اصطلاحات سمو دیا گیا ہے۔ حیدر آباد دکن ہی سے ایک کیمسٹ سید عبدالرزاق کی مرتبہ برکات عثمانیہ (مخزن الادویہ) ۱۳۵۰ھ / ۱۹۳۱ء میں اعظم اسٹیم پریس سے شائع ہوئی۔ حیدر آباد ہی سے ہمیں طبی اصطلاحی لغات، طبی فرہنگ اور لغات اصطلاحات الادویہ کی اشاعت کا علم ہوتا ہے۔[۲۷] اس طرح ۱۹۳۰ء سے پہلے طبع ہونے والی کتب میں احسان علی حکیم کی مقالات احسانی بھی قابل ذکر ہے۔ جس میں مفرد ادویہ کے خواص اور ان کے نام ہندی، اردو، عربی، فارسی میں الفبائی ترتیب اور تشریح میں درج کیے گئے ہیں۔[۲۸]

ایک جامع لغات ۱۹۲۲ء میں پروفیسر فضل الرحمان صاحب نے اصطلاحات ادویہ کے نام سے مرتب کیا تھا جس میں انھوں نے تقریباً پچاس کتابوں سے محیط اعظم کی تمام لغات الادویہ کو اس کتاب میں جمع کر دیا۔ یہ کتاب طبی دار الترجمہ و تالیف، دہلی نے شائع کیا۔ ضخامت ۲۱۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ جس میں بائیس ہزار اردو اصطلاحات کی آسان اردو زبان میں تشریح کی گئی ہے۔ چند اصطلاحیں ملاحظہ ہوں مثلاً آب معدن (دھاتوں والی زمین کا پانی)، آبکامہ (کانجی)، آس بری (جنگلی ہیرا) آمنڈھا (ارنڈ)، ویربہا (چلکو)، ہانس (مرغابی) ہدبہ (سرداشی)، ہستک (ارنڈ) ہوطا (ماش)، یکناس (بنفشہ)، اذان الحیوان (گوبھی کو کہتے ہیں)، آدریون (سورج مکھی)[۲۹] ان اصطلاحوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ فنی پیشوں کی طرح طبّ میں بھی عربی، فارسی کے علاوہ سنسکرت، بنگالی، مرہٹی اور مقامی بھاشا اور زبانوں کی اصطلاحات اردو میں مستعمل ہو چکی تھیں۔ اس لیے اردو میں ان کے معانی اور مفہوم بیان کرنے کی ضرورت لاحق ہوتی تھی۔ نیز طبی، کیمیاوی تعاملات اور طریقوں کے تصورات اور اعمال کے بارے میں بھی اصطلاحات رائج تھیں۔ جن میں زیادہ تر عربی اور فارسی سے اردو میں داخل ہوئی تھیں۔

قیامِ پاکستان سے قبل ہمیں طب کے ساتھ ساتھ کیمیا کی قدیم اصطلاحات پر بھی ایک لغت کے شائع ہونے کا علم ہوتا ہے۔ جسے حکیم عبدالعزیز کامل نے کاشف الرموز کیمیا کے نام سے مرتب کیا تھا۔ اس میں علم کیمیا اور طب کی ہر قسم کی اصطلاحات اور تعاملات کا حل اور کیمیاوی عناصر، مرکبات کا تذکرہ ملتا ہے۔[۳۰] غرضیکہ اردو میں طبی، طبعی اور کیمیاوی اصطلاحات کا ایک خاصا ذخیرہ ہمیں جدید اصطلاحات سازی کا بیڑا اٹھانے سے پہلے ہی فراہم ہو چکا تھا۔

۲۶۔ مملکت حیدر آباد، ص: ۲۰۵۔

۲۷۔ ایضاً، ص ص: ۱۱۲،۲۱۲۔

۲۸۔ فہرست صدیق بک ڈپو، ص: ۱۲۔

۲۹۔ فضل الرحمان، اصطلاحات ادویہ، دہلی (۱۹۲۲ء)، ص ص: ۲ تا ۲، ۷، ۲۰۸، ۲۰۹، ۲۱۱، ۲۱۲، ۲۱۷۔

۳۰۔ فہرست صدیق بک ڈپو، ص: ۱۸۹۔

۲۔ اصطلاحات سازی اور مستشرقین

اردو یا ہندوستانی میں عظیم اسلامی ورثے اور مقامی اصطلاحی ذخیرے کو یورپ سے آنے والی پرتگالی ولندیزی ، فرانسیسی اور انگریزی قوموں کے بعض اہلِ علم نے مرتب اور منظم کرنے کا آغاز کیا ۔ جس میں انھیں خاطرخواہ کامیابی حاصل ہوئی ۔ اس ساری علمی کاوش کے بیان سے پہلے ان یورپی قوموں کی آمد اور ضرورتوں خصوصاً ایسٹ انڈیا کمپنی اور انگریزوں کے حوالے سے جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے تاکہ ان کے علمی تناظر میں اردو کی اصطلاحی ترقی کا جائزہ لیا جا سکے ۔

۲:۱ اہلِ یورپ کی آمد اور ان کی ضروریات:

برصغیر میں اہلِ یورپ کی آمد اکبر کے عہد میں " غالباً " ۱۸۔ جولائی ۱۵۸۰ ء سے ہوئی ۔ جب ایک مشنری تبلیغی مقاصد کے لیے برصغیر پہنچی اس کے بعد پرتگالی ، اطالوی ، ہسپانوی ، فرانسیسی ، پرتگیزی جرمن اور انگریز مشنریاں سترھویں صدی عیسوی میں یہاں آنا شروع ہوئیں [۲۱]۔ ۱۶۰۸ء میں کپتان ہاکنس بندرگاہ سورت میں پہنچا اور شہنشاہ جہانگیر کے دربار میں حاضر ہو کر سورت میں تجارتی کوٹھی قائم کرنے کی اجازت مانگی ۔ ۱۶۱۵ ء میں سرٹامس رُو نے شاہِ انگلستان کے سفیر کی حیثیت سے تجارتی کوٹھی بنانے کی اجازت حاصل کی اور ۱۶۴۰ء میں مدراس میں قلعہ سینٹ جارج تعمیر کیا ۔ پرتگالی ،ولندیزی اور فرانسیسی بہت جلد انگریزوں کے سامنے ہار کر ہندوستان ان کے ہاتھ میں دے گئے ۔ مغلیہ سلطنت کمزور سے کمزور ہوتی چلی گئی اور انگریزی طاقت بڑھتی گئی [۲۲]۔ برصغیر میں ایسٹ انڈیا کمپنی انگریزوں کے تجارتی مفادات کی نگران ٹھہری جو ۱۷۶۵ء میں تجارتی ادارے کی بجائے ایک ایشیائی ریاست کی طور پر نمودار ہوئی ۔ ۱۷۸۳ء میں اس میں نمایاں تبدیلیاں ہوئیں اور اسے براہ راست برطانوی کابینہ کے ماتحت کر دیا گیا ۔ اس کے گورنر کو گورنرجنرل بنا دیا گیا جو انگلستان کے وزیراعظم کے سامنے جوابدہ تھا ۔ اس نئی حکومت کو اپنا نظام قائم کرنے کے لیے مقامی لوگوں کی خدمات کی ضرورت تھی ۔ اٹھارویں صدی کے خاتمے تک اس کی سیاسی اور انتظامی ذمہ داریوں میں اس حد تک اضافہ ہوا کہ نچلی سطح پر زیادہ سے زیادہ ملازم رکھنے کے لیے مشرقی طرز کے مدرسے قائم کرنے پڑے جنھیں اورینٹیل کالج کا نام دیا گیا [۲۳]۔

اہلِ یورپ کے مشنریوں، تاجروں اور سیاسی طالع آزماؤں کے بارے میں سید علی عباس جلالپوری لکھتے ہیں :[۲۴]

> " عیسائیت کی اشاعت سے اہلِ مغرب کا مقصد تھا کہ دیسیوں نے عیسائیت قبول کر لی تو وہ اپنے مغربی آقاؤں کو اپنا ہم مذہب سمجھ کر ان کی معاشی لوٹ کھسوٹ کے خلاف احتجاج نہیں کریں گے"۔

کمپنی نے اپنے آغاز میں اس ضرورت کو بھی محسوس کر لیا تھا کہ مقامی لوگوں سے بات چیت اور ان مقامی لوگوں کو انگریزی سکھانے سے پہلے ضروری ہے کہ انگریز ہندوستان کی زبانیں سیکھیں چنانچہ کمپنی کی مجلس انتظامیہ نے ۲۲۔ دسمبر ۱۶۷۷ء کو اپنے ایک مراسلے میں قلعہ سینٹ جارج (مدراس) کو لکھا تھا :[۲۵]

> " اس کا اعلان کیا جاتا ہے کہ کمپنی کے جو ملازمین فارسی سیکھیں گے ، ان کو دس پونڈ اور جو انڈوستان زبان سیکھیں گے ، ان کو بیس پونڈ بطور انعام دیے جائیں گے ۔ نیزکہ اس زبان کی تعلیم دینے والے کسی مناسب آدمی کا تقرر کیا جائے "۔

چنانچہ کمپنی کی ضرورت کے لیے ایسے مدرسے اور کالج وجود میں آئے ، جنھوں نے آگے چل کر قسمتی طور پر اردو کی ترقی میں قابلِ ذکر کردار ادا کیا ۔ ان میں سے ایک فورٹ ولیم کالج بھی تھا ۔ اس کالج کی بنیاد گورنرجنرل مارکوئیس رچرڈ ولزلی کے اقدامات سے پڑی ۔ یوں تو وہ شخص صرف سات سال تک (۱۷۹۷ء تا ۱۸۰۵ء) گورنرجنرل رہا لیکن اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اب ایک مقامی زبانوں کے مدرسے کی ضرورت ہے تاکہ ہندوستان میں مستحکم حکومت قائم کی جا سکے ۔ چنانچہ اس نے جنوری ۱۷۹۹ء میں جان گل کرسٹ کے تعاون سے ایک مدرسہ Oriental Seminary کلکتہ میں قائم کیا ۔ اس کی غرض وغایت کے بارے میں ۲۱۔ ستمبر ۱۷۹۸ء کی ایک عرض داشت میں بیان کیا گیا ہے :[۲۶]

۲۱۔ ڈاکٹر اے ایچ کوثر ، محولہ بالا ، ص : ۱۳۔

۲۲۔ بحوالہ "اردو زبان اور یورپی اہل قلم " ص : ۱۳ ۔

۲۳۔ بحوالہ جیلانی کامران ، انگریزی زبان و ادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ص ص : ۱۶، ۱۷ ۔

۲۴۔ سید علی عباس جلالپوری ، روح عصر ، راولپنڈی (کتاب نما ۔ ۱۹۶۹ء) ص : ۱۰۷ ۔

۲۵۔ محمد عتیق صدیقی ، گلکرسٹ اور اس کا عہد ، علی گڑھ (۱۹۶۰ء) ، ص : ۳۸ ۔

۲۶۔ ایضاً ، ص : ۳۱ ۔

" بنگال سول سروس میں بھرتی ہوکر جو نوجوان (ہندوستان) آتے ہیں ، اُن کو منشی رکھ کر زبان سیکھنے کے لیے عموماً اور فارسی سیکھنے کے لیے خصوصاً تیس روپے ماہوار کا بھتہ دیا جاتا ہے ۔ لیکن منشی شاذونادر ہی انگریزی زبان سے واقف ہوتے ہیں ۔ اس لیے نووارد رائٹر (سول ملازم) کو پہلے ہندوستانی بول چال سیکھنا ہوتی ہے تاکہ وہ منشی سے بات چیت کر سکے اس طریقِ تعلیم کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ منشی کی خدمات سے رائٹر بہت کم یا بالکل مستفید نہیں ہوتے ۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لیے .... مسٹر گلکرسٹ نے یہ تجویز پیش کی ہے کہ وہ نووارد رائٹروں کو ہندوستانی زبان کی تعلیم دینے کے لیے روزانہ درس دیا کریں "۔

یوں تو اس مدرسے کی عمر صرف ڈیڑھ سال تھی لیکن یہ فورٹ ولیم کالج جیسے ادارے کے قیام کا سبب بنا اور ۱۰۔ جولائی ۱۸۰۰ء کو ویلزلی نے اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے فورٹ ولیم کالج کا افتتاح کر دیا جس کے پہلے پرووسٹ (پرنسپل) پادری ڈیوڈ براؤن مقرر ہوئے جو کلکتہ بائیبل سوسائٹی کے بانی تھے ۔ جان گلکرسٹ ہندوستانی زبان کے شعبے کے سربراہ مقرر ہوئے [۲۷] کالج میں گلکرسٹ کے ساتھیوں میں سے جوزف ٹیلر اور تھامس روبک جیسے اہل علم اصطلاحات سازی کے ضمن میں قابلِ ذکر ہیں ۔

فورٹ ولیم کالج کے قیام کے فوراً بعد کمپنی نے مقامی لوگوں کو یہ احساس دلانا شروع کیا کہ وہ جاہلِ مطلق ہیں اور انگریز اُن کے لیے علم کی نئی روشنیاں لے کر آیا ہے ۔ چنانچہ ۱۸۱۳ء میں جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی تجدید ہوئی تو کمپنی نے اپنے مقبوضات میں تعلیم عامہ کے لیے رقوم مختص کرنا شروع کیں ۔ ۱۸۲۳ء میں پبلک انسٹرکشن کمیٹی قائم کی گئی ۔ جس نے اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے آگرہ اور دلی میں دو اورینٹیل کالج قائم کیے اور کتابوں کی اشاعت کا اہتمام کیا ۔ اس کے ساتھ جو سب سے بڑا کام تعلیمی کمیٹی نے انجام دیا ، وہ یہ تھا کہ یورپی سائنسی علوم کو ترجمہ کرنے کی ضرورت پر زور دیا ۔ جس کے نتیجے میں مغربی اصطلاحات کا ترجمہ کرنے کا کام تیزی سے آگے بڑھنے لگا [۲۸]

اس بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ اہلِ یورپ خصوصاً انگریزوں کی آمد کے بعد مندرجہ ذیل ضروریات درپیش ہوئیں ۔ جن کے نتیجے میں اردو میں اصطلاحات سازی کا کام شروع ہوا ۔

۱۔ عیسائیت کی مقامی زبانوں میں تبلیغ
۲۔ خود اپنے انگریز ملازمین کی تدریس کے لیے مقامی زبانوں کی ضرورت
۳۔ نچلی سطح کے مقامی ملازم تیار کرنے کے لیے مدرسوں کی ضرورت
۴۔ مقامی لوگوں کو جدید علوم و فنون سے آگاہ کرنے کے لیے تعلیمی اداروں کی ضرورت

چنانچہ ان ضروریات کے پیشِ نظر ہندوستانی (اردو) کے لغات اور قواعد مرتب ہوئے ۔ اصطلاحات سازی کے اصول وضع ہوئے اور عملی طور پر اصطلاحات سازی کا کام انجام دیا جانے لگا ۔ اگرچہ فورٹ ولیم کالج کا ان کاموں خصوصاً اصطلاحات سازی کے اور اس کے اصولوں کو وضع کرنے میں براہ راست کوئی کردار نہیں لیکن بہرطور میں جدید اصطلاحات سازی کے لیے فورٹ ولیم کالج ہمیں ایک نقطہ آغاز ضرور نظر آتا ہے ۔

۲:۲ عمومی اردو انگریزی لغات :

اگرچہ مستشرقین اور اہلِ یورپ کے لغات کا آغاز مخصوص الفاظ اور اصطلاحات کی ذخیرہ بندی سے ہوا جس کا ذکر آنے سے پہلے ان کے عمومی لغات کا جائزہ بھی اصطلاحی مطالعے میں اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ان میں یا تو اصطلاحی لغات سے استفادہ کیا گیا یا بعض مخصوص پیشوں اور ہنروں کی اصطلاحات کو بطور خاص شامل کیا گیا ۔ ان میں فرگوسن ، ٹیلر ، ہنٹر ، شیکسپیئر ، گلکرسٹ ، فوربز ، گرانٹ ، یول ، فیلن اور پلیٹس کے عمومی لغات قابلِ ذکر ہیں ۔

اپنے پورے دائرہ لغات کے لحاظ سے جو پہلی کتاب ہمارے سامنے آتی ہے وہ فرگوسن کی Short Dictionary of Hindoostani Language ہے ۔ یہ دو حصوں پر مشتمل ہے ۔ انگریزی اور ہندوستانی، ہندوستانی اور انگریزی۔ بقول محمد عتیق صدیقی یہ ۱۷۷۳ء میں لندن سے شائع ہوئی [۲۹] اس کے ساتھ ہندوستانی زبان پر ایک مقالہ بھی ہے جو مرتب کی تحقیقی وسعتوں کی طرف اشارہ کرتا ہے ۔ اس کا زیادہ ذخیرہ الفاظ اسماء و افعال پر مشتمل ہے ۔

اس سے کچھ ہی عرصہ بعد ۱۷۹۱ء میں ڈاکٹر ہنری ہیرس نے مدراس سے ایک لغت Analysis, Grammar, and Dictionary of Hindustani Language. شائع کیا ۔ گلکرسٹ نے اس کا حوالہ دیا ہے اور اس سے استفادہ بھی کیا ہے ۔ یہ دوسری جلد ہے ۔ مسٹر فو نے اپنی کتاب میں " مدراس کورئیر" کے حوالے

۲۷۔ بحوالہ: ضمیر نیازی ، "فورٹ ولیم کالج " افکار : برطانیہ میں اردو نمبر ،کراچی، ص: ۸۹ ۔

۲۸۔ جیلانی کامران ، محولہ بالا ، ص: ۱۹ ۔

۲۹۔ محمد عتیق صدیقی، محولہ بالا ، ص: ۵۵ ۔

سے لکھا ہے کہ کپتان ہیرس کی کتاب دوسری جلد سے پہلے شائع ہوئی تھی - پہلی جلد شائع ہونے والی تھی[۵۰]
اس طرح ان کا لغت دو حصوں ہندوستانی-انگریزی اور انگریزی-ہندوستانی میں مکمل ہوا - انگریزی-ہندوستانی
حصہ پہلے ہی ۱۷۹۰ء میں شائع ہو چکا تھا -

فورٹ ولیم کالج کے ایک استاد کپتان جوزف ٹیلر نے ایک مبسوط لغت ۱۸۰۵ء میں کلکتہ میں مرتب کیا
تھا - جسے مختصر طور پر ۱۸۰۸ء میں کارمیکال اسمتھ نے شائع کیا تھا - ابتدا میں انھوں نے ذاتی استعمال
کے لیے بطور فرہنگ مرتب کیا تھا لیکن بعدازاں ڈاکٹر ولیم ہنٹر نے اس پر نظرثانی کی اور ۱۸۰۸ء میں
Dictionary Hindoostani and English کے نام سے پہلی بار ہندوستانی پریس کلکتہ سے دو جلدوں میں
شائع کیا - شیکسپیئر اور ڈاکٹر فوربز نے اپنے لغت کی بنیاد اسی پر رکھی تھی - ۱۸۲۰ء میں اس کا دوسرا
ایڈیشن شائع ہوا - جس میں ضمیمہ محاورات و اشعار کو بھی شامل کیا گیا - اس لحاظ سے ہم پہلے ایڈیشن کو
ترجیح دے سکتے ہیں کہ اس میں زیادہ تر اصطلاحی ذخیرہ الفاظ کو جمع کیا گیا ہے[۵۱]

لندن میں ایڈسکومب کالج کے ہندوستانی کے استاد جان شیکسپیئر کا معروف لغت Hindustani
Urdu Dictionary ۱۸۱۷ء میں لندن سے شائع ہوا - اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۲۰ء ، تیسرا ایڈیشن ۱۸۲۴ء اس کا
چوتھا ایڈیشن ۱۸۲۹ء میں طبع ہوا - اس میں بہت سے نئے اور پرانے الفاظ جمع کیے گئے اور اپنی افادیت کے لحاظ
سے آج بھی یہ لغت مستعمل ہے - ۱۹۸۰ء اور ۱۹۸۶ء میں اسے دوبارہ سنگ میل پبلی کیشنز لاہور نے اردو انگریزی
لغت کے نام سے شائع کیا ہے - ولسن نے جان شیکسپیئر کے لغت کو قابل قدر قرار دیا ہے کیونکہ جب اس نے
مقامی لوگوں سے مقامی اصطلاحات کی فہرستیں طلب کیں تو بیشتر نے شیکسپیئر کے لغت ہی سے یہ فہرستیں مرتب
کر دی تھیں[۵۲] یہی نہیں بلکہ اب بھی متعدد کئی اصطلاحی لغات مثلاً تعلیمی اصطلاحات اور اصطلاحات فنیات -
کے ماخذ میں جان شیکسپیئر کے لغت کو اہمیت حاصل رہی ہے - در اصل یہ لغت ٹیلر اور ہنٹر کے لغات پر مبنی
ہے اور اپنے وقت کی سب سے بہتر اور جامع کتاب ہے[۵۳] شیکسپیئر نے اپنے لغت کے آخر میں بعض مخصوص
اصطلاحات بھی الگ طور سے دی ہیں ، جو زیادہ تر دکھنی میں ہیں[۵۴]

فورٹ ولیم کالج کی معروف شخصیت جان بارتھوک گلکرسٹ کی ہندوستانی-انگریزی ڈکشنری ۱۸۲۱ء
میں کوکس بیلے کمپنی لندن سے شائع ہوئی - ۷۶۱ صفحات پر مشتمل یہ لغت زیادہ تر ہیرس، ہنٹر اور شیکسپیئر
کے لغات پر مبنی ہے -

دسمبر ۱۸۲۷ء میں پہلی بار ہمارے سامنے ہندوستانی کی بجائے اردو کے نام سے ایک لغت Dictionary
of Oordu and English کے نام سے آتا ہے جو سیرام پور سے جے ٹی تھامپسن نے مرتب کر کے شائع
کیا تھا -

۱۸۳۸ء کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے - ۱۸۳۶ء میں اس کا ایک ایڈیشن دہلی
سے بھی شائع ہوا تھا - یہ لغت اس لحاظ سے قابل توجہ ہے کہ اس میں جنوبی ہند اور ہندی کے غیر معروف
الفاظ سے گریز کیا گیا ہے اور اردو کا دائرہ کار متعین ہوا ہے[۵۵]

اردو میں سب سے زیادہ کام جن انگریز مستشرقین نے کیا ہے ، ان میں ڈنکن فوربز سب سے اہم ہیں -
پروفیسر ڈنکن فوربز کنگز کالج لندن میں اورینٹیل لٹریچر کے استاد تھے - ۱۸۳۶ء میں انھوں نے ہندوستانی
قواعد پر کتاب لکھی ، جس میں اردو سے انگریزی لغت بھی شامل ہے - ۱۸۴۸ء میں انھوں نے یہ لغت لندن سے
علیحدہ طور پر شائع کیا - جو پندرہ ہزار الفاظ پر مشتمل تھا - اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۵۷ء میں ، تیسرا
۱۸۵۹ء میں چوتھا ۱۸۶۱ء میں اور پانچواں ۱۸۶۶ء میں شائع ہوا[۵۶] ۱۹۸۶ء میں اسے سنگ میل پبلیکیشنز لاہور
نے شائع کیا - ۱۹۸۷ء میں اترپردیش اکادمی لکھنئو نے اس کا ایک ایڈیشن شائع کیا - ۱۸۶۲ء کا ایڈیشن
A Dictionary of Hindoostani - English مجلس زبان دفتری پنجاب کے کتب خانے میں ہے - اس میں
ہندوستانی کے الفاظ ناگری رسم الخط میں لکھے گئے ہیں - فوربز لکھتا ہے کہ اس نے اس لغت کی تدوین میں
ہنٹر ، گلکرسٹ ، گلیڈون ، ایبٹ ، جانسن ، ایڈم اور تھامپسن کے لغات استعمال کیے تھے - پلیٹس اس کے لغت
کو اپنے دور کا بہترین اور مستند لغت قرار دیتا ہے - اسے ۱۹۶۸ء میں صدی ایڈیشن کے طور پر علمی مجلس
دہلی نے بھی شائع کیا تھا -

فوربز نے جن ماخذوں پر تکیہ کیا ہے - ان میں سے بیشتر اصطلاحی ذخیرے ہیں مثلاً ہنٹر ، گلیڈون

50- c.f. , Love, H.D., Vestiges of Madras, London, 1941. p141 -

۵۱- آغا افتخار حسین، یورپ میں اردو ، ص: ۶۸ ، و شانتی رنجن بھٹا چاریہ "بنگال کے انگریز مصنفین اور اردو"
افکار برطانیہ میں اردو نمبر"، ص ص : ۱۸۹، ۱۹۱ -

۵۲- ایچ ایچ ولسن، اصطلاحات عدلیہ و مالگزاری ، Preface ص: iii -

۵۳- بحوالہ سہ ماہی اردو، کراچی، جنوری ۱۹۵۹ء ، ص: ۷ -

54- Shakeshpear ,John, Urdu-English Dictionary , Lahore(1986), Appendix -

55- Thompson, J.T., Dictionary of Oordu and English, Sirampur(1838)-

۵۶- آغا افتخار حسین ، محولہ بالا ، ص ص : ۷۴، ۷۵ -

اور ایبٹ کے لغات بنیادی طور پر اصطلاحی ذخیرے ہیں ۔ تھامپسن کا لغت اردو کی وسعتوں کا پیمان ہے ۔ اس نے ایلیٹ کی اصطلاحات کو عن وعن اس لغت میں شامل کیا تھا ۔ بلکہ " قانون اسلام " از ڈاکٹر ہرکلوٹ (لندن ۱۸۳۲ء) سے بھی کئی اسلامی اصطلاحات کو شامل کیا ۔ اس طرح ولسن کی اصطلاحات عدلیہ ومالگزاری کے الفاظ بھی کم وبیش شامل کیے[۵۷]

کرنل سرہنری یول کے شہرہ آفاق اور عجیب و غریب نام رکھنے والے لغت ہابسن جابسن (Hobson Jobson) پر ڈاکٹر آغا افتخار حسین نے اپنی کتاب میں مبسوط مقالہ درج کیا ہے ، ان کے نزدیک افتخار کے نقطہ نظر سے غالباً یہ اپنی طرز کی پہلی کتاب ہے ۔ اس میں اردو کے وہ الفاظ شامل ہیں جو انگریزوں اور دوسری مغربی قوموں کے ہندوستان کے ساتھ روابط کی وجہ سے مغربی زبانوں میں داخل ہوگئے ہیں ۔ یا وہاں سے اردو میں آ گئے ہیں ۔ ۸۷۰ صفحات پر مشتمل یہ لغت دو مولفین کی کاوش کا نتیجہ ہے ۔ کرنل سرہنری یول ، آرتھر کوک برنل (Henry Yule & Arthur coke Burnell) زیادہ تر تحقیق یول کی ہے ۔ ۱۸۶۶ء میں انھوں نے ہابسن جابسن شائع کی جو دراصل " یا حسن ، یاحسین" کا انگریزی چربہ ہے ۔ اس کا دوسرا ایڈیشن جان مرے لندن سے ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا[۵۸] ۱۹۶۹ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن لندن سے روٹلیج اینڈ کیگن کمپنی نے Hobson Jobson, A Glossary of Colloquial Anglo- Indian Words and Phrases شائع کیا ہے ۔

یول لکھتا ہے کہ فرہنگ میں انتظامیہ سے متعلق اچھی تعداد میں الفاظ موجود ہیں ایسے ہی بہت سے الفاظ ہیں جن کا تعلق نباتات اور حیوانات سے ہے اور یہ الفاظ ہندوستان سے مغربی زبانوں میں آ گئے ہیں ۔[۵۹]

مقدمے کے بعد کتاب میں بائیس فرہنگیں ہیں ، جن میں عام لغات بھی شامل ہیں اور خصوصی استعمال اور فنی اصطلاحات کی فرہنگیں بھی ۔ آغا افتخار حسین لکھتے ہیں کہ جو لوگ یہ اعتراض کرتے ہیں کہ انتظامیہ وغیرہ کی اصطلاحات کے لیے اردو میں الفاظ کا ذخیرہ نہیں وہ یہ فرہنگیں ملاحظہ فرمائیں تو انھیں معلوم ہو گا کہ ۱۸۶۸ء سے قبل اردو زبان میں قانون ، مال اور انتظامیہ کے ہر شعبے کے لیے اصطلاحات موجود اور مروج تھیں ۔[۶۰] ۱۸۶۷ء میں گارساں دتاسی کے زیر نگرانی پیرس سے فرنسو اولونکل کا لغت " ہندوستانی فرانسیسی و فرانسیسی ہندوستانی " مشتمل بر ۲۲ صفحات شائع ہوا ۔ اس میں ہندوستانی الفاظ کے ساتھ ساتھ دیومالا ، تاریخ اور جغرافیہ کے الفاظ و اصطلاحات بھی ہیں ۔ لغت کے دیباچہ میں گارساں دتاسی لکھتا ہے[۶۱]

" یہ بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستانی فرانسیسی لغت کے بعد ایک چھوٹی سی لغت اور شائع کریں ، جس میں دیومالا ، تاریخ اور جغرافیہ کی اصطلاحیں ہوں اور اس طرح مبتدیوں کو اس تلاش سے بچائیں جو ہمیشہ مشکل اور طویل ہوتی ہیں "۔

معروف لغات نویس ڈاکٹر ایس ڈبلیو فیلن (۱۸۱۷ء ـــ ۱۸۸۰ء) نے اپنے انگریزی لغت کے بعد ہندوستانی کے دو اہم لغات مرتب کیے ۔ ان میں سے ایک ہندوستانی انگریزی قانونی اور تجارتی لغت A- Hindoostani English Law and Commercial Dictionary . اور نئی ہندوستانی انگریزی لغت New Hindoostani English Dictionary لازارس اینڈ کمپنی بنارس و لندن نے ۱۸۷۹ء میں شائع کیں ۔ مرکزی اردو بورڈ لاہور نے دوسری لغت کو اردو انگریزی لغت کے نام سے ۱۹۷۶ء میں دوبارہ شائع کیا اس میں مرتبین اور ناشر نے اس لغات کی اولین تاریخ اشاعت کے نسخے سے کو استعمال کیا ہے ۔ اس کا ایک نسخہ ۱۸۷۹ء پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں اور ایک کتب خانہ مجلس زبان دفتری لاہور میں بھی موجود ہے ۔ اگرچہ اس لغت میں محاورے اور روزمرے بھی شامل ہیں لیکن بہت سے اصطلاحی الفاظ جو اس کی لاء اینڈ کمرشل ڈکشنری میں موجود ہیں ، اس میں بھی شامل کیے گئے ہیں ۔ گارسیں دتاسی ۱۸۷۲ء کے مقالے میں لکھتا ہے کہ " یہ لغت اردو کے اور دوسرے لغات کی نسبت جو اب تک شائع ہوئے ہیں ، زیادہ مکمل ہے "[۶۲] یہ لغت دراصل ۱۸۵۸ء ہی سے کراسوں کی صورت میں شائع ہونا شروع ہو گیا تھا ۔ قانونی اورتجارتی اصطلاحات جو الگ طورسے بھی شائع ہوئیں ، اس کا حصہ بنیں[۶۳]

ڈاکٹر فیلن کے اس لغت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس میں اردو کی وضع شدہ اصطلاحات بھی شامل کی گئی ہیں ، جس میں بقول اس کے راشے سوہن لال ہیڈ ماسٹر پٹنہ نارمل سکول نے بھی اس کی مدد کی تھی ۔ ان تمام اصطلاحوں کو جو دراصل انگریزی سے ترجمہ کی گئی تھیں ، کتاب کے آخر میں جمع کر دیا گیا تھا ۔

57- Duncan Forbes, A Dictionary of Hindustani and English , Lucknow, UtterPardesh Academy, 1987, Preface.

۵۸۔ ڈاکٹر آغا افتخار حسین ، محولہ بالا ، ص ص : ۵۱ تا ۵۳ ، انھوں نے ڈکشنری آف نیشنل بایوگرافی کے حوالے سے لکھا ہے کہ یول ۱۸۲۰ء میں ایڈنبرا میں پیدا ہوا اور ۱۸۵۸ء میں اسے سر کا خطاب اور ستارہ ہند کا اعزاز ملا اور وہ اسی سال فوت ہو گیا ، سر آرتھر کوک برنل ۱۸۲۰ء میں پیدا ہوا ، وہ سنسکرت کا عالم تھا ۔

۵۹۔ ایضاً ، ص : ۵۶

۶۰۔ ایضاً ، ص : ۵۷

۶۱۔ بحوالہ : ثریا حسین ، گارسیں دتاسی : اردو خدمات ، علمی کارنامے ، لکھنؤ (۱۹۸۲ء) ، ص ص : ۱۱۹ تا ۱۲۱ ۔

۶۲۔ مقالات گارساں دتاسی ، جلد اول ، کراچی (۱۹۳۶ء طبع دوم) ، ص : ۲۱۶ ۔

۶۳۔ بحوالہ : اردو زبان اور یورپی اہل قلم ، ص : ۳۲ ۔

مثلاً گھنٹی چال ، ادھ خط ، چھوٹی ٹاپ وغیرہ [٦٣] فیلن نے اردو کی اصطلاح سازی کی اہلیت اور رائے سوہن لال کے تجربات کا ذکر بھی کیا ہے ۔ رائے سوہن لال کی اصطلاح سازی کی کئی مثالیں اس لغت میں مل جاتی ہیں ۔

اردو ، کلاسیکی ہندی اور انگریزی کا ایک نسبتاً زیادہ جامع لغت ۱۸۸۴ء میں لندن سے جان ٹی پلیٹس نے شائع کیا تھا ۔ ۱۹٦۰ء میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس لندن نے اس کا ایک اعلیٰ ایڈیشن شائع کیا ، جو دراصل اس کے پانچویں ایڈیشن ۱۹۳۰ء کی عکسی نقل ہے ۔ اس کا پندرھواں ایڈیشن انھوں نے ۱۹٧۴ء میں شائع کیا ہے ۔ ۱۹۸۳ء میں اس کا ایک ایڈیشن لاہور سے "سنگِ میل" نے بھی شائع کیا ہے ۔ یوں تو اس لغت میں تقریباً سابقہ ذخیرے سے استفادہ کیا گیا ہے اور یوں اس میں ایسی تمام اصطلاحات شامل ہو گئی ہیں جو اس سے پہلے موجود تھیں ۔ لیکن اس کی بنیادی خوبی یہ ہے کہ اس میں مفرد اصطلاحات زیادہ ہیں چنانچہ ترکیبی /اشتقاقی اور مرکب اصطلاحات سازی میں ان سے بخوبی استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔ مجلس زبانِ دفتری اور مقتدرہ کی اصطلاحات سازی میں اس لغت سے خاطر خواہ استفادہ کیا گیا ہے ۔ ان کے ماخذوں میں اس کتاب کو اہم مقام دیا گیا ہے ۔

یوں تو پلیٹس کے بعد بھی کئی اردو انگریزی لغات شائع ہوئے ، جن میں تھامس کریون (۱۸۸۸ء) اور لیفٹننٹ آگسٹس واٹر کے لغات لیکن حقیقت یہ ہے کہ پلیٹس کے بعد مستشرقین نے اس طرف سے اپنی توجہ ہٹا لی اور کوئی جامع کام سامنے نہیں آ سکا ۔

۲:۳ سابقہ اصطلاحی ذخیرے کی تدوین :

جدید اصطلاحات سازی سے قبل ایسٹ انڈیا کمپنی کو برصغیر میں پہلے سے رائج اصطلاحی ذخیرے کی تدوین اور تشریح کی ضرورت محسوس ہوئی تو سب سے پہلے فرانسس گلیڈون نے (Gladwin) نے ایسا ایک اصطلاحی لغت مرتب کیا ، جس میں مسلمانوں کے عدالتی ، قانونی اور مالگزاری کی اصطلاحات کو جمع کیا گیا ۔ اس کا نام Dictionary of Mohammeden Law and Revenue Terms تھا ، جسے کلکتہ سے ۱٧۹٧ء میں شائع کیا گیا ۔ اسے ایچ ایچ ولسن نے بھی استعمال کیا تھا [٦٥] فرانسس گلیڈون ہی نے سب سے پہلے کمپنی کے لیے مطبع قائم کیا اور بعد میں ٹائپ اور طباعت کا سامان فورٹ ولیم کالج کلکتہ کو دے دیا تھا ، جب وہ فورٹ ولیم کالج میں شعبہ فارسی کے استاد تھے ۔ ۱۸۰۲ء میں وہ پونا میں کلکٹر کسٹم مقرر ہوئے تو کالج سے چلے گئے [٦٦] اس لغت کے کچھ ہی عرصہ بعد شرع اسلامی ، اصطلاحات اور مالگزاری وغیرہ پر ایک اور لغت ایس روسو نے مرتب کیا جو لندن سے ۱۸۰۲ء میں شائع ہوا ۔ اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۰۵ء میں شائع کیا [٦٨] ولسن اس لغت کا نام Vocabulary of Persian Words in Common use in India قرار دیتا ہے [٦۹]

ایسٹ انڈیا کمپنی کی پانچویں روداد برائے سلیکٹ کمیٹی میں استعمال ہونے والی اصطلاحات کا ایک مجموعہ اس روداد کے آخر میں گلاسری (Glossary) کے نام سے شامل تھا ، جس کا دیباچہ اس کے مرتب چارلس ولکنز نے ۲٦۔ اپریل ۱۸۱۲ء میں ایسٹ انڈیا ہاؤس میں لکھا تھا [٧۰] یہ اس روداد کا ضمیمہ ہی بنی رہی اور اس وقت الگ شائع نہیں ہوئی جیسا کہ مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کے شائع شدہ ایڈیشن ۱۹۸٧ء کے دیباچے میں لکھا گیا ۔ پہلی بار مقتدرہ نے اسے الگ طور سے شائع کیا ہے ۔ اس میں اصطلاحات کے رائج رومن ہجے اور نقل حرفی کے اصول بیان کیے گئے ہیں اور سر ولیم جونز کے اصولِ نقل حرفی کو استعمال کیا گیا ہے جو گلکرسٹ اور ولسن نے بھی استعمال کیے تھے ۔ چارلس ولکنز نے یہ لغت اس ضرورت کے تحت مرتب کیا تھا کیونکہ مختلف لب و لہجہ میں بولے یا لکھے جانے والے الفاظ و اصطلاحات کی وجہ سے کمپنی کے دفاتر میں الجھنیں پیش آ رہی تھیں ۔ سید مصطفیٰ علی بریلوی اس کے دیباچے میں لکھتے ہیں: [٧۱]

> "۱۸۱۲ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی عملداری بنگال ، بہار ، اور یوپی کے اضلاع الٰہ آباد ، لکھنؤ وغیرہ علاقوں تک محیط ہو چکی تھی ۔ اس وقت جو مخصوص الفاظ دفتری زبان میں رائج تھے یا وہ اصطلاحات جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے محکمہ ہائے مال ، دفاتر اور عدالتوں میں عام طور پر مستعمل تھیں ۔ اگرچہ عربی ، فارسی ، بنگالی ، ہندوستانی ، کناری ، ملیالم

64- Fallon, S.W., Urdu -English Dictionary ,Lahore :(1976), Preface XVIII

٦۵۔ ولسن ، محولہ بالا ، دیباچہ ۔ ص : IV

٦٦۔ محمد عتیق صدیقی ، محولہ بالا ، ص : ۱۵۱ ۔

٦٧۔ گلیڈون بنگال آرمی سے متعلق تھے ، اردو سے زیادہ فارسی کے آدمی تھے ۔ ۱۸۱۳ء میں انتقال کیا ۔ (C.F. Buckland , Dictionary of Indian Biography ,London(1906),PP: 167,168 -)

٦۸۔ آغا افتخار حسین محولہ بالا ، ص : ٦۹ ۔

٦۹۔ ولسن ، محولہ بالا ، دیباچہ ، ص : IV

٧۰۔ چارلس ولکنز (۱٧۵۰ء — ۱۸۳۵ء) سومرسیٹ شائر کا رہنے والا تھا ، کمپنی میں کلرک بھرتی ہوا اور کلکتے آ گیا ۔ پھر نائب مہتمم کی حیثیت سے مالدا گیا ۔ ۱٧٧۸ء میں طباعت کی طرف راغب ہوا ۔ انڈیا آفس لائبریری کا پہلا لائبریرین بنا ۔ ۱۸۸۵ء میں ہیلی بری کالج میں اورینٹیل وزیٹر مقرر ہوا اور مشرقی مضامین کے زبانی امتحانات میں مددگار مقرر ہوا ۔ (c.f. Emminent Orientalists, Indian, European, Madras, G.A. Natson and co.1921, P: 2746)

٧۱۔ چارلس ولکنز ، گلاسری ، اسلام آباد (۱۹۸٧ء) ، دیباچہ از مصطفیٰ علی بریلوی ۔

سنسکرت ، تامل ، تلنگی اور ترکی ،ملائی زبانوں سے تھا لیکن ہجے کے فرق اور مقامی
اثرات کی وجہ سے ہونے والے تغیرات کو اگر نظر انداز کر دیا جائے تو یہ سب الفاظ
قریب قریب اردو کے حالیہ ادوار میں رائج یا کم از کم مانوس ضرور محسوس ہوتے ہیں"۔
یہ کتاب ۵۲ صفحات پر مشتمل ہے ، جس میں ایک ہزار کے قریب اصطلاحات کی تشریح انگریزی میں کی
گئی ہے ۔ سنسکرت ، بنگالی ، تلنگو، ملیالم ، تامل وغیرہ کی ایسی اصطلاحیں جو اردو میں شامل نہیں ہو
سکتیں بمشکل ایک سو ہیں ۔ گویا بنیادی طور پر یہ گلاسری اردو اصطلاحات پر مشتمل ہے ۔ پہلی اصطلاح ابواب
ہے جو باب کی جمع ہے ، اسے ٹیکس کی اصطلاح قرار دیا گیا ہے اور دراصل یہ مغلیہ دور ہی سے مستعمل تھی
ولسن نے اس لغت سے خاطرخواہ استفادہ کیا تھا ۔

۱۸۲۲ء میں ولسن کی تجویز پر ایسٹ انڈیاکمپنی کے تمام علاقوں سے اصطلاحی ذخیرے کی فہرستیں طلب
کی گئیں ۔ ان میں سب سے پہلی فہرست انڈیا ہاؤس بمبئی کے ریویڈنٹ مسٹر وارڈن (Warden) نے مرتب
کی ۔ جس میں اردو اصطلاحات کی انگریزی تشریح کی گئی تھی۔اسے ولسن کی خواہش پر تمام علاقوں میں تصحیح کے
لیے بھیجا گیا ۔ ولسن لکھتا ہے کہ اس میں الفاظ قصداً درست کیے بغیر شامل کیے گئے تاکہ " ہندوستانی
اہلِ علم انہیں درست کر سکیں" [۷۲] ایسی ہی ایک فہرست رائے بریلی کے کمشنر پیٹرک کارنیگی نے بھی مرتب کی
تھی ۔ اس میں دفاتر ، عدالت ، مالگزاری ، قانون کے علاوہ صنعت وحرفت وغیرہ کے الفاظ بھی جمع کیے گئے
تھے اور یہ الٰہ آباد سے ۱۸۵۲ء میں شائع ہوئی [۷۳] صرف قانونی اور دفتری اصطلاحات پر ان کا ایک لغت
Carnegy's Vocabulary of Law Terms ۱۸۶۵ء میں شائع ہوا ۔

اسی طرح کی ایک فہرست شمال مغربی صوبوں کے بورڈ آف ریونیو کے رکن سر ہنری ایلیٹ نے بھی مرتب
کی تھی ۔ جو آگرہ سے Glossary of Indian Terms کے نام سے ۱۸۲۵ء میں شائع ہوئی تھی ۔ سرہنری
ایلیٹ نے انڈین پینل کوڈ کا اردو ترجمہ بھی کیا تھا اور ۱۸۲۷ء میں اسے پارلیمنٹ کی منظوری کے لیے
بھیجا تھا ۔ ان کی اصطلاحات کے لغت پر نظر ثانی اور ترمیم جے بیمز نے کی اور اسے ۱۸۶۹ء میں دوبارہ
لندن سے شائع کیا گیا ۔ اس میں ہندوستانی الفاظ حسبِ روایت رومن اور نسخ ٹائپ میں ہیں اور تشریح
انگریزی میں درج ہے [۷۴] ولسن اور فوربز نے بھی اس لغت سے استفادہ کیا تھا ۔ اس لغت کا ضمیمہ ۱۸۶۰ء
میں ۲۹۶ صفحات میں رڑکی سے بھی شائع ہوا تھا [۷۵] ولسن لکھتا ہے کہ انھوں نے بالائی ہندوستان کے مختلف
قبائل ، رسوم و رواج ، مالیاتی اور زرعی اصطلاحات کو جمع کیا اور اسے گلاسری اور بعدازاں ضمیمے کے طور
پر شائع کیا ۔ اس میں مقامی اصطلاحات کی مستند تشریح بھی دی گئی ہے [۷۶]

اسی دور میں ان تمام ماخذ اور ذرائع سے جمع ہونے والا بہت بڑا اصطلاحی ذخیرہ ایچ ایچ ولسن
نے شائع کیا ۔ اس کے لغت کا نام A Glossary of Judicial and Revenue Terms ہے یہ ۱۸۵۵ء
میں لندن سے ایسٹ انڈیا کمپنی کے لیے ڈبلیوایم ایچ ایلن اینڈ کمپنی نے شائع کیا ۔ ۱۹۴۰ء میں اسے
کلکتہ سے ایسٹرن لا ہاؤس نے بھی شائع کیا اور ۱۹۸۵ء میں مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد نے " اصطلاحات
عدلیہ و مالگزاری " کے نام سے شائع کیا [۷۷] اس لغت میں اردو کے علاوہ سنسکرت ، جنوبی ہند کی زبانوں
اور پنجابی ، سندھی اور پشتو تک کی اصطلاحات شامل کی گئی ہیں ۔ مصنف اردو ، ہندی ، ہندوستانی کو الگ
الگ زبانیں قرار دیتا ہے بلکہ اردو میں موجود عربی ، فارسی الفاظ کو علیحدہ شمار کرتا ہے ۔ اس کے
نزدیک اس نے یہ تمام الفاظ جو ۲۶ ہزار ہیں ایسٹ انڈیا کمپنی کی سرکاری دستاویزات سے جمع کیے ہیں ۔ یہ
کام انھوں نے زیادہ تر ہندوستانی پرہیں ہی میں انجام دیا ۔ بک لینڈ لکھتا ہے کہ ولسن نے پرہیں ہی میں
انتقال کیا [۷۸]

۷۲۔ ولسن ، محولہ بالا ، دیباچہ ، ص : iii ۔ ۷۳۔ آغا افتخارحسین ، محولہ بالا، ص : ۷۷ ۔

۷۴۔ سرہنری ایلیٹ (۱۸۰۸ء — ۱۸۳۵ء) ۱۸۲۶ء میں بورڈ آف ریونیو کے سیکرٹری بنے اور ۱۸۲۷ء میں گورنر جنرل
کے چیف سیکرٹری ہوئے ۔ افریقہ کے شہر گڈہوپ میں انتقال کیا ۔ بحوالہ: شفقت رضوی، "اہل یورپ کی اردو
خدمات" ، سب رس ،کراچی ،جولائی ۱۹۸۲ء، ص : ۲۰ ۔

۷۵۔ مولوی ظفر الرحمان دہلوی ، فرہنگِ پیشہ وراں،جلد اول ، پیش لفظ ، ص : ط ۔

۷۶۔ ولسن، محولہ بالا ، دیباچہ ، ص : IV ۔

۷۷۔ کتاب کا مصنف ہوریس ہیمین ولسن (Horace Hayman Wilson) (۲۔ ستمبر ۱۷۸۶ء —— ۱۸۔ مارچ ۱۸۶۰ء)
لندن میں پیدا ہوا ۔ ۱۷۔ ستمبر ۱۸۰۸ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں اسسٹنٹ سرجن مقرر ہوا اور مارچ ۱۸۰۹ء
میں کلکتے پہنچا۔ ۱۸۱۰ء میں یہاں مقامی ٹکسال کا سکرٹری بھی مقرر ہوا۔ سکہ شناسی میں مہارت پیدا کر کے
اس نے ایک کتاب لکھی ۔ ۱۸۱۱ء میں ایشیاٹک سوسائٹی بنگال کا سکرٹری ہوا۔ ۱۸۱۸ء میں اسے بنارس بھیجا گیا
جہاں اس نے سنسکرت کالج بنارس کی تشکیل جدید کی ۔ ۱۸۳۲ء تک کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج کا استاد بھی رہا۔
چارلس ولکنز کی وفات پر اسے انڈیا ہاؤس کا سکرٹری بنا دیا گیا۔ کبھی کبھار ہیلی بری کالج میں بھی چلا جاتا۔
زیادہ تر قیام لندن میں رہا۔ ۱۸۲۲ء میں ہولنگ نے " عہدنامہ جدید" کے لیے جو کمیٹی قائم کی تھی ،ولسن اس
کے مترجمین میں بھی شامل رہا تھا ۔(c.f. Eminent Orientalists, PP: 62-80) ۔

78- Buckland ,Op.cit.,P:455

مصنّف کے نزدیک کمپنی کی دستاویزات میں ان اصطلاحات کی تشریح موجود نہیں تھی - اس لیے اکثر اوقات انھیں غلط طور پر پیش کیا جاتا تھا - چنانچہ بمبئی ،بنگال اور مدراس سے ایسی اصطلاحات طلب کی گئیں تاکہ انھیں مرتب کیا جائے لیکن خاطرخواہ کام نہ ہوا- مصنف لکھتا ہے :[۷۹]

" بعض افسروں نے اپنے ماتحت منشیوں، منصفوں اور صدر امینوں کے سپرد یہ کام کیا ، جنھوں نے فہرست میں خاطر خواہ اضافے کیے - بعض لوگوں نے شیکسپیئر کے لغت سے الفاظ لے کر شامل کر دیے - ان (منشیوں) میں سے صرف ایک شخص میر شہامت علی نے خاطرخواہ کام انجام دیا تھا -"

اس لغت کی تدوین میں مصنف نے گلیڈون ، روسو اور رابرٹ سن کے لغات سے بھی استفادہ کیا اور مطبوعہ وغیر مطبوعہ ریکارڈ صدر عدالت کلکتہ ، آگرہ ، مدراس ، بمبئی ، شمال مغربی صوبہ جات کے کوئی ۱۸ ہزار صفحات پر مشتمل ریکارڈ (۱۸۲۶ء سے ۱۸۵۳ء تک) کو بھی استعمال کیا [۸۰]

اس لغت کی بنیادی اہمیت یہ ہے کہ اس میں اردو کے ابتدائی دور کی اصطلاحات کا ایک اچھا خاصا ذخیرہ اپنے سیاق وسباق ، معانی ، مفہوم اور تشریحات کے ساتھ مجتمع ہو گیا ہے اور ہمیں اس سے استفادے کا خاطرخواہ موقع فراہم ہوا ہے - اسی دور میں ولسن کے لغت سے استفادہ کرتے ہوئے بمبئی سول سروس کے جارج کلفورڈ وائٹ ورتھ نے ایک <u>اینگلو انڈین ڈکشنری</u> مرتب کی - جس میں ایسی ہندوستانی اصطلاحات کی انگریزی میں تشریح کی گئی ہے،جو انگریزی دستاویزات میں عام طور پر مستعمل تھیں - لغت کے دیباچے میں وہ لکھتے ہیں :[۸۱]

" میں نے ایسی تمام اصطلاحات نکال باہر کی ہیں ، جو انگریزی دستاویزات میں مستعمل نہیں ہیں اور ایسے الفاظ بھی جنکے متبادلات انگریزی میں موجود ہیں - مثلاً فرض Duty فرمائش(order) ، فروش (Sale) فرزند(Offspring) فسد (Vice)- یہ تمام ولسن کے لغت کے ایک صفحے سے لیے گئے ہیں - البتہ ایسے الفاظ لیے گئے ہیں جو انگریزی میں عام طور پر مستعمل ہیں اور ان کے انگریزی مترادفات صحیح طور سے موجود نہیں یا مجبوراً انگریزی میں استعمال کیے جا رہے ہیں - مثلاً چٹ ، کارکن وغیرہ - یا ......بھردیوی،فصل عید،منور، شیعہ ، سیوا وغیرہ "-

یہ لغت لندن سے کیگن پال اینڈ کو نے ۱۸۸۵ء میں شائع کیا تھا - ۱۹۸۱ء میں لاہور سے سنگ میل نے اسے دوبارہ طبع کیا - جس میں غلطی سے پہلے ایڈیشن کا سن اشاعت ۱۸۲۲ء درج ہے - چنکہ مرتب نے ولسن کے لغت (۱۸۵۵ء) اور بعض دفتری دستاویزات (۱۸۵۶ء) سے بھی استفادہ کیا ہے [۸۲] لغت میں زیادہ تر اصطلاحات دفتری قانونی ، زرعی، مذہبی اور ثقافتی نوعیت کی ہیں جو ظاہر ہے کہ دفتری دستاویزات میں استعمال ہوتی تھیں - یہ کام ایک ہی شخص کا ہے اور بقول مرتب کسی کی سرپرستی کے بغیر شائع ہوا [۸۲] بعض اوقات اسناد کا حوالہ بھی دیا گیا ہے لیکن جہاں کسی کے اقتباس میں تحریف کی گئی ہے تو اس کا حوالہ مفقود ہے - بعض اصطلاحات کی نحوی ترکیب بھی کی گئی ہے - مثلاً " خدمت گار" میں "خدمت " عربی لفظ ہے اور لسانی ماخذ کا حوالہ بھی دیا گیاہے -

انہی دنوں ڈاکٹر ایس ڈبلیو فیلن نے بھی Hindustani English Law and Commercial Dictionary. کے نام سے دفتری، قانونی ،زرعی ، مالگزاری اور تجارتی اصطلاحات جمع کیں اور انھیں ۱۸۷۹ء میں شائع کیا ۱۹۸۰ء میں اس لغت کو بھی لاہور نے سنگ میل نے " اردو انگلش "کے نام سے دوبارہ طبع کیاہے [۸۴]

اصطلاحی ورثے کے ضمن میں ایک اورلیکن مختلف نوعیت کا کام اسپرنگر نے انجام دیا تھا جب اس نے عربی میں سولہویں صدی عیسوی کی کتاب "کشاف اصطلاحات فنون " مرتب کرائی - اس نے اسے ۱۸۶۲ء میں

۷۹- شہامت علی وہی ہیں جنھوں نے شاہ اسماعیل شہید کی <u>تقویت الایمان</u> کا انگریزی ترجمہ کیا اور اسے جرنل آف رائل ایشیاٹک سوسائٹی کلکتہ سے شائع کیا، ولسن اسے اچھا افسر ، عالم اورصاحبِ صلاحیت قرار دیتا ہے-
(ولسن ، <u>محولہ بالا</u> ، ص : III)

۸۰- <u>ایضاً</u> ، ص : V -

81- G.C. Whitworth, <u>An Anglo Indian Dictionary</u> ,Lahore(1981)Preface.P: XIII_

82- <u>Ibid</u> , P: 140 _

83- <u>Ibid</u> , Preface,P: X _

84- c.f., Falion ,S.W. <u>Urdu - English Law and Commercial Dictionary</u> ,Lahore (1980)_

شائع کیا تھا ۔ اس میں موجود اصطلاحات اردو میں بھی مستعمل رہیں [۸۵] اس میں علوم وفنون کی اصطلاحیں بھی شامل ہیں ۔

۱۹۰۸ء میں لفٹنٹ کرنل ڈی سی فلوٹ (D.C.Phillott) نے بھی گوہن لال بونرجی کے ساتھ مل کر برصغیر کے پرندوں کے اردو نام اور ان کے انگریزی متبادلات پر مشتمل Hindoostani English Vocabulary of Indian Birds کے نام سے ایشیاٹک سوسائٹی آف بنگال کلکتہ کے جرنل میں شائع کرائی [۸۶] بعدازاں اسے الگ کرا کے طور پر بھی شائع کیا گیا ۔ یہ جرنل کے سلسلہ نمبر چار ،شمارہ نمبر ۲، ۱۹۰۸ء میں صفحہ نمبر ۵۵ سے صفحہ نمبر ۷۹ پر شائع ہوئی ۔ اس میں سات سو کے قریب پرندوں کے اردو نام ،انگریزی ترجمہ اور لاطینی ٹیکنیکل اصطلاح درج ہے ۔ اس کے دیباچے میں مرتب لکھتا ہے:[۸۷]

> " دیگر لغات میں پرندوں کے ناموں کا صحیح ترجمہ نہیں ہوا ۔ چنانچہ سرجن میجر ٹی سی جرڈن (Jerdon) کی کتاب Birds of India سے پرندوں کے اردو ہندی نام حاصل کیے گئے ہیں اور اس کے ہجے برقرار رکھ کر ان کا ترجمہ کیا گیا ہے"۔

مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں مستشرقین نے اردو اصطلاحات کے اس ذخیرے کو جو ان سے قبل برصغیر میں رائج تھا ، مختلف ذرائع سے جمع کر کے مرتب کر دیا ، جو انگریزی کی دوسو سالہ غلامی میں ہمارے حافظے سے تو محو ہو گیا تھا' شاید صفحۂ ہستی سے بھی مٹ جاتا ۔ اس ذخیرے میں دفتری، قانونی ، عدالتی ، مالگزاری، زرعی، فنی ، تکنیکی اور علوم فطری سے متعلق اصطلاحات کا خاصا ذخیرہ شامل ہے ۔ جو ہزاروں کی تعداد کو پہنچا ہے ۔

۲:۵ جدید اصطلاحی ترجمے کا پہلا لغت:

انگریزی اردو کے لغات اگرچہ اہل یورپ نے اپنی ضروریات کے تحت مرتب کیے تھے ، لیکن ان کا ضمنی فائدہ اردو کو پہنچا اور اس میں لغات نویسی اور اصطلاحات سازی کی روایات مستحکم ہوئیں ۔ یہ بات دلچسپ ہے کہ اہل یورپ اور مستشرقین کی لغات سازی کی ابتدائی کوششیں اصطلاحات سازی سے متعلق تھیں ۔ عمومی نوعیت کے لغات بہت بعد میں وضع ہوئے ۔ ڈاکٹر ایم ایچ کوثر نے جس پرتگالی ، ہندوستانی ، فارسی سہ لسانی لغت کو اردو کا پہلا لغت قرار دیا ہے ۔ وہ دراصل اصطلاحی ذخیرے ہی پرمبنی ہے یہ پرتگالی سے اردو میں اصطلاحی ترجمے یا مترادف کی ایک کوشش ہے ۔ یہ لغت ۱۵۹۵ء میں Vocabularium کے نام سے لکھا گیا اور اس کا قلمی نسخہ کنگز کالج لائبریری لندن میں موجود ہے [۸۸] ڈاکٹر ابو اللیث لکھتے ہیں کہ یہ لغت ۱۵۹۹ء سے قبل Jeronimo Xavier (جیرونیموژاویر) نے مرتب کیا تھا اور یہ شخص جہانگیر کے دربار میں حاضر تھا ۔ اس کا نسخہ کنگز کالج لندن میں ہے [۸۹] گریرسن نے ایسے ہی ایک پرتگالی لغت کی تاریخ تکمیل ۱۶۳۰ء دی ہے ۔ جسے ایک پرتگالی شخص کورج کیجو نے سورت کی بندرگاہ میں مرتب کیا تھا [۹۰] اور سورت ہی میں فرانس کے ایک پادری فرانکس تورد نہیش نے ۱۷۰۲ء میں ایک لغت لاطینی ، ہندی ، فرانسیسی اور مور (اردو) میں مرتب کیا تھا [۹۱] ایسی بہت سی کوششیں ابتدائی دور میں ہوئیں ۔ لیکن اصطلاحات کے لحاظ سے بھی سب سے قدیم کوشش سترھویں صدی عیسوی میں ہوئی ۔ جب کانکنی کی اصطلاحات پر اردو کا پہلا اصطلاحی لغت انتونیو دی سلوانا (وفات ۱۶۶۳ء) نے نیاگوا قومی پریس سے شائع کرایا ۔ اس کا نام Vocubulario de lingua concanica تھا ۔ ایسا ہی کانکنی کا ایک لغت لاطینی، دکنی میں ایک اور مصنف اگناشیوارکامونے (Ignacio archamoney (۱۶۱۵ء ـــ ۲۰۔ اپریل ۱۶۸۲ء) نے مرتب کیا

۸۵۔ دیکھیے پہلے باب میں عربی اصطلاحات سازی کے ضمن میں اس کشاف پر بحث ۵:۱ ۔

۸۶۔ لیفٹیننٹ کرنل ڈی سی فلوٹ (Phillott) سکرٹری مجلس ممتحنین کلکتہ ،جنرل سکرٹری عربیک سوسائٹی بنگال اور فیلو کلکتہ یونیورسٹی رہا ۔ اس نے ہندوستانی دستور العمل اور محاورات پر بھی اردو میں کتابیں لکھیں ۔ کچھ عرصہ کیمبرج یونیورسٹی میں ہندوستانی کا پروفیسر رہا (بحوالہ: آغا افتخارحسین <u>محولہ بالا</u> ، ص: ۷۹) ۔

87- Phillot, D.c. and Goban Lal Bonnerjee, <u>Hindustani EnglishVocabulary of Indian Birds</u>, Calcutta (1908), P: 55(E1) ۔

۸۸۔ ڈاکٹر ایم ایچ کوثر، <u>محولہ بالا</u>، ص: ۱۵ ۔

۸۹۔ " مقدمہ " از ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی ، <u>اردو لغت (تاریخی اصولوں پر)</u>، جلد اول ، ص: ف ۔

۹۰۔ بحوالہ ۶، <u>اردو زبان اور یورپی اہل قلم</u> ، ص ص : ۱۹، ۲۰ ۔

۹۱۔ محمد عتیق احمد صدیقی ، <u>محولہ بالا</u> ، ص ص : ۲۹، ۵۰ ۔

اس کا قلمی نسخہ سینٹ لزبوا کے کتب خانے میں موجود ہے [۹۲] اسی طرح مختلف اشیا اور ادویہ پر ایک پرتگالی فارسی ، ہندوستانی فہرست بھی اسی دور میں ایک پرتگالی مشنری اوجیئیو ڈی گوئوس نے مرتب کی تھی [۹۳]

اردو میں پہلا مبسوط لغت اصطلاحات جو آج ہمیں ملتا ہے ، فورٹ ولیم کالج کے استاد تھامس روبک (Thomas Roebuck) نے مرتب کیا [۹۴] اسے " عسکری ڈکشنری " کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے ۔ انگریزی میں اس کا نام An English and Hindoostanee Naval Dictionary ہے اور یہ پہلی بار ۱۸۱۱ء میں ہندوستانی پریس کلکتہ سے شائع ہوا ۔ پھر لندن سے ۱۸۱۳ء اور ۱۸۱۹ء میں طبع ہوا ۔ بعد ازاں متعدد بار طبع ہوتا رہا ۔ ۱۸۸۲ء کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے ۔ اس میں ایسے کثیر الفاظ کا ذخیرہ ہے جو انگریزی کمانداروں کو میدانِ جنگ میں اور بارکوں میں ہندوستانی سپاہیوں کے ساتھ بول چال میں کارآمد ہو سکتے ہیں ۔ لغت کے پیش لفظ میں مرتب لکھتا ہے :[۹۵]

" ہم بہت سے مقامی ملازموں کو اپنے جہازوں پر نوکری دیتے ہیں لیکن ہمارے افسران ان سے خاطرخواہ کام نہیں لے پاتے اس لیے کہ وہ اپنے احکامات ان ملازموں کو سمجھانے میں ناکام رہتے ہیں ۔ اسی مقصد کے لیے یہ لغت مرتب کی گئی ہے ۔ اسے زیادہ مفید بنانے کے لیے نہ صرف یہ کہ میں نے ان تمام الفاظ کو جمع کر کے ان کا ترجمہ کروایا ہے بلکہ میں نے خود ذاتی مشاہدے کی بنا پر جو الفاظ یا محاورے عام طور پر جہازیوں کو بولتے اور استعمال کرتے دیکھا ہے ، انھیں بھی یک جا کیا ہے اور ان تمام اصطلاحوں کو جمع کیا ہے جو جہاز کے عملے میں رائج ہوتی ہیں ۔ اس کام کے لیے میں نے جہاز کے بڑے بڑے افسروں سے رابطہ قائم کیا ہے اور ان سے مدد لی ہے "۔

اگرچہ اس لغات میں جہاز رانی کی اصطلاحات انگریزی ۔ اردو جمع کی گئی ہیں لیکن ان کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں پہلے سے موجود اردو اصطلاحات کو انگریزی کے مترادف کے طور پر سامنے رومن رسم الخط میں دیا گیا ہے ۔

۲:۵ ۔ عمومی انگریزی ، اردو لغات :

مستشرقین کے انگریزی اردو لغات اس لیے بھی اہم ہیں کہ باوجودیکہ ان میں روزمرے ، ضرب الامثال اور محاورے شامل کیے جانے لگے لیکن ان کا بنیادی ذخیرہ اصطلاحات ہی پر مبنی تھا ۔ جو انھی ماخذوں سے حاصل کیا گیا تھا ، جس کا تذکرہ ہم کر چکے ہیں ۔ اس کا آغاز جے فرگوسن کے لغت (۱۷۷۳ء) کے انگریزی ، اردو حصے سے ہوتا ہے ۔ اس کے کچھ ہی دیر بعد ۱۷۹۰ء میں ڈاکٹر ہنری ہیرس کا لغت A Dictionary of English and Hindoostani. شائع ہوا جو اپنے موضوع پر ایک جامع حوالہ جاتی کتاب ہے ۔ گلکرسٹ نے اس کا اعتراف کیا ہے کہ اس نے ہیرس کے لغت کو ماخذ بنایا ہے ۔ یہ پہلی جلد ہے ، دوسری جلد کا تذکرہ ہم پہلے ہی کر چکے ہیں ۔ اسی سال ڈاکٹر گلکرسٹ کا لغت شائع ہوا ۔ تھامس روبک نے بھی اس کی تدوین میں مدد دی تھی اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۸۱۰ء میں ایڈنبرا سے شائع ہوا ۔ لغت کا پہلا حصہ ۱۷۸۶ء میں اور دوسرا ۱۷۹۰ء میں کلکتہ سے شائع ہوا ۔ اس میں انگریزی الفاظ کے معانی اردو رسم الخط ہی میں درج کیے گئے ہیں ۔ ۱۷۹۷ء میں پہلی بار لندن سے چارج ہیڈلے کا ایک لغت شائع ہوا ۔ ۱۸۰۲ء میں مرزا محمد فطرت دہلوی نے بھی اس لغت کی تصحیح کا کام انجام دیا ۔ اس کا حوالہ گریرسن سے بھی ملتا ہے البتہ گلکرسٹ اسے دوکوڑی کی کتاب قرار دیتا ہے جبکہ کرک پیٹرک اسے مفید کتاب سمجھتا ہے [۹۶]

۹۲۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، محولہ بالا ، ص : ف ۔

۹۳۔ ڈاکٹر اے ایچ کوثر ، محولہ بالا ، ص ص : ۱۵ تا ۲۰ ۔

۹۴۔ ڈاکٹر آغا افتخار حسین لکھتے ہیں کہ تھامس روبک ۱۷۸۱ء میں لنلتھگو شائر میں پیدا ہوا ۔ ۱۸۰۱ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی میں ملازم ہو کر برصغیر میں آیا ۔ ۱۸۰۵ء میں لندن واپس چلا گیا جہاں سے ۱۸۱۰ء میں واپسی پر اس نے یہ لغت مرتب کیا ۔ ۱۸۱۱ء میں فورٹ ولیم کالج میں اسسٹنٹ سکرٹری کے عہدہ پر تقرر ہوا ۔ ۱۸۱۹ء میں فوت ہوا ۔ لغت کا چھٹا ایڈیشن ۱۸۸۲ء میں چارج اسمالنے اضافے اور ترامیم کے بعد شائع کیا تھا ۔ گلکرسٹ لکھتا ہے کہ لیفٹیننٹ تھامس روبک مدراس ملٹری اسٹیبلشمنٹ میں تھے اور فورٹ ولیم کالج کے بورڈ آف ڈائریکٹرز کے رکن تھے ۔ ڈاکٹر ولسن لکھتا ہے کہ رام کمل کے پریس کو چلانے میں کیپٹن روبک بھی ان کے ہمراہ تھے ۔

دیکھیے : ڈاکٹر آغا افتخار حسین ، یورپ میں اردو ، ص ص : ۶۸-۶۹ ۔

Gilchrist, Hindoostanee Philology, London(1810), Preface, P:I

اور ڈاکٹر ولسن کے خط کے لیے دیکھیے : شانتی رنجن بھٹاچاریہ ، بنگالی ہندوؤں کی اردو خدمات ، کلکتہ ، ۱۹۶۳ء ۔

95- ThomasRoebuck ,An English and Hindoostanee Naval Dictionary,London(1813), Cover Page –

۹۶۔ تفصیلات کے لیے دیکھیے ، اردو زبان اور یورپی اہل قلم ، ص ص : ۲۵ تا ۲۷ ، گلکرسٹ ، فلالوجی (دیباچہ) اور ڈاکٹر آغا افتخار حسین ، یورپ میں اردو ، ص ص : ۷۶ تا ۸۲ ۔

دیگر متفرق لغات میں ڈی روزیو کا انگریزی ،بنگلہ ،ہندوستانی ڈکشنری ، کلکتہ (۱۸۳۵ء) ، جیسے ٹی تھامپسن کا "انگریزی اردو ڈکشنری" سیرام پور ۱۸۳۶ء کیپٹن رابرٹ فیڈون ڈوبی کا لغت ہندی (۱۸۳۶ء) ، سی اوگڈن کا لغت بمبئی (۱۸۴۷ء) ہنری گرانٹ کا Anglo Hindustani Vocabulary کلکتہ (۱۸۵۰ء) ، آنون کا لغت انگلش ہندوستانی ،فارسی ،مدراس (۱۸۵۱ء) ، Vocabulary English and Hindoostani مدراس (۱۸۵۲ء) کیپٹن جی، ای بورڈیل کا لغت مدراس (۱۸۶۸ء) ایچ بلوک مین کا کلکتہ (۱۸۷۷ء) ایف ڈی راش کا لغت مطبوعہ ستارا (۱۸۷۹ء) قابلِ ذکر ہیں ۔ تاوقتیکہ ہم ڈاکٹر ایس ڈبلیو فیلن کے لغت English Hindoostani Dictionary. تک آ پہنچتے ہیں جو ۱۸۵۸ء میں کراسوں کی صورت میں شائع ہونا شروع ہوا ۔ اس میں قانونی اور تجارتی اصطلاحات بھی جمع کی گئیں ۔ حامدحسن قادری لکھتے ہیں کہ ۱۸۸۰ء میں فیلن کا انتقال ہو گیا اور ان کے بعد باقی کام ان کے معاونین لالہ فقیرچند، لالہ چرنجی لال ، لالہ ٹھاکرداس ، لالہ جگن ناتھ اور مسٹر واٹلنگ نے پورا کیا اور یہ ۱۸۸۲ء میں مکمل ہوا [۹۷] ۱۹۴۷ء ۱۹۴۶ء میں لاہور سے اسے رائے گلاب سنگھ نے بھی شائع کیا تھا ۔ اس نسخے سے پتا چلتا ہے کہ ڈاکٹر فیلن کی وفات تک حرف E تک نظر ثانی ہو چکی تھی [۹۸] مرکزی اردو بورڈ نے ۱۹۷۶ء میں اسے دوبارہ شائع کیا ۔ یہ ۱۹۲۷ء کے ایڈیشن کی عکسی نقل ہے ۔ ڈاکٹر فیلن کے یہاں ہمیں سابقوں ،لاحقوں کے علاوہ اصطلاحی ترکیبوں کے ترجمے کا اہتمام بھی ملتا ہے ۔ اگرچہ فیلن کے بعد پادری ایونگ کا یونانی اردو لغت لدھیانہ (۱۸۸۷ء) ،لندن (۱۸۸۵ء) ،باؤلے کا لغت ،لکھنؤ (۱۸۸۸ء) ، تھامس کرین کا Royal Dictionary لکھنؤ (۱۸۹۲ء) ، تھاپرن کا لغت لکھنؤ (۱۸۹۸ء) ، پولاک کا لغت (۱۹۰۰ء) ، رانکنگ کا لغت ، کلکتہ (۱۹۰۵ء) اور جے این سین کا لغت ، الٰہ آباد (۱۹۱۲ء) ، جیسے کئی لغات شائع ہوئے ۔ جن میں سے بیشتر نظر سے گزرے ہیں [۹۹] ان کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصطلاحی ترجمے میں ڈاکٹر فیلن کے بعد کسی نے قابلِ توجہ کام انجام نہیں دیا۔

۹۷۔ بحوالہ: حامد حسن قادری ، داستان تاریخ اردو ، کراچی (۱۹۸۸ء) ، ص: ۸۶ ۔

98- Fallon, S.W, English Hindoostani Dictionary, Lahore: Rai Gulab Singh, 1946, Preface.

۹۹۔ بحوالہ: اعجاز افتخار حسین محولہ بالا ، ص ص: ۶۵ تا ۸۵ ، و اردو زبان اور یورپی اہل قلم ، ص ص ۲۵ تا ۳۲ ۔

۳۔ متفرق اداروں کی کوششیں

مستشرقین کے ساتھ ساتھ مقامی لوگوں نے بھی جدید اصطلاحات سازی کی بالواسطہ کوششیں شروع کر دی تھیں ۔ ان کا آغاز علمی انجمنوں کی صورت میں ہوا اور کالجوں اور یونیورسٹیوں کے علمی اداروں کی صورت میں پروان چڑھا ۔ کلکتہ ،لکھنؤ ، آگرہ ، غازی پور ، مظفرپور ، شاہجہان پور ، دہلی ، حیدرآباد ، رڑکی اور لاہور اس کے اہم مراکز تھے ۔ جہاں علمی انجمنوں کے ساتھ ساتھ بعض انفرادی کوششیں بھی سامنے آئیں ۔

۳:۱ ۔ علمی انجمنوں کی خدمات :

فورٹ ولیم کالج کلکتہ کے ساتھ ساتھ اردو میں وضعِ اصطلاحات کا ایک اہم مرکز لکھنؤ کی صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے ، جہاں شاہانِ اودھ نے علمی تراجم کی داغ بیل ڈالی تھی ۔ نواب غازی الدین حیدر (۱۸۱۴ء سے ۱۸۲۷ء تک) نے اپنے علاقے میں سائنسی طرزِ فکر کے فروغ کے لیے ۱۸۱۴ء میں اسکول بک سوسائٹی قائم کی ، جس نے اردو میں کتب کے تراجم کرنا شروع کیے ۔ ان کے بعد نواب نصیر الدین حیدر (۱۸۲۷ء ۔ ۱۸۳۷ء) نے بھی اسے فروغ دیا ۔ یہاں صرف ایک مترجم سید کمال الدین حیدر لکھنوی (عرف محمد امیر الحسن الحسینی) نے ۱۹ کتابوں کا انگریزی سے اردو ترجمہ کیا ۔ جس میں طبیعیات ، فلکیات ، کیمیا ، مناظر ، مقناطیس ہوا ، حرارت وغیرہ سے متعلق رسائل شامل تھے [۱۰۰] مولوی کمال الدین حیدر کے ایک رسالے " رسالہ قوتِ مقناطیس " مطبوعہ مطبع سلطانی اودھ کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ انھوں نے ترجمے میں عربی ، فارسی اور مقامی الفاظ کو ترجیح دی ہے ۔ مثلاً Artificial Magnet "مقناطیسِ مصنوعی" ، Soft Iron "کوفت پذیر لوہا" ، Fibre "ریشہ" پوری کتاب میں موجود ہے ۔ چند انگریزی الفاظ کو بجنسہٖ رکھا گیا ہے ۔ مثلاً ایلیکٹرسیٹی ، کمپاس وغیرہ ۔ ان کی اصطلاحیں " انحراف ، سوزنِ مقناطیس ، تجربیات ، نرم مقراضی فولاد ، ضعیف مقناطیس " سے ہمیں ان کے عربی ، فارسی کے ایسے رجحان کا پتا ملتا ہے جو آج بھی اصطلاحی ترجمے میں عام دکھائی دیتا ہے [۱۰۱]

یوں لگتا ہے کہ اس کے بعد سائینٹفک سوسائیٹیوں کا جیسے جال بچھ گیا ۔ لکھنؤ (۱۸۳۱ء)، آگرہ (۱۸۳۲ء) مدرسہ فخریہ (۱۸۳۲ء)، غازیپور (۱۸۶۳ء)، روہیل کھنڈ بریلی (۱۸۶۵ء)، مظفرپور بہار (۱۸۶۸ء) اور شاہ جہان پوری لٹریری انسٹی ٹیوٹ (۱۸۶۸ء) ، کے بعد ۱۸۶۳ء میں سرسید کی سائینٹیفک سوسائٹی علی گڑھ وجود میں آئیں ۔ جو بالآخر دہلی کالج ۱۸۴۰ء انجمنِ پنجاب (۱۸۶۵ء) پنجاب یونیورسٹی اورینٹیل کالج لاہور (۱۸۶۹ء) انجمن ترقی اردو (۱۹۰۳ء)، دار المصنفین اعظم گڑھ (۱۹۱۴ء)، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن (۱۹۱۷ء) کی صورت میں نتائج پذیر ہوئیں ۔

سرسید احمد خان نے سائنٹیفیک سوسائٹی کا آغاز ۱۸۶۴ء میں غازی پور سے کیا تھا [۱۰۲] اس سوسائٹی نے ترجمے کے کام کا آغاز کیا اور صرف ایک ہی سال میں یعنی ۱۸۶۵ء تک آٹھ کتابوں کے ترجمے ہو کر سید احمد خان کے نجی چھاپہ خانہ سے شائع ہوئے ایک ہی سال بعد یہ سوسائٹی علی گڑھ منتقل ہو گئی ۔ اس لیے اس سارے ذخیرے کا جائزہ سائینٹیفک سوسائٹی علی گڑھ کے حوالے سے ہم آگے چل کر لیں گے ۔

ہمارے موضوع سے متعلق انجمنوں میں سے سائنٹیفک سوسائٹی مظفر پور (ضلع بہار) کا قیام ۲۴۔ مئی ۱۸۶۸ء کو عمل میں آیا ۔ یہاں سیاسیات ، فلکیات ، جغرافیہ ، جبرومقابلہ ، طبیعیات ،معدنیات ، علم مثلث اور فنِ تعمیر پر کتابیں شائع ہوئیں ۔ تالیف و ترجمہ کرنے والوں میں سرفہرست رائے سوہن لال مہتمم وہیڈ ماسٹر نارمل سکول پٹنہ کا نام ہے ۔ جنھوں نے آگے چل کر وضعِ اصطلاحات کی بحث میں حصہ لیا [۱۰۳] اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سوسائٹی کے اصطلاحی تراجم پر مقامی یا ہندی ماخذوں کے زیادہ اثرات تھے اور رائے سوہن لال کے نظریات کی چھاپ زیادہ تھی ۔

شاہ جہان پور لٹریری انسٹی ٹیوٹ کے اولین صدر آر ایم سانڈرس تھے اور اس کا ایک مجلہ "مظہر العلوم" مطبع محمدی شاہ جہانپور سے چالیس صفحات پر شائع ہوتا تھا ، اس کے شمارہ اگست ۱۸۷۰ء ، جلد ۲۵ میں شائع شدہ مضامین کے عنوان ملاحظہ ہوں بہ ضمیرہ نافظروجن ، چاند کے قد اور فاصلے کا بیان ، القوالِ اللاطون ، ستمبر ۱۸۷۰ء ،جلد ۲۶ کے عنوانات روشنی کا بیان ، بیئت کا بیان وغیرہ [۱۰۴]

۱۰۰۔ خواجہ حمید الدین شاہد ، اردو میں سائنسی ادب ، میں اس پر تفصیل سے بحث کی ہے ۔

۱۰۱۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ نے شاہانِ اودھ کے دس رسائل کی فہرست دی ہے ۔ جنھیں کمال الدین حیدر نے ترجمہ کیا لیکن آگے چل کر " رسالہ قوتِ مقناطیس " کو انھوں نے دہلی کالج کی کتاب ٹھہرایا ہے جو غلط ہے یہ کتاب بعد ازاں گنجِ علوم مفیدہ دہلی کی طرف سے دوبارہ طبع ہو ئی تھی ۔
بحوالہ : ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ، مغرب سے نثری تراجم ، ص ص: ۱۵۵، ۱۵۶ ۔

۱۰۲۔ الطاف حسین حالی ، حیاتِ جاوید ، لاہور ، ۱۹۸۲ء) ، جلد اول ، ص : ۱۱۹ ۔

۱۰۳۔ آفتاب حسن ، اردو ذریعہ تعلیم اور اصطلاحات ، ص : ۲۲ ۔

۱۰۴۔ ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ، محولہ بالا ، ص : ۱۸۱ ۔

۲:۲ – مدرسہ فخریہ حیدر آباد :

حیدر آباد دکن کے امرا میں سے امیر کبیر نواب فخر الدین خان شمس الامرا (۱۷۸۰ء تا ۱۸۰۲ء) نے مدرسہ مع رصدگاہ اور دار الترجمہ قائم کر رکھا تھا – جس نے ۱۸۳۲ء میں کام شروع کیا – ان کے مدرسے کا نام " مدرسہ فخریہ " تھا، جس کے نصاب میں انگریزی سے اردو کتب کے تراجم شامل کیے گئے – جب مدرسہ طباعت آگرہ (۱۸۲۵ء) قائم ہوا تو اس میں اسی مدرسے کے فارغ التحصیل طلبہ کی کھپت ہوئی – نواب صاحب کو علمِ ریاضی اور ہیئت سے خاصا شغف تھا – ان علوم کے تراجم کے لیے انھوں نے کئی مترجمین ملازم بھی رکھے اور خود بھی ترجمے کیے – ان کے فرزند محمد رفیع الدین خان عمدۃ الملک شمس الامرا ثالث نے بھی اس شوق کو آگے بڑھایا – چنانچہ مدرسہ فخریہ کے تراجم سے ضمنی طور پر اصطلاحات سازی کے بیشتر کام سامنے آتے ہیں – خواجہ حمید الدین شاہد لکھتے ہیں کہ ان کے مترجمین نے اکثر انگریزی اصطلاحات کے اردو مترادفات ڈھونڈ نکالے تھے – یہ وہ دور تھا جب شمالی ہند میں عموماً انگریزی اصطلاحات سے کام لیا جاتا تھا – مثلاً Acid کا ترجمہ یہاں "کھٹا" کیا گیا – Nitric Acid کو "شورے کا کھٹا" کہا جاتا تھا۔ Hydrostatics کے لیے "علمِ آب" اور Optics کے لیے "علمِ انظار" کی اصطلاحیں وضع کی گئیں – بعض انگریزی اصطلاحوں کے الفاظ اردو میں نہیں ملے تو ان کی اصل شکل میں برقرار رکھا گیا – مثلاً Synthesis سنتھیس ، Analysis انیلیس Thermometer تھرمامیٹر ، Bonometer بوناميٹر ، (۱۰۵) بعض مقامی اور ہندی الفاظ کی آمیزش سے بھی اصطلاحیں وضع کی گئیں مثلاً تبدیلی پون، موسمی پون (Monsoon) مہوس (Chemist) – تاہم زیادہ تر عربی فارسی اصطلاحیں ہیں – کلاں بین (Micro scope) متوازی شعاعیں (Parallel Rays) موصل (Conductor) – بلکہ عربی کی نسبت فارسی تراکیب زیادہ تھیں – جیسے علم الماء کی بجائے علمِ آب اور علم الانظار کی بجائے علم انظارہ – لیکن اردو کے حروف اضافت وجار کا بھی خاصا استعمال ملتا ہے – جیسے "ہلدی کے پتے کا رس میں بھیگا ہوا کاغذ" (Turmeric Paper) ، زبردستی کا بمب (Force Pump) ہوا کی بندوق (Airgun) علم آب کی ترازو (Hydrostatic Balance) (۱۰۶)

خواجہ حمید الدین شاہد نے اپنی کتاب میں نواب فخر الدین کے تراجم کی فہرست دی ہے – رسالہ مختصر جرثقیل (۱۸۳۶ء) ، رسالہ کسورات اعشاریہ (۱۸۳۶ء)، رسالہ اصول حساب (۱۸۳۶ء)، رسالہ اصطرلاب کروی (۱۸۲۹) اور ستہ شمسیہ (۱۸۳۰ء) ستہ شمسیہ چھ رسائل علم جرثقیل ، علم ہیئت ، علم آب ، علم ہوا، علم انظار، اور علم برق پر مشتمل تھے –

خواجہ حمید الدین شاہد لکھتے ہیں کہ علم جرثقیل میں بعض انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ نہیں کیا گیا مثلاً پڈ Puddi ایرپمپ Airpump وغیرہ – علم ہیئت میں فارسی ، عربی الفاظ کی بہتات ہے – یونانی حروف علامات ریاضی کو برقرار رکھا گیا ہے – رسالہ کیمسٹری میں اکثر اصطلاحات کا ترجمہ نہیں کیا گیا – مثلاً ڈیکاپزیشن ، ایلیکٹریسٹی ، نیٹرک ایسڈ ، پشن ، سلنڈر، جن کا ترجمہ کیا گیا وہ قابل فہم ہیں جیسے رغبت (Attraction) سیال (Liquid) ، ہوائی (Gas)، شعلہ گیر (Inflamable) رسالہ علم آب میں بھی یہی طریق اختیار کیا گیا ہے – رسالہ علم ہوا میں اصطلاحی ترجمے میں مقامی عنصر زیادہ نظر آتا ہے مثلاً ہوائی بندوق ، بخار کا آلہ ، ٹھوس پن ، موسمی پون وغیرہ – رسالہ علم مناظر میں اس کے برعکس عربی، فارسی اصطلاحات زیادہ ہیں – علم برق میں اکثر انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ نہیں کیا گیا – مثلاً ڈسچارجز، آگزیڈ، الکٹرامیٹر، وائر اسپوٹ (۱۰۷) اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ستہ شمسیہ اور دیگر رسائل و کتب مدرسہ فخریہ میں اصطلاحات سازی کسی باقاعدہ اصول کے تحت نہیں بلکہ مترجم کی ذاتی پسند نا پسند کے تحت ہوتی رہی – چند دیگر رسائل کی فہرست بھی خواجہ حمید الدین شاہد نے دی ہے ، جس سے پتا چلتا ہے کہ مدرسہ فخریہ میں ۲۷ کے قریب کتابیں ۱۸۷۵ء تک شائع ہوئیں – مولوی عبد الحق لکھتے ہیں کہ یہ کتابیں اس زمانے میں مبتدیوں اور عام شائقین کے لیے بہت تھیں – ان میں بہت سی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں جن میں سے کچھ اب بھی کار آمد ہو سکتی ہیں (۱۰۸)

۳:۲ – اسکول بک سوسائٹی، دہلی کالج :

دہلی کالج کا افتتاح تو ۱۸۲۵ء میں ہو چکا تھا، جب ایسٹ انڈیا کمپنی کی سالانہ تعلیمی گرانٹ سے مدرسہ عالیہ کلکتہ کو جو اصل میں مدرسہ غازی الدین کہلاتا تھا ، بقول مولوی عبد الحق پانچ سو روپے سالانہ منظور کیے اور اسے دہلی کالج کا نام دیا گیا – جے ایچ ٹیلر جو مقامی مجلس کے سکریٹری تھے ، اولین

۱۰۵– حمید الدین شاہد، محولہ بالا، ص: ۶ –

۱۰۶– بحوالہ ایضاً ، ص: ۶ –

۱۰۷– ملاحظہ ہو ، ایضاً ، ص ص: ۱ تا ۳۰ –

۱۰۸– مولوی عبد الحق ، اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص: ۳۰ –

پرنسپل مقرر ہوئے – ۱۸۲۸ء تک یہ روایتی کالج رہا – اس سال سرچارلس مٹکاف کے حکم سے انگریزی کا شعبہ کھولا گیا – ۱۸۳۵ء میں ولیم بینٹنگ کے حکم سے انگریزی ذریعۂ تعلیم نافذ ہوا – لیکن چار ہی سال بعد لارڈ آک لینڈ نے اس رویے کو ترک کر کے ۱۸۳۹ء میں فیلکس بٹروس پرنسپل مقرر ہوا – ۱۸۴۰ء کے اواخر میں اسکول بک سوسائٹی قائم کی گئی – جس نے متعدد کتب کا اردو میں ترجمہ کیا – اس کے مترجمین میں مولوی امام بخش صہبائی، مولوی کریم الدین، ڈاکٹر فیلن، ماسٹر رام چندر جی، مولوی سبحان بخش، مولوی احمد علی، مولوی سید محمد باقر، سید کمال الدین حیدر لکھنوی اور مولوی ذکاءاللہ جیسے نامور مترجمین شامل تھے جون ۱۸۴۱ء میں بٹروس نے اسے نیا نام دیا (۱۰۹) Society for The Promotion of Knowledge in India Through the Medium of Vernacular Language.

ریاض صدیقی لکھتے ہیں کہ رام چندر کے تقرر، سوسائٹی سے انکے تعلق کی تفصیلات اور سید جعفر کے بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ سوسائٹی ۱۸۴۳ء میں قائم ہوئی تھی اور اس شعبے کا نام ورناکیولر ٹرانسلیشن سوسائٹی تھا – ۱۸۴۵ء میں ڈاکٹر اسپرنگر اسکے روح رواں بن گئے (۱۱۰)

اس سوسائٹی نے اصطلاحات سازی کے اصول بھی وضع کیے، جن پر ہم بحث کر چکے ہیں – اس کے ساتھ ساتھ سوسائٹی کی طرف سے طبیعیات، معاشیات، تاریخ، فلسفہ اور قانون کی کئی کتابوں کے ترجمے ہوئے – مولوی عبدالحق نے ۱۲۸ کتابوں کی فہرست دی ہے (۱۱۱)

ان میں استعمال ہونے والی اصطلاحات میں مسلمانوں نے عربی فارسی آمیزی اور ہندوؤں نے ہندی اور مقامی زبانوں کے الفاظ کے استعمال پر زور دیا ہے – مثلاً "رسالہ مقناطیس" از کمال الدین حیدر میں جو اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں ان میں عربی، فارسی کے رجحان کا اظہار ہوتا ہے – مثلاً قوت در مقناطیس (St-rong Magnet)، عرق وانحراف (Dip + Inclination)، جذب و اندفاع (Attraction and Repulsion) – میر حسن لکھتے ہیں کہ اس رسالے میں بیشتر اصطلاحات کا ترجمہ کیا گیا صرف محدودے چند انگریزی الفاظ الیکٹرسٹی، کمپاس وغیرہ بجنسہٖ مستعمل ہوئے ہیں (۱۱۲) جبکہ دوسرے رسالے "کتاب حکمت علم طبعی" ترجمہ از پنڈت سروپ نرائن وشونرائن (۱۸۴۵ء) کی اصطلاحات پیچ بیان، درجات گرمی، تپش گرمی کی، جسم کے پوست وغیرہ میں مقامی اثرات نمایاں نظر آتے ہیں تاہم میلان، بخارات، مبدل، وغیرہ عربی الفاظ استعمال ہوئے ہیں (۱۱۳)

۲:۴ – طبی مدارس کی خدمات :

اس دور میں کلکتہ، آگرہ اور حیدرآباد میں قائم ہونے والے طبی مدارس میں بھی تراجم اور اصطلاحات سازی کی خدمات انجام دی گئیں – نواب ناصر الدولہ کے آخری زمانے میں مدرسہ طبابت آگرہ ۱۸۴۵ء میں قائم ہوا – اس ادارے کے مترجمین نے طب سے متعلق مغربی زبانوں سے اردو میں نصابی کتب کے تراجم شائع کیے جو رومن اردو میں لکھے گئے اس کے بعض تراجم آج بھی اردو بورڈ کے کتب خانے میں محفوظ ہیں (۱۱۴) اسی طرح کلکتے کے طبی بورڈ کے اصول اصطلاحات کی کوششوں کا ذکر دوسرے باب میں ہم حکومت بنگال کے حوالے سے کر چکے ہیں –

مدرسہ طبابت حیدرآباد دکن کا قیام ۱۸۴۶ء میں عمل میں آیا – ۱۸۵۵ء تک اس کے سربراہ ڈاکٹر میکملن تھے – ان کی کتابوں کا ترجمہ مرے (Murray) نے کیا – ڈاکٹر میکملن کے بعد ڈاکٹر اسمتھ پرنسپل بنے تو انھوں نے ۱۸۵۶ء میں رسالہ طب جاری کیا – جو ۱۸۵۸ء تک جاری رہا تھا (۱۱۵) –

۲:۵– رڑکی اور مدراس کے انجینئرنگ کالج :

انجینئرنگ سے متعلق برصغیر میں قائم ہونے والے کالجوں میں طامسن انجینئرنگ کالج رڑکی سب سے قدیم ہے – اس کا قیام ۱۸۴۸ء کو عمل میں آیا – یہ کالج اس منصوبے کا حصہ تھا کہ پیشہ ورانہ تعلیم اردو میں دی جائے۔ اس غرض کے لیے مضمون سے متعلق کتابیں بھی ترجمہ کی گئیں – مثلاً استعمال جرثقیل، بیان لوگارتم رسالہ درباب پیمائش، رسالہ درباب فن نجّاری، چنائی، پیمائش، اشیائے تعمیر، قواعد حساب متعلقہ انجینئرنگ، رسالہ پلوں کے بیان میں، مجموعہ سامان عمارات، مٹی کا کام وغیرہ – جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن سے ان میں سے بیشتر دوبارہ شائع ہوئیں – اس کے علاوہ انجینئرنگ کالج مدراس کی بعض کتابیں بھی مثلاً نقشہ کشی، آبپاشی، تعمیروں کا نظریہ اور تعمیر، سڑکیں وغیرہ بھی جامعہ عثمانیہ سے شائع ہوئیں –

۱۰۹– بحوالہ: مولوی عبدالحق، مرحوم دہلی کالج، دہلی، (۱۹۴۵ء)، ص ص: ۱۰ تا ۱۲، ۱۲۲، ۱۲۱ –

۱۱۰– ریاض صدیقی، "دہلی کالج"، افکار، برطانیہ میں اردو نمبر، ص: ۱۱۱ –

۱۱۱– ملاحظہ ہو، مرحوم دہلی کالج، ص ص: ۱۲۷ تا ۱۵۲ –

۱۱۲– میر حسن، "اردو زبان میں وضع اصطلاحات"، محولہ بالا، ص ص: ۲۱۲، ۲۱۳ –

۱۱۳– بحوالہ: مرزا حامد بیگ، محولہ بالا، ص: ۱۵۵ –

۱۱۴– مرزا حامد بیگ، محولہ بالا، ص ص: ۱۵۹، ۱۶۰ –

۱۱۵– شفقت رضوی "مستشرقین کی اردو خدمات"، افکار، برطانیہ میں اردو نمبر، ص: ۲۲۸ –

کتب خانہ مقتدرہ میں موجود رڑکی کالج کی کتاب رسالہ ہفتم درباب پیمائش (Surveying ، ۱۸۶۹ء) مولف ایف ظاہر ہربس کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ اس کی اصطلاحات میں عربی ، فارسی کا رجحان زیادہ ہے ۔ مثلاً وتر، جیب ، منطق ، مزاحمت ، ساقین، تفاوت جیسی مفرد اصطلاحیں اور مماس نقاط ، نقطۂ تقاطع ، مثلث قائمتہ الزاویہ ، کثیر الاضلاع ، مربع دائرہ جیسی مرکب اصطلاحیں جن میں طشتِ چسپیدہ جیسی خالص فارسی اور روک جیسی خالص اردو اصطلاحیں بھی ملتی ہیں ۔ بعض انگریزی اصطلاحیں بھی کثرت سے استعمال ہوئی ہیں ۔ مثلاً کمپاس ، واٹی کیول ، لیول ، الٹی میوڈ، تھیوڈولائٹ ، پینٹی گراف ، ڈرائنگ ، ورنیر اسکیل ، پر لل رولر ، کراس سٹاف ، اسکیچنگ وغیرہ ۔ ان کے بارے میں کتاب کا مترجم شنبھو داس لکھتا ہے :[۱۱۶]

" اس کتاب میں بعض موقعوں پر الفاظ انگریزی مستعمل پیمائش اس غرض سے لکھے گئے ہیں کہ اول تو بجائے ان کے الفاظ اور بامحاورہ اور بامعنی نہیں ہیں اور دوسرے یہ کہ یہ "سب اورسیروں" اور "سب سرویروں" وغیرہ کو جبکہ یہ ماتحت ..... کام کریں گے ۔ بذریعہ ان کے گفتگو میں بہت امداد ملے گی " ۔

جبکہ کتاب پیمائش حصہ دوم کی اصطلاحات کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ ان عربی فارسی اصطلاحات کے علاوہ مثلاً، چرخ ڈھیری ، کانٹا ، کھمبا ،جیسے مقامی الفاظ بھی استعمال کیے گئے ہیں [۱۱۷] یہ مقامی الفاظ ہمیں چنائی ، مٹی کا کام اور اشیائے تعمیر میں بھی کثرت سے ملتے ہیں ۔ یہ کتابیں کتب خانہ جامعہ کراچی میں موجود ہیں ۔

انجنیرنگ کالج مدراس کی کتاب آبپاشی کا جائزہ لینے سے پتا چلتا ہے کہ اس پر اصطلاحی اثرات رڑکی کالج ہی کے ہیں ۔ ترکیبات میں "کاکے کی" ، "ر" ترجمے میں اکثر مقامی اور ہندی الفاظ کا استعمال عام ہے ۔ مثلاً Run off Channell (اخراج کا نالہ) Field to Field (کھیت وار)، Open Weir (کھلمند چادر) Back Water (پس آب) Etchment Area (بہن بہاؤ رقبہ) تاہم عربی فارسی اصطلاحات بھی ہیں جیسے Aqueduct (آبگزر) وغیرہ [۱۱۸] یہ کتاب مقتدرہ کے کتب خانے میں موجود ہے ۔ رڑکی اور مدراس کی ان کتابوں کا تفصیلی جائزہ پانچویں باب کے حصہ ۲ میں جامعہ عثمانیہ حیدرآباد دکن کے حوالے سے اور ساتویں باب کے تقابلی جائزوں میں لیا گیا ہے ۔

۲:۶ ۔ سائینٹیفک سوسائٹی علی گڑھ:

سرسید احمدخان کی غازی پور میں قائم کردہ سائینٹیفک سوسائٹی ۶۔ جون ۱۸۶۴ء کو ان کے ساتھ علی گڑھ منتقل ہو گئی ۔ اس موقع پر سرسید نے اپنا مطبع سوسائٹی کی نذر کر دیا ۔ یہ سوسائٹی سرسید کی عدم موجودگی میں بھی کام کرتی رہی ۔ سوسائٹی کا بنیادی مقصد انگریزی زبان سے عمدہ کتابوں کا اردو ترجمہ کرکے انھیں شائع کرنا تھا ۔ ۲۔ مارچ ۱۸۶۶ء کو سوسائٹی نے انسٹی ٹیوٹ گزٹ بھی شائع کیا ۔ جس کا ایک کالم انگریزی اور ایک اردو تھا ، تاریخ، سیاست ، معیشت ، سائنس اور آب وہوا کے موضوعات کے ترجمے کے ترجمے کا آغاز کیا گیا [۱۱۹] سوسائٹی نے تقریباً چالیس کتابیں ترجمہ کروائیں ان میں رسالہ علم فلاحت رسالہ علم انتظام مدن، رسالہ علم طبیعیات ، رسالہ علم آب وہوا ، رسالہ علم آلات ، رسالہ برقی، اقلیدس جغرافیہ ، سیاستِ مدن ، علمِ مساحت ، علمِ مثلث ، الجبرا ، نظریہ مساوات ، تفریقی احصا ، تکمیلی احصا جیسی کتابیں اور گال بریتھ، ٹاڈہنٹر اور ہرنارڈسمتھ کی سائنسی اور ریاضی کی کتابوں کے تراجم اصطلاحی لحاظ سے قابل توجہ ہیں [۱۲۰]

رسالہ علمِ فلاحت ، رابرٹ اسکاٹ برن کی تصنیف کا ترجمہ ہے یہ ۱۸۶۵ء میں غازی پور بلکہ علی گڑھ سے شائع ہوا ۔ اس کے مترجمین میں سرسید احمد خان بھی شامل تھے ۔ اس میں صرف کہیں کہیں اردو اصطلاحات بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ کیا گیا ہے ۔ مثلاً Nitric Acid کو شورے کا تیزاب لکھاہے ۔ البتہ اکثر اصطلاحیں انگریزی سے بجنسہٖ لے لی گئی ہیں ۔ مثلاً جیالوجی ، فزیالوجی، سلفیٹ آف سوڈا سلفیٹ آف امونیا وغیرہ البتہ بعض اردو اصطلاحیں بیانات میں استعمال ہوئی ہیں مثلاً مرکباتِ جمادیہ ، اجزائے زمین وغیرہ ۔ رسالہ انتظامِ مدن ،پروفیسر ناساولیم سینیئر کی تصنیف ہے جسے باہو کامی ورائے شنکر داس نے ترجمہ کیا اور علی گڑھ سے ۱۸۶۵ء میں طبع ہوئی ۔ اس کے ابتدا ہی میں اصطلاحات کے ترجمے اور متبادلات دیے

۱۱۶۔ "دیباچہ" از شنبھو داس ، رسالہ ہفتم درباب پیمائش ، رڑکی (۱۸۶۹ء)۔

۱۱۷۔ سی جے ویل /محمد رضا اللہ دہلوی، پیمائش حصہ دوم ، حیدر آباد (۱۹۳۶ء)، ص ص :۲۹۸ تا ۳۰۲ ۔

۱۱۸۔ کرنل ڈبلیو ایم ایلس /ترجمہ، مولوی محمد رضا اللہ ،آبپاشی ، حیدرآباد دکن ،عثمانیہ یونیورسٹی پریس ، ۱۹۳۹ء(طبع دوم) ۔

۱۱۹۔ الطاف حسین حالی ، محولہ بالا ، ص ص : ۱۲۳ و ۲۲۳ ۔

۱۲۰۔ مولوی عبدالحق ، حالات و افکار سرسید احمدخان ، کراچی (۱۹۷۵ء)، ص ص : ۱۲۰،۱۲۱ ۔

گئے ہیں – مثلاً Exchange (تبدل)، Economic Wealth (دولت)، Utility (معاوضہ)، Settlement (محتاجوں کا حق امدادخواہی)، Supply (مقدار وصول)– اس میں اصطلاحات سازی سے زیادہ محض لفظی ترجمے کی کوشش کارفرما نظر آتی ہے –

اصولِ سیاستِ مدن جان اسٹوارٹ مل کی تصنیف ہے ، جسے پنڈت دھرم نرائن دہلوی نے ترجمہ کیا اور یہ ۱۸۶۹ء میں شائع ہوئی – یہ ترجمہ بنیادی طور پر دہلی کالج کے لیے ہوا تھا اس میں معاشی اصطلاحات کے تراجم کم وبیش ویسے ہی ہیں ، جن کا اوپرذکر ہوچکا ہے یعنی ترجمے کی کوشش مثلاً Productive Labour (پیدا کرنے والی محنت) Joint Stock Company (ساجھے کی پونجی کارخانہ یا ساجھے کا کارخانہ)–

اصطلاحات سازی کے ضمن میں سرسید احمدخان نے بھی بعض تجاویزدی تھیں ، جن پر اگرچہ بہت کم عمل ہوا اور شاید الطاف حسین حالی کے سوا کوئی اور مقلدنظر نہیں آتا – تاہم سوسائٹی کے حوالے سے ان کا تذکرہ ناگزیر ہے – ان کا خلاصہ یہ ہے کہ بعض اوقات ضرورت یا مجبوری سے غیرزبان کے الفاظ لینا پڑتے ہیں –ایسی صنعتیں اور فنون جو اپنے ملک میں نہیں ہوتے اور غیرممالک سے آتے ہیں تو ان کے ساتھ بہت سے مخصوص الفاظ بھی آ جاتے ہیں ایسے لفظ یا اصطلاحیں جو اعلام سے منسوب ہوتے ہیں بجنسہٖ لے لینے پڑتے ہیں – دوسری بات انھوں نے یہ کہی ہے کہ بعض غیر زبانوں کے لفظ عظمت اور دلنشینی کی خاطر استعمال کرنے پڑتے ہیں – مثلاً سرسیدکے ہاں سویلزیشن ، نیچر ، کلچروغیرہ کے الفاظ ملتے ہیں [121] تاہم سرسیدکے اس اصطلاحی دخل کے نظریے کا سوسائٹی کی کتابوں پر بہت کم اثر نظر آتا ہے – لیکن سوسائٹی نے اصطلاحی ترجمے میں جس سلیقے کا ثبوت دیا ، بقول میرحسن " یہی وجہ ہے اس کی وضع کردہ بعض اصطلاحیں یا تو اپنی اصلی حالت میں یا تھوڑی سی تبدیلی کے ساتھ اردو میں مستقل طور پر داخل ہو گئیں " [122]

۲:۷ – انجمنِ پنجاب لاہور :

کلکتہ ،دہلی،آگرہ ، حیدرآباد کے علاوہ لاہور بھی اس دور میں اہم علمی ادبی مرکز کی حیثیت اختیار کر چکا تھا – ۲۱– فروری ۱۸۶۵ء کو لاہور میں جدیدعلوم کی اشاعت اور فروغ کے لیے انجمن اشاعت مطالب مفیدہ پنجاب کا قیام عمل میں لایا گیا ، جسے بعد میں انجمن پنجاب کہا جانے لگا – ڈاکٹر لائنٹز اس کے صدر چنے گئے [123] یہ انجمن سرکار کے ایما ہی پر قائم کی گئی تھی – ٹھیک ایک سال بعد اس انجمن نے تصنیف وترجمے کا کام شروع کیا – ۱۸۶۵ء سے ۱۸۸۰ء تک انجمن کا پندرہ سالہ دور ادبیاتِ اردو کے فروغ کے لیے بہت اہم ہے [124] صرف ۱۸۶۸ء تک رسالہ انجمن پنجاب میں ایک سو چالیس مضامین شائع ہو چکے تھے [125]

انجمنِ پنجاب نے اردو ہندی کے تنازعے اور اصطلاحات سازی کے اصولوں میں ایک نئی راہ عمل سمجھانے کی کوشش کی – ۹– مارچ ۱۸۶۵ء کے ایک جلسہ عام میں ڈپٹی ہادی حسین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر گجرات نے ایک مضمون پڑھا اور یہ لکھا : [126]

> " ۲۳– مارچ کے جلسہ خاص میں دیوان بیج ناتھ نے (جو انجمن پنجاب کی اردو کمیٹی کے سپرنٹنڈنٹ تھے) بتایا کہ انھیں گورنرجنرل نے اس کام پر مامور کیا ہے کہ اردو زبان سے عربی،فارسی الفاظ نکال دیے جائیں تاکہ مقرعۃ العمل جس میں کچہری کے محاورات اور اصطلاحات رکھی گئی ہیں وہ آسان ہو جائے اس پر انجمن میں بڑی بحث ہوئی کہ انجمن یقیناً اس بات کی داعی ہے کہ اردو زبان کو آسان سے آسان بنایا جائے – لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ اس کی شکل کو مسخ کر دیا جائے – لہذا انجمن کا فیصلہ ہے کہ وہ اس رسالہ یعنی "مقرعۃ العملہ " کی زبان کو ہرگز نہ بدلا جائے – اور اگر حکومت کسی قسم کی تبدیلی چاہتی ہے تو اس کا ایک نمونہ لکھوا کر انجمن کو بھیج دیا جائے تاکہ اس پر بحث کے بعد کسی نتیجے پر پہنچا جا سکے اور ایک ایسا رسالہ تیار کرے جس میں مترادفات موجود ہوں – اور اس رسالے کو ہرگز نہ بدلا جائے اور عربی،فارسی اور سنسکرت میں جو اساتذہ کی تصانیف ہیں ان کے مطالعہ کے شوق کو ہرگزپست کرنے کا قصد نہ کرے کیوں کہ اب اس قسم کے رسالہ جات بہت کم لکھے جاتے ہیں اور اس طرح " مقرعۃ العملہ " کاٹ چھانٹ سے بچ گیا– یہ انجمن کا ایک بڑا جراٗت مندانہ قدم تھا "–

اگرہم انجمن کی ترجمہ شدہ کتابوں کا جائزہ لیں تو ان میں پیرزادہ محمدحسین عارف کے تراجم ازقسم منطق استقرائی ، مفتاح الافلاک ، رسالہ سیاستِ مدن، رسالہ علم سکون سیارات، علم اصولِ قانون ، رسالہ علم سیارات وغیرہ قابلِ ذکر ہیں – مزیدبراں علمِ طب میں ڈاکٹر عبدالرحیم کی کتابیں مثلاً ذیابیطس، کامیڈیکا اور قرابادین رحیمی اپنے اصطلاحی ذخیرے کی بنا پر قابلِ توجہ ہیں –

۱۲۱– مولوی عبدالحق ، ایضاً، ص ص: ۳٦ تا ۳۸ –
۱۲۲– میرحسن ،"اردو زبان و وضع اصطلاحات کے مسائل " محولہ بالا، ص :۲۱۲ –
۱۲۳– صفیہ بیگم، انجمنِ پنجاب ، تاریخ وخدمات ، کراچی(۱۹۷۸ء)، ص ص : ۱۰۲، ۱۰۵ –
۱۲۴– ایضاً ، ص : ۲۰۹ –
۱۲۵– ڈاکٹرعبدالسلام خورشید، "اردوصحافت" ، نقوش ،لاہورنمبر ،خصوصی شمارہ ، لاہور –
۱۲٦– صفیہ بیگم ، محولہ بالا ، ص : ۲۹٦ –

۲۔ انفرادی خدمات

اردو میں اصطلاحات کی ابتدائی کوششیں اداروں سے پہلے انفرادی سطح پر شروع ہوئی تھیں ۔ اہل یورپ کی آمد اور لغات کے سلسلے میں انکی کوششوں کا ذکر ہم کر چکے ہیں ۔ اردو میں سائنس کی قدیم ترین کتاب بھی خواجہ حمید الدین شاہد کے نزدیک ایک یورپی پادری ہی نے لکھی تھی ۔ اسی طرح بعض اردو ادیبوں نے بھی قابلِ قدر خدمات انجام دیں ۔ ان سب کا جائزہ ذیل میں پیش کیا جاتا ہے ۔

۲:۱ ۔ چند ابتدائی اصطلاحات ساز :

حمید الدین شاہد نے سائنس کی جس پہلی کتاب کا ذکر کیا ہے وہ ۱۷۹۸ء میں لیتھو پر طبع ہوئی ۔ یہ پادری ہوکنس کی انگریزی کتاب کا ترجمہ ہے ۔ اگرچہ اس پر مترجم کا نام نہیں ۔ کتاب کا نام بحر الحکمت ہے اور یہ بھاپ کے موضوع پر ہے ۔ اس میں بعض انگریزی اصطلاحوں کا ترجمہ کیا گیا ہے مثلاً Steam Engine (دخانی کل)، بعض اصطلاحیں بعینہٖ لے لی گئی ہیں جیسے سلنڈر، اسکویر انچ، کیوبک فٹ ، اسکرو، ایرپمپ، تھرمومیٹر، اسکیل، پسٹن، البتہ تھرمامیٹر کو "تاپ درجہ نما" بھی لکھا گیا ہے ۔ طبیعیات کی بعض اصطلاحیں عمل تکثیف ، عمودعلی الافق ، نقطۂ جوش ، نقطۂ انجماد ، دخان وغیرہ [(۱۲۷)] جولائی ۱۸۲۶ء میں ڈاکٹر پیرسن کی کتاب "معدنِ زہر" گورنمنٹ لیتھوگرافک پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ۔ اس میں جہاں اس نے انگریزی لفظ استعمال کیا ہے ۔ وہاں حسبِ ضرورت اردو مترادفات بھی دیے ہیں جیسے Vein (ورید) ، Nerves (اعصاب) Infection (پچکاری)، Sulpher (گندھک) Mercury (پارہ) (Arsenic) اکثر اوقات عربی ،فارسی اور سنسکرت مترادف بھی دیے ہیں ۔ مثلاً فارسی مترادف زرنیخ/ذرنخ کیا ہے ۔ اس طرح مصنف نے گویا اصطلاحی تشریح کی ہے ۔ ڈاکٹر پیرسن کے بارے میں معلوم ہوا ہے وہ ایسٹ انڈیا کمپنی کا ملازم تھا ۔ اس کی ایک اور تصنیف "بیان سائنس کے بل کا" ۱۸۳۱ء میں اسی پریس سے شائع ہوئی [(۱۲۸)] دونوں کتابیں تصنیف میں شمار کی جا سکتی ہیں ۔

اسی دور کے ایک مصنف پی برٹین ہیں ، جن کا تعلق نیشو میڈیکل انسٹی ٹیوشن سے تھا " اخبار جامِ جہاں نما" نے ان کی بیس کتابوں کا ذکر کیا ہے ۔ ان میں سے " بیان ماہیئت اور تاثیر یعنی ہوا" انجمن ترقی اردو کے کتب خانے میں ہے ، جو ۱۸۲۹ء میں گورنمنٹ لیتھوگرافک پریس کلکتہ سے شائع ہوا ۔ اس کا انداز بھی بالکل پیرسن کا ہے ۔ اس میں ریسپور ، ایرپمپ جیسی انگریزی اصطلاحوں کے ساتھ ہوا کا تخلخل (پھیلاؤ) وغیرہ اردو کی اصطلاحات بھی قابلِ توجہ ہیں [(۱۲۹)] ۱۸۳۹ء میں مرزا محمد علی اکبر اللہ آبادی کی ایک کتاب "مصطلحاتِ ٹھگی" لیتھوگرافک پریس کلکتہ سے شائع ہوئی ۔ اس میں ٹھگوں کے مخصوص الفاظ اور اصطلاحات اور ان کے معانی بیان کیے گئے ہیں [(۱۳۰)]

اورینٹیل ٹرانسلیشن آفس بمبئی کے پہلے مقامی مترجم ونایک واسودیو نے ۱۸۶۷ء میں بحریہ کی اصطلاحات کا ترجمہ شائع کیا ، جس کی بنیادی خصوصیت تھی " ترجمہ کی آسان اور سادہ زبان جس میں ثقیل عربی،فارسی سنسکرت اور انگریزی الفاظ نہ ہوں "[(۱۳۱)]

اسی دور میں صوبہ سرحد میں ولیم میور سکرٹری صدر بورڈ نے صوبہ سرحد کے لیفٹیننٹ گورنر کے حکم پر Direction for Revenue Officers کا ترجمہ " ہدایت نامہ عہدہ دارانِ مال ممالک مغربی وشمالی " کے نام سے کیا جو ۱۸۵۱ء میں آگرہ سے سکندرہ آرفن پریس سے شائع ہوئی ۔ اس میں دی گئی اصطلاحات کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ دفتری و مالگزاری کی اصطلاحی ترجمے میں ولیم میور نے مقامی رائج اصطلاحات ہی کو استعمال کیا ہے مثلاً بندوبست ، حدودبندی، کیش ودخل، خسرہ ، پیمائش ، کھتواری ، پیمائش علمی ، مساحت ، رختہ بندی، تعلقہ داری ، قلمرو، معافی منضبطہ ، معافی واگزاشت ، کھتونی ، اسامی دار، دستور العمل ترقی ، حین حیات ، ثالث ، سالیانہ ، بٹائی ، بہائی دار، مستاجر ، تصرف وغیرہ ۔ البتہ بعض انگریزی اصطلاحات کو بھی مستعمل کے روپ میں دکھایا گیا ہے ۔ مثلاً کمپاس ، کلکٹر ، ڈگری ، رجسٹری ، کلکٹری،پنشن وغیرہ ۔

تقریباً اسی دور میں بہاولپور میں اردو کی دفتری اصطلاحات کا علم ہوتا ہے ۔ وہاں ۱۸۶۶ء میں ہفت روزہ " صادق الاخبار" کا اجراء ہوا ۔ ان کی مرکب اصطلاحات کو دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ عربی،فارسی بلکہ عربی کا اثر زیادہ تھا ۔ دفتری اصطلاحات کے سلسلے میں یہ بھی ایک قدیم کوشش ہے ۔ مثلاً Actually,

---

۱۲۷۔ خواجہ حمید الدین شاہد، محولہ بالا ، ص ص : ۲۰۱ ۔

۱۲۸۔ شفقت رضوی، "مستشرقین کی اردو خدمات"، افکار برطانیہ میں اردو نمبر ، ص : ۲۲۹ ۔

۱۲۹۔ خواجہ حمید الدین شاہد محولہ بالا ، ص ص : ۲۶،۲۷ ۔

۱۳۰۔ بحوالہ : ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) ، ص : ۵۱ ۔

۱۳۱۔ بحوالہ : مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے ، ص ص : ۱۲،۱۳ ۔

(فی الواقعی)، From (منجانب)، Contingent Expenditure (سائر خرچ) Termination of Leave (انقضائے رخصت) Gangators (زمرۂ بدمعاشان) وغیرہ [۱۳۲] -

۱۸۵۱ء میں ڈاکٹر کنکوئیسٹ کی کتاب " اصولِ فنِ قبالت " کا ترجمہ مدراس کے سرکاری سرجن ایڈورڈ بالفور نے شائع کیا تھا - اس کے ایک صفحے پر انگریزی عبارت اور مقابل کے صفحے پر اردو ترجمہ ہے - اس کا موضوع زچگی ہے - انگریزی اصطلاحات کے عربی، فارسی اور اردو مترادف الفاظ استعمال کیے ہیں لیکن مروّجہ املا کے ساتھ مثلاً زچہ کو جچا، زچگی کو جچگی وغیرہ [۱۳۳]

مدراس ہی کے اسکاٹش پریس سے ۱۸۶۰ء میں حکیم سید باقر علی اور سید علی کی کتاب "اصولِ طبابت" شائع ہوئی - جس کے آخر میں ۶ صفحات ۲۸۵ تا ۲۹۱ پر اصطلاحات دی گئی ہیں - دسمبر ۱۸۷۲ء میں غالباً اردو کی پہلی میڈیکل ڈکشنری Medical Dictionary اسی نام سے کلکتہ سنٹرل پریس کمپنی سے شائع ہوئی - اس کے مرتب ڈاکٹر ایف بنجن مینڈتھے [۱۳۴] اس میں عام فہم اردو الفاظ کو استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے - مثلاً شرائین Artries ، باری کی تپ Interment Fever وغیرہ -

پنجاب سے ۱۸۷۲ء میں وزیر آباد کے مدرسہ کے ہیڈماسٹر منشی احمد شفیع کی دو کتابیں ہمارے سامنے ہیں - ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ انجمن پنجاب کے دور میں علمی سائنسی تصنیف و ترجمے کے حوالے سے اصطلاحات سازی کا عمل پنجاب میں بہت دور دور تک پھیل گیا تھا - منشی احمد شفیع تحصیل علوم شرقیہ کے بعد سیالکوٹ میں ملکہ معظمہ کے رسالہ ہلتم کے میر منشی تھے - انگریزی پڑھنے کے لیے چرچ آف سکاٹ لینڈ مشن اسکول سیالکوٹ میں داخل ہوئے وہاں ان کے استاد پادری جان ٹیلر اور پاٹرسن وغیرہ تھے - انھوں نے ۱۸۳۶ء میں انھیں وزیر آباد کے سکول کا ہیڈ ماسٹر بنا دیا - جہاں انھوں نے اردو میں تصنیف و تالیف کا کام شروع کیا [۱۳۵] ان کی کتابوں میں عربی، فارسی آمیز اصطلاحات بھی استعمال ہوئی ہیں اور انگریزی اصطلاحات بھی بعینہٖ ہی لی گئی ہیں - " تبریدِ احمدی " Refreshing Beverage کے موضوع پر لکھی گئی ہے اور ۱۸۷۲ء میں مطبع مفیدِ عام آگرہ سے طبع ہوئی - حافظِ احمدی طبیعات کے موضوع پر لکھی گئی ہے اور اسی مطبع سے ۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء میں طبع ہوئی ہے - اپنی نئی اصطلاحات سازی کے بارے میں خود ہی لکھتے ہیں : [۱۳۶]

> " اگرچہ درحقیقت بغرضِ تصریح مطلب بعض نوتراشیدہ اور مشکل اصطلاحیں استعمال کرنے سے چارہ نہیں ہوا تاہم نفس الفاظ مصطلح سے معنی عیاں کرنے کی اس قدر کوشش کی ہے کہ ان کے غلط مفہوم ہونے کا خطرہ بہت کم باقی رہا ہے -"

تبریدِ احمدی میں عربی، فارسی آمیز اصطلاحات میں انجماد، مقیاس الحرارت، نقطۂ منجمدہ، تصاعد، تبرید، پلوطارق، قابلِ توجہ ہیں - انگریزی اصطلاحیں زیادہ تر اسمی ہیں فیرن ہیٹ، تھرمامیٹر، فلالین، سلفرک ایتھر یا پھر کیمیاوی نام پلیٹینم، سلفرک ایسڈ، فاسفیٹ آف سوڈا، کاربونک ایسڈ وغیرہ - تاہم جہاں کیمیاوی مرکبات کا مقامی نام ملا ہے، اسے درج کیا گیا ہے - مثلاً "شورہ" [۱۳۷]

حافظِ احمدی میں عربی فارسی اصطلاحات زیادہ ہیں - مثلاً تموّج ، تعمّق ، امعان ، صغرسن ، کبرسن ، زمانۂ طفولیت ، مستتر ، تخیّل ، جوہرِ بسیط ، تسلسلِ خیالات ، نقوشِ متماثل ، حالاتِ متشابہ ، علمِ جرِ ثقیل وغیرہ - تاہم کچھ کیمیاوی عناصر مثلاً ہیڈراجن ، اوکسیجن وغیرہ بجنسہٖ لکھے گئے ہیں -

۱۸۷۹ء میں مطبع انجمن لاہور سے علمِ حرکت پر بابوشاشی بھوشن مکرجی کی ایک کتاب شائع ہوئی - اس میں صفحہ نمبر ۱۶۶ کے بعد چار صفحات پر اصطلاحات دی گئی ہیں - ۱۸۸۳ء میں ڈاکٹر محمد شائق کی کیمیا کی کتاب " اکسیرِ اعظم " کیمیا کی اجسام غیر اعضائی یعنی جمادات " سکندرہ یتیموں کا چھاپہ خانہ آگرہ سے شائع ہوئی - اس کے صفحات ۲۷۵ سے ۲۸۵ تک اصطلاحات کا اشاریہ دیا گیا ہے ، مولوی عبدالحق لکھتے ہیں : [۱۳۸]

> " بہت دن ہوئے ڈاکٹر محمد شائق نے کیمیا پر ایک کتاب لکھی تھی اور بڑی محنت اور قابلیت سے کیمیائی اصطلاحات کے وضع کرنے کے خاص اصول قائم کیے تھے اور ان اصول کے مطابق کیمیاوی اصطلاحیں بنائی تھیں - یہ پہلی کتاب تھی جس میں انگریزی کیمیاوی اصطلاحات کے لاحقوں اور سابقوں کے مطابق اردو میں سابقے اور لاحقے معین کرکے اصطلاحات بنانے کو ڈھنگ پر ڈالا تھا - دارالترجمہ جامعہ عثمانیہ کے سابق رکن چودھری برکت علی مرحوم نے بھی اسی ڈھنگ پر اپنے قاعدے معین کیے تھے "-

---

۱۳۲- محمد رمضان انور ، "سابق ریاست بہاولپور میں مستعمل اردو کی دفتری اصطلاحات" ، اردو نامہ ، لاہور ، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء ، ص ص : ۴۳ تا ۵۱ -

۱۳۳- خواجہ حمید الدین شاہد ، محولہ بالا ، ص : ۲۷۷ -

۱۳۴- شانتی رنجن بھٹاچاریہ ، محولہ بالا ، افکار ، برطانیہ میں اردو نمبر ، ص : ۱۹۳ -

۱۳۵- منشی احمد شفیع ، حافظِ احمدی ، علی گڑھ (۱۲۹۲ھ/۱۸۷۵ء) ، دیباچہ ، ص : ۲ -

۱۳۶- ایضاً ، دیباچہ ، ص : ۵ -

۱۳۷- منشی احمد شفیع ، تبریدِ احمدی ، علی گڑھ (۱۸۷۲ء) -

۱۳۸- مولوی عبدالحق ، اردو میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص : ۲۱ -

زراعت کے موضوع پر ۱۸۹۱ء میں جے بی فلر کی کتاب "فن زراعت" مطبع الفان پریس امرتسر سے شائع ہوئی تھی ۔ ۸۰ صفحات کی یہ کتاب انجمن ترقی اردو کراچی کے کتب خانے میں موجود ہے ۔ اس کے آخری تین صفحات پر فرہنگ دی گئی ہے ۔ زراعت کے موضوع پر اردو اصطلاحات سازی کی یہ پہلی کوشش نظر آتی ہے ۔ ۱۸۹۲ء میں مطبع نولکشور کانپور سے امرت ساگر کا ترجمہ پیارے لال پنڈت شائع ہوا ۔ یہ اس کا طبع چہارم ہے ۔ ظاہر ہے کہ اس سے پانچ دس سال پہلے یہ کتاب طبع ہوئی ہو گی ۔ اس میں سنسکرت سے اردو میں اصطلاحی ترجمہ صفحہ نمبر ۲۷۷ سے بارہ صفحات میں دیا گیا ہے ۔ ۱۸۹۵ء میں پیسہ اخبار لاہور سے کومب کی کتاب " فرینالوجی " کا ترجمہ " علم کاسئہ سر" کے نام سے شائع ہوا ۔ اس کا اردو ترجمہ جے جے ڈبلیو راکوئیل نے کیا تھا ۔ اس میں فارسی اور عربی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں ۔ انگریزی سے ممکنہ گریز کیا گیا ہے ۔

قانون میں اردو کا پہلا لغت جلیل الرحمان خان کا اردو قانونی ڈکشنری ہے ۔ یہ ۱۸۹۲ء میں ہلال پریس سادھور (انبالہ) سے شائع ہوا ۔ ایسا ہی ایک اور لغت کھشترا موہن ہوشیرجی نے Translator's Friend (Law Terms) کے نام سے مرتب کیا تھا ۔ جس پر پورنا چندر دوتا نے نظرثانی کی تھی اور یہ کلکتہ سے ۱۸۹۸ء میں شائع ہوا ۔ اسی سال لاہور سے احمد حسین کا لغت اصطلاحات قانونی انگریزی، اردو شائع ہوا ۔

صنعتی اور حرفتی اصطلاحات پر منشی محبوب عالم کی کتاب "ذخیرہ صنعت وحرفت" قابل ذکر ہے جو لاہور سے ۱۸۹۵ء میں شائع ہوئی۔ اسی طرح جغرافیے کے موضوع پر منشی محبوب عالم کی کتاب اردو انگریزی جغرافیائی اسما بھی قابل ذکر ہے ، جو ۱۹۲۵ء میں پیسہ اخبار لاہور سے شائع ہوا ۔ معاشیات کے موضوع پر علامہ اقبال کی اصطلاحی خدمات کا ذکر ہم آگے چل کے کر رہے ہیں لیکن پریم چند کی کتاب معاشیات کے ابتدائی اصول جو آکسفورڈ یونیورسٹی پریس بمبئی سے ۱۹۳۶ء میں شائع ہوئی ، اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ اس کے صفحہ ۲۷۹ سے ۲۹۰ تک اصطلاحات کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے ۔ جو پہلا اصطلاحی لغت قرار دیا جا سکتا ہے ۔

درگا پرشاد کے ۱۹۰۵ء میں شائع ہونے والے لغت کے حصہ اول کی بنیادی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں انگریزی اصطلاحات کے لیے اردو کے سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو بخوبی استعمال کیا گیا ہے ۔ اس حصے میں ضمیمے کے طور پر لاطینی اور اجنبی الفاظ اور جملوں کو الگ طور پر بیان کیا گیا ہے ۔ انگریزی حصہ ۳۳۶ صفحات اور تقریباً سولہ ہزار اصطلاحات پر مبنی ہے اور مرتب نے کوشش کی ہے کہ اصطلاح کا ترجمہ اصطلاح ہی سے کیا ہے ۔ لاطینی حصہ ۲۵۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں سات ہزار سے زائد اصطلاحات کی تشریح بیان کی گئی ہے ۔ اس طرح کل ۲۳ ہزار الفاظ و اصطلاحات کے اردو مترادفات دیے گئے ہیں ۔ بعض مثالیں ملاحظہ ہوں ، مثلاً Action کے لیے نالش ، Acquit کے لیے فارغ خطی ، Abovenamed مشار الیہ ، نامبردہ وغیرہ ۔ اس سے پہلے حصے کے بارے میں خود مرتب لکھتے ہیں :(۱۳۹)

" مغربی عدلیہ میں رومن قانون بنیادی طور پر لاطینی اصطلاحات اور فقرات پر مبنی ہے ۔ انھیں اردو اور انگریزی دونوں میں ترجمہ کر دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ ہندوستانی نظائر کے حوالے بھی دے دیے گئے ہیں ۔ اگرچہ ان کا ترجمہ کرنا مشکل ہے کیونکہ انگریزی ماحول اور ہندوستانی ماحول میں بے حد فرق ہے ۔ دونوں کے خیالات ، افکار ، رسومات ، اطوار میں خاصا فرق ہے ۔ مثلاً Habeas corpus کا ترجمہ خوبی سے نہیں کیا جا سکتا ۔ اس قسم کی لاتعداد مثالیں ہیں۔"

۲:۲ ۔ معروف اردو ادیبوں کی خدمات :

اس دور کے ادیبوں میں سے پنڈت رتن ناتھ سرشار ، مرزا رسوا اور سرسید کے رفقا میں سے ڈپٹی نذیر احمد اور منشی ذکاء اللہ نیز "اودھ اخبار" کے مدیر منشی نوازحسین طراز اصطلاحات سازی کے میدان میں قابل ذکر ہیں سرشار بنیادی طور پر ایک مترجم تھے ۔ انھوں نے سائنس سے متعلق ایک رسالہ " شمس الضحیٰ " ترجمہ کیا ۔ جو ۱۸۷۸ء میں نولکشور پریس لکھنؤ سے شائع ہوا ۔ اس میں بقول چکبست ابر و ہوا و برف وغیرہ کی ماہیت کا حال درج ہے۔ اردو اصطلاحی ترجمہ عام فہم اور سلیس الفاظ کی صورت میں پیش کیا گیا ہے ۔(۱۴۰)

ڈپٹی نذیر احمد نے انگریزی سے اولین ترجمہ ۱۸۵۹ء میں انکم ٹیکس ایکٹ کا کیا تھا ۔ جسے ترجمہ قانون انکم ٹیکس کا نام دیا گیا ۔ یہ ترجمہ انھوں نے بابو شیو پرشاد کے ساتھ مل کر کیا تھا ۔ ۱۸۶۰ء میں وہ انڈین پینل کوڈ کے مترجمین میں شامل ہوئے ۔ اسے " مجموعہ قوانین تعزیرات ہند " کا نام دیا گیا ہے ڈپٹی صاحب نے اس کے اٹھارویں باب کا ترجمہ کیا تھا اور پورے ترجمے کی نظر ثانی کا کام بھی انجام دیا ۱۸۶۱ء میں ان کا ترجمہ " اصلاح ترجمہ ضابطۂ فوجداری " جو دراصل تعزیرات ہند کا ضمیمہ ہے ، گورنمنٹ گزٹ میں شائع ہوا ۔ انھوں نے علم ہیئت کی ایک کتاب The Heaven کا ترجمہ بھی سمٰوات کے نام سے کیا جو ۱۸۷۲ء میں شائع ہوئی ۔ ان تراجم میں نذیر احمد کی اصطلاح سازی ملاحظہ ہو انھوں نے Combustible Matter کو آتش گیر مادہ اور Explosive Matter کو بھک سے اڑ جانے والا مادہ قرار دیا ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ

139- Durga Parasad ,op.cit. (Part One), Preface,PP: 1-II –

۱۴۰۔ پنڈت برج نرائن چکبست ، مضامین چکبست ، لکھنؤ (انڈین پریس ۱۹۲۸ء)، مضمون" پنڈت رتن ناتھ سرشار" مطبوعہ کشمیر درپن ، مئی ۱۹۰۲ء ۔

ابھی تک ان کے لیے موزوں لفظ نہیں مل سکا - پنڈت کیفی نے بھکڑول کیا تھا لیکن وہ موزوں نہیں اس لیے نہ چل سکا - ڈپٹی نذیر احمد کی وضع کردہ کئی اصطلاحیں مثلاً خیانتِ مجرمانہ (Criminal Breach of Trust) ازالہ حیثیتِ عرفی (Defamation) حفاظتِ خود اختیاری (Private Defence) جرائم خلافِ وضع فطری (un-Natural offences) استحصال بے جا (Wrongful gain) ، قیدِ تنہائی (Solitary Confinement) ابھی تک مستعمل ہیں [121]

سرسید کے ساتھیوں میں سے شمس العلما مولوی ذکا اللہ (اپریل ۱۸۳۲ء — نومبر ۱۹۱۰ء) ترجمے اور اصطلاحات سازی کے سلسلے میں قابلِ ذکر ہیں - انھوں نے اردو کو ان گنت تصانیف دیں - ریاضی، سائنس معاشیات، سیاست ، تاریخ ، جغرافیہ کے موضوعات پر ان کی کتابوں کی تعداد ۱۴۳ بتائی جاتی ہے [122] بعض کے نزدیک اس سے بھی زیادہ کتابیں تھیں - زیادہ تر کتابیں علم ریاضی پر ہیں - ان کے علاوہ علوم طبیعہ کی تاریخ ، جغرافیہ ، علم جغرافیہ وغیرہ قابلِ ذکر ہیں - ریاضی کی اصطلاحات مثلاً جبرومقابلہ ، مثلث مستوی، مثلث کروی، مساحت، امثلہ متفرقہ ، جذر المکعب ، وغیرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے مسلمانوں کے سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات سے کما حقہ استفادہ کیا تھا - ۱۸۸۷ء میں مطبع مرتضوی لکھنؤ سے "اودھ اخبار" کے معروف مترجم منشی زوار حسین طراز کی کتاب فرہنگِ فرنگ شائع ہوئی اس میں اردو میں انگریزی الفاظ و اصطلاحات کی تشریح کی گئی ہے ، جو اردو اخبارات ، تراجم ، قوانین و احکام اور سرکاری دفاتر میں استعمال ہوتے تھے - کتاب ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے - انگریزی الفاظ اردو رسم الخط میں لکھے گئے ہیں - الفبائی ترتیب بھی اردو کے لحاظ سے کی گئی ہے - تقریباً دو ہزار الفاظ اور اصطلاحات کے معانی بیان کیے گئے ہیں - ان میں بھی زیادہ تر تشریحات کی گئی ہیں - لیکن کہیں کہیں متبادل اردو اصطلاحات بھی درج کی گئی ہیں - مثلاً ایجکشن (عذر، اعتراض) ، آڈٹ (جانچنا ، (حساب کا) محاسبہ) ، آفیشل ایر (سالِ حسابی، یکم اپریل سے شروع ہوتا ہے) ، اتھکس (علم اخلاق) ، منیج (اہتمام کرنا) ، میوریاٹک ایسڈ (تیزاب نمک) ، نیورولجیا (دردِ اعصاب) یونٹ (اکائی) [123] کتاب کا ایک نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری میں موجود ہے -

۲:۳ - علامہ اقبال کی اصطلاحی خدمات :

اصطلاحات سازی میں علامہ اقبال نے بھی خاطر خواہ خدمات انجام دی تھیں - جنھیں تاریخی لحاظ سے ہمیں ابتدائی دور ہی میں شامل کرنا پڑے گا - ان کی اصطلاحی خدمات ان کی پہلی کتاب "علم الاقتصاد" کے حوالے سے ہمارے سامنے آتی ہیں - ظاہر ہے کہ جب یہ کتاب لکھی جا رہی تھی تو اس وقت نہ تو انجمن ترقی اردو وجود میں آئی تھی اور نہ جامعہ عثمانیہ کا آغاز ہوا تھا - اس دور میں اصطلاحات سازی اہلِ علم وقلم کی ذاتی کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہوتی تھی - شمال میں دہلی کالج اور جنوب میں سنہ شمسیہ کی خدمات بھی مترجمین کی ذاتی اپج ہی کا نتیجہ تھیں - اس لحاظ سے نوجوان اقبال کی ایسی کوششیں ذاتی کاوش کا ایک عمدہ نمونہ ہیں -

علامہ کی تصنیف "علم الاقتصاد" جیسا کہ ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی تحقیق ہے ۱۹۰۴ء میں کارخانہ پیسہ اخبار لاہور ، خادم التعلیم پریس سے طبع ہوئی تھی - ۱۹۶۱ء میں اقبال اکادمی پاکستان کراچی کی طرف سے اس کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا - جس میں کتاب کے مرتب اور اقبال ریویو کے مدیر معاون خورشید احمد نے اصطلاحات کی فرہنگ تیار کی جو کتاب کے آخر میں ضمیمے کے طور پر درج کی گئی ہے - ۱۹۷۷ء میں اس کا تیسرا ایڈیشن بھی اقبال اکیڈیمی (لاہور) نے شائع کیا [124]

اس کتاب کو معاشیات کی اصطلاحات سازی کی پہلی باضابطہ اور اصولی کوشش قرار دیا جا سکتا ہے - اس کی اصطلاحات کو مولانا شبلی کی سند بھی حاصل تھی - کیونکہ علامہ نے اپنا مسودہ انھیں بھی دکھایا تھا [125] علامہ اقبال اپنی عام تحریر اور بول چال میں انگریزی اصطلاحیں بعینہٖ اور عام طور پر استعمال میں لاتے تھے جس کا علم ہمیں ان کے مکاتیب اور مقالات سے ہوتا ہے لیکن بعض الفاظ کے اصطلاحی مفہوم کے تعین میں انھوں نے اصولی سطح پر بھی بعض اختراعات کی ہیں - جنھیں ہم اس دور میں اردو کے قواعدی اور لسانی پہلو سے اضافہ قرار دے سکتے ہیں - مثلاً اسی کتاب میں انھوں نے اسمِ ذات کو اسم صفت کے معنوں میں استعمال کیا ہے - جس کی مثال اس سے پہلے اردو زبان میں نہیں ملتی - مثلاً "سرمایہ" کو سرمایہ دار کے معنی میں ، "محنت" کو "محنت کار" / "مزدور" کے معنی میں وغیرہ - دیباچے میں خود ہی اسی پہلو کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں : [126]

۱۲۱- ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی، مولوی نذیر احمد دہلوی، لاہور ، (۱۹۷۱ء) ، ص ص : ۲۰۵،۲۰۲ —

۱۲۲- محمد یحییٰ تنہا ، سیر المصنفین ، (حصہ دوم) ، لاہور (۱۹۲۸ء) ، ص : ۲۵۶ —

۱۲۳- منشی زوار حسین طراز ، فرہنگِ فرنگ ، لکھنؤ (۱۸۸۷ء) ، ص ص : ۱ تا ۲ —

۱۲۴- ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ، تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ ، لاہور ، (۱۹۸۲ء) ، ص : ۲۹ —

۱۲۵- علامہ اقبال ، علم الاقتصاد ، لاہور (۱۹۷۷ء) ، ص : ۳۲ — (اگرچہ اصول سیاست مدن (۱۸۷۹ء) اولیت رکھتی ہے لیکن اس میں باضابطہ اصطلاحات سازی نہیں ہوئی)

۱۲۶- ایضاً ، ص : ۳۲ —

"اگرچہ یہ محاورہ اردو پڑھنے والوں کو غیرمانوس معلوم ہو گا تاہم اس کے استعمال سے ایسی سہولت ہے جس کو بامذاق لوگ محسوس کر سکتے ہیں"–

بھی نہیں بلکہ انھوں نے اردو کے اصطلاحی مترادفات بھی جابجا استعمال کیے ہیں – مثلاً مانگ اور طلب، دستکاری اور محنت، دستکار اور محنتی، نفع اور منافع، ساہوکار اور سرمایہ کار، مالک اور کارخانہ دار یہ لفظی مترادفات جن کے اصطلاحی معانی کم و بیش یکساں ہیں، اس دور میں اصطلاحی استناد کی عدم موجودگی کے باعث عام استعمال ہوتے تھے – تاہم ایسے اصطلاحی الفاظ جن کے معانی میں فرق اور امتیاز ہوتا ہے، انھوں نے موزوں طور پر استعمال کیے ہیں – پیداوار اور پیدائش جیسے مترادفات کو مختلف معانی میں باندھتے ہوئے لکھتے ہیں: [۱۲۷]

"پیدائش سے مراد فعل کی ہے اور پیداوار سے مراد نتیجۂ فعل کی – علیٰ ہذا القیاس – لفظ 'تبادلہ' اس کی جگہ استعمال کیا ہے، جہاں ایک شے دوسری شے کے عوض میں دی جائے – عربی زبان میں مبادلے کا یہ مفہوم لفظ مقائضہ سے ظاہر کیا جاتا ہے – مگر چونکہ یہ لفظ عام فہم نہیں، اس واسطے میں نے اس کے استعمال سے احتراز کیا"–

علامہ کی بعض وضع کردہ معاشیات کی اصطلاحیں آج بھی مستعمل ہیں مثلاً قانون تقلیلِ افادہ (Law of Diminishing Utility ، قومیانا (Nationalisation) ، ساکھ ، اعتبار (Credit) ، لاگتی قیمت (Cost Price) – اصطلاح سازی کی انفرادیت اور موزونیت کے لحاظ سے بھی بعض اصطلاحات قابل توجہ ہیں مثلاً اصل (Capital) ، تبادلہ گاہ (Clearing house)، سکہ زنی (Coinage)، جنسی تبادلہ (Barter) طلب کا لوچ /لچک پذیری طلب (Elasticity of Demand)، عرفی قیمت (Face Value)، سود کاذب (Gross Interest) معیارِ طلا (Gold Standard)، صنعتیت (Industrialism)، سرعتِ انتقال (Velocity of Circulation) وغیرہ – اپنی اس اصطلاحات سازی کے بارے میں لکھتے ہیں: [۱۲۸]

"میں نے بعض اصطلاحات خود وضع کی ہیں اور بعض مصر کے عربی اخباروں سے لی ہیں جو زمانہ حال کی عربی زبان میں آجکل متداول ہیں جہاں جہاں کسی اردو لفظ کو اپنی طرف سے کوئی نیا مفہوم دیا ہے، ساتھ اس کی تصریح بھی کر دی ہے"–

اگرچہ اس کتاب کے بعد علامہ کے ہاں ہمیں اردو اصطلاحات سازی کا عمل کم نظر آتا ہے لیکن ان کی دیگر تحریروں میں بعض اصطلاحات اور ان کے معانی کے تعین کی عمدہ کوششیں دکھائی دیتی ہیں – نفسیات اور تعلیمی امور کے سلسلے میں ان کی بعض اصطلاحیں ان کے مقالہ "بچوں کی تعلیم و تربیت" کے حوالے سے قابل توجہ ہیں[۱۲۹] مثلاً اضطراری حرکت، میلان، حالتِ اضطرار، نشوونما، اعصابی قوت، نمو، حسِ لامسہ، حسِ بصر، قوتِ سامعہ، ادراک، رنگ شے، قوتِ متخیلہ یا واہمہ، قوائے عقلیہ، قوتِ متمیزہ، موراشیا، تصدیق، استدلال، مدرکات، مجرد، نفسِ ناطقہ وغیرہ – ان کے مکاتیب سے بعض سائنسی اصطلاحات کے تراجم بھی ہمارے سامنے آتے ہیں – مثلاً علم اعضائے انسانی (Physiology)[۱۵۰] بڑھاؤ (Growth) اور گہری شعاعیں (Deep-X-Rays)[۱۵۱]

اصطلاحی تصریحات اور تعین مفہوم کے سلسلے میں لفظ "خودی" پر ان کی بحث مختلف مقالات اور مکاتیب میں بکھری ہوئی ہے – اس سے اصطلاحات سازی کے پہلو "تعینِ معانی" کی طرف ہماری توجہ مبذول ہوتی ہے – مثلاً محمد دین فوق کے ساتھ "مکالمہ" میں یہ دلچسپ وضاحت قابل توجہ ہے – لکھتے ہیں: [۱۵۲]

"یہاں لفظ خودی کے متعلق، ناظرین کو آگاہ کر دینا ضروری ہے کہ یہ لفظ اس نظم میں بمعنی غرور استعمال نہیں کیا گیا – جیسا کہ عام طور پر اردو میں مستعمل ہے – اس کا مفہوم محض احساسِ نفس یا تعینِ ذات ہے – مرکب لفظ 'بے خودی' میں بھی اس کا یہی مفہوم ہے"–

وہ الفاظ اور اصطلاحات کو زیادہ تر انہی معانی میں لیتے تھے، جن میں وہ عام طور پر (متفق علیہ) مستعمل ہوتے تھے – لکھتے ہیں کہ حضور رسالت مآب کا یہی طریقہ تھا – یہی طریق بحث ابنِ حزم کا ہے[۱۵۳] چنانچہ نورِ الٰہی سے ان کی مراد عام معانی ہیں – اس اصطلاح کی وضاحت کرتے ہوئے نذیر نیازی کے نام دسمبر ۱۹۳۰ء کے ایک اور مکتوب میں لکھتے ہیں:[۱۵۴]

۱۲۷– ایضاً، ص: ۲۲ –

۱۲۸– ایضاً، ص: ۳۳ –

۱۲۹– سید عبدالواحد، مقالات اقبال، لاہور (۱۹۸۲ء)، ص ص: ۳۵ تا ۴۲ –

۱۵۰– مکاتیبِ اقبال بنام خان نیاز الدین خان، لاہور (۱۹۸۶ء)، ص: ۶۹ –

۱۵۱– سید نذیر نیازی، مکتوباتِ اقبال، لاہور (۱۹۷۷ء)، ص: ۱۶۵ –

۱۵۲– سید عبدالواحد، محولہ بالا، ص: ۱۹۹ –

۱۵۳– سید نذیر نیازی، ایضاً، ص: ۲۳ –

۱۵۴– ایضاً، ص ص: ۱۲۰، ۱۲۱ –

" نور محض ایک استعارہ ہے جسے قدیم کتب سماوی میں Pantheistic اغراض کے لیے استعمال کیا گیا ہے یعنی وجودِ باری کو ہمہ گیر Pervasive ظاہر کرنے کے لیے قرآن نے میری رائے ناقص میں اس قدیم استعارہ کو وجودِ باری کی Absoluteness پر اشارہ کرنے کے لیے استعمال کیا ہے ۔ کیونکہ عالم مادی بھی زمانہ حال کی تحقیق کی رُو سے صرف نور ہی ایک چیز ہے جو relatively absolute ہے "۔

علامہ اقبال دوعملی اصطلاح سازی کے مخالف تھے ۔ اس کی تصدیق ہمیں خان نیاز الدین خان کے نام ایک مکتوب سے ہوتی ہے ۔ لکھتے ہیں :-[155]

" انگلستان میں آپ کو معلوم ہے کہ دو ہوس ہیں یعنی ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز ہندوستان کے دو ہوسوں کو مجلسِ عمومی اور مجلسِ خصوصی کہہ سکتے ہیں یا مجلسِ عوام یا مجلسِ خواص ۔ بہتر تو یہ ہے کہ انگریزی نام رکھے جائیں کیونکہ دوعلا نام ایسا مشکل سے نکل سکے گا جو سب کو پسند ہو۔ ایرانیوں نے پارلیمنٹ کا ترجمہ مجلس بھی کیا ہے "۔

اس ساری بحث سے ظاہر ہوتا ہے کہ بیسویں صدی کے آغاز تک علامہ اقبال سمیت متعدد ادیب اصطلاحی ترجمے سے برسرپیکار رہے اور انھوں نے ایک خاطرخواہ ذخیرہ فراہم کر لیا تھا ۔ تاآنکہ انجمن ترقی اردو وجود میں آئی ، جس کی تحریک پر جامعۂ عثمانیہ میں مترجمین اور اصطلاحات سازوں کی ایک بڑی کھیپ نے نہ صرف اس عمل کو تیز کر دیا بلکہ دہلی کالج کے اصولوں کے تناظر میں اصطلاحات سازی کے نئے اصول بھی وضع ہوئے اور علم اصطلاحات سازی کی بنیاد بھی رکھی گئی ۔ یوں اردو اصطلاحات سازی اپنی تاریخ کے ایک نئے دور میں داخل ہو گئی ۔

۱۵۵- مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خان ، ص : ۳۶ ۔ ۔

پانچواں باب

دکن اور بھارت میں اردو اصطلاحات سازی

۱- انجمن ترقیٔ اردو کی خدمات —— ۱۸۵

۱:۱ اصطلاحات سازی کے لیے انجمن کی عمومی کوششیں ۱۸۵

۱:۲ علم اصطلاحات سازی کی بنیادیں ۱۸۷

۱:۳ اصطلاحات نگاری (مجموعے اور اشاریے) ۱۸۷

۲- حیدر آباد دکن کی خدمات —— ۱۸۹

۲:۱ جامعہ عثمانیہ کا طریق اصطلاحات سازی ۱۸۹

۲:۲ جامعہ عثمانیہ کے مجموعہ ہائے اصطلاحات ۱۹۱

۲:۳ جامعہ کی مطبوعات اور اصطلاحی اشاریے ۱۹۲

۲:۴ حیدرآباد دکن کے دیگر ادارے ۱۹۷

۳- بھارت میں اردو اصطلاحات سازی —— ۱۹۸

۳:۱ ترقیٔ اردو بیورو، دہلی میں اصطلاحات سازی ۱۹۹

۳:۲ دیگر اداروں کی خدمات ۲۰۳

۱- انجمن ترقئ اردو کی خدمات

اصطلاحات سازی کو اس کی علمی بنیادوں پر اُستوار کرنے اور ابتدائی اصطلاحات کو اس کی تکنیکی اور فنی بنیادیں فراہم کرنے میں انجمن ترقئ اردو کی خدمات ناقابل فراموش ہیں - اس انجمن کا آغاز انھی دنوں میں ہو گیا تھا ، جب علامہ اقبال کی "علم الاقتصاد" طباعت کے مراحل سے گزر رہی تھی - علمی اعتبار سے ہم اسے سر سید کی سائینٹیفک سوسائٹی کی صدائے بازگشت اور دہلی کالج کی باقیات میں استوار قرار دے سکتے ہیں - ۱۹۰۰ء میں لکھنؤ میں ایک مجلس تحفظ اردو قائم ہوئی ، جس نے میک ڈونل کے اس حکم کے خلاف احتجاج کیا، جو اس نے سرسید کی وفات کے دو سال بعد ناگری رسم الخط کو لازم کرنے کے سلسلے میں دیا تھا- نتیجۃً علی گڑھ کالج کے معتمد محسن الملک تحفظ اردو کے کام سے دست کش ہو گئے تو عملاً سرسید کی کوششیں بھی دم توڑ گئیں - البتہ اسی راکھ سے انھوں نے دو تین سال بعد اپنی تعلیمی کانفرنس میں ایک شعبۂ علمیہ اُستوار کیا اور اس کے مقاصد کی صداقت کے لیے انجمن ترقئ اردو قائم کی گئی - یہ انجمن دہلی کے اجلاس میں جنوری ۱۹۰۸ء میں بنائی گئی - اس کے پہلے صدر ٹامس آرنلڈ اور سکرٹری مولانا شبلی نعمانی مقرر ہوئے (۱)

۱۹۱۲ء تک انجمن علی گڑھ میں رہی۔ چونکہ اس کے اکثر ارکان حیدر آباد دکن میں تھے، اس لیے عملاً انجمن کا دفتر بھی حیدر آباد منتقل ہو گیا - دسمبر ۱۹۰۵ء سے ۱۹۰۹ء تک حبیب اللہ خان شروانی اس کے سکرٹری رہے - ۱۹۰۹ء سے مولوی عزیز مرزا سکرٹری ہوئے - ۱۹۱۲ء میں علی گڑھ کے اجلاس میں مولوی عبد الحق کو سکرٹری نامزد کیا گیا - چونکہ مولوی صاحب اورنگ آباد میں صدر مہتمم تعلیم تھے ، اس لیے انجمن کا دفتر علی گڑھ سے اورنگ آباد منتقل ہو گیا (۲) مولوی صاحب نے جامعہ عثمانیہ سے استعفیٰ دے دیا تو ۱۹۳۸ء میں انجمن کا دفتر دہلی میں منتقل کر دیا گیا - سرتیج بہادر سپرو اس کے صدر مقرر ہوئے - مارچ ۱۹۴۸ء میں مولوی صاحب کراچی آ گئے اور یہاں انجمن ترقی اردو پاکستان کی داغ بیل ڈالنا شروع کی - انجمن ترقی اردو ہند اس سے الگ رہ گئی - دونوں انجمنوں کا کوئی انتظامی اور شخصی تعلق باقی نہ رہا (۳)

پاکستان میں انجمن کو ۱۹۴۸ء ہی میں رجسٹر کرالیا گیا اور ۱۹۵۰ء میں اس کی مجلس نظماء نے مولوی عبد الحق کو انجمن کا صدر بھی منتخب کر لیا جو اپنی وفات (۱۹۶۱ء) تک دونوں منصب نبھاتے رہے (۴)

بھارت میں انجمن ترقی اردو ہند کا احیاء ۱۹۵۰ء میں ہوا - اس سلسلے میں آل احمد سرور نے مولوی ابو الکلام آزاد کی دلچسپی ، توجہ اور کوششوں کا اعتراف کیا ہے (۵) متعدد افراد اس سے منسلک رہے آج کل ڈاکٹر خلیق انجم اس کے سکرٹری ہیں -

مولوی عبد الحق کے بعد پاکستان میں اختر حسین انجمن کے صدر اور جمیل الدین عالی معتمد مقرر ہوئے - ۱۹۸۳ء سے قدرت اللہ شہاب اور ان کی وفات کے بعد ۱۹۸۵ء سے نور الحسن جعفری انجمن کے صدر ہیں (۶)

اگرچہ کراچی اور دہلی کے علاوہ الہ آباد ، علی گڑھ ، لاہور اور سرگودھا کی طرح کئی شہروں میں علیحدہ علیحدہ انجمن ترقی اردو موجود رہی لیکن اصطلاحات سازی کے ضمن میں زیادہ تر کام مولوی عبد الحق کی انجمن ترقی اردو (حیدر آباد ، دہلی اور کراچی) نے انجام دیا یا قدرے اصطلاحی اشاریوں کی صورت میں علی گڑھ میں ملتا ہے -

۱:۱ اصطلاحات سازی کے لیے انجمن کی عمومی کوششیں :-

یہاں انجمن کی خدمات پر تفصیلی روشنی تو نہیں ڈالی جا سکتی البتہ اس کے ان کارناموں کا اجمالی تذکرہ ضروری ہے جو اس نے اصطلاحات سازی کے میدان میں انجام دیے -

انجمن میں اصطلاحات سازی کے بنیادی کام پر توجہ مولوی عزیز مرزا کے دور میں دی گئی - رنگون کے ایک تاجر حاجی احمد داؤد نے اس ضمن میں تعاون کی ابتدا کی - انھوں نے تین ہزار روپے دینے کا وعدہ کیا تو اس کام کی داغ بیل ڈالی گئی (۷) بعد ازاں خود مولوی عزیز مرزا نے بھی اصطلاحات سازی کے سلسلے میں اپنا مقالہ لکھا جو ماہنامہ " المعلم " حیدر آباد دکن میں شائع ہوا (۸) اس دور میں اصطلاحات سازی کا کتنا کام ہوا ، اس پر کوئی وضاحت نہیں ملتی - البتہ کتابی اشاریوں کی صورت میں اصطلاحات نگاری مولانا شبلی کے دور میں ہوتی تھی لیکن یہ باقاعدہ اصطلاحات سازی قرار نہیں دی جا سکتی - انفرادی مترجمین نے اپنی کتابوں میں

۱- بحوالہ: سید ہاشمی فرید آبادی ، پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقئ اردو ، کراچی (۱۹۵۳ء) ، ص ص : ۱۱ تا ۱۳ -
۲- ایضاً ، ص ص : ۱۲ تا ۱۶ و ۲۰ -
۳- ایضاً ، ص ص : ۹۲، ۹۵، ۱۹۶، ۲۱۶ -
۴- ایضاً ، ص : ۲۳۳ -
۵- ابو سلمان شاہجہانپوری ، ادارے ، مجلہ "علم و آگہی" خصوصی شمارہ ، ۷۲-۱۹۷۳ء ، کراچی ، گورنمنٹ نیشنل کالج ، ص : ۲۲۶ -
۶- ایوب صابر ، پاکستان میں اردو کے ترقیاتی ادارے ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ، ص : ۵ -
۷- سید ہاشمی فرید آبادی ، محولہ بالا ، ص : ۱۹ -
۸- دیکھیے ابتدائیہ ۳:۶ اور پہلا باب ۵:۳ -

میں اصطلاحات وضع کرنے کا کام کیا ہے جیسے "فلسفہ تعلیم" کے مترجم خواجہ غلام الحسنین نے کیا۔ یہ کتاب اسی دور میں شائع ہوئی۔

انجمن کے علمی کاموں کا باقاعدہ آغاز ۱۹۲۰ء میں ہوا' جب مولوی عبدالحق نے ان کے لیے باقاعدہ مجالس بنا کر کام شروع کیا۔ اسی سال وحیدالدین سلیم کی کتاب شائع ہوئی۔ انہی دنوں میں جامعہ عثمانیہ میں اصطلاحات سازی کا کام ہونے لگا تھا۔ مولوی عبدالحق دونوں میں رہنمائی کا کام انجام دے رہے تھے۔ اس لیے ہم ان دنوں میں انجمن اور جامعۂ عثمانیہ کے کاموں کو مشکل ہی سے علیحدہ علیحدہ دیکھنے میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔ سید ہاشمی لکھتے ہیں (۹):

"مولوی عبدالحق صاحب نے انجمن کی طرف سے اہلِ علم کی جماعتیں الگ قائم کیں اور انہی لگاتار محنت وسعی سے جو انہی کا حصہ ہے، مختلف علوم کی اصطلاحات کو مرتب کر کے چھپوایا۔ ان کی کئی بار ترمیم و تصحیح کرائی اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ انجمن کے اجلاسوں میں، دوسرے علمی جلسوں میں پھر رسالہ "اردو" کے صفحات میں ان علمی اصطلاحات پر جو عالمانہ مباحث اور مقالات شائع ہوتے رہے، انھیں جمع کیا جائے تو ضخیم جلدیں تیار ہو سکتی ہیں۔"

کتابی اشاریوں کی صورت میں اصطلاحات نگاری کے ضمن میں انجمن کی پہلی کتاب "فلسفۂ تعلیم" از ہربرٹ سپنسر، ترجمہ از خواجہ غلام الحسنین بھی قابل ذکر ہے یہ مولانا شبلی کے دور میں طبع ہوئی، جس میں تعلیمی اصطلاحات کا اردو ترجمہ کیا گیا۔ رائے دینے والوں میں علامہ اقبال بھی شامل ہیں، انھوں نے اس ترجمے کی بڑی تعریف کی۔ تیسری بار یہ کتاب اورنگ آباد سے ۱۹۳۲ء میں شائع ہوئی۔ دوسری کتاب "القمر"، مولوی راحت حسین کی تالیف ہے جس میں انھوں نے علمِ ہیئت سے متعلق کئی اصطلاحات کا ترجمہ کیا۔ دوسری دفعہ یہ ۱۹۱۷ء میں طبع ہوئی (۱۰)

قیامِ پاکستان سے قبل اصطلاحات سازی میں انجمن کے مندرجہ ذیل آٹھ مجموعے شائع ہوئے۔

۱۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ علمیہ (حصہ اول)، اورنگ آباد دکن، ۱۹۲۵ء (متفرق علوم)
۲۔ اصطلاحاتِ عمرانیات ، " " ۱۹۲۵ء
۳۔ اصطلاحاتِ طبیعیات ، " " ۱۹۲۵ء
۴۔ اصطلاحاتِ کیمیا ، " " ۱۹۲۸ء
۵۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ علمیہ (حصہ دوم) دہلی ، ۱۹۴۰ء (عمرانیات، معاشیات، تاریخ و سیاسیات)
۶۔ " " " (حصہ سوم) دہلی ، ۱۹۴۰ء (طبیعیات)
۷۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ پیشہ وراں (آٹھ جلدیں) دہلی ۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۳ء
۸۔ اسٹینڈرڈ انگریزی اردو لغت، مولوی عبدالحق، ۱۹۳۱ء۔

قیامِ پاکستان کے بعد کراچی سے انجمن کی مندرجہ ذیل چھ مطبوعات شائع ہوئیں۔

۱۔ اصطلاحاتِ علمِ ہیئت ، ۱۹۴۹ء ۶۔ مصطلحات علوم و فنون عربیہ (۷۸-۱۹۷۹ء)
۲۔ اصطلاحاتِ جغرافیہ ، ابرار حسین قادری، ۱۹۴۹ء کراچی
۳۔ فرہنگ اصطلاحات بینکاری ، ۱۹۵۱ء
۴۔ فرہنگِ اصطلاحاتِ کیمیا ، ۱۹۵۲ء
۵۔ فرہنگ اصطلاحاتِ پیشہ وراں (پہلی پانچ جلدیں، طبعِ نو) ۱۹۷۵ء تا ۱۹۸۰ء

حقیقت یہ ہے کہ علم ہیئت اور جغرافیہ کی اصطلاحیں دہلی ہی میں طبع ہوئی تھیں اور مولوی عبدالحق کے ہمراہ کراچی آ گئیں اور ان پر کراچی کا نام چسپاں کیا گیا، اصطلاحاتِ پیشہ وراں کی طبع نو کی گئی۔ مولوی صاحب کے لغت میں بھی اصطلاحات کا ایک وافر ذخیرہ موجود ہے۔

اصطلاحی اشاریوں کی صورت میں مندرجہ ذیل چودہ کتابیں ہمارے سامنے آتی ہیں: طبیعیات کی داستان کراچی، (۱۹۵۱ء)، اضافیت کراچی (۱۹۵۲ء)، ہمارے مزدور، دہلی، (۱۹۴۰ء)، مبادی سائنس حیدر آباد (۱۹۳۰ء)، طبقات الارض لکھنؤ (۱۹۱۶ء)، دیباچۂ صحت اورنگ آباد دکن، ہماری بینک، دہلی (۱۹۴۲ء)، مکالمات سائنس دہلی (۱۹۴۰ء) سیرِ افلاک، کراچی (۱۹۵۲ء)، انواعِ فلسفہ، علی گڑھ (۱۹۵۲ء)، اخلاقی سماجیات علی گڑھ (۱۹۵۲ء) سیاسیات کے اصول (جلد اول) علی گڑھ ۱۹۵۲ء، (دوم) علی گڑھ (۱۹۵۲ء)، (جلد سوم) علی گڑھ (۱۹۵۵ء)، حیوانیات، دہلی (۱۹۳۲ء)، ابتدائی جراثیمیات، کراچی (۱۹۵۶ء)۔

مزید براں جناب جمیل الدین عالی کی سرکردگی میں پینگوئن کے لغات Dictionary of Economics کے تیسرے ایڈیشن ۱۹۸۲ء کو بنیاد بنا کر معاشیات اور بنکاری کی اصطلاحات کا ایک کشاف تیار کیا گیا جو ہنوز قلمی شکل میں محفوظ ہے۔ اس میں اصطلاحات سازی کے بجائے تشریحات اور تعریفات پر اکتفا کیا گیا ہے۔ بقول جمیل الدین عالی" یہ ان کی نگرانی میں نیشنل بنک کی طرف سے تیار کیا گیا تھا" (۱۱)

۹۔ محولہ بالا، ص: ۲۷۱۔
۱۰۔ ایضاً، ص: ۲۲۔
۱۱۔ مقتدرہ قومی زبان، ہیئت حاکمہ کی رودادیں، اسلام آباد (۱۹۸۷ء)، ص: ۲۹۴۔

۱:۲ علمِ اصطلاحات سازی کی بنیادیں :

اردو میں علم اصطلاحات سازی کی باضابطہ طور پر بنیادیں انجمن ہی نے رکھیں — مولوی عزیز مرزا کے مقالہ کے علاوہ وحید الدین سلیم کی کتاب " وضع اصطلاحات " (۱۹۲۰ء) اور مولوی عبد الحق کی کتابیں اردو میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ (۱۹۳۹ء) اور " اردو بحیثیت ذریعہ تعلیم سائنس " (۱۹۵۱ء) اس ضمن میں خاطر خواہ کوششیں ہیں — جن کے بارے میں دوسرے باب میں تفصیل سے جائزہ لیا جا چکا ہے — مقالہ زیرِ نظر میں بھی ان کو بنیادی ماخذ کی حیثیت حاصل ہے — مزید برآں انجمن کا علمی جریدہ سہ ماہی " اردو " بھی قابلِ ذکر ہے — اس میں متعدد ایسے مقالات شائع ہوئے ہیں جن کا موضوع اصطلاحات سازی تھا ان میں وحید الدین سلیم کے مقالات " اصولِ وضع اصطلاحات " اپریل ۱۹۲۱ء ، " اصطلاحاتِ علمیہ " ، جولائی ۱۹۲۲ء ، اکتوبر ۱۹۲۲ جنوری ۱۹۲۳ء اور جنوری ۱۹۲۹ء ، عبد الرحمان بجنوری کے مقالات " اصطلاحاتِ علمیہ " شمارہ جنوری ۱۹۲۲ء ، جولائی ۱۹۲۲ء اور مولوی عبد الحق کے مقالات " اصطلاحاتِ علمیہ " شمارہ جنوری ۱۹۲۲ء، جولائی ۱۹۲۲ء اور " اُردو میں علمی اصطلاحات " جنوری ۱۹۲۵ء قابل ذکر ہیں — ان پر بحث دوسرے اور تیسرے باب میں مذکور ہے جہاں عبد الرحمان بجنوری ، وحید الدین سلیم اور مولوی عبد الحق کے اصولوں اور نظریات پر بھی بحث کی گئی ہے۔

۱:۳ اصطلاحات نگاری (مجموعے اور اشاریے) :

انجمن کے اصطلاحی مجموعوں میں فرہنگِ اصطلاحات علمیہ کو بنیادی حیثیت حاصل ہے یہ تین حصوں میں شائع ہوا۔ بعد ازاں عمرانیات ، طبیعیات ، کیمیا ، ہیئت وغیرہ کے مجموعے انھی سے الگ کر کے شائع کیے گئے ہیں اس کی جلد اول ۱۹۲۵ء میں اورنگ آباد دکن سے شائع ہوئی — اس میں ہیئت ، نباتیات، معاشیات برطانوی انتظام ، دستوری تاریخ ، انگریزی تاریخ ، یونانی تاریخ ، منطق ، الجبرا ، جیومیٹری (مخروطیات) ٹھوس جیومیٹری ، مثلثات ، تفرقی مساوات ، شماریات ، مابعد الطبیعیات ، نفسیات ، طبیعیات ، سیاسیات آثارِ قدیمہ اور حیاتیات کی اصطلاحیں شامل کی گئی ہیں — دیباچے میں مولوی عبد الحق لکھتے ہیں کہ چونکہ " دار الترجمہ (جامعہ عثمانیہ) کی نظامت بھی انجمن ترقیِ اردو کے سکرٹری کو تفویض کی گئی " ، اس لیے یہ مجموعہ دونوں کی کوششوں کا نتیجہ ہے [(۱۲)]

ان میں ہیئت اور نباتیات کی اصطلاحیں انجمن نے خود مرتب کی تھیں — نباتیات کی اصطلاحات حاجی عبد الرحمان خان فرسٹ اسسٹنٹ امپیریل اکنامک بوٹنسٹ پوسا نے مرتب کیں۔ بعد میں دار الترجمہ نے بھی اس فن میں کچھ اصطلاحیں مرتب کیں جو بطور ضمیمہ شامل کی گئی ہیں — ان اصطلاحات کی تدوین میں انجمن نے سات اصولوں کو ملحوظ رکھا تھا جن کا اصل الاصول یہ تھا کہ " اصطلاح زبان کے سانچے میں بھی ڈھلی ہو اور فن کے اعتبار سے بھی ناموزوں نہ ہو " — چنانچہ اس لحاظ سے انجمن نے :(۱) تمام زبانوں یعنی عربی ، فارسی ہندی ، ترکی سے مدد لی' (۲) کسی خاص زبان کے قاعدے کی پابندی نہیں کی یعنی اردو صرف ونحو کے مطابق ترکیب سازی کی گئی' (۳) اختصار کو ملحوظ رکھا گیا' (۴) اسما سے افعال بنائے گئے جیسے برق سے برقانا وغیرہ' (۵) سابقہ ذخیرے کو برقرار رکھا گیا' (۶) مروج انگریزی اصطلاحات کو قائم رکھا گیا' (۷) اصطلاحات کے بدلنے پر ترجمے کو بھی بدلنے کی کوشش کی گئی [(۱۳)]۔

اصطلاحوں کو عام فہم بنانے کے لیے انجمن نے ہندی ترکیبوں کو بخوبی استعمال کیا ہے — مثلاً Ostracism کا ترجمہ " دیس نکالا " Autonomy کا " سوراج " ، Anarchy کا " نراج " ، Combination کا " ملاپ " ، Triquetrous کا " تِدھارا " ، Tabescent کا " جھری دار " ، Stuposcus کا " سدھیلا " Unicostate کا " اکرگا " ، Larva کا " پہلروپ " ، Pupa کا " منجھ روپ " ، Asexual کا " اجاتی " Gamosepalous کا " مل پتیا " وغیرہ — ہم دیکھتے ہیں کہ مندرجہ بالا ہندی ترکیبات والی اصطلاحیں مروّج نہیں ہو سکیں — لیکن اس کے باوجود عربی فارسی سے گریز مشکل ہوا — مثلاً ریاضی اور فلکیات کی اصطلاحیں دنیا بھر میں عربی سے آئی ہیں —

فرہنگِ اصطلاحات علمیہ کا حصہ اول ۵۱۲ صفحات پر مشتمل ہے جس میں ۱۲ صفحات کا اغلاط نامہ اس کے علاوہ ہے — دوسرا حصہ ۱۹۲۰ء میں دہلی سے شائع ہوا ، جو ۱۰۵ صفحات پر مشتمل ہے — اس میں عمرانیات ، معاشیات ، تاریخ وسیاسیات کی اصطلاحیں شامل ہیں — تیسرا مجموعہ بھی ۱۹۲۰ء ہی میں دہلی سے ۹۰ صفحات میں شائع ہوا — یہ طبیعیات کی اصطلاحوں پر مشتمل ہے —

ان مجموعوں کی اصطلاحات کو الگ الگ بھی شائع کیا گیا ان میں سے فرہنگِ اصطلاحاتِ کیمیا جو ۱۹۳۹ء میں طبع ہوئی تھی ، نظرِ ثانی کے بعد کراچی پاکستان سے ۱۹۵۳ء میں پھر شائع کی گئی — پہلی اشاعت میں ۲۲۰۰ اصطلاحیں تھیں جن میں ۶۲۵ کا اضافہ کیا گیا۔ اس کام میں میجر آفتاب حسن صاحب نے بھی انجمن کا ہاتھ بٹایا — ان اصطلاحات کی تدوین میں مندرجہ بالا سات اصولوں کے علاوہ بھی چند دیگر اصول پیشِ نظر

۱۲— انجمن ترقیِ اردو ، فرہنگِ اصطلاحات علمیہ ، اورنگ آباد دکن (۱۹۲۵ء) ، ص : ۲ —

۱۳— ایضاً ، ص ص : ۲ تا ۲ —

رکھے گئے ـ اصل الاصول البتہ وہی رہا کہ اصطلاحات سازی کے لیے ماہرینِ زبان اور ماہرینِ فن دونوں کا یکجا ہونا ضروری ہے ـ اس کے علاوہ: (۱) ہندی، عربی اور ہندی فارسی ترکیبات کو جائز سمجھا گیا ـ مثلاً بے حد، سمجھ دار، اگالدان، یگانگت، رنگت، نراجیت وغیرہ (۲) علوم کے نام کے لیے logy کی جگہ "یات" کا لاحقہ استعمال کیا گیا ـ Graph کے لیے "نگار"، Meter کے لیے "پیما"، Scope کے لیے "نما" وغیرہ کے لاحقے استعمال کیے گئے (۳) اصولِ نحت کے تحت دو الفاظ کے مابین حروف حذف کر کے اختصار پیدا کیا گیا ـ مثلاً تخت + مایہ = تخرمایہ، خشت + طلا = خشطلا، شرم + آب = شرماب یا ہوا + آمیزہ = ہوامیزہ (۴) اگر کوئی اصطلاح پہلے کسی اور علم میں بھی مستعمل ہے تو اسے دوسرے علم میں لینے سے گریز نہیں کیا گیا وغیرہ [۱۴] فلکیات جسے فرہنگِ اصطلاحات علم ہیئت کا نام بھی دیا گیا ہے، دہلی میں طبع ہوئی تھی جن پر بعد ازاں کراچی (۱۹۳۹ء) کا نام چسپاں کیا گیا ـ اس پر ڈاکٹر رضی الدین صدیقی اور اکبر علی صاحب استاد جامعہ عثمانیہ نے نظر ثانی کی تھی ـ یہ وہی اصطلاحات ہیں جو پہلے مجموعے (۱۹۲۵ء) میں شائع ہوئی تھیں، البتہ اب ان پر نظر ثانی کر کے نئے تراجم بھی پیش کیے گئے ہیں مثلاً پہلے Aberration of Light کا ترجمہ "انحراف نور"، "مغالطۃ الضو" اور "ضلال الشعاع" کیا گیا تھا ـ اب "انحراف نور" اور "ضلالتِ نور" رہنے دیا گیا ـ Air کے ترجمے میں دوسری بار کرۂ باد کی اصطلاح حذف کر دی گئی [۱۵]

اصطلاحاتِ جغرافیہ ایک انفرادی کوشش ہے، جسے پروفیسر ابرار حسین قادری (مسلم یونیورسٹی علی گڑھ) نے مرتب کیا تھا ـ انھوں نے وحید الدین سلیم اور مولوی عبد الحق کے اصول اپنے پیش نظر رکھے تھے ـ البتہ حیدر آباد دکن کی اصطلاحات اور اصولوں کو مسترد کیا ـ کتاب کے آخر میں لکھتے ہیں [۱۶]:-

> " حیدر آباد کی اصطلاحات کی ڈکشنری اور بہار گورنمنٹ کی تیار کرائی ہوئی ایک مختصر فہرستِ الفاظ جغرافیہ بھی استعمال کی مگر ان سے کچھ زیادہ مدد نہ مل سکی .... اہل فن کی مصطلحات جو حیدر آباد دکن میں طبع ہوئی ہیں، ان کو بھی دیکھا لیکن وہ اصطلاحات علمی کتابوں میں استعمال نہیں کی جا سکتیں ـ "

اصطلاحات سازی میں انھوں نے عربی، فارسی ترکیبات پر زور دیا ہے البتہ "گلیشیر"، "بوری کین" جیسے چند الفاظ انگریزی سے بعینہٖ لیے ہیں، کہیں کہیں ہندی اور مقامی ترکیبات نظر آتی ہیں، مثلاً پتکھاڑ (Fjords)، اکاس (Firmament)، جھکاؤ (Inclination) وغیرہ ـ

قیامِ پاکستان کے بعد انجمن کا ایک اہم کارنامہ فرہنگِ اصطلاحاتِ بنکاری ہے، جسے سٹیٹ بنک پاکستان کی مجلسِ اصطلاحات نے مرتب کیا اور اس پر زاہد حسین صاحب گورنر (بنک دولت پاکستان) کا پیش لفظ اور مولوی عبد الحق کا مقدمہ درج ہے ـ اس کی ضرورت بینک کی سالانہ رپورٹ لکھتے ہوئے پیش آئی، چنانچہ اس کا مسودہ انجمن کے سپرد کیا گیا جس پر مولوی عبد الحق صاحب نے نظر ثانی کی ـ ان کی مدد شیخ محمد رفیق (سٹیٹ بنک) اور شمیم احمد (لیکچرار اردو کالج) نے انجام دی [۱۷] چنانچہ اس میں تجارت و مالیات کی مروجہ اصطلاحیں برقرار رکھی گئیں ـ مثلاً "چنگی" وغیرہ ـ بعض الفاظ کی جمع عربی اصول پر بنائی گئی مثلاً "پیشگیات"، ادائیات، "ارسالیات" وغیرہ ـ اصولِ نحت پر بعض ترکیبات ترجمہ کی گئیں مثلاً طلاخش (طلا + خشت)، Voyage کے لیے سفراب وغیرہ اُردو ذخیرۂ اصطلاحات میں ایک خاطر خواہ اضافہ ہے، جو اسی طرح سفر + آب کا مرخم ہے ـ Lagan کے لیے تیاب (تہ + آب) وغیرہ ـ ہرجانہ، جرمانہ کی طرح Royalty کے لیے مالکانہ وضع کیا گیا ہے ـ سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات سے بھی بعض اصطلاحات لی گئیں جو اب مستعمل نہیں ہو سکتیں مثلاً کرگیری یا کروڑگیری، Custom کے لیے، تنقیح Audit کے لیے، کیونکہ یہ اپنے مخصوص سلطانی دور کی پیداوار ہیں اور اپنا مخصوص پس منظر رکھتی ہیں ـ

اصطلاحات نگاری کے ضمن میں فلکیات کی ایک کتاب، سیرِ افلاک قابلِ ذکر ہے، جسے مرزا محمد رشید (پرنسپل گورنمنٹ کالج کیمبلپور) نے تالیف کیا ـ اس کے صفحہ ۲۲۱ تا ۲۲۸ ستاروں، برجوں، مجموعوں کے انگریزی، عربی اور اردو نام دیے گئے ہیں ـ اردو نام دراصل عربی اصطلاحات کا لفظی ترجمہ ہے ـ مثلاً عقرب (بچھو)، الحوت (مچھلی) وغیرہ [۱۸] اسی موضوع پر مہ و انجم مصنف مارٹن ڈیوڈ س، مترجم ثناء الحق صدیقی کراچی سے ۱۹۶۱ء میں طبع ہوئی اس میں فرہنگِ اصطلاحات علم ہیئت ہی سے مدد لی گئی ہے البتہ بعض اصطلاحیں انھوں نے خود بھی وضع کی ہیں ـ خود لکھتے ہیں " اگر کسی اصطلاح کا ترجمہ مجھے کہیں سے بھی نہ مل سکا تو میں نے خود کوئی مناسب لفظ لکھ دیا " [۱۹] ان کی اپنی وضع کردہ اصطلاحات میں چند قابلِ توجہ ہیں ـ ان میں اضافتوں سے گریز ملتا ہے مثلاً دوربین نگاہ والے (long sighted) سورج کا پہلو (limb of Sun) وغیرہ ـ

۱۴- انجمن ترقی اردو، فرہنگِ اصطلاحاتِ کیمیا (کراچی) ۱۹۵۲ء، دیباچہ از مولوی عبد الحق ص ص: IV تا VI

۱۵- فلکیات، کراچی ۱۹۳۹ء ص ص: ۱ تا ۲ ـ

۱۶- ابرار حسین قادری، اصطلاحاتِ جغرافیہ، کراچی ص: ۶۸ ـ

۱۷- انجمن ترقی اردو، فرہنگِ اصطلاحاتِ بنکاری، کراچی (۱۹۵۱ء)، ص: XI ـ

۱۸- مرزا محمد رشید، سیرِ افلاک، کراچی (۱۹۵۲ء)، ص: ۲۲۱ ـ

۱۹- مارٹن ڈیوڈسن، مہ و انجم، کراچی (۱۹۶۱ء)، حرفِ اول، ص: ۷ ـ

انجمن ترقیِ اردو، کراچی نے ۱۹۵۱ء میں محمد احمد حامی کی کتاب ابتدائی جراثیمیات شائع کی، جس کے صفحہ ۸۱ تا ۸۶ پر اصطلاحات کا اشاریہ دیا گیا ہے ۔ کتابیات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مصنف نے انجمن ترقی اردو کی فرہنگِ اصطلاحات کیمیا اور رسالہ "سائنس" شمارہ: ۲۵،۲۲ میں شائع شدہ " فرہنگِ اصطلاحات حیاتیات" سے استفادہ کیا تھا (۲۰) ان کی مرتبہ اصطلاحات پر انجمن کا اثر زیادہ نظر آتا ہے مثلاً Acid کو ترشہ اور Activity کو عاملیت ۔ تاہم بعض مقامات پر سائنٹیفک سوسائٹی کے اثرات بھی نظر آتے ہیں جیسے Hemicellulose کے لیے " نیم سیلولوز" کی اصطلاحات انہی کے امتزاجی رجحان کا اظہار کرتی ہے ۔

انجمن ترقیِ اردو، ہند (دہلی) نے ۱۹۲۲ء میں محشر عابدی کی کتاب حیوانیات شائع کی تھی ۔ جس کے آخر میں ۲۲ صفحات میں شرح (Glossary) کے نام سے اصطلاحات کی فہرست مرتب کی گئی ہے ۔ اس میں مولف کے ذاتی رجحانات نظر آتے ہیں ۔ ہوائی خانے (Air sacs)، انسان نما بندر (Anthropoid ape)، خارش کا کیڑا (Itch-insect)، بے ریڑھ حیوان (Invertebrate)، بے خولی گھونگھا (Slug) جیسی اصطلاحیں ان کی تخلیقی سطح کا اظہار کرتی ہیں البتہ بعض نباتیاتی اصطلاحات مثلاً انسیکٹا، امیبا، ایٹی لیڈا، اینولیڈا، بریکیوپوڈا، ایفی میرا، یوری فیرا جیسے الفاظ بجنسہٖ استعمال کیے ہیں، جن کا ترجمہ بہ آسانی ہوسکتا تھا (۲۱)

انجمن ترقیِ اردو، علی گڑھ نے ہارون خان شروانی کی کتاب سیاسیات کے اصول تین حصوں میں شائع کی ۔ حصہ اول اور دوم ۱۹۵۲ء میں اور حصہ سوم ۱۹۵۵ء میں ہر جلد کے آخر میں گیارہ بارہ صفحات میں سیاسی اصطلاحات مرتب کی گئی ہیں ۔ ان میں بھی انجمن کے اصولوں کی جھلک ملتی ہے ۔ یعنی فارسی، عربی کے ساتھ ہندی ترکیبیں سوراج، سراج وغیرہ کا استعمال ۔ لیکن علی گڑھ سے شائع ہونے والی دیگر کتب مثلاً اطلاقی سماجیات اور انواعِ فلسفہ میں عربی، فارسی کا رجحان زیادہ نظر آتا ہے ۔

انجمن کے اصطلاحی مجموعوں (مطبوعہ و غیر مطبوعہ) کا بیشتر حصہ اردو سائنس بورڈ لاہور کی فرہنگِ اصطلاحات میں شامل کر لیا گیا ۔ خصوصاً اصطلاحاتِ جغرافیہ، ہیئت، بنکاری، فرہنگِ اصطلاحات (مختلف غیر مطبوعہ) ایک اندازے کے مطابق انجمن کا مرتب کردہ یہ ذخیرہ ایک لاکھ سے زائد اصطلاحات پر مشتمل ہے (۲۲) البتہ چونکہ انجمن کا یہ کام جامعہ عثمانیہ کے متوازی ہی ہوتا رہا اور جامعہ کا بھی بہت سا کام اس میں شائع ہو گیا، اس لیے ضروری ہے کہ جامعہ کے کاموں کا بھی تذکرہ کیا جائے ۔

۲۔ حیدرآباد دکن کی خدمات

حیدرآباد میں جامعہ عثمانیہ ایک وقیع ادارے کی حیثیت رکھتا ہے اگرچہ چند دیگر ادارے بھی اصطلاحات سازی میں مصروف تھے لیکن انجمن ترقیِ اردو کے ساتھ ساتھ جس ادارے نے اردو اصطلاحات سازی کے لیے خاطر خواہ کام انجام دیا اور ایک معتدبہ ذخیرہ فراہم کر دیا، وہ جامعہ عثمانیہ کا شعبہ تصنیف وتالیف و ترجمہ تھا جو ۱۹۱۷ء میں وجود میں آیا ۔ اسے مختصر طور پر دارالترجمہ کہا جاتا ہے ۱۹۲۱ء سے ۱۹۲۲ء تک مولوی محمد عنایت اللہ دہلوی اس کے ناظم رہے ۔ اس شعبے نے ۱۹۵۰ء تک پورے چونتیس سال تک اپنی عظیم روایات کو برقرار رکھا ۔ ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی نے اس دور کا مبسوط احاطہ کیا ہے ۔ اس کی رُو سے شعبہ کا قیام ۱۲ اگست ۱۹۱۷ء کو عمل میں آیا ۔ بعدازاں مولوی عبدالحق اس شعبے کے سربراہ مقرر ہوئے ۔ کتابوں کے ترجمے کے لیے مترجمین مقرر کیے گئے ۔ مترجمین کی پہلی جماعت میں قاضی محمد حسین چودھری برکت علی، سید ہاشمی فریدآبادی، محمد الیاس برنی، قاضی تلمذ حسین، مولانا ظفر علی خان، مولانا عبدالماجد دریابادی، مولانا عبدالحلیم شرر، علامہ عبداللہ العمادی، سید علی رضا اور خلیفہ عبدالحکیم شامل تھے ۔ ۱۹۵۰ء تک ایک سو تیس مترجمین بھرتی ہوئے اور اس مدت میں انھوں نے چار سو کتابوں کے تراجم مکمل کیے (۲۳)

۲:۱ جامعۂ عثمانیہ کا طریقِ اصطلاحات سازی :

کتابوں کے ترجمے کے ساتھ ساتھ وضع اصطلاحات کا کام بھی ہوتا تھا ۔ ایک ادبی ناظر ترجمے میں اصطلاح کے ادبی اور لسانی نقائص کی جانچ پڑتال کرتا رہتا تھا ۔ مولانا علی حیدر نظم طباطبائی (حیدریار جنگ) پہلے ادبی ناظر تھے۔ ان کے بعد جوش ملیح آبادی مقرر ہوئے ۔ تاہم مولوی عبدالحق اور مولوی وحیدالدین سلیم کی موجودگی اطمینان بخش تھی ۔ ہر اہم مضمون مثلاً ریاضی، طبیعیات، کیمیا اور معاشیات کے لیے الگ الگ مجالس وضع اصطلاحات مقرر کی گئیں ۔ ہر مجلس میں دو قسم کے ارکان ہوتے تھے (۲۴)

۲۰۔ محمد احمد حامی، ابتدائی جراثیمیات، کراچی (۱۹۵۲ء)، ص: ۸۰ ۔

۲۱۔ محشر عابدی، حیوانیات، دہلی (۱۹۲۲ء)، ص ص: ۱۲۸ + ۲۲ ۔

۲۲۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات)، دیباچہ ص: ۹ ۔

۲۳۔ ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی، جامعہ عثمانیہ، کراچی (۱۹۸۲ء)، ص: ۲۲ ۔

۲۴۔ ایضاً، ص: ۲۵ ۔

متعلقہ مضمون کا ماہر اور زبان کے ماہر۔ مولوی عبدالحق لکھتے ہیں کہ "تنہا نہ تو ماہرِ علم صحیح طور پر اصطلاحات وضع کر سکتا ہے اور نہ ماہرِ لسان۔ ایک کو دوسرے کی ضرورت ہوتی ہے چنانچہ اس اصول پر ہم نے وضع اصطلاحات کے لیے ایسی مجلس بنائی"[۲۵] مترجم ان اصطلاحات کی فہرست مرتب کرتے جن کا ترجمہ ضروری ہوتا اور مجلس میں ہر اصطلاح پر بحث ہوتی۔ ڈاکٹر محمد رضی الدین لکھتے ہیں :[۲۶]

"زیرِ ترجمہ انگریزی اصطلاح کی یونانی یا لاطینی اصل پر غور کیا جاتا اور اس کی مناسبت سے عربی، فارسی یا سنسکرت کا کوئی لفظ منتخب کیا جاتا ۔۔۔ نظر ثانی اور غور کا سلسلہ بھی جاری رہتا۔ ابتدا میں کیمیاوی عناصر اور مرکبات کے ناموں کا بھی ترجمہ کرنے کا رجحان پایا جاتا تھا جیسے چودھری برکت علی نے مائین اور حمضین وغیرہ ترجمے پیش کیے۔ ۱۱ فروری اور ۹ مارچ ۱۹۱۹ء کو نواب عماد الملک سید حسین بلگرامی کی صدارت میں دو اجلاس ہوئے جن میں فیصلہ کیا گیا کہ صرف انہی الفاظ کا ترجمہ کیا جائے جو تعاملات (Processes) اور عام استعمال میں آنے والے مادوں جیسے لوہا، چاندی وغیرہ کے نام ہوں۔ قطعی فیصلہ ۱۲ مئی ۱۹۲۰ء کو تکنیکی اصطلاحات کی مجلس کے اجلاس میں ہوا۔ امیر جامعہ سر علی امام اس کے صدر تھے۔ سر اکبر حیدری، سر آر گلینسی، پروفیسر عبدالرحمان خان شریک تھے۔"

رائے جانکی پرشاد لکھتے ہیں کہ مجلس وضعِ اصطلاحات نے ۱۹۲۹ء تک تقریباً ۵۵ ہزار اصطلاحات وضع کر لی تھیں۔[۲۷]

مہر حسن لکھتے ہیں کہ "ان مجالس میں اصطلاحات باہمی قرار داد اور آپس کی مفاہمت کا نتیجہ ہوتیں۔ اصطلاحات کی صحت و سقم اور اردو کے لیے ان کے قابلِ قبول ہونے یا نہ ہونے کا اندازہ کالج کی جماعتوں میں تدریس کے دوران ایک حد تک ہو جاتا تھا"۔[۲۸]

ڈاکٹر امیر عارفی کے نزدیک دار الترجمہ کے مترجمین نے بڑا لچکدار رویّہ اختیار کیا اور دہلی کالج اور سید حسین بلگرامی کے مشوروں پر پوری طرح عمل کیا گیا۔ وہ لکھتے ہیں :[۲۹]

"جیسے سوڈیم کلورین اور اسی قسم کے جتنے بھی لفظ سائنس میں استعمال ہوتے ہیں، ان کو بجنسہٖ استعمال کیا گیا ہے اور بعض تو ایسے ہیں کہ تلفظ کی بدولت وہ لفظ خودبخود اردو کا بن گیا۔ جیسے گراموفون، ملمع وغیرہ۔ اس طرح کی ہزاروں اصطلاحیں اردو میں آج بھی رائج ہیں۔ اس طرح کی اصطلاح میں ترجمے کی کوشش نہیں کی گئی۔ یہ ان کی فراخ دلی کا ثبوت ہے۔"

ڈاکٹر گوپی چند نارنگ کے نزدیک جامعہ عثمانیہ کی اصطلاحیں عربیت کی حامل تھیں چونکہ اس وقت یہ تصور عام تھا کہ اُردو فارسی اور عربی سے استفادہ کر سکتی ہے اس لیے اصطلاحیں زیادہ تر انہی ماخذ سے لی گئیں۔ وہ لکھتے ہیں کہ " اس سے عربیت کی لَے بڑھ گئی نیز چونکہ اردو کی ہند آریائی میراث کو اور مخلوط صوتیات کو نظر انداز کیا گیا تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ترجموں کی زبان ثقیل، بوجھل اور ادق ہوگئی"۔[۳۰]

ڈاکٹر عارفی کے نزدیک عربیت آرٹس اور اس کے متعلقہ مضامین میں نہیں تھی۔ کئی اصطلاحوں کا ترجمہ بھی نہیں کیا گیا۔" زیادہ مشکل میڈیسن، انجینئرنگ اور اس سے متعلقہ مضامین کی اصطلاحوں میں پیش آئی۔ ان میں عربی کا اثر زیادہ ہے"[۳۱] مثلاً ماسکہ (Focus) تکشف (Exposure) التہاب الغوزہ (Tensitlits) ان کے آسان اردو مترادف بھی تلاش کیے جا سکتے تھے۔ تاہم خال خال ہندی اثرات بھی ملتے ہیں مثلاً پن جنتر Water bath پون جنتر Air bath۔ اصطلاحات کے ضمن میں اس بات کو مدنظر رکھا گیا کہ ایک لفظ سے دیگر اصطلاحات بھی بن سکتی ہیں۔ مثلاً برق کو لے لیجیئے سابقوں، لاحقوں اور ترکیبی مادوں کا اضافہ کر کے تیرہ سو سے زاید تراکیب اور اصطلاحات بنائی گئیں۔ عربی، فارسی، ہندی اور مقامی الفاظ کے رجحانات کا ہم آگے چل کر جائزہ لیں گے۔

ڈاکٹر رضی الدین صدیقی اصطلاحات سازی کے عمل کے بارے میں لکھتے ہیں کہ یہ بڑا تفصیلی اور طویل ہوتا تھا۔ مفصل بحث کے بعد جا کر کہیں اس کی قبولیت کی منزل آتی تھی۔ ان کے الفاظ میں:[۳۲]

"نہ صرف وضع کردہ اصطلاح کی تکنیکی خوبیوں اور خصوصیات پر غور کیا جاتا بلکہ متعلقہ انگریزی اصطلاح کی یونانی اور لاطینی اصل اور اس کے ہم معنی عربی، فارسی یا سنسکرت اصل پر بھی بحث ہوتی۔ یہ بھی دیکھا جاتا تھا کہ آیا یہ اصطلاح عربی، فارسی یا دیگر زبانوں کے علما اپنی تحریروں میں اسی طرح اور انہی معنوں میں استعمال کرتے ہیں اور یہ بھی کہ کیا اردو میں بھی اس کو اسی صورت میں اختیار کر لیا جائے۔ یا اس میں مناسب تبدیلی ضروری ہے اور پھر

۲۵۔ مولوی محمد عبدالرحمان خان، رسالہ طبیعیات عملی، جلد اول، حیدرآباد دکن، ۱۹۲۰ء، مقدمہ مولوی عبدالحق ص :۷۔

۲۶۔ ایضاً، ص ص :۲۵، ۲۶۔

۲۷۔ مجیب پیدار، اردو، ۱۹۲۹ء، (یادگاری مجلہ)، ص :۲۲۵۔

۲۸۔ مہر حسن، "اردو زبان میں وضع اصطلاحات کے مسائل"، ترجمہ کا فن اور روایت، ص : ۲۱۶۔

۲۹۔ ڈاکٹر امیر عارفی، "دار الترجمہ عثمانیہ"، ترجمہ کا فن اور روایت، ص ص : ۲۲۰، ۲۲۱۔

۳۰۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ، "اصطلاحات سازی"، مجلہ غالب، کراچی، جنوری مارچ ۱۹۵۶ء۔

۳۱۔ محولہ بالا، ڈاکٹر عارفی، ص :۲۲۱۔

۳۲۔ ڈاکٹر صدیقی، محولہ بالا، ص :۲۶۔

یہ بھی کہ یہ اصطلاح اردو زبان کے مزاج سے مطابقت بھی رکھتی ہے یا نہیں ۔ ایک اور اہم بات جو زیر بحث آتی وہ یہ ہوتی کہ منتخب اصطلاح مختلف ترکیبوں ، مشتقات اور جمع یا واحد کی شکل میں بآسانی ڈھالی جا سکتی ہے یا نہیں "۔

دراصل جامعہ عثمانیہ میں اصولی ترکیب سازی کو ہمیشہ ملحوظ رکھا گیا ۔ مولوی عبدالحق نے اس سارے عمل کی وضاحت کی ہے وہ لکھتے ہیں :[۲۳]

"ہم نے اس وقت تک کسی لفظ کے بنانے کی جرأت نہیں کی جب تک اسی قسم کی متعدد مثالیں ہمارے پیش نظر نہ رہی ہوں۔۰۰۰۰۰ اگر کوئی لفظ غیر مانوس یا اجنبی معلوم ہو تو اس میں ہمارا کوئی قصور نہیں "۔

جامعہ عثمانیہ نے اصول اصطلاحات سازی پر بھی ایک کتاب شائع کی تھی ۔ یہ چودھری برکت علی کی طریق تسمیہ برائے علم کیمیا تھی جو ۱۹۱۸ء میں ۱۰۳ صفحات پر شائع ہوئی ۔ اس پر بھی بحث دوسرے باب میں گزر چکی ہے۔

۲:۲ جامعہ عثمانیہ کے مجموعہ ہائے اصطلاحات :

اگرچہ جامعہ عثمانیہ میں اصطلاحات سازی کا کام وسیع پیمانے پر ہوا اور کئی متداول علوم و فنون کی اصطلاحات وضع کی گئیں لیکن بد قسمتی سے بہت کم مجموعے ترتیب دیے جا سکے ۔ ۱۹۱۹ء سے ۱۹۲۳ء تک صرف ایک مجموعہ مرتب ہو سکا جسے " مجموعۂ اصطلاحات کے نام سے ۱۹۲۶ء میں ۲۱۶ صفحات پر مشتمل شائع کیا گیا ۔اس میں کوئی چار ہزار اصطلاحات مدوّن کی گئی ہیں ۔ دیباچے کے آخر میں مولوی عنایت اللہ ناظم شعبہ نے لکھا ہے :[۲۴]۔

"امید کی جاتی ہے کہ اس مجموعے سے نہ صرف جامعۂ عثمانیہ کے مترجمین ، مولفین کو آئندہ مدد ملے گی بلکہ جس کو بھی ترجمہ کا شوق ہو گا ، اس سے فائدہ اٹھا سکے گا اور اس طرح انگریزی علمی کتابوں کے ترجموں میں بھی جہاں تک اصطلاحات سے بحث ہے، ایک قسم کی یکسانیت پیدا ہو جائے گی جو اردو زبان میں علم کی ترقی کا باعث ہو گی "۔

جامعہ عثمانیہ سے پہلا اور موضوعاتی اصطلاحی مجموعہ ۱۹۲۵ء میں فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ (جلد اول) کے نام سے شائع ہوا [۲۵] ابرار حسین قادری نے بھی اپنی اصطلاحات مرتب کرتے وقت اس سے استفادہ کیا تھا ۔ اس کے علاوہ چھ موضوعاتی مجموعے اور شائع ہوئے ۔ ۱۹۳۵ء میں سید عبدالواحد کا اصطلاحات فن صحرا ۲۳ صفحات پر مشتمل شائع ہوا۔ ۱۹۲۱ء میں ایک مجموعہ اصطلاحات تدریسیات ۲۸۲ صفحات پر شائع ہوا ۔ ۱۹۲۸ء میں اصطلاحات ریاضیات (۱۹ صفحات) ،مصطلحات طب (جلد اول) ۲۲۲ صفحات جو ڈار لینڈ، اسٹیڈمین اور گولڈ کی طبی اصطلاحات پر مشتمل تھا (صرف پہلی جلد اے تا کے شائع ہو سکی) اور اصطلاحات علم ہیئت (۱۸ صفحات) شائع ہوئے ۔ ان میں سے تدریسیات اور فن صحرا کی اصطلاحات جامعہ عثمانیہ کی مرتبہ نہیں تھیں ۔ اس طرح گویا جامعہ عثمانیہ نے تین موضوعاتی مجموعے شائع کیے ۔ البتہ ان کے علاوہ ۱۹۲۷ء میں ترقیمات ریاضی و سائنس کے نام سے ایک کتابچہ شائع کیا گیا جس میں ریاضی کی علامتیں اور ترقیمات اردو انداز سے مرتب کیے گئے تھے ان کا ذکر ہم تیسرے باب میں کر چکے ہیں ۔

ایک اور موضوعاتی کتاب جسے ہم اصطلاحات سازی کی ذیل میں تو قرار نہیں دے سکتے لیکن اس کا تذکرہ اس لیے ناگزیر ہے کہ یہ انگریزی' اردو متبادلات کا ایک اہم مجموعہ ہے اور اس لحاظ سے جغرافیائی اسماء کی ذیل میں آتا ہے ۔ یہ کتاب ناظم شعبہ تالیف و ترجمہ مولوی محمد عنایت اللہ دہلوی کی اندلس کا تاریخی جغرافیہ ہے ، جو ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی ۔ اس میں اندلس کے تقریباً ساڑھے آٹھ سو مقامات کے اصل عربی نام دیے گئے ہیں جو انگریزی میں کسی اور طرح سے ہیں۔کتاب اردو ابجد کی ترتیب سے ہے ۔ آخر میں انگریزی کا اشاریہ بھی ہے ۔

اصطلاحات کے باقی انبار میں سے کچھ انجمن ترقیٔ اردو نے شائع کیا اور بیشتر ابھی تک تقریباً ڈیڑھ دو سو تراجم میں کتابوں کے اشاریوں کی صورت میں بکھرا ہوا ہے مولوی عبدالحق لکھتے ہیں :[۲۶]

"ایک مدت تک ان اصطلاحوں کی اشاعت کا انتظار رہا ۔ انتظار کی ایک حد ہوگئی ۔ جب اس طرف سے مایوسی ہوئی تو آخر انجمن ترقیٔ اردو ہند نے اس بات کا بیڑا اٹھایا اور جامعہ عثمانیہ کے بعض مستعد اور فاضل پروفیسروں کی مدد اور مشورے سے جہاں تک ممکن ہوا اس کام کو انجام دیا۔ چنانچہ کیمیا ،طبیعیات ، معاشیات ،عمرانیات ، تاریخ وسیاسیات کی اصلاحیں شائع ہو چکی ہیں "۔

یہی وجہ ہے کہ انجمن کے شائع کردہ مجموعوں میں بیشتر کام جامعہ عثمانیہ ہی میں مرتب ہوا تھا ۔

۲۳۔ مولوی عبدالرحمان خان ، محولہ بالا ، مقدمہ از مولوی عبدالحق ، ص : ۸ ۔

۲۴۔ جامعہ عثمانیہ ،مجموعہ اصطلاحات ، حیدرآباد دکن ، (۱۹۲۶ء)، دیباچہ ۔

۲۵۔ مملکت حیدرآباد : ایک علمی ادبی اور ثقافتی تذکرہ ، ص :۱۹۲ ۔

۲۶۔ مولوی عبدالحق ، اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ ، ص ص : ۵۲ ، ۵۳

البتہ بہت سی اصطلاحیں انجمن کے دائرہ اشاعت سے بھی باہر رہ گئیں - یہ سوا سو کے قریب ترجمہ شدہ کتابوں کے آخر میں شائع کردہ اصطلاحی اشاریوں اور فہرستوں کی صورت میں بکھرا ہوا ہے ، جو جامعہ عثمانیہ نے شائع کیے اگرچہ جامعہ عثمانیہ کے تمام تراجم میں اصطلاحات سازی کا عمل ہوا لیکن اصطلاحات نگاری کا کام صرف ایک تہائی کتابوں میں ہو سکا - اس سارے ذخیرے کو باہم مربوط کرنے اور اس ورثے کو یکجا کرنے کا بیڑا مقتدرہ قومی زبان نے اٹھایا اور ایک سو چوبیس کے قریب ان کتابوں کی اصطلاحات الفبائی ترتیب میں جمع کر دیں [۲۷]

۲:۲ جامعہ کی مطبوعات اور اصطلاحی اشاریے :

سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ کی طرف سے شائع شدہ چار سو کتب میں سے سوا سو کے قریب جن کی جلدیں اور حصے حذف کر دیں تو نوے کے قریب کتب ایسی ہیں ، جن کے آخر میں اصطلاحات کو یکجا کر کے اصطلاحات نگاری کا فریضہ انجام دیا گیا ہے۔ان میں انفرادی اختلافات بھی نظر آتے ہیں اور حیدرآباد دکن کا مجموعی رنگ یعنی عربیت اور فارسیت بھی - اس لیے یہ مجموعے قابلِ ذکر ہیں - سماجی علوم میں پچیس کے قریب ایسی کتب قابلِ ذکر ہیں ، جن میں اصطلاحی اشاریے موجود ہیں - ان میں فلسفے اور نفسیات کے موضوع پر دس کتابیں ہیں [۲۸] ان میں سے تین مولوی احسان احمد ، دو مولوی مرزا محمد ہادی (عزیز) لکھنوی (جنہیں غلطی سے میرزا ہادی رسوا سمجھا جاتا ہے) اور دو مولوی معتضد ولی الرحمان کا ترجمہ ہیں -

مولوی احسان احمد کے ہاں ہمیں مسلمانوں کے ساختہ عربی ذخیرۂ الفاظ سے استفادے کا رجحان نظر آتا ہے - میرزا ہادی لکھنوی کے ہاں اس کے ساتھ ساتھ وضع و ترکیب کے علاوہ متبادلات کی صورت زیادہ نظر آتی ہے - وہ ایک اصطلاح کے کئی متبادلات دیتے ہیں۔ مثلاً Aphasia کے لیے " فتورِنطق " ، " فتور گویائی " ، Grief کے لیے " رنج ، غم ، حُزن " ، Emotion کے لیے " جذبہ ، ہیجان " Explanation کے لیے " توجیہ ، تعلیل ،توضیح " وغیرہ - وہ اکثر اوقات ترکیب اور فقرے کا ترجمہ اسی طرح ترکیب اور فقرے کی صورت میں کرتے ہیں اور اردو اضافت " کا ، کے ، کی " خوب استعمال کرتے ہیں - مثلاً Space preception کے لیے "مکان کا ادراک " البتہ کہیں کہیں پورے فقرے کو ایک ترکیب کی صورت میں دے دیتے ہیں جیسے Taste sensat- ion of qualitative affinity between taste and smell کے لیے "کیفی مشابہت مزے اور بُو میں " ان کی دونوں کتابوں میں یہ صورت پائی جاتی ہے -

مولوی معتضد ولی الرحمان اس کے برعکس اختصار کا رجحان رکھتے ہیں - البتہ ان کے ہاں بعض ہندی اور مقامی الفاظ کا استعمال بھی ملتا ہے مثلاً کھلمندن (Valve)، دھڑ (Trunk)، سُرتی (Tone) ، تریچھلا (Trigeminess)، پوست خشک (Hormy layer) ، ٹھنڈک (Coolness) وغیرہ -

مولوی معشوق حسین ، مولوی عبدالباری ندوی ، مولوی محمد حسین وغیرہ کے ہاں ہمیں عربی ورثے سے استفادے اور اختصار کا رجحان ملتا ہے -

عمرانیات ، تاریخ ، سیاسیات اور معاشیات کے موضوع پر بھی ہمارے سامنے بارہ کتابیں ہیں [۲۹]

۲۷- مقتدرہ قومی زبان ، سالانہ رپورٹ ۸۹-۱۹۸۸ء ، اسلام آباد، ۱۹۹۰ء ص : ۱۱ -

۲۸- بحوالہ ۱ء- ول ڈوران ، حکایت فلسفہ ، ترجمہ: مولوی احسان احمد صاحب، ۱۹۲۲ء -

۲ - کلیمنٹ سی جے ویب ، تاریخ فلسفہ ، " " " " ۱۹۲۹ء -

۳- موسیو رینان ، ابن رشد و فلسفہ ابن رشد، ترجمہ: مولوی معشوق حسین ، ۱۹۲۹ء -

۴- ایچ ڈبلیو بی جوزف ، مفتاح المنطق ، ترجمہ: مولوی میرزا محمد ہادی لکھنوی (بی اے) ۱۹۲۲ء -

۵- مولوی محمد حسین ، منطق ، مرتبہ مولوی عبدالماجد دریابادی ، ۱۹۱۹ء -

۶- جان ایس میکنزی، علم اخلاق ، ترجمہ: مولوی عبدالباری ندوی ، ۱۹۲۲ء -

۷- جیمس رولینڈ اینجل ، اصول نفسیات ، ترجمہ: مولوی معتضد ولی الرحمان ، ۱۹۲۷ء -

۸- جے ایف اسٹورٹ، مبادیء علم النفس ، ترجمہ: مولوی میرزا محمد ہادی لکھنوی بی اے ، ۱۹۲۲ء -

۹- برنارڈ ہارٹ ، نفسیاتِ جنون ، ترجمہ: مولوی احسان احمد ، ۱۹۲۵ء -

۱۰- ولیم میکڈوگل ، نفسیاتِ عضوی ، ترجمہ: مولوی معتضد ولی الرحمان ، ۱۹۲۷ء -

۲۹- بحوالہ ۱ء- فریک ڈبلیو بلیکمار ، مبادیء عمرانیات ، ترجمہ: ڈاکٹر سید عابد حسین ، ۱۹۳۲ء -

۲- فریڈرک آسٹن روگ ، حکومت ہائے یورپ ، ترجمہ: قاضی تلمذ حسین ، ۱۹۳۵ء -

۳- مسز فشر ، تاریخ انگلستان ، ترجمہ: مولوی ظفر علی خان /مولوی سید علی رضا ، ۱۹۲۲ء -

۴- بیوری ، تاریخ یونان ، ترجمہ: سید ہاشمی فریدآبادی ، ۱۹۱۹ء -

۵- اڈورڈ جنکس ، تاریخ سیاسیات ، ترجمہ: مولوی محمد عبدالقوی فانی، ۱۹۲۵ء -

۶- اسٹیفن لیکاک ، علم السیاست ، قاضی تلمذ حسین ، ۱۹۲۲ء -

۷- محمد الیاس برنی ، اصول معاشیات ، ۱۹۲۵ء -

۸- ڈبلیو فانک ہنری ، اصول معاشیات ، جلد دوم ، ترجمہ: مولوی رشید احمد ، ۱۹۲۸ء -

۹- جان اسٹوارٹ مل ، آزادی ، ترجمہ: مولوی معتضد ولی الرحمان ، ۱۹۲۸ء -

۱۰- ڈبلیو ایچ مورلینڈ ، مقدمۂ معاشیات ، محمد الیاس برنی، ۱۹۲۲ء -

۱۱- پرمتھ ناتھ بنرجی ، معاشیاتِ ہند ، ترجمہ: محمد الیاس برنی ، ۱۹۲۲ء -

۱۲- جی بی جتھارام ، معاشیاتِ ہند (جلد اول)ترجمہ: مولوی رشید احمد ، ۱۹۲۰ء -

مترجمین میں مولوی معتقد ولی الرحمان کے علاوہ ڈاکٹر عابد حسین ، مولوی ظفر علی خان ، سید علی رضا ،قاضی تلمذ حسین ، سید ہاشمی فریدآبادی ، مولوی رشید احمد ، محمد الیاس برنی اور مولوی عبدالقوی فانی جیسے نادر روز گار افراد نظر آتے ہیں –

مولوی معتقد ولی الرحمان کا اختصار بلکہ اصلاحِ مفرد کا رویہ یہاں بھی برقرار رہا ہے – ڈاکٹر عابد حسین البتہ اس میں فارسی ترکیب سازی بلکہ اردو مصادر کے استعمال میں پیش پیش نظر آتے ہیں – مثلاً Adapt ساز گاری کرنا ، Adaptation ساز گاری ، Adoption موالی بنانا ، Adopted موالی ، Homogenity مختلف النوع ہونا ، Homogenous مختلف النوع – عمرانیات کے موضوع پر انھوں نے پہلی بار اصلاحات پیش کی ہیں اور آج بھی ان میں بہت سی اصلاحیں عمرانیات میں استعمال ہو رہی ہیں مثلاً خانگی (Domestic)، نسلیات (Ethonology) یک زوجی (Mono gamic)، چند زوجی (Poly gamic) ، نظمِ اجتماعی (Social order) وغیرہ –

مولوی ظفر علی اور سید علی رضا کے ہاں ہمیں عربی، فارسی ترکیب سازی ملتی ہے مثلاً ملازمانِ شاہی فرقہ بندی، میرمجلس وغیرہ لیکن مقامی یا ہندی الفاظ سے استفادے کا رجحان نظر نہیں آتا البتہ بعض انگریزی الفاظ مثلاً پیرش (Parish)، ٹکٹ (Stamp) وغیرہ دکھائی دیتے ہیں – محمد عبدالقوی فانی کے ہاں بھی ہمیں یہی رجحان نظر آتا ہے – اس کے برعکس قاضی تلمذ حسین کے ہاں ہندی اور مقامی الفاظ سے ترکیب سازی ملتی ہے مثلاً پرکھا پوجا (Ancestor worship)، شراج (Anarchy) ، چنگی (Exise)، سوراج (Homerule) –

محمد الیاس برنی اس ضمن میں خاصے فراخ ثابت ہوتے ہیں وہ نہ صرف سابقہ ذخیرۂ الفاظ* عربی، فارسی ہندی ، مقامی کو استعمال کرتے ہیں بلکہ انگریزی سے اخذ و استفادے کو بھی جائز حد تک درست سمجھتے ہیں – چند مثالیں درج ذیل ہیں : بھتہ ،الاونس (Allowance) ، سالیانہ (Annuity) ہنڈی، بل (Bill) کروڑگیری (Customs) زرِ امانت ، ڈپازٹ (Deposit) گارنٹی،ضمانت (Guarantee)، بے فنڈ قرضہ (Unfunded debt)، حکم جوگ (Payable to order)

اس موضوع پر مولوی رشید احمد کا رویہ بھی برنی سے مختلف نہیں لیکن مقامی اور ہندی اصلاحات قدرے کم استعمال کرتے ہیں جیسے Open union کھلی سبھاجیسی ترکیبیں شاذ ہی نظر آتی ہیں – البتہ Coinage "سکہ سازی" اور " تکنیک " کی طرح عربی اور فارسی دونوں طرح سے اصطلاحات وضع کرتے ہیں – قانون کے موضوع پر چار کتابیں ہمارے سامنے ہیں [۲۰]– ان میں سے دو مولوی سید علی رضا ، ایک مولوی عبدالمجید صدیقی اور ایک مولوی میر سیادت علی کا ترجمہ ہیں۔سید علی رضا کے ہاں ہمیں فارسی انداز میں بڑی بڑی ترکیبیں مثلاً "حلقہ انتخاب کنندگان" "حقِ رائے نسبت انتخاب" ، "الزام تحریری مصدقہ جوری کلاں" ،"رکن مستشار شاہی" ، وغیرہ ملتی ہیں۔گویا عربی اور فارسی طریقِ ترکیب سازی عام ہے – مولوی عبدالمجید کے ہاں قانونی ترکیبات اور مقولات کا ترجمہ عام زبان میں ملتا ہے – مثلاً "انصاف کیا جائے" (Fiat justicl)،"مطلوب بحق پہنچے" (Soit drait fait) وغیرہ – مولوی میر سیادت علی خان کے ہاں قانونی جملوں کا ترجمہ جملوں کی صورت میں ملتا ہے اور فارسی اضافت کے ساتھ ساتھ اردو اضافت (کا،کے، کی) کا استعمال بھی نظر آتا ہے بعض اسمِ مجرد کی بجائے وہ اسمِ مصدر کو ترجیح دیتے ہیں مثلاً Bastardy کےلیےحرامی ہونا" (حرامی پن کی بجائے)، Absconding کے لیے " روپوش ہو جانا "(روپوشی کی بجائے) ، Illegality کے لیے " ناجائز ہونا " (غیر قانونی پن کی بجائے)– سائنسی علوم اور اطلاقی فنون میں ہمیں کتابیں اور اصلاحی اشاریے نسبتاً زیادہ نظر آتے ہیں – صاف ظاہر ہے کہ ان علوم میں اصلاحات سازی کی زیادہ ضرورت تھی – چنانچہ ۳۲ کے قریب ایسے اشاریے ہمارے سامنے آتے ہیں –

علم ہیئت کے موضوع پر دو کتابیں ہمارے سامنے ہیں جن میں سے ایک مولوی شیخ برکت علی کی اور دوسری مولوی نذیر الدین صاحب کا ترجمہ ہیں [۲۱] یہ مجموعے اس لیے بھی قابلِ ذکر ہیں کہ ان میں جامعہ عثمانیہ کے مجموعہ اصطلاحاتِ علم ہیئت سے کہیں کہیں اختلاف نظر آتا ہے – مثلاً مولوی شیخ برکت علی نے Aerolite کو "شہاب" اور جامعہ عثمانیہ کے مجموعہ میں "شہابیہ" دیا ہے – Annular کو مولوی صاحب نے "چنبریں" اور مجموعہ میں "چنبری" لکھا ہے – Vertical کو مولوی صاحب نے "سمتی، انتصابی" قرار دیا ہے جبکہ مجموعے میں "عمودی اور شاقول سمتی" لکھا ہے – یہ امور مولوی صاحب سے مجموعے تک کے اصلاحی ارتقا کا پتا دیتے ہیں – مولوی نذیر الدین کا ترجمہ اس لیے بھی قابلِ ذکر ہے کہ اس میں ہندی اضافت

۲۰– بحوالہ :

۱– ایف سی مانٹیگو ، تاریخ دستور انگلستان ، ترجمہ: مولوی سید علی رضا ، ۱۹۱۹ء –

۲– اے ایم چیمبرز ، تاریخ دستور انگلستان ، ترجمہ: مولوی سیدعلی رضا ، ۱۹۲۲ء –

۳– جارج برٹن ادمس ، تاریخ دستور انگلستان" ترجمہ: مولوی عبدالمجیدصدیقی، ۱۹۲۸ء –

۴– ڈبلیو اے ایم بسٹ ، اصول قانون شہادت ، (جلددوم) ترجمہ: مولوی میرسیادت علی خان، ۱۹۲۲ء –

۲۱– بحوالہ : ۱– جارج ڈبلیوپارکر ، علم ہیئت ، ترجمہ : مولوی شیخ برکت علی ، طبع ثانی ، ۱۹۲۰ء –

۲– سر رابرٹ بال ، علم ہیئت کروی ، ترجمہ : محمد نذیر الدین ،جلد اول ۱۹۲۹ء، جلددوم ۱۹۳۰ء –

(کا، کے، کی) اور اردو قاعدے بھی استعمال میں لائے گئے ہیں ـ مثلاً وقت کی مساوات (Equation of time، گرہن کے حدود (Elliptic limits) وغیرہ ـ اسی طرح اردو قاعدۂ جمع "حرکتیں" (Motions) اردو لاحقی ترکیب "ساعت وار" (Horary) وغیرہ ـ طبیعیات کے موضوع پر سات کتابیں اور ان کی متعدد جلدیں قابل ذکر ہیں ـ[۲۲] ان میں مولوی عبدالرحمان خاں اور چودھری برکت علی کا حصہ زیادہ ہے جبکہ مولوی محمد نصیر احمد عثمانی ، سید عبدالجلیل ، مولوی وحیدالرحمان اور مرتھنجیے راؤ کے نام بھی سامنے آتے ہیں ـ

مولوی عبدالرحمان خاں کے ہاں انگریزی الفاظ کو بعینہٖ لے لینے کا رجحان عام ملتا ہے ـ مثلاً (Annalistic) انالیٹک ، (Cinematograph) سینما ٹوگراف ، (Kinemacolar) کنیما کلر (Audion) اوڈیون Anatomy اناٹومی ، Diatonic ڈائیاٹونک ، Diamagnetism ڈائیا مقناطیسیت ، Kathode کیتھوڈ ، Dioptre ڈائی اپٹر (بصریہ) وغیرہ ـ ان کے ہاں دوسرا رجحان اردو اضافت (کا، کے، کی) کا استعمال ہے ـ مثلاً "ربیھا کا مستقل" ، "کام کا بوجھ" ، "جمود کا معیار اثر" ، "اتار کا مبدل" ، "پارے کا دورا" ، "آنکھ کی طاقت" وغیرہ ـ جبکہ انھوں نے سید عبدالجلیل کی اصطلاحات پر نظر ثانی بھی کی ہے لیکن وہاں ہمیں "لٹکن" ، "شعلہ جوش" ، "کھلمندن" ، "اڑن پہیہ" ، "ببلن ٹانکا" ، "دھرہ" جیسے مقامی الفاظ بھی ملتے ہیں ـ

کیمیا کے پروفیسر اور کیمیا کی اصطلاحات سازی میں تغلیب کا رجحان رکھنے والے چودھری برکت علی طبیعیات کے مضمون میں مولوی عبدالرحمان خاں سے مختلف نظر آتے ہیں ـ البتہ مجلس وضعِ اصطلاحات سے کئی جگہ اختلاف کرتے ہیں جن پر بالآخر کمیٹی کو بھی صاد کرنا پڑتا ہے ـ مثلاً ایک جگہ لکھتے ہیں :[۲۳]

"کمیٹی وضع اصطلاحات نے Vertical کا ترجمہ انتصابی رد کر کے اس کی بجائے "عمودی" اختیار کیا تھا ـ اس لیے اس سے پہلے کی کتابوں میں "عمودی" کا لفظ استعمال کیا گیا ہے ـ اب کمیٹی نے پھر "انتصاب" کی طرف عود کیا ہے اور یہی قرین صحت بھی ہے ـ"

مولوی وحیدالرحمان کے ہاں ہمیں قدرے مقامی اور خالص اردو الفاظ کی طرف رجحان ملتا ہے مثلاً "بال کمانی" ، "رگڑ" ، "گھیر" ، "چل رکتی گھڑی" ، "اڑپہیہ" ، "بگاڑ" ، "مروڑ" جیسے الفاظ کئی تراکیب میں استعمال ہوئے ہیں ـ حیرت ہے کہ مرتھنجے راؤ کے ہاں یہ رجحان نظر نہیں آتا ـ

کیمیا میں نو کتابیں ہمارے سامنے آتی ہیں[۲۴] ان میں دو پر مولوی عبدالرحمان خاں نے نظر ثانی کی ہے اور چار چودھری برکت علی کا ترجمہ ہیں ـ چودھری صاحب کا نظریۂ تسمیہ ہمیں یہاں نظر نہیں آتا لیکن ہندی ، مقامی اور خالص اردو کے الفاظ کی تلاش میں انھوں نے خاطر خواہ محنت صرف کی ہے مثلاً "بھرت" (Alloy) "سکڑاؤ" (Contraction) "قلماؤ" (Crystallisation) "گتی چکر" (Fly-Wheel) "دھواں سا" (Gas carbon) "گھنڈی دار" (Granular) "چیز" (Lubricant) "پٹواں" (Wrought) "گندکیلا پانی" (Sulpher water) "سکڑاؤ" (Shrinkage) "دھماکو اشیا" (Explosives) "ڈھبری" (Nut) وغیرہ اسی طرح "شیشہ

۲۲- بحوالہ :۱- گریگوری اور سمنز ، طبیعیات ، ترجمہ : چودھری برکت علی ، حصہ اول ۱۹۱۹ء، حصہ دوم ۱۹۲۰ء ـ

۲- جے ڈنکن اور سٹارلنگ ، طبیعیات (حرکت) ترجمہ : مولوی محمد نصیر احمد عثمانی ، ۱۹۲۸ء ـ

〃 〃 〃 〃 〃 (نور) ، مولوی عبدالرحمان خاں ، ۱۹۲۱ء ـ

〃 〃 〃 〃 〃 (برق) 〃 〃 〃 ۱۹۲۸ء ـ

〃 〃 〃 〃 〃 (آواز) 〃 〃 〃 ۱۹۲۱ء ـ

〃 〃 〃 〃 〃 (حرارت) سید عبدالجلیل و مولوی عبدالرحمان ، ۱۹۳۰ء ـ

〃 〃 〃 〃 〃 (مقناطیسیت) ، مولوی عبدالرحمان خاں ، ۱۹۲۲ء ـ

〃 〃 〃 〃 〃 (حرکت) ، محمد نصیر احمد ، ۱۹۲۸ء ـ

۳- گریگوری اینڈ ہیڈلے ، طبیعیات (چھ حصے) ترجمہ : چودھری برکت علی ، ۱۹۲۱ء ـ

۴- ایلن جرموڑ ، طبیعیات عملی ، (دو حصے) ، ترجمہ : مولوی محمد عبدالرحمان ، ۱۹۲۱ء ـ

۵- ایلن و موڑ ، عملی طبیعیات ، مولوی وحیدالرحمان ، ۱۹۲۱ء ـ

۶- آرتھر شوسٹر اور لیز ، رسالہ طبیعیات عملی (تین حصے) ، مولوی عبدالرحمان ، ۱۹۲۵ء ـ

۷- آر اے ہوسٹن ، ہندسی مناظر ، مرتھنجے راؤ ، ۱۹۲۵ء ـ

۲۳- گریگوری اینڈ ہڈلے ، طبیعیات (برق) حصہ ششم ، ترجمہ : چودھری برکت علی ، ص : ۲۹۲ ـ

۲۴- بحوالہ :۱- گریگوری اینڈ سمنز ، کیمیا ، ترجمہ : چودھری برکت علی ، طبع رابع ، ۱۹۲۶ء ـ

۲- ہیلی اینڈ ہاسر ، کیمیا (تین حصے) ، ترجمہ : چودھری برکت علی ، ۱۹۲۲ء ـ

۳- سرجیمز واکر ، طبیعی کیمیا ، ترجمہ : شیخ فیروز الدین مراد ، مولوی عبدالرحمان خاں ، ۱۹۲۲ء ـ

۴- الگزینڈر سمتھ ، غیر نامیاتی کیمیا ، ترجمہ : چودھری برکت علی ، ۱۹۲۸ء ـ

۵- آر ایم کیون و لیہنڈر ، غیر نامیاتی کیمیا ، ترجمہ : مولوی محمد عبدالرحمان خاں ، ۱۹۲۸ء ـ

۶- جے بی کوہن ، نامیاتی کیمیا ، ترجمہ : سردار بلدیو سنگھ ، ۱۹۲۸ء ـ

۷- جے بی کوہن ، نامیاتی کیمیا کی درسی کتاب ، (دو جلدیں) ، ترجمہ : خواجہ حبیب حسن ، ۱۹۲۹ء ـ

۸- جے بی کوہن ، عملی نامیاتی کیمیا ، ترجمہ : مولوی حاکم علی / مولوی محمد عبدالرحمان ، ۱۹۲۱ء ـ

۹- جیمز بروس ، عملی کیمیا ، ترجمہ : چودھری برکت علی ، ۱۹۲۵ء ـ

کی روٹی"، "گوڈے کی راکھ" وغیرہ میں اردو اضافت دکھائی دیتی ہے –

چودھری برکت علی کے نظریۂ تسمیۂ کیمیا کے برعکس مولوی محمود احمد خاں کے ہاں ہمیں کیمیائی عناصر، مرکبات اور تعاملات کے انگریزی نام اور ترکیبیں ہی نظر آتی ہیں – البتہ وہ ان کا امتزاج بعض اردو الفاظ کے ساتھ کر لیتے ہیں مثلاً "آرتھوبورک ترشہ"، "آکسی نمک"، "ایمونوترشہ"، "پیچیدہ پوریشن"، "ترہوی معدن"، "جست کے ہیلاشیڈز" وغیرہ –

یہی چیز ہمیں قدرے سردار بلدیو سنگھ لیکن خاص خواجہ حبیب حسن کے ہاں نظر آتی ہے – مثلاً خواجہ صاحب تو بہت سے تعاملات کے لیے اردو لفظ سامنے لاتے ہیں – مثلاً "ایلڈول تکثیفین"، "ثالثی ایمل الکحل"، "کیفین کی تالیف"، "کاربنی زنجیر"، "سالٹوز آب پاشیدگی"، "مورفین قلیاسات" وغیرہ – انکے ہاں ترشہ (Acid) اور قلیاسہ (Alkaloid) کے علاوہ بہاتی کئی مرکباتی جزو انگریزی ہی میں سامنے آتے ہیں مثلاً کیٹون، تھادیل وغیرہ –

حیاتی کیمیا اور کیمیائی فعلیات کے موضوع پر ہمارے سامنے تین کتابیں آتی ہیں[۲۵] ان میں ایک کتاب فعلیات و حیاتی کیمیا کی تینوں جلدیں مختلف افراد نے ترجمہ کی ہیں جن میں ڈاکٹر محمد عثمان، ڈاکٹر غلام دستگیر، ڈاکٹر محمد حسین قابلِ ذکر ہیں –

ڈاکٹر محمد عثمان "ترشے" اور "ایسڈ" جیسے دونوں مترادفات استعمال کرتے ہیں۔ ڈاکٹر غلام دستگیر کے ہاں ہمیں بعض انگریزی اصطلاحات بھی مستعمل نظر آتی ہیں مثلاً "ایڈیپرو کائی نیس"، "انزیم"، "اپوسل"، "کاربو ہائیڈریشن" وغیرہ – جبکہ ڈاکٹر محمد حسین کے ہاں "ترشے" کی بجائے "ایسڈ" کا استعمال زیادہ ملتا ہے البتہ "ہیموگلوبین"، "انزیم" جیسے الفاظ کو وہ بھی بعینہٖ استعمال کرتے ہیں – تینوں کے ہاں ہمیں مقامی یا ہندی الفاظ یا ترکیبیں نہیں ملتیں –

ڈاکٹر مفتی شاہ نواز نے بھی اگرچہ Acid کے لیے "ترشہ" کا لفظ لکھا ہے لیکن کیمیاوی حرکیات میں "ایسڈ" ہی کا لفظ استعمال کیا ہے، نیز ان کے ہاں انگریزی اصطلاحات کا بعینہٖ استعمال قدرے زیادہ نظر آتا ہے وہ Liquar لاءکوار، Micro مائکرو، Nucloe نکلیو وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں –

حیاتیات، نباتیات، حیوانیات اور طب کے موضوع پر ہمارے سامنے گیارہ کتابیں ہیں[۲۶] ان میں سے بیشتر ڈاکٹر محمد عثمان، ڈاکٹر محمد حسین، ڈاکٹر غلام دستگیر، ڈاکٹر مفتی شاہ نواز اور کرنل فرحت علی کے تراجم ہیں یا ان کے نظرثانی کردہ ہیں – ان میں مذکورہ بالا اصولوں کے علاوہ ہمیں یائے نسبتی و صفاتی زیادہ نظر آتی ہے – مثلاً "حشائی"، "قدامی"، "حجابی"، "جداری"، "ضلعی" وغیرہ – بصورتِ دیگر عربی اور انگریزی الفاظ و تراکیب کا استعمال وافر ہے – البتہ مبادیٔ نباتیات میں مولوی محمد سعید الدین نے عربی سے زیادہ فارسی اصولِ ترکیب مثلاً "ناشگافتہ"، "تخمک دان"، "گوش نما"، "غلافچہ"، "مقمل دار" وغیرہ کو زیادہ استعمال کیا ہے – یہ طریق مولوی عبد الباری نے عملی نباتیات میں استعمال کیا ہے – البتہ ان کے ہاں اردو–فارسی، ہندی–فارسی ترکیبیں بھی مستعمل ہیں مثلاً "تھیلی بزرہ"، "بلور آسا"، "بیل دورے"، "مل پھلا"، "گھڑی شیشہ"، جیسی تراکیب قابلِ ذکر ہیں –

ڈاکٹر حاجی حیدر علی خاں مبادیٔ جینیات میں عربی، فارسی تراکیب سے کنارہ کش نہیں ہوتے – ان کے ہاں "مسخوط"، "مستعرضہ"، "فوق الکلوی"، "شوکۂ مشقوقہ" جیسی مغلق تراکیب اور اصطلاحات عام نظر آتی ہیں۔ جہاں تک ریاضی و انجنیئری کے علوم کا تعلق ہے، اس ضمن میں جامعۂ عثمانیہ نے رڑکی اور مدراس کے

۲۵– بحوالہ : ۱– بیلی بوشن، کیمیائی فعلیات، ترجمہ : ڈاکٹر مفتی شاہ نواز/کرنل فرحت علی، ۱۹۲۵ء –
۲– بیلی بوشن، فعلیات و حیاتی کیمیا، (تین جلدیں)، جلد اول، ترجمہ : ڈاکٹر محمد عثمان، ۱۹۲۵ء، جلد دوم، ترجمہ : ڈاکٹر غلام دستگیر، ۱۹۲۶ء، جلد سوم، ترجمہ : ڈاکٹر محمد حسین، ۱۹۲۵ء –
۳– ڈبلیو اے بین، شیفر کی تجربی فعلیات، ترجمہ : ڈاکٹر محمد عثمان، ۱۹۲۱ء –

۲۶– بحوالہ : ۱– لوسن، مبادیٔ نباتیات (دو جلدیں)، ترجمہ : مولوی محمد سعید الدین/ڈاکٹر محمد عثمان، ۱۹۲۲ء –
۲– رائے بہادر کے رنگاچاری، عملی نباتیات، ترجمہ : مولوی محمد عبد الباری، ۱۹۲۸ء –
۳– ڈاکٹر حاجی حیدر علی خاں، مبادیٔ جینیات، ۱۹۲۹ء –
۴– پولٹن، عمل طب، (چار حصے) ترجمہ : ڈاکٹر محمد عثمان، ڈاکٹر غلام دستگیر، نظرثانی : ڈاکٹر محمد حسین، ۱۹۲۵ء –
۵– کنگھم، پریکٹیکل اناٹمی، (تشریح عملی) جلد اول، ڈاکٹر لطف کریم/میجر فرحت علی، ۱۹۲۲ء، جلد دوم ڈاکٹر مفتی شاہ نواز/کرنل فرحت علی، ۱۹۲۳ء –
۶– فریڈرک ٹریوز ہیرونٹ، جراحی اطلاقی تشریح، ترجمہ : ڈاکٹر غلام دستگیر، ۱۹۲۷ء –
۷– ایڈورڈ شارپی شیفر، ہسٹالوجی، نسیجیات، ڈاکٹر محمد عثمان/میجر فرحت علی، ۱۹۲۱ء –
۸– سر کامنز برکلے، فیر بیرن، کلفورڈ وغیرہ، علم الولادت، ترجمہ : ڈاکٹر محمد حسین، ۱۹۲۹ء –
۹– ٹی واٹس ایڈن و دیگر، علم امراض النسا (دو جلدیں)، ترجمہ : ڈاکٹر غلام دستگیر، ۱۹۲۵ء –
۱۰– جے و کلاڈورتھ، امراضِ چشم (دو جلدیں)، ترجمہ : ڈاکٹر خورشید حسین/ڈاکٹر محمد عثمان، جلد اول ۱۹۳۰ء، جلد دوم ۱۹۳۱ء –
۱۱– جے ڈکسن مان، طبِ قانونی اور سمومیات (دو جلدیں)، ترجمہ : ڈاکٹر محمد حسین، ۱۹۲۷ء –

انجینیرنگ کالجوں کی کتابیں طبع ہو کرنے کے علاوہ (جن کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں) ریاضی ،الجبرا،
جیومیٹری، سکونیات ، حرکیات ، فلزیات اور تعمیرات پر بعض کتابوں کے تراجم شائع کیے -
علمِ ریاضی (بشمول الجبرا ،جیومیٹری ،حساب) ہمارے سامنے ہیں کتابیں آتی ہیں ^(۲۷)^ ان میں سے
زیادہ تر قاضی محمد حسین اور محمد نذیر الدین کے ترجمے ہیں - ان کے علاوہ ایک تالیف مولوی محمد عبد الرحمان
خان کی اور ایک ترجمہ مولوی شیخ برکت علی کا ملتا ہے - قاضی محمد حسین کے ہاں ہمیں عربیت یعنی ہائے
نسبتی زیادہ ملتی ہے - مثلاً "ہندسیہ" ، "موسیقیہ" ، "عمودیہ" ، وغیرہ - اگرچہ فارسی اضافت اور فارسی تراکیب
(الاعظے ، نما ہیما،دار وغیرہ) بھی ملتے ہیں اور ایسا انداز نذیر الدین کے ہاں بھی ہے لیکن وہاں اردو
انداز کی ترکیب مثلاً "گرتا ہوا جسم" (Falling body) ، "قوت کے سلسلے" (Power series) ، "استقاق کا دائرہ"
(Circle of Convergence) ، مبدلوں کا تغیر (Variation of Parameters) بھی نظر آتی ہے - فارسی
اضافت کے بغیر بھی بعض تراکیب نظر آتی ہیں مثلاً "مزدوج محور" وغیرہ - تاہم یہ بہت کم ہیں - اردو کی
مصدری ترکیب ہمیں مولوی شیخ برکت علی کے ہاں ملتی ہے مثلاً "تربیع کرنا" ، ورنہ علمِ ریاضی میں مقامی،ہندی
یا اردو الفاظ پر انحصار مفقود ہے -

انجینرگی پر جامعہ عثمانیہ کے اپنے کالجوں کے لیے ترجمہ کی گئی بارہ کتابیں ہمارے سامنے ہیں
جن میں اصطلاحات سازی کا ایک اجتماعی رجحان ملتا ہے - یعنی عربی،فارسی،اردو ،انگریزی،ہندی ،مقامی
زبانوں سے استفادے کا رجحان - ان کے علاوہ باقی کتابیں طبع نو ہیں -

انجنیری کی کتابوں ^(۲۸)^ میں سے محمد نذیر الدین کے تین ترجمے ، مولوی شیخ برکت علی اور قاضی
محمد حسین کا ایک ایک ترجمہ کے علاوہ خان فضل محمد خان کے دو ، مولوی محمد عزیز الرحمان کا ایک ، مولوی
ضیاالدین انصاری کے تین اور محمد عبداللہ حسن کا ایک ترجمہ شامل ہے - محمد نذیر الدین کے ان تراجم

۲۷- بحوالہ :۱- مولوی محمد عبد الرحمان خان، نصاب ذیلی ریاضی ، ۱۹۲۲ء -
۲- قاضی محمد حسین ، جبر و مقابلہ (دو حصے) طبع چہارم، ۱۹۲۸ء -
۳- ہرنساٹڈ پیپانشن، مساواتوں کا نظریہ (دو حصے) ترجمہ :محمد نذیر الدین،اول ۱۹۲۲ء،دوم ۱۹۲۶ء -
۴- ایڈورڈ، تفرقی مساواتیں ، ترجمہ: قاضی محمد حسین ، ۱۹۲۲ء -
۵- پیاجو ،تفرقی مساواتیں ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ،۱۹۲۲ء -
۶- قاضی محمد حسین، ترسیمات و مساوات ، ۱۹۲۲ء -
۷- جے تیرتھ ساستورکر، ملتف متغیر کے تفاعل ، ۱۹۲۷ء -
۸- جارج اے گبسن ، احصاء کا ابتدائی رسالہ (دو حصے) ترجمہ :قاضی محمد حسین ، ۱۹۲۶ء -
۹- ہوریس لیمب ، معاری احصاء ، قاضی محمد حسین ، بخش چند ، ۱۹۲۹ء -
۱۰- ہال اینڈ سٹیونز، علم ہندسہ (پانچ حصے) ترجمہ :قاضی محمد حسین ، ۱۹۳۰ء -
۱۱- ایسکوتھ، علم ہندسہ نظری ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۷ء -
۱۲- گریس ،روزنبرگ ، ہندسہ تحلیلی ، ترجمہ :قاضی محمد حسین ۱۹۲۲ء -
۱۳- لونی ، علم مثلث مستوی ، ترجمہ :قاضی محمد حسین ، ۱۹۲۲ء -
۱۴- ہابسن ، علم مثلث مستوی ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۶ء -
۱۵- لونی ، علم مثلث تحلیلی (دو حصے) ترجمہ :مولوی شیخ برکت علی ۱۹۲۲ء -
۱۶- شاڈہنٹر ،لیتھم ، علم مثلث کروی ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۲ء -
۱۷- کوک شوٹ ، والٹرز ، ہندسی مخروطات ، ترجمہ :قاضی محمد حسین، ۱۹۲۰ء -
۱۸- چارلس اسمتھ ، مخروطی تراشیں ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۱ء -
۱۹- ہال اینڈ اسٹیونز، ہندسہ مجسمات ، ترجمہ :قاضی محمد حسین ، طبع ثانی ، ۱۹۲۲ء -
۲۰- افسائین پیٹرکی ، تقدمہ کی مثالیں ، ترجمہ :مولوی محمود حسین ، ۱۹۲۵ء -

۲۸- بحوالہ :۱- جینس ، نظری علم الحیل، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۸ء -
۲- لونی ، سکونیات ، ترجمہ :خان فضل محمد خان ، ۱۹۱۹ء -
۳- بیسنٹ ،رمزی، ماسکونیات ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۱ء -
۴- لونی ، سکونیات اعلیٰ ، ترجمہ :مولوی شیخ برکت علی ، ۱۹۲۲ء -
۵- لونی ، سکون سیالات ، ترجمہ :قاضی محمد حسین ، ۱۹۲۱ء -
۶- لونی ، علم حرکت ، ترجمہ :خان فضل محمد خان ، ۱۹۲۰ء -
۷- ہوریس لیمب ، حرکیات ، ترجمہ :محمد نذیر الدین ، ۱۹۲۷ء -
۸- ہیبر ایوانز ، مساحت (تین حصے) ترجمہ :مولوی عزیز الرحمان، ۱۹۲۹ء -
۹- آرتھر مارلے ، مضبوطی اشیا (دو حصے) ،مولوی ضیاالدین انصاری حصہ اول ۱۹۲۹ء، حصہ دوم ۱۹۳۱ء -
۱۰- ایوارٹ اینڈ ریوز ، تعمیروں کا نظریہ اور تجویز (دو حصے) مولوی ضیاالدین انصاری ۱۹۲۸ء -
۱۱- آسکر فیبر ، بووی ، محکم کنکریٹ کی تجویز (دو حصے) ترجمہ :مولوی ضیاالدین انصاری ، ۱۹۲۶ء -
۱۲- ای ایل رھیڈ، فلزیات ، ترجمہ :محمد عبداللہ حسن ، ۱۹۲۱ء -

میں اردو اضافت (کا،کے،کی) کا استعمال قابلِ ذکر ہے ، مثلاً "اہتزاز کا مرکز"، "مزاحمت کا قانون" وغیرہ ، نیز "پچکاؤ"، "پترا"، "پیٹھا"، "ڈھلائی"، "دھکا"، "رگڑ"، "تناؤ" جیسے مقامی الفاظ بھی قابلِ توجہ ہیں۔ یہ امر مولوی شیخ برکت علی اور قاضی محمد حسین کے ہاں بھی نظر آتا ہے ، خان فضل محمد خان اور محمد عزیزالرحمان نسبتاً عربی، فارسی کی طرف زیادہ جھکاؤ رکھتے ہیں – مولوی ضیاالدین انصاری نے ایک واضح راہ دکھائی ہے۔ تکنیکی اور فنیاتی اصطلاحوں میں خصوصاً تعاملات (Processes) میں مقامی عنصر سے گریز ناممکن ہے چنانچہ انصاری کے ہاں ہمیں "شکستی فولاد" (Breaking load)، "ساختہ گرڈر" (Built up girder)، "گھل ملانا" (Pudding)، "تعمیری داب روک" (Structural strut)، "چلاؤ دھرا" (Driving shaft)، "گر ہتھوڑا" (Drop hammer)، "قطعی بیلن" (Segmental Roller)، "گھومتا قرص" (Rotating disc)، "خانہ نما پکڑیں" (Wedge grips)، "کمانی ٹیک" (Skew back) اور "ناپ تختہ" (Gauging board) جیسی امتزاجی تراکیب ملتی ہیں ، جن کا زیادہ تر جھکاؤ مقامی عنصر کی طرف ہے – یہی صورت عبداللہ حسن کے ہاں پائی جاتی ہے – مثلاً "خم روک"، "ٹھپہ کھنچائی"، "آڑی تراش"، "سرد پھونک"، "کھینچ ڈنڈا"، "گھرت بھٹی"، "گداختنی بھرتیں" وغیرہ بلکہ عبداللہ حسن ترکیب سازی میں کسی تعصب کا خیال رکھے بغیر صرف قریب المفہوم اصطلاحات وضع کرنے کا رجحان رکھتے ہیں۔ ہم کہہ سکتے ہیں کہ فنیاتی اور انجینئری کی اصطلاحات میں مقامی عنصر کی طرف جھکاؤ بنیادی اہمیت رکھتا ہے –

مجموعی طور پر جامعۂ عثمانیہ میں سماجی ،طبعی علوم اور ریاضی میں عربی ، فارسی اور تکنیکی وفنیاتی علوم میں مقامی عنصر کی طرف زیادہ جھکاؤ ملتا ہے – البتہ مترجمین کی انفرادیت بھی جامعہ عثمانیہ کی ترجمہ شدہ کتابوں کی اصطلاحات سازی میں پائی جاتی ہے –

۲:۲ <u>حیدرآباد دکن کے دیگر ادارے</u> :

حیدرآباد دکن میں انجمن ترقیٔ اردو اور جامعہ عثمانیہ کے علاوہ اور بھی بہت سے اداروں اور افراد نے اصطلاحات سازی میں براہ راست حصہ لیا – یہ کوششیں ہمیں انیسویں صدی سے جاری و ساری نظر آتی ہیں – جب دکن پر آصف جاہ ثانی میرنظام علی خان کی حکمرانی تھی – تاہم اس کا عہدِ شباب آصف سادس میر محبوب علی خان کے دور میں ہوتا ہے جب علی گڑھ تحریک سے اس کا مضبوط ربط قائم ہوا ...... اس کے بعد آصف سابع میر عثمان علی خان مرحوم کے دور میں اس میں وسعت پیدا ہوئی۔ایک اندازے کے مطابق حیدرآباد دکن کے سارے علمی دور میں سرکاری اور نجی کوششوں کی بنا پر کل ۲۲ ہزار کتابیں حیدرآباد دکن سے شائع ہوئیں – جن میں علمی کتابوں کا تناسب ۸۸٫۸۰ فی صد ہے[۴۹]۔ ظاہر ہے کہ ان بیس ہزار علمی کتب کے لیے لاکھوں اصطلاحات کی ضرورت محسوس ہوتی ہو گی ، جسے صرف سرکاری سطح پر پورا نہیں کیا جا سکتا۔ اس ضمن میں عثمانیہ ٹریننگ کالج ،ادارہ ادبیات اردو، اعظم اسٹیم پریس ، مطبع رہبر ابھیمیہ اور " المسیح" جیسے اداروں کی کوششیں قابلِ ذکر ہیں – <u>ستہ شمسیہ</u> اور دیگر کتابوں میں ہمیں اصطلاح سازی کی کوششیں ملتی ہیں لیکن اصطلاح نگاری کی ابتدائی کوششوں کی مثال ہمیں نواب ضیاء الدین کی کتاب <u>قلاع کے</u> حاشیوں پر نظر آتی ہے – علم ریاضی کا یہ رسالہ ۱۸۶۱ء میں حیدرآباد دکن سے شائع ہوا – اصطلاحات کو حاشیے پر درج کیا گیا ہے – مثلاً "قطاع یا پرکار متناسب" (Sictor)، "خطین اوتار" (Card)، "خطین مقسمہ دائرہ" (Poligun)، "خط عرض بلاد" (Latitude) وغیرہ[۵۰]

یہ وہ دور ہے جب انگریزی اصطلاحات کے ترجمے کی طرف بہت کم توجہ دی گئی تھی – انگریزی اصطلاحات کو اردو میں استعمال کرنے کی ایک اور وجہ یہ بھی تھی کہ بعض لوگ اس سے اردو کے ذخیرہ الفاظ میں وسعت چاہتے تھے – اسی دور کی ایک کتاب <u>نسخۂ کیمیا</u> ،مطبوعہ ۱۸۸۲ء ،دار الشفا حیدرآباد کے مترجم منشی عبدالجلیل محمدپناہ لکھتے ہیں[۵۱]

"اس غرض سے کہ رفتہ رفتہ خود ہماری زبان میں رواج پائیں اور لغت کو وسعت ہو"

بیسویں صدی میں ***اردو میں مستعمل الفاظ کا قانونی لغت*** از شمس الدین خان (۱۳۴۲ ف) حیدرآباد ہی میں ملتا ہے۔اس کے بعد غیرسرکاری سطح پر <u>مہذب اللغات</u> کے مصنف مہذب لکھنوی کا لغت <u>اصطلاحاتِ فن تعلیم</u>[۵۲] ملتا ہے ، جو پاور پریس حیدرآباد سے بیسویں صدی کے نصف اول میں کہیں شائع ہوا – اسی دور میں میرلطف علی عارف ابو العلائی کی <u>اصطلاحاتِ اسنادی</u> پر مشتمل <u>فرہنگ عثمانیہ</u> خورشید پریس حیدرآباد دکن سے ۱۳۴۷ھ/۱۹۲۹ء میں شائع ہوا۔ موضوعاتی اسما پر عبدالجلیل نعمانی کی <u>اقسام العلوم</u> کتب خانہ نعمانیہ کی طرف سے شائع ہوئی – ۳۸صفحات پر علوم اور ان کی انواع واقسام کے نام مع تعریفات دیے گئے ہیں – دفتر " المسیح" حیدرآباد دکن سے

۴۹– <u>مملکتِ حیدرآباد – ایک علمی و ادبی اور ثقافتی تذکرہ</u>، مرتب ، ص: ش ، ت ۔
۵۰– خواجہ حمیدالدین شاہد، <u>اردو میں سائنسی ادب</u>، ص : ۲۲۶ –
۵۱– <u>ایضاً</u> ، ص : ۲۲۳
۵۲– <u>مملکتِ حیدرآباد</u> ، ص : ۲۲۱ –

ادویات پر لغات کی ایک کثیر تعداد شائع ہوئی ۔ مثلاً کتاب الادویہ (تکملہ اور ضمیمہ سمیت) اور لغات طبیہ۔یہ کتابیں حکیم کبیر الدین نے مرتب کی تھیں ۔ اسی طرح سید عبدالرزاق کی برکات عثمانیہ (۱۳۵۰ھ) وغیرہ جن کا ذکر چوتھے باب کے ابتدائی حصے میں آچکا ہے ۔

۱۹۲۵ء میں سرکاری سطح پر نظامت جنگلات کی طرف سے ایک فرہنگ جنگلات، کی طباعت کا علم ہوتا ہے [۵۳] اور اسی دور میں (۱۹۲۸ء تا ۱۹۲۵ء) مسعود علی محوی نے قانونی مصطلحات و توضیحات [۵۴] مرتب کیں، جنھیں مقتدرہ نے کشاف اصطلاحات قانون کے نام سے شائع کیا ہے ۔

جہاں تک اصطلاحات کے کتابی اشاریوں کا تعلق ہے ، جامعہ عثمانیہ کے علاوہ عثمانیہ ٹریننگ کالج اور اعظم اسٹیم پریس کی کتابیں اس سلسلے میں قابل ذکر ہیں ۔ ان اداروں کی بعض کتابوں میں بطور خاص فرہنگیں مرتب کر کے کتابوں کے ساتھ بطور ضمیمہ لگانے کا اہتمام کیا گیا۔ایسی ایک مثال ہمارے سامنے ہے ۔ سلسلہ تراجم عثمانیہ ٹریننگ کالج کے لیے مدارس ثانوی میں ریاضیات کی تدریس کے موضوع پر پروفیسر آربرسلے کی کتاب کا ترجمہ اسی کالج کے لیکچرر عبدالعزیز نے کیا ، جسے اعظم اسٹیم پریس کی طرف ۱۳۲۶ ف میں شائع کیا گیا ۔ اس کے آخر میں دو صفحات پر تعلیمی اصطلاحات مرتب کی گئی ہیں ۔ ان کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہ حیدرآباد کی عام روش سے ہٹ کر وضع کی گئی ہیں ۔ مثلاً Laboratory method کے لیے "طریقہ معمل" کے ساتھ "معملی طریقہ" ، Motivating کے لیے "ترغیب پیدا کرنا" Recitation کے لیے "سبق سننا" Understandings کے لیے "سمجھنے کی باتیں" [۵۵] وغیرہ ۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ مترجم نے طلبہ کو نفس مضمون سمجھانے کی طرف توجہ دی ہے اور محض مغلق اور مشکل اصطلاحیں استعمال کرنے سے گریز کیا ہے ۔

اعظم اسٹیم پریس سے طبع ہونے والی ایک کتاب سید محمد جعفری کا ترجمہ "مظہر زندگی" (۱۳۶۸ھ) کے آخر میں اصطلاحات اور ادارہ ادبیات دکن کی ایک کتاب (جو اعظم اسٹیم پریس ہی سے شائع ہوئی) ہمارے پھول (۱۹۳۶ء) کے آخر میں پودوں کے نباتاتی ناموں کے ساتھ انگریزی اور ہندوستانی نام دیے گئے ہیں ۔ مثلاً Rose, Rosa damascena اور گلاب [۵۶] اس میں تقریباً ڈیڑھ سو نباتات کے اردو نام مرتب ہو کر ہمارے سامنے آتے ہیں ۔

۱۹۲۸ء میں مکتبہ ابراہیمیہ حیدرآباد دکن کی طرف سے محمد منیر الدین کی ایک کتاب مکمل ہندسۂ علمی شائع ہوئی ، جس کے ص ۱۵۸ سے ۱۶۰ پر اصطلاحات مرتب کی گئی ہیں ۔مکتبہ ابراہیمیہ ہی کی ایک اور کتاب نفسیات تعلیمی از محمد عثمان ہے جس کے آخری دس صفحات پر اصطلاحات مرتب کی گئی ہیں [۵۷] ۔

ادارہ ادبیات اردو حیدرآباد دکن ایک اور ادارہ ہے جس نے اصطلاحات نگاری کی طرف قدم اٹھایا تھا ۔ مختلف کتابوں کے آخر میں اصطلاحی اشاریوں کے ساتھ ساتھ اردو انسائیکلوپیڈیا کی اشاعت کا بیڑا اٹھایا ۔ اس کا کام ۱۹۳۱ء میں شروع کیا گیا ۔ سقوطِ حیدرآباد کے باعث پہلی جلد کے صرف ۷۰ صفحات ڈاکٹر زور کی تمہید کے ساتھ شائع ہو سکے [۵۸] اس میں اصطلاحی ضروریات کو بخوبی پورا کیا گیا تھا ۔

جنوبی ہندوستان میں حیدرآباد دکن نے اپنا کردار ادا کر دیا تو اس کی باز گشت پاکستان میں سنی گئی اور اس کے پیش نظر شمالی ہندوستان میں بھی اصطلاحات سازی کی طرف توجہ دی جانے لگی ۔ چنانچہ پاکستان اور بھارت میں اصطلاحات سازی کے دبستان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے ۔ جن میں کہیں کہیں ہمیں حیدرآباد دکن کے مزاج (عربیت، فارسیت) سے قدرے انحراف کی کوششیں بھی نظر آتی ہیں اور ان پر حیدرآبادی روح کا پرتو بھی دکھائی دیتا ہے ۔

۲۔ بھارت میں اردو اصطلاحات سازی

آزادی سے پہلے شمالی ہندوستان میں دہلی، علی گڑھ اور الہ آباد اصطلاحات سازی کے اہم مراکز اور انجمن ترقیٔ اردو ، دارالمصنفین ، مسلم یونیورسٹی وغیرہ میں اردو اصطلاحات سازی کا کام دکھائی دیتا ہے لیکن آزادی کے بعد انجمن ترقیٔ اردو کا زیادہ ترکام چونکہ کراچی مرکوز ہو چکا تھا اس لیے دہلی اور علی گڑھ کی انجمنوں کا تذکرہ ہم پہلے ہی انجمن ترقیٔ اردو کی ذیل میں کر چکے ہیں ۔

بھارت کے دیگر اداروں میں ہمیں براہ راست اصطلاحات سازی کا کام ترقیٔ اردو بیورو دہلی میں نظر آتا ہے یا پھر محض اصطلاحات نگاری کے حوالے سے مسلم یونیورسٹی علی گڑھ ، نیشنل اکادمی دہلی ،

۵۳۔ ایضاً ، ص : ۵۱۵ ۔
۵۴۔ ایضاً ، ص : ۵۲۲ ۔
۵۵۔ آربرسلے ، مدارس ثانوی میں ریاضیات کی تدریس ، ترجمہ: عبدالعزیز (بی اے بی ٹی) حیدرآباد دکن، (۱۳۲۶ف)
۵۶۔ محمد سعید الدین، ہمارے پھول ، حیدرآباد دکن، (۱۹۳۶ء)، ص : ۵۷ ۔
۵۷۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری ، محولہ بالا ، ص : ۱۵۱، ص : ۲۷۳ ۔ (ص ص ۲۶۹۔۲۷۰)
۵۸۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، اداریے ، ص : ۲۲۱ ۔

ہندوستانی اکیڈیمی اِلٰہ آباد، نیشنل پریس ٹرسٹ دہلی اور نیشنل پریس الٰہ آباد میں کہیں کہیں کچھ چیزیں دکھائی دیتی ہیں۔مجموعی طور پر آزادی کے بعد بھارت میں اردو اصطلاحات سازی کا کام بہت کم ہوا ۔ محض ترقیِ اردو بیورو کے آٹھ دس کتابچے اس علمی روایت کو آگے نہیں بڑھا سکتے ، جسے حیدرآباد دکن میں جامعہ عثمانیہ اور انجمن ترقیِ اردو نے بامِ عروج پر پہنچا دیا تھا ۔

۲:۱ ترقیِ اردو بیورو دہلی :

انجمن ترقیِ اردو' ہند کے بعد بھارت کا دوسرا بڑا ادارہ ترقیِ اردو بیورو نئی دہلی ہے ۔اس کا قیام ۱۹۶۹ء میں وزارتِ تعلیم' ہند کے تحت ایک خود مختار ادارے کی حیثیت سے وجود میں آیا ۔ پہلے وائس چیرمین پروفیسر محمد مجیب تھے ، جن کی نگرانی میں اصطلاح سازی کا کام شروع ہوا [۵۹] پروفیسر مسعود حسین خان ، شہباز حسین ، ابوالفیض سحر اور ڈاکٹر محمود یعقوب بھی اس سے وابستہ رہے ۔ ڈاکٹر عصمت جاوید بھی اس ادارے کے ڈائریکٹر رہے ۔ آج کل ڈاکٹر فہمیدہ بیگم ڈائریکٹر ہیں ۔ بیورو نے گیارہ کے قریب اصطلاحی مجموعے شائع کیے ہیں ۔ جن میں سے دس باقاعدہ فرہنگیں ہیں۔ان میں تعلیم اور ریاضی کی اصطلاحات کے مجموعے ۸۹-۱۹۸۸ء میں شائع ہوئے ہیں [۶۰] (لسانیات ، انسانیات ، حیوانیات ، کیمیا ، معاشیات ، نباتیات تعلیم ونفسیات ، ریاضی ، سیاسیات اور ادبی اصطلاحات) ۔ ایک اور مجموعہ دراصل علومِ کتب خانہ کی کتاب میلول ڈیوی کی عشری درجہ بندی ہے جسے سید محمود حسن قیصر امروہوی نے ترجمہ کیا ہے' چونکہ یہ خالص علمی اصطلاحات کی کتاب ہے،اس لیے اسے ہم اصطلاحات سازی میں شمار کر سکتے ہیں ۔

ترقیِ اردو بیوروکے یہ اصطلاحی مجموعے مجالسِ اصطلاحات نے مرتب کیے ہیں ۔ دراصل بیورو نے اپنے قیام کے ابتدائی دور ہی میں ۱۸ کے قریب ایسی مجالس قائم کر دی تھیں [۶۱] اور انجمن اور جامعہ عثمانیہ کے کام اور اس طرح کے دیگر سرمائے سے استفادہ کرتے ہوئے کچھ اصول بھی وضع کیے ، جن کا جائزہ ہم پہلے باب میں لے چکے ہیں ۔ بیورو نے یہ رہنما اصول اس لیے بھی وضع کیے کہ بھارت میں ہندی کو سرکاری زبان قرار دیا جا چکا تھا اور اردو پر ہندی کی رنگ آمیزی بڑھنے کا قوی امکان تھا ۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں بیورو کے اصولوں میں ہندی ماخذ کی طرف زیادہ رجحان ملتا ہے ۔ اگرچہ عملی طور پر اس ماخذ سے زیادہ استفادہ نہ کیا جا سکا ۔ تاہم بیورو کی اصطلاحات سازی میں اس ماخذ اور ہندی کے سرکاری زبان قرار دیے جانے کا اثر لازماً پڑا اور یہی وجہ ہے کہ اب بھارت میں اُردو اصطلاحات سازی پاکستان میں اردو اصطلاحات سازی سے قدرے مختلف نظر آتی ہے ۔

فرہنگ اصطلاحاتِ معاشیات میں یہ فرق زیادہ نظر آتا ہے۔اس فرہنگ کو مرتب کرنے کے لیے ادارے نے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل کمیٹی مقرر کی جس نے ہیں اجلاسوں میں صوری اور معنوی دونوں پہلوؤں سے جائزہ لیا اور اصطلاحات کی معیار بندی کی [۶۲] پروفیسر علی محمد خسرو ، پروفیسر اولاد احمد صدیقی (علی گڑھ)، نجات اللہ خان (علی گڑھ)، پروفیسر رحمت علی (جامعہ ملیہ)، محمد خلیق (مرحوم)، محمد سلطان (جامعہ ملیہ)، وحید الدین خان اور ایم سی سکسینہ (فوخ آباد،کالج)، انور مدہانی (جامعہ ملیہ)، نسیم انصاری، پروفیسر عبدالقادر (جامعہ عثمانیہ)، ایم اے گیلانی (جامعہ عثمانیہ)، ڈاکٹر نجم الحسن (علی گڑھ) اور پروفیسر ڈی ڈی نرولا۔

اس کمیٹی کی ترکیب سے ظاہر ہوتا ہے کہ انھوں نے معاشیات کے سات اساتذہ ، مالیاتی اداروں کے تین ارکان ، انگریزی کا ایک استاد اور جامعہ عثمانیہ کے دو افراد شامل کیے ۔ چنانچہ جہاں ایک طرف ہندی آمیزی کا رجحان نظر آتا ہے' وہیں حیدرآبادی رجحانات کا اثر بھی واضح دکھائی دیتا ہے ۔سنسکرت سے البتہ بہت کم استفادہ کیا گیا ہے ۔

اس مجموعے میں ساڑھے آٹھ ہزار اصطلاحیں ہیں اکثر ایسی اصطلاحیں دیکھنے میں آتی ہیں جو امتزاجی نمونہ ظاہر کرتی ہیں جیسے" بڑھتی مدت پالیسی" (Increasing term policy) یا "متقاربی نارمل پن" (Anymptotic normality) ۔ان میں عربی ، انگریزی ، مقامی کا امتزاج ہے ۔ سادہ اردو کے نمونے بھی دکھائی دیتے ہیں جیسے" بڑھتی لاگت" ، "بڑھتا حاصل" اور ہندی کے ساتھ امتزاج بھی جیسے " تلازم سماج"، "معاشی آدرش" ۔ اسم سے فعل بنانے کے لیے انھیں مجہول یا مصدری صورت میں وضع کیا گیا ہے جیسے Capi-talisation کے لیے " اطلیانا" ۔ بعض انگریزی اصطلاحوں کے ترجمے کیے جا سکتے تھے ، لیکن نہیں کیے گئے جیسے" سیمپلنگ" (Sampling) اور اس کے مشتقات یا "پرمٹ" (Permit) ۔مشتقات کی صورت میں انگریزی اردو کا امتزاج بھی دکھائی دیتا ہے جو بادی النظر میں مضحکہ خیز ہے جیسے" سیمپل سازی" (Sampling) ۔

۵۹۔ ترقیِ اردو بیورو ، فرہنگ اصطلاحاتِ انسانیات ، نئی دہلی (۱۹۸۱ء)، بحوالہ " پیش لفظ" ۔
۶۰۔ ہفت روزہ " ہماری زبان " ، دہلی: انجمن ترقیِ اردو ہند ، ۲۲جولائی ۱۹۸۹ء، جلد۲۸، شمارہ ۲۸، ص ۵: ۔
۶۱۔ ترقیِ اردو بیورو ، فرہنگ اصطلاحاتِ معاشیات ، دہلی (۱۹۸۲ء)، "پیش لفظ " ، ص : الف ۔
۶۲۔ ایضاً ، " پیش لفظ " ، ص : ب ۔

امتزاجی رجحان کی یہ صورت فرہنگ اصطلاحات انسانیات میں بھی نظر آتی ہے – اس کی ترکیبی کمیٹی میں شعبہ سماجیات کے تین ، سماجی اداروں کے دو اور حیدرآباد دکن سے دو افراد لیے گئے ہیں – یہ کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی[۶۳]

پروفیسر ایس سی دوبے (جامعہ جموں)، ڈاکٹر اوبرائے (جامعہ دہلی)، پروفیسر ضیاالدین احمد (جامعہ پٹنہ)، ڈاکٹر مسز فاطمہ شجاعت (حیدرآباد)، ڈاکٹر عبدالقادر عمادی (حیدر آباد)، ڈاکٹر ایم کے صدیقی (کلکتہ)-"

اس لغت میں ہندی' سنسکرت سے اصطلاحیں بہت کم وضع ہوئی ہیں " پرکھاپوجا" جیسی مثالوں سے یہ رجحان سامنے نہیں آتا، البتہ امتزاجی تراکیب خامی ہیں جیسے "اباِلونی سیپ" (Abalone shell) "ایونی بانسری" (Aonian flute) یا "ٹوٹمی گروہ" (Totem group) وغیرہ –

سائنسی اصطلاحات میں عربی فارسی پر انحصار بڑھ گیا ہے – تاہم انگریزی سے امتزاجی اصطلاحات یہاں بھی ملتی ہیں ، فرہنگ اصطلاحات کیمیا ایسی ہی ایک کوشش ہے – اس میں ساڑھے پانچ ہزار اصطلاحات ہیں – اس کی کمیٹی میں جامعہ عثمانیہ سے صرف ایک رکن ڈاکٹر خلیق الرحمان کو شامل کیا گیا۔ باقی افراد علی گڑھ سے لیے گئے ، جن کے نام یہ ہیں [۶۴]:-

"ڈاکٹر اخلاق الرحمان قدوائی ، پروفیسر انتصار حسین ، پروفیسر وسیع الرحمان، سید افتاب احمد زیدی ، ڈاکٹر نور اسلام ، عبدالماجد صدیقی ، ڈاکٹر صلاح الدین، ڈاکٹر نصیر احمد اور ڈاکٹر سید افتخار علی -"

ان میں سے آٹھ افراد شعبہ کیمیا سے ہیں اور دو حیاتیاتی کیمیا سے لیے گئے ہیں۔ اصطلاحات میں عربی ، فارسی رجحان زیادہ نظر آتا ہے البتہ کہیں کہیں امتزاجی تراکیب بھی ملتی ہیں جیسے "کیٹالیز پیما" (Catalase meter) یا کرومک لوہا (Chromic Iron) – عناصر اور مرکبات کے نام انگریزی سے جوں کے توں لیے گئے ہیں۔ البتہ Acid کو "ترشہ" اور Base کو "اساس" قرار دیا گیا ہے – اسی طرح بعض مرکبات مثلاً Acid oxide کے لیے "ترشی اکسائڈ" اپنی امتزاجی ڈھب میں مضحکہ خیز بن گئے ہیں – تعاملات کے لیے اردو کے خالص الفاظ "چپکاؤ" ، "تیراؤ" ، "دکھاؤ" ، "ٹھہراؤ" وغیرہ لیے گئے ہیں اور اسماء سے مصادر "ترشانا" (Acidulate) "عاملانا" (Activate) ، "بھراتا" (Buffering) بنائے گئے ہیں –

یہ امتزاجی رجحان ہمیں فرہنگ اصطلاحات علم حیوانیات میں نظر نہیں آتا – اس مجموعے میں پانچ ہزار سے زاید اصطلاحات ہیں اور اس کی کمیٹی کے زیادہ تر ارکان حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں – کمیٹی مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھی[۶۵] -

"پروفیسر ایس ایم علی ، پروفیسر ایس این سنگھ ، پروفیسر مسعود عالم ، جناب ڈی بہادر ڈاکٹر ایس ایس قادری -"

اس کمیٹی نے عربی ، فارسی پر زیادہ انحصار کیا ہے – کوشش کی گئی ہے کہ ایک ہی مترادف اصطلاح دی جائے اردو اضافت (کا' کے' کی) کا استعمال بھی کیا گیا ہے – انگریزی سے امتزاجی اصطلاحیں نہیں بنائی گئیں البتہ فارسی اور مقامی اور ہندی امتزاج سے اصطلاحیں ملتی ہیں – جیسے "جھنجھناسانپ" (Rattle snake) "چشم ڈنڈی" (Eye stalk) "شلی کھانچہ" (Fibular notch) "تھیلی مایہ" (Cryphtoplasm) اور "لب دنتی" (Labeo-dental) وغیرہ –

فرہنگ اصطلاحات نباتیات ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی – اس میں ہمیں وہی امتزاجی رجحان نظر آتا ہے جو اکثر اوقات مضحک صورت اختیار کر جاتا ہے۔ اس کی کمیٹی میں[۶۶] پروفیسر ایم آر سکسینہ ، پروفیسر جعفر نظام ، پروفیسر ایف این خان اور پروفیسر اے آر ظفر حیدرآباد سے تعلق رکھتے ہیں جبکہ پروفیسر وی پوری میرٹھ اور جناب شاہ علی گلبرگہ سے تعلق رکھتے ہیں اور بیورو کے ڈاکٹر محمد یعقوب اردو کے حوالے سے اس کے رکن ہیں – جہاں Chromosome کا ترجمہ "لون جسم" کیا جاتا ہے وہیں Acrosome کا "راس اکرو سوم" (Acro کا مطلب ہی راس ہے) — Agglutinogen کا ترجمہ "اگلوٹی نوجن" ہی کو لے لیا گیا ہے Allogamy کے لیے "دگرزواجیت" اور Allogenic کے لیے "الوجنی" کا لفظ لیا گیا – اکثر اوقات دو یا دو سے زاید متبادلات جمع کر دیے گئے ہیں جو معیاربندی کے خلاف ہے – مثلاً "جوف ثمردار" اور "ثمردھنی" ، "بوند یا پوست پارہ" ، "انڈوسپرم" اور "درون تخم" اور "درون بیجک" ، "جین بدلائی" یا "جینی تبادلہ" – انگریزی سے امتزاج کے ساتھ مثال کے طور پر ٹیلوسنٹرک لونیم (Telo centric chromosome) "کارکس نگاری" (Carico-graphy) "آٹوسومی وراثت" (Autosomal inheretance) قابل ذکر ہیں ، بعض عمدہ ترجمے بھی سامنے آئے ہیں جیسے "کلیانا" (Budding) "ہم غالب" (Codominant) وغیرہ –

فرہنگ اصطلاحات ادبیات ۱۹۸۲ء میں طبع ہوئی – یہ کام صرف پروفیسر کلیم الدین احمد کے سپرد کیا گیا – چنانچہ اسے ایک فرد کی کوشش قرار دیا جا سکتا ہے۔ انھوں نے ادبی تنقید کی اصطلاحات کا کشاف

۶۳- ترقی اردو بیورو: فرہنگ اصطلاحات انسانیات ، نئی دہلی، (اکتوبر ۱۹۸۱ء)، پیش لفظ –

۶۴- ترقی اردو بیورو، فرہنگ اصطلاحات کیمیا، نئی دہلی (۱۹۸۲ء) –

۶۵- ترقی اردو بیورو، فرہنگ اصطلاحات علم حیوانیات ، نئی دہلی (۱۹۸۲ء)-

۶۶- ترقی اردو بیورو، فرہنگ اصطلاحات نباتیات ، نئی دہلی (۱۹۸۶ء)، پیش لفظ ، ص : ۱۰ –

تحریر کرنے کی کوشش کی ہے ۔ ۲۰۶ صفحات میں چار ہزار اصطلاحات کا اندراج ہے ۔ ابتدا میں ان کا خیال تھا کہ صرف انگریزی ادبی اصطلاحات کے اردو تراجم دیے جائیں مگر بعد ازاں مغربی ادب کی اکثر اصطلاحات کو شامل کر لیا گیا ۔ اس کے ساتھ ساتھ مثالیں اور تشریحات بھی درج کر دی گئی ہیں ۔ بقول پروفیسر کلیم الدین احمد :" ہر نقاد اپنے اپنے طور پر ان اصطلاحات کا ترجمہ کر لیتا ہے "[۶۷] چنانچہ ان اصطلاحات کی معیار بندی ضروری ہو گئی تھی لیکن فرہنگ کا جائزہ لینے کے بعد ہم معیار بندی نام کی کوئی شے کم اور تشریحات کا ترجمہ زیادہ دیکھتے ہیں ۔ یعنی اصطلاحی مترادفات کی بجائے مفہوم دیا گیا ہے اور اگر کہیں اصطلاح دی بھی گئی ہے تو اِن میں سے بیشتر طوالت کا شکار ہیں ۔ جیسے Autochthonous کے لیے " آزاد، غیر متعلق خیالات " بحال Litotes کے لیے " طنز آمیز ملائم فقرے " ، Ideal spectator کے لیے " بہترین دیکھنے والا " Epilogue " تقریر کا آخری حصہ " طوالت کی مثال ہیں ۔ بعض اوقات مترادفات مناسب نہیں مثلاً Philology کے لیے " لسانیات " اور Linguistics کے لیے " زبانوں کا سائنس " یا Lineation کے لیے نظم کے حوالے سے " سطور کشی " نامناسب ہے ۔ تاہم جہاں تک مفہوم تک رسائی اور وضاحتی تشریحات کا تعلق ہے، پروفیسر صاحب اسے بآسانی اردو میں لے آئے ہیں ۔ مثلاً Amphibrach کی تشریح میں لکھتے ہیں:[۶۸]

"وزن کا وہ سہ ہجائی رکن جس میں دو چھوٹی ہجاؤں کے درمیان ایک بڑی ہجا ہوتی ہے یا ایسا رکن جس میں دو بے تاکید ہجاؤں کے درمیان ایک تاکید دار ہجا ہوتی ہے " ۔

اگرچہ اسے ہم اردو میں انگریزی کے حوالے سے ادبی تنقیدی اصطلاحات کا پہلا لغت قرار دے سکتے ہیں، لیکن یہ صرف مغربی ادبیات کے حوالے سے مرتب ہوا ۔ ظاہر ہے کسی انگریزی لغت کا ترجمہ ہے ۔ مقتدرہ کے کشاف تنقیدی اصطلاحات کے برعکس مقامی اور اردو ادبیات کے حوالے سے اس میں کچھ شامل نہیں کیا گیا ۔

جہاں تک اصطلاحات سازی کے اسلوب کا تعلق ہے اور جن انگریزی اصطلاحات کے ترجمے اصطلاحی طور پر درج کیے گئے ہیں ان میں اردویت کا احساس ہوتا ہے ، جس میں بیورو کی مخصوص امتزاجی مضحک صورت حال نہیں پائی جاتی ، "زِلّ قافیہ" "مختصر طربیہ" "غیر منسلک قوالی" "ناگوار تکرار" "زود اعتقادی" "انگیزش" "لفظی فسوں گری" "منقبت" "نعمۂ شبینہ" "سہ رکنی سطر" "پیش تلافی" "ہجو تشبیہ" "متحد النوع" جیسی اصطلاحات کی ترکیب میں ہمیں عربی، فارسی عناصر ایک توازن کے ساتھ نظر آتے ہیں ۔

فرہنگ اصطلاحات لسانیات، ۱۹۸۷ء میں شائع ہوئی ۔ اس سے پہلے عتیق صدیقی (۱۹۷۷ء) اور ڈاکٹر عصمت جاوید (۱۹۸۵ء) کی کوششیں ہمارے سامنے ہیں ، جن کا آگے چل کر جائزہ لیا گیا ہے۔انھیں بھی بیورو نے شائع کیا ہے ۔ اس فرہنگ کی کمیٹی کے صدر پروفیسر مسعود حسین خان تھے ، اراکین میں پروفیسر عبد العلیم (علی گڑھ) پروفیسر گوپی چند نارنگ (دہلی) پروفیسر عبد الستار دلوی (بمبئی)، پروفیسر عتیق احمد صدیقی (علی گڑھ) پروفیسر گیان چند جین (حیدر آباد)، ڈاکٹر خلیق انجم (انجمن ترقی اردو)، ڈاکٹر عبد الغفار شکیل (علی گڑھ)، ڈاکٹر محمد ذاکر (جامعہ ملیہ) اور ڈاکٹر مرزا خلیل احمد بیگ (علی گڑھ) شامل تھے ۔ پروفیسر مسعود حسین تعارف میں لکھتے ہیں :[۶۹]

"نئے تصورات کے لیے نئی مصطلحات وضع کرنا پڑتی ہیں ۔ ایسا کرتے وقت روایت کا دامن چھوڑے بغیر جدت اور ندرت سے کام لیا گیا ہے۔ مجلس نے اپنی وضع کردہ اصطلاحات پر بار بار نظر ڈالی ہے اور وضع اصطلاحات علمیہ کے ان تمام آداب کو ملحوظ رکھا ہے ، جو اردو کو ورثہ میں ملے ہیں " ۔

تقابلی مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ عتیق صدیقی اور عصمت جاوید کی اصطلاحات کو ان میں سمو دیا گیا ہے ۔ مثلاً Ablation کے لیے "فاعلیت" اور Ablaut "ابلاوت" ان کے ہاں ملتا ہے ۔ Phoneme کے لیے انھوں نے "فونیم" اور "صوتیہ" لکھا ہے ۔ ۲۱۲ صفحات میں تقریباً چھ ہزار اصطلاحات کا ترجمہ دیا گیا ہے اردو میں لسانیات کی یہ اصطلاحات سازی کی پہلی کوشش تو نہیں لیکن پہلا مبسوط لغت ضرور قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اگرچہ کمیٹی میں ہندی اور سنسکرت کا رجحان رکھنے والے افراد شامل ہیں، لیکن مجموعی طور پر ان اصطلاحات میں ہمیں یہ رجحان یا بیورو کا عمومی امتزاجی رجحان نظر نہیں آتا ۔ البتہ فارسی ترکیب کو زیادہ استعمال کیا گیا ہے جیسے "نقص شناسی" ، "امر مجہول" ، "ترکیب صرفی" ، "توضیحی قواعد" ، "دندانی صفیریہ" ، "بنیاد تقابل" ، "لفظ استقراقی" وغیرہ ۔

بعض اصطلاحات کے لیے طویل اردو مترادفات وضع ہوئے ہیں ۔ مثلاً Paratactic کے لیے "متعلق بہ

۶۷۔ کلیم الدین احمد، فرہنگ ادبی اصطلاحات ، نئی دہلی (۱۹۸۳ء)، ص : " پیش لفظ " ۔

۶۸۔ ایضاً ، ص : ۹ ۔ اصل انگریزی متن ویبسٹر کے حوالے سے یہ ہے :

" a metrical foot of three syllables, the middle one long, the first and last short, or the middle syllable accented and the first and last unaccented."

۶۹۔ ترقی اردو بیورو ، فرہنگ اصطلاحات لسانیات ، نئی دہلی (۱۹۸۷ء) تعارف ، ص : ۱۱ ۔

فقرۂ بے عطف " ، Paroxytone کے لیے "ماقبل موثر تاکیدلفظ " Ethmoidal air cell کے لیے "ناک کی ہڈی کا ہوائی خلا" Morphoseme کے لیے " صرفی معنوی امتزاج " وغیرہ - بعض نئی اصطلاحات بھی اردو کے دامن میں شامل کیا گیا ہے - مثلاً اسما سے بعض نئے مصادر بھی وضع ہوئے ہیں جیسے حنجریانا (Laryngea-lization) ، اسمیانا (Nominalization) ، اصلیانا (Archetypation) حلقیانا (Glottali-zation) لبیانا (Labialization) وغیرہ لیکن ان کی مجردکی بجائے محض مصدری صورتوں پر اکتفا کیا گیا ہے -

فرہنگِ سیاسیات دراصل معلوماتی انسائیکلوپیڈیا ہے جسے محمد محمود فیض اور حسن علی جعفری نے مرتب کیا ہے - یہ ۱۹۸۲ء میں ۲۶۲ صفحات پر شائع ہوا - اس میں سات سو کے قریب اصطلاحات دی گئی ہیں - چند امتزاجی اصطلاحات بھی نظر آتی ہیں جیسے "استراتیجی ہتھیار"، "ایجی ٹیشن شورش" وغیرہ - مرتبین نے اسے پہلا معیاری لغت قرار دیا ہے [(۷۰)] لیکن یہ کچھ مبالغہ ہے۔یہ کتاب اصطلاحی طور پر لغتِ اصطلاحات کی صف میں شامل نہیں ہوتی - البتہ اصطلاحات نگاری کے حوالے سے اس کا تذکرہ کیا جا سکتا ہے ۔

انفرادی کوششوں میں قیصر امروہوی کا ترجمہ عشری درجہ بندی قابلِ ذکر ہے جو مارچ ۱۹۸۵ء میں شائع ہوا - اس میں عربی، فارسی پر زیادہ انحصار کیا گیا ہے کیونکہ مترجم کے نزدیک اردو کا مزاج ہندی کے برعکس سنسکرت کی بجائے عربی فارسی کے زیادہ نزدیک ہے [(۷۱)]

انھوں نے اردو کی متداول اصطلاحات کو برقرار رکھا ہے۔باقی اصطلاحات کا یا تو خود ترجمہ کیا ہے یا انھیں وضع کیا ہے - انگریزی کے کئی الفاظ بے تکلف لے لیے ہیں جیسے ریڈیو ، انجینئرنگ ، ڈرائنگ وغیرہ - ان حیوانات اور نباتات کے نام جو ہندوستان میں نہیں پائے جاتے اور نہ عربی، فارسی میں ان کا کوئی مخصوص نام ہے، انھیں انگریزی شکل ہی میں برقرار رکھا گیا ہے - مثلاً وکونہ (Vicona) ، تاپیر (Tapir) ، شمپانزی (Chimpanzee) ، طرغون (Tragon) البتہ بعض نباتاتی اور حیواناتی خاندانوں اور جنسوں کے ترجمے کیے ہیں مثلاً خانوادہ عصفوریہ (Pass eriformes) ، خانوادہ سمامیہ (Apodiformes) ، دراز پایان (Tylopode) ، فلس بالان (Lepidotera) ، خانوادہ تاپیریہ (Tapiridae) ، خانوادہ شاربہ (Tarisformes) - تاہم بعض اوقات قوسین میں عام فہم الفاظ بھی دیے ہیں جیسے غضروفی مچھلیاں (چٹنی دار مچھلیاں) ، دمن گرداں (تنبو مچھلیاں) ، خانوادہ ارقکیہ (بنات الماء) ، خانوادہ مقربیہ (مرغان شکار) ، خفاشیات (چمگادڑ) چند مقامات پر انھوں نے امتزاجی مرکبات بھی وضع کیے ہیں جیسے " ریڈیو ایکٹیو فضلات " ، " ارضی فوٹوگریمیٹری " وغیرہ ، لیکن یہ رجحان نسبتاً کم رہا ہے -

اصطلاحی مجموعوں کے علاوہ بیورو کی طرف سے بعض کتابوں کے اصطلاحی اشاریے بھی قابل ذکر ہیں۔ان میں بعض اپنے موضوع پر اصطلاحات سازی کی پہلی کاوش ہیں (مثلاً لسانیات میں) اس قسم کے انیس [(۱۹)] اشاریے ہمارے سامنے ہیں [(۷۲)] -

لسانیات کے موضوع پر پہلی کوششیں عتیق احمد صدیقی کی ہیں جو انھوں نے چٹرجی کی کتاب ہند آریائی اور ہندی اور ایچ اے گلیسن کی کتاب توضیحی لسانیات کا ترجمہ کرتے ہوئے انجام دیں - چنانچہ کتاب کے صفحہ ۵۲۹ سے ۵۸۹ تک چالیس صفحات میں تیرہ سو سے زائد لسانیاتی اصطلاحات وضع کی گئی ہیں - شروع میں پانچ سو کے قریب زبانوں کے نام اور اردو ترجمہ دیا گیا ہے۔بعد میں لسانیات اور قواعدِ صرف ونحو کی اصطلاحیں دی گئی ہیں - ان میں بیشتر پہلی بار اردو میں وضع ہوئیں - مثلاً حالتِ مفعولی Accusative case

---

۷۰- محمد محمود فیض ، حسن علی جعفری ، فرہنگِ سیاسیات ،نئی دہلی (۱۹۸۲ء) ، " عرض مرتبین " -

۷۱- مبلول ڈیوی ، عشری درجہ بندی ، نئی دہلی (۱۹۸۵ء) ، عرض مترجم ، ص : ۱۲ -

۷۲- بحوالہ :

۱- ایچ اے گلیسن ، توضیحی لسانیات ، ترجمہ : عتیق احمد صدیقی (۱۹۷۱ء) -

۲- سُنیتی کمار چٹرجی ، ہند آریائی اور ہندی ، ترجمہ : عتیق احمد صدیقی ، ۱۹۸۲ء (طبع اول ۱۹۷۷ء) -

۳- عصمت جاوید ، نئی اردو قواعد ، ۱۹۸۵ء -

۴- محمد مجیب ، تاریخ فلسفۂ سیاسیات ، ۱۹۸۲ء -

۵- ٹ ج دوبوئر ، تاریخ فلسفہ اسلام ، ترجمہ : سید عابد علی ، جنوری ۱۹۸۳ء -

۶- شکیل احمد ، ہماری غذا ، ۱۹۸۲ء -

۷- حسین فاروقی ، جمہرداری ، ۱۹۸۹ء -

۸- حکیم سید صفی الدین ، یونانی ادویہ مفردہ ، ۱۹۸۶ء -

۹- حکیم محمد ستان ، علم الادویہ ، ۱۹۸۵ء -

۱۰- محمد خواجہ محی الدین ، خالص جیومیٹری اور تحلیلی جیومیٹری ، ۱۹۷۱ء -

۱۱- ڈاکٹر اے کے دیش مکھ اور مسز نور حلیم ، علم مثلث مستوی ، ۱۹۷۸ء -

۱۲- محمد احسن ، رشید احمد ، الجبرا ، ۱۹۷۸ء -

۱۳- محمد خواجہ محی الدین ، احصا (ترقی اور تکملی) ، ۱۹۷۸ء -

۱۴- انجم اقبال ، برقی قوانائی ، ۱۹۸۲ء -

۱۵- ڈاکٹر عبدالرشید انصاری ، راست اور متبادل کرنٹ ، ۱۹۸۱ء -

۱۶- پروفیسر رشید الدین خاں ، شاوابستگی ، ترجمہ : سید محمد مہدی ، ۱۹۸۶ء -

۱۷- محمد باقر زیدی ، تجارت بین الاقوام و مبادلاتِ خارجہ ، ۱۹۸۵ء -

۱۸- ڈاکٹر نجم الحسن ، ہندوستانی صنعتوں میں انصرام عملہ ، ۱۹۸۰ء -

۱۹- ڈاکٹر حامد اللہ ندوی ، ہندوستان اور مشرق وسطی کے تجارتی تعلقات ، ۱۹۸۵ء

بندمُغیری (Affricated)، تعلیقیہ (Affix)، ہکاری (Aspirated) لہجہ (Accent)، شمولی (Inclusive)، دہرا مصوتہ (Diphthong) وغیرہ۔ لیکن انھوں نے مارفیم (Morpheme) اور فونیم (Phoneme) کا ترجمہ نہیں کیا بلکہ بعینہٖ اردو میں استعمال کیا ہے۔ چٹرجی کی کتاب ہند آریائی اور ہندی کے ترجمے میں انھوں نے زبانوں، قوموں اور قبیلوں کے تین سو کے قریب ناموں کا اردو ترجمہ دیا ہے یہ کتاب ۱۹۷۷ء میں پہلی بار نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، دہلی کی طرف سے شائع کی گئی تھی۔

قواعد اور لسانیات کی اصطلاحات سازی کا دوسرا کام ڈاکٹر عصمت جاوید کا ہے جو انھوں نے اپنی کتاب نئی اردو قواعد (۱۹۸۵ء) میں انجام دیا ہے۔ اس کے صفحہ ۲۹۲ سے صفحہ نمبر ۳۱۱ تک اردو، انگریزی اور ۳۱۲ سے ۳۲۲ تک انگریزی، اردو اصطلاحات درج کی گئی ہیں۔ اس کتاب کے حوالے سے ہم دیکھتے ہیں کہ انھوں نے اردو قواعد میں بعض نئے تصورات روشناس کرائے ہیں چنانچہ ان کے لیے اصطلاحات بھی وضع کی ہیں مثلاً انھوں نے فونیم کے لیے "صوتیہ" اور مارفیم کے لیے "صرفیہ" کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ اسی طرح انھوں نے "مطلق موقف" (Absolute position)، قاطلی (Ablative)، نفسی (Datire)، متصل (Conjunctive)، مدلول (Referent)، تھپک دار (Flapped)، مداخلی (Intrusive) جیسی نئی اصطلاحات دی ہیں۔ تاہم وہ بھی بعض انگریزی اصطلاحوں کو بعینہٖ لینے پر مجبور ہیں۔ جیسے وینکوور، فنش، وگوتسی وغیرہ۔ ان کے ہاں طویل مرکبات بھی ملتے ہیں جیسے "غیر امدادی مفرد اثر" اور "مرکب نما غیر امدادی" وغیرہ۔

صدیقی اور جاوید کے ہاں ایک بات مشترک ہے کہ انھوں نے بیورو کے عام امتزاجی رویے کو نہیں اپنایا اور نہ ہندی اور سنسکرت کے ماخذوں سے استفادہ کیا ہے۔ البتہ عربی اور کہیں زیادہ فارسی ترکیبی انداز اپنایا ہے۔ یہ رویہ ہمیں محمد مجیب کی تاریخ فلسفۂ سیاسیات اور عابد علی کی تاریخ فلسفہ اسلام میں بھی ملتا ہے البتہ شکیل احمد نے ہماری غذا میں امتزاجی طریق کو اپنایا ہے مثلاً "محلوط والؤ" "پروٹین استعداد تناسب"۔

ترقی اردو بیورو کے چند مزید اشاریے بھی قابل ذکر ہیں۔ حکیم سید ظل الدین کی یونانی ادویہ مفردہ اور حکیم محمد مستان کی علم الادویہ کا جائزہ تیسرے باب کے ابتدائی حصے میں لیا جا چکا ہے۔ ریاضی پر مبنی کتابوں میں بھی عربی، فارسی سے گریز نہیں ملتا۔ البتہ برقی توانائی از انجم اقبال میں امتزاجی دھن میں بعض مضحکہ خیز اصطلاحات وضع ہوئی ہیں، جیسے "جلنا آتش" (Combustion)، "چنیدہ پرت" (Selective film)، "اپسی ترغیب" (Mutual Induction)، "حرحرکیاتی سائیکل" (Thermodynamics cycle)، "چپچپاپن" (viscosity)۔ ڈاکٹر عبدالرشید انصاری نے بھی راست اور متبادل کرنٹ میں ایسی ہی اصطلاحات وضع کی ہیں۔ جیسے "ارضی انڈیکیٹر" (Earth Indicator)، "استمرار گردش" (Moment of Inertia)، "پرکھ چارج" (Test charge)، "تاپ ضریبہ" (Temperature coefficent)، "سائن لہر" (Sine wave)، "بھنور کرنٹ" (Eddy current) وغیرہ۔

دیگر مترجمین کے ہاں ہمیں عربی فارسی رجحان کی حامل متداول اصطلاحات کے استعمال کا علم ہوتا ہے لیکن ان میں سے کسی کے ہاں بھی مندرجہ بالا امتزاجی یا ہندی سنسکرت آمیزی کا رجحان نہیں ملتا۔ چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ ترقی اردو بیورو نے ہندی سنسکرت ماخذوں سے استفادے کو کھلا رکھا ہے لیکن عملاً اس طرف بہت کم توجہ دی گئی ہے بلکہ انفرادی توجہ عنقا ہے۔ تاہم ایک امتزاجی رجحان ضرور سامنے آتا ہے جو بادی النظر میں رواں اور قاعدے کے مطابق نہیں ہے، لیکن اصطلاحات سازوں کا ایک نئی سمت میں اقدام ضرور کہلا سکتا ہے۔

۳:۱ دیگر اداروں کی خدمات:

شمالی ہند کے دیگر بہت سے اداروں نے بھی اصطلاحات سازی میں اپنا کردار ادا کیا ہے۔ ان میں علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، ہندوستانی اکیڈمی الہ آباد، نیشنل پریس الہ آباد، دار المصنفین اعظم گڑھ، نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا دہلی، نیشنل اکادمی دہلی اور دہلی سکریٹریٹ کے علاوہ کئی نجی اشاعتی ادارے بھی شامل ہیں۔ ان میں سے زیادہ تر کی خدمات آزادی سے پہلے کی ہیں اور سوائے نیشنل اکادمی دہلی اور الابھار علی گڑھ کے کسی نے بھی مجموعۂ اصطلاحات شائع نہیں کیا۔ اس لیے ہم ان کی خدمات اصطلاحات سازی سے زیادہ اصطلاحات نگاری کی ذیل میں شامل کر سکتے ہیں۔

نیشنل اکادمی دہلی کی طرف سے ۱۹۶۸ء میں سیاسی اصطلاحوں کی فرہنگ کے نام سے ایک مجموعۂ اصطلاحات شائع کیا گیا۔ یہ موریس کرانسٹن کی ڈکشنری کا ترجمہ ہے، جسے گوپال متل نے کیا۔ ۱۲۵ صفحات میں کوئی پانچ ہزار اصطلاحات کا ترجمہ کیا گیا ہے۔

اردو جمالیات کی اصطلاحیں وضع کرنے کا پہلا کام پاکستان کے ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے اپنی تصانیف میں کیا۔ ایسی کتابوں سے تحریک پا کر مارچ ۱۹۸۷ء میں ڈاکٹر محمد انصار اللہ صاحب نے جمالیات کی اصطلاحوں کو یکجا کرنے اور ان کی توضیح بیان کرنے کا کام شروع کیا۔ اس میں عمومی کتب کے علاوہ مقتدرہ کی شائع کردہ کشاف تنقیدی اصطلاحات، اصطلاحات ڈراما، تعلیمی اصطلاحات، اور اردو لغت بورڈ کراچی کے لغت سے بھی مدد لی گئی ہے[۴۸] لیکن جامعہ کراچی کی فرہنگ اصطلاحات فلسفہ شاید ان کی نظر سے نہیں گزری

۴۸۔ بحوالہ: محمد انصار اللہ، اصطلاحات جمالیات، علی گڑھ (۱۹۸۷ء)، ص ص: ۶ تا ۹ ۔

اصطلاحات اردو ترتیب سے مرتب کی گئی ہیں۔کہیں کہیں ان کے آگے انگریزی مترادف بھی دیا گیا ہے ۔ لیکن انگریزی اشاریہ مفقود ہے ۔ اردو کی تقریباً تین سو مستعمل اصطلاحوں کا مفہوم اس میں بیان کیا گیا ہے اور ساتھ ہی کتابوں کے حوالے بھی دیے گئے ہیں۔اسے اصطلاحات نگاری کی ذیل میں شمار کیا جا سکتا ہے ۔

دیگر اداروں کے اصطلاحی اشاریے قابلِ ذکر ہیں ۔ ان میں سے دار المصنفین اعظم گڑھ کی کتابیں مکالمات برکلے (۱۹۱۹ء)، از عبد الماجد دریابادی اور افکار عصریہ کے اصطلاحی اشاریوں میں متداول اصطلاحات ہی کو استعمال کیا گیا ہے ۔ علی گڑھ مسلم یونیورسٹی نے تحفہ سائنس از فیروز الدین مراد (۱۹۳۱ء) اور محمد الیاس برنی کی علم المعیشت (۱۹۲۷ء) کے آخر میں بھی اصطلاحات شائع کی ہیں ۔ الیاس برنی کے اسلوب کا جائزہ ہم پہلے ہی لے چکے ہیں ۔ البتہ علی گڑھ سے شائع ہونے والی رہنمائے فوٹو گرافی از محمد ابراہیم اس لیے قابلِ ذکر ہے کہ یہ عکاسی سے متعلق اصطلاحات کو مرتب کرنے کی پہلی کوشش ہے جو مطبع فیض عام سے شائع ہوئی اس کے صفحہ ۱۲۹ سے ۱۷۵ تک چھ سو کے قریب اصطلاحات کی فرہنگ دی گئی ہے ۔ اسی طرح ایجوکیشنل بک ہاؤس مسلم یونیورسٹی کی طرف سے ۱۹۸۵ء میں شائع کردہ کتاب لسانیات کے بنیادی اصول از ڈاکٹر اقتدار حسین بھی قابلِ ذکر ہے ۔ اس کے صفحہ ۱۶۲ تا ۱۶۸ انگریزی اردو اصطلاحات کے اشاریے دیے گئے ہیں ۔ اس میں زیادہ تر عتیق صدیقی کی اصطلاحات کی بازگشت ملتی ہے۔تاہم بعض ترکیبیں مثلاً "بازتراشی" Recutting اور "خوشہ دری" Anaptyxis قابلِ ذکر ہیں ۔

ہندوستانی اکیڈمی' الہ آباد کی کتابیں نظام شمسی (۱۹۲۸ء)' عالم حیوانی (۱۹۳۲ء) اور ابتدائی علم الحیات (۱۹۲۵ء) کے اصطلاحی اشاریے بھی قابلِ ذکر ہیں ۔

ترقی اردو بیورو کے علاوہ نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا' نئی دہلی کی کتابوں میں استعمال ہونے والی اصطلاحات اور اصطلاحی اشاریے بھی ہماری توجہ اپنی طرف مبذول کراتے ہیں ۔ سماجی اصطلاحات کے حوالے سے کنور محمد اشرف کی کتاب ، ہندوستانی معاشرہ عہد وسطیٰ میں (۱۹۷۲ء) قابلِ ذکر ہے ، جس کا ترجمہ قمر الدین نے کیا ہے ۔ ان میں "ٹھیک گھڑی " اور " چھتر" کے علاوہ مقامی یا ہندی ماخذ کا استعمال نہیں ملتا ۔ یہی رجحان ہمیں حساب اور الجبرا (۱۹۶۸ء) اور تکملی احصاء از شانتی نارائن (ترجمہ :سید ممتاز علی)۱۹۶۹ء کی اصطلاحات میں ملتا ہے البتہ طبیعیات کے بنیادی تصور از آرتھر بیزر /ترجمہ: احمد وکیل جعفری (۱۹۷۵ء)میں امتزاجی رجحان سامنے آتا ہے ۔ مثلاً سلیس پیمانہ (Celsius scale) ، کاسمک شعاعیں (Cosmic rays) برقی کرنٹ (Electric current), ایٹمی سپیکٹرن (Atomic spectra)۔

مجموعی طور پر بھارت کے دیگر اداروں میں بھی ہمیں عربی،فارسی ماخذوں ہی سے استفادے کا رجحان ملتا ہے خاص طور پر اگر کہیں ہندی ،سنسکرت یا انگریزی سے امتزاج کے بعد اصطلاحات وضع کرنے کی کوشش کی گئی تو پہلے تو اسے قبولیت نہیں مل سکی' یا اس کی صورت مضحکہ خیز ٹھہرائی گئی ۔ البتہ لسانیات اور ادبیات کے میدان میں بھارتی اداروں کی خدمات قابلِ توجہ ہیں ۔

چھٹا باب

پاکستان کے علمی اداروں کی خدمات

۱۔ مجلس زبان دفتری پنجاب ، لاہور —— ۲۰۷
۱:۱ مجلس کی تشکیل ۲۰۷
۱:۲ اصطلاحات سازی کا طریق کار ۲۰۸
۱:۳ اصطلاحی مجموعے ۲۰۹
۱:۴ دیگر متعلقہ خدمات ۲۱۰

۲۔ شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ' جامعہ کراچی —— ۲۱۱
۲:۱ شعبے کا طریق اصطلاحات سازی ۲۱۱
۲:۲ "جریدہ" کی اشاعت ۲۱۲
۲:۳ اصطلاحی مجموعے ۲۱۳
۲:۴ عملی استعمال اور اصطلاحی اشاریے ۲۱۸

۳۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، لاہور —— ۲۱۹
۳:۱ "قاموس الاصطلاحات" ۲۲۰
۳:۲ "قانونی لغت" ۲۲۱
۳:۳ دیگر اصطلاحی خدمات ۲۲۱

۴۔ جامعہ پنجاب کی اصطلاحی خدمات —— ۲۲۲
۴:۱ ادارہ تالیف وترجمہ کا قیام ۲۲۲
۴:۲ ادارہ تالیف وترجمہ کی خدمات ۲۲۳
۴:۳ جامعہ پنجاب کے دیگر ادارے ۲۲۶

۵۔ اردو سائنس بورڈ ، لاہور —— ۲۲۷
۵:۱ اصطلاحی مجموعے ۲۲۷
۵:۲ اصطلاحی اشاریے ۲۲۹

۶- دیگر ادارے —— ۲۳۱

۶:۱ چند علمی وتعلیمی اداروں کی خدمات ۲۳۱

۶:۲ عسکری اصطلاحات سازی ۲۳۷

۶:۳ چند انفرادی اور نجی اداروں کی خدمات ۲۳۸

۶:۴ مسیحی اصطلاحات سازی ۲۴۳

۷- مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد —— ۲۴۵

۷:۱ قیــــام ، مقاصد اور دائرہ کار ۲۴۵

۷:۲ علمِ اصطلاحات سازی کے لیے کوشش ۲۴۶

۷:۳ مقتدرہ کا طریقِ اصطلاحات سازی ۲۴۸

۷:۴ اصطلاحی مجموعے اور اشاریے ۲۵۰

۷:۵ دیگر منصوبے اور متفرق امور ۲۵۶

چھٹا باب

پاکستان کے علمی اداروں کی خدمات

قیامِ پاکستان کے ساتھ ہی اُردو اور اسلام اس ملک کی تقدیر ٹھہرے ۔ پاکستان متنوع زبانوں اور بولیوں کا علاقہ ہے۔ اس لحاظ سے بھی رابطے کے لیے اردو کی ضرورت لابدی ہوئی ۔ تحریکِ پاکستان میں بھی اُردو اسلام کی زبان بن کر ابھری تھی چنانچہ قائد اعظم نے پلٹن میدان ڈھاکا میں تقریر کرتے ہوئے یہ فرما دیا تھا کہ " پاکستان کی قومی زبان اردو اور صرف اردو ہوگی " اس کے بعد پاکستان کے ہر آئین ۱۹۵۶ء، ۱۹۶۲ء اور ۱۹۷۳ء میں اُردو کو پاکستان کی قومی زبان ٹھہرایا گیا چنانچہ آزادی کے بعد اُردو اور پاکستان لازم وملزوم بن گئے ۔

کراچی پاکستان کا پہلا دارالحکومت بنا اور لاہور اُردو کا پاکستان میں سب سے بڑا مرکز اور پنجاب کا دارالحکومت ہونے کے ناطے سے بھی اردو کی خدمت کے لیے سرگرم تھا، یہی وجہ ہے کہ قیامِ پاکستان کے بعد کراچی اور لاہور نے سب سے زیادہ خدمات انجام دیں ۔ اس کا آغاز لاہور میں مجلس زبانِ دفتری کے قیام کے ساتھ ہوا اور اب اس ضمن میں سب سے زیادہ خدمات آئین کے تحت بننے والے ادارے مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد ادا کررہا ہے ۔ سرکاری تعلیمی، علمی، ادبی اداروں کے علاوہ علمی انجمنوں اور نجی اشاعتی اداروں کی بھی اصطلاحات سازی اور اصطلاحات نگاری کے ضمن میں اتنی وافر اور متنوع خدمات ہیں کہ ان کے سرسری جائزے کے لیے بھی کئی دفتر درکار ہیں، تاہم ذیل میں ان کا ایک اجمالی تاریخی جائزہ پیش کیا جاتا ہے ۔

۱۔ مجلس زبانِ دفتری پنجاب، لاہور

قیام پاکستان کے بعد اصطلاحات سازی کا سب سے پہلا ادارہ لاہور میں مجلس زبان دفتری کے نام سے قائم ہوا ۔ یہ پاکستان کے ان چند اداروں میں سے ہے جس نے وقتی یا جذباتی انداز میں کام کرنے کی بجائے سنجیدگی سے اپنا کام جاری رکھا اور آج اس کے کھاتے پر دفتری زبان کے ارتقا کے علاوہ اصطلاحات سازی کے نظری اور علمی میدانوں میں خاصا بنیادی کام موجود ہے ۔

۱:۱ مجلس کی تشکیل :

حکومتِ پنجاب نے دسمبر ۱۹۴۹ء میں اس ادارے کو قائم کیا تاکہ یہ ادارہ حکومت پنجاب کے سرکاری دفاتر، محکموں اور عدالتوں میں انگریزی کی بجائے اردو کو سرکاری زبان کے طور پر رائج کرنے کے متعلق ضروری ذرائع اور موزوں طریقِ کار اختیار کرنے پر غور کرے اور اس بارے میں مناسب تجاویز حکومت کو پیش کرے [(۱)]

ابتداً میں مجلس نے اپنا کام مندرجہ ذیل چھ ذیلی مجالس کی تشکیل سے شروع کیا ۔ (۱) عدالتی (۲) متعلق بہ طریق کار (۳) فنی (۴) تعلیمی (۵) تجارتی (۶) لسانی ۔ حکومت کے تمام محکموں اور عدالتوں سے ایسی ترجمہ طلب انگریزی اصطلاحات کی فہرستیں طلب کی گئیں جو دفتری اور عدالتی کاروبار میں استعمال ہوتی تھیں ۔ ان اصطلاحات کے اردو ترجمے کے لیے ستمبر ۱۹۵۰ء میں مجلس کے تحت ایک شعبۂ ترجمہ قائم کیا گیا ۔ مندرجہ ذیل افراد وقتاً فوقتاً مجلس زبانِ دفتری کے قابل ذکر چیرمین رہے [(۲)] ۔

۱۔ مجلس زبان دفتری پنجاب: ایک تعارف ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء)، ص : ۲ ۔

۲۔ مندرجہ ذیل اہلِ قلم وقتاً فوقتاً اس کے رکن رہے ۔
۱۔ جناب ایس ایم اکرام، ۲۔ جناب حافظ عبد المجید، ۳۔ جناب محمد عبد الحمید، ۴۔ جناب ایس ایم شریف، ۵۔ سید نور احمد، ۶۔ سید امتیاز علی تاج، ۷۔ جناب ڈاکٹر ایم ڈی تاثیر، ۸۔ جناب میاں عبد العزیز، ۹۔ جناب اے ایس بخاری، ۱۰۔ جناب سی ایل سندر داس، ۱۱۔ جناب حکیم احمد شجاع ۱۲۔ ڈاکٹر خلیفہ عبد الحکیم، ۱۳۔ جناب یوکرامت، ۱۴۔ جناب بی اے ہاشمی، ۱۵۔ ڈاکٹر عبد الغنی اصغر، ۱۶۔ جناب مہدی حسن، ۱۷۔ جناب تاج محمد خیال، ۱۸۔ جناب نور الحسن ہاشمی، ۱۹۔ جناب منظور الٰہی ۲۰۔ جناب منیر حسین، ۲۱۔ پروفیسر حمید احمد خاں، ۲۲۔ جناب جاوید حکیم قریشی، ۲۳۔ ڈاکٹر نذیر احمد ۲۴۔ صوفی غلام مصطفےٰ تبسم، ۲۵۔ جناب احمد ندیم قاسمی، ۲۶۔ ڈاکٹر سید عبد اللہ، ۲۷۔ سید وقار عظیم ۲۸۔ اشفاق احمد، ۲۹۔ ڈاکٹر عبادت بریلوی، ۳۰۔ فتح محمد ملک، ۳۱۔ پروفیسر محمد عثمان، ۳۲۔ سید قاسم محمود، ۳۳۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، ۳۴۔ پروفیسر مرزا محمد منور ۔ ۔ بحوالہ :
دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت ، لاہور : مجلس زبانِ دفتری پنجاب، ۱۹۷۶ء، دیباچہ ، ص : الف ۔

۱۔ ڈاکٹر جسٹس ایس اے رحمان ، ۲۔ جناب معزّالدین احمد ، ۳۔ جناب ایس غیاث الدین احمد
۴۔ جناب حسین حیدر ، ۵۔ جناب محمد حنیف رامے ، ۶۔ جناب ڈاکٹر عبدالخالق، ۷۔ جناب سجاد الحسن ۔

حکیم احمد شجاع مجلس زبان دفتری کے معتمد اور (رکن)مقرر ہوئے اور تاحیات ان دونوں حیثیتوں سے کام کیا ۔ کچھ عرصہ تک مجلس کا کام تعطّل کا شکار رہا تاآنکہ ۱۹۷۱ء کے بعد اسے دوبارہ تشکیل دیا گیا ۔ شیخ محمد اسداللہ اس کے معتمد مقرر ہوئے۔اُن کے دور میں لغت کا پہلا ایڈیشن شائع ہوا۔ سید منصور عاقل ، نذیر احمد چودھری، میاں محمد اسلم اور انیس ناگی وقتاً فوقتاً اس کے معتمد رہے ۔ خصوصاً سید منصور عاقل کے دور میں (۱۹۸۰ء تا ۱۹۸۳ء)میں مجلس کے کاموں میں وسعت پیدا ہوئی ۔ نظرثانی کے لیے مجالس استناد کا کام تیز کیا گیا ۔ ماہنامہ " اردو نامہ " کا اجرا ہوا اور اس کا سالنامہ شائع ہوا ۔ میاں محمد اسلم کے دور (۱۹۸۳ء تا ۱۹۸۸ء) میں اس کے لغت پر نظر ثانی ہوئی اور مقتدرہ سے استناد حاصل ہوا ۔

پہلی مجلس استناد میں ڈاکٹر نذیر احمد، سید وقار عظیم ، صوفی غلام مصطفےٰ تبسم ،ڈاکٹر سید عبداللہ سید قاسم محمود ،سید غلام حیدر ،ڈاکٹر برہان الدین احمد فاروقی ،پروفیسر احمد سعید ،علامہ شبیر بخاری ،ڈاکٹر سلیم فارانی،سید امجد الطاف وغیرہ شامل رہے ہیں ۔

۱:۲ <u>اصطلاحات سازی کا طریق کار:</u>

۱۹۵۰ء میں قائم ہونے والی مجلس مترجمین کے مہر مجلس پروفیسر محمود احمد خان ریٹائرڈ رجسٹرار جامعہ عثمانیہ کی خدمات حاصل کی گئیں ۔ ان کے ساتھ تین مترجمین مقرر کیے گئے [۳] ترجمے کا طریق کار یہ رہا کہ اصطلاحات کے ترجمے کا کام کسی مترجم کے سپرد کر دیا جاتا ۔ تمام ارکان مشترکہ طور پر اس کی نظرثانی کرتے ۔ ان اصطلاحات پر مجلس استناد غور کرتی ۔ بعد ازاں یہ سرکاری محکموں اور عدالتوں کو ارسال کی جاتیں ۔ جن اصطلاحات پر تنقید ہوتی اُن پر مجلس استناد دوبارہ غور کر کے مسودہ مجلس زبان دفتری کے اجلاس میں پیش کر دیا جاتا ۔ چنانچہ اس طریق کار کے مطابق مجلس نے جو ترجمے منظور کیے وہ پچیس اقساط میں طبع کیے گئے ۔ ان میں اصطلاحات کی تعداد ۲۵ ہزار تھی [۴]

۱۹۷۱ء میں مجلس نے محکمانہ طور پر بھی ان اصطلاحات کو گیارہ لغات کی شکل میں شائع کیا۔ ان میں سے ایک کتابچہ عمومی اصطلاحات پر مبنی تھا [۵]

۱۹۷۶ء میں ۲۵ کتابچوں پر نظرثانی کر کے انھیں ایک لغت کی صورت میں تجرباتی طور پر شائع کر دیا گیا ۔

طریق کار میں یہ طے کیا گیا کہ دفتری الفاظ اور دفتروں میں استعمال ہونے والے علمی و فنی الفاظ ہر دو کو اس لغت میں شامل کیا جائے ۔ مثلاً تعلیم ، زراعت ،طب وغیرہ کے محکموں سے ایسے الفاظ بھی لیے گئے جو لامحالہ ان محکموں کے مراسلات میں استعمال ہوتے تھے ۔ نیز ہر دو انواع کے الفاظ میں سے بعض کو بلاترجمہ رہنے دیا گیا جیسے متعلقہ اشخاص انھیں بولتے ہیں مثلاً "سٹیشن "اور"ڈپٹی" کے علاوہ ایشم ،پرمٹ ، لائسنس وغیرہ ۔ کلاسیکی زبانوں عربی ، فارسی ، ترکی ،ہندی سے بھی مدد لی گئی اور محکمے کے ماہرین کو بھی مانا گیا جو ان اصطلاحوں کو استعمال کرتے تھے ۔ مجلس نے اس لغت کو تجرباتی اس لیے قرار دیا کہ "استعمال کے بعد بہت سے الفاظ میں ردوبدل ہو گا اور بہت سے نئے شاملیوں گے" [۶]

پہلے ایڈیشن کے بعد ۱۹۸۱ء میں اس لغت پر نظرثانی کا کام شروع ہوا ۔ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی کی سربراہی میں علامہ غلام شبیر بخاری ، سید غلام حیدر ، جناب محمد نصیب ،کام کرتے رہے ۔ محمد غفران الجیلی مدرمترجم مجلس زبان دفتری اس ذیلی مجلس کے معتمد تھے ۔

نظر ثانی کے کام میں مندرجہ ذیل باتیں مدنظر رہیں [۷]

۱۔ اصطلاحات ومحاورات کو آسان بنایاجائے ۔
۲۔ اختصار سے کام لیا جائے ۔
۳۔ اردو پر انحصار کرتے ہوئے فارسی،عربی جیسی زبانوں کے مشکل الفاظ کو ترک کیا جائے۔
۴۔ دفتری زبان میں استعمال ہونے والی اصطلاحات مزید شامل کی جائیں ۔
۵۔ نسخ (ٹائپ) کی بجائے نستعلیق کا استعمال ہو ۔

۳۔ <u>مجلس زبان دفتری :ایک تعارف</u> ، ص : ۲ ۔
۴۔ <u>دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت</u> (۱۹۷۶ء) ، ص : الف ۔
۵۔ <u>مجلس زبان دفتری :ایک تعارف</u> ، ص : ۲ ۔
۶۔ <u>دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت</u> ، (۱۹۷۶ء)، پیش لفظ ، ص : ۵ و ۔
۷۔ <u>دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت</u> ،طبع دوم (۱۹۸۹ء) ، پیش لفظ ، ص ۱: ۔

استناد اور معیار بندی کے لیے ۱۹۸۶ء میں یہ مسودہ (مشتمل بر ۲۷۶۳۲ اصطلاحات) مقتدرہ قومی زبان کے سپرد ہوا – جہاں ۲۲ ستمبر ۱۹۸۶ء سے ۱۵ جنوری ۱۹۸۷ء تک ۲۵ اجلاسوں میں اختلافی اصطلاحات کو الگ کیا گیا اور ۱۸ جنوری سے ۲ اپریل ۱۹۸۷ء تک ۲۵ اجلاس کر کے اس پر نظرثانی کا کام انجام دیا گیا۔ اصطلاحی معیار بندی کے لیے مقتدرہ کی اس مجلس میں معتمد مجلس زبان دفتری میاں محمد اسلم کے علاوہ معین احمد صدیقی، غلام ربانی اگرو، محمد اظہار الحق، ڈاکٹر تصدق حسین راجا، شکیل احمد منگلوری اور ڈاکٹر اعجاز راہی شامل تھے[9]

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں کہ اگرچہ مجلس کا دائرہ کار دفتری اصطلاحات تک محدود تھا لیکن اس نے بعض دوسرے علوم وفنون کی مستعمل اصطلاحات بھی شامل کی ہیں – ان اصطلاحات میں بھی وحید الدین سلیم کے راہنما اصولوں ہی کو فوقیت دی گئی ہے – اصطلاحات کو عام فہم اور قابل قبول بنانے کی کوشش بھی نمایاں نظر آتی ہے[10]

۱:۲ <u>اصطلاحی مجموعے</u>:

مجلس نے ۱۹۵۱ء سے ۱۹۶۹ء کے مابین گورنمنٹ پرنٹنگ پریس پنجاب لاہور سے دفتری اصطلاحات کی ۲۵ فہرستیں شائع کیں – جو قسط وار شائع ہوتی رہیں ان پر صفحات نمبر نہیں – تقریباً ایک ہزار صفحات ہیں – ابتدا میں معتمد مجلس زبان دفتری حکیم احمد شجاع کا دو صفحے کا دیباچہ ہے – ۱۹۶۲ء تک ہر سال تقریباً ایک فہرست شائع ہوتی رہی۔ اس سال فہرست نمبر ۱۷،۱۶،۱۵ شائع ہوئیں – ۱۹۶۳ء میں دو فہرستیں نمبر ۱۹،۱۸ شائع ہوئیں اور ۱۹۶۹ء میں دو فہرستیں ۲۵،۲۲ شائع ہوئیں – ان فہرستوں میں تقریباً ۲۵ ہزار اصطلاحیں تھیں –

۱۹۷۱ء میں فیصلہ کیا گیا کہ یہ فہرستیں محکمہ وار شائع کی جائیں چنانچہ محکمہ تعلیم کی اصطلاحات ۹۲ صفحات میں شائع کی گئیں – اس میں تقریباً پانچ ہزار علمی و فنی اصطلاحات شائع کی گئی ہیں ان میں انتظامی، تعلیمی، سائنسی، سماجی اور نفسیاتی اصطلاحات شامل کی گئیں – پیش لفظ میں چیرمین مجلس زبان دفتری جناب کریم نواز نے لکھا:[11]

> " حکومت نے فیصلہ کیا ہے کہ ہر محکمہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحات اور محاورات پر مشتمل کتابچے شائع کیے جائیں – یہ کتابچے ہر محکمہ میں ضخیم لغت کی بجائے اردو متبادل تلاش کرنے میں ممد ومعاون ثابت ہوں گے – ان کتابچوں میں صرف انہی اصطلاحات اور الفاظ کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے جو خود انتظامی شعبوں نے مہیا کیے تھے "–

دیگر دس کتابچے ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئے – ان میں محکمہ طباعت و سٹیشنری (۲۰ صفحات = ۵۵۰ اصطلاحات) محکمہ آبپاشی (۲۷ صفحات = ۶۵۰ اصطلاحات)، محکمہ پولیس وجیل خانہ جات (۷۱ صفحات = ۱۰۰۰ اصطلاحات)، بورڈ آف ریونیو (۶۲ صفحات = ۱۶۰۰ اصطلاحات)، محکمہ صحت (۸۲ صفحات = ۲۲۰۰ اصطلاحات)، محکمہ صنعت وتجارت، ترقی معدنیات (صفحات ۱۹۹ = ۶۰۰۰ اصطلاحات) محکمہ مقامی حکومت (۱۰۲ صفحات = ۲۵۰۰ اصطلاحات) اور محکمہ اطلاعات کے علاوہ دو جلدوں میں عمومی اصطلاحات (General Terms) شائع ہوئیں– یہ دونوں جلدیں ۱۱۳۶ صفحات پر مشتمل تھیں، جن میں تقریباً ۲۸ ہزار اصطلاحات شائع کی گئیں – ان میں زیادہ تر انتظامی، بندوبست، مالگزاری اور عدالتی اصطلاحات شامل کی گئی ہیں –

۱۹۷۶ء میں <u>دفتری اصطلاحات و محاورات کی لغت</u> شائع کی گئی – اس میں ۴۷۹ صفحات میں تقریباً ۳۵ ہزار اصطلاحات ہیں جن میں تمام سابقہ فہرستوں اور محکمہ وار اصطلاحوں کو جمع کر دیا گیا – آخر میں محکموں اور اداروں کے نام، عہدوں کے نام اور قوانین و قواعد کے نام بھی تقریباً ۵۰ صفحات میں شائع کیے گئے ہیں – اصطلاحی انداز امتزاجی ہے – تاہم زیادہ تر رجحان عربی اور فارسی مرکبات ہی کی طرف ہے– جیسے "تشخیص مالیت"، "زائد القدرزرِ مسکوک"، "طلب کنندہ گودام"، "تبدیلی عمل انعقاد"، "معطی لہٗ"، "تصدیق نامہ عطائے قومیت"۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلس کی اصطلاحات سازی پر حیدرآباد دکنی اثرات زیادہ ہیں–

اس لغت پر نظر ثانی کر کے جو مسودہ مقتدرہ کے حوالے کیا گیا، اس میں عموماً حیدرآبادی رجحان سے گریز، نیز اصطلاحات کو آسان بنانے کی کوشش کی گئی – علاوہ ازیں دیگر مترادفات بھی شامل کیے گئے اور بعض نئے الفاظ بھی شامل کیے گئے – مثلاً پہلے ہی لفظ Abacterial کا ترجمہ پہلی اشاعت میں " بے جراثیم "، " جراثیم آزاد" تھا – اس مسودے میں " غیر جرثومی اور جراثیم پاک " کیا گیا- Abactor کے معنی " مویشی چور" میں " رسہ گیر" کا اضافہ کیا گیا – Abate کے معنی "ساقط ہونا" کو فعل متعدی " ساقط کرنا " میں تبدیل کر دیا گیا –

۸– <u>سالانہ رپورٹ ۱۹۸۶ء – ۱۹۸۷ء</u>، اسلام آباد (مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۷ء)، ص ص: ۳۲،۲۲ –

۹– <u>ایضاً</u> ، ، ص ص: ۱۲۲،۱۲۲ –

۱۰– انور سدید، "اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ"، ماہنامہ <u>محفل</u>، لاہور، آگست ۱۹۸۸ء، ص: ۲۹ –

11- Official Language Committee, <u>Education Department Terms</u>, Lahore (1971) Preface: 1 –

مقتدرہ کی مجلس استناد نے اس مسودے پر نظرثانی کرتے ہوئے بعض مترادفات کی صورت میں تبدیلی کی ۔ مثلاً "پرچۂ نامزدگی" کو "کاغذاتِ نامزدگی" ، "فرمائش نامہ" کی بجائے "کتابِ احکام"، "ترشہ زا" کی بجائے "ترشہ سازی" ، "کارروائی نامہ کی بجائے "کتابِ کارروائی" تراسلہ/منظوری" کی جگہ "مراسلہ/قبولیت" وغیرہ۔پورے مسودے کے مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مجلسِ استناد نے زیادہ تر اتفاق کیا ہے یا کہیں کہیں تبدیلی برائے تبدیلی کو پیشِ نظر رکھا ہے ۔ عام طور پر جو تبدیلی کی گئی ہے ، اسے ہم غلط تفہیم کی ذیل میں شامل کر سکتے ہیں ۔ مثلاً Bivalent کے لیے "دوگرفتہ" درست تھا ، اسے "دوعنصری" کر دیا گیا ۔ Branch Office کے لیے "شاخ دفتر" کی بجائے "ذیلی دفتر" کیا گیا اور Sub- Office کے لیے کوئی لفظ نہیں چھوڑا ۔ Borrowing کے لیے "مستعیر" کی بجائے "مقروض" دیا گیا جو معنی ادا نہیں کرتا ۔ Bill of Sale کے لیے "بیع نامہ" کی مستعمل اصطلاح کی بجائے "انتقال نامہ" تجویز کیا گیا ۔ Belongings کے لیے "متعلقات" دیا گیا ۔ جبکہ "املاک" درست تھا ۔ Bill of Exchange کے لیے "مبادلہ ہنڈی" رہنے دیا گیا ہے لیکن Accepter of bill کے لیے "قبول کنندہ/بل" کر دیا گیا ہے ۔ اس طرح یکسانیت نہیں رہ سکی ۔ اسی طرح Accept of bill کے لیے "ہنڈی سکارنا" کی جگہ "بل منظور کرنا" رکھا گیا ۔ Accounting کے لیے "حسابداری" کا ترجمہ موزوں ہے لیکن مجلس استناد نے Accounting of Expenditure کے لیے "حساب نویسی مصارف" اور Accounting of Stock کے لیے "حساب نویسی مال" Accounting of Procedure کے لیے "طریق کار حساب نویسی" دیا ۔ جبکہ ان مثالوں میں "حسابداری" ہی موزوں اور قریب المفہوم تھا ۔

تاہم بعض موزوں ترجمے بھی مہیا کیے گئے ہیں مثلاً Accumulation of Income کے لیے "آمدنی کا جمع ہونا" کی بجائے "ارتکازِ آمدن" ، Brewer کے لیے "بوزہ ساز" کی بجائے "شراب ساز" ، Black Sheeps کے لیے مستعمل لفظ "کالی بھیڑیں" اور Bill of Health کے لیے "تصدیق نامہ صحت کی بجائے "صحت نامہ" موزوں ترجمے ہیں ۔

ایسی بہت سی مثالیں ہمارے سامنے ہیں ، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ مجلس استناد کے سامنے کوئی مخصوص اور واضح اصول نہیں تھے ۔ یہی وجہ ہے کہ جب مسودہ مجلس زبانِ دفتری کے پاس واپس پہنچا تو انھوں نے ایک بار پھر اسے دیکھا اور مجلسِ استناد سے اتفاق نہ کرتے ہوئے بعض جگہوں پر پہلے معانی ہی رہنے دیے ۔ جیسے Accept of bill کے لیے "ہنڈی سکارنا" بھی شامل کر لیا گیا Accounting کے مرکبات کو "حسابداری" ہی کر دیا گیا ۔ تاہم Bivalent کی طرح کئی غلط معانی ان سے بھی چھوٹ گئے ہیں ۔ بہت جلد یہ مسودہ طباعت کے لیے بھیج دیا گیا ۔ اس میں ۳۹ ہزار اصطلاحات شامل تھیں ۔ ۱۹۸۹ء میں اسے حکومتِ پنجاب نے طبع دوم کے نام سے شائع کر دیا ۔ چیف سکرٹری پنجاب انور زاہد نے دیباچے میں لکھا :(۱۲)

> "کوشش کی گئی ہے کہ اس میں انگریزی اصطلاحات و محاورات کے اردو مترادفات کو آسان بنایا جائے ۔ ترجمہ زیادہ مشکل نہ ہو بلکہ دفتری استعمال کے لیے اسے عام فہم اور سہل بنایا جائے۔اصل کام مجلس زبان دفتری کے ہاں ہوا۔بعدازاں مقتدرہ قومی زبان میں اس کا استناد کیا گیا اور یہ اس کا طرۂ امتیاز ہے کہ وفاقی ادارے نے اس کے مواد کو سندِ قبولیت بخشی ہے ۔"

۱:۲ <u>دیگر متعلقہ خدمات :</u>

مجلس زبانِ دفتری نے سو کے قریب مختلف قواعد وضوابط بھی ترجمہ کیے ۔ اس میں بھی بعض اصطلاحات کا ترجمہ ہوا ۔ جن میں سے کچھ تو لغت میں شامل کر لی گئیں لیکن بیشتر اصطلاحات عموماً قواعدوضوابط اور قوانین کے تراجم میں موجود ہیں ۔مزید برآں مجلس کی سفارش پر مارچ ۱۹۸۲ء سے ایک جریدہ "اردو نامہ" بھی شائع کیا جا رہا ہے ۔ اس میں لغت کا نظر ثانی شدہ مسودہ بھی قسط وار شائع ہوتا رہا ہے ۔ نیز دستاویزاتِ پنجاب میں موجود قدیم ریکارڈ کے نمونے پنجاب اور بہاولپور کی ان دستاویزات میں موجود اصطلاحات کی فہرستیں خصوصاً محمد رمضان انور اور محمد عبدالرفیق جیسے افسرانِ تحقیق کے مقالے ،اصطلاحات سازی کے اصول اور طریقِ کار پر ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ، علامہ غلام شبیر بخاری،ڈاکٹر سلیم فارانی ، پروفیسر احمد سعید ، ڈاکٹر سید عبداللہ جیسے اہل علم کے مقالات شائع ہوتے رہے ۔ خصوصاً مارچ ۱۹۸۳ء میں اس کا سالنامہ شائع ہوا ، جس میں اصطلاحات سازی اور اصطلاحات نگاری پر سید غلام شبیر بخاری ، سید باقرحسین نقوی ، محمد رمضان انور ، سید داؤد الحسن گیلانی ، سید محمد غفران الجیلی اور بیگم راشدہ تلمید کے مقالات قابلِ ذکر ہیں ۔ بعد کے کئی شماروں میں بھی قابلِ ذکر مقالات شائع ہوتے

۱۲۔ <u>دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت</u> ، لاہور ، طبع دوم (۱۹۸۹ء) ، دیباچہ ، ص : ۱ ۔

رہے ہیں ، جن میں سجاد الحسن ، ڈاکٹر سید عبداللہ اور ڈاکٹر سلیم فارانی کے مقالات قابلِ ذکر ہیں[۱۳]
چنانچہ اصطلاحات سازی کے عمل کے ساتھ ساتھ نظری پہلوؤں سے بھی مجلس زبان دفتری نے قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں –

۲– شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ ، جامعہ کراچی

مجلس زبان دفتری کے بعد پاکستان میں دوسرا قابلِ ذکر ادارہ جامعہ کراچی کا شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ہے ، جس نے عمومی اصطلاحات سازی میں خاطر خواہ خدمات انجام دی ہیں –

حیدرآباد دکن کے بعد جامعہ کراچی ہی وہ ادارہ تھا جس نے اردو ذریعہ تعلیم کی ضرورت کو محسوس کیا اور پاکستان میں سب سے پہلے اردو کو اعلیٰ سطح پر تدریس کا ذریعہ بنایا – جامعہ کراچی ۱۹۵۲ء میں قائم ہوئی اور پانچ برس بعد اس کا شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ وجود میں آیا –

۱۹۵۵ء میں میجر آفتاب حسن نے جامعہ کراچی کو تجویز پیش کی کہ اگرچہ جامعہ کراچی میں اردو ذریعہ تعلیم اختیار کرلیاگیا لیکن اصطلاحات سازی پر توجہ نہیں دی گئی اس لیے ایک ادارہ تصنیف وتالیف وترجمہ قائم کرنا چاہیئے – " یہ تجویز وائس چانسلر نے اکیڈمک کونسل کو بھیجی ، جہاں اسے ۱۷ جنوری ۱۹۵۶ء کو بالاتفاق منظور کر لیا گیا "۔[۱۴]

۲:۱ شعبے کا طریقِ اصطلاحات سازی :

اس شعبے کے مقاصد میں سرفہرست سائنس کی اردو اصطلاحات کو معیاری بنانا ٹھہرا – ادارے میں مددگاروں (لیکچرار کے گریڈ میں) کے ذمے متعلقہ علوم کی اصطلاحوں کی فہرست مکمل کرانا اور ماہرین کی کمیٹی کے سپرد کرنا تھا ، جو اصطلاحوں پر نظر ثانی کرتی ' ان کو معیاری بناتیں اور نئی اصطلاحیں تجویز کرتیں۔یہ اصطلاحیں عوام اور اہلِ علم کی رائے کے لیے شائع کرا دی جاتیں – طارق محمود لکھتے ہیں[۱۵]

"دراصل دوسری عالمی جنگ کے دوران متعدد علوم میں بے پناہ توسیع ہوئی تھی اور اصطلاحات کا نیا ذخیرہ وجود میں آگیا تھا' جس کو اردو میں منتقل کیے بغیر چارہ نہ تھا – چنانچہ اس مقصد کے لیے شعبے میں مضامین کے اعتبار سے وضع اصطلاحات کی حسب ذیل انہیں ذیلی کمیٹیاں وقتاً فوقتاً تشکیل دی گئیں "

۱– تاریخ وسیاسیات ، ۲– فلسفہ ، ۳– معاشیات وتجارت ، ۴– نفسیات ، ۵– ارضیات ، ۶– جغرافیہ ۷– طبیعیات ، ۸– ریاضیات ، ۹– شماریات ، ۱۰– نباتیات ، ۱۱– حیوانیات ، ۱۲– خورد حیاتیات ۱۳– کیمیا ، ۱۴– طب ، ۱۵– علمِ دوا سازی ، ۱۶– قانون ، ۱۷– علمِ کتب خانہ ، ۱۸– فنِ تدریس ۱۹– حیاتی کیمیا –

اس شعبے کے پہلے ناظمِ اعزازی میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن مقرر ہوئے – انھوں نے ابتدا میں جو پانچ سالہ منصوبہ مرتب کیا اس میں معیاری انگریزی اردو لغت مرتب کرنے کے علاوہ یہ طے کیا کہ جن موضوعات میں دوسرے ادارے کام نہیں کر رہے صرف ان پر اصطلاحات مرتب کی جائیں وہ لکھتے ہیں :[۱۶]

"اصطلاحات کے سلسلہ میں ہماری کوششیں صرف درسیات اور علوم تک محدود رہیں گی کیونکہ اس ضمن میں دوسرے ادارے بھی کافی کام کر رہے ہیں – مثال کے طور پر حکومت مغربی پاکستان کی دفتری اصطلاحات کی مجلس دفتری اصطلاحات کی حد تک مفید کام انجام دے رہی ہے، پھر کوئی وجہ نہیں کہ ہم بھی اس کام کو کریں "–

اس ضمن میں نو فرہنگیں مرتب کرنے کی داغ بیل ڈالی گئی –

۱– فرہنگِ اصطلاحاتِ تاریخ – سیاسیات – عمرانیات وبشریات
۲– فرہنگِ اصطلاحات جغرافیہ و علوم متعلقہ
۳– فرہنگ اصطلاحات حیاتیات و علوم متعلقہ
۴– فرہنگ اصطلاحات ریاضیات – طبیعیات – فلکیات – انجینیری وعلوم متعلقہ –

۱۳– ان مقالات سے مقالہ زیرِ نظر میں بھی استفادہ کیا گیا ہے – آخر میں " کتابیات " ملاحظہ ہو–
۱۴– طارق محمود ، جامعہ کراچی میں اردو ، اسلام آباد (۱۹۸۶ء) ، ص : ۷ تا ۹ –
۱۵– ایضاً ، ص : ۱۱ –
۱۶– جریدہ نمبر ۱ ، کراچی (شعبہ تصنیف وتالیف و ترجمہ) ، " تمہید " ، از ناظم اعزازی –

۵۔ فرہنگ اصطلاحات طب و علوم متعلقہ
۶۔ فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ۔ منطق ۔ اخلاقیات وجمالیات
۷۔ فرہنگ اصطلاحاتِ کیمیا ۔ صنائع کیمیاوی ۔ ارضیات و علومِ متعلقہ
۸۔ فرہنگ اصطلاحات نفسیات و علوم متعلقہ
۹۔ فرہنگ اصطلاحات معاشیات و تجارت و علوم متعلقہ ۔

ان کی تکمیل کے لیے اصول اصطلاحات سازی وضع کیے گئے ، جن کا ذکر ہم دوسرے باب میں کر چکے ہیں ۔ ڈاکٹر انورسدید لکھتے ہیں کہ[۱۷] " مولانا وحیدالدین سلیم نے اصطلاح سازی کے جو اصول وضوابط وضع کیے تھے ، ان سے کراچی یونیورسٹی کے شعبۂ تالیف و ترجمہ نے شاید سب سے زیادہ استفادہ کیا ۔ کراچی یونیورسٹی میں اصطلاح سازی کی دکنی روایت ہی کو زیادہ فروغ ملا "۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر اصطلاحات کا ترجمہ کرنے، ان سے افعال بنانے اور مختلف زبانوں کے سابقوں اور لاحقوں کو استعمال کرنے کا رجحان عام ہے ۔ مزید برآں بین الاقوامی اصطلاحات کو برقرار رکھنے ، سائنسی اشیا اور ادویات کے نام من وعن قائم رکھنے اور ریاضی کی ترقیمات میں تبدیلی نہ کرنے کا رجحان بھی نمایاں ہے ۔ ان رجحانات کا جائزہ بھی تیسرے باب میں لیا گیا ہے ۔

۲:۲ <u>جریدہ کی اشاعت</u> :

شعبے کی وضع کردہ اصطلاحات <u>جریدہ</u> میں شائع کی جانے لگیں تاکہ اربابِ علم وفن ان کی اصلاح کر سکیں اور بعدازاں یہ کتابی صورت میں مرتب ہو کر شائع ہو سکیں ۔ جریدہ نمبر ۱ کے تعارف میں جامعہ کراچی کے وائس چانسلر بشیر احمد ہاشمی صاحب نے فرمایا تھا کہ[۱۸]

"اس جریدے میں وہ تمام اصطلاحیں شامل ہیں جو اب تک مجوزہ طریقِ کار کے مطابق مکمل ہوچکی ہیں ۔ اصطلاح میں ترقی کی گنجائش ہر وقت اور ہر تخلیق میں باقی رہتی ہے ۔ ممکن ہے کہ آگے چل کر بعض اصطلاحات ان مجوزہ اصطلاحات سے بہتر بن جائیں ، لیکن یہ فیصلہ تو صرف رواج ہی کر سکتا ہے اور اسی لیے اس جریدہ کو شائع کیا جاتا ہے کہ ان علمی اصطلاحات کو جو متعدد اربابِ علم کی متحدہ کوششوں اور کاوشوں کا نتیجہ ہیں، استعمال اور قبولِ عام کی کسوٹی پر پرکھا جا سکے "۔

چنانچہ اس کی اشاعت پر رد عمل ہوا ۔ اخبارات ، جرائد اور ریڈیو پر تبصرے ہوئے لوگوں نے ان اصطلاحات کو مشکل ، دُور ازکار اور ناتمام قرار دیا ۔ مثلاً یہ بھی کہا گیا کہ[۱۹]

"اس بات کی کیا ضمانت ہے" کہ یہ اصطلاحات واقعی رائج بھی ہو جائیں گی اور کچھ مدت بعد کسی فرد یا ادارے کو از سرِ نو کوئی ایسا ہی ناتمام نمونہ ، بحد شامل پیش کرنے کی ضرورت نہ ہو گی "۔

ریڈیو پر بھی تبصرہ ہوا کہ انھوں نے پرانی اصطلاحات جوں کی توں استعمال کر لی ہیں اور نئی اصطلاحات وضع نہیں کیں ۔ بعض اعتراضات برائے اعتراض تھے ۔ چنانچہ ان کا خاطرخواہ جواب میجر آفتاب حسن نے جریدہ نمبر ۲ کے پیش لفظ میں دیا ۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ جلد ہی لوگوں کی توجہ اصطلاحات سازی سے منعطف ہوگئی اور شعبے کے مجموعے بلاتبصرہ شائع ہوتے چلے گئے ۔

<u>جریدہ</u> کے اب تک ۱۷ شمارے شائع ہوئے ہیں ان میں سے پہلے آٹھ شمارے میجر (ریٹائرڈ) آفتاب حسن کی ادارت میں شائع ہوئے ۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۱۲ اور نمبر ۱۷ سید علی عارف رضوی (قائم مقام ناظم) اور <u>جریدہ</u> نمبر ۹ تا ۱۶ ڈاکٹر اسلم فرخی (ناظم) کی ادارت میں شائع ہوئے ۔

<u>جریدہ</u> نمبر ۱ میں وائس چانسلر جامعہ کراچی جناب بشیر احمد ہاشمی کا "تعارف" اور آفتاب حسن (ناظمِ اعزازی) کی "تمہید" کے علاوہ " اصول وضع اصطلاحات " ، اصطلاحات تاریخ و سیاسیات وعمرانیات ،فلسفہ معاشیات وتجارت ، نفسیات ، جغرافیہ اور ارضیات ، حیوانیات و افزائش ، حیوانیات ، کیمیا وصنائع کیمیا طب ، نباتیات ، زراعت و خردحیاتیات شائع کی گئی ہیں ۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۲ میں آفتاب حسن کے مضمون کے علاوہ مندرجہ بالا موضوعات کی اقساط کے ساتھ اصطلاحاتِ لائبریری سائنس کا اضافہ کیا گیا ہے ۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۳ میں کراچی یونیورسٹی کے تاریخی فیصلے اردو ذریعۂ تعلیم کے ذکر کے بعد امین الرحمان کی مرتبہ اصطلاحاتِ موسیقی اور مندرجہ بالا اصطلاحات کی ایک قسط شائع کی گئی ہے ۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۴ میں شیخ حیدر ایڈووکیٹ کا مضمون " اردو زبان میں قانون کی تعلیم کے امکانات " اور آفتاب حسن کا مضمون " اعراب کا استعمال " بھی شامل کیے گئے ہیں۔اس شمارے میں فلسفہ کی اصطلاحات شامل نہیں ۔ باقی موضوعات پر قسط موجود ہے ۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۵ میں عبیداللہ قدسی کا مضمون " اردو میں عربی اور فارسی کے ترجمے " کے علاوہ مندرجہ بالا

۱۷۔ ڈاکٹر انورسدید، "اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ " <u>محفل</u> ، لاہور ، جولائی ۱۹۸۸ء، ص : ۵۰ ۔
۱۸۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۱، محولہ بالا ، تمہید ۔
۱۹۔ <u>جریدہ</u> نمبر ۲، کراچی (شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ) "کچھ اپنے متعلق " ، ص : ۲ ۔

موضوعات بشمول فلسفہ و بہ اخراج علم کتب داری اصطلاحات دی گئی ہیں ـ جریدہ نمبر ٦ میں آفتاب حسن کا مضمون " سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں " کے علاوہ تاریخ ، معاشیات ، جغرافیہ ، حیاتیات ،کیمیا شماریات اور جواہرات کی اصطلاحات درج ہیں ـ جریدہ نمبر ۷ میں تاریخ ، معاشیات ، نفسیات ، جغرافیہ حیاتیات ، حیاتی کیمیا ، طب اور شماریات کی اصطلاحات درج ہیں ـ جریدہ نمبر ۸ (۱۹۷۱ء) میں مندرجہ بالا موضوعات کے ساتھ خردحیاتیات کی اصطلاحیں شامل ہیں جبکہ طب کی اصطلاحات نہیں دی گئیں ـ جریدہ نمبر ۹ (۱۹۷۲ء) صرف حیاتیات ، نفسیات ، معاشیات اور حیاتی کیمیا اور جریدہ نمبر ۱۰ (۱۹۷۳ء) میں معاشیات نفسیات ، حیاتیات اور تاریخ وسیاسیات کی اصطلاحیں شامل ہیں ، جریدہ نمبر ۱۱ (۱۹۷۳ء) میں حیاتیات ، قانون ، تاریخ وسیاسیات ، جریدہ نمبر ۱۲ (۱۹۷۷ء) میں حیاتیات اور قانون ، جریدہ نمبر ۱۳(۱۹۸۰ء) میں قانون ، جریدہ نمبر ۱۴(۱۹۸۱ء)میں قانون ، جریدہ نمبر ۱۵ (۱۹۸۲ء) میں ضمیمہ حیاتیات ، جریدہ نمبر ۱٦ میں نافع معدنی مطروحات ، مساحت اور جریدہ نمبر ۱۷ (۱۹۸۵ء) میں حیاتیات کی اصطلاحات شائع کی گئی ہیں۔ ان جریدوں میں شائع شدہ اکثر اصطلاحات اصطلاحی مجموعوں کی صورت میں شائع کر دی گئی ہیں ـ یہ اصطلاحات بیشتر کمیٹیوں کی مرتبہ صورت میں شائع کی گئی تھیں ـ

جریدہ نمبر ۱٦ تک ان جریدوں کا سائز بڑا تھا ـ اس جریدے میں زیادہ حصہ اصطلاحاتِ معدنی کا ہے ـ کچھ عرصہ قبل شعبہ تصنیف وتالیف نے معادن سے متعلق ایک انگریزی کتاب کا ترجمہ نافع معدنی مطروحات کے عنوان سے شائع کیا تھا۔ اس کتاب میں جو اصطلاحات استعمال کی گئی تھیں ان کی مکمل فہرست کتاب میں شامل نہیں کی گئی تھی لیکن اب انہیں اس جریدے میں شائع کیا گیا ہے ـ جریدہ نمبر ۱۵ میں اصطلاحاتِ مساحت کا ابتدائی حصہ A تا F شائع ہوا تھا ، جریدہ نمبر ۱٦ میں اس کا آخری جزو G تا Z شائع کیا گیا ہے ـ[۲۰]

جریدہ نمبر ۱۷ (۱۹۸۵ء میں) تقریباً درمیانے سائز پر شائع ہوا ـ اس میں جناب سید علی عارف کی مرتبہ اصطلاحاتِ حیاتیات جو دراصل کشاف ہے ، شائع کی گئی ہیں ـ یہ پہلی قسط (Aardvark تا Acyclic) ہے ـ اس قسط میں شعبے کی شائع کردہ اصطلاحات حیاتیات کی توضیح اور تشریح ہے ـ سید علی عارف رضوی نے اس کام کا آغاز ۱۹۷۰ء میں کیا لیکن وہ اسے جاری نہ رکھ سکے ـ ۷۸ ـ ۱۹۷۷ء میں دوبارہ شروع کیا اور ڈھائی تین سو اصطلاحات کا مسودہ تیار کر لیا ـ ڈاکٹر حفیظ الرحمان صدیقی (صدر شعبہ حیوانیات ،اردو سائنس کالج ،کراچی) نے اس پر نظر ثانی کی[۲۱]

۲:۳ ـ اصطلاحی مجموعے : شعبے کی کمیٹیوں نے جو کام انجام دیا ـ اس کا اجمالی جائزہ درج ذیل ہے :-

نمبر	اصطلاحات	کیفیت
۱ـ	اصطلاحات تاریخ وسیاسیات و عمرانیات	ابتدائی فہرست A تا Z شائع ہونے کے بعد نظرثانی شدہ فہرست A تا L شائع کی گئی ـ
۲ـ	اصطلاحاتِ فلسفہ	A تا Z شائع ہو چکی ہیں ـ حرف A کی کچھ اصطلاحات تعریفات کے ساتھ بھی شائع ہوئیں ـ
۳ـ	اصطلاحات معاشیات وتجارت	A تا Z شائع ہو چکی ہیں ـ
۴ـ	اصطلاحات نفسیات	A تا Z شائع ہو چکی ہیں ـ نظرثانی کے بعد A تا G کی فہرستیں دوبارہ شائع کی گئی ہیں ـ
۵ـ	اصطلاحات جغرافیہ وارضیات	A تا Z شائع ہو چکی ہیں ـ سید علی عارف رضوی نے نظرثانی کی ہے ـ
٦ـ	اصطلاحات حیاتیات (حیوانیات اورنباتیات)	A تا Z شائع ہو چکی ہیں البتہ جریدہ نمبر ۱۷ میں سید علی عارف رضوی نے مزید اصطلاحات شائع کی ہیں ـ
۷ـ	اصطلاحات کیمیا وصنائع کیمیا	جریدوں میں A سے M تک شائع ہوئی ہیں ، فرہنگ کیمیا کی اشاعت کے باعث اس سے آگے جریدہ میں طبع نہیں کی گئی ـ
۸ـ	اصطلاحاتِ طب	A تا C اور D کی فہرست کا کچھ حصہ جریدوں میں شائع ہوا ہے ـ اس سے آگے طبع نہیں کی گئیں ـ مسودہ Z تک موجود ہے ـ
۹ـ	اصطلاحات علم کتب خانہ (لائبریری سائنس)	A تا C شائع ہوئی ہیں ـ بعد ازاں کتابی صورت میں A تا Z شائع ہوئیں ـ
۱۰ـ	اصطلاحاتِ حیاتی کیمیا	A تا Z شائع ہو چکی ہیں ـ علی عارف رضوی نے نظرثانی کی ہے ـ
۱۱ـ	اصطلاحات شماریات	A تا Z شائع ہو چکی ہیں ـ
۱۲ـ	اصطلاحات ومحاورات قانون	A تا Z کتابی صورت میں شائع ہوئی ـ
۱۳ـ	اصطلاحات خردحیاتیات	صرف A کی فہرست شائع ہو سکی ـ

ان اصطلاحات پر مختلف اہل علم و ماہرین موضوع وزبان کی آرا وصول ہونے کے بعد مختلف علوم کی مندرجہ ذیل فرہنگیں شائع ہو چکی ہیں:-

---

۲۰ـ بحوالہ: جریدہ نمبر ۱٦، مرتبہ: ڈاکٹر اسلم فرخی ، کراچی (جون ۱۹۸۳ء)، دیباچہ ـ

۲۱ـ بحوالہ: جریدہ نمبر ۱۷، مرتبہ: سید علی عارف رضوی ، کراچی (۱۹۸۵ء)، گزارش " ص : ز ـ

۱۔ فرہنگ اصطلاحات طبیعیات ، ریاضیات ، فلکیات ۔
۲۔ فرہنگ اصطلاحات فلسفہ
۳۔ فرہنگ اصطلاحات کیمیا
۴۔ فرہنگ اصطلاحات تاریخ وسیاسیات (سائیکلوسٹائل)
۵۔ فرہنگ اصطلاحات عمرانیات
۶۔ فرہنگ اصطلاحات معاشیات ، تجارت وبنکاری
۷۔ فرہنگ اصطلاحات حیاتیات (دو جلدیں)
۸۔ فرہنگ اصطلاحات شماریات (سائیکلوسٹائل)
۹۔ فرہنگ اصطلاحات سیاسیات وعمرانیات
۱۰۔ فرہنگ علم کتب خانہ
۱۱۔ فرہنگ اصطلاحات ومحاورات قانون
۱۲۔ فرہنگ اسمأ العلوم
۱۳۔ فرہنگ برقیات
۱۴۔ دفتری اصطلاحات اورمحاورات (سائیکلوسٹائل)
۱۵۔ فرہنگ اصطلاحات حیاتی کیمیا
۱۶۔ فرہنگ اصطلاحات ارضیات وجغرافیہ ۔

ان میں سے فرہنگ علم کتب خانہ ، قانون ، اسمأ العلوم ، برقیات ، حیاتی کیمیا اور ارضیات وجغرافیہ مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے شائع ہوئے ۔"دفتری اصطلاحات ومحاورات" یہ کہنے کے باوجود کہ مجلس زبان دفتری کی لغت موجود ہے ، اس لیے مرتب نہیں کی جائیں گی ، اس کے مقابلے میں بلکہ مختلف مرتب کی گئی ۔

ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں کہ اس شعبے نے پچھلے ۲۶،۲۵ برسوں میں مختلف علوم کی فرہنگوں میں ۴۷ ہزار اندراجات شائع کیے ہیں [۲۲] اگر ان میں مقتدرہ کے تعاون سے شائع ہونے والی باقی فرہنگیں بھی شامل کر لی جائیں تو ان کی تعداد ۷۸ ہزار ہو جاتی ہے اور پھر شائع شدہ اصطلاحات سمیت کوئی ایک لاکھ کے قریب اصطلاحات شائع کی گئی ہیں ۔

فرہنگ اصطلاحات طبیعیات ، ریاضیات اور فلکیات کا پہلا ایڈیشن ۱۹۵۹ء میں اور دوسرا ۱۹۶۹ء میں شائع ہوا ۔ پہلی اشاعت میں اصطلاحات کی تعداد پونے سات ہزار کے قریب تھی ، دوسری میں یہ بڑھ کر دس ہزار سے زیادہ ہوگئی ۔ اس فرہنگ کی تکمیل میں اردو کالج کے اساتذہ جناب بہاالدین ، جناب کاظم مہدی جناب محمد حفیظ الرحمان ، جناب عظمت علی خان اور جناب ہارون نجمی نے خاطر خواہ مشورے دیے [۲۳] اس میں بیشتر اصطلاحیں وہی ہیں جو جامعہ عثمانیہ میں مرتب ہوئیں بلکہ ۱۹ویں صدی سے وضع ہونا شروع ہوئیں۔ ان میں حسب ضرورت خفیف سی تبدیلیاں کی گئیں اور قدیم وجدید اصطلاح جمع کر دی گئیں ۔ جتنی جدید اصطلاحیں ہیں وہ نئی وضع شدہ ہیں [۲۴]

فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ۱۹۶۲ء میں شائع ہوئی [۲۵] اس کی کمیٹی میں ڈاکٹر محمد محمود احمد' استاد شعبہ فلسفہ جامعہ کراچی ؛ انیس الرحمان صاحب' استاد فلسفہ جامعہ کراچی ؛ خواجہ افتکار حسین' پرنسپل نبی باغ کالج ؛ عبدالحمید کمال' استاد فلسفہ سندھ مسلم کالج ؛ سید سعید احمد' استاد فلسفہ اردو کالج؛ مولانا منتخب الحق' استاد عربی کالج جامعہ کراچی شامل تھے ۔ اس فرہنگ میں دو ہزار سے زیادہ اصطلاحیں منطق اخلاقیات ، جمالیات ، مابعد الطبیعیات کی ہیں ۔ عربی' فارسی کے علاوہ بعض ہندی تراکیب بھی ملتی ہیں مثلاً "سم دکھتا" "پرجاپتی" "سرب گیان" وغیرہ ۔ اصول نحت سے بھی کام لیا گیا ہے مثلاً "تماثلت" (تماء مماثلت) طویل عربی مرکب اصطلاحات بھی دی گئی ہیں ، جیسے " حجت بالمراقع الاالشخص " ۔ اسم سے افعال بھی وضع کیے گئے ہیں ۔ جیسے تصورانا ، مثالانا وغیرہ ۔

فرہنگ اصطلاحات کیمیا ۱۹۶۸ء میں شائع ہوئی ۔ اس میں ساڑھے سات ہزار سے زائد اصطلاحات شامل کی گئی ہیں [۲۶] اس لغت کی خصوصیت "پیما ، نما ، گر ، زا" وغیرہ لاحقوں کا استعمال ہے ۔ کیمیاوی مرکبات کے نام بعینہٖ لیے گئے ہیں ۔ بعض مصادر سے اسمأ بناتے ہوئے اسم مجرد بھی ملحوظ رکھا گیا ہے ۔ مثلاً Amalgamation "ملغمانا ، تلغیم" ، Acid کو "ترشہ" ہی لکھا گیا ہے ۔ فارسی انداز ترکیب زیادہ ملتا ہے مثلاً "تشریقی اثر" ، "مناظری عامل" وغیرہ لیکن اردو کے مقامی انداز سے بھی مفر نہیں کیا گیا مثلاً کچ دھاتی تیراؤ ، مناظری بڑھوتی ، اکساؤ توانائی ۔ امتزاجی اصول کو نسبتاً زیادہ ملحوظ رکھا گیا ۔ خصوصی

۲۲۔ فرہنگ اصطلاحات برقیات ، مرتبہ طارق محمود ، کراچی (۱۹۸۲ء) حرف آغاز ، ص : الف ۔
۲۳۔ فرہنگ اصطلاحات طبیعیات ، ریاضیات ، فلکیات ، کراچی (۱۹۶۹ء) ، "تعارف اشاعت اول" ، ص : ل ۔
۲۴۔ ایضاً ، ص : ک ۔
۲۵۔ فرہنگ اصطلاحات فلسفہ ، "تمہید" ، ص : د ۔
۲۶۔ فرہنگ اصطلاحات کیمیا ، کراچی (۱۹۶۸ء) ، " تمہید " ، ص : ۶ ۔

انگریزی الفاظ کے ساتھ امتزاج مثلاً "جزوی پائرائٹی سودھ" رکھا گیا (Partial Pyritic Smelting)
"آبی پینٹ"، "پرافین تیل"، "پامیٹک ترشہ"۔ اصول نحت کو بھی برتا گیا ہے جیسے ٹھوسائع (ٹھوس + مائع)۔
رنگیر (رنگ + گیر) نرماب (نرم + آب) وغیرہ ۔ انگریزی مصادر سے بھی افعال بنائے گئے ہیں جیسے "ولکانا
ولکاؤ" (Vulcanisation) وغیرہ ۔

فرہنگ اصطلاحات عمرانیات جولائی ۱۹۷۰ء میں طبع ہوئی ۔ اسے محمد لطیف (استاد عمرانیات
گورنمنٹ کالج لاڑکانہ) اور احمد حسن (افسر سماجی بہبود پھالیہ) نے مرتب کیا اور صبیح الدین بقائی
(صدر شعبہ عمرانیات ،جامعہ کراچی) اور ارشد رضوی (استاد شعبہ عمرانیات ،جامعہ کراچی) نے نظر ثانی
کا کام انجام دیا [۲۷] اس لغت کی بنیادی خصوصیت عربیت ہے ۔ خصوصاً مجرد اسمائیں (-tion)(-ity)
(-ism) اور (-ness) کے لاحقوں سے بننے والے مرکبات مثلاً جوہریت ، قدامت ، انحطاط ، تکسر ، تنظیم
مشابہت ، انشقاق ، انفصال وغیرہ البتہ مرکب اصطلاحات کی صورت میں فارسی ترکیب اور اضافت کو استعمال
کیا گیا ہے ۔ مثلاً " گروہی کام " ، " دورالزائیش "، عمول پسندی " وغیرہ ۔ ہندی اور سنسکرت کے ماخذوں
سے گریز عام ملتا ہے تاہم انگریزی سے چند مرکبات اور اسماً بنائے گئے ہیں جیسے پمفلٹ بازی (Pumphl-eteering)، لنچ کرنا (Lynching) سنڈیکیٹ (Syndicalism) وغیرہ ۔

فرہنگ اصطلاحات معاشیات ،تجارت ، بنکاری نومبر ۱۹۷۲ء میں شائع ہوئی ۔ اس کے مرتبین میں
قاضی محمد فرید (صدر شعبہ معاشیات جامعہ کراچی)، ڈاکٹر ابواللیث صدیقی (صدر شعبہ اردو)، ڈاکٹر احسان
رشید (صدر شعبہ معاشیات جامعہ کراچی)،خورشید احمد ، ڈاکٹر اشفاق حسین ، عظمت اللہ خان ،سید محمد زبیر،
ڈاکٹر علی سرور رضوی (اساتذہ شعبہ معاشیات جامعہ کراچی)،ڈاکٹر محمد عُزیر اور ڈاکٹر شرافت علی ہاشمی
(اساتذہ ادارہ نظمیات کاروبار ،جامعہ کراچی)شریک تھے ۔ فروری نومبر و اضافہ انسہ فائزہ صدیقی نے
انجام دیا ۔ مسودہ کی تیاری میں سید علی عارف رضوی صاحب نے انجمن ترقی اردو اور جامعہ پنجاب کے
شائع کردہ لغات بھی استعمال کیے [۲۸] اس طرح ہم اسے ایک جامع لغت قرار دے سکتے ہیں ۔ " ڈوبن توفی "
اور " ترض چکوتی " ، " دین دار "، " خاتمہ بیرگار " ، " گلٹی اشتراکیت "، "مختتم تحسیب "، "غیر مکفول
ڈبنچر " جیسی اصطلاحیں امتزاجی رجحان ظاہر کرتی ہیں ۔

فرہنگ اصطلاحات تاریخ وسیاسیات (سائیکلوسٹائل)شائع کی گئی تھی جو اس سے پہلے ہمیں گیارہ
جریدوں میں شائع شدہ ملتی ہیں ۔ صرف انہی اصطلاحات کو جمع کر دیا گیا ہے نظرثانی کا کام ابھی باقی
ہے ۔

فرہنگ اصطلاحات حیاتیات جلد اول دسمبر ۱۹۷۲ء میں شائع کی گئی اس میں A سے L تک کی
اصطلاحیں شامل ہیں ۔ اس کی کمیٹی میں جامعہ کراچی سے ڈاکٹر محمد افضال حسین قادری ، ڈاکٹر ابواللیث
صدیقی ، ڈاکٹر سید ذوالفقار حسنین ، ڈاکٹر احمد علی انور، ڈاکٹر محمد طفیل ، ڈاکٹر سید حامد محمود
ڈاکٹر سید ارتفاق علی ، ڈاکٹر نظام الدین ، ڈاکٹر بیگم نسیمہ ترمذی ، ڈاکٹر رفیق احمد ، ڈاکٹر سید
مظہر الحق بقائی کے علاوہ ڈاکٹر رحیم اللہ قریشی (محکمہ سمکیات)، ڈاکٹر عبدالرشید مہاجر (پینسوڑاک)
ڈاکٹر احمد سعید خان غوری (محکمہ تحفظ نباتیات)، ڈاکٹر سید مشتاق حسین (اردو کالج)، حفیظ الرحمان
صدیقی (اردو کالج)، ڈاکٹر نعیم الحسن نقوی (پی سی ایس سی آئی ار)شامل تھے ۔ اس پورے سودے پر حفیظ
الرحمان صدیقی صاحب نے نظرثانی کی [۲۹]

فرہنگ اصطلاحات حیاتیات جلد دوم جون ۱۹۷۷ء میں شائع کی گئی ۔ اس میں M سے Z تک کی
اصطلاحیں شامل کی گئی ہیں ۔ جزو اول میں بہت سی اصطلاحات درج ہونے سے رہ گئی تھیں لیکن دوسرے حصے میں
یہ اضافے کر دیے گئے ۔ جز اول کے اضافے بعد میں جریدہ نمبر ۱۵ میں شائع کیے گئے ۔ چند اصطلاحات
یا مرکبات جو اردو میں بجنسہٖ شامل کر لیے گئے ہیں ، انھوں نے اس خیال سے شامل کیے ہیں کہ " اردو میں
ان کو لکھنے میں عملاً یکسانیت پیدا ہو سکے [۳۰]

اس لغت کی سب سے بڑی خصوصیت امتزاجی رجحان کے علاوہ اسم مصدر اور اسم مجرد میں فرق اور
اصول نحت کا استعمال ہے ۔ مثلاً عام طور پر (-tion) کے لاحقے کے ساتھ لاحقہ مصدری " نا " دیا جاتا ہے
لیکن اس لغت میں اسم مصدر صرف فعلی صورت میں دیا گیا ہے ۔ مثلاً Macerate کے لیے نرمانا ۔
Maceration کے لیے "نرماؤ" وغیرہ ۔ " نما " اور" سا " کے لاحقے عام طور پر (-oid) کے لاحقے کے لیے
استعمال کیے گئے ہیں ۔ اصول نحت کی مثالیں بھی عام ہیں مثلاً تغذالے (تغذیہ ،الے) ، کلانرا (کلاں ، نرا)،
گیرانہان (گیرا ،انہان) ،شریزے (شر ،ریزے) شمبوگ (شمو ،بوگ)، تحتاب (تحت ، آب) وغیرہ ۔

۲۷۔ فرہنگ اصطلاحات عمرانیات ، کراچی (جولائی ۱۹۷۰ء) ،تمہید ، ص : ز ۔
۲۸۔ فرہنگ اصطلاحات معاشیات ،تجارت ،بنکاری،کراچی (نومبر ۱۹۷۲ء)، تمہید ، ص :ز ۔
۲۹۔ فرہنگ اصطلاحات حیاتیات (جز اول) ،کراچی (دسمبر ۱۹۷۲ء)، تمہید ، ص ص : و ،ز ۔
۳۰۔ فرہنگ اصطلاحات حیاتیات (جزو دوم)، کراچی (جون ۱۹۷۷ء) ، تمہید ۔

فرہنگ اصطلاحات شماریات ستمبر ۱۹۷۵ء میں سائیکلوسٹائل کر کے شائع کی گئی - یہ جریدہ نمبر ۶، ۷، ۸ میں طبع ہو چکی ہے - کتابی صورت میں مرتب کرنے سے پہلے ان اصطلاحات پر نظرثانی کی گئی - اس کمیٹی میں جناب منیر احمد ، جناب میاں محمد حنیف ، جناب محمد شفیق اور جناب عزیزالدین شامل تھے اور اسے علی عارف رضوی قائم مقام ناظم نے مرتب کرکے شائع کیا [۲۱] اردو میں اپنے موضوع پر یہ پہلا لغت ہے Mean, Mode, Median کے تراجم میں امتیاز کرنے کی کوشش کی گئی ہے - علی الترتیب اوسط، کثیریہ وسطانیہ کی اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں - اردو حروف اضافت کا استعمال ترکیبات میں عام ہے - جو بعض مقامات پر زائد معلوم ہوتا ہے جیسے "صنعتی ضبط کا چارٹ "، " پائسن کا انتشار شما "، "کھیپ کی صنعت کا تحفظ" اگر ان میں سے "کا ، کے ، کی" نکال دیئے تو کوئی خاص فرق نہیں پڑتا - اصطلاحات سازی میں زیادہ تر عربی، فارسی پر انحصار کیا گیا ہے -

فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون ۱۹۸۲ء میں کتابی صورت میں شائع کی گئی - ۱۹۶۲ء میں اس کے لیے ایک مجلس اصطلاحات قانون تشکیل دی گئی تھی ، جس میں جناب شیخ حیدر (سابق پرنسپل سندھ مسلم لا کالج) جناب مہدی علی صدیقی (جج)، جناب احمد محی الدین انصاری ، جناب محمود رضا اور جناب عبدالصمد (وکلا)کی حیثیت سے شامل ہوئے - اس مجلس کی ہفتہ وار نشستیں جولائی ۱۹۶۲ء سے دسمبر ۱۹۶۵ء تک جاری رہیں - تدوین جناب عبدالصمد نے انجام دی - ۱۹۷۲ء میں اصطلاحات کا ابتدائی حصہ جریدہ نمبر ۱۱ میں شائع ہوا - جریدہ نمبر ۱۲، ۱۴ میں بھی کچھ اجزا شائع کیے گئے اس طرح A سے M تک کی اصطلاحات جریدہ میں شائع ہوئیں - ان پر نظرثانی کا کام جناب علی عارف رضوی نے انجام دیا - محمد شعیب ، شاہد علی خان ، انوار احمد خان اور گل رعنا صاحبہ نے ان کے ساتھ تعاون کیا - اس لغت کی طباعت کے اخراجات میں مقتدرہ قومی زبان نے تعاون کیا [۲۲] ۲۱۲ صفحات میں تقریباً بارہ ہزار اصطلاحات اس میں جمع کی گئی ہیں - اصطلاحات سازی پر قدرے حیدرآبادی اثر نظر آتا ہے بلکہ زیادہ تر وہی اصطلاحات جمع کی گئی ہیں جیسے "فک رہن"، "حقیت"، "متضمنات قانون"، "زیر تعویق"، "مدیون ممنوع ادائیگی"، "موہوب لہ"، "موصی لہ" وغیرہ بعض اصطلاحات کا ترجمہ جملے کی صورت میں دیا گیا ہے اور کوئی واضح ترکیب پیش نہیں کی گئی - جیسے Horratry کے لیے " مقدمہ بازی کے لیے بھڑکانا " ، Take up a case ، Wrong negligence کے لیے "افعال ناجائز مبنی بر غفلت" کے لیے " کارروائی مقدمہ کا آغاز " ، Obvert کے لیے " منطقی دلائل سے معاملہ الٹ دینا "، بعض اصطلاحات کافی طویل ہیں - مثلاً " ترمیم شدہ مسودہ قانون " (Engrossed bill)، وصیتی ہبہ جائداد مابقی (Residuary Bequest)، لگان چرائی مویشیاں (Herbiage)، اختیار سماعت بہ مرافعہ (Appeltate Jurisdiction) وغیرہ -

فرہنگ اسماء العلوم مرتبہ محمد طارق محمود مارچ ۱۹۸۳ء میں شائع کی گئی اس میں تقریباً ۱۸۰۰ علوم کے انگریزی ناموں کا اردو مترادف دیا گیا ہے - سید علی عارف رضوی لکھتے ہیں کہ اس میں بعض علوم کے لیے مستعمل اردو اصطلاحیں دی گئی ہیں - مثلاً Geology کے لیے " ارضیات " کی اصطلاح عام ہو چکی ہے - اس کے باوجود چند اصحاب وہی " علم طبقات الارض " کہنے پر مصر ہیں [۲۳] یہ کتاب بھی مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے شائع کی گئی ہے - اس میں علوم کے لئے "یات " کا استعمال خاطرخواہ کیا گیا ہے ترکیبات زیادہ تر فارسی انداز کی ہیں اور کہیں کہیں دو یا دو سے زیادہ مترادفات بھی دیے گئے ہیں - یہی وجہ ہے کہ وہ Philology اور Linguistics کے لیے واضح اور مختلف اصطلاحیں نہیں دے سکے - زیادہ سے زیادہ Philology کو " تقابلی لسانیات " کہہ دیا گیا ہے - جو Comparative linguistics کا ترجمہ ہو سکتا ہے عربی "یات" کے قاعدے پر بعض دلچسپ اصطلاحیں وضع کی گئی ہیں جیسے " جلابیات " ، " قانونیات " ، " تبلیغیات "، "تنقیلیات "، دندانیات " وغیرہ -

فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ مرتبہ زین الدین صدیقی بھی ۱۹۸۳ء میں مقتدرہ کے تعاون سے شائع کی گئی۔ اس پر غنی الاکرم سبزواری اور نسیم فاطمہ جیسے ماہرین علم کتب خانہ نے نظرثانی کی - دراصل مرتب زین الدین صدیقی نے ۱۹۶۹ء میں ڈاکٹر عبدالمعید کی نگرانی میں شعبہ علم کتب خانہ میں ایم اے کے لیے ایک تحقیقی مقالے کی جگہ یہ اصطلاحات پیش کیں [۲۴] چنانچہ انہوں نے پاکستان اور بھارت میں اس اس موضوع پر ہونے والے کام ، مقالوں ، مضامین اور کتابوں سے اصطلاحات کو جمع کیا - کتب خانہ کے علاوہ کتاب سازی ، کتب فروشی ، طباعت ، جلدبندی اور کمپیوٹر سے متعلق اصطلاحات بھی شامل کی گئیں - غنی الاکرم سبزواری اس کام کے بارے میں لکھتے ہیں :[۲۵]

"اکثر اصطلاحات خالص اردو طرز پر پیش کی گئی ہیں لیکن بعض اصطلاحات کو دوسری زبانوں سے

۲۱- فرہنگ اصطلاحات شماریات ، کراچی (ستمبر ۱۹۷۵ء) ، تمہید ، ص : الف -

۲۲- فرہنگ اصطلاحات و محاورات قانون ، کراچی (۱۹۸۲ء)، تعارف ، ص ص : ج ، د -

۲۳- محمد طارق محمود، فرہنگ اسماء العلوم ، کراچی (مارچ ۱۹۸۳ء)، پیش لفظ ، ص ص الف ، ب -

۲۴- زین صدیقی ،فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ ،کراچی (۱۹۸۳ء)، تعارف ، ص : VIII -

۲۵- ایضاً ، ص : IX -

۲۶- طارق محمود، فرہنگ اصطلاحات برقیات ، کراچی (۱۹۸۳ء)، حرف آغاز ، ص : ب -

کے تعلق سے ویسے ہی اختیار کیا گیا ہے – مثلاً "کیٹلاگ ، کیٹلاگ سازی وغیرہ" –

لغت کے سرسری مطالعے[٢٥] سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے چنانچہ اس مقصد کے لیے مادۂ ترکیب اسما یا اسم + امر پاس پاس رکھنے یا یائے نسبتی کے استعمال سے مرکبات وضع کیے گئے ہیں جیسے "استرورق" ، "برقی قلم" ، "کتاب تکیہ" ، "اندراجی لفظ" ، "عکس چھاپ" ، "شیلف معائنہ" ، "لوح چھاپ" وغیرہ – ترکیبات میں فارسی امر اور لاحقے زیادہ استعمال ہوتے ہیں جیسے "داغ کاری" ، وقت نویس" ، "ظل انداز" ، "کتاب نما" ، "شبیہ نگاری" وغیرہ –

<u>فرہنگ اصطلاحات برقیات</u> مرتبہ طارق محمود بھی مقتدرہ کے تعاون سے ١٩٨٢ء میں شائع ہوئی – دیباچے میں ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں کہ "بعض اصطلاحیں امریکی Slang سے مستعار لی گئی ہیں – ایسی متنوع اصطلاحات کے اردو مترادفات وضع کرنا کوئی سہل کام نہ تھا "[٢٦] لغت میں اصطلاحات سازی کے لیے امتزاجی طریقِ کار اپنایا ہے – یعنی مجرد اسماً کے لیے مقامی اور اردو انداز کے الفاظ " رساؤ، دکھاؤ" وغیرہ بھی لیے گئے ہیں اور انگریزی الفاظ بھی بعینہٖ لے لیے گئے ہیں – جیسے ایولائٹ (Aeolight)، ٹرایوڈ (Triode)، الگول (Algol) وغیرہ – حیدرآبادی اثر اور شعبہ کے اصولوں کی جھلک بھی ملتی ہے جیسے الفا، عہ ، جہ وغیرہ – سمت شناس ، فزوں گر، قوت نما، منظہرہ ، گرہال (گرہہ + ہال) اور امتزاجی متفرق ترکیبات جیسے" رساؤ سیل ، رساؤ تعاملیت ، گمکارہ ، تلرقی ریلے ، بھیدکنٹرول ، مزاحمتی بھٹی ، شوٹ شور ، بہنتی بہاؤ جالکاری ، مقناطیسی آرمیچر، مقنار ، مائیکروفون" وغیرہ – البتہ ہندی اور سنسکرت کی طرف رجحان نظر نہیں آتا –

شعبہ کی ایک اور کاوش اصطلاحاتِ دفتری ،تجارت ، بیمہ وبنکاری ہمارے سامنے ہے – یہ ١٣٥٥ صفحات میں تقریباً چالیس ہزار اصطلاحات پر مشتمل ہے – شعبے کی مجلس استناد نے اس پر نظرثانی کی ہے اور یہ نظرثانی شدہ مسودہ مقتدرہ قومی زبان کے کتب خانے میں موجود ہے – نظرثانی کے بعد اصطلاحات کی تعداد ساٹھ ہزار سے اوپر ہو گئی ہے – پہلے سائیکلوسٹائل مسودے میں مجلس زبانِ دفتری کے <u>عمومی اصطلاحات</u> کو بنیاد بنایا گیا ہے – بعد ازاں اس میں مجلس کے لغت کے پہلے ایڈیشن ، انجمن کے لغت برائے <u>معاشیات وبنکاری</u> اور شعبے کے اپنے لغت <u>معاشیات ،تجارت وبنکاری</u> کی اصطلاحات کو بھی شامل کیا گیا ہے – یہ کام مجلس نظرثانی واستناد نے انجام دیا ہے – اگرچہ شعبے نے اعلان کیا تھا کہ وہ مجلس زبان دفتری کے کام ہی کو استعمال میں رکھے گا اور خود کوئی لغت مرتب نہیں کرے گا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ شعبے سے متعلق افراد کو مجلس کا کام تسلی بخش معلوم نہیں ہوا- یہی وجہ ہے کہ اس لغت میں اور مجلس کے لغت میں بنیادی اختلافات نظر آتے ہیں – مثلاً شعبے کے لغت میں Accountant کے لیے "حساب دار" کی بجائے "محاسب" کے لفظ کو ترجیح دی گئی ہے – عام طور پر بھی شعبے کی اصطلاحات میں فارسی ترکیب کی نسبت عربی تصریف زیادہ ملتی ہے –

<u>فرہنگِ اصطلاحات حیاتی کیمیا</u> کو ١٩٨٩ء میں مقتدرہ کے تعاون سے شائع کیا گیا ہے – جامعہ کراچی کے وائس چانسلر ڈاکٹر منظور الدین احمد اس کے "پیش لفظ" میں لکھتے ہیں :[٢٧]

"حیاتی کیمیا کی اصطلاحات کے سلسلے میں کام برسوں پہلے ماہرینِ مضمون اور ماہرین زبان کی نگرانی میں کیا گیا تھا ، لیکن اس پر نظرثانی اور توسیع کی نوعیت عرصہ دراز تک نہ آ سکی تھی۔اس کے بعد شعبے کے قائم مقام ناظم سید علی عارف رضوی مرحوم ومغفور نے اس کام کا بیڑا اٹھایا اور نہ صرف ذخیرۂ اصطلاحات کو وسعت دی بلکہ ان میں بہت اضافے بھی کیے "–

وضع اصطلاحات اور نظرثانی میں تنوع اور آسانی سے کام لیا گیا ہے – مثلاً Absolute کے لیے "مطلق" کے ساتھ "بے آب" ، "ناہیدہ" جیسے مترادفات کا اضافہ کیا گیا ہے – Facial کے لیے "وجہی" کے ساتھ "چہروی" ، Ganglioma کے لیے "عقدی سلعہ" کے ساتھ "عقدی بتوڑی" بھی دیا گیا ہے –

<u>فرہنگ اصطلاحات ارضیات وجغرافیہ</u> بھی ١٩٨٩ء میں مقتدرہ کے تعاون سے شائع ہوئی ہے اسے سید علی عارف رضوی مرحوم نے اپنی بیماری کے باوجود آخری ایام میں مرتب کیا ہے[٢٨] اس میں بھی انھوں نے تنوع سے کام لیا ہے اور ایک سے زیادہ مترادفات دیے ہیں جیسے Accumulation کے لیے "ارتکام" اور "رکمہ" دونوں دیے ہیں – البتہ اسم مصدر اور اسم مجرد میں خاص فرق نہیں کیا اور Alloying جیسے الفاظ کے لیے بھرت بنانا (مصدر) "بھرت کاری" (مجرد) دونوں درج کر دیے ہیں – تاہم

٢٧– سید علی عارف رضوی ، <u>فرہنگ اصطلاحات حیاتی کیمیا</u> ،کراچی (١٩٨٩ء)، پیش لفظ –

٢٨– سید علی عارف رضوی ، <u>فرہنگ اصطلاحات ارضیات وجغرافیہ</u> ، کراچی (١٩٨٩ء)، "پیش لفظ" –

انھوں نے اصطلاحات کو آسان کرنے اور انھیں اردو سے ہم آہنگ کرنے کی طرف توجہ دی ہے ۔ مترادفات دینے کی ایک وجہ یہ بھی ہے چنانچہ " ورقہ دار اور ورقیلا " ، " معدن کار اور معدن ساز " ، " دباؤ اور بار " ، " سبزریت اور ریگِ سبز " اسی بات کا ثبوت ہیں ۔

۲:۲ عملی استعمال اور اصطلاحی اشاریے :

جہاں تک جامعہ کراچی کی وضع کردہ اصطلاحات کا تعلق ہے ، انھیں جامعہ کی مطبوعات میں خاطرخواہ طور پر برتا گیا ہے ۔ ان تصانیف اور تراجم میں بعض اوقات نئی اصطلاحیں بھی وضع ہوئی ہیں ۔ نفسیات کی بنیادیں ، اینگلو امریکا کا خطی جغرافیہ اور پاکستان کے دلچسپ پرندے اس کی عمدہ مثالیں ہیں ۔

اب تک جامعہ کراچی کی پندرہ مطبوعات ہمارے سامنے آئی ہیں جن میں اصطلاحی اشاریے مرتب کیے گئے ہیں (۲۹) مبادیٔ نباتیات ، الجی ، نباتی تشریحات اور تشریح نباتیات میں ہمیں شعبہ کی تیار کردہ اصطلاحات کا استعمال ملتا ہے ۔ " بدرہ " ، " کیپک " ، " زائدہ " ، " التصاق " ، " مجانبی " جیسی اصطلاحیں مخصوص حیدرآبادی اور کراچی کا انداز ظاہر کرتی ہیں ۔ طبی سماجی بہبود میں ٹیکہ انداز (Vaccinator) غیر ساختہ مشاہدہ (Unstructured Observation) اور معاشرہ (Social) جیسے الفاظ مصنفین کی جدت طبع ظاہر کرتے ہیں ۔ تشریحات سمتیہ میں زیادہ تر مفرد لیکن عام فہم الفاظ ملتے ہیں جیسے " اصول ، اضافہ ، اطلاق " وغیرہ ۔

نفسیات کی بنیادیں کا ترجمہ ہلال احمد زبیری نے جہاں شعبے کی وضع کردہ اور حیدرآباد کی پیش کردہ اصطلاحات کو سامنے رکھ کر کیا ہے وہیں بعض نئی اصطلاحات بھی وضع کی ہیں تاہم ان کا انداز بھی مذکورہ رجحانات سے مختلف نہیں مثلاً آثر (Effector) ، احتفاظ (Retention) جزافی (Random) بعض ترجمے قریب المفہوم معلوم نہیں ہوتے مثلاً " انعکاسی عمل " (Reflex action) دراصل " اضطرار " ہے " بازشرط سازی " (Reconditioning) دراصل " تحدیدنو " کا نام ہے ۔ " ایتلاف " (Association) دراصل " تلازم " ہے ۔ اس کتاب میں نفسیات کی کوئی سترہ سو اصطلاحات پر مشتمل اشاریہ مرتب کیا گیا ہے جو ایک مختصر لغت کی حیثیت رکھتا ہے ۔

اینگلو امریکا کا خطی جغرافیہ میں کوئی دو ہزار سے زائد اصطلاحات کا اشاریہ مرتب کیا گیا ہے ۔ جس میں ایسے شہروں کے نام بھی دیے گئے ہیں جن کے انگریزی ہجّے اور تلفظ میں فرق ہے ۔ اصطلاحات سازی میں امتزاجی رجحان ظاہر ہوتا ہے مثلاً " کوئلہ معدن پرت " ، " نالی سازمشین " ، " چرنوزمی " ، " سلفیٹ عملیہ " ، " بہترساز پلانٹ " وغیرہ ۔ اصول نحت سے یہاں خاطر خواہ کام لیا گیا ہے ۔ جیسے مردآب (مردہ + آب) شابیدہ (شا + آبیدہ) ، پیچاب (پیچ + آب) ، نشفراز (نشیب + فراز) ، گھالہ (گھاٹی + آلہ) ، گاہکل (گاہ + کمل) ، پسماندھات (پسماندہ + کچ دھات) چرخاب ، میزاب وغیرہ ۔

تعارف اخلاقیات مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے شائع ہوئی ہے ۔ اس کے آخر میں انگریزی اردو اور اردو انگریزی اشاریے شامل کیے گئے ہیں ۔ ان میں مفرد اصطلاحات نسبتاً زیادہ ہیں ۔ تاہم مفرد اور مرکب اصطلاحات میں عربی اور فارسی سے استفادے کا رجحان ہی سامنے آتا ہے ۔ سادہ اردو ، مقامی اور ہندی الفاظ مفقود ہیں ۔

۲۹۔ بحوالہ :

۱۔ عبدالرشید مہاجر ، مبادیٔ نباتیات ، کراچی (۱۹۶۲ء) ۔
۲۔ روسو ، معاہدہ عمرانی یا اصول قانون سیاسی ، ترجمہ ، محمود حسین ، کراچی (۱۹۶۳ء) ۔
۳۔ حسن الدین احمد ، تشریحات سمتیہ ، کراچی (۱۹۶۷ء) ۔
۴۔ سید معین الدین ، الجی ، کراچی (ستمبر ۱۹۶۸ء) ۔
۵۔ گیریگس بورنگ ، لانگ فیلڈ اور پورٹرولڈ ، نفسیات کی بنیادیں ، ترجمہ : ہلال احمد زبیری ، کراچی (۶۹ء) ۔
۶۔ اجمل احمد ، امجد علی جعفری ، طبی سماجی بہبود ، کراچی (جولائی ۱۹۶۹ء) ۔
۷۔ عبدالرشید مہاجر ، نباتی تشریحات ، کراچی (اکتوبر ۱۹۶۹ء) ۔
۸۔ لیتھوین ایسو ، تشریح نباتیات ، کراچی (۱۹۷۱ء) ۔
۹۔ لنگڈن وہائٹ ، فرسکیو ، میک نائٹ ، اینگلو امریکا کا خطی جغرافیہ ، کراچی (۱۹۷۲ء) ۔
۱۰۔ جے آرہکس ، قدر اور سرمایہ ، کراچی ، (۱۹۷۵ء) ۔
۱۱۔ ای ایچ کار ، بین الاقوامی تعلقات ، ترجمہ : م ، احسان ، کراچی (۱۹۸۱ء) ۔
۱۲۔ ولیم للی ، تعارف اخلاقیات ، ترجمہ : سید محمد احمد سعید ، کراچی (۱۹۸۲ء) ۔
۱۳۔ میکیاویلی ، بادشاہ ، ترجمہ : محمود حسین ، کراچی (۱۹۸۵ء) ۔
۱۴۔ ذکیہ خانم ومنظور احمد ، پاکستان کے دلچسپ پرندے ، کراچی (۱۹۸۷ء) ۔
۱۵۔ ڈاکٹر ارشاد احمد خان آفریدی ، ڈاکٹر سید مشتاق اسماعیل ، آہنی دھات کاری اور پاکستانی لوہا ، کراچی (۱۹۸۷ء) ۔

پاکستان کے دلچسپ پرندے مرتبہ: ذکیہ خانم و منظور احمد اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہے کہ اس میں حیوانیات میں نئی اسمیہ اصطلاحات وضع کی گئی ہیں۔ چند آخر میں بطور ضمیمہ بھی مرتب کی گئی ہیں لیکن کتاب کے اندر بھی متعدد ایسے ناموں کے انگریزی اردو مترادفات شامل کیے گئے ہیں۔ بیشتر نام وضع ہوئے ہیں۔ جیسے " حلقے دار چھوٹا اُلّو "، "سائبیریائی سفید گلاپھنکی "، "سیاہ پشت طویل دم ممولا "، " طویل ٹانگ باز "، " ہمالیائی داڑھی دار گدھ "۔ اصطلاحات سازی کے اس عمل میں مرتبین نے (الف) ہندوستان کی مختلف زبانوں سے نام لے کر جیسے پھٹکیاں، ممولے، چہے، طوطیاں، پدے، ہدہد وغیرہ اور (ب) ان کے شناختی الفاظ کا اضافہ کر کے مثلاً " ہنسنے والی طوطیاں "، " کوہی ابابیلیں " "خلیجی چہے " وغیرہ۔ اور (ج) خالصتاً پرندوں کی شکلوں اور فعلوں کی بنا پر نام وضع کیے جیسے " مکھی گیر "، "مگس خور"، "لشورے "، " سینگ چونچ " وغیرہ اس کے ساتھ ساتھ (د) عربی فارسی سے نام اخذ کر کے شامل کیے گئے جیسے "عداف"، "کبیر المنقار" وغیرہ۔ مرتبین لکھتے ہیں :[۲۰]

"اس غرض سے دو اصول اپنائے گئے ہیں پہلا اصول تو یہ تھا کہ پرندوں کے تمام بڑے گروہوں کے حتی المقدور وہ نام استعمال کیے جائیں جو ہندوستان میں رائج مختلف زبانوں سے مستعار لے کر اور بولنے والے طبقے میں عام فہم ہیں ....
دوسرا اصول انواع یا ذیلی انواع کے نام رکھتے ہوئے اپنایا گیا۔ اگرچہ ان میں بعض طویل ہیں جیسے " بڑا طویل دم ممولا "، " بڑا زاغی طویل دم ممولا "۔"

اگرچہ اصطلاحات کے لیے بہت حد تک قاموس الاصطلاحات اور مولوی عبدالحق کی لغت پر انحصار کیا گیا ہے تاہم اصطلاحات سازی کی اس کوشش کو ہم سادہ اور عام فہم اصطلاحات کی طرف ایک اہم قدم قرار دے سکتے ہیں جو شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ جامعہ کراچی کے عام رجحان " عربی فارسی " سے ذرا ہٹ کر ہے۔

آہنی دھات کاری اور پاکستانی لوہ کچدھات کا صنعتی استعمال میں شعبے کے ان دونوں رجحانات (عربی فارسی اور مقامی عام فہم الفاظ سے استفادہ) کا امتزاج ملتا ہے مثلاً "ہتھوڑی چکیاں"، "ٹھوس بھرن"، "کھتہ"، "چھلنی"، "بھراٹی کڑچھا" ہمیں عام فہم دکھائی دیتے ہیں۔ "بھرتیانا، کلسیانا، جستانا" وغیرہ ایسے ہی الفاظ سے مصادر بنانے کی کوشش ہیں۔ "ماتواتی شکنجہ، بلندگیر مینار، کثافتی جداگر، بخاراتی دمامہ" دونوں رجحانات کا آمیزہ ہیں۔ کہیں کہیں " احتراق"، "برقیرہ "، "بدل گریالت" " تحویلی عامل " جیسے عربی فارسی سے استفادے کا رجحان بھی نظر آتا ہے۔ لیکن زیادہ تعداد عام فہم اور مستعمل اصطلاحات و الفاظ کی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ جامعہ کراچی میں بھی اب اصطلاحات سازی کا رجحان عام فہم، مقامی اور سادہ اردو کی طرف ہو چکا ہے۔ اگرچہ ان کے اپنے اصول بھی عملاً مستعمل ہوتے ہیں۔

۲۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، لاہور

لاہور میں اصطلاحات سازی کا دوسرا بڑا ادارہ جس کے شائع کردہ کاموں نے آئندہ کی اصطلاحات سازی پر خاصا اثر ڈالا، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ہے، جو ایک خود مختار انجمن کی حیثیت سے کام کرتی رہی ہے۔ اس ادارے کی ۲۵ سالہ روداد کارکردگی سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ اس کے قیام سے قبل جامعہ پنجاب میں اردو اکیڈمی کے قیام کی تجویزیں شروع ہو چکی تھیں لیکن ڈاکٹر بشیر احمد وائس چانسلر جامعہ پنجاب نے اردو اکیڈمی یونیورسٹی سے باہر قائم کی۔ ۲۹ دسمبر ۱۹۵۵ء کو اس کا باقاعدہ افتتاح ہوا۔ اس موقع پر ڈاکٹر صاحب نے اکیڈمی کے حسب ذیل مقاصد بیان کیے :[۲۱]

۱۔ اردو میں اعلیٰ درجے کی سائنسی کتابوں کی تصنیف و تالیف۔
۲۔ عوام تک سائنس پہنچانا اور انہیں ذہنی طور پر سائنس سے وابستہ کرنا۔
۳۔ اردو ادب کے سرمائے میں اضافہ کرنا اور اسے زندگی کے تمام شعبوں میں ذریعۂ اظہار بنانا خصوصاً تعلیم، تجارت اور انتظامی امور کے شعبوں میں۔

اگرچہ بعد میں دیگر مقاصد مثلاً ذریعۂ تعلیم، دفتری زبان وغیرہ کی مہم بھی شامل کیے گئے لیکن اردو میں سائنسی کتابوں کی تصنیف و تالیف کے ضمن میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کی طرف سے کم از کم تین ایسے اصطلاحی مجموعے شائع ہوئے، جن کو آج بھی اہمیت حاصل ہے۔

اکیڈمی کے قیام کے دو برس بعد ڈاکٹر بشیر احمد کا انتقال ہو گیا تو ان کی جگہ ڈاکٹر رفیع الدین صدیقی اکیڈمی کے ڈائریکٹر بنے۔ جنرل سکرٹری ڈاکٹر سید عبداللہ تھے۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کی وفات کے بعد ڈاکٹر وحید قریشی اس کے جنرل سکرٹری ہیں۔ ۱۹۶۰ء سے حکومت نے بھی اس ادارے کو مالی امداد دینا شروع کی۔

۲۰۔ ذکیہ خانم، منظور احمد، پاکستان کے دلچسپ پرندے، کراچی (۱۹۸۷ء) ، " تعارف " ص ص: ۵-۶۔

۲۱۔ ایوب صابر، پاکستان میں اردو کے ترقیاتی ادارے، ص: ۲۶۔

۳:۱ "قاموس الاصطلاحات" :

اصطلاحات سازی میں اردو اکیڈمی کا سب سے بڑا کارنامہ قاموس الاصطلاحات کی اشاعت ہے۔ اسے اسلامیہ کالج پشاور کے صدر شعبہ طبیعیات پروفیسر شیخ منہاج الدین نے بیس سال کی کوششوں سے مرتب کیا۔ وہ پشاور یونیورسٹی کے رجسٹرار بھی تھے۔ اس میں کم وبیش ساٹھ ہزار انگریزی اصطلاحات کے اردو تراجم مہیا کیے گئے ہیں۔ اردو اکیڈمی نے اس کا پہلا ایڈیشن اکتوبر ۱۹۶۵ء میں اور دوسرا ایڈیشن جون ۱۹۸۲ء میں شائع کیا۔ مرتب کے فرزند شیخ منیر الدین صاحب نے اس کے دیباچے میں ان کی محنت کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھا :[۲۲]

"شیخ منہاج الدین صاحب نے اردو مترادف اصطلاحات کی تلاش کا کام ۱۹۲۵ء میں شروع کیا۔ جب انھوں نے اردو میں اپنی کتاب " نظریہ اضافیت " لکھی۔ اس ضمن میں اصطلاحات بھی جمع کی گئیں۔ ۱۹۲۹ء میں اسلامیہ کالج پشاور سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد انھوں نے ایک اصطلاحی لغت مرتب کرنے کا آغاز کیا۔ ۱۹۵۰ء میں وہ پشاور یونیورسٹی کے رجسٹرار مقرر ہوئے تو کام سست ہو گیا اور ۱۹۵۵ء میں یونیورسٹی سے ریٹائرڈ ہونے کے بعد انھوں نے اس کام کو پھر سے کرنا شروع کر دیا۔ چیمبر کی تکنیکی ڈکشنری، انگریزی، عربی، فارسی اور اردو ڈکشنریوں کے مطالعے سے اس لغت کو مرتب کرنے میں خاصی مدد ملی۔ اس کام کے لیے انھوں نے بیس سال صرف کیے (بارہ جزوقتی اور آٹھ ہمہ وقتی)۔ ۱۹۵۵ء سے ان کی وفات ۲۲ اپریل ۱۹۶۲ء تک انھوں نے روزانہ آٹھ دس گھنٹے اس کام پر صرف کیے اور کئی اردو مترادفات خود بھی وضع کیے"

کتابیات سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتب نے اردو کے سابقہ اصطلاحی ذخیروں میں سے انجمن ترقیٔ اردو کی فرہنگ اصطلاحات علمیہ کے تمام حصوں، فلکیات، اصطلاحات جغرافیہ اور اصطلاحات بنکاری کو استعمال کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں مجلس زبان دفتری کی لغت اور جامعہ عثمانیہ کی شائع کردہ مصطلحات طب، جامعہ کراچی کے شائع کردہ اصطلاحات فلسفہ اور جریدہ نمبر ۱، ۲ کو بھی پیش نظر رکھا۔ عمومی لغات میں ان کا زیادہ تر انحصار مولوی عبدالحق اور فیلن کے علاوہ فیروز اللغات وغیرہ پر رہا۔ عربی لغات میں سے القاموس العصری، اور المنجد ان کے استعمال میں رہیں۔ عمومی انگریزی اصطلاحی لغات کے لیے انھوں نے پینگوئن کی حیاتیات، نفسیات، سیاسیات، جغرافیہ، فنون، سائنس وغیرہ لغات اصطلاحات کو استعمال کیا۔ مجموعی طور پر چیمبرز تیکنیکی ڈکشنری ان کے سامنے رہی۔

عام طور پر اس لغت میں انھوں نے تشریح الاعضا، فعلیات، فلکیات، نباتیات، حیاتیات، کیمیا، طبیعیات، طب، جغرافیہ، ارضیات، موسمیات، ریاضی، انجنیری، نفسیات، معاشیات، فلسفہ، منطق، اخلاقیات، دینیات، سیاسیات، الکیمیا اور نجوم جیسے ۹۲ علوم کی اصطلاحیں یک جا کی ہیں۔ ان علوم کے نام عام طور پر انگریزی ہی کے مخففات میں ہیں۔ بنیادی طور پر ایک اصطلاحی مادے کی اصطلاحیں درج کرنے سے پہلے اس اصطلاحی مادے، نیم سابقے یا سابقے کا اندراج بھی کیا گیا ہے اور اس کے معنی بھی درج کیے گئے ہیں۔ انھوں نے ایسے مادوں کو " سابقہ " ہی قرار دیا ہے۔ مرکب اصطلاحوں سے پہلے ان کی ابتدائی مفرد اصطلاح بھی معانی کے ساتھ درج کی گئی ہے۔ بعد ازاں اس کے مرکبات کو پیش کیا گیا ہے ہر اصطلاح کے مختلف علوم کے معانی کو ان علوم کے حوالے ہی سے درج کیا گیا ہے۔ مرتب کی اپنی اختراعی وطباعی کا علم جابجا ہوتا ہے، جس پر فارسی ترکیب کا اثر نمایاں ہے۔ مثلاً "آب بند" اور "کلیم دار" جیسی ترکیبیں اس سے پہلے ہمیں کہیں نہیں ملتیں۔ اس قسم کی مثالیں زیادہ تر نباتاتی اور حیواناتی ناموں کے ترجمے میں ملتی ہیں۔

ڈاکٹر سید عبداللہ اس لغت کی افادیت اور مقام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ اس سے جامع تر کوئی مجموعہ اردو میں موجود نہیں۔ اس میں نظری سائنس، علم الاقتصاد اور بعض دوسرے علوم کی تقریباً سبھی اہم اصطلاحیں آ گئی ہیں۔[۲۳] حقیقت یہ ہے کہ اکثر بنیادی اصطلاحات اس مجموعے میں شامل ہو چکی ہیں اور بعد کے اصطلاحات سازوں اور اداروں نے اس لغت کو بے دریغ استعمال کیا ہے۔ اردو سائنس بورڈ نے اسی لغت کی بنیاد پر فرہنگ اصطلاحات مرتب کی ہے، جس میں بعض دیگر اداروں کی اصطلاحیں بھی شامل کر کے ان کی تعداد کو تقریباً دوگنا کر دیا ہے۔ لیکن بنیادی اصطلاحیں اسی لغت کا حوالہ رکھتی ہیں مقتدرہ قومی زبان کے اکثر لغات میں بھی اسے اہم ماخذ کی حیثیت حاصل رہی ہے۔ جیسے تعلیمی اصطلاحات

۲۲۔ شیخ منہاج الدین، قاموس الاصطلاحات، لاہور (۱۹۸۲ء)، دیباچہ (انگریزی)، ص: ۱۔

۲۳۔ ایضاً، دیباچہ طبع دوم، ص: ۱۔

اصطلاحات فنیات ، اصطلاحات موسیقیات اور انگریزی اردو لغت وغیرہ ۔ تن تنہا ایک فرد نے اتنا بڑا ذخیرہ فراہم کر دیا جو یقیناً بہت بڑے ادارے کا کام تھا ۔ آج یہ ذخیرہ اردو اصطلاحات سازی کے ایک اہم ماخذ کی حیثیت رکھتا ہے ۔ نیز جامعہ عثمانیہ کے مجموعۂ اصطلاحات کے بعد پہلے ضخیم مجموعۂ اصطلاحات کی حیثیت سے ہمارے سامنے ہے ۔

۳:۲ قانونی لغت :

اردو اکیڈمی کا دوسرا بڑا کارنامہ نومبر ۱۹۶۳ء میں قانونی لغت کی اشاعت ہے ، جسے ڈاکٹر تنزیل الرحمان نے مرتب کیا اور ۱۹۸۳ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے تھے [۳۴] ڈاکٹر فیلن ، درگاپرشاد ، ہوتر ، جلیل الرحمان وغیرہ کے قانونی لغات پر اس لغت کو اس لیے برتری حاصل ہے کہ ایک تو وہ لغات مختصر ہیں' ان میں معانی کی کوئی سند نہیں ، نیز قانون کے علاوہ مالگزاری کی اصطلاحات بھی بیان کی گئی ہیں ۔ لیکن اس لغت میں صرف قانونی اصطلاحات اور ان کے جدید مفہوم کو سند کے ساتھ بیان کیا گیا ہے ۔ گویا یہ ایک قسم کا کشاف اصطلاحات ہے۔ اس کا مقابلہ صرف رشید احمد صدیقی کے کشاف قانونی اصطلاحات سے کیا جا سکتا ہے جو حیدر آباد دکن میں مرتب ہوا اور اسے مقتدرہ قومی زبان نے شائع کیا ۔ اس لغت کی ضرورت کا خیال مصنف کو اس وقت آیا جب وہ ۱۹۵۷ء میں قانون دستاویزات قابل بیع و شریٰ کا ترجمہ کر رہے تھے اور جون ۱۹۵۹ء تک انھوں نے اصطلاحات کی جمع آوری کا کام ایک حد تک کر لیا تھا ۔ جولائی ۱۹۵۹ء میں اردو مترادفات لکھنے کا کام شروع ہوا اور ۱۹۶۱ء تک اسے تیار کرلیا۔ اس لغت کی تحریروترتیب میں حیدر آباد دکن کے محمد علی کاظمی صاحب نے ان کے ساتھ خاصا تعاون کیا۔ مولوی عبدالحق صاحب اور جسٹس ایس اے رحمان نے بھی کئی مشورے دیے ۔ نیز مہدی علی صدیقی اور سید اختر حسین جیسے قانون دانوں نے بھی دست تعاون دراز کیا اور خالد اسحاق جیسے وکلا نے بھی اس کا خاصا حصہ دیکھا اور ترامیم کیں [۳۵]

اس لغت میں تقریباً بیس ہزار قانونی اصطلاحات اور فقرات کو جمع کیا گیا ہے ۔ پاکستان ، بھارت اور انگلستان کی عدالتوں کے حوالے بھی بطور سند دیے گئے ہیں ۔ تشریحات میں اصطلاحی مفہوم کی بجائے اس کی وضاحت اور تاریخ بیان کی گئی ہے بعض اوقات مثالیں بھی درج کی گئی ہیں ۔ جہاں کہیں دو یا دو سے زیادہ انگریزی اصطلاحیں ایک ہی مفہوم کو پیش کرتی ہیں ، انھیں بھی یک جا کردیا گیا ہے ، یا ان کا حوالہ دے دیا گیا ہے ۔ بیشتر اصطلاحات کے ساتھ ضمنی اصطلاحات بھی دی گئی ہیں ۔ تقریباً دو اڑھائی سو ایسی اصطلاحات بھی ہیں ۔ انگریزی کے علاوہ رومن ، فرانسیسی اور لاطینی اصطلاحیں بھی دی گئی ہیں اور کہیں کہیں عربی فقہی اصطلاحات بھی نظر آتی ہیں ۔ اصطلاحات سازی میں عربی اور فارسی دونوں سے مدد لی گئی ہے تاہم فارسی ترکیبات کا رجحان زیادہ نظر آتا ہے بلکہ کہیں کہیں اردو ترکیب (لاحقہ " والا " یا اضافتؔ کا، کے، کی" کےحوالے سے) کو استعمال کیا گیا ہے ۔ عموماً ایک سے زیادہ اردو مترادفات جمع کیے گئے ہیں جس سے افادیت میں اضافہ ہوا ہے ۔ ہلال احمد زبیری لکھتے ہیں کہ بعض صورتوں میں انگریزی اصطلاح کے لیے متعدد اردو اصطلاحیں وضع ہوتی ہیں۔ اس قاموس میں بھی یہ صورت حال جا بجا نظر آتی ہے [۳۶] مولوی عبدالحق اس لغت کے بارے میں لکھتے ہیں :[۳۷]

> "میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اردو زبان میں ایسا قانونی لغت موجود نہیں ۔ اگر انجمن کے حالات اچھے ہوتے تو میں اس کو انجمن کی طرف سے چھاپتا "۔

۴:۳ دیگر اصطلاحی خدمات :

اردو اکیڈمی کا تیسرا لغت مقتدرہ قومی زبان کے تعاون سے شائع ہوا ۔ یہ کشاف اصطلاحات کیمیا کے نام سے ۱۹۸۶ء میں شائع ہوا ، جسے ڈاکٹر ایم اے عظیم صدرشعبہ کیمیا ،گورنمنٹ کالج ،لاہور نے مرتب کیا ۔ اس میں کم وبیش تین ہزار انگریزی علمی اصطلاحوں کی اردو تشریحات دی گئی ہیں ۔ مرتب لکھتے ہیں کہ اس کتاب میں علمِ کیمیا میں استعمال ہونے والی انگریزی اصطلاحات کا ترجمہ آسان لفظوں میں کر کے اس کے ساتھ ساتھ ان اصطلاحات کی تشریح بھی کردی گئی ہے تاکہ طلبہ ان کو اچھی طرح ذہن نشین کرسکیں اصطلاحات کے علاوہ کلیات کیمیا ، مختلف مرکبات کی تیاری اور ان کے خواص کی تشریح بھی کر دی گئی ہے [۳۸]

۳۴۔ دوسرا ایڈیشن ۱۹۷۱ء میں اکیڈمی نے اور تیسرا ایڈیشن ۱۹۷۶ء میں فیڈرل لاپبلی کیشنز نے شائع کیے ۔

۳۵۔ جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان ، قانونی لغت ،لاہور (۱۹۸۳ء) ،مقدمہ مولف ، ص ص : ب ،ج ، د ۔

۳۶۔ ہلال احمد زبیری ، "سماجی علوم کاترجمہ: مسائل اور مشکلات " ، روداد سیمینار اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ، اسلام آباد ، ص : ۱۲۵ ۔

۳۷۔ ایضاً ، ص : د، (تاریخ ۲۹مارچ ۱۹۶۱ء)۔

۳۸۔ ایم اے عظیم ، کشاف اصطلاحات کیمیا ، لاہور ، (۱۹۸۶ء) ، دیباچہ ، ص : ۱ ۔

دراصل یہ ایک انسائیکلوپیڈیا ہے ، جس میں اصطلاحات سازی کا عمل بھی کیا گیا ہے لیکن ان میں طویل ترکیبات اور مرکب اصطلاحوں کے ترجمے پر اکتفا کیا گیا ہے مثلاً Glass fibre Material " شیشہ ریشوں کے مادے " جن میں اردو اضافت استعمال کی گئی ہے نیز عموماً امتزاجی ترکیب کو استعمال میں لایا گیا ہے جیسے" نوکلیائی ایندھن" ، " نارمل محلول" ، " لوہا اکسائڈ" وغیرہ ۔

ایسا ہی ایک اردو انسائیکلوپیڈیا طبیعیات بھی سلسلہ نمبر ۲ کے تحت شائع کیا گیا تھا۔ جسے پروفیسر حمید عسکری نے کراسوں کی صورت میں مرتب کرنا شروع کیا ۔ اس کے پہلے تین کراسے ہی شائع ہوئے جو A سے Air thermometer تک تشریحی معلوماتی مضامین کے حامل ہیں انہیں ایک جلد کی صورت دے دی گئی ۔ ضمنی طور پر اصطلاحات سازی کا کام بھی انجام پایا جو عنوان کے علاوہ متن میں بھی انجام دیا گیا ۔ اس میں امتزاجی انداز پایا جاتا ہے ۔ مثلاً ڈسچارج ، ہائیڈروجن منفی پلیٹ لیڈ سلفیٹ ، مثبت پلیٹ وغیرہ ہے(۴۹)

جہاں تک اکیڈمی کی مطبوعات میں موجود اصطلاحی اشاریوں کا تعلق ہے ، ان میں سے بیشتر اصطلاحات سازی کے ضمن میں قابل توجہ ہیں ۔ مثلاً سماجی علوم میں ڈاکٹر سی اے قادر کی اخلاقیات (۱۹۸۲ء) نفسیات (۱۹۶۵ء) ،صنعتی نفسیات (۱۹۷۳ء) ، نموئی نفسیات (۱۹۷۲ء) ، عسکری نفسیات (۱۹۷۵ء) ، معاشی نظریے (۱۹۷۶ء) اور معاشرتی نفسیات (۱۹۸۱ء) میں دی گئی اصطلاحات میں اصطلاحاتِ نفسیات مطبوعہ ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب کا پرتو نظر آتا ہے ۔ یہی صورت پروفیسر وہاب اختر عزیز کی کتابوں حیوانیات (مارچ ۱۹۶۵ء) ، نباتیات (۱۹۶۸ء) ،آسان حیوانیات (۱۹۷۱ء) ، نباتاتی فعلیات (۱۹۷۲ء) اور اکرام بٹ کی مبادی نباتیات (۱۹۶۳ء) میں نظر آتی ہے ۔ سائنسی تکنیکی علوم میں اردو اکیڈمی کی مطبوعات نظام شمسی (۱۹۶۷ء) ، سائنسی موضوعات پر مضامین ، مسعود بٹ کی جوہری توانائی (۱۹۶۷ء) ، لیفٹننٹ کرنل اعجاز احمد کی الیکٹرانکس کے بنیادی اصول (۱۹۷۰ء) ، عبداللہ جان کی آبپاشی (۱۹۷۱ء) میں ہمیں قاموس اصطلاحات اور جامعہ پنجاب کے لغات کا استعمال زیادہ نظر آتا ہے ۔ اس لحاظ سے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں اردو اکیڈمی نے اصطلاحی مجموعوں کے ذریعے دیگر اداروں کی رہنمائی کی ہے وہیں اس کے اصطلاحی اشاریوں میں دیگر اداروں کا پرتو بھی دکھائی دیتا ہے ۔

۲ ۔ جامعہ پنجاب کی اصطلاحی خدمات

جامعہ پنجاب کو اصطلاحات سازی کے لیے جامعہ کراچی کے بعد دوسرے نمبر پر اہمیت حاصل ہے ۔ تاہم اس کے کام مجلس زبان دفتری اور مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کے بعد منظر عام پر آئے ۔ اس کا عملی آغاز ۱۹۵۰ء ہی اورینٹل کالج لاہور میں انجمن اردو پنجاب یونیورسٹی کے حوالے سے ہمیں ملتا ہے(۵۰) لیکن باقاعدہ آغاز ۱۹۶۲ء میں ادارہ تالیف وترجمہ کے قیام سے ہوا ہے(۵۱) تاہم اس کا پہلا لغت کہیں ۱۹۶۶ء میں منظر عام پر آ سکا ۔

انجمنِ اردو کے مقاصد میں اصطلاحات سازی شامل تھی ۔ چنانچہ اس نے بہت سی فہرستیں مرتب کر لیں ، فنون لطیفہ اور جمالیات کی اصطلاحوں کو سب سے پہلے لیا گیا ۔ موسمیات کی اصطلاحات پر مقالہ بھی اسی انجمن کے اجلاس میں سبط نبی نقوی ڈائریکٹر محکمہ موسمیات نے پڑھا ۔ تاہم ڈاکٹر ابواللیث صدیقی نے فنونِ لطیفہ سے متعلق چند اصطلاحات پر ترجمے اورینٹل کالج میگزین کے چند شماروں میں شائع کرا چکے تھے(۵۲) اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جامعہ پنجاب میں اصطلاحات سازی کا آغاز اورینٹل کالج سے ہوا۔

۲:۱ ادارہ تالیف و ترجمہ کا قیام :

اس ادارے کے محرک پروفیسر حمید احمد خاں تھے ۔ اس وقت وہ اسلامیہ کالج کے پرنسپل تھے ۔ انھوں نے ۱۵ دسمبر ۱۹۶۱ء کو وائس چانسلر کو اردو ذریعہ تعلیم اپنانے کے لیے کوئی موثر قدم اٹھانے کے لیے خط لکھا ۔ چنانچہ ان کی تجویز پر پروفیسر حمید احمد خاں وائس چانسلر نے ۱۲ فروری ۱۹۶۲ء کو پنجاب یونیورسٹی سنڈیکیٹ میں اس کی تحریک پیش کی اور یہ ادارہ اکتوبر ۱۹۶۲ء میں وجود میں آیا ہے(۵۳)

۴۹۔ حمید عسکری ، اردو انسائیکلوپیڈیا طبیعیات ، لاہور (سلسلہ نمبر ۲) ، ص ص : ۱۱۲، ۱۱۵ ۔

۵۰۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، " چند اصطلاحات کے ترجمے " ، اورینٹل کالج میگزین ،لاہور ، اگست ۱۹۵۱ء ، ص : ۷۰ ۔

۵۱۔ ایوب صابر ، پاکستان میں اردو کے ترقیاتی ادارے ، ص : ۳۲ ۔

۵۲۔ ڈاکٹر ابواللیث صدیقی ، محولہ بالا ، ص ص : ۷۰، ۷۱ (مزید دیکھیے ساتویں باب میں فنون لطیفہ کے حوالے سے جائزہ)۔

۵۳۔ اصطلاحاتِ معاشیات ، لاہور (۱۹۶۶ء) ، " پیش لفظ " ص ص : الف ، ب ۔

اس ادارے کا نام Urdu Development Board رکھا گیا ۔ اس مجلس کے صدر نشین ایس اے رحمان ، کنوینر پروفیسر حمید احمد خان مقرر ہوئے ۔ ان کے علاوہ مجلس کے ارکان میں چھ نامور صاحبان علم میاں بشیر احمد ، ڈاکٹر سید عبداللہ ، مولانا غلام رسول مہر ، مولانا صلاح الدین احمد ، ڈاکٹر نیاز احمد ، ڈاکٹر نذیر احمد شامل کیے گئے ۔ جو آگے چل کر چودہ ہو گئے ۔ پروفیسر حمید احمد خان ناظم مقرر ہوئے ، ارکان کی تعداد آگے چل کر چودہ ہو گئی ان میں ڈاکٹر سید عبداللہ ، پروفیسر محمود احمد خان اور پروفیسر سید وقار عظیم مستقل ارکان تھے باقی پروفیسر ایم ایم شریف ، ڈاکٹر رفیق احمد خان ، سید امتیاز علی تاج ، سید شمشاد وحید، ڈاکٹر قاضی سعید الدین احمد اور ڈاکٹر غلام یاسین نیازی وغیرہ تھے (۵۴)

سید ضیا احمد رضوی لکھتے ہیں کہ ادارے نے پہلے سائنسی اصطلاحات پر کام شروع کیا لیکن یہ اطلاع ملنے پر کہ یہ کام مرکزی اردو بورڈ کر رہا ہے' انھوں نے اپنا دائرہ کار معاشرتی علوم تک محدود کر لیا ۔

ادارے کا پہلا لغت اصطلاحات معاشیات کے نام پر ۸ ہزار اصطلاحات پر مبنی ۱۹۶۶ء میں شائع ہوا ۔ دوسرے مرحلے پر سیاسیات کی اصطلاحات سازی کا کام شروع ہوا ۔ دو برس بعد ساڑھے بارہ ہزار اصطلاحات پر مبنی اصطلاحات سیاسیات کا استناد ہوا ۔ اس کے بعد چار برس میں اصطلاحات نفسیات اور اطلاقی نفسیات کے نام سے ۸۹۲۸ اصطلاحات وضع کی گئیں ۔ اصطلاح سازی کے متفرق کام بعض کتابوں کے لیے بھی کیے گئے مثلاً کپڑے اور بافتنی اشیا ، (۲۰۷)، غذا اور غذائیت (۷۶۸)، اور پرورش اطفال (۱۲۹۸) جیسی کتابوں کے لیے مرکزی اردو بورڈ کی اعانت کی گئی ۔ ڈاکٹر نذیر احمد کی کتاب حیوانیات (حصہ اول کے لیے ۲۷۲) اور محمد حنیف خان کی شماریات (حصہ اول ودوم کے لیے)کے لیے اصطلاحات وضع کی گئیں ۔ ان کے علاوہ منطق کی ۹۵۸ اصطلاحات پر کام ہوا جو شائع نہ ہو سکیں (۵۵)

یکم جنوری ۱۹۷۱ء سے سید وقار عظیم کے بعد ڈاکٹر سید عبداللہ اس ادارے کے ناظم مقرر ہوئے ۔ انھوں نے اصطلاحات سازی کی بجائے براہ راست کتب لکھوانے کا سلسلہ شروع کیا ۔ جس کے ضمنی نتیجے میں اصطلاحاتی اشاریے وجود میں آئے مثلاً فولاد سازی ، سوئی گیس اور اس کا مصرف ، نظریہ گروپ اضافیت کا نظریہ خصوصی ، ہم ربطی کیمیا ، لسونت مادے وغیرہ ۔ تاہم ان کے دور میں قاموس نباتیات ، اصطلاحات کیمیا اور اصطلاحات طبیعیات شائع ہوئیں ۔ ۱۹۸۶ ء میں ادارے کی نگرانی سید امجد الطاف کے سپرد ہوئی اور ۲۵ فروری ۱۹۸۷ء سے ڈاکٹر سہیل احمد خان کو اس کا ناظم مقرر کیا گیا ۔

۲:۲ ادارہ تالیف و ترجمہ کی خدمات :

اصطلاحات سازی کے میدان میں ادارہ تالیف و ترجمہ نے سات لغات اور تقریباً تیس کتب (اصطلاحی اشاریوں) کی صورت میں خدمات انجام دیں ۔ جن میں سے کچھ کا اوپر ذکر ہو چکا ہے ۔ منطق وغیرہ کی اصطلاحات شائع نہ ہو سکیں ۔ تاہم ۱۹۶۶ء سے ۱۹۷۵ء تک اس ادارے نے مندرجہ بالا خاطر خواہ خدمات انجام دیں ۔ چونکہ اس دور میں ڈاکٹر سید عبداللہ اس ادارے میں موجود تھے ، اس لیے لامحالہ اس پر ان کے نظریات اور مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کی چھاپ نظر آتی ہے ۔

اصطلاحات معاشیات ستمبر ۱۹۶۶ء میں شائع ہوئی ۔ چھ افراد کی مجلس استناد مقرر ہوئی کچھ عرصہ بعد پروفیسر محمود احمد خان ، ڈاکٹر سید عبداللہ ، سید وقار عظیم اور بعدازاں پروفیسر عبدالشکور احسن پر مشتمل مجلس استناد نے کام کیا (۵۶) دیگر ارکان مجلس استناد میں ڈاکٹر ایس ایم اختر (صدر شعبہ معاشیات) اور جناب عبدالحمید صدیقی (ماہر مضمون) شامل ہوئے ۔ اس مجلس نے ۸۹ نشستوں میں دفتر کی مرتب کردہ بارہ ہزار اصطلاحات میں سے ۷۸۲۱ کو مستند قرار دیا جو کتابی صورت میں شائع کر دی گئی ۔ استناد کے وقت جامعہ عثمانیہ اور جامعہ کراچی کے کام کو بھی پیش نظر رکھا گیا اور معاشیات کے اساتذہ کی تصانیف کو بھی ۔ اس ضمن میں سید وقار عظیم لغت کے دیباچے میں لکھتے ہیں :(۵۷)

"مجلس استناد کی یہ کوشش رہی ہے کہ اردو کی اصطلاح محض انگریزی کی اصطلاح کا ترجمہ ہونے کی بجائے ایک طرف تو اس علمی مفہوم کو واضح کر سکے جو اس اصطلاح کے ساتھ وابستہ ہے اور دوسری طرف اردو کے مزاج سے ہم آہنگ ہو "۔

تاہم ان کے نزدیک ان کی صحت اور افادیت کی کسوٹی تجربہ ہے ان اصطلاحات کے مطالعے سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ان میں عربیت سے زیادہ فارسیت پر انحصار کیا گیا ہے اور سابقہ ذخیرے میں

۵۴- ایضاً ، ص ص : الف ، ب ۔

۵۵- ڈاکٹر سہیل احمد خان (ناظم ادارہ) نے اپنے ایک خط میں راقم کو بتایا کہ منطق پر تھوڑا سا کام ہوا تھا جو اب موجود نہیں ہے ۔

۵۶- اصطلاحات معاشیات ، "پیش لفظ" ، ص : ج ۔

۵۷- ایضاً ، ص : د ۔

سے " ہنڈی ، عندالطلب ، مرافعہ ، تسکیک، زرگیری ، مدیون، انفکاک " جیسے الفاظ ہی شامل کیے گئے ہیں — البتہ " تنقیح" (Audit) کی بجائے "محاسبہ " اور "محاسب" (Accountant) کی بجائے " حساب دار" کی اصطلاحیں استعمال کر کے حیدرآباد اور کراچی کے رجحانات سے قدرے اختلاف کیا گیا اور یوں اصطلاحات کو " آسان " بنانے کی ایک شعوری کوشش سامنے آئی ہے —

اصطلاحاتِ سیاسیات (۱۹۶۸ء) اگرچہ مرکزی اردو بورڈ کی طرف سے شائع ہوئی لیکن اس کا ذکر ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب ہی کے نام سے کرنا مناسب ہے — دراصل اس شعبے نے یہ اصطلاحات مرتب کر کے شائع کرنے کے لیے بورڈ کے حوالے کر دی تھیں — سید وقار عظیم کی نگرانی میں پروفیسر محمود احمد خان ، ڈاکٹر عبدالحمید ، ڈاکٹر منیر الدین چغتائی اور عبدالشکور احسن پر مشتمل مجلس استناد نے ۱۶۹ نشستوں میں اس کی بارہ ہزار اصطلاحوں کا استناد کیا — پروفیسر حمید احمد خاں ، ڈاکٹر سید عبداللہ اور ڈاکٹر محمد بشیر سے بھی مشورہ کیا گیا اور جامعۂ عثمانیہ ، جامعۂ کراچی کے کاموں کو بھی پیش نظر رکھا گیا [58] —

اصطلاحاتِ نفسیات (جون ۱۹۷۱ء) اور اصطلاحاتِ اطلاقی نفسیات (جون ۱۹۷۲ء) دراصل ایک ہی کوشش ہے جو دو حصوں میں یکے بعد دیگرے اشاعت پذیر ہوئی — ان کے ماہرین میں ڈاکٹر محمد اجمل ، پروفیسر ڈاکٹر غلام جیلانی اور پروفیسر چودھری عبدالقادر (سی اے قادر) شامل تھے — البتہ اطلاقی نفسیات میں پروفیسر محمد سعید شیخ کو شامل کیا گیا تھا —* اصطلاحاتِ نفسیات کی مجلس نے ۱۷ جون ۱۹۶۶ء سے ۲ اکتوبر ۱۹۶۸ء تک ۲۸۵ نشستوں میں نفسیات کی ایک سے زیادہ کتب سامنے رکھ کر متبادلات تجویز کیے — اس دوران میں اطلاقی نفسیات کی اصطلاحوں کے متبادلات بھی تجویز کر دیے گئے — ڈاکٹر سید عبداللہ نے خاص طور پر اصطلاحات پر اعراب لگوائے تاکہ انھیں پڑھنے میں دقت نہ ہو [59] —

اصطلاحاتِ اطلاقی نفسیات میں پہلی کتاب کی بعض اصطلاحات حذف کرنے کی کوشش کی گئی تھی تاکہ تکرار نہ ہو — پھر بھی بعض اصطلاحات دونوں میں ملتی ہیں — اس کی حکمت یہ بیان کی گئی ہے کہ ان کا استعمال نفسیات کی دونوں شاخوں میں یکساں طور سے ہوتا ہے [60] —

دونوں کتابوں میں ہمیں عربیت اور فارسیت کا یکساں رجحان نظر آتا ہے — تاہم بعض اسم اور متعلقاتِ فعل میں اردو متعلقات ، حروفِ ربط اور اضافتیں شامل کی گئی ہیں جیسے " حسی طور پر" ، "شہوانی طور پر " ، " فقرے وار زبان " ، " جملے کی لمبائی " ، " شکل اور زمین کی علیحدگی " ، " جوابی عمل کا اخفا" وغیرہ — فارسی ، عربی اضافتیں بھی ہیں جو کہیں کہیں بلاوجہ دے دی گئی ہیں جیسے " سوالنامۂ افشائے ذات " ، " توافق بالذات " ، " علم الاساطیر " وغیرہ — طویل اصطلاحی ترکیب سازی کا رجحان عام ملتا ہے — جیسے " مجموعۂ علامات بعد ارتجاج " (Postconcussion Syndrome) ، " گٹھیا نما التہاب مفصل " (Pheumatoid arthritis) " فاترالذہن مبتلائے کمتری " (Psychopathic inferior) " عدالت قضایائے خانگی " (Domestic Court) وغیرہ —

قاموس نباتیات (جون ۱۹۷۷ء) پروفیسر وہاب اختر عزیز کی مرتب کردہ ہے جس میں دو ہزار کے قریب اصطلاحات ہیں — اسے ہم کشافِ اصطلاحات کی ذیل میں شمار کر سکتے ہیں کیونکہ " اس میں مغربی اصطلاحات کے اردو مترادفات کے علاوہ ان کے مفاہیم بھی صراحت سے بیان کیے گئے ہیں " [61] لیکن اکثر مترادفات بھی محض اردو مفہوم کا اظہار کرتے ہوئے ملتے ہیں جیسے Abiogenesis کا ترجمہ " خود رَونسل " کیا گیا ہے — کہیں کہیں اصطلاحات بعینہٖ لے لی گئی ہیں جیسے Cyanophyceae " سیانوفائیسی " Dead-nettle " ڈیڈنیٹل " ، Decurrent " ڈیکرنٹ " وغیرہ — جبکہ ان میں سے بیشتر کے اردو مترادفات مل سکتے تھے یا وضع ہو سکتے تھے جیسے Parchment , Temperature ,Sperm, Order وغیرہ — لیکن انھیں اردو میں آرڈر ، سپرم ، ٹمپریچر اور پارچمنٹ ہی لکھا گیا ہے — دراصل اس کتاب میں اصطلاحات سازی کی کوشش نہیں کی گئی جو اردو مترادفات بآسانی مل گئے انھیں لے لیا گیا اور باقی محض اردو رسم الخط میں لکھ دیے گئے —

سائنسی لغات کے سلسلے کی پہلی کڑی اصطلاحاتِ کیمیا (جون ۱۹۸۵ء) ہے جسے ادارے کے سینئیر ریسرچ افسر سید ضیا احمد رضوی نے مرتب کیا ہے — اس کے ساتھ ہی انھوں نے وضع اصطلاحات کے اصول و ضوابط پر مشتمل ایک مختصر سا دیباچہ بھی شامل کیا گیا ہے — اس مجموعے میں علم کیمیا کی تقریباً پانچ ہزار اصطلاحات کے اردو مترادفات دیے گئے ہیں — اپنے مضمون میں رضوی صاحب نے زیادہ تر

۵۸— ادارہ تالیف و ترجمہ ، جامعہ پنجاب ، اصطلاحات سیاسیات ، لاہور (۱۹۶۸ء) ، پیش لفظ ، ص : ۲ —

۵۹— اصطلاحات نفسیات ، لاہور (۱۹۷۱ء) ، " پیش لفظ" ، ص : د —

۶۰— اصطلاحات اطلاقی نفسیات ، لاہور (۱۹۷۲ء) ، " پیش لفظ " ، ص : الف —

۶۱— وہاب اختر عزیز ، قاموس نباتیات ، لاہور (۱۹۷۷ء) ، "پیش لفظ " از ڈاکٹر سید عبداللہ —

وحید الدین سلیم کی "وضع اصطلاحات" کا خلاصہ پیش کیا ہے - مختلف گروہوں کے نقطہ ہائے نظر ، زبانوں کے خاندانوں کا ذکر ، مشترک اصول "فرہنگ آصفیہ" کا تجزیہ ، مفرد ، مرکب اصطلاحوں کے اصول ، نیم لاحقوں اورنیم سابقوں کا ذکر ، مرکبات کی قسمیں ، اصول نحت کا ذکر یہ سب کچھ مولوی صاحب کے ہاں موجود ہے جس کا جائزہ ہم دوسرے باب میں لے چکے ہیں - لیکن پورے مضمون میں جامعہ پنجاب کے اصولوں یا اس کتاب میں استعمال کیے گئے اصولوں کا کوئی تذکرہ نہیں ملتا [۶۲] ہمیں جو بنیادی اصول کار فرما نظر آتا ہے اس میں سرفہرست " مترادفات کا ذخیرہ " ہے یعنی اب تک جو مترادفات وضع ہوئے ، ان سب کو یا ان میں سے بیشتر کو جمع کر دیا گیا ہے - جیسے Abration کے لیے چار مترادفات ، "خراش ، حک ، گھساؤ ، خراشیدگی " ، Absorbents کے لیے تین مترادفات " جاذب ، جاذب چیزیں، عروق جاذبہ Alkaloid کے لیے " قلیاسا ، قلیا ، قلیانا " Alpha rays کے لیے " عہ شعاعیں، الفا شعاعیں " ، Maltose کے لیے " مالٹ شکر، قند شعیر ،شکر شعیر ، مالٹوس " ، Still کے لیے " اچل ، کھڑا ، انبیق ، القکشید" Partial کے لیے " جزئی ، جزوی ، ادھورا" Isotonic کے لیے " ہم ولوج ، ہم طناب ، ہم سرایت " وغیرہ - اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مرتب نے جامعہ عثمانیہ ، انجمن ترقیءاردو ، جامعہ کراچی اور پروفیسر منہاج الدین کے وضعی الفاظ کو یک جا کر دیا ہے - جیسے Explosive کے لیے " دھماکو ، انفجاری ، شعلہ گیر" ان ماخذوں کو ظاہر کرتے ہیں - اس لحاظ سے اس کتاب کو ہم اصطلاحات سازی سے زیادہ اصطلاحات نگاری کی ذیل میں شامل کر سکتے ہیں - تقابلی جائزہ آخری باب میں ملاحظہ کیا جا سکتا ہے -

اصطلاحات طبیعیات (۱۹۸۶ء) بھی اسی قبیل کا لغت ہے اسے بھی کسی مجلس استناد نے معیار بندی کے عمل سے نہیں گزارا - اس میں کم بیش دس ہزار اصطلاحات ہیں، جن میں سے بعض ریاضی ،فلکیات ارضیات اور کیمیا کی اصطلاحیں ہیں [۶۳] اگرچہ دیباچہ میں مرتب نے اصول بیان کرنے کی کوشش کی ہے - جو دراصل اصطلاحات کیمیا کے پیش لفظ ہی کا خلاصہ ہیں - تاہم ان کے مرتب کردہ لغات کو اصطلاحات نگاری کے حوالے سے ایک ذخیرے کی حیثیت حاصل ہے ، جسے بنیاد بنا کر معیار بند اصطلاحات سازی کی سمت پیش رفت کی جا سکتی ہے -

جہاں تک ادارے کی دیگر اصطلاحی خدمات کا تعلق ہے ان میں دو کتابوں پرورش اطفال (۱۹۷۸ء) اور غذا اور غذائیت (۱۹۸۳ء) کے لیے اصطلاحات سازی زیادہ اہم ہیں - دونوں کتابیں مرکزی اردو بورڈ لاہور نے شائع کیں - پرورش اطفال میں ہمیں عربی ترکیب کا رجحان قدرے کم ملتا ہے بلکہ عربی الفاظ میں فارسی اضافت اور ترکیب پرزیادہ زور دیا گیا ہے - جیسے " احشاء مزاج ، " یا " احتباط عظمت غذا اور غذائیت میں کراچی اور جامعہ عثمانیہ کے اثرات ملتے ہیں - مثلاً ترشہ (Acid) ، ضد جسمہ (Antibody) ، فشار خون (Blood Pressure) ،بوزہ ساز (Brewer) اس کا ثبوت فراہم کرتے ہیں -

دیگر اصطلاحی اشاریوں میں خصوصی طور پر کیمیا ،ریاضی اور کیمیائی ٹکنالوجی کے مضامین میں شائع کردہ کتابوں کی اصطلاحات قابل ذکر ہیں - ان میں بھی ڈاکٹر محمدظفر اقبال ، ڈاکٹر فضل کریم اور ڈاکٹر عبدالبصیر پال اور خالد لطیف میر کی خدمات اہم ہیں - پروفیسر سی اے قادر کی ایک کتاب صنعتی معاشریات بھی شائع ہوئی - جس میں اصطلاحات سازی کا کام نظر آتا ہے ، لیکن کیمیائی وتکنیکی موضوعات ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب کا طرہء امتیاز ہیں -

کیمیا میں ڈاکٹر محمد ظفراقبال کی ہم ربطی کیمیا (مئی ۱۹۷۲ء اس میں ڈاکٹر نصیر احمد بھی شریک تھے) ، مرکزائی کیمیا (جون ۱۹۷۲ء) ، کیمیائی بندوساخت (مئی ۱۹۷۷ء) اور حیاتی و غیر نامیاتی کیمیا کے روابط (جون ۱۹۸۵ء اس میں حافظ عبدالاحد بھی شریک تھے) قابل ذکر ہیں - ان کی اصطلاحات سازی پر جامعہ عثمانیہ اور جامعہ کراچی کے اثرات واضح طور پر نظر آتے ہیں مثلاً "حرارت زا " اور " سرعت گر" ،" برقناطیس" ، " بپارگی " اور " معیار اثر" اس کا ثبوت مہیا کرتی ہیں لیکن اس کے ساتھ کہیں کہیں انھوں نے امتزاجی طریق بھی اپنایا ہے جیسے بائیوکیمیا ، آربیٹال جوہری وغیرہ جبکہ ایٹم کی ساخت میں ڈاکٹر شفیق حسین نے امتزاجی ترکیب سے گریز کیا ہے -

ریاضی میں پروفیسر خالد لطیف میر بھی امتزاجی ترکیب کے خلاف ہیں لیکن اضافیت کا نظریہ ، خصوصی (مارچ ۱۹۷۲ء) اور ویکٹر اور ٹینسر (جون ۱۹۷۸ء) میں " ٹینسر ، ویکٹر ، پوٹینشل " وغیرہ کے الفاظ بجنسہٖ لیتے ہیں - ان کی یہ روایت پروفیسر عبدالمجید کی کتاب نظریہ گروپ (جون ۱۹۷۲ء) میں نسبتاً زیادہ ملتی ہے اور وہ " آئسومارفزم " ، " فیکٹر" ، " ڈومین " اور "انڈیکس " جیسی ترجمہ پذیر اصطلاحات کو بھی بجنسہٖ لیتے ہیں - جبکہ ڈاکٹر عبدالبصیر پال کے ہاں شماریاتی میکانیات (مئی

۶۲- بحوالہ: ضیا احمد رضوی ،"چند باتیں - وضع اصطلاحات کے بارے میں " ، اصطلاحات کیمیا ، لاہور (۱۹۸۵ء) ، ص ص : ۵ تا ۱۲ -

۶۳- ضیا احمد رضوی ، اصطلاحات طبیعیات ، لاہور (۱۹۸۶ء) ، دیباچہ ، ص : الف -

۱۹۷۲ء) اور تجاذب اور سیاروی حرکت (جون ۱۹۷۹ء) میں ضرورت سے زیادہ امتزاج کی طرف چلے گئے ہیں ۔ مثلاً جوفی ریڈی ایشن (Cavity radiation) ،نرادیائی فرکونسی (Angular Frequency) الیکٹران گیس (Electron Gas) ، تھرموڈائنامک توازن (Thermodynamic equilibrium) جیسی مضحکہ خیز ترکیبیں وضع کی گئی ہیں ۔

کیمیائی ٹکنالوجی میں ڈاکٹر فضل کریم نے نسبتاً بہتر انداز اختیار کیا ہے اور امتزاجی ترکیب میں مقامی اور سادہ اردو کے الفاظ مثلاً بھرت ، بھڑکاؤ،سختانا ، بھرتیاؤ، سختاؤ ، پھونک پن، رساؤ ، کیجھات وغیرہ کا استعمال عام ہے ۔ " گنداب ریز" ،" لفاف زدہ پٹی "،" مقلب چٹانـــیں " ، سختاؤ پذیر"، " ناقابلِ چیلنج " ، " الائے سٹیل "،" پٹواں لوہا " جیسی ترکیبوں میں عربی ،فارسی ، انگریزی اردو اور مقامی الفاظ کی ترکیب کاری عام ملتی ہے ۔ ان کی کتابیں دھاتیں اور ان کے استعمالات (اگست ۱۹۷۹ء)، فونڈری ٹکنالوجی (فروری ۱۹۷۵ء)، فولاد سازی (۱۹۷۲ء-ڈاکٹر آئی ایچ خان اور ڈاکٹر محمد منشا ان کے ساتھ شریک تھے) اور مشین لیس سٹیل (جون ۱۹۷۸ء) میں ان کی مثالیں عام ملتی ہیں۔ دراصل ٹکنالوجی کی اصطلاحات سازی میں تعاملات اور طریقوں کے بیان میں مقامی عنصر اور اردو کے سادہ الفاظ زیادہ اور بہتر طریق پر استعمال ہوتے آئے ہیں چنانچہ ذوالفقار احمد کی کتاب پاکستان کی معدنی دولت (جون ۱۹۷۸ء) ، عبداللہ جان کی کتاب فولادی کنکریٹ (نومبر ۱۹۷۹ء) ، ڈاکٹر محمد ظفر اقبال کی کتاب زنگ نگاری (جون ۱۹۸۲ء) ،ڈاکٹر نذیر رومانی کی کتاب سوئی گیس اور اس کا مصرف (مئی ۱۹۷۲ء) اور ڈاکٹر سعید احمد بھٹی کی کتاب مرکزائی اشعاع اور زراعت میں ان کی اہمیت (جون ۱۹۷۹ء) میں یہی صورت حال ملتی ہے البتہ ڈاکٹر رومانی کے ہاں ڈاکٹر پال کی طرح انگریزی کے ساتھ امتزاجی ترکیبیں بھی ملتی ہیں ۔ مثلاً" مرکزگریز کمپریسر" ، " ایل گیس ہولڈر" وغیرہ ۔

۲:۳ جامعہ پنجاب کے دیگر ادارے :

اصطلاحات سازی کے میدان میں جامعہ پنجاب کے دیگر ادارے بھی سرگرم رہے ان میں یونیورسٹی اورینٹل کالج ، اردو دائرہ معارف اسلامیہ اور ادارہ تعلیم وتحقیق قابلِ ذکر ہیں ۔

یونیورسٹی اورینٹل کالج لاہور اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہے کہ سب سے پہلے اصطلاحات سازی کا کام یہیں شروع ہوا ، جس کا ذکر ہم ادارہ تالیف وترجمہ کے ذکر سے پہلے کر چکے ہیں ۔ علاوہ ازیں اس کالج کے اساتذہ ڈاکٹر سید عبداللہ ، ڈاکٹر وحید قریشی، ڈاکٹر سہیل احمد خاں کے نام بھی ہمیں اصطلاحات سازی کے میدان میں ملتے ہیں ۔ اسی کالج کے ڈاکٹر مولوی محمد شفیع نے اردو دائرہ معارف اسلامیہ کی بنیاد رکھی ۔ یہ انسائیکلوپیڈیا چونکہ لائیڈن کے مطبوعہ انگریزی نسخے کے ترجمے کی بنا پر مرتب ہوا ہے، اس لیے ضمنی طور پر اس میں بھی اصطلاحات کا کام انجام پایا ۔ اس سے " عالم اسلام ،اسلامی عقائد وتصورات اور اسلامی علوم وفنون کے بارے میں مستند معلومات کا ذخیرہ مہیا ہو گیا ہے [۶۴] اور یوں اسلامی اصطلاحات کا بھی ایک خاصا بڑا ذخیرہ جمع ہو گیا ہے ۔ ادارہ تعلیم وتحقیق میں اگرچہ براہ راست تو اصطلاحات سازی پر کوئی کام نہیں کیا گیا لیکن اس کے اساتذہ اور فاضلین کی انجمن نے اپنے طور پر اصطلاحات سازی میں قابلِ ذکر کام کیا ہے ۔ خصوصاً تعلیمی اصطلاحات سازی کے ضمن میں جامعہ عثمانیہ کے بعد اس ادارے نے قابلِ قدر کام کا آغاز کیا ۔ تعلیمی اردو اور اس کے اصول ومبادی (جنوری ۱۹۷۸ء)میں ڈاکٹر احسان اللہ خاں نے تعلیمی اصطلاحات مرتب کر کے اس کام کا آغاز کیا ۔ تقریباً اڑھائی سو اصطلاحات میں پہلی بار اس موضوع پر اصطلاحات ہمارے سامنے آتی ہیں ۔ اس میں Data کے لیے " معطیات " ، " Hypothesis "کے لیے"فرضیہ " ، Assumption کے لیے"مفروضہ" Dessertation کے لیے " حاملِ مطالعہ " کی معیار بندی قریب المفہوم ہونے کی بنا پر کی گئی ہے۔

۱۹۷۹ء میں انجمن فاضلین نے ایک تعلیمی لغت مرتب کرنے کا آغاز کیا جو اس کے رسالے " تعلیمات " میں قسط وار شائع ہونا شروع ہوا بعدازاں اس کام میں سائنٹیفک سوسائٹی پاکستان نے بھی تعاون کیا اور بالآخر مقتدرہ قومی زبان نے اس لغت کی تدوین کا کام اپنے ہاتھ میں لیا [۶۵] اس کے ابتدائی مرتبین پروفیسر منور ابن صادق ، پروفیسر خادم علی ہاشمی اور چودھری محمد دین ظفر تھے ۔ ماہنامہ "تعلیمات " کے شمارہ اپریل ۱۹۷۹ء میں اس کی پہلی ،مئی جون ۱۹۷۹ء میں دوسری اور جولائی ۱۹۷۹ء میں تیسری قسط شائع ہوئی ۔ پہلی قسط کے آغاز میں اسے " ادارہ تحقیق واشاعت لاہور " کا کارنامہ قرار دیا گیا اور بتایا گیا کہ"یہ تعلیمی لغات " تعلیمات " میں A سے شروع کر کے مسلسل اور سائینٹیفک سوسائٹی کراچی کے رسالے " جدید سائنس " میں Z سے شروع کر کے بہ ترتیب معکوس قسط وار شائع کی جا رہی ہے [۶۶] لیکن جیسا کہ ہمیں معلوم ہے کہ مقتدرہ کی اشاعت میں ادارہ تحقیق واشاعت کا کوئی

۶۴۔ ایوب صابر ، محولہ بالا ، ص : ۱۰ ۔

۶۵۔ سید باقر حسین نقوی ، " اردو میں اصطلاح سازی کی تاریخ " اردو نامہ لاہور، مارچ ۱۹۸۲ء ، ص : ۷۲ ۔

ذکر نہیں اور پروفیسر منور ابن صادق ادارہ تعلیم وتحقیق کے استاد اور ماہنامہ " تعلیمات " اس ادارے کی انجمن فاضلین کا رسالہ تھا ، بجا طور پر ادارہ تعلیم وتحقیق کے حوالے سے اس کا ذکر کیا جانا چاہیئے - ادارہ تحقیق واشاعت ۱۹۸۰ء میں ادارہ تعلیمی تحقیق کے نام سے وجود میں آیا اس کے تذکرے میں ایسا کوئی حوالہ نہیں ملتا - (۶۷) " تعلیمات " میں A posteriori سے آغاز کر کے تین قسطوں میں Activites, Coordinate تک اصطلاحات درج کی گئی ہیں - اس کے بعد سلسلہ منقطع ہو گیا اور اس کام کو مقتدرہ نے اپنے ذمے لے لیا - اس کا جائزہ آگے چل کر مقتدرہ کی ذیل میں لیا گیا ہے -

مجموعی طور پر جامعہ پنجاب نے نہ صرف سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات سے استفادہ کیا بلکہ اصطلاحات سازی کے عمل کو آسان تر کرنے کے لیے نئی راہیں بھی اختیار کیں - نہ صرف اس کے اداروں، بلکہ اساتذہ اور انجمنوں نے بھی اصطلاحات سازی کے عمل میں خاطر خواہ حصہ لیا -

۵- اردو سائنس بورڈ ، لاہور

وفاقی وزارت تعلیم کی ایک قرارداد کے مطابق ۲۲ مئی ۱۹۶۲ء کو اردو کی ترقی کے لیے ایک " مرکزی اردو بورڈ " کا قیام عمل میں آیا - اس کے سرپرست صدر پاکستان تھے اور مجلس نظما کے صدر جسٹس ایس اے رحمان کو مقرر کیا گیا ، کرنل مجید ملک بورڈ کے ڈائریکٹر بنائے گئے - اس کے مقاصد میں سائنس اور ٹکنالوجی کے میدان میں اردو کی کمی کو دور کرنا سب سے اہم تھا - ۱۹۸۲ء میں اس ادارے کا نام بدل کر اردو سائنس بورڈ رکھا گیا - کرنل مجید کے بعد اے ڈی اظہر اور محمد حنیف رامے بھی کچھ عرصہ کے لیے ڈائریکٹر بنے - ۱۹۶۷ء سے اشفاق احمد اس کے ڈائریکٹر ہوئے (۶۸) جو ۱۹۸۹ء میں ریٹائر ہوئے اور ان کی جگہ محترمہ کشور ناہید کو بورڈ کا ڈائریکٹر مقرر کیا گیا -

اردو سائنس بورڈ کا بنیادی کام سائنس میں درسی و تکنیکی کتب کی تیاری ہے - اس کی ذیل میں بورڈ نے کئی دوسرے کام بھی شائع کیے ، جن میں حوالہ جاتی کتابیں ، لغات اور انسائیکلوپیڈیا بھی شامل ہیں - اس کام کے لیے بورڈ نے کئی دوسرے اداروں سے تعاون اور اشتراک بھی کیا جن میں اردو اکیڈمی بہاولپور، زرعی یونیورسٹی ،فیصل آباد، ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب اور مقتدرہ قومی زبان شامل ہیں - چنانچہ اصطلاحات سازی کے میدان میں بھی ایک وافر ذخیرہ بورڈ نے فراہم کر دیا - اس کام کا جائزہ ہم دو حوالوں سے لے سکتے ہیں - اول مکمل اصطلاحی لغات کے جائزے سے اور دوم مطبوعات کے اصطلاحی اشاریوں سے - ان میں سے چونکہ اصطلاحات زراعت ، فرہنگ بیطاری اور اصطلاحات علوم اراضی ،زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے تعاون سے اور اصطلاحات سیاسیات ، غذا اور غذائیت اور پرورش اطفال کی اصطلاحات ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب کے تعاون سے وضع کی گئی ہیں ، اس لیے ان کا جائزہ ان اداروں کے مقام پر لیا گیا ہے - باقی لغات اور اصطلاحی اشاریوں کا جائزہ حسب ذیل ہے -

۵:۱ اصطلاحی مجموعے :

اس حوالے سے ہم اردو سائنس بورڈ کے کاموں کو دو حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں - ایک عمومی اردو لغات جو قدیم اردو ذخیرہ اصطلاحات بھی لیے ہوئے ہیں ان میں فیلن، پلیٹس، فوربز وغیرہ کے قدیم اردو، انگریزی و انگریزی اردو لغات کی اشاعت نو شامل ہے ، جس کا جائزہ ہم چوتھے باب کے ابتدائی حصے میں لے چکے ہیں ، دوسرے حصے میں اصطلاحات سازی اور اصطلاحات نگاری کے وہ کام ہیں جو اس ادارے ہی میں انجام پائے - ان میں طبی لغت ، فرہنگ اصطلاحات اور زرعی انسائیکلوپیڈیا قابل ذکر ہیں - ۲۸ فروری ۱۹۸۹ء کو اردو سائنس بورڈ کی مجلس انتظامیہ نے تین نئے اصطلاحی منصوبوں انسائیکلوپیڈیا کیمسٹری ، سائنسی اور فنی لغت اور کیمیائی عناصر کی منظوری بھی دی - (۶۹) یقیناً یہ بھی مفید منصوبے ثابت ہوں گے -

جہاں تک وضع اصطلاحات کا تعلق ہے ، اردو سائنس بورڈ کے کاموں میں سب سے اہم لغت طبی لغت کی نامکمل صورت میں نظر آتا ہے ، جو در اصل انفرادی کوشش ہے - اس کے مرتب حکیم محمد شریف جامعی اپنی کتاب ماہیت الامراض کی وجہ سے معروف ہیں - ان کی اصطلاحات سازی کی صلاحیتیں اس کتاب

۶۶- ماہنامہ تعلیمات ، لاہور: انجمن فاضلین ادارہ تعلیم وتحقیق جامعہ پنجاب ، اپریل ۱۹۶۹ء،ص: ۹۵-

۶۷- دیکھیے: ایوب صابر ، محولہ بالا ، ص ص: ۱۶۸ تا ۱۷۰ - و ۲۲۲ تا ۲۲۳ -

۶۸- ایوب صابر ، محولہ بالا ، ص ص: ۱۹ تا ۲۰ -

۶۹- اردو سائنس بورڈ ، روداد ، لاہور: (پہلی روداد مطبوعہ اپریل ۱۹۸۹ء) -

میں بھی سامنے آتی ہیں ۔ تاہم انھوں نے طبی لغت میں انھیں بام عروج کو پہنچایا ۔ یہ لغت A تا C کی تقریباً بیس ہزار اصطلاحات ، اردو مترادفات اور تشریحات پر مشتمل ہے جو مارچ ۱۹۷۵ء میں ۱۱۰۰ صفحات پر شائع ہوا اگلی جلد مرتب اور شائع کرنے کا پروگرام بیان کیا گیا ہے لیکن شاید جامعی صاحب کے انتقال کے باعث یہ کام آگے نہ بڑھ سکا ۔

لغت کی ترتیب میں ہر اصطلاح کا اشتقاق درج کرنے کے بعد اس کے معنی دیے گئے ہیں ۔ بعد ازاں انھی معانی سے اردو اصطلاح وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے پھر دیگر اردو مترادفات اور معنوی تشریحات دی گئی ہیں ۔ نیز اس اصطلاح سے بننے والی دیگر اصطلاحات کا اندراج بھی کیا گیا ہے ۔ اس طرح یہ ایک قابل قدر کوشش ٹھہرتی ہے ۔ مثلاً Cytophilic دو مادوں Cyto بمعنی " خلیہ " یا " سلول " اور Philein بمعنی (to lowe) بمعنی " پسندیدن یا اِلف " پر مشتمل ہے ۔ اس سے اردو اصطلاحیں وضع ہو سکتی ہیں: (۱) " خلیہ پسند " ، (۲) " سلول پسند " ، (۳) " سلول اِلفی " ، (۴) " اِلف خلوی " ۔ ان میں سے پہلی تین اصطلاحیں لغت میں درج ہیں ۔ *اس لحاظ سے اردو اصطلاحات سازی کے لیے یہ ایک رہنما کتاب بن سکتی ہے ۔*

مرتب کے مطابق " کوشش کی گئی ہے کہ قریب الفہم اصطلاحات کو جگہ دی جائے ۔ عربی ، فارسی اصطلاحیں مجبوراً شامل کی گئی ہیں "۔[۷۰] لیکن ہمیں عربی ، فارسی الفاظ اور ترکیب ہی زیادہ نظر آتی ہیں جن میں بیشتر نامانوس ہیں ۔ بعض مقامات پر انھوں نے مقامی عنصر کو بے جوڑ انداز سے شامل کرنے کی کوشش بھی کی ہے جیسے " دبلاپا " کا لفظ " السی عصبی عقلی دبلاپا " میں یا " کھوکھل " کا لفظ امامی جیزومی کھوکھل " میں ۔ بعض انگریزی اصطلاحوں کو بجنسہٖ بھی قبول کیا گیا ہے اور معرّب صورت میں اور کئی جگہ امتزاجی ترکیب میں بھی لیکن ایسی صورت میں بھی یکسانیت برقرار نہیں رہ سکی ۔ مثلاً Pericardial کے لیے " گرد قلبی " لیکن Peritoneal کے لیے " باریطونی " (معرب صورت) ہے جو عدم یکسانیت کا اظہار کرتی ہے ۔ اکثر اوقات انھوں نے ایک سے زیادہ اردو مترادفات دیے ہیں جیسے Buccula کے لیے " لُغد " اور " غبغب " یا Calyces کے لیے " کوؤس ، کاسات ، فناجین ، اکامیم کیمامات " یا Calorimeter کے لیے " حرارت پیما ، مقیاس حرارت ، مسعر ، مسعار ، مسحر ، مقیاس حر " وغیرہ یا Anaphylaxis کے لیے " بیش حفظ ، بیش نگہداری ، فرط وقایہ ، استہداف " وغیرہ تاہم آئندہ استعمال میں وہ عربی یا معرّب اصطلاح کو ترجیح دیتے ہیں جیسے مندرجہ بالا میں " غبغب ، اکامیم ، مقیاس حرارت ، استہداف وغیرہ " ۔ *ضرورت اس امر کی ہے کہ استفادہ سے پہلے ایسے لغات مرتب کیے جائیں ۔*

اردو سائنس بورڈ کی دوسری بڑی کوشش فرہنگ اصطلاحات ہے ، جو دراصل اصطلاحات نگاری کا بڑا اور جامع منصوبہ ہے اور سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو مجتمع کرنے کی ایک اہم کوشش ہے اور یوں یہ اصطلاحات سازی کے عمل کے لیے آئندہ کی ایک اہم اور عمدہ بنیاد بن گیا ہے ۔ لغت کے مرتبین اشفاق احمد اور محمد اکرم چغتائی نے کئی برس کی کوشش کے بعد اسے مئی ۱۹۸۲ء میں پیش کیا ۔ انھوں نے قاموس الاصطلاحات از منہاج الدین کی جامعیت کو محدود ٹھہراتے ہوئے اردو کے " تمام ذخیرۂ اصطلاحات " کو جمع کرنے کی طرف توجہ دی ہے ۔ " مقدمہ " میں اس کی توجیہہ کرتے ہوئے انھوں نے لکھا ہے :[۷۱]

> " ہماری کوشش رہی ہے کہ آج تک اردو میں اصطلاحات کے جس قدر بھی ترجمے ہوئے ہیں ، وہ سب کے سب اس میں شامل ہو کر یک جا ہو جائیں اور اس سے استفادہ کرنے والے مختلف قاموسوں کی تلاش اور مختلف لغتوں کی ورق گردانی سے آزاد ہو جائیں "

چنانچہ یہی وجہ ہے کہ اس میں مختلف مترادفات کثیر تعداد میں ملتے ہیں ۔ جہاں تک ان کی معیار بندی اور استناد کا تعلق ہے ، اس کے بارے میں مرتبین کا خیال ہے کہ یہ تو ان کے چناؤ ، ان کے استعمال اور ان کے متفقہ طور پر بار بار استعمال سے ہو گا لیکن اگر چناؤ کو فوری طور پر مصدقہ قرار دینے کی ضرورت لاحق ہوئی تو یہ کام مقتدرہ قومی زبان سرانجام دے گا ۔ جو اس کے اختیار اور دائرہ کار سے تعلق رکھتا ہے ۔[۷۲]

اس لغت میں ۱۹۱۲ دو کالمی صفحات پر تقریباً سوا لاکھ انگریزی اصطلاحات کے اردو مترادفات دیے گئے ہیں ، جو قاموس الاصطلاحات سے تقریباً دوگنا ہیں ۔ تاہم اس میں بنیادی طور پر قاموس ہی کو سمویا گیا ہے اور اندراجات کا انداز بھی وہی برقرار رکھا گیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ بورڈ کی اپنی مطبوعات اصطلاحات (سیاسیات ، زراعت ، طبی ، بیطاری) کو بھی سمویا گیا ہے لیکن طبی لغت کا انداز اختیار نہیں کیا گیا ، جس کا ذکر ہم نے اوپر کیا ہے ۔

---

۷۰ ۔ بحوالہ : حکیم محمد شریف جامعی ، طبی لغت ، لاہور (مارچ ۱۹۷۵ء) ، تعارف ص : ۵ ۔

۷۱ ۔ اشفاق احمد ، محمد اکرم چغتائی ، فرہنگ اصطلاحات ، لاہور (مئی ۱۹۸۲ء) ، " مقدمہ " ص : ۶ ۔

۷۲ ۔ ایضاً ، ص : ۷ ۔

مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کے لغات طب ، جامعہ پنجاب کے لغات اصطلاحات (معاشیات نفسیات ، اطلاقی نفسیات) انجمن ترقی اردو کے مطبوعہ اصطلاحات (جغرافیہ ، پیشہ وراں ، علم ہیئت بینکاری اور غیر مطبوعہ ضخیم مسودہ) ، جامعہ کراچی کے فرہنگ اصطلاحات (طبیعیات ، ریاضی و فلکیات ، کیمیا ، حیاتیات ، قانون) کے علاوہ " مجلہ " کے ۹ شمارے اور مجلس زبان دفتری کی لغت کی اصطلاحات بھی شامل کی گئی ہیں — اگرچہ مرتبین نے یہ وضاحت بھی کی ہے کہ چند ایک ذرائع غیر معروف بھی تھے ، بہت سوں کے نام کتابیات میں آ گئے ہیں ، باقی چھوڑدیے گئے ہیں [۴۲] تاہم اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ نہ صرف انجمن کے کئی لغات بلکہ جامعہ عثمانیہ کے ذخیرۂ اصطلاحات اور اس وقت تک طبع یا شائع ہونے والے مقتدرہ کے ذخیرے اور دیگر اداروں کی اصطلاحات کا ایک وافر ذخیرہ اس لغت میں شامل نہیں ہو سکا — اگر اسے بھی شامل کر لیا جاتا تو ایک محتاط اندازے کے مطابق اصطلاحات کی تعداد کم وبیش دولاکھ ضرور ہو جاتی اور اگر بعد میں شائع ہونے والی اصطلاحات بھی یک جا کی جائیں تو اردو اصطلاحات کی تعداد اڑھائی لاکھ تک جا پہنچتی ہے — چنانچہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ فرہنگ اصطلاحات میں اردو کی ذخیرہ اصطلاحات کا پچاس فی صد تک جمع کیا جا چکا ہے —

اگرچہ مرتبین نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ اصطلاحات کی جمع آوری کے ساتھ ساتھ انھوں نے نظرثانی بھی کی ہے اور ماہرین سے استفادہ بھی کیا ہے اور اس طرح اصطلاحات سازی کے عمل میں بھی شریک ہوئے لیکن لغت کے جائزے کے بعد نظرثانی کا یہ عمل من پسند انتخاب (Pick and Choose) کا عمل زیادہ نظر آتا ہے — مثلاً ابتدائی اصطلاحات ہی کو لیجیے — Aardvark میں " مورخور" اور Aaron's Rod میں " بُتومیر" بلاوجہ حذف کر دیے گئے ہیں — اسی طرح Abumbulaeral میں " بدر منقالہ" کے ساتھ ساتھ " بدر منقالی " کا اضافہ بھی کر دیا گیا ہے جو اسم کو صفت کی صورت دینے کی کوشش ہے اس نظرثانی اور طریقِ کار کے باوجود یہ لغت عام علمی استفادے اور ترجمے کی ضرورت کے اہم مجموعے کی حیثیت اختیار کر گیا ہے — جہاں تک اردو سائنس بورڈ کی تیسری اہم کوشش زرعی انسائیکلوپیڈیا (۱۹۸۹ء) کا تعلق ہے ، اس میں وضع اصطلاحات کا کام تو نہیں ہوا البتہ اصطلاحات کی جمع آوری کے بعد ہم اسے اصطلاحات نگاری کی ایک ضمنی کوشش ضرور قرار دے سکتے ہیں کیونکہ اس میں ایسے الفاظ شامل کیے گئے ہیں جو اردو ، پنجابی ، سندھی ، بلوچی ، پشتو ، براہوئی اور کشمیری میں زراعت سے متعلق ہیں [۴۳] اور پہلے سے مستعمل ہیں چونکہ بنیادی مقصد زرعی عنوانات پر معلومات بہم پہنچانا ہے لیکن الفبائی ترتیب کے باعث ضمنی طور پر اصطلاحات نگاری کی عمدہ کوشش بن گئے ہیں اور اردو کے زرعی ذخیرہ اصطلاحات کو یک جا کرنے کی ایک اہم مجموعے کی صورت میں ہمارے سامنے آتے ہیں — اس میں زرعی عنوانات کے علاوہ حیوانات ، مویشی ، نباتات ، فصلوں ، بیماریوں ، دیہی معاشرت کے اہم عنوان پر مشتمل تین ہزار کے قریب اصطلاحات کا احاطہ کیا گیا ہے — اصطلاحات پیشہ وراں کی طرح اسے بھی بلا شبہ اردو میں اپنی نوعیت کا پہلا کام قرار دیا جا سکتا ہے — چونکہ اس کے مرتب مختار خاں اور ان کے معاونین نجف علی خاں ، شمعت علی ، عبدالروف خاں راؤ ، ایم اکرم قاضی ، محمد اقبال خان راشا ، اور عمر فاروق کا تعلق زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ہے ، اس لیے علمی لحاظ سے اسے ایک سند کی حیثیت حاصل ہے — قلمی معاونین میں یونس ادیب ، اعجا الحق وغیرہ بھی شامل ہیں ، جنھوں نے زبان وبیان کے لحاظ سے بھی اسے دیکھا ہے —

۵:۲ اصطلاحی اشاریے:

اصطلاحات سازی ، اصطلاحات نگاری اور اصطلاحات کی اشاعت کے ساتھ ساتھ اردو سائنس بورڈ کی مطبوعات میں بھی اصطلاحات سازی کی جو خدمات انجام دی جاتی رہیں ، وہ ان میں سے بیشتر کے اشاریوں میں بھی مرتب کی گئیں — ان میں سے ۳۲ کتب کے اشاریے ہمارے سامنے ہیں ، جو زیادہ تر طبیعیات ، ریاضی ، حیاتیات ، حیوانیات ، نباتیات ، غذائیات ، فنیات اور ابلاغیات کا احاطہ کرتی ہیں — ان میں سے تین کتب کپڑے اور بافتنی اشیا ، غذا اور غذائیت اور پرورش اطفال کے لیے اصطلاحات سازی کا کام ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب نے انجام دیا تھا ، جس کا ذکر ہم نے اس ادارے کے تحت کیا ہے — باقی اشاریوں میں ہمیں مصنفین کے انفرادی تجربات ملتے ہیں — البتہ ان سے اردو سائنس بورڈ کے رجحان " انگریزی کا بعینہٖ استعمال " بھی جھلکتا ہے —

۴۲- ایضاً ، ص : ٦ (مزید تنقیدی مطالعے کے لیے دیکھیے ساتواں باب " علمی لغات ")

۴۳- مختار خاں ، زرعی انسائیکلو پیڈیا ، لاہور (جنوری ۱۹۸۹ء) ، ابتدائیہ ، ص : ٦ —

طبیعیات کے میدان میں پروفیسر حمید عسکری اور علی ناصر زیدی کی کتابیں ہمارے سامنے ہیں [۷۵] عسکری کے ہاں ہمیں سادہ اصطلاحات کے رجحان کے ساتھ ساتھ انگریزی سے امتزاجی رجحان عام ملتا ہے جیسے " مطلق ٹمپریچر " ، " مرکب پنڈولم " ، " مرکب نیوکلیس " ، " مالی کیـــول وزن " ، " مزاحمتی تھرمامیٹر " ، " سشارک اثر " ، " جذبی سپیکٹرم " ۔ بعض ایسے انگریزی الفاظ بھی وہ بعینہ لے لیتے ہیں جن کا بآسانی اردو متبادل استعمال کیا جا سکتا ہے ۔ مثلاً " پیرا بولا " ، " کورانیٹ " " ڈایا فرام " ، " ای لیپس " ، " فوکس " ، " پوٹانشل " ، " فری کوئنسی " ، " اوسی لیٹر " وغیرہ ۔
دیگر اردو اصطلاحات میں ان کے ہاں سادگی اور عام اردو الفاظ سے استفادے کا رجحان ملتا ہـــے ۔
پروفیسر علی ناصر زیدی کے ہاں یہ رجحان نسبتاً زیادہ ہو جاتا ہے جیسے گھوڑی (Bridge) ، سریلا وقفہ (Consonant Interval) رنگی پیمانہ (Chromatic Scale) کان کا ہتھوڑا (Malus) وغیرہ ۔

ریاضی میں چار کتابوں کے اشاریے ہمارے سامنے ہیں [۷۶] ڈاکٹر بی اے سلیمی اور ڈاکٹـــر محمد یوسف کے ہاں ہمیں حمید عسکری کے رجحانات ہی ملتے ہیں البتہ انگریزی کی امتزاجی اصطلاحـــات قدرے کم ہیں ۔ مثلاً " میٹرکس " یا " نارمل " کو مرکبات میں ملایا گیا ہے ۔ محمد افضل قاضـــی اور سید مختار حسین نے اس امتزاجی رجحان سے گریز کیا ہے ۔ محمد حنیف میاں نے شماریات میں البتـــہ انگریزی اصطلاحات کو بعینہٖ استعمال کرنے کی کوشش کی ہے ۔

حیاتیات (حیوانیات اور نباتیات) میں ہمارے سامنے چودہ کتابیں ہیں ، ان میں پروفیسر محمد اشرف ملک کا حصہ سب سے زیادہ ہے ۔ ان کی پانچ کتابوں میں معتدبہ تعداد میں اصطلاحات دی گئی ہیں [۷۷] جیسا کہ پہلے بھی جائزہ لیا جا چکا ہے ، پروفیسر صاحب اردو میں انگریزی اصطلاحات کو رائج کرنے کے زیادہ حامی نظر آتے ہیں ۔ " البومین ، ٹریڈوفانیٹا ، آرچی کارپ ، فنجائی ، جمنوسپرم " جیسی بے شمار انگریزی اصطلاحات ان کے ہاں ملتی ہیں ۔ تاہم جہاں انھوں نے اردو اصطلاحات استعمـــال کی ہیں وہاں سادہ اصطلاحات کی طرف رجحان عام ہے ۔ مثلاً " جل تھلیے ، بغلی ، کلیاؤ ، سنجوگ ، کھانچہ دار ، دونده ، پکی لکڑی " وغیرہ ۔ یہ امر بھی قابلِ ذکر ہے کہ ان کی تمام مطبوعات میں اصطلاحات کی یکسانیت نظر آتی ہے ۔ مثلاً " ہواباش " ، " دوبرگہ " یا " دگرزوجیت " تمام مطبوعات میں موجود ہیں ۔

دیگر مصنفین میں سے سید نعیم الحسن نقوی ، وقار احمد زبیری ، ڈاکٹر نسیمہ ترمـــذی اور امتیاز احمد کے ہاں ہمیں جامعہ کراچی کے اثرات ہی نظر آتے ہیں ۔ مثلاً " زائیدی " ، " نوات " ترشہ وطلہ " نباتت " ، " دموی " ، " جوف " ، " لونی " جیسے الفاظ اور " گر " ، " زا " ، " گیرا " ، " نما " جیسے لاحقوں کا استعمال اس امر کی گواہی دیتا ہے [۷۸] تاہم ایک رجحان ان کے ہاں بھی مشترک ہے اور وہ ہـــے مخصوص حیاتیاتی اصطلاحات کے لاطینی ناموں کا اردو میں بعینہٖ استعمال ۔

ان کے برعکس ڈاکٹر احمد علی کے ہاں اردو اضافت (کا ، کے ، کی) کا استعمال قدرے زیـــادہ ملتا ہے ، لیکن باقی اصطلاحات میں یہ دیگر مصنفین کے ہم نوا ہیں ۔ عبد الوہاب خان اور ڈاکٹـــر عبد الرشید مہاجر بر ماخذ اور رجحان کی حامل اصطلاحیں استعمال کرتے نظر آتے ہیں ۔ [۷۹]

۷۵۔ الف : پروفیسر حمید عسکری کی کتب :
۱۔ مادے کے خواص (جولائی ۱۹۶۵ء) ۔
۲۔ حرارت ، (اپریل ۱۹۶۶ء) ۔
۳۔ ہندسی روشنی ، (ستمبر ۱۹۶۸ء) ۔
۴۔ طبیعی روشنی (۱۹۶۹ء) ۔
۵۔ جدید طبیعیات (جنوری ۱۹۷۰ء) ۔

ب : پروفیسر علی ناصر زیدی ، آواز ، (ستمبر ۱۹۶۷ء) ۔

۷۶۔ الف : بی اے سلیمی ، نظریہ سیٹ ، (۱۹۶۹ء) ۔
ب : ڈاکٹر محمد یوسف ، ریاضیاتی طریقے (جولائی ۱۹۶۷ء) ۔
ج : محمد افضل قاضی ، سید مختار حسین ، مبادی سمتیات (جون ۱۹۶۳ء) ۔
د : محمد حنیف میاں ، شماریات ، (۱۹۶۷ء) ۔

۷۷۔ پروفیسر محمد اشرف ملک کی کتابیں :
۱۔ بے تخم نباتیات (ستمبر ۱۹۶۸ء) ۔
۲۔ فنجائی اور مشابہ پودے (جون ۱۹۷۰ء) ۔
۳۔ ٹریڈوفانیٹا (فروری ۱۹۷۱ء) ۔
۴۔ برائیوفانیٹا (اکتوبر ۱۹۸۱ء) ۔
۵۔ جمنوسپرم (جون ۱۹۸۵ء) ۔

(باقی صفحہ ۲۲۱ پر)

غذائیات کے موضوع پر دو مزید کتابیں ہمارے سامنے ہیں [۸۰] ان میں بعض ایسی انگریزی اصطلاحات کا اردو میں استعمال عام ملتا ہے جو بآسانی ترجمہ ہو سکتی تھیں ـ مثلاً " انیملـــــڈ " " اوپیک " وغیرہ ـ تاہم دیگر اصطلاحات میں ہمیں غذا اور غذائیت کی اصطلاحات سے استفادے کی جھلک نظر آتی ہے ـ

فنی کتب میں محمد بشیر کی ٹرانسسٹر کے کرشمے(۱۹۷۰ء) اور ٹرانسسٹر کے تجربات (۱۹۷۲ء) میں انگریزی الفاظ کا زیادہ تر استعمال ہی سامنے آتا ہے ـ

ابلاغیات میں مسکین حجازی کی فن ادارت (فروری ۱۹۷۶ء) اور مہدی حسن کی ابلاغ عامہ(۱۹۶۸ء) قابلِ ذکر ہیں ـ ان میں بھی انگریزی الفاظ کا زیادہ استعمال ہی سامنے آیا ہے ـ مثلاً ایڈیشن ،آف دی ریکارڈ ، کیچ لائن ، پرنٹر ، ایمبارگو ، ہاکر ، ہینڈ آؤٹ "ـ

مجموعی طور پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ جہاں تک نظری اصطلاحات سازی کا تعلق ہے اردو سائنس بورڈ میں اصطلاحات سازی کی روایت اور عربی؍ فارسی سے استفادے کا رجحان زیادہ ملتا ہے لیکن جہاں تک ان کے عملی استعمال کا تعلق ہے ، ان میں انگریزی سے امتزاجی تراکیب اور انگریزی کے بعینہ استعمال کا رجحان زیادہ ہے ـ

۶ـ دیگر ادارے

اس سے پہلے کہ مقتدرہ قومی زبان کی خدمات کا جائزہ لیا جائے ، ضروری ہے کہ چند دیگر اداروں ،جامعات ، تعلیمی شعبوں ، انجمنوں اور نجی اشاعتی اداروں کی خدمات پر بھی روشنی ڈال لی جائے تاکہ اصطلاحات سازی کے تاریخی ارتقا میں ان کی خدمات کا تعین ہو سکے ـ

۶:۱ چند علمی و تعلیمی اداروں کی خدمات :

یوں تو متعدد علمی و تعلیمی اداروں نے اصطلاحات سازی میں قابلِ قدر خدمات انجام دی ہیں تاہم ان میں مجلس ترقیِ ادب لاہور ، اردو اکیڈمی بہاولپور ، جامعہ زرعیہ فیصل آباد ، اردو سائنس کالج کراچی ، پنجاب اور سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اور وفاقی وزارت تعلیم کی کوششیں قابلِ ذکر ہیں ـ

(الف) مجلس ترقیٔ ادب لاہور کا کام اگرچہ اصطلاحات سازی نہیں بلکہ ادبیات کی اشاعت تھا [۸۱] لیکن ضمنی طور پر اس کی مطبوعات میں ادب ، فلسفہ ، نفسیات اور سائنس کے موضوعات پر اصطلاحی اشاریے ملتے ہیں ـ ادبی اصطلاحات کے موضوع پر اصطلاحی اشاریے کی صورت میں محمد ہادی حسین کے ترجمہ مغربی شعریات (۱۹۶۸ء) میں ہمیں چند اصطلاحات ملتی ہیں ، جن میں بعض اصطلاحات کے تراجم موزوں نظر نہیں آتے مثلاً Atom کے لیے " سالمہ " یا Connotation کے لیے " تضمینی معنی " اور Identity کے لیے " ہم ذاتی " وغیرہ ـ "تاریخ جمالیات " (فروری ۱۹۶۳ء) میں ڈاکٹر نصیر احمد ناصر نے پہلی بار اس موضوع پر اصطلاحات وضع کرنے کی کوشش کی ہے ـ ان کا زیادہ تر رجحان عربی؍ فارسی کی طرف ہے بلکہ فلسفے میں اردو کے اصطلاحی ورثے کو استعمال کرنے کی کوشش کی گئی ہے ـ عربی لاحقہ " یت " اور فارسی انداز

(صفحہ ۲۲۰ سے آگے)

۷۸ـ بحوالہ : ۱ـ ڈاکٹر نعیم الحسن نقوی ،ریگستانی ٹڈی کا ہضمی نظام (۱۹۶۹ء) ـ
۲ـ ڈاکٹر نعیم الحسن نقوی ، مولسکا ، (۱۹۷۱ء) ـ
۳ـ وقار احمد زبیری ، عایلہ اے کا فیوڈرمیٹا ،(۱۹۷۱ء)ـ
۴ـ شہزاد الحسن چشتی ، پوری فیرا ، (نومبر ۱۹۸۰ء) ـ
۵ـ ڈاکٹر نسیمہ ترمذی ، تشریح (جون ۱۹۶۹ء) ـ
۶ـ امتیاز احمد ، حشریات ، (جون ۱۹۷۱ء)ـ

۷۹ـ بحوالہ : ۱ـ ڈاکٹر احمد علی ، امراضی خردحیاتیات (جنوری ۱۹۶۹ء)ـ
۲ـ ڈاکٹر عبد الرشید مہاجر ، جینیات (جنوری ۱۹۷۱ء)ـ
۳ـ عبد الوہاب خان ، افزائش حیوانات (۱۹۶۹ء) ـ

۸۰ـ ڈاکٹر اسرار الحق ، ہماری غذا ، لاہور (جون ۱۹۷۵ء) اور
اعجاز اسلم قریشی ، تغذیہ و غذائیات حیوانات (۱۹۶۹ء) ـ

۸۱ـ مجلس ترقی ادب کو ۱۹۵۰ء میں محکمہ تعلیم پنجاب نے " ترجمہ " کے نام سے قائم کیا ـ ۱۹۵۸ء میں اسے موجودہ نام ملا ـ اس کا زیادہ تر کام کلاسیکی ادب کی اشاعت ہے ـ

ترکیب کے زیادہ قائل نظر آتے ہیں ـ افکار حاضرہ (۱۹۶۶ء) کے ترجمے میں محمد بن علی وہاب نے فارسی امر اور لاحقہ ترکیبی " پذیر" یا " گاہ" کا زیادہ استعمال کیا ہے ـ ان پر کراچی اور حیدرآباد کے اثرات بھی ملتے ہیں ـ یہی صورتِ حال تجزیہ نفس (۱۹۶۳ء) کے ترجمے میں شجاعت حسین بخاری اور سائنس سب کے لیے (۱۹۶۰ء) کے ترجمے میں آفتاب حسن نے اختیار کی ہے ـ موخرالذکر میں اصطلاحی ذخیرے کی خاصی بڑی مقدار ہے جو صفحہ ۱۰۵۵ سے ۱۱۱۸ تک دی گئی ہے ـ خلائی تسخیر (جون ۱۹۶۳ء) میں پروفیسر حبیب اللہ نے بھی کچھ ایسا ہی طریق کار اختیار کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ" بھرت "، "گھساؤ "، "دھماکو" اور " ہوائیاں " جیسے سادہ مقامی اردو الفاظ کا استعمال بھی کیا ہے ـ

(ب) ڈاکٹر نصیر احمد ناصر کی ایک اور کتاب اقبال اور جمالیات ہے جسے جنوری ۱۹۶۲ء میں اقبال اکادمی (کراچی ، لاہور) نے شائع کیا ہے ـ اس میں صفحہ ۳۰۹ سے ۳۲۵ تک انگریزی اردو اصطلاحات دی گئی ہیں ـ اقبال اور مابعد الطبیعیات (ترجمہ: ڈاکٹر شمس الدین صدیقی) کی طرح (دو ترجمات ہوں گا) اصطلاحی رجحان عربی فارسی کی طرف ہے ـ

(ج)- اردو اکیڈمی بہاولپور ایک اور ادارہ ہے ، جس نے طبّی اصطلاحات کا ایک لغت شائع کر کے اس میدان میں خدمات انجام دی ہیں [۸۲] حکیم غلام نبی کی کتاب لغات طب اکتوبر ۱۹۶۶ء میں مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور کے تعاون اور نگرانی میں شائع ہوئی ـ مرتب نے غلام جیلانی مرحوم کی مخزن الجواہر سے بھی استفادہ کیا تھا [۸۲] ظاہر ہے کہ اس کے اثرات لازم تھے ـ چنانچہ قدیم عربی فارسی ورثے کے ساتھ ساتھ مقامی الفاظ عموماً نباتی اور حیوانی ناموں میں کثرت کے ساتھ ملتے ہیں ـ بلکہ ترکیب میں بھی فارسی اضافت اور یائے ترکیبی ونسبتی کو عربی طریق پر ترجیح دی گئی ہے ـ جیسے "ناسورِ شگافی "، " اقراطِ رجہاں "، "الودی کاشت " ، " رطوبت بلوریہ " وغیرہ ـ عام طور پر ایک ہی اردو مترادف دینے کی کوشش کی گئی ہے لیکن اگر کوئی دوسرا مترادف موجود ہو یا وضاحتی ضرورت ہو تو دوسرے مترادفات دینے سے گریز نہیں کیا گیا ـ عموماً دوسرا مترادف عام فہم زبان میں سے ہوتا ہے جیسے " صداع " کے ساتھ " درد سر " ، " نبض صلب " کے ساتھ " سخت نبض " ، " امتلا " کے ساتھ غلبہ " اور " پرہونا " بھی دیے گئے ہیں ـ اسم مصدر کو عام طور پر اسم مجرد پر ترجیح دی گئی ہے ـ مثلاً سخت ہو جانا ، ڈھیلا ہو جانا ، جمادینا کو " غلظ" ، " استرخا" اور " تثبیت " کے ساتھ درج کیا گیا ہے جب کہ یہ مقام صرف اسمِ مجرد یا اسمِ کیفیت کا تھا ـ

(د)- جامعہ زرعیہ فیصل آباد نے بھی اردو اصطلاحات سازی میں خاطرخواہ خدمات انجام دی ہیں ـ اگرچہ اس کی زیادہ تر کتابیں اور سائنس بورڈ نے شائع کی ہیں لیکن ان کی وضع اصطلاحات ، ترتیب وتدوین چونکہ جامعہ ہی نے انجام دی ہے ـ اس لیے ان کا ذکر جامعہ ہی کی ذیل میں کرنا ضروری ہے ـ

جامعہ زرعیہ فیصل آباد کا مقام اردو سائنس بورڈ کے مقام سے ہم آہنگ ہے ـ اس کے تین لغاتِ اصطلاحات اردو سائنس بورڈ ہی نے شائع کیے ہیں لیکن چونکہ انھیں وضع کرنے اور مرتب کرنے کا انجام جامعہ زرعیہ نے انجام دیا ہے ، اس لیے اردو سائنس بورڈ کے حوالے سے ان کا جائزہ مناسب نہیں البتہ جامعہ زرعیہ کے اساتذہ اور ماہرین نے بورڈ کے لیے جو کام انجام دیا ہے ، اس کا جائزہ بورڈ کے تحت لیا گیا ہے ـ اصطلاحات زراعت جامعہ زرعیہ کا پہلا لغت ہے جو اس جامعہ کے شعبہ اردو کی نگرانی میں ہوا اور مئی ۱۹۷۳ء میں شائع ہوا ـ جناب شیخ ممتاز حسین نے جناب اختر حسین (ایڈیٹر) اور نعمت علی اختر (اسسٹنٹ ایڈیٹر) کے ساتھ مل کر اور ڈاکٹر سید عبداللہ کے تعاون سے اس کام کو انجام دیا ـ اگرچہ یہ لغت شیخ صاحب کی زندگی میں تو شائع نہ ہوا لیکن اسے ان کے کارنامے کی حیثیت سے اشاعت حاصل ہوئی ـ مولفین نے کوشش کی ہے کہ اس لغت میں زراعت سے متعلقہ علوم مثلاً حیوانیات ، نباتیات ، حیاتی کیمیا ، زرعی انجینئری ، زرعی معاشیات اور دیہی معاشیات وغیرہ کی اصطلاحیں بھی شامل کر لی جائیں ـ بعض روزمرہ زندگی کے اور معاشرتی الفاظ بھی اصطلاحوں میں شامل کر لیے گئے ہیں [۸۲] لغت میں جس قسم کے اردو مترادفات بھی مل سکے ہیں ، (انگریزی ، عربی ، فارسی ، ہندی اور مقامی) انھیں شامل کر لیا گیا ہے ـ اگر مترادفات دستیاب نہیں ہوئے تو مفہوم کی وضاحت کر دی گئی ہے ـ چنانچہ اکثر اوقات چار پانچ مترادفات بخوبی مل جاتے ہیں ـ گویا اس لغت کی زراعت کے مفاہیم کے حوالے سے معیار بندی ہائی ہے ـ ۸۰۲ صفحات میں کوئی ۲۲ ہزار انگریزی اصطلاحات اور ان کے اردو مترادفات جمع کر دیے گئے ہیں ـ

۸۲ـ اردو اکیڈمی بہاولپور میں ۱۹۵۹ء میں قائم ہوئی ـ اس وقت سے اس کے سکریٹری مسعود حسن شہاب دہلوی چلے آ رہے ہیں ـ اب تک اس ادارے نے تیس کے قریب مطبوعات پیش کی ہیں ـ

۸۲ـ حکیم غلام نبی ، لغات طب ، بہاولپور (اکتوبر ۱۹۶۶ء)، گزارش ، ص : ۵ ـ

۸۲ـ بحوالہ: شیخ ممتاز حسین ، اصطلاحات زراعت اور علوم متعلقہ ، لاہور (مئی ۱۹۷۳ء) ، " پیش لفظ " ـ

اس لغت سے ہمیں جامعہ کے دیگر منصوبوں مثلاً دیہی معاشریات ، بیطاری اور علم الارض کی ترتیب کا علم ہوتا ہے ۔ ان میں سے فرہنگ بیطاری اپریل ۱۹۷۶ء میں ، اصطلاحاتِ علم الارض ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئے ۔ دونوں کشاف کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ بقول اشفاق احمد " مولفین نے اس امر کو پیش نظر رکھا ہے کہ اصطلاح کے بنیادی مفہوم اور اردو زبان کے مزاج میں ہم آہنگی رہے ۔ اور مترادف محض انگریزی اصطلاح کا لفظی ترجمہ ہو کر نہ رہ جائے "[۸۵] ان لغات میں بھی ایک سے زیادہ اور مذکورہ رجحانات کے حامل مترادفات شامل کرنے کی کوشش کی گئی ہے ۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ یہ اصطلاحات زراعت کے لغت میں شامل نہیں ہیں ۔ البتہ اصطلاحات علم الارض کے علاوہ پہلے دونوں مجموعوں کی اصطلاحات اردو سائنس بورڈ کے فرہنگِ اصطلاحات میں شامل کر لی گئی ہیں ۔

(ز)۔ وفاقی اردو سائنس کالج کراچی اس لحاظ سے قابل ذکر ہے کہ اس کی اردو مطبوعات سائنس میں اصطلاحی اشاریے مرتب کیے گئے ہیں ، جن میں اصطلاحات سازی کا خاطرخواہ کام بھی انجام پایا ہے ۔ خصوصاً کیمیا اور حیاتیات یعنی نباتیات اور حیوانیات کے موضوعات قابلِ ذکر ہیں ۔ کیمیا میں ہمارے سامنے چار کتابیں ہیں[۸۶] پہلی کتاب سید ضیاالدین محمود اور ارشد حسین صدیقی کی عملی کیمیا (غیر نامیاتی) ہے جو ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی ۔ اس کے صفحہ ۱۳۶ سے ۱۳۲ تک اردو انگریزی اصطلاحات دی گئی ہیں ۔ دوسری کتاب بھی سید ضیاالدین محمود کی عملی کیمیا ہے جو ۱۹۸۵ء میں شائع ہوئی۔ان پر زیادہ تر اثر انجمن اور حیدرآباد دکن ہی کا ہے ۔ تیسری کتاب پروفیسر اعجاز احمد اور ڈاکٹر قمر الحسن کی عملی کیمیا ہے جو ۱۹۸۶ء میں شائع ہوئی ۔ یہ اس لحاظ سے قابل توجہ ہے کہ اس میں قدرے انحراف کیا گیا ہے ۔ مثلاً Reading کے لیے "پڑھائی " اور Rinse کے لیے " کھنگالنا " کراچی کے عام رجحان سے مختلف ہیں ۔ چوتھی کتاب کو حیاتیات کے حوالے سے بھی دیکھا جانا چاہیئے ۔ یہ ڈاکٹر ولی اور وسیم احمد کی ابتدائی حیاتی کیمیا ہے جو ۱۹۸۳ء میں شائع ہوئی تھی ۔ اس میں زیادہ تر انگریزی اصطلاحات کو بعینہٖ استعمال کیا گیا ہے مثلاً اکن تھوزیز (Acanthosis)، تھریونین (Threonine) وغیرہ ۔ حیاتیات میں ہمارے سامنے ایک کتاب ہے ۔ ڈاکٹر خورشید علی خاں کی اصول خردحیاتیات جو ۱۹۸۲ء میں شائع ہوئی ۔ اس میں ایک توازن ملتا ہے ۔ مثلاً " لونی جسم " ، "گاڑھیچک " " کشتی خصوصیات " ، " پھلی دار " ، " پاش آور " وغیرہ ۔ نباتیات کے موضوع پر بھی ایک کتاب ملتی ہے ۔ عملی نباتیات (۱۹۸۳ء) جس کی جلد اول وقار الحق نے تحریر کی اور جلد دوم ممتازظہیر اورطارق علی نے تحریر کی اس میں بھی توازن کی مثالیں ملتی ہیں ۔ مثلاً " حلقہ دار " ،"شاشگافت " ، "سوئی نما" البتہ اردو حروفِ اضافت (کا ، کی ، کے) لمبی ترکیبوں میں ملتے ہیں جیسے " لحاکیے اطراف خشہ " یا " پتی کا قاعدہ " وغیرہ ۔ حیوانیات کے موضوع پر دو کتابیں ہمارے سامنے ہیں[۸۷] طفیلیات از ڈاکٹر بلقیس فاطمہ (۱۹۸۳ء) اس میں طویل جملے خاصی تعداد میں ملتے ہیں جیسے Ileitis کے لیے " آنت کے آخری حصوں میں خرابی " ،یا Meta trasis کے لیے " ایک حصہ یا عضو سے دوسرے تک پہنچنا ۔ اسم مجرد یا اسم کیفیت کی بجائے انھوں نے اسم مصدر کی علامت " ہونا " ، " کرنا " وغیرہ کو زیادہ استعمال کیا ہے ۔ دوسری کتاب ڈاکٹر منظور احمد کی حیوانی کردار (۱۹۸۲ء) ہے ۔ جس میں اکثر لاطینی حیوانی نام بعینہٖ ملتے ہیں تاہم بعض ترجمے خاصے دلچسپ اور موزوں ہیں جیسے"سوراخیے (Foraminifera) " دہن پارے " (Mouth parts) وغیرہ ۔

(ح)۔ وفاقی اردو سائنس کالج کے علاوہ " اردو کالج " کراچی کی طرف سے بھی ایک کتاب دساتیرعالم از پروفیسر محمد خلیل اللہ ۱۹۶۱ء میں شائع ہوئی تھی ، جس کے صفحہ ۲۰۹ سے ۲۸۲ تک ایک ہزار سے زاید اصطلاحاتِ سیاسیات شائع ہوئی ہیں ۔ ان میں عربی، فارسی کی طرف زیادہ رجحان ہے ۔ تاہم سیاسی اصطلاحات مرتب کرنے کی یہ اپنی نوعیت کی پہلی کوشش ہے ۔

(ط)۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور کی طرف سے دو اصطلاحی مجموعوں کی اشاعت کا علم ہوتا ہے ۔

۸۵۔ فرہنگِ بیطاری ، لاہور (اپریل ۱۹۷۶ء)، پیش لفظ از اشفاق احمد ۔

۸۶۔ بحوالہ :۱۔ سید ضیاالدین محمود ، ارشد حسین صدیقی ، عملی کیمیا (غیر نامیاتی)، (۱۹۸۲ء) ۔
۲۔ سید ضیاالدین محمود ، عملی کیمیا ، (۱۹۸۵ء) ۔
۳۔ اعجاز احمد ، ڈاکٹر قمرالحق ، عملی کیمیا (۱۹۸۶ء)۔
۴۔ ڈاکٹر ایم اے ولی ، وسیم احمد ، ابتدائی حیاتی کیمیا، (۱۹۸۳ء)۔

۸۷۔ بحوالہ :۱۔ ڈاکٹر بلقیس فاطمہ مجیب ، طفیلیات (حصہ اول) ، ۱۹۸۳ء ۔
۲۔ ڈاکٹر منظور احمد ،حیوانی کردار، ۱۹۸۲ء ۔

اردو اصطلاحات اور سائنسی اور فنی اصطلاحات کی اردو لغت ان میں سے اوّل الذکر کو عام طور پر بورڈ کا کارنامہ سمجھا جاتا ہے ۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے اپنی کتابیات میں اس کا تذکرہ کیا ہے اور اس کا سن اشاعت ۱۹۲۸ء لکھا ہے [۸۸] خوش قسمتی سے اس کا نسخہ پنجاب یونیورسٹی لائبریری سے دستیاب ہوا ہے ۔ جس سے سن اشاعت کا تو پتا نہیں چلتا تاہم اصطلاحات کی صورت ہمارے سامنے آتی ہے اس میں تعلیم ، ریاضی ، جغرافیہ ، کیمیا ، طبیعیات ، افعال الاعضا اور زراعت پر الگ الگ حصوں میں کوئی پانچ ہزار اصطلاحات ۲۵۱ صفحات میں دی گئی ہیں ۔ تعلیمی ، ریاضی اور جغرافیائی اصطلاحات میں اگرچہ عربی زبان کی طرف زیادہ رجحان ہے تو زرعی اصطلاحات میں مقامی الفاظ زیادہ استعمال کیے گئے ہیں اسی طرح کیمیا اور طبیعیات میں انگریزی الفاظ کو استعمال کرنے کا رجحان زیادہ ہے ۔ بعض امتزاجی اصطلاحیں بھی ملتی ہیں جن میں انگریزی کا استعمال زیادہ ہے ۔ مثلاً " انسولیٹ کیا ہوا " ، " ہارمونک حرکت " ، " اسٹاٹک سوئی " ، " منفی چارج " ، " سکنڈری رنگ " وغیرہ جو آج ہمیں مضحک معلوم ہوتے ہیں ۔ لیکن قیام پاکستان سے قبل اس دور میں جب ابھی جامعہ عثمانیہ میں اصطلاحات سازی کا کام جاری تھا پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی کا یہ کام قابلِ ذکر ہے [۸۹] پنجاب ٹیکسٹ بک لاہور کا مجموعہ سائنسی وفنی اصطلاحات کی اردو لغت کا مسودہ جولائی اگست ۱۹۷۹ء میں سائنسی اور فنی اصطلاحات کی تشکیل کے لیے منعقدہ کارگاہ (ورکشاپ) میں پہلی سے بارہویں جماعت تک کے لیے تیار ہوا ۔ اس کی خصوصیات میں مقامی عنصر کو استعمال کرنا اور اس سے افعال بنانا قابل ذکر ہیں مثلاً " دھونک " ، " سمٹانا " ، " ڈھبری " ، " کٹیرا " وغیرہ ۔ اگرچہ بمشکل دو سو اصطلاحات وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے تاہم اس سے پنجاب بورڈ کے رجحانات کا علم ہوتا ہے ۔

(ط)۔ سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ حیدرآباد کی طرف سے ہمیں ایسی کوششوں کا علم ہوتا ہے ۔ مثلاً مبادیاتِ طبیعیات ۱۹۸۰ء میں شائع ہوئی ۔ اس کی دونوں جلدوں کے آخر میں اصطلاحی اشاریے مرتب کر دیے گئے ہیں ۔ ان اصطلاحات پر حیدرآبادی اثرات واضح طور پر ملتے ہیں ۔ مثلاً " ترشہ " " تہاپیما " " ترسیم " ، " مرکز مائل " وغیرہ ۔ نیشنل بک فاؤنڈیشن اسلام آباد / کراچی بھی ایک ایسا ادارہ ہے جس نے اصطلاحات سازی میں ضمنی طور پر خدمات انجام دی ہیں ۔ ان میں چند علمی کتابیں ہیں جن کے اصطلاحی اشاریے قابلِ ذکر ہیں [۹۰] قاضی قیصر الاسلام کے ہاں ہمیں فلسفے کی اصطلاحات میں عربی ، فارسی رجحانات ہی ملتے ہیں البتہ بعض ترکیبوں میں وہ اردو حروفِ اضافت (کا ، کی ، کے) کا استعمال کرتے ہیں ۔ ان کی اصطلاحات میں ہمیں تصوف کی اصطلاحات بھی الگ ملتی ہیں ۔ جن کے انگریزی مترادفات بھی شامل کیے گئے ہیں ۔ یہ ایک قابلِ ذکر کوشش ہے ۔ مثلاً "ذوقِ صحیحہ " کے لیے انھوں نے Genuine intuition کی اصطلاح استعمال کی ہے ۔ اس طرح اصطلاحاتِ تصوف کی معیار بندی میں انگریزی مترادفات سے مدد ملنے کا امکان بڑھ گیا ہے ۔ کتاب کے صفحہ ۵٦۷ سے ۵۹۷ تک کوئی ایک ہزار اصطلاحات کا خاطر خواہ ذخیرہ فراہم کر دیا گیا ہے ۔ عمرانیات میں مسز فرخ جاوید نے بآسانی فراہم ہو جانے والی اصطلاحات پیش کی ہیں ۔ البتہ عمرانی اصطلاحات میں " گوت بیاہ " کی ایک آدھ اصطلاح کے علاوہ ہمیں کوئی خاص اضافہ نظر نہیں آتا ۔ جمالیات میں ڈاکٹر نصیر احمد کے رجحانات کا ذکر ہم پہلے ہی کر چکے ہیں جو عربی ، فارسی آمیزی سے عبارت ہے ۔ البتہ نیشنل بک فاؤنڈیشن کا دوسرا کام برقیات پر اصطلاحات کا ہے جو اس ادارے نے دو کثیر جلدی کتابوں کی اشاعت کے ضمن میں کیا ہے [۹۱] برقی رَو پانچ حصوں میں ہے اور الیکٹرانکس چھ حصوں میں ہے انگریزی اصطلاحات کا اردو میں زیادہ استعمال ملتا ہے ۔ بعض ایسی اصطلاحات بھی ہیں جو بآسانی اردو میں ترجمہ ہو سکتی ہیں یا ان کے مستعمل " اینگل " ، " کوسائن " ، " تھرو " ، "سکیل " وغیرہ ۔

(ی)۔ جامعہ بہاالدین زکریا ملتان نے بھی مقتدرہ کے تعاون سے دو کتابیں شائع کی ہیں ، جن کے اصطلاحی اشاریوں کی بنا پر اسے بھی ہم اس ضمن میں شامل کر سکتے ہیں [۹۲] ان اصطلاحات پر ہمیں

۸۸۔ ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری ، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) ، ص ص : ۳۲ ۔

۸۹۔ یاد رہے کہ جامعہ عثمانیہ کا پہلا اصطلاحی مجموعہ ۱۹۲۵ء میں شائع ہوا تھا ۔

۹۰۔ بحوالہ : الف : قاضی قیصر الاسلام ، فلسفے کے بنیادی مسائل ، (۱۹۷٦ء) ۔

ب : مسز فرخ جاوید ، عمرانیات ، (۱۹۷۹ء) ۔

ج : ڈاکٹر نصیر احمد ، جمالیات (قرآن حکیم کی روشنی میں) ، (۱۹۸۳ء) ۔

۹۱۔ بحوالہ : ۱۔ برقی رو (پانچ حصے) ۱۹۷٦ء ۔

۲۔ الیکٹرانکس (چھ حصے) ، ۱۹۸۰ء ۔

۹۲۔ بحوالہ : ۱۔ ڈینارو ، ای آر ، مبادیاتِ برقی کیمیا ، ترجمہ : ڈاکٹر ریاض الحق عارف ، حافظ عبدالاحد ، ۱۹۸۷ء ۔

۲۔ ڈینارو ، ای آر ، اساسیات قدری کیمیا ، ترجمہ : ڈاکٹر ریاض الحق عارف ، حافظ بدر الدین احمد ، ۱۹۸۸ء ۔

جامعہ پنجاب کا اثر زیادہ نظر آتا ہے ۔ مثلاً " تیزاب " اور " تیزابیت " کی اصطلاحیں ، " ہائیڈروجنی پیمانہ " ، " ارتعاش " وغیرہ ۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض انگریزی امتزاجی تراکیب مثلاً " کوانٹم نمبر " ، " ایمپیئرپیمائی " ، " پروشان باش " یا " پروشان پاشیدگی " وغیرہ بھی نظر آتی ہیں ، جن سے امتزاجیت کے رجحان کا بھی علم ہوتا ہے ۔

(ن)۔علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد کی خدمات بھی اصطلاحی اشاریوں کے حوالے سے قابلِ ذکر ہیں۔اگرچہ کم وبیش اس کی زیادہ تر مطبوعات میں اصطلاحی اشاریے مرتب کرنے کی کوشش کی جاتی ہے لیکن وضع اصطلاحات کے حوالے سے دفتری اردو ، جنرل سائنس ، معاشیات ، تعلیم ، ابلاغیات اور کتابداری کے شعبے قابلِ ذکر ہیں ۔ دفتری اردو برائے انٹرمیڈیٹ پہلی کتاب ہے جس میں پہلی بار اس موضوع پر اصطلاحات وَضع کی گئیں ۔ اس کے رابطہ کار ڈاکٹر صدیق شبلی تھے اور تحریر میں بخشی بختیار علی (فیصل آباد) اور حافظ محمد یعقوب ہاشمی (آزادکشمیر) شریک تھے ۔ حیدرآباد دکن کے برعکس اس کی اصطلاحات میں " آسان " یعنی مانوس الفاظ کی طرف زیادہ رجحان ملتا ہے ۔ خصوصاً ترکیب سازی میں فارسی انداز کو زیادہ اختیار کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں مجلس زبانِ دفتری کے لغت سے استفادہ بھی کیا گیا ہے ۔ تاہم کہیں کہیں اس سے اختلاف بھی کیا گیا ہے ۔ عہدوں کے نام انگریزی ہی میں رکھے گئے ہیں [۹۳] بعض اصطلاحی اضافے قابلِ توجہ ہیں مثلاً " سفرانہ " (T.A.) ، " کیفیت نامہ " (Statement)، " تبصرہ نویسی " (Noting)، " جزوی مسل " (Partial file) وغیرہ ۔

جنرل سائنس میں مقامی اور انگریزی الفاظ کا خاطرخواہ استعمال ملتا ہے جیسے " اکلاؤ " (Corrosion) " پروگرامنگ "، " گندخورحیوانات " ، " مینڈل " " پیپر اکو " (پلانکشن) وغیرہ [۹۴] معاشیات میں اکثر کی سطح تک مستعمل اصطلاحات مثلاً " حاجات " ، " افادہ " ، " قدر " ، " حدِمختتم " ، " طلب " ، " لچک " وغیرہ ملتی ہیں ۔ لیکن معاشیاتِ پاکستان بی اے کی سطح پر اس کے ساتھ ساتھ انگریزی اصطلاحات مثلاً " سبسڈی " فیلو " ، " نیوٹرینٹ " ، " گنڈ " ، " پلاننگ " وغیرہ ملتی ہیں [۹۵] تعلیم ، ابلاغیات اورکتابداری کے بی اے کی سطح کے کورسوں میں بعض نئی اردو اصطلاحات وضع کی گئی ہیں اور بعض مقامات پر انگریزی اصطلاحات کا استعمال عام ملتا ہے ۔ مثلاً تناظراتِ تعلیم برائے بی ایڈ (۱۹۸۷ء) میں بعض نئے تصورات کے لیے اصطلاحیں وضع کی گئیں جیسے " جستجوی طریقہ " (Inquiry Method) " شراکتی تدریس " (Team Teaching)، " تکمیلی رویہ " (Terminal Behavior) ، " محدودیت " (Limitation)، " جزقدمی تدریس " (Programmed learning) " اقسام بندی " (Typology)، " ماحصل " (Out put) وغیرہ بعض انگریزی الفاظ سے بھی ترکیب سازی کی گئی جیسے " مائیکروتدریس " ، " کمپیوٹر ایجوکیشن " وغیرہ ۔ ترقیاتی صحافت (۱۹۸۸ء) اور رپورٹنگ (۱۹۸۸ء) میں بھی بعض نئے تصورات کے لیے اصطلاحات وضع کی گئیں ، مثلاً اعتباریت (Realiability) ذخیرہ اطلاعات (Morgue) وغیرہ ۔ رپورٹنگ (۱۹۸۸ء) اور ابلاغِ عامہ (۱۹۸۸ء) میں " تمثیل ماڈل " (Analog Model) " پوشیدہ ذرائع " (Clandintine meang) " رمزکاری " (Encode) ، " بین الشخصی ابلاغ " (Inter-personal communication) ، " سامع مزاج " (Receiver oriented) وغیرہ ۔ تدوینِ کتب (۱۹۸۸ء) میں بھی بعض نئی اصطلاحات وضع ہوئی ہیں ۔ ان میں امتزاجی اصطلاحات بھی شامل ہیں اور انگریزی سے بجنسہٖ لی گئی اصطلاحات بھی ، جیسے " گیلی پروف " حتمی پروف " ، " صفحاتی پروف " ، پلیٹ سازی ، بلیہنکٹ ، سلنڈر ، موزائی ، نمونہ ساز ، کتابی ڈیزائن مربع بے پہندا (Square serif)، نشان زدگی (Mark up)، طباعتی تناظر (Lay out) سطربندی (Inter-liner spacing) وغیرہ ۔

علمِ کتب خانہ میں دو کتب خدماتِ کتب خانہ (۱۹۸۸ء) اور وسائل کتب خانہ (۱۹۸۸ء) میں بھی بعض نئی اصطلاحات سامنے آتی ہیں ۔ مثلاً ورق بندی یا برگ کاری (Lamination)، حروف نویسی (Lettering) مناقلہ کاری (Reprography) منظم کتابیات (Systematic Bibliography) تاہم باقی اصطلاحات کا زیادہ تر کشافِ اصطلاحات کتب خانہ از محمود الحسن و زمرد محمود شائع کردہ مقتدرہ قومی زبان (۱۹۸۵ء) سے استفادہ کیا گیا ہے جس کا حوالہ جابجا دیا گیا ہے ۔

دیگر اطلاقی علوم میں سے غذا اور غذائیت (۱۹۸۸ء) میں ملی جلی اصطلاحیں استعمال کی گئی ہیں یعنی کہیں انگریزی اور کہیں اردو کی مستعمل اصطلاحیں ۔ اصطلاحات سازی کا عمل بہت کم نظر آتا

۹۳۔ بحوالہ دفتری اردو ، (۱۹۸۰ء) طبع سوم " کورس کا تعارف " ۔

۹۴۔ جنرل سائنس ، انٹرمیڈیٹ ، (۱۹۸۳ء) ۔

۹۵۔ بحوالہ : ۱۔ معاشیات انٹرمیڈیٹ (۱۹۸۱ء) ۔

۲۔ معاشیات پاکستان ، بی اے (۱۹۸۰ء) ۔

ہے -

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے علومِ کتابداری کی اصطلاحات کا زیادہ تر حوالہ محمود الحسن وزمرّد محمود کے کشافِ اصطلاحات کتب خانہ ہی سے ملتا ہے جس کا تذکرہ مقتدرہ کے جائزے میں کیا گیا ہے - البتہ ان کا ایک اور مجموعۂ اصطلاحات موضوعی سرخیاں سائیکلوپیڈائی صورت میں تقسیم کیا گیا ہے - اس میں اصطلاحات سازی کا عمل ضروریاتِ کتب خانہ کے حوالے سے ملتا ہے - ۶۰۷ صفحات کے اس مسودے میں تقریباً دس ہزار موضوعات کا ذکر کیا گیا ہے - ان میں کم وبیش ایک چوتھائی اصطلاحات بھی ہیں - جہاں مرتب نے بہت ہی متداول صورتوں کو استعمال کیا ہے وہیں بعض مقامات پر اصطلاحات سازی سے بھی کیا ہے - مثلاً بعض ترجمے صحیح مفہوم نہیں دے سکتے جیسے "آزمایش ملاحیت" (Aptitude testing)جو " آزمایشِ استعداد " ہے - " دستاویزات کاری " جو دراصل " دستاویزات نگاری " یا " تحشیہ نگاری " ہے - Terminology کے لیے " اصطلاحات " اور Lexicography کے لیے " علم المصطلحات "دیا گیا ہے جبکہ پہلے کے لیے " علم اصطلاحات سازی " اور دوسرے کے لیے "لغات نگاری " درست ہے - بعض مقامات پر انگریزی الفاظ ہی استعمال کر لیے گئے ہیں جبکہ ان کا ترجمہ یا اردو متبادل موجود ہے جیسے ایرکنڈیشننگ ، لیبیگر ، پروگرامنگ ، ہاؤسنگ وغیرہ - بعض مقامات پر انگریزی سے اِمتزاجی ترکیب بنائی گئی ہے جو انگریزی کے بغیر بھی بن سکتی تھی - جیسے " ہنڈل سازی" " گرافک طریقے "، " کنٹریکٹ وتصریحات "وغیرہ - اسمِ مجرد کی بجائے اسم مصدر کا استعمال تو عام ہے جیسے " ٹھنڈا کرنا " (Cooling) " باندھنا " (Packing) " خشک کرنا " (Drying) وغیرہ -

(ق)- وفاقی وزارتِ تعلیم ، اسلام آباد نے بھی اصطلاحات سازی کے میدان میں قدم رکھا ہے- پروفیسر عبد الرؤف نوشہروی لکھتے ہیں:[۹۴]

> " حکومتِ پاکستان نے " کری کولم ونگ " میں چاروں صوبوں کے ماہرینِ فن کو دس پندرہ روز کے لیے یک جا بٹھا کر ان سے وضع اصطلاحات کا کام لیا - راقم الحروف نے بھی اس مشق میں حصہ لیا - مگر بعد میں ان کا کیا بنا کچھ معلوم نہ ہو سکا- شاید مسودات اب مقتدرہ کے کام آئیں -"

چنانچہ یہ اصطلاحات مقتدرہ قومی زبان ہی نے ۱۹۸۵ء میں شائع کیں جن کا مسودہ ۱۹۸۰ء میں تیار ہو گیا تھا - جسے جون ۱۹۸۲ء میں ایک نظر پھر سے دیکھنے کے بعد مقتدرہ کی طرف سے ۱۹۸۵ء میں بطور " تسویدی اشاعت " شائع کیا گیا[۹۵] نظرثانی کی مجلس میں میجر آفتاب حسن ، ڈاکٹر ایس ایم ایچ ترمذی ، ڈاکٹر مسزنسیمہ ترمذی ، ڈاکٹر اسلم قریشی ، ڈاکٹر آصف علی قانفی ، پروفیسر محمد انور بھٹی ڈاکٹر مسز پروین شاہد، پروفیسر خادم علی ہاشمی اور جناب تاج محمد شامل تھے[۹۶] اس لغت میں سابقہ تمام رجحانات (ہندی سنسکرت سے قطع نظر) سامنے آتے ہیں - مثلاً عربی ،فارسی ، مقامی ،انگریزی وامتزاجی وغیرہ - Acid کے لفظ اور اس کے مشتقات ہی کی مثال لے لیں جیسے " ترشہ ، تیزاب ،ترشی چھان ، ترشاؤ، ترشانا ، ایسڈک ترشہ ، ترشیت وغیرہ - اسی طرح " ہنسی آور گیس " اور "کلشک ترشہ " جیسی مثالوں سے ایسے امتزاجی رجحان کا علم ہوتا ہے - اس مجموعے میں کئی نئی اصطلاحات کا اضافہ بھی ہوا ہے لیکن انھیں بارھویں جماعت تک استعمال ہونے والی اصطلاحات تک محدود رکھا گیا ہے اور اس کی اشاعت کا مقصد ' پاکستان بھر کی سائنسی درسی کتب میں اصطلاحی یکسانیت پیدا کرنا ظاہر کیا گیا ہے'[۹۷]

(ک)- دیگر علمی انجمنوں اور اداروں میں سے سائنٹیفک سوسائٹی پاکستان ، آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس' کراچی اور ہمدرد فاؤنڈیشن' کراچی کی خدمات قابلِ ذکر ہیں - سائنٹیفک سوسائٹی ۱۹۶۲ء سے کام کر رہی ہے - اس کا زیادہ تر کام شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ' جامعہ کراچی کو تعاون فراہم کرنے سے متعلق ہے اور علمی طور پر اصطلاحات کے استعمال کی کوششوں پر مبنی ہے - اس کے جریدہ " جدید سائنس" میں " تعلیمی اصطلاحات" قسط وار شائع ہوتی رہیں ، جن کا ذکر ہم کر چکے ہیں - یہی صورت ایجوکیشنل کانفرنس کی ہے - اس کی مطبوعات میں عملاً اصطلاحیں وضع و استعمال ہوئیں لیکن اصطلاحی اشاریے نہیں دیے گئے - ہمدرد فاؤنڈیشن نے بھی کئی ایسی کتب شائع کی ہیں خصوصاً طبی امور میں علم الابدان جیسی کتابیں ، جن میں وضع واستعمالِ اصطلاحات نظر آتا ہے - اصطلاحات نگاری کے حوالے سے ہمدرد کی ایک

۹۴- پروفیسر عبد الرؤف نوشہروی ، " قومی زبان میں سائنسی علوم کی تدریس اور اصطلاحات کا مسئلہ "،کائنات (اردو میں سائنسی تدریس نمبر)، کراچی ، وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ص : ۲۷۸ -

۹۵- مجلسِ اصطلاحات ، وفاقی وزارتِ تعلیم ، سائنسی وتکنیکی اصطلاحات ، تسویدی اشاعت ،اسلام آباد ،طبع اول ۱۹۸۵ء، عرضِ ناشر، ص : الف -

۹۶- ایضاً ، طبع دوم جولائی ۱۹۸۶ء -

۹۷- ایضاً ،طبع دوم ، جولائی ۱۹۸۸ء - پیش لفظ ص : الف -

کتاب نباتی مفردات از حکیم نعیم الدین (۱۹۸۱ء) قابلِ ذکر ہے ، جس میں نباتیات کے مقامی لاطینی ناموں کے علاوہ پورے متن میں کیمیائی وحیاتیاتی اصطلاحی مترادفات ملتے ہیں ۔ نباتیات کو اردو الفبائی ترتیب سے دیا گیا ہے ۔

۶:۲ عسکری اصطلاحات سازی :

جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی نے پاکستان بننے کے کچھ عرصہ بعد فوج میں اردو اصطلاحات رائج کرنے کا فیصلہ کیا ۔ ۱۹۵۲ء میں اس مقصد کے لیے مجلس وضع اصطلاحات قائم کی گئی ۔ بریگیڈیر گلزار احمد اس کام کے بانی تھے ۔ وہ لکھتے ہیں :[98]

" عسکری اصطلاحات کو اردو زبان میں منتقل کرنے کی کوشش سے پہلی بار میرا تعارف ۱۹۳۹ء میں ہوا .... جب بعض عسکری اصطلاحات کے تجویز شدہ تراجم پر میری رائے پوچھی گئی ۔ "

۱۹۵۲ء میں جنرل ہیڈکوارٹر میں Translation Experts Committee میں بریگیڈئیر صاحب کو صدرنشین کے فرائض سونپے گئے جو پانچ سال تک اس منصب پرفائز رہے[99] ان کا کام فوج کے لیے اصطلاحات وضع کرنا تھا ۔ دومترجم کسی یونٹ میں چلے جاتے اور وہاں استعمال ہونے والی انگریزی اصطلاحات کو دیکھتے ، پھر ہر انگریزی اصطلاح کے لیے دو چار اردو متبادل اصطلاحیں تجویز کرتے ۔ شعبہ تراجم یہ وضاحت کرتا کہ ان اردو الفاظ کو کن مستند اساتذہ نے استعمال کیا ہے ۔ یہ تمام اصطلاحات مجلس وضع اصطلاحات کے سامنے پیش کی جاتیں ۔ دس پندرہ روز بعد مجلس کا اجلاس ہوتا اور ان اصطلاحوں پر غور ہوتا [100] بریگیڈئیر صاحب لکھتے ہیں کہ اس کمیٹی میں ان کے علاوہ دو رکن اور تھے ۔ ایک بریگیڈئیر اور ایک لیفٹیننٹ کرنل [101] ایوب صابر نے تین بریگیڈئیر کے علاوہ متعلقہ شعبے کے عہدے دار بھی شریک بیان کیے ہیں ۔ یہ عہدے دار اکثر این سی او سطح کے ہوتے ۔ اردو اصطلاح اکثر ایسی چنی جاتی جس میں انگریزی کا اصل مفہوم ہوتا ۔ اس بنیادی اصطلاح سے دیگر مشتق اصطلاحیں بھی وضع کی جاتیں ۔ مثلاً Tactics کے لیے " تدبیرات " کا لفظ چنا گیا ۔ اسی مناسبت سے " تدبیراتی " "تدبیراتی منصوبہ " وغیرہ [102] بریگیڈئیر صاحب لکھتے ہیں کہ بعض اوقات ایسے الفاظ بھی بطور اصطلاح چُنے جاتے جن کا اصل موضوع سے کوئی تعلق نہ ہوتا تھا ۔ مثلاً گولی نشانے پر بیٹھنے کے لیے انگریزی Bull's eye کا ترجمہ مقامی لفظ "گل زری "قبول کیا گیا ۔ یا " ٹارگٹ " کے لیے مستعمل لفظ "ٹارکیٹ" ۔ تمام الفاظ پمفلٹوں کی صورت میں شائع کیے جاتے [103]

۱۹۵۲ء میں اِن اصطلاحوں کو جمع کر کے ایک کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا ۔ ۱۹۶۷ء میں اس پرنظرثانی کی گئی ۔ تاہم جامع لغت کی ضرورت ہنوز باقی تھی ۔ جس مقصد کے لیے ناظم تربیتی اشاعت واطلاعات کو صدر نشین مقرر کر کے ایک مجلس قائم کی گئی ، جس نے چار برس تک مسلسل کام کرکے ایک انگریزی اردو عسکری لغت مرتب کر دی جو ۱۹۸۲ء میں راولپنڈی سے شائع ہوئی [104]

اس لغت میں قاموس الاصطلاحات ، اور دفتری اصطلاحات ،محاورات کی لغت سے بھی استفادہ کیا گیا ۔ ڈاکٹر عليق اور مولوی عبدالحق کے عمومی لغات بھی کام میں لائے گئے ۔ تاہم عربی ، فارسی مقامی اور انگریزی عناصر کے امتزاج کو بنیادی اہمیت حاصل رہی ہے ۔ جیسے " خودزاکشائی مشین " ، "خود کار بحرانی کنندہ " ، " غیررجمنٹل خدمت " ، " ریڈیوزڈ اشارہ گاہ " وغیرہ ۔ اکثر اوقات لفظی ترجمے سے گریز کیا گیا ہے جیسے Zero length lending کے لیے " اڑان تکنیک" ، Close support کے لیے " مخصوص امداد " یا Hair pin bend کے لیے " چمٹا موڑ" وغیرہ۔گویا اس لغت میں اردو اصطلاحات سازی کے وقت" قریب المفہوم" پر زیادہ زور دیا گیا ہے ۔

۹۸۔ بریگیڈیرگلزار احمد ، "بری فوج میں عسکری اصطلاحات کے تراجم اورنفاذ اردو کی کوشش "،اخبار اردو اسلام آباد، مئی ۱۹۸۹ء ، ص : ۱۱ ۔

۹۹۔ بریگیڈیرگلزار احمد، قومی زبان کا نفاذ چند دشواریاں ، اسلام آباد (۱۹۸۲ء)، ص : ۲ ۔

۱۰۰۔ ایوب صابر، محولہ بالا ، ص : ۳۹ ۔

۱۰۱۔ محولہ بالا ، اخبار اردو، ص : ۱۱ ۔

۱۰۲۔ ایوب صابر، محولہ بالا ، ص : ۳۹ ۔

۱۰۳۔ محولہ بالا ،اخبار اردو، ص : ۱۲ ۔

104- Ref. English Urdu Military Dictionary, 1982, " Preface".

اردو میں تشریحی عسکری لغت یا کشاف کی صورت میں ابجدی ترتیب سے ایک لغت "پاکستانی آرمی جرنل" میں شائع ہونا شروع ہوا ہے – جسے آرمی ایجوکیشن کور کے لیفٹیننٹ کرنل غلام جیلانی خان نے لکھنا اور مرتب کرنا شروع کیا ہے – انھوں نے اس میں صرف تدبیراتی اصطلاحوں کو شامل کیا ہے اور مارچ ۱۹۸۸ء کے شمارے میں اس کی پہلی قسط شائع کی ہے – جون ۱۹۸۹ء تک اس کی چھ اقساط شائع ہو چکی ہیں ، جو ہمارے سامنے ہیں – اس میں بنیادی رجحان انگریزی الفاظ کو بجنسہٖ لینے کا ہے ، خواہ ان سے مشتقات نہ بن سکیں – جیسے " ایڈوانس " ، " ایجوکیشن پوائنٹ " وغیرہ – بعض ایسے الفاظ بھی لیے گئے ہیں ، جن کے مناسب اردو ترجمے موجود تھے – مثلاً " لوڈنگ " ، " نیٹ " وغیرہ – نیز ان کے ساتھ امتزاجی ترکیبیں بھی بنائی گئیں جیسے " انتظامی لوڈنگ " اور " انتظامی نیٹ " یا "انفرادی منیجمنٹ " ، " ریزرو حالت " ، " تحفظی سروس " ، " آف لوڈ کرنا " ، " لوکیٹ کرنا " ، "انگیج کرنا " ، " غیر آپشنل " ، " انٹرسیپٹ کرنا " وغیرہ لکھے[۱۰۵] جو نہ صرف غیر علمی بلکہ انتہائی مضحکہ خیز ہیں – دراصل انھوں نے عسکری روزمرہ کو اردو اصطلاحات سازی میں استعمال کرنے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اسے زیادہ وقیع اور علمی بنانے کے لیے عربی ، فارسی الفاظ کا استعمال بھی کیا گیا ہے – اس پر میجر امیر افضل خان کے مراسلے میں اس جملے میں موزوں تبصرہ کیا گیا ہے " روزمرہ استعمال والی اردو عسکری اردو نہیں "[۱۰۶] اگرچہ انھوں نے یہ بات روزمرہ زبان کے بارے میں کہی ہے لیکن یہ روزمرہ عسکری زبان پر بھی صادق آتی ہے –

جہاں تک عسکری اصطلاحی اشاریوں کا تعلق ہے ، بریگیڈیئر گلزار احمد اس میں سرِ فہرست ہیں – ان کی کتابوں امیر تیمور (۱۹۵۶ء)، جنگ : میکاولی سے ہٹلر تک (۱۹۶۲ء) اور دفاع پاکستان کی لازوال داستان (۱۹۶۸ء) میں نہ صرف عسکری اصطلاحات کا استعمال ملتا ہے بلکہ عسکری اصطلاحات سازی کا ارتقائی سفر بھی نظر آتا ہے – ابتدائی دونوں کتابوں میں تو ہمیں ان کے عسکری اصطلاحات کے پہلے کتابچے کا پرتو نظر آتا ہے ، جس میں عساکر میں استعمال ہونے والے لفظی بگاڑ کو باقاعدہ اصطلاح کی صورت دی گئی ہے – مثلاً " فیر " ، " رفل " ، " نفری " وغیرہ اور انھیں سے مشتقات بنائے گئے ہیں مثلاً " اُچٹتا فیر " ، " کاٹتا فیر " ، " کُل رفل " ، " رفلچی " ، " نفری طاقت " ، وغیرہ – بعض الفاظ اصول تحت کے تحت بھی بنائے گئے مثلاً برقتازی (Blitzkrieg) ، گارود (ammunition) بعض اصطلاحات علمی غور و فکر کا پتا دیتی ہیں – جیسے " استخبارات " (intelligence) ، " اقدام " (Operation) " پس قدمی " (With-drawl) ، " پن طاقتی " (hydraulic) " تدبیرات ، تزویرات ، حرکی جنگ ، حرکتی جنگ ، دفاعیہ " (Defensive) ، " رنجک " (Charge) " صیانت " (Security) ، " اجباری " (Conscript) " اعزامی " (Expenditionary) " وحدت " (Unit) – اسماء سے افعال بنانے کی کوشش بھی ان کے ہاں ملتی ہے جیسے " رنجک " سے " رنجکانا " (to explode) ، " عسکرانا " (to militrize) – تاہم جب ہم ان کی تیسری کتاب دفاع پاکستان کی لازوال داستان پر نظر ڈالتے ہیں تو جہاں ہمیں " استخبارات ، تدبیرات ، تزویرات " اِقدام " وغیرہ کا مسلسل استعمال ملتا ہے – وہیں " گارود " کی بجائے " ایمونیشن " اور " پس قدمی " کی بجائے " پس نشینی " ، " دفاعیہ " کی جگہ " دفاعی " کے الفاظ ملتے ہیں –

اگر ہم بریگیڈیئر گلزار احمد سے کرنل غلام جیلانی تک کا ارتقائی جائزہ لیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ پاکستان بنتے ہی ایک ردِّعمل اور اورینٹیل تعلیم کے باعث عربی ، فارسی کو ایک اہم ماخذ کی حیثیت حاصل تھی ، جو بریگیڈیئر صاحب کی تیسری کتاب میں قدرے پیچھے ہٹتا اور انگریزی الفاظ کا استعمال بڑھتا نظر آتا ہے جبکہ عسکری لغت (۱۹۸۲ء) میں یہ اسماء کی حد تک اور کرنل غلام جیلانی کے آنے تک افعال کی حد تک استعمال میں لانے کی کوشش میں تبدیل ہوتا چلا جاتا ہے –

۶:۲ چند انفرادی اور نجی اداروں کی خدمات :

پاکستان بنتے ہی سرکاری کوششوں کے ساتھ ساتھ بعض علمی شخصیات نے انفرادی طور پر بھی اصطلاحات سازی کے میدان میں خدمات انجام دیں ، جن کی اشاعت بھی انفرادی طور پر کی یا پھر نجی اشاعتی اداروں نے ان کی نشر و اشاعت میں حصہ لیا – گوکہ ان افراد کی خدمات سرکاری اداروں سے بھی سامنے آتی رہی ہیں لیکن نجی اداروں کی طرف سے شائع ہونے والی ایسی کوششوں کو انفرادی کوششیں ہی قرار دیا جا سکتا ہے – ایسے افراد میں سید قاسم محمود ، صوفی گلزار احمد ، محمد اسلام ، محمد انعام اللہ ، زرینہ خانم ، ڈاکٹر محمد اسلم خاکی اور پروفیسر وہاب اختر عزیز وغیرہ کے نام سرِفہرست ہیں جنھوں نے باقاعدہ لغات مرتب کیں – ان کے علاوہ بعض نجی اداروں کی طرف سے ایسے لغات یا اصطلاحی کام

۱۰۵– بحوالہ : پاکستان آرمی جرنل ، راولپنڈی : اپریل ۱۹۸۸ء ، " انگریزی اردو عسکری لغت " ، ص ص : ۶۸تا۷۵ —

۱۰۶– ایضاً ، جون ۱۹۸۹ء ، ص : ۹۲ —

پیش کیے گئے – جن میں مکتبہ نوائے وقت لاہور، فیروزسنز لاہور، شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور، مکتبہ فرینکلن اور اس سے وابستہ ادارے اور کرسچین سٹڈی سنٹر راولپنڈی قابل ذکر ہیں – ان کے علاوہ بھی کئی کتب کے اصطلاحی اشاریے ہمارے سامنے آتے ہیں جو اصطلاحات سازی کی خاطرخواہ کوششوں کے نقیب ہیں –

سید قاسم محمود نے فرہنگِ معاشیات مرتب کی جسے ۱۹۶۰ء میں شیش محل کتاب گھر کی طرف سے شائع کیا گیا – اس میں ہمیں حیدر آباد دکن کے رجحانات سے قدرے اوروہی انحراف نظر آتا ہے جو بعد میں جامعہ پنجاب میں اختیار کیا گیا – گویا اسے ہم ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب کا نقیب قرار دے سکتے ہیں – یہ لغت اردو ابجدی ترتیب سے ہے –

جون ۱۹۷۰ء میں انھوں نے شیش محل کتاب گھر ہی کی طرف سے انسائیکلوپیڈیا معلومات قسط وار شائع کرنا شروع کیا، جس میں لامحالہ اصطلاحات سازی کا عمل انجام دیا جانے لگا – اس میں شائع ہونے والی اصطلاحات پر ردّ عمل بھی ہوا – مثلاً میجر آفتاب حسن نے " آبِ سلطانی " پر اعتراض کیا اور کہا کہ اسے " ماءالملوک " ہونا چاہیے – اس پر بحث تیسرے باب میں گزر چکی ہے – ۱۹۷۲ء تک " آ " کی جلد مکمل ہو چکی تھی، جو ایک تعطّل کے بعد ۱۹۷۶ء میں شاہکار انسائیکلوپیڈیا کے نام سے مکتبہ شاہکار کی طرف سے ترمیم واضافے کے بعد شائع کی گئی – اس میں بعض اصطلاحات کو اردو میں لانے کی عمدہ کوشش کی گئی ہے – جیسے "ارکیوپٹیرکس یا" آژی" (Aegean) "ازٹک" (Aztec) "آرم" (Arum) وغیرہ – ۱۹۸۸ء میں کراچی سے شاہکار بک فاؤنڈیشن کی طرف سے انسائیکلوپیڈیا سائنس کے سلسلے کے تحت فلکیات اور ایجادات پر دو جلدیں سامنے آتی ہیں – ان میں انسائیکلوپیڈیا معلومات ہی کی جھلک نظر آتی ہے –

صوفی گلزار احمد نے ان دنوں جب وہ لاہور میں شعبہ فلسفہ کے استاد تھے، فرہنگِ نفسیات مرتب کی تھی – جسے ۱۹۶۱ء میں ملک دین محمد اینڈ سنز لاہور نے شائع کیا – انہی دنوں دور ایوبی کے شریف کمیشن نے اس امر کی یقین دہانی کرائی تھی کہ بہت جلد تعلیم قومی زبان میں دی جانے لگے گی اور ایک بورڈ علوم وفنون کی اصطلاحات وضع کرنے کے لیے قائم کیا جائے گا – چنانچہ نجی سطح پر اس بورڈ کے مجوزہ قیام کے لیے تعاون کرتے ہوئے یہ لغت بھی مرتب کی گئی[۱۰۷] صوفی گلزار احمد کے اس کام میں ان کے والد صوفی غلام مصطفےٰ تبسم نے خاطر خواہ مدد فرمائی تھی – نیز ڈاکٹر محمد اجمل اور پروفیسر شجاعت بخاری صاحب نے اس مسودے کی درستی میں ہاتھ بٹایا[۱۰۸] اس میں تقریباً نو سو اصطلاحات اردو مترادفات اور تشریحات بیان کی گئی ہیں – سید قاسم محمود کی طرح یہاں بھی دکن اور کراچی کے انداز سے قدرے انحراف کیا گیا ہے – مثلاً یائے نسبتی، فارسی انداز ترکیب اور مقامی عنصر کے ساتھ ترکیب سازی جیسے " تناسلی شخصیت، شدت بھری، بے عکسی فکر، حرکی عمل، عیبی پن " وغیرہ – کہیں کہیں مولوی عبدالحق کے لغت سے استفادہ بھی نظر آتا ہے جیسے " رنگندھا پن"، "ہیجانِ اولیہ " وغیرہ –

محمد اسلام نے جدید اصطلاحاتِ معاشیات مع تشریح مرتب کی، جس کی جلد اول ۱۹۷۶ء میں ۲۳۸ صفحات میں مرکز فروغ علوم لاہور نے شائع کیا – اس جلد میں A سے C تک کی اصطلاحات کے اردو مترادفات اور تشریحات بیان کی گئی ہیں – مرتب کی وفات کے باعث یہ سلسلہ جاری نہ رہ سکا – تقریباً انہی دنوں ریڈیو ٹیکنیشن محمد انعام اللہ نے ٹیکنیکل ڈکشنری ریڈیو و دیگر انجینرنگ کے نام سے مرتب کی جسے نیشنل بک سٹال کی طرف سے شائع کیا گیا – اس میں اردو مترادفات کی بجائے انگریزی اصطلاح کو اردو رسم الخط میں دے کر اس کے معانی کی تشریح کی گئی ہے – " کیتھوڈرے، چوک کوائل الیکٹرونز " وغیرہ اور تشریحات میں بھی انہی الفاظ کو محض اردو عبارت میں دیا گیا ہے – بہت سی تکنیکی مطبوعات میں یہ انداز عام طور پر اختیار کیا جاتا ہے – مثلاً " سٹیپ اپ ٹرانسفارمر، وہ ٹرانسفارمر جو وولٹیج کو بڑھاتا ہے – سکینڈری ٹرنز، پرائمری ٹرنز کے مقابلے میں زیادہ ہونے کی وجہ سے "[۱۰۹] یہاں اس اسلوب پر بحث کی گنجائش تو نہیں تاہم یہ انگریزی اصطلاحات کو بجنسہٖ بلکہ تمام تر اردو میں لے لینے کے رجحان کا لغت ہے – اس میں الفاظ کی جمع، فعلی صورت، معاملات اور دیگر مشتقات بھی انگریزی ہی میں رہنے دیے گئے ہیں، جو غیر علمی صورت قرار دیے جا سکتے ہیں –

۱۰۷– صوفی گلزار احمد، فرہنگ نفسیات، لاہور (۱۹۶۱ء)، " پیش لفظ " از محمد اسلم، ص : ۸ –

۱۰۸– ایضاً، " دیباچہ " ازمرتب، ص : ۱۰–

۱۰۹– محمد انعام اللہ، ٹیکنیکل ڈکشنری، لاہور (س ن)، ص : ۵۴ –

نفسیات کا ایک اور لغت فرہنگ نفسیات نومبر ۱۹۸۲ء میں کفایت اکیڈمی، کراچی کی طرف سے شائع کیا گیا - جسے زرینہ خانم ، گورنمنٹ سیفیہ کالج کراچی نے مرتب کیا - یہ لغت صرف نفسیات تک محدود نہیں بلکہ اس میں عمرانیات ، طبّ اور تعلیم اور سائنس کی متعلقہ اصطلاحات بھی شامل کی گئی ہیں - مرتب نے دعویٰ کیا ہے کہ اصطلاحات کی ثقالت سے بچنے کے لیے قابلِ فہم تشریح کی جائے - ان کا یہ دعویٰ کہ " کوئی لغت ایسی مرتب نہ ہو سکی جو ان اصطلاحات کی مختصراً وضاحت بھی کرے "(۱۱۰) محلِ نظر ہے کیونکہ صوفی گلزار احمد کا لغت موجود ہے اور یہ بھی کہ ان کے لغت میں ثقیل اصطلاحات بھی ہیں جیسے " تنطیف " ، " بہیں حس " ، " اختبار " ، " تعویق " ، " انخفاض " وغیرہ عربی مرکبات - ان کے بارے میں ڈاکٹر عبدالقادر (شعبہ فلسفہ کراچی) نے لکھا ہے کہ " وہ رفتہ رفتہ متروک ہو جائیں گی - جو روانی سے تحریر میں سما نہیں سکتیں وہ بھی وقت کے ساتھ شکل بدل کر مستعمل ہو جائیں گی "(۱۱۱) اس لغت میں تقریباً چار ہزار اصطلاحات کے اردو مترادفات اور معنوی تشریح کی گئی ہے - اگرچہ زیادہ تر مترادفات عربی، فارسی پر مشتمل ہیں لیکن اس لغت کی سب سے بڑی خصوصیت دیگر مستعمل الفاظ سے اختلاف ہے - مثلاً "کجروی" (aberration) کی بجائے " کج رہی " ، "اضطرار (Reflex) کی بجائے "انعکاس" ، " کثیرزوجی " (Polygamy) کی بجائے "چندزنی " وغیرہ - اردو مترادفات کی تلاش میں ہندی اور مقامی عنصر کو بھی استعمال کیا گیا ہے ، جیسے " دن سپنا" "من فکر" ، "دن بھٹنا" ، "کالبُد" وغیرہ جو اردو میں عام طور پر مستعمل ہیں - مولوی عبدالحق کے لغت سے مخصوص الفاظ " رتوندی " ، "دتوندی " وغیرہ بھی لیے گئے ہیں - ایک اور قابلِ ذکر خصوصیت یہ ہے کہ انگریزی الفاظ کو بہت کم اردو میں لیا گیا ہے -

ڈاکٹر محمد اسلم خاکی کے " کشاف اصطلاحات فقہ " (فروری ۱۹۸۷ء) کا ذکر ہم چوتھے باب میں کر چکے ہیں (۱۱۲) اسی طرح لسانیات کے پہلے اصطلاحی اشاریہ اردو لسانیات (۱۹۶۶ء) از ڈاکٹر شوکت سبزواری پر بحث ساتویں باب میں ہے - ملتان کے پروفیسر وہاب اختر عزیز کے لغات اور اصطلاحات مغربی پاکستان اردو اکیڈمی اور ادارہ تالیف و ترجمہ جامعہ پنجاب کے حوالے سے بیان ہو چکے ہیں - ان کے دو مزید لغات لاہور سے اظہر پبلشرز نے ۱۹۸۸ء کے قریب شائع کیے ہیں - ان میں سے ایک طبّی لغت ہے اور دوسرا سائنس پر مشتمل ہے - طبّی لغت میں تقریباً آٹھ ہزار اصطلاحات ہیں ، جن میں تشریح الاعضا ، فعلیات ، امراضیات کیمیا ، حیاتیات ، جرثومیات ، جنسیات ، علم الادویہ اور دیگر متعلقہ علوم کی اصطلاحات شامل ہیں - اردو مترادفات تمام ماخذوں سے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی ہے اور بقول مرتب "جہاں مترادفات مل نہیں سکے وہاں کوشش کی گئی ہے کہ ایک ہی لفظ وضع کیا جا سکے "-(۱۱۳) چنانچہ جہاں انھوں نے دیگر ماخذوں سے مترادفات جمع کیے ہیں ، ان کی تعداد خاصی ہے - بعض اوقات یہ تعداد چار تک جا پہنچتی ہے - کہیں کہیں واحد لیکن آسان مترادف مثلاً " ہچکی " ، "ہاضم دوا" وغیرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انھیں مرتب نے وضع کیا ہے ورنہ اصطلاحات عام طور پر عربی فارسی ترکیب ہی کی صورت میں ہیں - سائنسی لغت میں فلکیات ، نباتیات ، کیمیا ، ریاضی ، طبیعیات ، حیاتیات وغیرہ کی اصطلاحات شامل کی گئیں بلکہ بقول مرتب " نئی اہم سائنسی عنوانات اور اصطلاحات بھی شامل کی گئی ہیں "-(۱۱۴) شروع میں ایسی امدادی اصطلاحات کی فہرست بھی دی گئی ہے ، جو مفہوم بیان کرنے کے لیے استعمال کی گئی ہیں - مرتب نے کسی خاص اصول کی پیروی نہیں کی ، اگر ترجمہ میسر نہیں تو انگریزی اصطلاح ہی درج کر دی گئی ہے یا پھر بعض اصطلاحات کے تراجم سہل پسندی کے باعث نہیں دیے گئے - جیسے " پروٹین " ، " پگمنٹس " ، "سٹینڈرڈ" وغیرہ - مفاہیم کی تشریح انگریزی اور اردو میں دی گئی ہے -

اسی ادارے (اظہر سنز پبلشرز) نے حیاتیات کا ایک اور لغت بھی شائع کیا ہے ، جسے صلاح الدین اور خواجہ مختار رسول نے مرتب کیا ہے - اس میں بھی انگریزی اصطلاحات کی تشریح کے لیے جو اردو اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں ، انھیں شروع میں درج کر دیا گیا ہے (۱۱۵) لیکن یہ غیر ابجدی ترتیب سے ہیں تاہم اس کی خوبی یہ ہے کہ اس میں انگریزی الفاظ کو بعینہٖ لینے کی بدعت نہیں کی گئی اور زیادہ تر مفرد اصطلاحیں ہی پیش کی گئی ہیں -

---

۱۱۰- زرینہ خانم ، فرہنگ نفسیات ، کراچی (نومبر ۱۹۸۲ء) ، "پیش لفظ" از مرتب ، ص : ۷ -

۱۱۱- ایضاً ، " تعارف " ، از ڈاکٹر عبدالقادر ، ص : ۵ -

۱۱۲- دیکھیے : چوتھا باب ۲:۱ -

113- Wahab Akhtar Aziz, Gem Pocket Medical Dictionary, Lahore, Preface, P:4 -

114- " " " , Gem Dictionary of Science, Lahore , Preface, P:4 -

115- Salah ud din and Kh. Mukhtar Rasul, Gem Dictionary of Biology, Lahore, P:1 -

جہاں تک دیگر اشاعتی اداروں کا تعلق ہے ، تو ان میں سب سے پہلے مکتبہ "نوائے وقت" لاہور نے اصطلاحات سازی کا کام انجام دیا ۔ پاکستان بننے کے بعد جہاں مجلس زبان دفتری کا قیام عمل میں آیا وہیں مکتبہ نوائے وقت نے بھی ان اصطلاحات کو پیش کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ کتابچہ ہماری قومی زبان کی دفتری اصطلاحات اسی دور میں شائع ہوا ، جو ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے ۔ اس میں شعبہ ماموربن (انتظامیہ)، حسابات اور امور عامہ کے ساتھ ساتھ شعبہ ہائے وزارت کے ناموں کے اردو مترادفات دیے گئے ہیں ۔ یہ الفاظ ہفت روزہ "قندیل" لاہور میں قسط وار شائع ہوتے رہے تھے جنہیں ترمیم کے بعد کتابچے کی صورت میں شائع کیا گیا ہے ۔ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ کتابچہ ۱۹۵۱ء میں کہیں شائع ہوا تھا کیونکہ "پیش لفظ" میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے ۱۲ اگست ۱۹۵۰ء سے اضلاعی دفاتر کی تمام خط وکتابت اردو میں کرنے کے احکام صادر فرما دیے ہیں (۱۱۶)...... چنانچہ اس مقصد کے لیے یہ کتابچہ شائع کیا گیا ہے ۔ ان اصطلاحوں کو بعد ازاں مجلس زبان دفتری کے لغت میں استعمال کیا گیا ہے ۔ مثلاً تصدیق ظہری (Endorsement)، نشان مراسلہ (Despatch number) محاسب (Accountant)، ہرکارہ (Dak Runner)مسودہ برائے منظوری(D F A) پیش ہے "(Submitted) وغیرہ ۔ انہی سے متعلقہ اصطلاحات بنکاری بھی مکتبہ نوائے وقت ہی کی شائع کردہ کتاب "آسان بنکاری" از امین انجم میں بھی پیش کی گئی ہیں ، جو ۱۹۵۵ء میں لاہور سے شائع ہوئی ۔ اس کے صفحات ۱۱۶تا ۱۲۲ پر اصطلاحی اشاریہ پیش کیا گیا ہے ۔

فیروز سنز لاہور نے اردو انسائیکلوپیڈیا (طبع اول ۱۹۶۲ء) کے ذریعے بھی ضمنی طور پر اصطلاحات نگاری میں خاصی خدمات انجام دی ہیں ۔ اسے سید سبط حسن ، احمدندیم قاسمی ، حسن عابدی ضمیر وارثی وغیرہ نے مرتب کیا تھا ۔ اس میں بعض انگریزی اصطلاحات کو بعینہٖ بھی لیا گیا ہے جیسے "بائیوریا"، "ڈیجونیٹر"، "مسٹرڈگیس" وغیرہ (۱۱۷)

ایک اور کتاب کوالٹی کنٹرول (۱۹۸۸ء) میں اس موضوع پر پہلی بار اصطلاحات سازی کا عمل کیا گیا ہے ۔ جس میں مقتدرہ قومی زبان کی وضع کردہ اصطلاحات کو ماخذ بنایا گیا ہے ۔ خصوصاً سائنسی وتکنیکی اصطلاحات ، اصطلاحات فنیات ، اصطلاحات ریاضی سے (۱۱۸) لیکن اس استعمال میں مصنف کامران موسیٰ نے اپنی ذاتی پسند کا خیال زیادہ رکھا ہے ۔ مثلاً Effect Diagram کے لیے "خاکہ اسباب" کی نامکمل اصطلاح استعمال کی ہے جسے خاکہ اسباب وعلل ہونا چاہیے تھا ۔ یا Ethics کے لیے "اخلاقیات" کی بجائے "آداب" یا Frequency table کے لیے "جدول تعدد" کی بجائے "گنتی کا ٹیبل" اختیار کیا ہے ۔ "کوالٹی کنٹرول" کے لیے کہیں کہیں "نگرانی معیار" بھی استعمال کیا ہے ۔

ایک اور بڑے اشاعتی ادارے شیخ غلام علی اینڈ سنز نے بھی ضمنی طور پر اصطلاحات کی اشاعت میں اپنا کردار ادا کیا ہے بلکہ یہ کردار مکتبہ فرینکلن کی مدد سے بہت سے اداروں نے انجام دیا ہے ۔ مکتبہ فرینکلن لاہور کا مرتبہ اردو جامع انسائیکلوپیڈیا (۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء) شیخ غلام علی اینڈ سنز نے شائع کیا ہے اس میں بنیادی کام مولانا غلام رسول مہر اور مولانا حامد علی خان کا ہے ۔ البتہ مولوی عبدالحق ، سید ہاشمی فرید آبادی ، علی ناصر زیدی ، میجر آفتاب حسن، پروفیسر سی اے قادر کے علاوہ بہت سے مقامی اہل علم بھی شامل ہیں جس کی بنا پر اس میں اکثر رجحانات کا امتزاج ملنا چاہیے تھا ۔ اس کام کا آغاز ۱۹۵۹ء میں ہوا اور اصطلاحات کے لیے قاموس الاصطلاحات کو بنیاد بنایا گیا (۱۱۹)

شیخ غلام علی کی شائع کردہ ایک کتاب مظہر دنیائے عجائب میں (۱۹۶۹ء) ترجمہ: ڈاکٹر محمد انیس عالم میں فلسفہ، الہٰیات اور سائنسی اصطلاحات کی زیادہ تر مروجہ اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں ۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز ہی کی شائع کردہ کتاب نظام کتب خانہ (طبع اول ۱۹۷۸ء) از الطاف شوکت اس موضوع پر اہم کتاب کی حیثیت رکھتی ہے ۔ جس میں "تشریح اصطلاحات" کے عنوان سے ایک باب شامل کیا گیا ہے۔ جس میں اصطلاحات سازی کے لیے انفرادی خدمات انجام دی گئی ہیں ۔ مثلاً Classifier کے لیے "درجہ ساز" Uniform Title کے لیے "یکساں عنوان Book Support کے لیے "کتابی پشتہ" Catchword کے لیے "نظرگیر" انہی کے وضع کردہ معلوم ہوتے ہیں جو طلبہ کے کثرت استفادہ کے باعث بعد ازاں رائج ہوتے چلے گئے ۔ اگرچہ بعض اردو تراجم موزوں نہیں مثلاً Analytical کے لیے "تجزیاتی"

۱۱۶۔ ہماری قومی زبان کی دفتری اصطلاحات ،لاہور (س ن)پیش لفظ ، ص : ۲ ۔

۱۱۷۔ بحوالہ : اردو انسائیکلوپیڈیا ، لاہور (۱۹۸۴ء) ۔

۱۱۸۔ بحوالہ : کامران موسیٰ ،کوالٹی کنٹرول ، لاہور (۱۹۸۹ء) ۔

۱۱۹۔ بحوالہ : اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، لاہور (جلد اول ۱۹۸۷ء) ، حرف اول ۔

"مشترک مصنف"، کی بجائے " شریک مصنف " کے لیے Joint author " تجزیہ " کی بجائے Cover title کے لیے "سرورقی عنوان " کی بجائے " عبوری عنوان " وغیرہ – اسی ادارے کی ایک اور کتاب عجائبات کیمیا مترجم محمد فاروق کے صفحات ۱۰۸ تا ۱۱۲ پر مروّجہ اصطلاحات ہی درج کی گئی ہیں –

مکتبہ فرینکلن کے تعاون سے دیگر ناشرین مثلاً مقبول اکیڈمی ، کلاسیک وغیرہ نے جو کتابی اصطلاحی اشاریے شائع کیے ان میں سے بیشتر میں مروّجہ اصطلاحات کا استعمال کیا گیا ہے۔ مثلاً مقبول اکیڈمی کی شائع کردہ مصنوعی سیارچے اور فضائی جہاز (۱۹۶۶ء) ، جس کا ترجمہ علی ناصر زیدی نے انجام دیا اور اخلاقی زندگی کا نظریہ (۱۹۶۳ء) ، جس کا ترجمہ میاں عبدالرشید نے انجام دیا – ایک اور کتاب آسمان کی سیر (۱۹۶۲ء) جس کا ترجمہ محمد سعید نے انجام دیا – اسی طرح کلاسیک لاہور کی شائع کردہ کتابوں، مستقبل کا انسان ترجمہ سید قاسم محمود (۱۹۵۹ء) سورج کی پیدائش اور موت (ترجمہ فاروق احمد صدیقی) (۱۹۶۲ء) اور زمین کی سرگزشت (۱۹۶۲ء) میں مروّجہ اصطلاحات ہی استعمال کی گئی ہیں –

غضنفر اکیڈمی کراچی کی شائع کردہ محمد فائق کی کتب مسائل نفسیات (۱۹۸۱ء) اور اختیاری نفسیات (۱۹۸۲ء) میں بھی جامعہ کراچی کے عام رجحانات کی حامل اصطلاحیں ہی نظر آتی ہیں تاہم کچھ اصطلاحات سازی کا عمل بھی دکھائی دیتا ہے مثلاً " سماجیانا "(Socialization)۔ احسن برادرز لاہور کی کتاب جدید علم اور عہد حاضرہ کا انسان (ترجمہ: محمد سعید ۱۹۵۶ء) اور سنگم پبلشرز لاہور کی کتاب سماج کا ارتقا از حکیم اللہ میں سماجی اصطلاحات کی فہرستیں ملتی ہیں – اسی طرح کتاب منزل لاہور کی کارل مارکس اور اس کی تعلیمات از شیر جنگ (۱۹۲۵ء) اور اردو مرکز لاہور کی اقتصادی ترقی کے تجرباتی سانچے ،ترجمہ : صوفی گلزار (۱۹۶۵ء) میں معاشیات کی اصطلاحوں کے اشاریے قابلِ ذکر ہیں – لسانیات کے میدان میں ڈاکٹر شوکت سبزواری کی کتاب اردو لسانیات مکتبہ تخلیق ادب کراچی نے ۱۹۶۶ء میں شائع کی تھی – اس میں اصطلاحات سازی کا ایک منفرد انداز ملتا ہے – مثلاً انھوں نے Ablative کے لیے " من " سے " معنی " ، Accent کے لیے "نقرہ (ضربہ)" Dental کے لیے " دنتی " Glottal کے لیے " کنٹھی " جیسی اصطلاحیں وضع کی ہیں – وہ Phoneme کے لیے " صوتیہ " Diphthong کے لیے " مرکب صوتیہ " اور Vowel کے لیے " مصوتہ " کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ، جو دیگر لسانیاتی اصطلاحات سازی سے مختلف ہیں – بعض مقامات پر وہ ہندی اصطلاحیں بھی مترادف کے طور پر استعمال کرتے ہیں جیسے " مجہورہ " کے ساتھ ساتھ " گھوش وت " ، " مخرج " کے ساتھ " ستھان " " اضافیہ " کے ساتھ " اپ سرگ " ، " مسرود " کے ساتھ " سم ورت " وغیرہ –

جہاں تک سائنسی موضوعات کا تعلق ہے اردو اکیڈمی سندھ کراچی نے ۱۹۶۵ء میں میجر آفتاب حسن کا ترجمہ روشنی کیا ہے شائع کیا ، جس کے ساتھ اصطلاحی اشاریہ موجود ہے ، کتابستان پبلشنگ کمپنی لاہور نے محمد اشرف ملک کی کتاب نباتیات (حصہ اول) شائع کی جس کے صفحات ۲۲۱ تا ۲۲۸ پر اصطلاحی اشاریہ موجود ہے اس میں " کرن گلا " ، " انمل پھلا " ، " کتھاؤ سر " ، " پولن تھیلی " جیسے مقامی عنصر کی حامل اصطلاحات قابلِ توجہ ہیں – مولانا ابوالکلام آزاد کی کتاب البیرونی اور جغرافیہ عالم مطبوعہ ادارہ تصنیف وتحقیق پاکستان ،کراچی (جولائی ۱۹۸۰ء) میں ان اصطلاحات کے انگریزی متبادل قابلِ ذکر ہیں جنھیں مولانا نے استعمال کیا – مثلاً "اقالیم السبعہ " ،"الہیئۃ الکروی" وغیرہ – تکنیکی علوم میں ایس ایم آصف کی کتاب سروے اور لیولنگ حصہ دوم ، کراچی (مارچ ۱۹۷۸ء)بھی قابلِ ذکر ہے اس میں انگریزی الفاظ ، ان کا اردو تلفظ اور اردو ترجمہ دیا گیا ہے ، جن پر رڑکی مینوئل کا زیادہ اثر ہے – ایک اور تکنیکی کتاب الیکٹرک موٹر ریوائنڈنگ از چودھری محمد اشرف جسے کول ریز پبلشرز لاہور نے شائع کیا ہے ، اس لحاظ سے قابلِ ذکر ہے کہ اس میں کسی اصطلاح کا اردو ترجمہ نہیں دیا گیا – یہ رجحان اکثر اردو تکنیکی کتب میں پایا جاتا ہے – طب یونانی میں گھریلو ادویہ اور عالم معالجہ کی کتاب (۱۹۸۳ء) از امر الفضل و محمد عبدالرزاق کا اصطلاحی اشاریہ بھی قابل ذکر ہے – جسے کراچی سے افریقیا پرنٹنگ پریس نے شائع کیا ہے – اسی طرح سعید احمد رفیق کی کتاب تاریخ جمالیات (۱۹۷۲ء) قابلِ توجہ ہے ، جسے کوئٹہ سے قلات پبلشرز نے شائع کیا – اس کے آخر میں چار صفحات پر مشتمل اصطلاحی اشاریہ شائع کیا گیا ہے – اسی طرح ڈاکٹر محمد یوسف کی کتاب الجبرا یونیورسٹی بک ایجنسی پشاور نے شائع کی ہے ، جس کے صفحہ ۲۰۷ تا ۲۱۰ پر اصطلاحی اشاریہ دیا گیا ہے –

دفتری تجارتی امور میں نوید پبلی کیشنز لاہور کی کتابیں قابلِ ذکر ہیں – دفتری طریقہ کار از خادم حسین (مارچ ۱۹۸۲ء) ، اصول تجارت از خادم حسین (اکتوبر ۱۹۸۲ء) اور نظام بنکاری از منظور الحسن ، خادم حسین میں اصطلاحات پر ابواب مختص کیے گئے ہیں – ان میں مستعمل اردو انگریزی اصطلاحات مثلاً " امانتی ہنڈی " ،" افراطِ زر " ،" بیچک " ،"اعلامیہ " ،" بل آف لیڈنگ " ،" ٹینڈر "

" درغشی بل " ، " عندالطلب بندی "، " فرسودگی " ، " ایجنٹ " وغیرہ کی تشریحات بیان کی گئی ہیں -

علم کتابداری میں محمدزبیر کی کتاب کیٹلاگ سازی ، سعید کمپنی کراچی (۱۹۷۷ء)، محمد اسلم کی درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ اسلامک بک سروس لاہور (۱۹۸۲ء) ،غنی الاکرم سبزواری کی درجہ بندی،کراچی ،ادارہ فروغ کتب خانہ جات (۱۹۸۰ء) ، نسیم فاطمہ کی علم کتب خانہ و اطلاعات ، ادارہ فروغ کتب خانہ جات (۱۹۸۵ء) اور سید جمیل احمد رضوی کی لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں (جسے بعدازاں ۱۹۸۷ء میں مقتدرہ نے بھی شائع کیا) اصطلاحی اشاریوں کے لیے قابلِ ذکر ہیں ، ان کا تقابلی مطالعہ ہمیں اصطلاحی ارتقا، وسعت اور گیرائی کا پتادیتا ہے - ایک کتاب خاندانی منصوبہ بندی کراچی (انجمن خاندانی منصوبہ بندی) از ڈاکٹر محمد عبدالحی میں اگرچہ اصطلاحات کا صرف ایک صفحہ دیا گیا ہے لیکن اس میں " جنسی وظیفہ " ، " امومت " ، " تسلیماتی عارضہ " اور "تسلیماتی مصلحتیں " ہمیں اصطلاحات سازی کا پتا دیتی ہیں -

اشتہاریات کے موضوع پر واحد اور پہلی کتاب اشتہارات ، از ایس ایم معین قریشی قمرکتاب گھر کراچی (نومبر ۱۹۸۷ء) قابلِ ذکر ہے -

سنگِ میل پبلی کیشنز لاہور کی طرف سے شائع کردہ کتاب تاریخ پاکستان قدیم دور ،از یحیٰی امجد میں تاریخ اور عمرانیات کی متعدد اصطلاحات کا صفحہ ۵۵۳ سے ۵۶۶ تک ایک وسیع اشاریہ دیا گیا ہے ، جس میں اختلافی اورانفرادی اصطلاحات سازی کا عمل انجام دیا گیا ہے - مثلاً Anthropology کو " انسانیات " اور anthropoid کو " انسان نماماس " Australopithecus کو " آسٹریلو مانس " ، patrilineal کو " پدرنسبی " ، اور Patriardal کو "پدرسری " morphology کو " شکلیات " اور Animism کو " مظاہر پرستی " قرار دے کر دیگر اصطلاحی عمل سے قدرےانحراف کیا گیا ہے -

حال ہی میں پاکستان اسٹیل کراچی کی طرف سے ایک کتاب پاکستان اسٹیل میں میکانکی آلات (۱۹۸۸ء) از یسین اقبال ، ترجمہ : حسین حسنی شائع ہوئی ہے - جس میں انگریزی آلات کا نام اور اصطلاحات اردو میں وضع کرنے کی کوشش کی گئی ہے - اس کے بارے میں یقیناً کہا جا سکتا ہے کہ "یہ تراجم اس قدر بے ساختہ ہیں کہ ان کی طرف ذہن منتقل ہی نہ ہوتا تھا اور معلوم نہ تھا کہ یہ الفاظ اردو میں تکنیکی اصطلاحات کے طور پر استعمال ہو سکتے ہیں "(۱۲۰) مترجم لکھتے ہیں کہ " بعض الفاظ تو ہم نے ان کی اصل حالت ہی میں لے لیے ہیں مثلاً پنسل ، کاپی ، سمن ،ٹکٹ ،رائفل کار ، کالج وغیرہ .... اس کتاب کا ترجمہ بھی حتی الامکان انہی خطوط پر کرنے کی کوشش کی گئی ہے -(۱۲۱) حتی الامکان انگریزی اصطلاح بعینہٖ لینے سے گریز کیا گیا ہے البتہ اس کا ترجمہ اگر جملے کی صورت اختیار کر گیا ہے تو اسے لے لیا گیا ہے جیسے " ٹوٹ پھوٹ کی روک تھام " (Failure Proofness) یا " زیرمرمت پرزوں کا منفرد مجموعہ" (Repair Assembly) -

اس مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ انفرادی اور نجی سطح پر اصطلاحات سازی کی خاطرخواہ کوششیں کی گئی ہیں - اگر ان تمام کوششوں کو یک جا کیا جائے تو اردو اصطلاحی ذخیرے میں قابلِ ذکر اضافہ ممکن ہے - بلکہ بعض موزوں اردو مترادفات محض یک جا مرتب نہ ہونے کی صورت میں قارئین اور مصنفین کی نظر سے اوجھل ہیں اور یوں استعمال میں نہیں آ رہے -

۶:۲ مسیحی اصطلاحات سازی :

مسیحی اردو اصطلاحی ذخیرے کا جائزہ ہم چوتھے باب (۲:۱) میں لے چکے ہیں لیکن مسیحی انگریزی اصطلاحات سے اردو میں مسیحی اصطلاحات سازی میں باقاعدہ کوششیں رومن کیتھولک بائیبل کے اردو مترجم فادرلائبیریوس پیٹرس نے برصغیر میں اپنی آمد (۱۹۳۶ء) کے ساتھ ہی شروع کر دی تھیں مئی ۱۹۶۰ء میں فادر ڈی بیٹیانسین نے ۱۲۰ صفحات پر مشتمل Christian Terminology Urdu شائع کی تھی ، جس میں مرتب نے لکھا ہے کہ یہ دراصل فادر پیٹرس کے کام پر مبنی ہے -(۱۲۲)

۱۲۰- ماہنامہ " قومی زبان " کراچی ، اکتوبر ۱۹۸۹ء، ص : ۸۲ -

۱۲۱- محمد یسین اقبال ، پاکستان اسٹیل میں میکانکی آلات کی مرمت و دیکھ بھال کا طریقہ کار ، ترجمہ : حسین حسنی ، کراچی (۱۹۸۸ء) -

122- Pieterse,Liberius, English Urdu Christian Terminology ,ed. John slomp . Rawalpindi; (1976)."History of this Dictionary",P: IX -

اس سے پہلے ایک کوشش پروٹسٹنٹ چرچ نے بھی کی تھی – ۱۹۲۰ء کے قریب علی گڑھ کے ہنری مارٹن سکول میں ڈاکٹر سویٹ مین نے ایک ایسی فہرست مرتب کی تھی ، جس پر ڈاکٹر براؤن اور پادری خورشید عالم (شاروال) نے نظرثانی کی – ۱۹۵۱ء میں یہ فہرست ڈینس کلارک نے دیگر کلیساؤں میں بھجوائی – ۱۹۵۲ء میں پادری دولامل اور پادری شبگ نے اسے مکمل کیا – لیکن یہ ترجمہ کہیں کھو گیا [۱۲۳]

پادری پیٹرس کا موجودہ کام ۱۹۷۶ء میں راولپنڈی سے کرسچین سٹڈی سنٹر نے پادری جان سلومپ سے مرتب کروانے کے بعد شائع کیا – پادری پیٹرس نے ۱۹۶۳ء سے ستمبر ۱۹۷۲ء تک کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فہرستوں کو ملا کر مرتب کرلیا تھا – اس میں ساڑھے چار ہزار اصطلاحات تھیں – پادری سلومپ نے نظر ثانی کے بعد ان کی تعداد ساڑھے چار ہزار تک پہنچا دی اس ترتیب میں دو مسلمان نظرثانی کنندگان حسن مسعود (وفات ۱۰ جون ۱۹۷۲ء) اور ڈاکٹر غلام سرور (پروفیسر ایمریطس زبان فارسی جامعہ کراچی) بھی شامل رہے [۱۲۴] جہاں تک اردو متبادل اصطلاحات کا تعلق ہے مرتبین نے اس امر کا اعتراف کیا ہے کہ انھیں " لاطینی ثقافت سے عربی ثقافت میں منتقل ہونا پڑا ہے " [۱۲۵] اگرچہ اردو میں پرتگالی الفاظ " بپتسمہ ، کلیسیا ، گرجا ، پادری" وغیرہ آئے ہیں لیکن اردو میں عربی کا عمل دخل اسی طرح ہے ، جیسے یورپی زبانوں پر لاطینی کا ، چنانچہ اردو میں عربی اور اس کے بعد فارسی کے بغیر گزارا نہیں – اسی لیے مسلم معاشرے میں رہنے والے عیسائیوں اور یہودیوں کو عربی الفاظ کو مذہبی مقاصد کے لیے استعمال کرنا پڑا – چنانچہ اس لغت کے مرتبین لکھتے ہیں : [۱۲۶]

> "ہم کو بہ تشکر اعتراف کرنا چاہیے کہ مسلمانوں کی مذہبی اصطلاحات نے عربی ، فارسی اور اردو میں مسیحی استعمال کی راہ ہموار کر دی ...... ہم ان کی بنیادوں پر تعمیر کر سکتے ہیں – عیسائیوں کے پاس کوئی ایک مذہبی زبان نہیں لیکن ہر زبان کو مقدس روح کے حوالے سے استعمال میں لایا جا سکتا ہے "–

اس لغت کی تیاری میں انھوں نے اردو لغت بورڈ ، مولوی عبدالحق ، شیکسپئر ، پلیٹس فوربز اور جامعہ کراچی کے لغات کو استعمال کیا ہے اور اسلامی اصطلاحات کے ساتھ تقابل کے لیے <u>اردو دائرہ معارف اسلامیہ</u> اور <u>کشاف الاصطلاحات الفنون</u> (تھانوی) کو بھی استعمال کیا ہے –

لغت میں اسلامی تصورات کا ترجمہ بلکہ اکثر اسلامی تصورات سے مماثل اصطلاحوں کو استعمال کیا گیا ہے جس سے مسیحی تصورات واضح نہیں ہوتے جیسے " تفسیر معنوی " یا " عارفانہ تعبیر " (Anagoge) "الکریم" (all-bountiful) ، "سمیع" (All-hearing) ، "العلیم ، الخبیر (All-Knowing) ، البصیر (All- seeing) ، الحمداللہ (Alleluia) وغیرہ – اسی طرح دیگر اصطلاحوں میں بھی عربی بلکہ اسلامی اصطلاحات سے استفادہ عام ہے ، علو ، وجودِ مطلق ، تنزیہہ ملائکہ ، مناظر وغیرہ – فارسی اضافت سے ترکیبات بھی ملتی ہیں جیسے " اشتہائے عقلی " ، "مجلس عامہ " اور اردو اضافت سے بھی ملتی ہیں جیسے " خدا کے لیے " ، " جوہرواحد کے متعلق " ، "اشعانے کا ہدیہ " ، " عہد راہب کا زمانہ تولیت " – بعض مقامات پر اصطلاحی ترکیب وضع کرنے کی بجائے جملے کی صورت میں ترجمہ دے دیا گیا ہے جیسے Abiogenesis کے لیے " خودزائی کا نظریہ " Christianization کے لیے " مسیحی رنگ دینا " ، Domicile کے لیے " مستقل سکونت کی جگہ " وغیرہ تاہم ان امور کے علی الرغم اس لغت کو ہم مسیحی دنیا کا اردو میں جامع ترین انگریزی اردو لغت قرار دے سکتے ہیں –

۷ – <u>مقتدرہ قومی زبان ، اسلام آباد</u>

اردو اصطلاحات سازی کے تاریخی ارتقا کے جس منطقی نتیجے پر ہم پہنچے ہیں ، وہ یہ ہے کہ اردو میں اصطلاحات سازی چونکہ زیادہ تر ترجمے پر مبنی ہے اور اس میں متعدد رجحانات پائے جاتے ہیں ، اس لیے ایک ایسے ادارے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو مرکزی طور پر اصطلاحات کے چلن کا معیار مقرر کرے اور ان کو سند عطا کر کے اردو کو اصطلاحی انتشار سے بچائے – اس پر بحث ہم تیسرے باب میں معیاربندی اور استناد کے زمرے میں کر چکے ہیں – پاکستان میں مقتدرہ قومی زبان ایسے ہی ادارے کی طرف ہماری رہنمائی کرتا ہے – تاہم ہم اپنے جائزے میں اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ ابھی

123- Ibid , P: IX –

124- Ibid , PP: X.XI –

125- Ibid, "Theological and Linguistic Background", P: XVI –

126- Ibid, PP: XIX, XX –

تک مقتدرہ نے اس سمت میں واضح اور مربوط انداز میں قدم نہیں اٹھایا ۔ اگرچہ اس سلسلے میں کہا گیا ہے کہ مقتدرہ کی وضع کردہ اور معیاربند اصطلاحات کو پاکستان میں واحد معیاری حیثیت حاصل ہونی چاہیئے اور اس ضمن میں دیگر ادارے جو بھی اصطلاحات وضع کریں ، انھیں معیار بندی کے لیے مقتدرہ کے پاس آنا چاہیئے اور اس ضمن میں مجلس زبان دفتری اور اردو سائنس بورڈ نے پیش رفت بھی کی ہے لیکن ابھی اس میں بہت سے اقدامات کی ضرورت ہے (۱۲۷)

۷:۱ قیام ، مقاصد اور دائرہ کار:

پاکستان کے دستور ۱۹۷۳ء کی رو سے پاکستان کی قومی زبان اردو ہے اور اس مقصد کے لیے سفارشات مرتب کرنے اور مواد خواندگی تیار کرنے کے لیے مقتدرہ قومی زبان کا قیام کابینہ کی قرارداد نمبر ۲۷۵ /سی ایف /۱۹۷۹ء کی رو سے ۴ اکتوبر ۱۹۷۹ء کو عمل میں آیا ۔ ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اس کے پہلے صدر نشین مقرر ہوئے اور اس کا دفتر کراچی میں قائم ہوا (۱۲۸) ڈاکٹر صاحب اپنی وفات ۲۱ جنوری ۱۹۸۱ء تک اس کے صدرنشین رہے ۔ اس کے بعد مقتدرہ کے معتمد جناب میجر آفتاب حسن قائم مقام صدرنشین کے فرائض انجام دیتے رہے (۱۲۹) جناب ڈاکٹر وحید قریشی ۷ اپریل ۱۹۸۳ء سے ۷ اکتوبر ۱۹۸۷ء تک مقتدرہ کے صدرنشین رہے ۔ ان کے دور میں ۱۹۸۳ء ہی میں مقتدرہ کا دفتر اسلام آباد منتقل ہوا ۔ اس کے علمی شعبے قائم ہوئے (۱۳۰) اصطلاحات سازی اور ترجمے پر سیمینار منعقد ہوئے ، اصطلاحات سازی پر کتابیں شائع کی گئیں ، اصطلاحات کے لغات کی اشاعت کا آغاز ہوا ۔

۱۷ نومبر ۱۹۸۷ء سے مقتدرہ کی ذمہ داریاں ڈاکٹر جمیل جالبی صاحب کے سپرد ہوئیں ۔ ان کے دور میں مقتدرہ کی خدمات (خصوصاً اصطلاحات سازی) کو عالمی سطح پر بھی تسلیم کیا جانے لگا (۱۳۱)

مقتدرہ کے مقاصد میں اگرچہ براہ راست اصطلاحات سازی کا کام تو شامل نہیں لیکن پہلے ہی مقصد " پاکستان میں قومی زبان کی حیثیت سے فروغ اردو کے وسائل اور ذرائع پر غور اور ضروری اقدامات "(۱۳۲) میں ضمنی طور پر لیکن بنیادی حیثیت میں اصطلاحات سازی اور اس کی معیاربندی شامل ہو جاتی ہے ۔ تیسرے مقصد میں " لغات اور مواد خواندگی کی اشاعت " میں یہ بات زیادہ واضح ہوجاتی ہے ۔

ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں کہ مقتدرہ نے اصطلاحات سازی کے سلسلے میں مندرجہ ذیل جہات میں پیش قدمی کی ہے (۱۳۳)

اول : مختلف علوم و فنون کی اصطلاحات سازی اور ان کی اشاعت ۔
دوم : وضع اصطلاحات کے لیے رہنما اصولوں کی ترتیب و تشکیل نو ۔
سوم : وضع اصطلاحات کے اداروں میں ربط وتعلق اور ارتکاز عمل ۔

اس دائرہ کار کو متعین کرنے کے لیے مقتدرہ نے آغاز ہی میں ایک ذیلی مجلس اصطلاحات ولغات مقرر کر دی تھی ۔ جس کے داعی ڈاکٹر محمد رضی الدین صدیقی اور اراکین ڈاکٹر حفیظ الرحمان صدیقی (اردو سائنس کالج کراچی) ، عظمت علی خان (مجلس تحقیقات سائنس ،کراچی) ، سید علی عارف رضوی (شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی) ،شمیم الحسن نقوی (جامعہ کراچی) اور خادم علی ہاشمی (لاہور) ۔ اس مجلس کے ذمے اہم ترین کام یہ تھا کہ اب تک اصطلاحات کے سلسلے میں جو کچھ نہیں ہوا ، اسے پورا کرنے کا انتظام کیا جائے ۔ نیز اصطلاحات میں یکسانیت پیدا کی جائے (۱۳۴) چنانچہ مقتدرہ نے موجود کتب اصطلاحات کا جائزہ لیا تو معلوم ہوا کہ ۱۳۹ کتب پہلے سے موجود ہیں ۔ اس کے ساتھ ساتھ مقتدرہ نے اپنی معیار بند اصطلاحات کو حتمی قرار دینے اور پاکستان میں واحد مستند اصطلاح قرار دینے کے اختیار کا مطالبہ شروع کر دیا اور کہا گیا کہ اس کے بغیر مقتدرہ کی کارکردگی صحرائی دریا کی طرح عدم قبولیت کے ریگزار میں گم ہو کر رہ جائے گی (۱۳۵)

۱۲۷۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۷ء ۔ ۱۹۸۸ء) ،اسلام آباد (۱۹۸۸ء) ، ص ۲۱: ۔
۱۲۸۔ بحوالہ : مقتدرہ قومی زبان : ایک تعارف ، اسلام آباد (۱۹۸۳ء) ، ص : ۱ ۔
۱۲۹۔ بحوالہ : ارمغان مقتدرہ ، اسلام آباد (۱۹۸۷ء) ، ص : ۲ ۔
۱۳۰۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۷ء ۔ ۱۹۸۸ء) " حرف آغاز " ، ص : ۱۱ ۔
۱۳۱۔ ایضاً ، ص : ۱۱ ۔
۱۳۲۔ مقتدرہ قومی زبان : ایک تعارف ، ص : ۵ ۔
۱۳۳۔ ڈاکٹر انور سدید "اردو میں وضع اصطلاحات " ،ماہنامہ محفل ،لاہور ، اگست ۱۹۸۸ء، ص ۲۲: ۔
۱۳۴۔ سالانہ رپورٹیں (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۵ء) ، ص : ۷۱ ۔
۱۳۵۔ ایضاً ، ص : ۱۶۲ ۔

اس کے ساتھ ساتھ مقتدرہ نے بہت سے ایسے موضوعات کی نشاندہی کی جن میں ابھی اصطلاحات سازی کا عمل نہیں ہوا ، مثلاً فنِ تعمیر ، کمپیوٹر سائنس ، فوٹوگرافی وغیرہ ۔ اس کے ساتھ ساتھ اصطلاحات سازی کے عمل کو تین سمتوں میں آگے بڑھایا گیا ۔ یعنی (۱) علوم وفنون کی اصطلاحات سازی ، (۲) ان کے مفاہیم کو متعین کرنے کے لیے تشریحی لغات " کشاف اصطلاحات " اور (۳) اس سارے ذخیرہ اصطلاحات کو مجموعی طور پر ایک " اصطلاحی بنک " کی صورت میں مجتمع کرنے کی کوشش تاکہ اس سے آئندہ معیار بندی میں مدد لی جا سکے[۱۲۶]

ہم مقتدرہ کے اس دائرہ کار کی ترتیب یوں بیان کر سکتے ہیں :-

اوّل : علمِ اصطلاحات سازی کے لیے مقتدرہ کی کوششیں

دوم : مقتدرہ کا انفرادی اور اجتماعی طریق اصطلاحات سازی اور معیار بندی

سوم : مقتدرہ کی مطبوعاتِ اصطلاحات اور آئندہ عزائم

ذیل میں ہم اسی حوالے سے مقتدرہ کی خدمات کا جائزہ لینے کی کوشش کریں گے ۔

۷:۲ علمِ اصطلاحات سازی کے لیے کوششیں :

انجمن ترقیِ اردو اور مجلس زبانِ دفتری کے بعد مقتدرہ قومی زبان نے علم اصطلاحات سازی کو استوار کرنے کے لیے خاطرخواہ خدمات انجام دی ہیں ۔ ان میں اصطلاحات سازی اور استناد کے لیے اصولوں کا تعین ، مذاکروں ، مباحثوں کا انعقاد اور کتابچوں ،کتابوں کی اشاعت شامل ہے ۔

مقتدرہ کے آغاز ہی میں اس بات کو محسوس کر لیا گیا تھا کہ ایک اہم مسئلہ مختلف علوم کی اصطلاحات میں یکسانیت برقرار رکھنے کا ہے[۱۲۷] چنانچہ اس مقصد کے لیے مقتدرہ میں مجالسِ استناد قائم کی گئیں لیکن ان کا آغاز کرنے سے پہلے مجلسِ منتظمہ کے فیصلے کے مطابق ۲۰ستمبر ۱۹۸۲ء کو جملہ مجالس کا ایک مشترک اجلاس بلایا گیا[۱۲۸] جس میں ڈاکٹر سید عبداللہ نے وضع واستنادِ اصطلاحات کے بارے میں لیکچر دیا ۔ یہ رہنما اصول مقتدرہ میں علمِ اصطلاحات سازی کی بنیادیں رکھنے کے لیے نقطۂ آغاز ٹھہرے ۔ انھیں " دفتری زبان اور وضع استنادِ اصطلاحات " کے نام سے اخبار اردو کی اشاعت دسمبر ۱۹۸۲ء میں شائع کیا گیا ۔ بعدازاں علیحدہ کتابچے کی صورت میں بھی ۱۹۸۵ء میں شائع کر دیا گیا ۔ اس میں وضع اصطلاحات کے گیارہ اصول بیان کیے گئے ہیں جن کا ذکر ہم دوسرے باب میں کر چکے ہیں ۔ اصولی طور پر اردو کو باوقار علمی زبان بنانے کی طرف توجہ دی گئی ۔ استناد اور اس سلسلے میں قوتِ نافذہ (اتھارٹی) کی ضرورت پر بھی زور دیا گیا اور آخر میں یہ بھی کہا گیا کہ اصطلاح کے بارے میں سراسر غلط خیال پھیل گیا کہ اصطلاح آسان ہونی چاہیے[۱۲۹]

اردو میں ذخیرہ اصطلاحات کا جائزہ لینے کے لیے اردو اصطلاحات سازی کی کتابیات ۱۹۸۲ء میں شائع کی گئی ، جسے ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری نے مرتب کیا اور سید جمیل احمد رضوی نے اس پر نظرثانی کی ۔ اس کے مقدمہ میں مرتب نے اردو میں اصطلاحات سازی کی تاریخ کا ایک مبسوط جائزہ لیا اور اصطلاحات سازی کے کم وبیش چار رجحانات (عربی فارسی وسابقہ ذخیرہ ، انگریزی ، امتزاجی اور شاماف لہن کے رجحانات) کا جائزہ پیش کیا ہے ۔ اس کتابیات میں ۱۲۲ لغات اصطلاحات اور ۳۲۰ کتابی اصطلاحی اشاریوں کا حوالہ دیا گیا جو کم وبیش نصف ذخیرہ اصطلاحات کا احاطہ کرتا ہے ۔ اردو میں اپنی نوعیت کی یہ پہلی کوشش ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ عربی اور فارسی کتابیات بھی مرتب کرا کے شائع کی گئیں تاکہ اردو کی ان بنیادی زبانوں کے ذخیروں کا جائزہ بھی سامنے آ سکے[۱۳۰]

۱۲۶۔ سالانہ رپورٹ ، (۱۹۸۷ء ـــ ۱۹۸۸ء) ، ص : ۱۹ ۔

۱۲۷۔ سالانہ رپورٹیں (۱۹۷۹ء ـــ ۱۹۸۵ء) ، اسلام آباد (۱۹۸۶ء) " رپورٹ ۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۲ء " ص " ۱۲۱ ۔

۱۲۸۔ ہیئت حاکمہ کی رودادیں ، اسلام آباد (۱۹۸۷ء) ، ص : ۲۹۱ ۔

۱۲۹۔ بحوالہ : ڈاکٹر سید عبداللہ ، وضع واستناد اصطلاحات " ، اسلام آباد (۱۹۸۲ء) ۔

۱۳۰۔ ملاحظہ ہو : الف : ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری ، اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) ، اسلام آباد (۱۹۸۲ء) ۔

ب : محمد طاہر منصوری ، عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ۔

ج : سید عارف نوشاہی ، ڈاکٹر مہر نورمحمد ، فارسی اصطلاحات سازی (کتابیات) اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ۔

سابقہ اصطلاحات ساز اداروں میں سے جامعہ کراچی اور مجلس زبان دفتری کے تعارف ،طریق
کار اور خدمات کے حوالے سے دو پمفلٹ بھی شائع کیے گئے[۱۳۱] مقتدرہ قومی زبان کے اپنے طریق
اصطلاحات سازی اور معیار بندی و استناد کا جائزہ بھی لیا گیا ۔ چنانچہ شکیل احمد منگلوری کا
ایک پمفلٹ مقتدرہ قومی زبان اور اصطلاح سازی (۱۹۸۷ء) شائع کیا گیا ۔ اس میں انفرادی اور
اجتماعی اصطلاح سازی کا جائزہ لیا گیا لیکن انفرادی طور پر صرف دو لغات کا حوالہ دیا گیا اور
اجتماعی طور پر صرف مالیاتی اور دفتری محکموں اور عہدوں کے لغات کا ذکر کیا گیا ہے ، مجلس
زبان دفتری کے جریدے " اردو نامہ " اور مقتدرہ کے جریدے " اخبار اردو " میں شائع ہونے
والے مضامین اورمقالات کے انتخابات بھی ۱۹۸۸ء میں شائع کیے گئے ، جن میں اصطلاحات سازی سے
متعلق مقالات کی ایک معتدبہ تعداد شامل ہے ۔

" اخبار اردو " میں علمِ اصطلاحات سازی کے مباحث کا آغاز ثاقب رزمی کے مضمون " اردو
زبان میں تراجیت " مطبوعہ مارچ ۱۹۸۲ء سے ہوتا ہے جس کا جواب ہلال احمد زبیری نے ایک مفصل
مقالے مطبوعہ مئی ۱۹۸۲ء میں دیا اور اس پر مزید مضمون وارث سرہندی نے جولائی ۱۹۸۲ء میں شائع
کیا ۔ اس جریدے میں میجر آفتاب حسن ، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ، ڈاکٹر سید عبداللہ ، ڈاکٹر رضی
الدین صدیقی ، ڈاکٹر صدیق شبلی اور بریگیڈیر گلزار احمد کے مقالات بھی طبع ہوئے ، جن کا ذکر
ہم بار بار کرتے رہے ہیں ۔ مئی ۱۹۸۲ء کے ایک شمارے میں عرفان علی یوسف کا ایک مضمون "اشتہارات
کا ترجمہ ۔ رہنما اصول " قابلِ ذکر ہے ، جس میں اہم اصطلاحات کی ایک فہرست بھی دی گئی ہے ۔ ان
اصطلاحات کی ایک اہم خصوصیت مقامی عنصر کا زیادہ سے زیادہ استعمال ہے جیسے: " کھیپ "، " بچ رنگا
فرش "، " پتاجوڑنا "، " چنگی "، " کباڑ " وغیرہ ۔

نہ صرف یہ کہ اردو کے سابقہ اور موجودہ طریقِ اصطلاحات سازی پر غور کیا گیا بلکہ دیگر
ممالک میں بھی اصطلاحات سازی کے عمل کا جائزہ لیا گیا ۔ اس ضمن میں عربی، فارسی کتابیات کے ساتھ
ساتھ مشرقی اور مغربی ممالک میں ہونے والی لسانی پیش رفت سے خود کو باخبر اور ملحوظ رکھ کر
اور وضع و استناد کے ان تجربات سے استفادہ کر کے مقتدرہ کے منصوبوں کو بہتر اور مؤثر بنانے کی
طرف بھی پیش رفت کی گئی ۔ چنانچہ اس ضمن میں " اخبارِ اردو " میں عطش درانی ، ڈاکٹر محمد ریاض
اور محمد طاہر منصوری کے مقالات شائع کیے جاتے رہے ، جنھیں بعدازاں مشرقی ممالک میں قومی زبان
کے ادارے کے نام سے ۱۹۸۲ء میں ایک پمفلٹ کی صورت میں شائع کیا گیا ، اس میں ملائشیا ، ایران
مصر ، اردن کے لسانی اداروں کا جائزہ لیا گیا اور اصطلاحات سازی میں ان کی خدمات بیان کی گئیں
بعدازاں ان میں بمبئی (بھارت) ، دمشق (شام) ، مراکش کے اداروں کا اضافہ کیا گیا اور میاں بشیر
احمد کا ترکی کے ادارے پر مطبوعہ مضمون بھی شامل کر کے ۱۹۸۵ء میں کتابی صورت میں شائع کیا
گیا ۔ یہی صورت مغربی ممالک میں ترجمے کے قومی اور عالمی مراکز (۱۹۸۶ء) کے پمفلٹ کے طور پر
سامنے آئی ۔ جس میں عالمی اصطلاحات ساز اداروں کا حوالہ بھی دیا گیا ۔

عالمی طریق اصطلاحات سازی کے جائزے کے ضمن میں ڈاکٹر محمد ریاض کی کتاب ایران میں
قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل) (۱۹۸۸ء بھی شائع کی گئی ، جو مشرقی ممالک کے
جائزے ہی کا ایک تسلسل قرار دی جا سکتی ہے ۔ مزید براں ۱۹۸۷ء سے ۳۲ کے قریب ایسے عالمی مراکز
کے ساتھ مقتدرہ نے رابطہ کیا جہاں ترجمے اور اصطلاحات سازی کا عمل انجام دیا جاتا تھا[۱۳۲]
عالمی تنظیم برائے معیاربندی اصطلاحات وارسا، ٹرم نیٹ (عالمی اصطلاحی جال) وی آنا ، انفوٹرم (عالمی
مرکز معلومات برائے اصطلاحات) وی آنا اورکمیشن برائے یوروپین کمیٹی کے شعبے اصطلاحات وکمپیوٹر
لکسمبرگ سے علم اصطلاحات سازی اور معیاری ذخیرہ ، اصطلاحات سازی کی معلومات کا تبادلہ ہوا ہے۔
ان پر مبنی جائزہ رپورٹ عالمی مراکز ترجمہ و اصطلاحات تیار کی جا رہی ہے[۱۳۳] اس طرح مقتدرہ
اور دیگر اصطلاحات ساز اداروں کے آئندہ کاموں میں یقیناً استفادے کی صورت پیدا ہوگی ۔

علم اصطلاحات سازی کے لیے دوسری کوششیں مذاکرات /سیمیناروں کی صورت میں ہمارے سامنے
آتی ہیں ۔ اس ضمن میں مقتدرہ نے دو ایسے سیمینار منعقد کرائے ہیں جن کو بعدازاں کتابی صورت
میں بھی پیش کیا گیا ، ایک " اصولِ ترجمہ " اور دوسرے " اصطلاحات سازی " کے موضوع پر ۔ پہلا

۱۳۱۔ ملاحظہ کیجیئے :الف ۔ مجلس زبان دفتری پنجاب ایک تعارف ، ۱۹۸۵ء ۔

ب ۔ جامعہ کراچی میں اردو ، طارق محمود ، ۱۹۸۶ء ۔

۱۳۲۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۷ء ــ ۱۹۸۸ء) ، ص : ۲۳ ۔

۲۳۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۸ء ــ ۱۹۸۹ء) ، ص : ۲۳ ۔

سیمینار" اردو زبان میں ترجمے کے مسائل " کے نام سے یکم دسمبر ۱۹۸۵ء کو منعقد ہوا جو تین دن جاری رہا اس کی پانچ نشستوں میں سائنسی ، معاشی ، سماجی ، ادبی ، صحافتی اور فنی تراجم کے مسائل پر گفتگو ہوئی اور مقالات پڑھے گئے ۔ اصطلاحات خصوصاً بین الاقوامی اصطلاحات کا مسئلہ بڑی شدت سے زیر بحث آیا ۔ اس سیمینار میں بریگیڈیر گلزار احمد ، ڈاکٹر غلام علی الانا ، مظفر علی سید طارق محمود ، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ، ڈاکٹر محمد ظفر اقبال ، ہلال احمد زبیری ، پروفیسر نیاز عرفان ، ڈاکٹر محمد صدیق شبلی ، ڈاکٹر سجاد باقر رضوی ، شان الحق حقی ، اور ڈاکٹر سکین حجازی کے مقالے پڑھے اور پروفیسر رشید امجد ، ڈاکٹر اسلم فرخی ، ڈاکٹر سہیل احمد خان ، پروفیسر محمد انور بھٹی ، ڈاکٹر معین الرحمان ، انتظار حسین اور پروفیسر جیلانی کامران نے تبصرے پڑھے ۔ ۱۹۸۶ء میں ان مقالات ، تبصروں اور مباحث کو روداد کی صورت میں شائع کیا گیا[۱۲۴] دوسرا سیمینار " اصول وضع اصطلاحات " پر تھا ، جو ۲۔۵ فروری ۱۹۸۶ء کو منعقد ہوا ۔ اس میں بھی مندرجہ ذیل اہل علم نے مقالات پیش کیے ، جن میں جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان ، شان الحق حقی ، ڈاکٹر سی اے قادر ، ڈاکٹر انعام الحق کوثر ، ڈاکٹر معین الدین عقیل ، ڈاکٹر انور سدید ، عطش درانی اور ڈاکٹر سلیم اختر شامل ہیں یہ مقالات تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات کی صورت میں ۱۹۸۶ء میں شائع کیے گئے ۔ ان میں قانون ، معاشیات ، دفتر ، فطری سائنس کے موضوعات کے علاوہ اصولی مباحث بھی پیش کیے گئے ۔ تبصرہ کرنے والوں میں یوسف رجا چشتی ، ڈاکٹر طاہر تونسوی ، ڈاکٹر محمد سلیم اختر ، حکیم مسعود برکاتی ، جمیل آذر ، کرنل غلام سرور ، ڈاکٹر شاہدہ ریاض ، ڈاکٹر شیر محمد زمان اور جناب شریف کنجاہی شامل تھے[۱۲۵]

ان کوششوں ، کتابوں اور مذاکروں کی روشنی میں مقتدرہ نے اصول وضع اصطلاحات پر جامع کتاب بھی مرتب کرنے کا پروگرام بنالیا تھا جو اکثر رودادوں میں ملتا ہے لیکن ابھی تک اس کی کوئی صورت سامنے نہیں آ سکی ۔

۴:۷ مقتدرہ کا طریق اصطلاحات سازی :

مقتدرہ میں انفرادی اور اجتماعی ، نجی اور ادارہ جاتی یعنی ہر طریق پر اصطلاحات سازی کا کام انجام دیا جاتا رہا ہے ۔ ڈاکٹر انور سدید لکھتے ہیں :[۱۲۶]

" ابتدائی کام میں مقتدرہ نے بالعموم مولوی وحید الدین سلیم کے رہنما اصولوں ہی کو اپنانے کی کوشش کی چنانچہ ان اصولوں کے زیر عمل اصطلاحات ذراعت ، موسمیات ، حسابداری ، مختصر اصطلاحات دفتری ، سائنسی و تکنیکی اصطلاحات ، اصطلاحات ریاضی اور مساحت میں زبان کے مروجہ اسلوب کو استعمال کرنے اور آسان اصطلاحات وضع کرنے کی کاوش نظر آتی ہے ۔ علمی اصطلاحات کا بین الاقوامی ، علاقائی اور صوبائی زبانوں سے استفادے کا رجحان بھی نمایاں نظر آتا ہے ۔ خوبی کی بات یہ ہے کہ اصطلاح سازوں نے انگریزی اصطلاحات کی تفریس یا تعریب کی تھوڑی کوشش تو کی ہے تاہم جہاں مشکل اصطلاحات کو آسانی سے مروج اردو میں ڈھالا جا سکتا ہے وہاں تخلیقی اپج سے کام لینے میں کوتاہی نہیں برتی گئی "۔

جیسا کہ ہم آگے چل کر جائزہ لیں گے ، مقتدرہ میں اصطلاحات سازی کا کوئی واضح اصول ہمیں نظر نہیں آتا ۔ اصطلاحات ساز فرد یا جماعت نے اپنی پسند نا پسند ہی کو معیار ٹھہرایا ہے ۔ تاہم ایک بات طے ہے کہ مقتدرہ میں اصطلاحات سازی چار مرحلوں میں انجام دی جاتی رہی ہے[۱۲۷]

۱۔ اصطلاحات سازی ، ۲۔ نظرثانی ، ۳۔ حتمی نظر ثانی ، ۴۔ استناد یا معیار بندی

اگر ان مرحلوں میں ایک اور مرحلے تدوین کو بھی شامل کر لیا جائے جو بیشتر لغات میں طے ہوا ہے اور نظرثانی وحتمی نظرثانی کو ایک ہی مرحلہ سمجھا جائے جو عموماً ایک ہی نظر آتا ہے تو بھی مقتدرہ میں اصطلاحات سازی چار ہی مرحلوں میں انجام پاتی ہے ، یہ چار مرحلے ہمیں صرف دفتری امور سے متعلق اصطلاحات میں نظر آتے ہیں لیکن دیگر کئی مجموعوں میں ان کی کوئی صورت سامنے نہیں آتی ہے ۔ شکیل منگلوری اس عمل کو سائنسی عمل سے تشبیہہ دینے میں حق بجانب نظر نہیں آتے ۔ وہ لکھتے ہیں کہ جہاں اصطلاح اس وقت تک زندہ رہنے کی استعداد حاصل نہیں کر سکتی ، جب تک اسے عوام الناس کی سطح پر قبولیت حاصل نہ ہو وہیں یہ بات بھی غلط نہیں ہے کہ کوئی بھی اصطلاح

۱۲۴۔ بحوالہ اعجاز راہی ، روداد سیمینار اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ، اسلام آباد (۱۹۸۶ء) ص : ۷ ۔

۱۲۵۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۵ء ۔ ۱۹۸۶ء) ، اسلام آباد (۱۹۸۷ء) ، ص ص : ۲۸، ۲۹ ۔

۱۲۶۔ ڈاکٹر انور سدید ، محولہ بالا ، ص : ۳۲ ۔

۱۲۷۔ شکیل احمد منگلوری ، مقتدرہ قومی زبان اور اصطلاحات سازی ، اسلام آباد (۱۹۸۷ء) ، ص : ۱۲ ۔

اس وقت تک سند حاصل نہیں کر سکتی جب تک علما اس کی توثیق نہ کر لیں[۱۲۸] چنانچہ اس عمل کیلیے مقتدرہ نے علما کی خدمات حاصل کیں ، جن میں ماہرین مضمون /ٹیکنوکریٹ بھی شامل تھے ۔ اس قسم کے عمل سے مقتدرہ کے پچاس میں سے صرف چار کے قریب اصطلاحی مجموعے گزرے ہیں مثلاً محکموں اور اداروں کے نام ، وفاقی و صوبائی عہدوں کے نام ، اصطلاحات کسٹم اور اصطلاحات حسابداری ۔ تاہم یہ بات بجا ہے کہ پہلی بار مقتدرہ نے اصطلاحات متعلقہ شعبے کے ماہرین سے تیار اور نظر ثانی کرانے کی طرف توجہ دی ۔ اگر ہم مقتدرہ کے لغات اصطلاحات اور ان کی مجالس استناد کی تشکیل پر نظر ڈالیں تو ہمیں پتا چلتا ہے کہ ان میں بیشتر تعداد ماہرین مضمون کی ہے ۔ بلکہ پہلی بار مقتدرہ نے نچلی اور درمیانی سطح کے افراد مضمون یعنی مستریوں/ٹیکنیشینوں اور دفتری اہلکاروں کو شامل کیا ہے ۔ مثلاً تعلیمی اصطلاحات ، اصطلاحات لسانیات اور اصطلاحات حسابداری میں ایسے افراد ہمیں نظر آتے ہیں ۔

مقتدرہ میں بعض اصطلاحی مجموعے افراد نے نجی طور پر یا بطور علمی منصوبہ مرتب کیے اور انہیں کسی دوسرے فرد کی نظر ثانی کے بعد شائع کر دیا گیا ۔ مثلاً اصطلاحات بیمہ ، کشاف اصطلاحات کتب خانہ ، کشاف اصطلاحات سیاسیات ، اصطلاحات ڈراما ، اصطلاحات وکشاف موسیقیات ، اصطلاحات طباعت وترسیم وغیرہ اس عمل کو شکیل منگلوری نے اس طرح بیان کیا ہے[۱۲۹]

" کسی ایک ماہر کی مرتب لغت کو اس شعبے کے ماہر سے نظر ثانی کرائی جاتی ہے۔ نظر ثانی کے وقت زیادہ اختلافات ظاہر نہ ہوں تو کتاب شائع کر دی جاتی ہے ۔ اگر اختلاف زیادہ ہوں تو اسے مجلس استناد میں یا اسی صیغہ خاص کے ماہرین کی خدمت میں پیش کر دیا جاتا ہے "۔

مجالس استناد کی ترتیب پر غور کرنے سے پتا چلتا ہے کہ مقتدرہ اپنی وضع کردہ اصطلاحات کی سند متعلقہ شعبے کے ماہرین سے حاصل کرتا ہے اس کے علاوہ ان مجالس میں لسانیات کے ماہرین بھی شرکت کرتے ہیں تاکہ وضع کردہ اصطلاحات میں کسی قسم کا سقم باقی نہ رہے[۱۵۰] اور ساتھ ہی ساتھ مقتدرہ کے اپنے ملازمین بھی اس میں شریک ہوتے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ مقتدرہ کا یہ عمل بمشکل چار مجموعوں میں ہمارے سامنے آتا ہے اور وہ بھی ۱۹۸۵ء سے ۱۹۸۷ء تک کے دور میں۔۱۹۸۹ء میں انگریزی اردو لغت کی معیار بندی کے لیے جو مجلس استناد تشکیل دی جاتی ہے ، اس میں زبان و ادب ہی کے افراد نظر آتے ہیں ، ماہرین مضمون ان میں نہیں ملتے[۱۵۱]

ڈاکٹر انور سدید نے مقتدرہ کی اصطلاحات سازی کو کشادہ نظری ، وسیع الظرفی اور آزادروی کا نام دیا ہے جو وہ اصطلاحات ڈراما ، اصطلاحات موسیقیات ، اصطلاحات حسابداری اور اصطلاحات مساحت کے حوالے سے بیان کرتے ہیں ۔ ان کے نزدیک اس کا تجزیہ یوں کیا جا سکتا ہے :[۱۵۲]

" سرفراز شاہد نے مروّجہ الفاظ سے اصطلاحات کے متبادل تلاش کرنے کی کاوش کی ہے مسعود احمد چیمہ بالعموم لغوی معانی کے قریب پہنچنے کی سعی کرتے ہیں ۔ سید علی عارف رضوی نے مقامی طور پر مستعمل اصطلاحات کو رائج کرنے کے منصوبے پر عمل کیا ہے ، ڈاکٹر محمد اسلم قریشی کے ہاں عربی اور فارسی زبان کے ذخیرے سے استفادے کا رجحان نمایاں ہے "۔

اس پر بحث ہم آگے چل کر کریں گے البتہ ہم یہ بات وثوق سے کہہ سکتے ہیں اور جیسا کہ ہم اس باب کے آغاز میں مجلس زبان دفتری کے لغت پر مقتدرہ کی مجلس استناد کے حوالے سے کہہ چکے ہیں کہ مقتدرہ کی مجالس استناد کے سامنے ابھی تک کوئی واضح اصول نہیں ہیں اور جسے ڈاکٹر انور سدید نے آزادہ روی کا نام دیا ہے وہ دراصل متفرق روی یا ذاتی پسند ناپسند کا مسئلہ ہے ۔ صرف "انگریزی اردو لغت" کے سلسلے میں ہمیں پہلے سے طے شدہ چند اصول نظر آتے ہیں ، جو ابھی تکمیل پذیر مسودے کے مرہون ہیں ۔ ان کا جائزہ ہم دوسرے باب میں لے چکے ہیں ۔

۱۲۸۔ ایضاً ، ص : ۱۷ ۔

۱۲۹۔ ایضاً ، ص : ۱۲ ۔

۱۵۰۔ ایضاً ، ص : ۲۰ ۔

۱۵۱۔ بحوالہ : سالانہ رپورٹ (۱۹۸۸ء ۔ ۱۹۸۹ء) ، ضمیمہ " مجالس استناد" ۔

۱۵۲۔ ڈاکٹر انور سدید ، محولہ بالا ، ص : ۳۲ ۔

۷:۴ اصطلاحی مجموعے اور اشاریے:

مقتدرہ نے قیام سے ۱۹۸۹ء تک کے دس برس میں کوئی پچاس کے قریب اصطلاحی مجموعوں پر کام انجام دیا ہے۔ اس میں سے بارہ مسودات اس وقت زیرِ تدوین ہیں۔ تین زیرِ طبع ہیں اور بتیس (۳۲) کے قریب طبع ہو کر سامنے آ چکے ہیں اور ایک مسودہ دفتری استعمالات کے لیے محدود رکھا گیا ہے۔ مطبوعات میں سے آٹھ دیگر اداروں کے تعاون اور اشتراک کی پالیسی پر عمل پیرا ہوتے ہوئے شائع کیے گئے ہیں، جن میں سے چھ جامعہ کراچی اور ایک مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کے تعاون سے اور ایک وفاقی وزارت تعلیم کے تعاون سے شائع کیے گئے ہیں، جن کا تذکرہ گزر چکا ہے۔ باقی ۲۴ مطبوعات میں سے تین طبعِ نو، ایک دکنی دور کے قدیم مسودے کی اشاعت اور اکیس نئے منصوبوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

مقتدرہ کے مطبوعہ لغات کو ہم مختصر اطلاحات دفتری کے علاوہ بآسانی چار گروہوں میں تقسیم کر سکتے ہیں:۔

الف: طبع نو یا قدیم مسودات کی اشاعت
ب : انفرادی منصوبے (نظر ثانی کے ساتھ یا اس کے بغیر)
ج : اجتماعی منصوبے (نظر ثانی کے ساتھ لیکن استناد کے بغیر)
د : مجالسِ استناد کے معیار بند منصوبے۔

مقتدرہ میں اُصطلاحات سازی کا کام اس بنیاد پر شروع کیا گیا تھا کہ مقتدرہ اپنے ذمے وہ کام لے جو دوسروں نے نہیں کیا یا دوسرے نہیں کر سکتے۔ یا پھر دوسروں نے جو کام کیا ہے اس میں اصلاح و ترمیم کی ضرورت ہو تو اسے انجام دے[۱۵۳] اور یہ اس منصب تک پہنچا کہ اطلاحات بنانے والے ادارے کم سے کم ہوں اور یہ اختیار ایک ہی ادارے کو حاصل ہو[۱۵۴]

جہاں تک مختصر اطلاحاتِ دفتری (۱۹۸۱ء) کی اشاعت کا تعلق ہے، یہ دراصل مجلس زبانِ دفتری ہی کے لغت کا اختصار ہے، جسے قومی زبان کے عملی نفاذ کے عمل کو فوری طور پر جاری کر دینے کے لیے دو تین ہزار اہم دفتری اطلاحات کا مختصر مجموعہ شائع کرنے کی خاطر مرتب کیا گیا۔ اس میں کہیں کہیں از ضرورت کے تحت تبدیلیاں بھی کی گئیں۔ اس میں ساڑھے تین ہزار اطلاحات کا اردو ترجمہ دیا گیا ہے[۱۵۵] اس کا دوسرا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں شائع کیا گیا۔ لطف کی بات ہے کہ اس مختصر لغت میں فوری دفتری ضرورت کی بعض اطلاحات مثلاً Note (کیفیت نامہ)، File (مسل)، Green note (سبز کیفیت نامہ)، Explanation (جواب طلبی)، Tender (ٹنڈر، پیش کش) موجود نہیں۔

الف: طبع نو یا قدیم مسودات: اس سلسلے کے تحت سابقہ ذخیرہ اطلاحات کو شائع کرنے کی طرف مقتدرہ نے خاطرخواہ توجہ دی۔ چنانچہ سب سے پہلے ولسن کی اطلاحاتِ عدلیہ و مالگزاری (۱۹۸۵ء) اور چارلس ولکنز کی گلاسری (۱۹۸۷ء) کو طبع کیا گیا۔ مولوی فیروز الدین ڈسکوی کے لغات فیروزی میں سے مختصر قانونی اطلاحات (اردو) کو الگ کر کے ۱۹۸۵ء میں شائع کیا گیا۔ تقریباً ۲۶ صفحات میں کوئی آٹھ سو کے قریب اردو اطلاحات اور ان کے معانی کی تشریح درج کی گئی ہے البتہ کہیں کہیں ان کے انگریزی مترادفات بھی دیے گئے ہیں۔ چنانچہ ایسی مستعمل اردو اطلاحات جو ذخیرہ اردو زبان میں شامل ہو چکی ہیں، اس لغت کے ذریعے سامنے آتی ہیں۔ طبع نو کے ان لغات کا جائزہ چوتھے باب(۲:۴) میں لیا جا چکا ہے۔

حیدرآبادی دور میں مرتب ہونے والے قانونی مسودے کو مقتدرہ نے املا کی تدوین اور درستی کے بعد کشافِ قانونی اطلاحات کے نام سے تین جلدوں میں ۱۹۸۷ء، ۱۹۸۸ء میں شائع کیا۔ حیدرآباد دکن کے جائزے میں ہمیں پتا چلتا ہے کہ مسعود علی محوی نے قانونی اطلاحات کا ایک مسودہ تیار کیا تھا۔ اسے ان کے صاحبزادے رشید احمد صدیقی نے پایۂ تکمیل کو پہنچایا بلکہ یہ حقیقت ہے کہ زیادہ تر کام انہی کا ہے لیکن اس سارے کام کو صرف رشید احمد صدیقی کا کام قرار دینا مناسب نہیں جیسا کہ خلیل یوسف صدیقی صاحب نے اس کے دیباچے میں کیا ہے۔ ان کے نزدیک:[۱۵۶]

" قانونی اطلاحات کے باضابطہ ترجمے کا کام انھوں نے ۱۹۲۷ء سے شروع کیا ....
۱۹۵۷ء تک روزانہ چار گھنٹے اور ۱۹۵۷ء سے ۱۹۷۷ء تک روزانہ دس گھنٹے اور ۱۹۷۷ء

۱۵۳۔ ہیئت حاکمہ کی رودادیں (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۶ء)، اسلام آباد (۱۹۸۷ء)، ص: ۱۷۹۔
۱۵۴۔ ڈاکٹر سید عبداللہ، محولہ بالا، ص: ۸۔
۱۵۵۔ سالانہ رپورٹیں (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۵ء)، ص: ۱۲۲۔
۱۵۶۔ بحوالہ: رشید احمد صدیقی، کشافِ قانونی اطلاحات، اسلام آباد (۱۹۸۷ء)، "دیباچہ"، ص: ۷۔

کے بعد بھی کئی بار مصنف نے ان مسودات کو پڑھا "۔
پہلے یہ مسودہ اردو سائنس بورڈ کے پاس رہا پھر مقتدرہ قومی زبان نے اسے شائع کرنے کی پیش کش کر دی ۔ رشید احمد صدیقی ۱۹۵۸ء میں پاکستان آئے اور ۱۹۸۰ء میں وفات پائی ۔ اس مسودے کی اشاعت ان کی وفات کے بعد ہو سکی ۔ ہمیں علم ہے کہ مسعود علی محوی کا کئی جلدوں کا ایک مسودہ زیر تدوین تھا ۔ اس لیے گمان غالب یہی ہے کہ رشید احمد صدیقی نے اسی مسودے کو آگے بڑھایا ہو گا ۔ اس مسودے کی تدوین ابتدا میں ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور بعدازاں راقم نے انجام دی تھی ۔ اس طرح مسودے کو دیکھنے کا موقع بھی ملا جس کے ابتدائی حصوں پر مسعود علی محوی کا نام ملتا ہے لیکن بعد میں صرف رشید احمدصدیقی کا نام موجود ہے ۔ اس لغت میں نہ صرف انگریزی اصطلاحات کے اردو مترادفات دینے کی کوشش کی گئی ہے بلکہ حوالوں کے ساتھ ان کے معانی متعین کرنے کی کوشش بھی کی گئی ہے ۔ اس لحاظ سے یہ ایک مستند کتاب حوالہ بھی ٹھہرتی ہے ۔ ۱۲۶۰ صفحات میں کوئی بارہ ہزار اصطلاحات وضع کی گئی ہیں ۔ اگرچہ " حقیقت "،" اقطاع "، " تنقیح "،" استمرار "،"میقات "،"نظائر" "مکسوبہ"،"ثالث "، " بیع" جیسے الفاظ سے حیدرآبادی اثر نظر آتا ہے لیکن زیادہ تر اصطلاحیں ایسے مستعمل الفاظ سے وضع کی گئی ہیں ، جو آج بھی پاکستانی عدالتوں میں رائج ہیں جیسے " سمن ، حکم ڈگری، وارنٹ ، ناکابندی ، تاکیدی ، فردجُرم، نزاعِ لفظی ، خلاصہ کارروائی " وغیرہ ۔ البتہ اسم مجرد کی بجائے یہاں اسم مصدر ہی نظر آتا ہے ۔ جیسے abduction کےلیے"بھگالے جانا" یا Vouchsafe کے لیے " مہربانی کرنا " یا unfeudation کے لیے " قابض کرانا " وغیرہ ۔
حیدرآباد دکن کے سابقہ سرمایے کو یک جا کرنے کے لیے بھی مقتدرہ نے ایک قدم اٹھایاہے اور مجموعۂ اصطلاحات کے ہمراہ کوئی سوا سو کے قریب اصطلاحی اشاریوں میں موجود تمام اصطلاحات کو یک جا کر کے اصطلاحی ورثہ جامعہ عثمانیہ کے نام سے مرتب کیا گیا ہے ۔ جس کا ذکر ہم حیدرآباد دکن کی ذیل میں پانچویں باب میں کر چکے ہیں ۔

ب : انفرادی منصوبے (نظر ثانی کے ساتھ یا ان کے بغیر): انفرادی منصوبوں میں مقتدرہ کی کوئی بارہ مطبوعات اب تک سامنے آئی ہیں ۔ ان کا آغاز ڈاکٹر محمد اسلم قریشی کے اصطلاحاتِ ڈراما (۱۹۸۲ء) سے ہوتا ہے ۔ اس پر نظرِ ثانی جناب سید اظہار کاظمی نے کی تھی جو ریڈیو پاکستان کی معروف شخصیت تھے ڈاکٹر صاحب کا مقالۂ ڈاکٹریٹ چونکہ ڈرامے پر ہی تھا اس لیے ڈرامے کی اصطلاحات کے مفہوم کو سمجھنے اوربیان کرنے میں ہم انھیں سند کی حیثیت دے سکتے ہیں ۔ تاہم بعض مقالات پر ان سے اختلاف بھی کیا جا سکتا ہے مثلاً انھوں نے Contracted word کو " مخفف لفظ" قرار دیا ہے جو " مختصر لفظ "کا مفہوم رکھتا ہے ۔ اسی طرح Comic mine کے لیے "مذاقیہ نقل " دراصل " مزاحیہ اداکاری " کامفہوم بیان نہیں کر پاتی ۔ وہ بعض اصطلاحات کا ترجمہ نہیں کر پاتے تو اس کا مفہوم جملے کی صورت میں درج کر دیا ہے ۔ اسم مجرد کو اسم مصدر کی صورت میں بیان کرنا ان کے ہاں بھی ملتا ہے ۔ جیسے Personification کے لیے " قالب میں ڈھلنا" وغیرہ ۔ ان کا اصطلاحات سازی کا رجحان اگرچہ عربی، فارسی ذخیرے سے استفادے کا ہے لیکن زیادہ عربی ترکیب کی طرف نہیں بلکہ وہ فارسی بلکہ اردو اضافت (کا،کے،کی) کے ساتھ ترکیب وضع کرتے ہیں نیز یائے نسبتی کا استعمال بھی ان کی تراکیب میں عام ہے ۔

کشاف تنقیدی اصطلاحات (جولائی ۱۹۸۵ء)، ابوالاعجاز حفیظ صدیقی کا مرتبہ اور ڈاکٹر آفتاب احمد خاں کا نظرثانی کردہ ہے ۔ اس میں ادبی اور تنقیدی اصطلاحیں اور ان کی تشریحات بلکہ قاموسی معلومات درج ہیں ۔ البتہ کسی اصطلاح کی معنوی حدود کے بارے میں اہلِ فکرونظر کے اختلاف کو زیادہ پیش کرنے کی بجائے اختصار سے کام لیا گیا ہے ۔ ابتدا میں اردو ابجدی ترتیب میں اصطلاحات اور ان کے انگریزی مترادفات مع تشریحات دی گئی ہیں ۔ آخر میں انگریزی اردو فہرستِ اصطلاحات دی گئی ہے اگرچہ انھوں نے مستعمل اردو اصطلاحات کو استعمال کرنے کی کوشش کی ہے لیکن بعض اوقات دو مختلف اصطلاحوں کے لیے ایک ہی اردو مترادف دیا ہے ، جو موزوں نہیں ۔ جیسے Agrophobia , Acrophobia اور Claustrophobia کے لیے " ترسناکی " Argumentation اور Argumentative کے لیے " استدلالیہ "، Realism اور Reality دونوں کے لیے " حقیقت پسندی " ؛ اسی طرح Romantic کے لیے کہیں "رومانی " اور کہیں " رومانوی " استعمال کیا گیا ہے ۔
دفتری ترکیبات ، محاورات اور فقرات کی لغت (۱۹۸۵ء) مجیب الرحمان مفتی نے مرتب کی ۔ اس میں مختلف وفاقی محکموں اور دفاتر کی مراسلت سے جملے اور ترکیبات یک جا کی گئیں ۔ اس کے علاوہ بھارت کی ایسی مطبوعات بھی سامنے رکھی گئیں ۔ مجیب الرحمان مفتی وفاقی حکومت کے ایک اعلیٰ افسر تھے اس لیے ان کا دفتری تجربہ بھی وسیع ہونے کے سبب اس لغت کی ترتیب و تدوین خاطر خواہ

انداز میں ہوئی - اگرچہ انھوں نے زیادہ تر مجلس زبان دفتری کے لغت کو استعمال کیا لیکن عملی استعمال کے سبب اسم مجرد ، اسم مصدر ، تصورات اور مفاہیم اپنی اپنی حدود میں استعمال کیے ہیں البتہ انھوں نے ایک سے زیادہ اردو مترادفات دیے ہیں جنھیں مختلف جملوں میں مثالاً استعمال کیا گیا ہے - ۲۱۲ صفحات میں تقریباً دس ہزار اصطلاحات دی گئی ہیں جملوں میں اصطلاحی استعمال کتاب کے ابتدائی نصف حصے میں ملتا ہے باقی نصف میں صرف ترکیبات ہی دی گئی ہیں ، جملے بہت کم ملتے ہیں اس طرح لغت میں یکسانیت نہیں رہ سکی -

<u>اصطلاحاتِ موسمیات</u> (۱۹۸۳ء) اور اس کا <u>کشاف</u> (۱۹۸۶ء) سرفراز شاہد صاحب نے مرتب کیے ہیں - جن میں کوئی ایک ہزار طبعی ، کیمیائی ، نباتیاتی اور دیگر متعلقہ موسمیاتی اصطلاحات دی گئی ہیں پاکستانی محکمہ موسمیات میں استعمال ہونے والی تقریباً تمام اصطلاحات بھی شامل کر لی گئی ہیں[۱۵۷] ڈاکٹر انور سدید نے ان کی اصطلاحات سازی کو برجستہ بھی قرار دیا ہے اور سنگم ، گدلا پن، تیہراؤ پھوار وغیرہ کا حوالہ بھی دیا ہے[۱۵۸] اس کے ساتھ ترکیبی اور مرکب اصطلاحوں میں بھی وہ ایسا ہی عمل کرتے ہیں جیسے " ضد سائیکلون "، " خطی جھکڑ"، " گرشہابیے " ، " ناقائم فضا"، " ہم رشتگی"، " لہر کی قوت"، " قینچ زور" وغیرہ -

<u>اصطلاحاتِ مساحت</u> (۱۹۸۵ء) سید علی عارف نے مرتب کی تھیں - ان پر ڈاکٹر انورسدید نے نظر ثانی کا کام انجام دیا تھا اور ڈاکٹر رفی الدین صدیقی اور عطااللہ صاحب نے ماہرانہ رائے بھی دی تھی - چونکہ اصطلاحی تراجم میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے اس لیے مرتب اورنظرثانی کنندہ کے درمیان بھی اختلاف رائے پیدا ہوا - سید علی عارف رضوی کا رجحان شعبہ تصنیف وتالیف جامعہ کراچی ہی کا ہے ، جس سے اختلاف کرتے ہوئے بعض مقامات پر ڈاکٹر انورسدید نے انھیں آسان بنانے کی سفارش کی مثلاً " لونی " کی بجائے انھوں نے " رنگی"، "متعلقات " کی بجائے " لوازمات " ، " رسائی پذیر " کے ساتھ ساتھ " قابلِ رسائی " ، " تناقض " کی بجائے " فرق " ، " گھڑی خلاف " کی جگہ " مخالف ساعتی " وغیرہ - تاہم بعض اختلافات برائے اختلافات ہیں جیسے " بالائی " کی بجائے " فوقانی " ،"زیریں " کی بجائے " تحتانی " ، " صحت " کی بجائے " درستی " ، " قدر" کی بجائے " قیمت " ،"خاکہ" کی بجائے "نقشہ " - لیکن کئی مقامات پر انھوں نے عربی کی بجائے فارسی ترکیب کی سفارش کی جیسے " مسطر " کی بجائے " سطر کش "، " تظلیل " کی بجائے " ظلّ اندازی "، " الشہاریہ " کی بجائے " الشہاری " - یہی وجہ ہے کہ مقتدرہ نے اس ایڈیشن کو آئندہ معیاربندی کے ساتھ مشروط کر دیا -

<u>کشافِ اصطلاحات سیاسیات</u> (دوجلدیں) (۱۹۸۵ء اور ۱۹۸۶ء) اور <u>کشاف اصطلاحات تاریخ</u> (۱۹۸۸ء) ، محمد صدیق قریشی نے مرتب کیے اور مقتدرہ نے انھیں تسویدی اشاعت (ڈرافٹ ایڈیشن) کے طور پر شائع کیا ہے کیونکہ ان کی قبولیت اور عدم قبولیت کا فیصلہ عام استعمال کے بعد ہی ہو سکے گا - پہلے لغت میں کوئی بارہ ہزار اور دوسرے میں کوئی چار ہزار اصطلاحات پیش کی گئی ہیں - مرتب نے متداول ماخذوں کو استعمال کرنے کی کوشش کے ساتھ ساتھ ان میں اپنی سوچ اور غور وفکر کو بھی شامل رکھا ہے - مثلاً Diplomacy کے لیے " سیاستکاری " ، Copyright کے لیے " حق چھاپ " Five forks کے لیے " پانچ پنجہ " وغیرہ اسی تصور کا نتیجہ ہیں - دونوں لغات میں ایک دوسرے کی بہت سی اصطلاحیں درج ہیں چنانچہ اکثر اوقات دوہرا اندارج ہو گیا ہے -

<u>کشافِ اصطلاحات کتب خانہ</u> (۱۹۸۵ء) محمود الحسن اور زمرّد محمود کا مرتبہ ہے ، جس پر نظر ثانی سید جمیل احمد رضوی نے انجام دی ہے - تینوں اسی پیشے سے وابستہ ہیں - اس سے پہلے مقتدرہ کے تعاون سے جامعہ کراچی نے بھی علمِ کتابداری کی اصطلاحات کا ایک لغت شائع کیا تھا - یہ اصطلاحی کشاف کی حیثیت رکھتا ہے ، جس میں اردو اصطلاحات کی ترتیب سے مفاہیم بیان کیے گئے ہیں - آخر میں انگریزی اردو اشاریہ بھی دیا گیا ہے - اس لغت میں اصطلاحات سازی کے متداول ماخذوں ہی کو استعمال کیا گیا ہے - البتہ بعض مقامات پر خصوصاً ترکیبی نسبت اور اضافت میں انفرادی انداز اختیار کیا گیا ہے ، جیسے Title کے ساتھ بننے والی تراکیب میں " عنوانی "، Library کے ساتھ بننے والی تراکیب کے آخر میں " کتب خانہ " کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں - کئی انگریزی الفاظ کو بعینہٖ لیا گیا ہے جن کا ترجمہ بآسانی ہو سکتا تھا - مثلاً " آڈیو " اور اس کے مرکبات ، " ڈائریکٹر " ، " فائل " وغیرہ - معنی کی مناسبت سے ناموزوں اصطلاحات بھی دی گئی ہیں، جیسے Journal کے لیے "موقت الشیوع " - ڈاکٹر ممتاز علی انور کے نزدیک ایسا دراصل عربی مفہوم نہ جاننے کے سبب ہے[۱۵۹]

۱۵۷- سرفراز شاہد ، <u>اصطلاحات موسمیات</u> ، اسلام آباد (۱۹۸۳ء) ، پیش لفظ ، ص : ۲ -

۱۵۸- ڈاکٹر انورسدید ، <u>محولہ بالا</u> ، ص : ۳۳ -

۱۵۹- بحوالہ : ڈاکٹر ممتاز علی انور ، "اردو زبان میں لائبریری سائنس کی اصطلاحات " ، <u>پاکستان لائبریری بلیٹن</u> ، دسمبر ۱۹۸۹ء ، ص : ۲ -

اصطلاحاتِ بیمہ کاری (۱۹۸۶ء) کو ماہر لسانیات ڈاکٹر سہیل بخاری نے مرتب کیا اور ماہر بیمہ کار جناب محمد حفیظ ملک نے اس پر نظرثانی کی ۔ اس طرح اس میں ماہر زبان اور ماہر مضمون یک جا ہوئے ۔ اسے ترتیب دینے میں انگریزی کی مستعمل اصطلاحات کو بجنسہٖ لینے اور عربی فارسی کا رجحان بروئے کار آیا ہے ۔ اس کے ساتھ ساتھ ترکیب سازی میں اردو حروف جار وعطف و اضافت استعمال کیے گئے ہیں ۔ مثلاً Above Normal کے لیے " معمول سے زیادہ " ، Label کے لیے " نام کی پرچی " Insurance Stamp کے لیے " بیمے کا ٹکٹ " وغیرہ ۔

اصطلاحات فنون طباعت وترسیم (۱۹۸۸ء) مرتبہ ڈاکٹر محمود الرحمان پر پہلی نظر ثانی سید علی عارف رضوی نے کی اور حتمی نظرثانی پرنٹنگ کارپوریشن کے ڈائریکٹر جناب علمدار رضا نے انجام دی۔(۱۶۰) ڈاکٹر جمیل جالبی لکھتے ہیں کہ "اسے پایہء تکمیل کو پہنچانے کے لیے براہ راست کاریگروں سے بھی رابطہ کیا گیا ہے یہ کہ ایسے الفاظ واصطلاحات جو وہ استعمال کرتے ہیں ، فرہنگ میں شامل کیے جا سکیں "(۱۶۱) اس میں تقریباً دو ہزار اصطلاحات شامل کی گئی ہیں ۔ تاہم کئی اہم اصطلاحات یا اصطلاحی مفاہیم اس میں شامل ہونے سے رہ گئے ہیں جیسے Form کے لیے " فرما " ، Registeration بمعنی " یکسانیت " یا " اثبات " اور Folio کے لیے " دوہرا " (سائز) اور " صفحہ " یا ٹائپوگرافی کی اصطلاحات جیسے Square Serif یا ترسیمی (گرافک) ڈیزائن کی اصطلاحیں جیسے Thumbnail Impression یا کاغذوں کے سائز" ڈیمائی " وغیرہ یا جلد سازی کی بعض اصطلاحات جیسے Boardstraw, Backcloth ' Sunk panel وغیرہ جو عام طور پر مستعمل ہیں۔اسی طرح بعض مفاہیم کے لیے غیر موزوں الفاظ دیے گئے ہیں جیسے Copy holder کے لیے " مسودہ گیر" کی بجائے " نسخہ بردار" ، Folio کے لیے " صفحہ " کی بجائے " ورقہ " وغیرہ ۔ جلد سازی کی اصطلاحات کا ایک خاصا بڑا ذخیرہ رفعت گل کی کتاب اسلامی فن تجلید (۱۹۸۹ء) میں بھی دیا گیا ہے ۔ اس کے اشاریے میں صفحات ۸۸ تا ۱۱۸ میں جلد سازی سے متعلقہ کوئی چھ سو انگریزی اصطلاحات کے اردو مترادفات دیے گئے ہیں ۔ اس علم سے متعلق یہ تعداد جامع تر ہے اس لیے اس کتاب کو ہمیں اصطلاحی لغات میں شامل کرنا پڑے گا ۔ عام طور پر اس میں مقامی اور کاریگروں کی مستعملہ اصطلاحات کو پیش کیا گیا ہے لیکن کہیں کہیں تراکیب وضع بھی کی گئی ہیں جن میں امتزاجی رجحان جھلکتا ہے جیسے " مواصلت استری کتان "، " آہنی ٹھوک " ، "بندش سلائی " ، " واصل سوت " وغیرہ ۔

ج : اجتماعی منصوبے (نظر ثانی کے ساتھ لیکن استناد کے بغیر): مقتدرہ نے تین ایسے اجتماعی منصوبے مکمل کرائے جنھیں نظرثانی اور حتمی نظرثانی کے مرحلوں سے گزارا گیا ۔ انھیں ذیلی مجالس اصطلاحات نے مرتب کیا لیکن ان کی معیار بندی کے لیے مجالسِ استناد کا قیام عمل میں نہ آیا۔ تعلیم اور لسانیات کی ذیلی مجالس دسمبر ۱۹۸۱ء اور ریاضی کی ذیلی مجلس ۱۹۸۲ء میں تشکیل دی گئی تھی ۔ ان میں سے تعلیمی اصطلاحات کا مسودہ ۱۹۸۲ء میں مکمل ہو کر مقتدرہ کو مل گیا(۱۶۲) اردو میں اس سے پہلے جامعہ عثمانیہ نے " مجموعہ تدریسیات " شائع کیا تھا لیکن اب تعلیمی تدریسی اصطلاحات کا ذخیرہ وسیع ہو چکا تھا ، چنانچہ انجمن فاتلین ، ادارہ تعلیم وتحقیق کے جریدے " تعلیمات " میں پروفیسر منور ابن صادق اور ان کے ساتھیوں نے ایک لغت قسط وار شائع کرنا شروع کیا ۔ جس کا ذکر ہم ابھی کر چکے ہیں ، بعدازاں مقتدرہ قومی زبان نے یہ منصوبہ اپنے ہاتھ میں لے لیا ۔ پروفیسر منور ابن صادق کے علاوہ ملک امیر الدین احسن (مزنگ ہائی سکول لاہور)، چودھری محمد دین ظفر (نیا مدرسہ سکول اچھرہ لاہور) نسرین زہرا (جونیئر ماڈل سکول گلبرگ لاہور)، مسعود صدیقی (ٹیکسٹ بک بورڈ ،لاہور) پروفیسر خادم علی ہاشمی (مرکز تحقیق وترقی نصاب ،لاہور) اور راقم اس کے رکن تھے ۔ مقتدرہ کا یہ پہلا لغت ہے جس کی مجلس میں عملی میدان کے لوگ یعنی سکولوں کے اساتذہ بھی پروفیسروں ، ماہرینِ تعلیم اور ماہرینِ زبان کے ساتھ شریک تھے ۔ اس مجلس نے اپنا کام جون ۱۹۸۲ء میں مکمل کیا ۔ بعدازاں اسے ڈاکٹر مختار احمد بھٹی ، ڈاکٹر شوکت علی صدیقی اور ڈاکٹر مشتاق احمد گوراہا جیسے ماہرین تعلیم اور ڈاکٹر محمد اجمل اور زیڈ اے انصاری جیسے ماہرینِ نفسیات وفلسفہ نے دیکھا(۱۶۳)

ذیلی مجلس نے انجمن فاتلین کے کام پر بھی نظرثانی کی اور اس سے کئی اصطلاحات میں اختلاف بھی کیا ۔ مثلاً abacist کے لیے "بالفریمی حساب دان " کی بجائے " گنتاری حساب دان " abacus کے لیے " بالفریم " کی بجائے " گنتارا " ، Alphabet method کے لیے " ہجائی طریقہ " کی بجائے " ابجدی طریقہ " ، Cognitive کے لیے " علمی " کی بجائے " وقوفی " وغیرہ۔اسی طرح بعض

---

۱۶۰ ۔ شکیل منگلوری ، محولہ بالا ، ص : ۱۳ ۔
۱۶۱ ۔ ڈاکٹر محمود الرحمان ، اصطلاحات فنون طباعت وترسیم ، " پیش لفظ" ، ص : ۵ ۔
۱۶۲ ۔ بحوالہ : سالانہ رپورٹیں ، ص : ۱۲۱ ۔
۱۶۳ ۔ بحوالہ تعلیمی اصطلاحات ، اسلام آباد (۱۹۸۵ء) ، عرض ناشر ۔

نئی اصطلاحات بھی شامل کی گئیں ۔ جیسے academic اور aesthetic ability وغیرہ ۔
اس لغت میں قاموس الاصطلاحات ،فرہنگ اصطلاحات ، جامعہ کراچی ، جامعہ پنجاب اورمجلس زبان دفتری کے لغات استعمال میں لائے گئے تھے چنانچہ اس کی اصطلاحات سازی میں ان اداروں کے رجحانات ملتے ہیں ۔

ان اصطلاحات پر ایم اے ایجوکیشن کے مقالہ نگار نے ادارہ تعلیم وتحقیق کے دیگر اساتذہ کی آرا جمع کیں تو بیشتر میں اسے وقت کی اہم ضرورت قرار دیا گیا البتہ یہ بھی کہا گیا کہ :[۱۶۴]

" اس کتاب میں موجود اصطلاحات کا اردو ترجمہ انگریزی کے مقابلے میں سمجھنے میں مشکل محسوس ہوتا ہے .... اگرچہ ان اصطلاحات کی تعداد مقداری لحاظ سے بہت حد تک کفالت کر سکتی ہے اور اساتذہ کومناسب متبادل اردو الفاظ کے چناؤ میں اور ایک ہی معنی میں استعمال کرنے میں مدد دے سکتی ہیں ۔ چنانچہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کتاب اساتذہ کے لیے ایک اہم کتاب ثابت ہو سکتی ہے .... اگرہرموضوع پر الگ سے اصطلاحات درج کی جاتیں تو زیادہ بہتر تھا ۔ بعض ترجموں میں اصلاح کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ ساتھ ہی ان کی تعریفیں بھی درج کی جاتیں تو یہ کتاب بے حد مفید ثابت ہو سکتی ہے ۔ "

اصطلاحات فنیات (۱۹۸۵ء) کی ذیلی مجلس بھی دسمبر ۱۹۸۱ء میں تشکیل کی گئی تھی ، جس کے اراکین میں محمد اسلم خان یوسفزئی (ناظم مرکز آلات تعلیم لاہور)، خادم علی ہاشمی ، پروفیسر محمد شفیع مرزا (شعبہ صنعتی فنون ادارہ تعلیم وتحقیق لاہور) ، سخی محمد (گورنمنٹ کالج ٹیکنالوجی لاہور) خالد رشید (گورنمنٹ کالج برائے تعلیم سائنس لاہور)، محمد حمیدنواز (شعبہ صنعتی فنون ،ادارہ تعلیم وتحقیق لاہور) اور راقم شامل تھے ۔ اس مجلس نے اپریل ۱۹۸۳ء میں اپنا کام پایہ تکمیل کو پہنچایا بعدازاں اسے محمد اسلم خان یوسفزئی ، خادم علی ہاشمی ، پروفیسر محمد شفیع مرزا اور پروفیسر سخی محمد نے نظر ثانی کے بعد مرتب کیا ۔ چونکہ اس پر کوئی نظر ثانی کی مجلس مقرر نہ کی گئی ۔ اس لیے مقتدرہ نے اسے تسویدی اشاعت کے طور پر پیش کیا ۔ اس میں جہاں فنیات کی سابقہ وضع کردہ اصطلاحیں استعمال کی گئیں ، وہیں بعض نئی اردو اصطلاحات بھی وضع کی گئیں جن کے لیے مستریوں اور عملی استعمال کرنے والے کاریگروں سے بھی مشورے کیے گئے ۔ مثلاً adjustment strip کے لیے " فانہ پٹری " Canvas belt کے لیے " کرمچی پٹہ " ، Close fit کے لیے " بھٹاؤ " green sand کے لیے " راہی ریت " ، Strut کے لیے " تھم " وغیرہ ۔ ذیلی مجلس کے سامنے بعض ایسے تعاملات بھی آئے جن کے لیے موزوں لفظ موجود نہ تھا تو انھوں نے اس سے افعال وضع کرنے کی کوشش بھی کی جیسے Beat down کے لیے ٹھٹھیرنا (اس کا مطلب ہے برتن کا کوٹ کوٹ کر پیندا نکالنا ۔ یہ پیشہ رکھنے والے ٹھٹھیرے کہلاتے ہیں) اسی طرح Keying کے لیے" کلھینا " ، Knurle کے لیے" کنگرانا" وغیرہ ۔ اصطلاحات سازی کے لیے تقریباً تمام رجحانات سے استفادہ کیا گیا ان میں مقامی اور انگریزی الفاظ سے استفادہ بھی شامل ہے البتہ جدید ہندی اور سنسکرت سے استفادے کا رجحان نہیں ملتا ۔

اصطلاحات ریاضی (۱۹۸۳ء) کے لیے ذیلی مجلس ۱۹۸۲ء میں تشکیل دی گئی تھی جس کے اراکین میں ڈاکٹر ناظم حسین زیدی (جامعہ کراچی)،ڈاکٹر آصف قریشی (جامعہ کراچی)، راشد کمال انصاری (اردو سائنس کالج)شامل تھے ۔ انھوں نے ۲۱ مارچ ۱۹۸۲ء سے لے کر جون ۱۹۸۲ء تک اسی کام کو مکمل کیا ۔ اس پر نظر ثانی لاہور میں محمد انوربھٹی (شعبہ فلکیات جامعہ پنجاب)، ڈاکٹر خالد لطیف میر (شعبہ ریاضی جامعہ پنجاب) اور پروفیسر خادم علی ہاشمی پر مشتمل مجلس نے انجام دی ۔ حتمی نظر ثانی ڈاکٹر رفی الدین صدیقی نے انجام دی ۔ انھوں نے بعض مقامات پر مسودے سے اختلاف کیا ۔ بعض مقامات پر اختلاف برائے اختلاف ہے جیسے" استدقاق /تقارب"،"قلیل ترین /کم ترین" ،"کثیف /گنجان" ،" معیار /کسوٹی" وغیرہ ۔ لیکن بعض مقامات پر یہ اختلاف قواعدی لحاظ سے اصطلاحی ترکیب کو درست بناتا ہے جیسے " مجرد عدد" کی بجائے " تجریدی عدد" یا " متلازم الجبرا " کی بجائے " اپتلافی الجبرا " ، " موسیقی حیطہ " کی بجائے "ہم آہنگ حیطہ " ،" گراف " کی بجائے " ترسیم " ،متماثل " (Congruent) کی بجائے " متطابق " ، "ارتباط " (Correlation) کی بجائے"ہم ربطی " ۔ اصطلاحات سازی میں عام طور پر عربی فارسی سے استفادہ کیا گیا تاہم فارسی ترکیب کو اولیت دی گئی ہے ۔ اصطلاحات پر جامعہ کراچی اور حیدرآباد دکن کی اصطلاحات کا اثر زیادہ نظر آتا ہے ۔

۱۶۴۔ فرخ مجید، مقتدرہ قومی زبان اسلام آباد کا مطالعہ ، تعلیمی خدمات کے حوالے سے ، لاہور (ستمبر ۱۹۸۸ء) مقالہ برائے ایم اے/ ایجوکیشن ص : ۱۱۵ ۔

د : مجالس استناد کے معیاربند منصوبے : دفتری اصطلاحات سے متعلق بعض اصطلاحی مجموعوں میں مقتدرہ نے مجالسِ استناد کے ذریعے معیاربندی کی کوشش بھی کی – لیکن یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ طریق کار کوئی زیادہ سودمند ثابت نہ ہوا چنانچہ چار پانچ مجموعوں کے بعد اسے ترک کردیاگیا۔

مقتدرہ کی طرف سے مجالسِ استناد کا قیام ۱۹۸۲ء میں عمل میں آیا اور بیک وقت چار کے قریب مجالس قائم کی گئیں – اس تعداد سے ظاہر ہے کہ یکسانیت مفقود ہو گئی اور کئی مختلف انداز کے مجموعے سامنے آئے – ان مجالس کی رہنمائی کے لیے ۲۰ ستمبر ۱۹۸۲ء کو ڈاکٹر سید عبداللہ سے لیکچر دلایا گیا ، بعدازاں دیگر مجالسِ استناد بھی وضع کی گئیں (ضمیمہ ق) –

پہلا مسودہ "درجہ بندی چارٹ" (مالیاتی) تھا ، جس پر نظرثانی کے بعد مجلس استناد نے تقریباً گیارہ اجلاسوں میں چھ ہزار سے زائد اصطلاحات کی معیاربندی ایک سال میں انجام دی[۱۶۵] اس میں ڈاکٹر آفتاب احمد خاں، جناب قمرالدین صدیقی ، جناب خالد عمر فاروقی اور جناب مجیب الرحمان مفتی ایڈیشنل سکرٹری کے مرتبے کے افراد تھے ، پروفیسر کرم حیدری ، ڈاکٹر سعداللہ کلیم اور شریف کنجاہی زبان ولسانیات کے حوالے سے شریک تھے – عطش درانی اور بعدازاں ڈاکٹر انعام الحق جاوید اور آخر میں ڈاکٹر اعجاز راہی مقتدرہ کے نمائندے کی حیثیت سے شامل تھے – یہ مسودہ طبع نہیں ہوا –

اصطلاحاتِ حسابداری ومحاسبی (۱۹۸۵ء) کا مسودہ اے جی پی آر کے جناب مسعود احمد چیمہ نے مرتب کیا تھا – ان اصطلاحات پر محمد ابن الحسن ، سید شوکت کاظمی ،محمد اظہار الحق اورمحمد نصیر احسن نے نظرثانی کی اور یوں یہ پانچوں افراد محکمہ حسابات سے عملی طور پر منسلک تھے – ان پر ڈاکٹر آفتاب احمد خاں کی سربراہی میں مجلسِ استناد نے معیاربندی کا کام شروع کیا – خالد عمر فاروقی کی جگہ نذیراحمد صاحب (جائنٹ سکرٹری کابینہ ڈویژن) نے شرکت کی – البتہ ڈاکٹر سعداللہ کلیم اس مجلس میں شامل نہ تھے اور مقتدرہ کی نمائندگی راقم نے کی – اس مجلس نے کوئی بیس اجلاسوں میں اس پر نظرثانی کا کام انجام دیا[۱۶۶] اس میں بھی اسم مصدر کا بےجا استعمال ہمیں نظر آتا ہے – مثلاً Abolition (ختم کرنا)، Withdrawl (نکلوانا)وغیرہ – بقول ڈاکٹر انورسدید لغوی معنی یعنی قریب المفہوم اصطلاحات دی جاتی ہیں – لیکن انھیں نامانوس قرار نہیں دیا جا سکتا – انگریزی الفاظ کو لینے کا رجحان بھی کم ہے – اگرچہ اس میں اصطلاحات کی تعداد بھی تھوڑی ہے یعنی بمشکل بارہ تیرہ سو اصطلاحات ہیں تاہم اسے ایک کامیاب کوشش ضرور قرار دیا جا سکتاہے –

دوسری مجلسِ استناد نے ۲۰ نومبر ۱۹۸۴ء سے محکموں اور اداروں کے نام پر کام شروع کیا اور ۲۲ جنوری ۱۹۸۵ء تک اسے مکمل کر لیا – اس میں مختار مسعود (صدر)، ابن الحسن ، مختارعلی خاں اور پروفیسر نیاز عرفان محکموں کی نمائندگی بھی کرتے تھے اور ممتاز مفتی بطور ادیب اور ڈاکٹر صدیق خاں شبلی صدر شعبہ اردو کی حیثیت سے شامل تھے – اس مجلس کے سامنے سب سے بڑا مسئلہ ترکیبی مادوں کا تھا جن کے مترادفات آغاز ہی میں مقرر کر لیے گئے جیسے Branch (شاخ) Division (قسمت /ڈویژن)، Wing (سرشعبہ /ونگ)، Directorate (نظامت)، Sector (ذیلی شعبہ) Inspectorate (نظارت) Section (میغہ)، Bureau (بیورو)، Cell (گھر) Commission (ماموریہ /کمیشن) ، ہسپتالوں، درسگاہوں اور بینکوں کے لیے Department کا ترجمہ "شعبہ" ہی رہنے دیا گیا – ترکیبوں میں کسرہ اضافت نہ پڑھنے کے لیے وقفہ (،) لگا دیا گیا – جیسے "محکمہ، دھماکہ خیز اشیاء" ، " شعبہ ،نفسیاتی امراض" – انگریزی کے عام فہم اور رواں لفظ مثلاً کمیٹی بورڈ، ڈپو، کونسل وغیرہ کو بعینہٖ لے لیا گیا ہے – بعض اوقات انگریزی نام بھی بطور متبادل آتا ہے جیسے " اسٹیشن ماسٹر" وغیرہ[۱۶۷]

وفاقی اور صوبائی عہدوں کے نام دو حصوں میں طبع ہوئی ، حصہ اول ۱۹۸۵ء میں اور حصہ دوم ۱۹۸۷ء میں – دوسری مجلس استناد ہی نے اس کی معیار بندی بھی کی اس مجلس کے اجلاس جلد اول کے لیے ۲۹ جنوری سے ۳۰ اپریل ۱۹۸۵ء تک اور جلد دوم کے لیے نومبر ۱۹۸۵ء سے مئی ۱۹۸۶ء تک جاری رہے – اگرچہ انھوں نے بعض امور طے کر لیے لیکن کہیں کہیں ان سے انحراف بھی کیا – جیسے General کے لیے "اعلیٰ" کو استعمال کیا گیا لیکن کہیں کہیں یہ ترجمہ Chief کے لیے بھی استعمال کیا گیا – بعض عہدوں

۱۶۵– شکیل احمد منگلوری ، محولہ بالا ، ص : ۱۸

۱۶۶– بحوالہ : مسعود احمد چیمہ ، اصطلاحات حسابداری و محاسبی ، اسلام آباد(۱۹۸۵ء) ، " پیش لفظ"–

۱۶۷– بحوالہ : محکموں اور اداروں کے نام ، اسلام آباد(۱۹۸۵ء)، " پیش لفظ " ، ص ص : الف تا ج –

میں Chief اور General دونوں موجود ہیں ، ان کے لیے Chief کا ترجمہ " کبیر " کر دیا گیا جیسے Accountant General کے لیے " محاسبِ اعلیٰ " اور Chief Accountant کے لیے " محاسبِ کبیر " کئی مقامات پر Chief کے لیے " سربراہ " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جیسے Deputy Chief (نائب سربراہ)"کبیر" کا لفظ Senior کے لیے بھی استعمال ہوا ہے - بعض مقامات پر Head کے لیے " صدر " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے معروف انگریزی اصطلاحات کو بھی بعینہٖ لیکن دوسری ترجیح کے طور پر لے لیا گیا ہے جیسے" کمشنر"، "سکرٹری" وغیرہ -

اصطلاحاتِ کسٹم (۱۹۸۸ء) کا ترجمہ حسین احمد شیرازی (ڈپٹی کلکٹر) نے انجام دیا تھا - اسے تیسری مجلسِ استناد نے انجام دیا جس کے صدر عرفان احمد امتیازی (چیرمین مرکزی محاصل بورڈ)تھے دیگر اراکین میں ڈاکٹر ایس ایم زمان ، غلام ربانی اگرو اور شریف کنجاہی صاحب ماہرین زبان کی حیثیت سے اور جناب عبدالخالق اعوان (جائنٹ سکرٹری وزارت اطلاعات) محکمہ جاتی رکن کی حیثیت سے شامل تھے - مقتدرہ کی طرف سے معاونت ڈاکٹر اعجاز راہی نے کی[۱۶۸] معلوم ہوتا ہے کہ اس مجلس کے سامنے کوئی واضح اصول نہیں تھے - یہی وجہ ہے اسم مجرد کی جگہ اسم مصدر کی غلطی عام طور پر ملتی ہے جیسے Commencement کے لیے " آغاز کرنا، " Un-Traceability کے لیے "لاپتہ ہونا" Deficiency کے لیے" کم ہوجانا " ، Clearance کے لیے "چھڑانا" اور Detention کے لیے "تحویل میں رکھنا" وغیرہ - جہاں تک قربتِ مفہوم کا تعلق ہے، اس کے لیے یہ مجموعہ قابلِ ذکر ہے - مثلاً صرف کسٹم ہی میں Clear کے معنی " چھڑانا" اور Land کے معنی "اتارنا" ہو سکتے ہیں جو یہاں درج ہیں -

جہاں تک مقتدرہ کی دیگر مطبوعات میں اصطلاحی اشاریوں کا تعلق ہے ان میں سے صرف اردو میں عدالتی فیصلہ نویسی اور منتخب عدالتی فیصلے (۱۹۸۹ء) کا اشاریہ قابل ذکر ہے - اس میں جہاں مروّجہ اردو اصطلاحات کو انگریزی کا مترادف ٹھہرایا گیا ہے ، وہیں وہی مفہوم بھی مراد لیا گیا ہے جو فیصلے کے متن میں مراد لیا گیا ہے[۱۶۹] مثلاً Bar (رکاوٹ) کے " بار" (پیشہ قانون) کے معنی نہیں لیے گئے۔ Authority کے لیے " مقتدرہ " کا لفظ استعمال کیا گیا ہے Endorse کے لیے " اندراج کرنا " - Manifest کے لیے " واضح " وغیرہ -

۵ : ۷ دیگر منصوبے اور متفرق امور : مقتدرہ میں ۱۹۸۹ء میں انگریزی اردو لغت کے علاوہ دو اصطلاحی منصوبے زیرِ طبع ہیں - اصطلاحاتِ طبّ ، کشاف سائنسی وتکنیکی اصطلاحات - کشاف اصطلاحات حیوانیات کا مسودہ طباعت کے لیے تیار ہے - کشافِ اصطلاحات اسلامی قانون (فقہ و اصول فقہ) کا مسودہ مکمل ہو چکا ہے - اصطلاحاتِ مالیات ، اصطلاحاتِ اطلاعیات ، اصطلاحاتِ آبکاری و بکری ٹیکس ، کشافِ اصطلاحات نفسیات کشافِ اصطلاحات ریڈیو ، کشافِ اصطلاحات ٹی وی اور کشافِ جدید اصطلاحات سائنس کے مسودے فنی تدوین کی منزل پر ہیں - ان کے علاوہ معجم دفتری ، کشاف اصطلاحات دفتری ، کشاف تعلیمی اصطلاحات ، کشافِ اصطلاحات حیاتیات ، اور کشافِ اصطلاحات معانی وبیان وبدیع کے منصوبے زیرِ تکمیل ہیں[۱۷۰] ان کے علاوہ بہت سے ایسے منصوبے ہیں جن پر کام کا آغاز ہوا لیکن نامکمل رہ گئے -

آغاز ہی میں دہلی مجلسِ ترجمہ نے سائنسی اصطلاحات کی ایک جامع فرہنگ کے منصوبے پر عملدرآمد شروع کیا تھا اور اس کے لیے چیمبرز ڈکشنری آف سائنس اینڈ ٹکنالوجی کو بنیاد بنایا - اس مقصد کے لیے جامعہ کراچی کے شعبہ تصنیف وتالیف کو بھی شریک کر لیا گیا[۱۷۱] لیکن یہ کام مکمل نہ ہو سکا -

قومی زبان کے نفاذ کے لیے ایک "جامع لغت برائے دفتری اصطلاحات" کا ذکر کیا گیا - جو تیاری کے بعد نظر ثانی کے مرحلے سے گزر رہی تھی[۱۷۲] ہمارے خیال میں یہ وہی مسودہ ہے جو جامعہ کراچی نے مرتب کیا تھا اور مقتدرہ کے کتب خانے میں موجود ہے -" اصطلاحات ابلاغ عامہ" کے مسودے کی تکمیل اور نظرثانی کی اطلاع بھی ملتی ہے اور یہ کام جامعہ کراچی کے زکریا ساجد صاحب کو تفویض کیا گیا[۱۷۳] پشاور میں ڈاکٹر عطااللہ کی سرکردگی میں علوم انجینیری (میکانی ، برقی ، سول)کی اصطلاحات پر کام شروع کرنے کی اطلاع بھی ملتی ہے - اسی طرح حیاتیات کی اصطلاحات میں حرف B تک اور بحریات کی اصطلاحات

۱۶۸- حسین احمد شیرازی ، اصطلاحاتِ کسٹم ، اسلام آباد (۱۹۸۸ء)، بحوالہ : " ابتدائیہ " -

۱۶۹- ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی ، اردو میں عدالتی فیصلہ نویسی اور منتخب عدالتی فیصلے ، اسلام آباد، (۱۹۸۹ء) ، ص : ۳۲۲ -

۱۷۰- بحوالہ : سالانہ رپورٹ (۱۹۸۸ء - ۱۹۸۹ء) ، " ضمیمہ جات " -

۱۷۱- بحوالہ سالانہ رپورٹیں (۱۹۷۹ء - ۱۹۸۵ء) ، ص : ۸۰ -

۱۷۲- بحوالہ : ایضاً ، ص : ۸۶ -

۱۷۳- ایضاً ، ص : ۹۲ -

میں ۱۲۰۰ تک اور کیمیا کی اصطلاحات حرف A میں ۱۱۵۰ تک اصطلاحات تیار کرنے کی اطلاع ملتی ہیں[۱۷۴]

۱۹۸۴ء میں اصطلاحات ابلاغ عامہ ، کمپیوٹر سائنس ، بحریات ، فوٹوگرافی اور کشاف اصطلاحات فلسفہ کے منصوبے زیر تدوین ہونے کی اطلاع ملتی ہے[۱۷۵] ۱۹۸۵ء میں ان میں کشاف اصطلاحات ٹرانسپورٹ اور کشاف حیاتی کیمیا کا اضافہ بھی ہوتا ہے[۱۷۶] ۱۹۸۶ء میں ان میں کشاف اصطلاحات معاشیات بھی شامل نظر آتی ہے ۔ ۱۹۸۷ء میں مجلس زبان دفتری پنجاب کی تیار کردہ لغت پر مقتدرہ کی مجلس استناد کا کام مکمل ہونے کی نوید ملتی ہے جس پر سات ماہ صرف ہوئے ۔ اس کے ساتھ ساتھ "اصطلاحات بحریہ" کا استناد بھی مکمل ہوا[۱۷۷] یہ معیاربندی کے بعد جی ایچ کیو کو واپس لوٹا دیا گیا ۔ اس سال انفرادی اور اجتماعی کھیلوں کی اصطلاحات بھی زیر تدوین تھیں ۔ ۱۹۸۸ء میں سائنسی علامات ، ترقیمات اور ہندسے زیر طبع ہیں[۱۷۸] لیکن اس کے بعد ان کا علم نہیں ہوتا ۔

ہیئت حاکمہ کی روداد ۱۹ ستمبر ۱۹۸۲ء سے اتنا پتا چلتا ہے کہ جمیل الدین عالی صاحب نے مقتدرہ کو اصطلاحات اقتصادیات کا مسودہ فراہم کرنے کا وعدہ کیا ، جو ان کی نگرانی میں نیشنل بنک کی طرف سے تیار کیا گیا تھا ۔ انھوں نے یہ مسودہ مقتدرہ کو بطور عطیہ دینے کا وعدہ کیا[۱۷۹] پشاور میں ڈاکٹر عطاءاللہ سے رقم کی واپسی کا مطالبہ کیا گیا[۱۸۰] اسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ باقی منصوبے پایۂ تکمیل کو نہ پہنچ سکے ۔

مقتدرہ کے عزائم میں یہ بات نظر آتی ہے کہ تمام سابقہ ذخیرۂ اصطلاحات کو جمع کر کے اور معیاربندی کے اصول مقرر کر کے انھیں یک جا مرتب کیا جائے ، اصطلاحی بنک بنایا جائے اور انھیں کثیر جلد جامع قاموس اصطلاحات کی صورت میں شائع کیا جائے ، جس میں کم و بیش چار لاکھ اصطلاحات موجود ہوں[۱۸۱] یہ تعداد یونیسکو کی سفارش کردہ تعداد یعنی تین سے پانچ لاکھ کے درمیان ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اردو میں اگر اصطلاحی ذخیرہ جمع کر لیا جائے تو تمام علمی ، سائنسی ، فنی تکنیکی امور اردو میں بآسانی بیان کیے جا سکتے ہیں اور اس لحاظ سے اردو میں اصطلاحات کی کوئی کمی نہیں ۔

۱۷۴۔ ایضاً ، ص ص : ۱۲۲، ۱۲۳ ۔
۱۷۵۔ ایضاً ، ص ص : ۱۸۲ تا ۱۸۳ ۔
۱۷۶۔ ایضاً ، ص ص : ۲۰۷، ۲۰۹ ۔
۱۷۷۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۶ء ۔ ۱۹۸۷ء) ، ص : ۱۵ ۔
۱۷۸۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۷ء ۔ ۱۹۸۸ء) ، ص : ۳۰ ۔
۱۷۹۔ ہیئت حاکمہ کی رودادیں ، ص ص : ۲۹۲، ۲۹۵ ۔
۱۸۰۔ ایضاً ، ص : ۲۹۸ ۔
۱۸۱۔ سالانہ رپورٹ (۱۹۸۸ء ۔ ۱۹۸۹ء) ، ص : ۲۸ ۔

حصہ سوم ــــــــــ تقابلی مطالعہ

ساتواں باب : اردو اصطلاحی ذخیرے کا کمیتی اور موضوعاتی جائزہ

ساتواں باب

اردو اصطلاحی ذخیرے کا کمیتی اور موضوعاتی جائزہ

۱ـ	عمومی لغاتِ اصطلاحات	۲۶۱
۲ـ	ادبیات ، لسانیات ، فنونِ لطیفہ	۲۶۲
۳ـ	مذہبی و دینی اصطلاحات	۲۶۳
۴ـ	سماجی اور تعلیمی علوم	۲۶۳
۵ـ	دفتری و قانونی اصطلاحات	۲۶۴
۶ـ	سائنسی (طبعی علوم کی) اصطلاحات	۲۶۷
۷ـ	طبی ، زرعی ، حیاتیاتی اصطلاحات	۲۶۸
۸ـ	اصطلاحات فنیاتی ، انجنیری و ہنروپیشہ جات	۲۷۰
۹ـ	پیشہ ورانہ متفرق علوم	۲۷۰
*	حرفِ آخر	۲۷۱

ساتواں باب

اردو اصطلاحی ذخیرے کا کمیتی و موضوعاتی جائزہ

اردو زبان اس لحاظ سے باثروت ہے کہ اس میں نہ صرف اصطلاحات سازی (Terminology) کا ایک معتدبہ کام انجام دیا گیا بلکہ اصطلاحات نگاری (Terminography) کے حوالے سے بھی اس کے ذخیرہ ، لغات کی تعداد خاطرخواہ حد تک موجود ہے – ہمارے تحقیقی مطالعے میں اب تک جن اصطلاحی مجموعوں کا حوالہ گزرا ہے – ان کی تعداد ١٧٥ لغات اور ٢٨٧ جزوی اشاریوں سمیت ٥٦٢ کے قریب ٹھہرتی ہے۔ان میں تین مزید اصطلاحی اشاریے " ہند آریائی اور ہندی " ، " اردو لسانیات " اور "نئی اردو قواعد " بھی شامل کر لیے جائیں جو لسانیات اور تنقید کی کتابیات میں شامل ہیں تو یہ تعداد ٥٦٥ ہو جاتی ہے – ان میں لغات کی جلدیں اورکئی رسالے اور جرائد کے سلسلے شامل نہیں – بصورت دیگر صرف لغات کی تعداد ٢٢٢ ہے یعنی[1] یہ تعداد ١٩٩٠ء میں پہنچتے ڈھائی سو تک جا پہنچے گی – دنیا کے اصطلاحاتی لغات شائع کرنے والے سب سے بڑے ادارے Elsevier کی فہرست ہمارے سامنے ہے ، جس میں ١٦٨ لغات کی فہرست دی گئی ہے – جبکہ یوروپین کمیشن لکسمبرگ کی کتابیات کے مطابق اصطلاحات کے لغات کی تعداد ٦٥٢ ہے۔اس لحاظ سے اردو میں بھی لغات نگاری کا خاصا کام ہو چکا ہے[2]۔

اردو کے ١٧٥ لغات اصطلاحات اور ٢٨٧ جزوی اصطلاحی اشاریوں کی ذیلی تقسیم کچھ اس طرح سے ہے ، جامع لغات ٩ اور جامع اشاریے ٣ ہیں – ادبیات ، لسانیات ، فنون لطیفہ کے لغات ٥ ، جزوری اشاریے ٣ ہیں ، مذہبی و دینی اصطلاحات کے لغات ٩ اور جزوی اشاریہ ایک ہے – سماجی وتعلیمی اصطلاحات کے لغات ٢٧ اور جزوی اشاریے ٩٦ ہیں – ان سماجی و تعلیمی علوم کی ذیل میں فلسفہ ، نفسیات ، عمرانیات (انسانیات) ، سیاسیات ، معاشیات اور تاریخ کے موضوع پر لغات مرتب ہوئے ہیں – سائنسی علوم میں ٢٩ لغات اور ١٣٢ جزوی اشاریے سامنے آتے ہیں ان میں عمومی سائنس کے علاوہ ، طبیعیات ، کیمیا ، ریاضی /شماریات ، فلکیات ، ارضیات ، جغرافیہ کے موضوع پر لغات مرتب ہوئے ہیں – حیاتیاتی /طبی/ زرعی علوم میں ٣٦ لغات اور ٧١ کے قریب جزوی اشاریے ہیں ان میں حیاتیات (نباتیات ، حیوانیات) ، طب اور زراعت کے موضوعات شامل ہیں – فنیاتی انجینئری وغیرہ کے موضوع پر نو لغات اور ٢٧ جزوی اشاریے شامل ہیں – دفتری لغات کی تعداد ١٩ اور قانونی لغات کی تعداد ٢١ ہے جبکہ ان کے جزوی اشاریے ٧ ہیں – پیشہ ورانہ علوم کی تعداد ١١ لغات اور ٢٦ جزوی اشاریے ہیں – ان میں صحافت ، کتابداری ، عسکریات اور خانہ داری کے موضوعات شامل ہیں – اگر ہم ان موضوعات کا موازنہ Thesaurus Guide (ضمیمہ الف) یونیسکو کی فہرست سے کریں تو ہمیں معلوم ہو گا کہ ابھی کمپیوٹرسائنس ، ارضیات ،ماحولیات

١- اردو اصطلاحات سازی از ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری کی کتابیات میں لغات کی جو تعداد (١٣٤) دی گئی ہے ، اس میں ٥٠ کے قریب ایسے اندراجات ہیں جو مکرّرات کی ذیل میں آتے ہیں اگر انھیں حذف کر دیا جائے تو یہ تعداد ٨٤ رہ جاتی ہے اور اگر ان مکررات کو موجودہ تحقیق کی کتابیات میں شامل کر دیا جائے تو اُن کی تعداد ٢٢٥ ہو جاتی ہے نیز اگر ان میں اردو کے آٹھ عمومی انگریزی اردو لغات بھی شامل کر دیے جائیں تو یہ تعداد ٢٣٣ ہو جاتی ہے –

ثقافت ، تسلیمات ، مصوری ، موسیقی اورکھیل وغیرہ کے موضوعات پر اردو میں اصطلاحات نگاری نہیں ملتی اور اگر مزید جائزہ لیں تو ایٹمی سائنس ، معدنیات ، خلائیات ، گیس ، پٹرول مصنوعات ، پودوں اور جانوروں کے نام ، آٹوموبائیل ، سینما ، ریڈیو ، ٹی وی ، فوٹوگرافی ، بحریات وغیرہ کی اصطلاحات سازی پر کام نہیں ہو سکا(۱) ان میں سے ابلاغ عامہ ، ریڈیو ، ٹی وی بحریات وغیرہ پر کام ہونے کی نوید مقتدرہ کے آئندہ پروگراموں میں ملتی ہے –

جہاں تک اردو اصطلاحات کی تعداد کا تعلق ہے – سب سے بڑے مجموعے فرہنگ اصطلاحات میں اب تک ایک لاکھ بیس ہزار اصطلاحیں یک جا کی جا سکی ہیں تاہم اس میں بہت سا قدیم وجدید کام شامل نہیں ہو سکا – ایک اندازے کے مطابق تقریباً اتنی ہی اصطلاحات کا مزید ذخیرہ موجود ہے – اگر دس بیس باقی ماندہ موضوعات پر بھی کام ہو جائے تو یہ ذخیرہ ساڑھے تین لاکھ تک پہنچ سکتا ہے(۲) یہ تعداد یونیسکو کی سفارشات کے مطابق علمی ، سائنسی ، تکنیکی علوم کے فروغ کے لیے ایک معقول تعداد ہے – یوروپین کمیشن لکسمبرگ کے پاس موجود اصطلاحات کی تعداد چار لاکھ ساٹھ ہزار ہے – مقتدرہ کا اندازہ اردو اصطلاحات کو چارلاکھ تک پہنچانے کا ہے۔

ایک اور کام جس کی طرف ابھی اردو میں توجہ نہیں دی گئی اور اسے اصطلاحات میں شامل نہیں سمجھا گیا ، وہ ابتدائیے (Intialisms) ، سرنامیے (Acronyms) اور مخففات (Abbreviations) ہے ، جس کی تعداد اصطلاحی بنک لکسمبرگ میں ایک لاکھ دس ہزار بتائی گئی ہے(۵)۔

۱ – عمومی لغات اصطلاحات

عمومی لغات کے حوالے سے نو لغات اور چار اشاریے ہمارے سامنے آتے ہیں – ان میں سے اردو اصطلاحات (پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی)(۱۹۲۸ء) ، جریدہ (۱۷ شمارے) اور فرہنگ اصطلاحات علمیہ (انجمن) الگ الگ موضوعات کی فہرستوں کے حامل ہیں – ان میں سے جریدہ اور انجمن کے لغات موضوع وار صورتوں میں بھی سامنے آ چکے ہیں – لے دے کے مجموعہ اصطلاحات (دکن)(۱۹۲۶ء) قاموس الاصطلاحات (منہاج)(۱۹۶۵ء) فرہنگ اصطلاحات (اردو بورڈ)(۱۹۸۲ء) کا تقابلی جائزہ ہی لیا جا سکتا ہے – ان کی یہی ترتیب تاریخی اور ارتقائی صورت بھی ظاہر کرتی ہے – باقی مجموعے ان میں کم وبیش شامل ہیں – مجموعہ میں اکثر الفاظ کے صرف ایک اردو متبادل پر اکتفا کیا گیا ہے ، جبکہ قاموس میں انگریزی اصطلاح کے کئی موضوعات کے حوالے سے متعدد مترادفات دیے گئے ہیں اور فرہنگ میں ان میں سے کئی حذف کر دیے گئے ہیں بلکہ ہم یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ قاموس کا تمام تر ذخیرہ اصطلاحات فرہنگ میں آ گیا ہے کیونکہ نہ صرف یہ کہ اس کے بہت سے مترادفات فرہنگ میں نہیں ملتے بلکہ کئی اصطلاحات کے اندراجات بھی فرہنگ میں نہیں – مثلاً ابتدائی صفحات ہی میں Absolutism سے لے کر Abstinence تک قاموس کے ۲۲ مسلسل اندراجات فرہنگ میں نہیں –

۲– ملاحظہ ہو : ضمیمہ "ب" Elsevier کی فہرست –

۳– مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو پانچواں باب ۲:۷ –

۴– اگرچہ مقتدرہ کے جامع قاموس اصطلاحات کے منصوبے میں یہ تعداد چار لاکھ بتائی گئی ہے ملاحظہ ہو پانچواں باب : ۲:۷ (مقتدرہ میں جامعہ عثمانیہ کے اصطلاحی ورثے کے جائزے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ کم وبیش سو فی صد مزید اصطلاحیں لغات میں مرتب ہو سکتی ہیں)–

۵– ملاحظہ ہو : باب اول ۲:۵ –

اسی طرح بہت سے الفاظ کے ساتھ بھی یہ معاملہ ہوا ہے - جیسے Abdiction کے معانی مجموعہ میں " ترک سلطنت " کے ہیں ، قاموس میں " خلع اور دست برداری " کے دیے گئے ہیں اور فرہنگ میں " ترک سلطنت اور دست برداری " کو شامل رکھا گیا ہے - یا پھر Aberration کے معانی مجموعہ میں "ضلالت "کے ہیں۔ قاموس میں اس کے ساتھ ساتھ " اعجوبیت ، انحراف ، زیغ ، خبط دماغ خطا" اور فرہنگ میں ان کے ساتھ ساتھ " کجروی " کا اضافہ کیا گیا ہے - Absolute میں مجموعہ کے مترادفات " مطلق ، مطلق العنان " ہیں جبکہ قاموس میں " قطعی ، غیر مشروط ،قائم بالذات ، وجود مطلق " بھی ان کے ساتھ ساتھ شامل کیے گئے ہیں اور فرہنگ میں ان کے ساتھ ساتھ " بلا شرط اور بلاقید" کا اضافہ کیا گیا ہے - Abstract کے معانی مجموعہ میں " مجرد" کے ہیں - قاموس میں اس کے ساتھ " منتزع ، روح ، خلاصہ ، دقیق ، خیال ، غیر عملی ، " اورفرہنگ میں " خلاصہ اور مجرد کے ساتھ اقتباس ، گوشوارہ اور تجریدی " کا اضافہ کیا گیا جبکہ قاموس کے باقی مترادفات حذف کر دیے گئے ہیں - اس مطالعے سے ہم کہ سکتے ہیں کہ فرہنگ سابقہ تمام ذخیرہ٫ اصطلاحات کا مجموعہ نہیں اور قاموس میں وسعت مترادفات و معانی نسبتاً زیادہ ہے -

---

۲- ادبیات ، لسانیات ، فنون لطیفہ

ادب و فن کے حوالے سے ہمارے سامنے پانچ لغات اور تین اشاریے سامنے آتے ہیں ان میں سے رموز شعروسخن (۱۹۶۵ء) قدیم تر ہے - باقی میں سے دو لغات اصطلاحات ڈراما (۱۹۸۲ء) اور کشاف تنقیدی اصطلاحات (۱۹۸۵ء) مقتدرہ قومی زبان اور دو لغات ترقی٫اردو بیورو دہلی نے ادبی (۱۹۸۳ء) اور لسانیات (۱۹۸۵ء) کے موضوعات شائع کیے - اصطلاحی اشاریوں میں ڈاکٹر شوکت سبزواری کی کتاب اردو لسانیات (۱۹۶۶ء) اور توضیحی لسانیات (ترجمہ: عتیق احمد صدیقی ۱۹۷۱ء) قابل ذکر ہیں-ادبی لغات اپنے اپنے منفرد موضوع پر ہیں اور ابھی تک ان کے مقابل کوئی لغت شائع نہیں ہوا - اس لیے ان کا تقابل مشکل ہے۔البتہ ڈرامے کی اصطلاحات سازی کے چند نمونے ہمیں منظر شہاب کے مضمون " سٹیج کی چند اہم اصطلاحیں " (۱۹۶۱ء کے نام سے ملتے ہیں - ان میں Act (ایکٹ) Back Cloth (بیک کلاتھ) Green Room (گرین روم)، Cellar (سلر) جیسی زیادہ اصطلاحیں انگریزی سے بعینہٖ لی گئی ہیں[۶]

قواعد میں عصمت جاوید کی کتاب نئی اردو قواعد (۱۹۸۵ء) اور ہندآریائی اور ہندی (۱۹۷۷ء) کا تقابل توضیحی لسانیات (۱۹۷۱ء) اور فرہنگ اصطلاحات لسانیات (۱۹۸۷ء) کے ساتھ ترقی٫ اردوبیورو کے جائزے میں کیا جا چکا ہے[۷]

اردو لسانیات (۱۹۶۶ء) سے توضیحی لسانیات (۱۹۷۷ء) اور فرہنگ (۱۹۸۷ء) کا تقابلی جائزہ لینے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر شوکت سبزواری نے اپنے انداز کی جدا اصطلاحات سازی انجام دی اور اس فرہنگ اصطلاحات میں جہاں عتیق صدیقی کے اصطلاحی مترادفات کو بھی سمو دیا گیا وہیں شوکت سبزواری کے مترادفات بھی زیر غور لائے گئے - کہیں کہیں اختلاف بھی کیا گیا لیکن فرہنگ کو ضخامت اور تعداد اصطلاحات کے لحاظ سے زیادہ جامع کہا جا سکتاہے - مثلاً ablaut کے لیے شوکت کے ہاں " تعلیل مجہول "،عتیق صدیقی کے ہاں کچھ نہیں اور فرہنگ میں " ابلاوٹ " ہی درج ہے - Accent کو شوکت نے " نقرہ " کہا ہے اور باقی دونوں نے " لہجہ " قرار دیا ہے - Active کو شوکت اور فرہنگ نے " معروف " اورعتیق نے " معرفہ " کہا ہے - Affix کو شوکت نے " اضافہ " اور باقی دونوں نے " تعلیقیہ " قرار دیا ہے - Diphthong کو شوکت نے " مرکب (مصوتہ)" اور باقی دونوں نے " دوہرا مصوتہ " لکھا ہے Phoneme کو شوکت کے ہاں " موتیہ " ، عتیق کے ہاں"فونیم" اور فرہنگ میں دونوں دیے گئے ہیں -

---

۶- منظرشہاب " سٹیج کی چنداہم اصطلاحیں "، قند(ڈراما نمبر)، مردان ، ۱۹۶۱ء -

۷- ملاحظہ کیجیئے پانچواں باب حصہ ۲ : ۱ تا ۳ -

جہاں تک فنون لطیفہ کا تعلق ہے ان پر ابھی تک کوئی باقاعدہ لغت یا اشاریہ سامنے نہیں آیا تاہم اس موضوع پر ڈاکٹر ابو اللیث کی کوششیں قابل ذکر ہیں جو انھوں نے انجمن ترقیٔ اردو پاکستان کی فرمایش پر انجام دیں ۔ یہ اورینٹل کالج میگزین میں اگست ۱۹۵۱ء اور اگست ۱۹۵۲ء میں شائع ہوئیں ۔ تعارف میں لکھتے ہیں کہ انگریزی اصطلاح کے سامنے اس کی انگریزی تشریح پھر مجوزہ اردو اصطلاح اور بعد ازاں اردو مترادفات دیے گئے ہیں۔(۸) قوسین میں ماخذ کا مخفف حوالہ دیا گیا ہے ۔ استناد یا تعین معنی نہیں کیا گیا ، مختلف متفرق حوالوں سے معانی درج کیے گئے ہیں مثلاً Apotheosis کے لیے " خدا سازی (س ج)، تالیہ ، دیوتابنانا، تقدس ، تحریم (ع ج)" یا Antichamber کے لیے " پیش اطاق (س ج) ، ڈیوڑھی (لیث) وغیرہ(۹) ۔

۲ ۔ مذہبی/ دینی اصطلاحات

مذہبی اصطلاحات کے نو لغات اور ایک جزوی اشاریہ ہمارے سامنے ہیں ۔ ان میں تصوف ، حدیث ، علوم وفنون عربیہ اور مسیحی اصطلاحات پر کام نظر آتا ہے ۔ اسلامی اصطلاحات تو اردو کا سااہم ذخیرہ ہیں جن کا جائزہ چوتھے باب میں لیا جا چکا ہے ۔ مسیحی اصطلاحات میں دو لغات ہیں ان میں سے لغات کتاب مقدس کا جائزہ چوتھے باب میں اور انگریزی اردو لغت کا کا جائزہ چھٹے باب میں لیا گیا ہے ۔ جزوی اشاریوں میں خفر راہ (۱۹۸۲ء) اور کسی حد تک فلسفے کے بنیادی مسائل از قاضی قیصر الاسلام قابل ذکر ہیں ، جس کا ذکر چھٹے باب میں متفرق اداروں کی خدمات کے حوالے سے کیا گیا ہے ۔

۳۔ سماجی اور تعلیمی علوم

ان علوم میں تعلیم کے موضوع پر ۳ لغات اور ۲ جزوی اشاریے، فلسفہ کے موضوع پر ۲ لغات اور ۲۲ جزوی اشاریے ، نفسیات کے موضوع پر ۳ لغات اور ۱۶ جزوی اشاریے ، عمرانیات انسانیات کے موضوع پر ۳ لغات اور ۱۳ جزوی اشاریے ، سیاسیات پر ۳ لغات اور ۱۲ جزوی اشاریے، معاشیات پر ۸ لغات اور ۲۲ جزوی اشاریے ، تاریخ کے موضوع پر ۲ لغات اور چار جزوی اشاریے ہمارے سامنے آئے ہیں ۔ ان میں تعلیم ، فلسفہ اور نفسیات کو ہم تعلیمی علوم اور عمرانیات ، سیاسیات ، معاشیات اور تاریخ کو سماجی علوم میں شامل کر سکتے ہیں ۔ ان میں مجموعہ اصطلاحات تدریسیات (۱۹۳۶ء)، تعلیمی اصطلاحات (۱۹۸۵ء) ، فرہنگ اصطلاحات فلسفہ (۱۹۶۲ء) فرہنگ نفسیات (۱۹۶۱ء) ، اصطلاحات نفسیات (۱۹۷۱ء)، اصطلاحات اطلاقی نفسیات (۱۹۷۱ء) اور فرہنگ نفسیات (۱۹۸۲ء)کا باہمی جائزہ لیا جا سکتا ہے ۔

تعلیمی علوم میں اصطلاحات نگاری کا آغاز حیدرآباد دکن سے ہوا ۔ پاکستان میں یہ کام انجمن فاضلین ادارۂ تعلیم وتحقیق جامعہ پنجاب نے شروع کیا جسے بعد ازاں مقتدرہ نے مکمل کر کے تعلیمی اصطلاحات کی صورت میں شائع کیا(۱۰) جو حیدرآباد دکن کی اصطلاحات سے ضخامت اور مقدار میں نہ صرف زیادہ ہے بلکہ جامعیت میں بھی قابل قدر ہے ۔ اس کے ساتھ اگر ہم جامعہ کراچی کی فلسفہ ، صوفی گلزار کی نفسیات ، جامعہ پنجاب کی نفسیات اور اطلاقی نفسیات اور زرینہ خانم کی نفسیات کا مطالعہ کریں تو ان میں تاریخی لحاظ سے ارتقائی عمل نظر نہیں آتا ۔ صوفی گلزار احمد اور زرینہ خانم کا رویہ انفرادیت پسندی کا ہے ۔ جبکہ جامعہ پنجاب اورجامعہ کراچی میں محض لفظی اختلاف نظر آتا ہے ۔ مثلاً Abnormal کے معنی مجموعہ ، تعلیمی ، فلسفہ اور صوفی گلزار کے ہاں " غیر معمولی " دیے گئے ہیں ۔ جامعہ پنجاب اور زرینہ خانم کے ہاں " غیر طبعی " اور " معمول خلاف " ہیں ۔ Abreaction کے معانی مجموعہ اور جامعہ پنجاب

۸۔ ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی ، " چند اصطلاحات کے ترجمے "، اورینٹل کالج میگزین ، لاہور: اگست ۱۹۵۱ء، ص : ۷۰ ۔

۹۔ ایضاً ، اگست ۱۹۵۲ء، ص : ۱۵ ۔

۱۰۔ ملاحظہ ہو : چھٹے باب میں جامعہ پنجاب اور مقتدرہ قومی زبان پر جائزے ۔

میں " نفسی تنقیہ " کے ہیں ۔ جبکہ تعلیمی میں "باز آفرینی جذبہ " ، صوفی کے یہاں تنظیفی ردِ عمل اور زرینہ کے ہاں " تنظیف " ہیں ۔ Absolute سب کے ہاں " مطلق " ہے Absorption مجموعہ میں " محویت ، انہماک " ہے جبکہ باقی سب کے ہاں "انجذاب " ہے ۔ Abstruct کا زیادہ تر مترادف " مجرد " ہے ۔ تعلیمی میں " ملخص " بھی ایزاد ہے اور اطلاقی نفسیات میں "خلاصہ " ۔ ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ ان تمام لغات کو یک جا کر کے اصطلاحی معیار بندی کا کام انجام دیا جائے جو ابھی تک عنقا ہے ۔

جہاں تک سماجی علوم کا تعلق ہے ، عمرانیات میں انجمن ، جامعہ کراچی اور ترقی اردو بیورو کے لغات، سیاسیات میں جامعہ پنجاب ، ترقی اردو بیورو اور مقتدرہ کے لغات، معاشیات میں جامعہ پنجاب ، انجمن ترقیء اردو ، ترقی اردو بیورو ، جامعہ کراچی اور نجی لغات میں سید قاسم محمود ، محمد اسلام اور دلشاد کلانچوی کے لغات آتے ہیں ۔ "تاریخ " میں صرف ایک لغت از محمد صدیق قریشی قابلِ ذکر ہے جس کا جائزہ چھٹے باب میں مقتدرہ کے حوالے سے لیا جا چکا ہے ۔ دوسرا مجموعہ جامعہ کراچی کا ہے ، جو چند نسخے سائیکلوسٹائل ہوا ہے اس کا جائزہ بھی لیا جا چکا ہے ۔

عمرانیات میں اگر ہم جامعہ کراچی (۱۹۷۰ء)اور ترقی اردو بیورو دہلی (۱۹۸۱ء) کے لغات کا جائزہ لیں تو محض لفظی اختلاف نظر آتا ہے ۔ مثلاً جامعہ کے لغت میں Abondnee کے لیے " سپرد دار " کا لفظ استعمال ہوا ہے جبکہ بیورو کے لغت میں " تارک " ، Abduction اور Abetment کے لیے دونوں میں "اغوا" Abnormal کے لیے البتہ جامعہ میں " خلافِ معمول خلاف معیار " اور بیورو میں " غیر معیاری اور غیر نارمل " استعمال ہوئے ہیں ۔ سیاسیات میں بیورو کے لغت (۱۹۸۲ء) کا حوالہ اس لیے نہیں دیا جا سکتا کہ وہ دراصل انسائیکلوپیڈیا ہے جس کے عنوانات اردو ترتیب سے ہیں ۔ البتہ جب ہم جامعہ پنجاب (۱۹۶۸ء) اور مقتدرہ (۱۹۸۵ء) کے لغات کا تقابلی جائزہ لیتے ہیں تو ہمیں ان میں مقتدرہ کے لغت میں اصطلاحات کی تعداد زیادہ اور اس میں اصطلاحی مترادفات قریب المفہوم نظر آتے ہیں ۔ مثلاً Abdicate کے لیے جامعہ کے لغت میں " ترکِ سلطنت کرنا ، دست بردار ہونا " کے معنی دیے گئے جبکہ مقتدرہ کے لغت میں " تخت چھوڑنا "بھی" دست بردار ہونا " کے ساتھ درج ہے اور یہ قریب المفہوم ہے جہاں تک اختلافات کا تعلق ہے ، زیادہ تر لفظی ہیں جیسے Abiding disposition کے لیے جامعہ کے لغت میں " مستعمل رجحان " اور مقتدرہ کے لغت میں " دوامی رجحان " ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یوں نظر آتا ہے کہ مقتدرہ کے مولف نے جامعہ کے لغت کو بھی سامنے رکھا اور اس کے اکثر مترادفات کو شاملِ لغت کیا ہے جیسے Ab-initio کے لیے " از ابتداء " اور Abjuration کے لیے " حلفِ انکاری " کو مقتدرہ کے لغت میں بھی دیگر مترادفات کے ساتھ شامل کیا ہے ۔ تاہم اس میں مترادفات کی کثرت ہے ۔

معاشیات کی اصطلاحات میں انجمن کا لغت بنکاری (۱۹۵۱ء)جامعہ پنجاب کے لغت معاشیات (۱۹۶۶ء) جامعہ کراچی کے لغت معاشیات تجارت بنکاری (۱۹۷۲ء) کی بنیاد بنا اور ترقی ، اردو بیورو کا لغت معاشیات (۱۹۸۲ء) ان سے قدرے مختلف ہے ۔ انجمن کے لغت میں Abolition کے معنی " تنسیخ " کے دیے گئے ہیں جو پنجاب کے لغت میں " انسداد " اور کراچی کے لغت میں " خاتمہ " کے اضافے کے ساتھ دیے گئے ہیں ۔ Above par کے لیے انجمن کے ہاں " حقوق مساوات " ، پنجاب میں " بالائے مساوات " اور کراچی کے لغت میں " بیش مساوی " ہے جبکہ بیورو کے لغت میں " بالائے سطح " کے ساتھ ساتھ " سطح سے اوپر" دیا گیا ہے ۔

ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ان تمام سماجی و تعلیمی لغات کو یک جا کیا جائے اور ان کے لفظی اختلاف کو ختم کرنے کے لیے معیاری استناد کا اہتمام کیا جائے ۔

۵ ۔ دفتری و قانونی اصطلاحات

اس حوالے سے اردو میں لغات کی ایک خاصی بڑی تعداد شائع ہوئی ہے ۔ خصوصاً قانون کے موضوع پر زیادہ لغات شائع ہوئے ہیں ۔ کل ۴۰ لغات اور سات اشاریوں میں سے دفتری موضوع پر ۱۹ اور قانونی موضوع پر ۲۱ لغات ہمارے سامنے ہیں ۔

دفتری موضوعات پر پہلی کاوش مکتبہ نوائے وقت نے کی جو پاکستان بننے کے فوراً بعد شائع ہوئی دیگر تمام لغات ۱۹۷۲ء یا اس کے بعد شائع ہوئے ـ مجلس زبان دفتری نے گیارہ موضوعات پر الگ الگ لغت شائع کرنے کے علاوہ ان تمام کا مجموعہ پہلے ۲۵ کراسوں کی صورت میں اور بعدازاں ۱۹۷۶ء میں مکمل لغت کی صورت میں شائع کیا ، جس کا نیا ایڈیشن مقتدرہ کے استناد کے بعد ۱۹۸۹ء میں شائع ہوا ـ اسی پر مبنی مختصر اصطلاحات دفتری مقتدرہ نے ۱۹۸۱ء میں شائع کیا اور اس کے جزئیات محکموں اور اداروں کے نام اور وفاقی و صوبائی عہدوں کے نام (۱۹۸۵ء) میں شائع کیے ـ مزید برآں حسابداری (۱۹۸۲ء)، دفتری ترکیبات (۱۹۸۵ء) اور کشم (۱۹۸۸ء) بھی شائع کیے ـ لیکن دفتری اصطلاحات پر دوسری اہم کوشش جامعہ کراچی کے مسودے کی صورت میں ہمارے سامنے ہے ـ جس میں دراصل مجلس زبان دفتری کے ۱۹۷۲ء کے عمومی اصطلاحات کے لغت کو بنیاد بنایا گیا اور دفتری ترکیبات میں مجلس کے لغت کے پہلے ایڈیشن کو بنیاد بنایا گیا ہے ، چنانچہ تقابلی مطالعے میں کوئی ایسا لغت نہیں آتا ـ مجلس کے لغت کے دونوں ایڈیشنوں کا جائزہ چھٹے باب کے پہلے حصے میں لیا جا چکا ہے البتہ ان کے مطالعے سے حسب ذیل مزید معروضات ہمارے سامنے آتی ہیں ـ

پاکستان میں دفتری اصطلاحات پر نہ صرف بہت زیادہ کام ہوا ہے بلکہ اس پر ماہرین نے خاصے غوروفکر سے کام بھی لیا ہے اور ان لغات کے بعض سقم بھی سامنے آئے ہیں ـ مثلاً مجلس کے لغت پر سب سے بڑا اعتراض یہ کیا جاتا رہا ہے کہ اس میں یکسانیت نہیں بلکہ انتشار ہے اور بعض لغات مثلاً محکموں اور عہدوں کے حوالے سے ماہرین نے ترجمے کی مشکلات اور نفسیاتی مسائل کا ذکر بھی کیا ہے ، جن کا ایک جائزہ ہم تیسرے باب میں لے چکے ہیں ـ دراصل اس کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ دفتری اصطلاحات میں مغلیہ دور کے رائج الوقت نظام کی باقیات ہی متداول رہیں جو فارسی کا سرمایہ خاص تھیں لیکن انگریزی کی گرفت جیسے جیسے بڑھتی گئی انگریزی اصطلاحات بھی زیادہ ہوتی گئیں[۱۱] بعد میں بعض مفکرین نے قریب المفہوم اصطلاحیں وضع کرنے کی کوششیں کیں جیسے پاکستان بنتے ہی ڈاکٹر سلیم فارانی کی کوششیں یا پھر سماجی اور نفسیاتی تقاضوں کو ملحوظ رکھنے کی کوششیں جیسے مقتدرہ میں محکموں اور اداروں کے ناموں کے لیے مرتب کیے گئے لغات جن میں انگریزی الفاظ کو بھی اس لیے برقرار رکھنے کی کوشش کی گئی کہ نہ صرف یہ مقبول ہو چکے ہیں بلکہ منصب دار خود بھی انہیں کو پسند کرتے ہیں ـ ڈاکٹر سید عبداللہ اس میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے[۱۲] بعض اوقات اصطلاحات کو عام فہم بنانے کی کوشش بھی کی گئی اور بعض صورتوں میں ہر مفہوم کے لیے الگ ترجمے کی سفارش کی گئی جیسے ڈاکٹر صدیق شبلی اور مختار مسعود نے محکموں اور اداروں کے ناموں کے ترجموں میں کیا[۱۲] ـ

جہاں تک اصطلاحی انتشار کا تعلق ہے ، یہ ہر لغت میں بہت حد تک پایا جاتا ہے جیسے مجلس زبان دفتری کے لغت میں کہیں " ڈگری " اور کہیں " طیلسانی " کہیں " محرکات " اور کہیں " ترغیبات " ، کہیں " میٹر " اور کہیں " پیما " وغیرہ ـ اس لغت کا جائزہ ہم چھٹے باب کے آغاز میں لے چکے ہیں ـ

دفتری اصطلاحات کے بعض تراجم رفتہ رفتہ متروک ہوتے چلے گئے ہیں لیکن ان لغات میں اب بھی انہیں رکھنے پر اصرار کیا جاتا ہے ـ ڈاکٹر شبلی لکھتے ہیں کہ ایک زمانے میں الاؤنس کو اردو میں بھتہ کہا جاتا تھا ، لیکن جتنی قسم کے الاؤنس آج کل دیے جارہے ہیں ، ان کے پیش نظر یہ لفظ موزوں نہیں ـ اسی طرح ایڈیشنل کے لیے "زاید" اور "اضافی" میں سے کوئی لفظ بھی استعمال نہیں ہو سکتا[۱۲] ـ

ایک اور مسئلہ جو دفتری اصطلاحات میں درپیش ہے وہ مفہوم کے لحاظ سے اردو مترادفات کا تعین ہے ـ مثلاً Contract, Protocol, Agreement, Accord, Pact وغیرہ کے لیے عام طور

۱۱ـ بحوالہ ، ڈاکٹر وحید قریشی ، پاکستانی قومیت کی تشکیل نو ، ص ص : ۱۱۵،۱۱۲ او دفتری اردو ، ص : ۲ ـ

۱۲ـ بحوالہ : ڈاکٹر سید عبداللہ ، " دفتری زبان اور وضع استناد اصطلاحات " ، منتخبات اخبار اردو ، ص : ۲۹۲ ـ

۱۲ـ بحوالہ : ڈاکٹر محمد صدیق شبلی " دفتری و قانونی اصطلاحات ......" اردو زبان میں ترجمے کے مسائل ص : ۱۸۰ ـ

۱۲ـ ایضاً ، ص : ۱۸۰ ـ

پر "معاہدے " کا لفظ استعمال ہوتا ہے یا Approval, Sanction, Grant کے لیے "منظوری " ہی عام طور پر استعمال ہوتا ہے[۱۵]۔ ضروری ہے کہ اردو میں ان کے مفاہیم کے تعین کے لحاظ سے الفاظ مقرر کیے جائیں ۔ اس مقصد کے لیے مقتدرہ کی سالانہ رپورٹ ۸۹ – ۱۹۸۸ء میں ہمیں دفتری معجم کا منصوبہ زیرِ کار نظر آتا ہے لیکن ابھی اس طرف اہلِ علم کی توجہ اس لیے بھی نہیں کہ دفاتر میں اردو کا استعمال تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے ، بصورتِ دیگر تعین مفہوم کا کام استعمالِ الفاظ و اصطلاحات کی بنا پر از خود ہونے لگے گا ۔

قانون کے ۲۱ لغات میں دو طرح کے لغات پائے جاتے ہیں ۔ ایک اردو کے سابقہ ذخیرہ اصطلاحات سے متعلق جو خواہ اردو سے اردو لغت کی صورت میں ہوں یا اردو سے انگریزی کی صورت میں ۔ ان میں قدیم ترین لغت گلیڈون (۱۷۹۷ء) کا ہے ۔ اس کے بعد روسو (۱۸۰۲ء) چارلس ولکنز (۱۸۱۳ء)، وارڈن (۱۸۳۲ء)، کارنیگی (۱۸۵۳ء) ، ایلیٹ (۱۸۳۵ء) اور ولسن (۱۸۵۵ء)، فیلن (۱۸۷۹ء) وغیرہ کے لغات اردو سے انگریزی کے زمرے میں آتے ہیں[۱۶]۔ اردو سے اردو لغات میں اردو قانونی ڈکشنری ، اعظم اللغات ، کشاف اصطلاحات فقہ ، مختصر قانونی لغات اور لغات قانونی از شمس الدین خاں شامل ہیں ۔ جن پر ہم پہلے ہی بحث کر چکے ہیں[۱۷]۔ انگریزی سے اردو اصطلاحات قانونی کے لغات میں سب سے پہلے ڈاکٹر فیلن (۱۸۵۸ء) نے کام کیا ۔ اس لغت میں الفاظ و محاورات کے ساتھ ضرب الامثال اور فقرات بھی دیے گئے ہیں ۔ اس کے بعد درگا پرشاد کا لغت (۱۹۰۵ء) ہے جو اب تک کئی بار طبع ہو چکا ہے ۔ یہ اس کی مقبولیت ہے کہ ۱۹۵۰ء تک اس کے چار ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں ۔ دوسرا لغت جسٹس ڈاکٹر تنزیل الرحمان کا قانونی لغت (۱۹۶۳ء) ہے جس کا چوتھا ایڈیشن ۱۹۸۳ء میں شائع ہوا ۔ ایک اور لغت لاہور سے ایم فارانی کا لاٹائمز پبلی کیشنز نے شائع کیا ۔ چوتھا لغت مقتدرہ قومی زبان اور جامعہ کراچی کے تعاون سے ۱۹۸۲ء میں شائع ہوا۔ پانچواں لغت جو دراصل حیدرآبادی دور میں مرتب ہونا شروع ہوا کشاف قانونی اصطلاحات کے نام سے مقتدرہ نے ۱۹۸۷ء ، ۱۹۸۸ء میں تین جلدوں میں شائع کیا ۔

اردو میں قانونی اصطلاحات کا وافر ذخیرہ مہیا ہو چکا ہے اور اس میں سے بیشتر زیر استعمال رہا ہے ۔ اس میں زیادہ تر مترادفات مقامی ذرائع اور نظام ہائے عدالت سے آئے یا پھر اسلامی فقہ و شریعت سے حاصل ہوئے ۔ انگریزی اصطلاحات سے بھی انگریزی عدالتوں کے قائم ہوتے ہی انگریزی اور رومن اصطلاحات اور مقولوں کے اردو ترجمے بھی ہونے لگے ۔ اس لیے اردو میں قانونی ذخیرۂ اصطلاحات بقول ڈاکٹر سید عبداللہ انگریزی سے کسی طرح کم نہیں بلکہ ملکی ثقافتوں کے لحاظ سے انگریزی اردو کا مقابلہ نہیں کر سکتی البتہ نئے وکیل ان اصطلاحوں سے بیشتر کو نہیں جانتے[۱۸]۔

اگر ہم ان لغات کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں دُرگا پرشاد سے مقتدرہ تک ایک ارتقا نظر آتا ہے مثلاً درگا پرشاد کے ہاں Abactor کا ترجمہ " سارق مویشی کا " کیا گیا ہے ، کشاف میں " گلہ مویشی کا سارق " کیا گیا ہے ۔ ڈاکٹر تنزیل الرحمان کے ہاں " عادی سارق مویشیاں ، مویشی چور" اور جامعہ کراچی و مقتدرہ کے فرہنگ میں اسے " مویشی چور " ہی کہا گیا ۔ اسی طرح abeyance کا ترجمہ درگا پرشاد نے " تعطل " ، کشاف میں " التوا ، معرضِ التوا" ، ڈاکٹر صاحب کے ہاں " التوا ، ڈھیل ، تعطل ، توقیف " اور فرہنگ میں " تعویق " ہے ۔ ان لغات میں ایک اور قدر مشترک ان کا ذخیرۂ الفاظ ہے جو بہت کم ایک دوسرے سے مختلف ہے ، مثلاً درگا پرشاد کے لغت میں پہلی دس اصطلاحات کا جائزہ دیگر لغات میں لیا جائے تو وہاں بھی کم و بیش یہی اصطلاحات نظر آتی ہیں سوائے اس کے کہ کشاف میں Abandon کی بجائے Abondonee کا لفظ ہے یا Abandonment اور Abatement کے ذیلی مرکبات کا اضافہ ہے ۔ ڈاکٹر صاحب کے ہاں ان مشتقات سمیت صرف ایک اصطلاح Abage زائد ہے اور ایک اصطلاح Abator نہیں ہے ۔ فرہنگ میں بھی ان مشتقات سمیت ایک اصطلاح Abantique زیادہ ہے ۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ درگا پرشاد کے لغت سے بمشکل دس فی صد اصطلاحات زائد ہیں ۔ البتہ ذیلی مرکبات اور مشتقات کے لحاظ سے کشاف قانونی اصطلاحات میں ایک وافر ذخیرہ جمع ہو چکا ہے ۔

۱۵۔ نیاز عرفان ، " دفتری اصطلاحات و مراسلت کے تراجم کے مسائل ، مشکلات" ایضاً ، ص : ۱۶۹ ۔
۱۶۔ ان کی تفصیلات ملاحظہ کیجیے چوتھا باب ۲:۲ ۔
۱۷۔ ملاحظہ کیجیے چوتھا باب ۱:۲ ۔
۱۸۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ، پاکستان میں اردو کا مسئلہ ، ص ص ۲۱۰، ۲۱۱ ۔

٦ - سائنسی (طبعی علوم کی) اصطلاحات

اصطلاحات کا بنیادی مسئلہ سائنسی علوم میں ہمارے سامنے آتا ہے - یہی وہ میدان ہے جس میں تیزی اور وسعت کے ساتھ اصطلاحات سازی کا کام ہوا اور ابھی تک جاری ہے - اردو میں بھی ساتھ ہی ساتھ وضع اصطلاحات کا کام جاری رہا جو زیادہ تر ترجمے پر مبنی تھا - غالباً اردو میں سائنسی اصطلاحات لغات کی صورت میں مرتب کرنے کا آغاز سترھویں صدی عیسوی میں شروع ہو چکا تھا[۱۹] اگر ہم حیاتیاتی ، طبی ، زرعی علوم کے ۳۶ اور فنیاتی انجنیری کے ۹ لغات شامل نہ کریں تو خالص طبعی علوم میں اب تک ۲۹ لغات اور ۱۲۲ جزوی اصطلاحی اشاریے ہمارے سامنے آتے ہیں - ان میں سے ۳ لغات اور ۸ جزوی اشاریے عمومی سائنس سے متعلق ہیں - طبیعیات میں ۵ لغات اور ۵۶ جزوی اشاریے،کیمیا میں ۸ لغات اور ۲۲ جزوی اشاریے ، ریاضی /شماریات میں ۵ لغات اور ۳۹ جزوی اشاریے ، فلکیات میں ۲ لغات (تیسرا لغت طبیعیات کے ساتھ شامل ہے) اور ۱۲ جزوی اشاریے اور ارضیات ، جغرافیہ میں ۵ لغات اور ۵ جزوی اشاریے موجود ہیں -

جہاں تک عمومی سائنسی لغات کا تعلق ہے ، ان میں پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کا کتابچہ (۱۹۷۹ء) اور جیم ڈکشنری (اپنی تعداد اصطلاحات کے لحاظ سے تقابل میں لانے کے قابل نہیں) صرف جامعہ کراچی کا لغت طبیعیات ، ریاضیات ، فلکیات (۱۹۶۹ء) اور مقتدرہ کے سائنسی وتکنیکی اصطلاحات (۱۹۸۲ء) کا باہمی جائزہ لیا جا سکتا ہے اس کے ساتھ ساتھ اگر ہم جامعہ پنجاب کے اصطلاحات طبیعیات (۱۹۸٦ء) اور مقتدرہ کے اصطلاحات موسمیات (۱۹۸٦ء) کو شامل کر لیں تو طبیعیات کی حد تک مطالعہ ہو سکتا ہے - ان تمام لغات میں ہمیں اصطلاحات سازی کے رجحان میں یکسانیت سی نظر آتی ہے - جامعہ کراچی کے لغت میں اگر Aberration کے لیے " ضلالت " کا لفظ استعمال ہوا ہے تو دیگر لغات میں بھی یہی لفظ ہے - لیکن کراچی کے لغت میں اس کے مشتقات میں "کجروی "استعمال ہوا ہے جبکہ باقی لغات میں " ضلالت " کا لفظ استعمال ہوا ہے - دیگر مثالوں سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ان لغات میں محض لفظی اختلاف ہے - مثلاً "خلاف معمول " اور " معمول خلاف " - البتہ ان لغات میں اصطلاحات کم وبیش ہیں - ان سب کو یک جا کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے -

کیمیا میں اصطلاحات سازی کے کاموں میں ہم جن لغات کا جائزہ لے سکتے ہیں - ان میں انجمن کا لغت (۱۹۳۹ء) ،(۱۹۵۲ء) ، جامعہ کراچی کا لغت (۱۹٦۸ء) ترقی اردو بیوروکا لغت (۱۹۸۳ء) اور جامعہ پنجاب کا لغت (۱۹۸۵ء) اور اردو اکیڈمی لاہور کا کشاف(۱۹۸٦ء) شامل ہیں - ان میں مستعمل اصطلاحی رجحانات کا ذکر ہم ان اداروں کے مقام پر کر چکے ہیں - لیکن اگر ہم ان میں موجود اردو مترادفات کا تقابلی جائزہ لیں تو ہمیں جامعہ کراچی کے لغت میں اصطلاحات کی تعداد زیادہ نظر آتی ہے اور جامعہ پنجاب کے لغت میں ان تمام لغات کا امتزاج اور اجتماع دکھائی دیتا ہے - مثلاً انجمن کے لغت میں Abrasive کا ترجمہ " گھسنے والا " بطور صفت کیا گیا ہے جامعہ کراچی کے لغت میں " خراش اور خراش آور" ترجمہ کیا گیا ہے - بیورو کے لغت میں" گھسنے والا " کے ساتھ بطور اسم " گھسنے والی شے " بھی ترجمہ کیا گیا ہے - جامعہ پنجاب کے لغت میں ان سب کو جمع کر دیا گیا ہے - جیسے " مخرش ، خراشی مسالہ ، گھسنے والا " البتہ " خراش آور" کی جگہ " مخرش" کا لفظ دیا گیا ہے اور کشاف میں " خراش آور " ہی ترجمہ کیا گیا ہے - ایک اور اصطلاح Acceptor کے ترجمے کا تنوع خاصا دلچسپ ہے - انجمن کے لغت میں " لین ہار" ترجمہ کیا گیا ہے جو جامعہ کراچی کے لغت میں " قبولندہ " ہے - بیورو کے لغت میں " لین دار اور پایندہ " ، جامعہ پنجاب کے لغت میں "لین ہار ، قبولندہ " کے ساتھ ساتھ " پذیرا" وضع کیا گیا ہے - Acid کو انجمن اور جامعہ کراچی کے ہاں " ترشہ " ،بیورو کے لغت میں " ترشہ اور ایسڈ"لیکن جامعہ پنجاب کے لغت میں " ترشہ اور ایسڈ کے ساتھ ساتھ " تیزاب" بھی شامل کیا گیا ہے جبکہ کشاف میں " ترشہ " ہی قبول کیا گیا ہے - اس کا مشتق Acidity انجمن کے لغت

۱۹- دیکھیے چوتھا باب (۲:۲) اور (۲:۵) ،(۳:۵) -

میں " ترشی " ، جامعہ کراچی کے لغت میں " ترشیت " ، بیورو کے لغت میں " شیزابیت اور ترشیت "، جامعہ پنجاب کے لغت میں تینوں شامل کیے گئے ہیں ۔ ان میں سے کسی ایک کو معیار بند کرنے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ ایک اور مثال Actionometry کے ترجمے کی ہے ، جسے انجمن نے " نورپیمائی اور کیمیائی ضیاپیمائی " کہا ۔ جامعہ کراچی نے اسے " شعاع پیمائی اور نورپیمائی " کہا ، بیورو کے لغت میں " عامل شعاع پیمائی " کہا جو زیادہ قریب المفہوم معلوم ہوتا ہے ، لیکن جامعہ پنجاب کے لغت میں انجمن ہی کے ترجمے کو ترجیح دی گئی ۔ ان مثالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کیمیا کی اصطلاحات میں فرق زیادہ تر لفظی ہے اور انھیں یک جا کر کے قریب المفہوم اصطلاحات کو ترجیح دیتے ہوئے معیار بندی کرنے کی ضرورت ہے ۔

جہاں تک ریاضی کی اصطلاحات کا تعلق ہے ، جامعہ عثمانیہ (۱۹۲۸ء)، مقتدرہ (۱۹۸۲ء) اور بیورو (۱۹۸۸ء) میں کوئی خاص اختلاف نظر نہیں آتا سوائے کہیں کہیں لفظی اختلاف ہے جیسے Abnormal " خلاف معمول " ، " معمول خلاف " وغیرہ بلکہ ترقیء اردو بیورو کا لغت کم وبیش مقتدرہ کے لغت پر مبنی محسوس ہوتا ہے ۔ یہی صورت جامعہ کراچی کے فرہنگ شماریات (۱۹۷۵ء) کی ہے جس میں البتہ " منحنی "(Curve) کی بجائے " منحنا " دیا گیا ہے ۔

فلکیات میں ہمارے سامنے صرف دو لغات جامعہ عثمانیہ (۱۹۲۸ء) اور انجمن (۱۹۳۹ء) ہیں دونوں میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا سوائے پہلے انجمن کے سابقہ مجموعے (۱۹۳۵ء) اور جامعہ عثمانیہ کے لغت میں " Aberration کے لیے " انحراف " کے ساتھ " مغالطہ " کا لفظ بھی تھا جو انجمن کے لغت (۱۹۳۸ء) میں " مغالطہ " کی بجائے " ظلال " ہو گیا ۔ یعنی انجمن کے لغت میں بعض دوسرے اور تیسرے مترادفات حذف کیے گئے ہیں جو جامعہ عثمانیہ کے لغت میں ملتے ہیں البتہ تعداد اصطلاحات کے لحاظ سے انجمن کا لغت پہلے سے زیادہ وسیع ہے ۔

جغرافیہ میں ابرار حسین قادری کے لغت (۱۹۳۹ء) کے بعد مس بملا سوہن لال کا لغت (۱۹۶۵ء) اور جامعہ کراچی کا لغت (۱۹۸۹ء) قابل ذکر ہیں ۔ خصوصاً جامعہ کراچی کا لغت اس لیے زیادہ اہم ہے کہ اس میں ارضیات کی اصطلاحات کو بھی شامل کیا گیا ہے اگر ہم اس کا تقابل ابرار حسین کے لغت سے کریں تو اس میں اصطلاحات سازی کا عمل زیادہ واضح اور قریب المفہوم نظر آتا ہے مثلاً Abrasion کے ابرار حسین نے " بوش ، خراش " کے الفاظ دیے ہیں جبکہ جامعہ کراچی کے لغت میں " سائیدگی " کا لفظ دیا گیا جو اس عمل کو ظاہر کرتا ہے ۔ دونوں لغات میں اصطلاحات کی عدم یکسانیت پائی جاتی ہے یعنی جو اصطلاح ایک لغت میں ہے وہ دوسرے میں نہیں جیسے ابرار حسین کے ہاں Allurial کے ساتھ مرکب اصطلاحی الفاظ Terraces, Fan, Cone, Soil ہیں اور جامعہ کراچی کے لغت میں Mining, Gold اور Tin ہیں جبکہ ابرار حسین والے الفاظ موجود نہیں ۔ اس لیے ان لغات کے امتزاج کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔

۷۔ طبی ، زرعی ، حیاتیاتی اصطلاحات

طب ، زراعت اور حیاتیات جیسے علوم میں اصطلاحی اشتراک کے پیش نظر اسے ایک گروہ سمجھا جاتا ہے ۔ حیاتیات کی ذیل میں جہاں نباتیات اور حیوانیات کی شاخیں شامل کی جاتی ہیں ، وہیں حیاتی کیمیا کو اس کی شاخ قرار دیا جا سکتا ہے ۔ اس گروہ میں ہمارے پاس ۳۶ لغات اور ۷۱ جزوی اشاریے ہیں ۔ ان میں سے ۷ لغات اور ۳۲ جزوی اشاریے حیاتیات میں ہیں جن میں سے حیاتیات میں ۲ لغات ، حیاتی کیمیا میں ایک لغت ، حیوانیات میں دو لغات اور نباتیات میں دو لغات شامل ہیں ۔ اصطلاحی اشاریوں میں حیاتیات میں دس اشاریے ، نباتیات میں سترہ اور حیوانیات میں پندرہ اشاریے شامل ہیں ۔ طب میں ۲۲ لغات اور ۲۵ جزوی اشاریے ہیں جن میں سے علم الادویہ پر تیرہ لغات اور طبی اصطلاحات پر دس لغات قابل ذکر ہیں ، زراعت میں ٦ لغات، ۲ جزوی اشاریے ہیں ، جن میں ایک لغت بیطاری پر ، ایک فن صحرا پر اور ایک فن جنگلات پر ہے ۔

حیاتیاتی لغات میں تقریباً تمام تر کاوشیں ۱۹۴۷ء کے بعد کی ہیں سوائے ڈی سی فلٹ کی ہندوستانی پرندوں کی فہرست (۱۹۰۸ء) کے۔ ان لغات میں جامعہ کراچی کے لغت حیاتیات (۱۹۷۲ء) (۱۹۷۷ء) کو اولیت حاصل ہے ۔ اس کے بعد جامعہ پنجاب کا قاموس نباتیات (۱۹۷۷ء) شائع ہوا ۔ بعدازاں ترقی اردو بیورو کے لغات حیوانیات (۱۹۸۲ء) اور نباتیات (۱۹۸۶ء) شائع ہوئے ۔ اگرچہ لاہور سے حال ہی میں جیم لغت حیاتیات بھی شائع ہوا ہے لیکن کم تعداد اصطلاحات کے باعث اسے تکاپلی مطالعے میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔ جامعہ کراچی اور مقتدرہ کے اشتراک سے ۱۹۸۹ء میں حیاتی کیمیا کا لغت

بھی شائع ہوا ہے ۔ ترقی اردو بیورو کا لغت حیوانیات دراصل جامعہ کراچی کے لغت حیاتیات ہی کا چربہ ہے ۔ دونوں میں اندراجات اور مترادفات کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ، سوائے کہیں کہیں " لا" کی جگہ " غیر " کی اصطلاح دی گئی ہے ۔

طبؔ میں لغات سازی کا آغاز دسمبر ۱۸۲۳ ء میں پنچن سن کے لغت سے ہوتا ہے ۔ اس موضوع پر کام ابھی تک جاری ہے ۔ ۱۹۸۹ء میں بھی لاہور سے کامیاب بک ڈپو نے کامیاب نیو میڈیکل ڈکشنری شائع کیا ہے ۔ تاہم اس میں اصطلاحات سازی کا عمل تقریباً نہ ہونے کے برابر ہے ۔ اسی لیے قدیم اور اس آخری لغت کو تقابلی مطالعے میں شامل نہیں کیا جا سکتا ۔ اصطلاحات ادویہ میں پروفیسر فضل الرحمان ،ٹھاکر دت شرما ، محمد حسین علی ، محمد نجم الغنی رامپوری حکیم کبیر الدین ، مولوی عبدالوہاب اور حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی کے لغات ابھی ملتے ہیں ۔ خصوصاً لاثانی لغات الادویہ (۱۹۲۶ء) ، خزائن الادویہ ، بحر الجواہر (۱۸۲۸ء) اور مخزن الجواہر (۱۹۲۳ء) جیسے لغات میں موجود ادویات پر اصطلاحی ناموں اور اس کے مترادفات کو یکجا کرنا بہت ضروری ہے تاکہ طلبہ ان کے مقامی اور طبی ناموں سے آگاہ ہو سکیں ۔ دیگر طبی لغات میں صرف دو مکمل لغات ہمارے سامنے آئے ہیں ، جن میں سے پہلا اردو اکیڈمی کا لغات طب (اکتوبر ۱۹۶۶ء) از حکیم غلام نبی اور دوسرا حال ہی میں لاہور سے شائع ہونے والا جیم پاکٹ میڈیکل ڈکشنری از وہاب اختر عزیز ہیں ۔ ان کے علاوہ جامعہ عثمانیہ کا مصطلحات طب (۱۹۲۸ء) جو اسٹیڈمین گولڈ اور ڈارلینڈ کے لغات پر مشتمل ہے ، A سے K تک کے حروف پر مشتمل ہے۔اردو سائنس بورڈ سے شائع ہونے والے طبی لغت (مارچ ۱۹۷۵ء) از حکیم محمد شریف جامعی کو اگرچہ اصطلاحات سازی کا قابل نمونہ لغت قرار دیا جا سکتا ہے لیکن یہ بھی A سے C تک شائع ہو سکا ہے ۔

زراعت کے موضوع پر حیدرآباد دکن سے ۱۹۳۵ء میں فرہنگ جنگلات اور اصطلاحات فن صحرا شائع ہوئے تھے ۔ لیکن علم زراعت پر مجموعی طور پر پہلا لغت ۱۹۷۳ء میں جامعہ زرعیہ فیصل آباد کے تعاون سے اردو بورڈ لاہور نے شائع کیا ۔ اسی طرح ۱۹۸۹ء میں اس کی طرف سے اصطلاحات علم ارافی اور زرعی انسائیکلوپیڈیا شائع ہوئے ۔ علم بیطاری پر ایک لغت اردو سائنس بورڈ کی طرف سے ۱۹۷۶ء میں شائع کیا گیا ۔

اس مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ طبی ، زرعی ، حیاتیاتی علوم میں زیادہ تر اصطلاحی کام جدید دور میں ہو سکا ۔ خصوصاً حیاتیات میں پچھلے بیس برس میں سارا کام انجام پایا ۔ ان لغات کے تقابلی مطالعے سے جو پہلی بات ابھر کر سامنے آتی ہے ، وہ یہ ہے کہ ان سب کے امتزاج کی ضرورت ہے ۔ بہت سی اصطلاحات جو ایک لغت میں ہیں ، دوسرے میں نہیں ۔ مثلاً لغات ادویہ میں سے بعض میں حیاتیاتی نام موجود ہیں اور بعض میں نہیں ، اسی طرح بعض میں مقامی نام شامل کیے گئے ہیں اور بعض میں نہیں ۔ اصطلاحی لغات میں سے بعض میں حیوانات اور نباتات کو شامل رکھا گیا ہے جیسا کہ قاموس نباتیات میں ہے اور بعض میں شامل نہیں کیا گیا ان میں سے صرف ایک لغت طبی لغت از شریف جامعی میں اصطلاحات کی ترکیب نحوی کرکے اس کے ممکنہ متبادلات تلاش کیے گئے ہیں اور صرف ایک لغت مصطلحات طب از جامعہ عثمانیہ کو ڈارلینڈ اور گولڈ جیسے ماہرین کے مستند ترین لغات کی بنیاد پر مرتب کیا گیا ہے لیکن یہ دونوں لغات نامکمل ہیں ۔ ان تمام لغات میں لفظی اختلاف اس قدر ہے کہ سوائے جامعہ کراچی اور بیورو کے لغات حیاتیات کے جو مماثل ہیں ، باقی لغات میں مترادفات کا اختلاف وسعت اختیار کر گیا ہے ۔ مثلاً Abiogenesis کی اصطلاح ہی کو لے لیجیئے ۔ جامعہ عثمانیہ کے لغت میں اسے " حیات من المیت " قرار دیا گیا ہے جو قریب المفہوم ہے لیکن ترکیب نحوی کے لحاظ سے طبی لغت از جامعی میں " لاحیاتی تولد" اور جامعہ کراچی میں " لاحیات زائی " زیادہ قریب المفہوم محسوس ہوتا ہے ۔ اگرچہ ان لغات میں " حیات من المیت" کو بھی شامل رکھا گیا ہے اور زراعت کے لغت میں یہ مترادف موجود ہے لیکن باقی لغات میں " خود روتسل " (قاموس نباتیات) ، " غیر حیاتی تخلیق "(بیورو) "خودزا تخلیق (بیورو ،نباتیات) ،"بے ساختہ تخلیق " (لغات طب اردو اکیڈمی) ، " خود زائی ، ذاتی تولد ،لاحیاتی تولد ، حیات ازممات " (طبی لغت از جامعی) وغیرہ مترادفات دیے گئے ہیں ۔ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ اس اصطلاحی انتشار کو ختم کر کے ان اصطلاحات کو یکجا کیا جائے اور ترکیب نحوی کے حوالے سے ان کی معیار بندی کی جائے ۔

۸ - اصطلاحات فنیاتی ، انجینئری ہنر و پیشہ جات

فنیاتی اور مخصوص شعبہ جات کے تحت ہمارے سامنے نو لغات اور ۲۷ جزوی اشاریے آتے ہیں ، ان میں فنیاتی اور ٹکنالوجی اور پیشہ جات پر چار لغات اور مخصوص انفرادی شعبوں پر پانچ لغات شائع ہوئے ہیں - فنیات اور ٹکنالوجی صرف ایک لغت (۱۹۸۵ء) حال ہی میں مقتدرہ کی طرف سے شائع کیا گیا ہے - اس کے ساتھ ساتھ مساحت (۱۹۸۵ء) ، طباعت (۱۹۸۸ء) پر بھی مقتدرہ کی طرف سے لغات شائع کیے گئے ہیں - ایک لغت برقیات (۱۹۸۳ء) کے موضوع پر مقتدرہ اورجامعہ کراچی کے تعاون سے شائع ہوا ہے - قدیم ذخیرۂ اصطلاحات پر ایچ ایم ایلیٹ نے ہندوستانی اصطلاحات ۱۸۳۵ء میں شائع کی تھیں - مخصوص شعبہ میں مصطلحات ٹھگی ۱۸۳۹ء میں شائع ہوا - ۱۹۲۹ء میں بازاری زبان اور اصطلاحات پیشہ وراں از منیر لکھنوی بھی شائع ہوا لیکن سب سے بڑا کام مولوی ظفر الرحمان نے انجام دیا اور آٹھ جلدوں میں فرہنگ پیشہ وراں (۱۹۳۹ء سے ۱۹۴۲ء تک) مرتب ہو کر شائع ہوئی - اس میں تقریباً دو سو تکنیکی پیشوں کے الفاظ اور اصطلاحات جمع کیے گئے - اس کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ موجودہ پاکستان میں ابھی بہت سے ایسے علوم وفنون اور پیشہ جات ہیں،جن کی اصطلاحات بھی مرتب ہونی چاہیئیں جیسے بعض علاقوں میں لکڑی ، چمڑے ، شیشے ، کپڑے وغیرہ کی مخصوص دستکاریاں ، تکنیکی فنون ، ریڈیو ، ٹی وی ، موٹرمکینک وغیرہ کے عام الفاظ وغیرہ - ایسی چند اصطلاحات محمد انعام اللہ نے لاہور سے ٹیکنیکل ڈکشنری میں شامل کی ہیں مثلاً ریڈیو، عمارات ، کاریگروں ، مٹی ، اینٹ ، پلوں، بڑھئی ، چھپر ، دھاتوں ، رنگ سازی ، لوہے گاڑی وغیرہ کی اصطلاحات -

اگر فنیات ، مساحت ، برقیات اور طباعت کے لغات کا تقابلی مطالعہ کریں تو سب سے پہلا نتیجہ ان اصطلاحات کے امتزاج کی ضرورت بن کر سامنے آتا ہے ، لیکن ایک اور ضرورت بھی سابقہ مطالعوں کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے اور وہ یہ کہ انھیں تمام طبعی علوم طبیعیات ، ریاضی وغیرہ کے لغات کے ساتھ ملا کر ایک ہی مجموعی لغت سائنسی و تکنیکی کی صورت میں پیش کیا جائے تو مناسب ہو گا - چیمبرز کے سائنسی و تکنیکی لغت میں سوا لاکھ کے قریب اصطلاحیں ہیں - ان تمام لغات کے امتزاج سے اس کے نصف سے زاید اصطلاحی ذخیرہ جمع ہو جائے گا - بہت سا ذخیرہ رڑکی اور مدراس کے انجینرنگ کالجوں کی کتابوں میں موجود ہے جو بہت حد تک مقامی اردو مترادفات پر مشتمل ہے اور ابھی تک لغات کی صورت میں مدوّن نہیں ہوا - اسے بھی اصطلاحی ذخیرے میں شامل کیا جا سکتا ہے-

۹ - پیشہ ورانہ متفرق علوم

پیشہ ورانہ مختلف اور متفرق علوم میں صحافت اور ابلاغیات ، کتاب داری ، عسکریات اورخانہ داری یا غذائیات کے گیارہ لغات اور ۲۹ جزوی اصطلاحی اشاریے ہمارے سامنے آتے ہیں - صحافت پر دو لغات ، آٹھ اشاریے ، کتاب داری پرچھ لغات اور نو اشاریے ، عسکریات پر تین لغات اور تین اشاریے اور خانہ داری یا غذائیات پر کوئی باقاعدہ لغت تو مرتب نہیں ہوا لیکن چھ اصطلاحی اشاریے ضرور ہمارے سامنے آئے ہیں - ان میں سے کتاب غذا اور غذائیت کے لیے باقاعدہ اصطلاحات سازی کی گئی تھی -

جہاں تک صحافت / ابلاغیات کی اصطلاحات کا تعلق ہے - اس کا پہلا لغت ۱۹۱۵ء میں اخباری لغت از ضیاالدین برنی دہلی سے شائع ہوا جس میں انگریزی الفاظ کو اردو رسم الخط میں لکھا گیا - اس کے بعد تجمل خان کا مفتاح الاخبار اور ڈاکٹر مسکین علی حجازی ، مہدی حسن وغیرہ کی کتابوں میں اصطلاحی اشاریوں کے ساتھ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کی کتب میں اصطلاحات سازی ہوئی لیکن مبسوط انداز میں ابھی تک ابلاغیات پر کوئی لغت مرتب نہیں ہو سکا -

کتاب داری میں اقسام العلوم (۱۳۳۰ھ) اور فرہنگ اسما العلوم (۱۹۸۳ء) دو مختلف نوعیت کے لغات ہیں ۔اگرچہ عشری درجہ بندی (مارچ ۱۹۸۵ء) کو ہم لغات میں شامل کر سکتے ہیں لیکن یہ موضوعی سرخیوں کی طرح باقاعدہ لغات سے مختلف ہے - اصطلاحی تقابل کے لیے ہمارے پاس محمود الحسن اور زمرد محمود کے کشاف اصطلاحات کتب خانہ (۱۹۸۵ء) اور زین صدیقی کے فرہنگ اصطلاحات (۱۹۸۳ء)

ان کے ساتھ جریدہ نمبر ۲ اور ۳ میں شائع شدہ اصطلاحات کا ذخیرہ ہے ۔

ڈاکٹر ممتاز علی انور نے ان اصطلاحات کا دیگر اصطلاحی اشاریوں کے ساتھ تقابل کرتے ہوئے لفظ Catalogue کو بنیاد بنایا ہے ۔ وہ اردو زبان میں اس موضوع پر پہلی کتاب سید سجاد حسن رضوی کی کتاب لائبریری اور اس کی تنظیم (میرٹھ ، رستوگی،۱۹۳۰ء) کو قرار دیتے ہیں ۔ اس میں اس کا مترادف " فہرست " چالیس بار استعمال ہوا ہے اور " کیٹلاگ "کو استعمال نہیں کیا ۔ جبکہ الطاف شوکت نے اپنی کتاب نظام کتب خانہ (۱۹۲۸ء) میں "کیٹلاگ " کتاب الفہرس " استعمال کیا ہے ۔ محمود الحسن اور زمرد محمود نے بھی " کیٹلاگ " استعمال کیا ہے ۔ اور اسی سے کیٹلاگ ساز اور کیٹلاگ سازی مشتقات اور مرکبات بنائے ہیں ۔ انھوں نے اپنی تجویز میں " فہرست " کو بنیاد بنانے کے لیے غور کرنے کی ضرورت پرزور دیا ہے اور اس سے " فہرستانا ، فہرستار ، فہرستاری " جیسی ترکیبیں وضع کرنے کے لیے کہا ہے[۲۰] ۔

اگر ہم ان دونوں لغات (مولفہ زین صدیقی اور محمود الحسن) کا تقابلی مطالعہ کریں تو ہمیں ان میں کوئی خاص فرق نظر نہیں آتا ۔ سوائے اس کے کہ زین صدیقی نے ایک مترادف دینے کی کوشش کی ہے اور محمود الحسن کے ہاں ایک سے زیادہ مترادفات ملتے ہیں البتہ ان میں سے ایک یقیناً زین صدیقی کے لغت میں موجود ہے ، Catalogue کو دونوں نے " کیٹلاگ " ہی لکھا ہے اور اس کے مرکبات کو بھی کیٹلاگ ہی سے وضع کیا ہے دونوں کا حوالہ اپنے اپنے مقام پر بھی زیر بحث آیا ہے ۔ اس لیے ہم کہہ سکتے ہیں کہ دوسرا لغت پہلے ہی کا کشاف اصطلاحات ہے ۔

عسکریات کے موضوع پر پہلا لغت تھامس روبک نے ۱۸۱۱ء میں شائع کیا تھا ۔ اس کے بعد ۱۹۵۲ء میں بلکہ مکمل طور پر ۱۹۸۲ء میں عسکری لغت ہمارے سامنے آتا ہے ۔ تھامس روبک کی اصطلاحات زیادہ ترجہاز رانی سے متعلق تھیں ۔ ۱۹۵۲ء والا لغت نظر ثانی کے بعد ۱۹۸۲ء میں ضم کر دیا گیا ۔ ان لغات کا تفصیلی جائزہ چھٹے باب میں اصطلاحی اشاریوں کے جائزے کے ساتھ لیا جا چکا ہے ۔ مختصراً یہ کہ عسکری اصطلاحات میں تین طرح کے رجحانات پائے جاتے ہیں ۔ اول انگریزی اصطلاحات کا خالص اردو میں ترجمہ ، دوم انگریزی سے اصطلاحات کو بعینہ لینا اور سوم امتزاجی یا بگڑے ہوئے فوجی روزمرہ کے الفاظ ۔ بقول کرنل غلام جیلانی ہمیں آخری قسم پرزیادہ زور دینا چاہیے لیکن بریگیڈیر گلزار احمد ان تینوں ماخذوں کو یکساں اہمیت دیتے ہیں البتہ پہلے اور تیسرے انداز کو نسبتاً زیادہ اہم سمجھتے ہیں[۲۱] ایک اور موضوع بحریات پر دوسرا لغت (تھامس روبک کے بعد) جی ایچ کیو راولپنڈی نے مرتب کیا تھا ، جسے مقتدرہ قومی زبان نے معیار بندی کے بعد مسودے کی صورت میں واپس کیا ۔ اس کی اشاعت کا انتظار ہے ۔

۲۰۔ ڈاکٹر ممتاز علی انور: " اردو زبان میں لائبریری سائنس کی اصطلاحات " پاکستان لائبریری بلیٹن، دسمبر ۱۹۸۹ء، ص ص : ۳تا ۷ ۔

۲۱۔ دیکھیے چھٹا باب : ۶:۲ ۔

حـــرفِ آخـــر

اس مطالعے سے ہم یہ نتیجہ بآسانی اخذ کر سکتے ہیں کہ بعض میدانوں میں ابھی تک کوئی لغت مرتب نہیں ہوا اور جن موضوعات پر لغات مرتب ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو یک جا کرنے کی ضرورت ہے اور سوائے قانونی اصطلاحات کے کسی بھی دوسرے موضوع پر لغت کو جامعیت حاصل نہیں - چنانچہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ ان تمام موضوعات پر اصطلاحات کو یک جا کردیا جائے اور اردو اصطلاحی مترادفات کے تمام وضعی سرمایے کو سامنے رکھ کر اصولی معیار بندی کی طرف قدم اٹھایا جائے - اس کے بعد ہی نئی اصطلاحات سازی کی جا سکتی ہے - البتہ یقیناً اس اجتماعِ اصطلاحات سے اردو اصطلاحات کی وسعت اور ضخامت علمی کفایت کرنے کے لیے جہاں تک حد تک سامنے آ سکے گی اور اس سے علمی میدان میں اردو پر کم مائیگی کے طعنے کو دور کیا جاسکے گا - یقیناً اردو دنیا کی اہم علمی زبان ہے ، ضرورت اسے صرف جدید ترین اور سائنٹیفک بنیادوں پر پیش کرنے کی ہے -

---

خلاصه و نتائج

۱- مقالہ جاتی اہم نکات (ملخص)

۲- نتائج (فرضیوں کی تصدیق)

۳- مستقبل کی آئینہ بندی کے لیے سفارشات

مقالہ جاتی اہـــم نکات (ملخص)

اردو کو بطور ذریعہ تعلیم استعمال کرنے اور اس کی علمی ترقی کـــــے لیـے اصطلاحات سازی بنیادی حیثیت رکھتی ہے ـ چنانچہ اصطلاحات سازی کے علم کی جہتـــوں اور نوعیتوں اور اصولوں نیز اردو میں اس کے لیے ۱۹۸۹ء تک کی گئی کوششوں کا جائزہ اس مقالے میں لیا گیا ہے ـ جس کے بنیادی مفروضے (Assumptions) یہ تھے کہ اس پاک سرزمین کی زبان اردو ہے جو ہر سطح پر بیان کی اہلیت رکھتی ہے اور اس میں اصطلاحات کا وافـــر ذخیرہ موجود ہے ـ اس موضوع کو تین حصوں اصولی ، تاریخی اور تقابلی میں پیش کیا گیـــا ہے ـ

پس منظری مطالعے میں اردو زبان کی تشکیل اور ترجمے کے حوالے سے انگریـــزی زبان کے مطالعے کی ضرورت کا جائزہ لیا گیا ہے ـ اردو کی پیدایش اور تشکیل یقینـــــا برصغیر ہی کی نہیں بلکہ کرہء ارض کی زبانوں کے ملاپ سے ہوئی ہے ـ یہ ہند آریائی گـــروہ کے علاوہ تورانی ، سامی ، اتصالی (دراوڑی) گروہوں کے علاوہ ہند یورپی زبانوں کے اثرات کی بھی حامل ہے ـ اس لیے اسے "لسان الالسنہ" یا "لسان الارض" کہا جا سکتا ہے ـ اردو کا لفظ زبان کے معنوں میں سب سے پہلے استاد مائل دہلوی نے ۱۱۷۶ھ/۱۷۶۲ء میں استعمال کیا ـ ہندی ، ہندوی ، ہندوستانی اسی زبان کے نام ہیں ، چٹرجی نے بھی اس کی تائید کی ہے ـ یہ لفـظ تاتاریوں کے " ہوردا " کی نئی شکل ہے جو " ارتھ " اور " ارض " کی صورت میں بھی ملتـــا ہے اور " ڈیرا " اور " ڈھیر " کی شکل میں بھی ہے ـ اردو کا مزاج امتزاجی ہے اور وسیـــع القلبی کا اظہار کرتا ہے ـ اس لیے یہ ہر زبان سے استفادہ کر سکتی ہے ـ اس کے قواعـــد انتہائی سادہ ہیں ـ اسمیں الفاظ سازی کے دو طریقے ہیں ـ اشتقاقی اور اتصالی ـ اس لحـاظ سے اس میں ترقی کی بے حد گنجایش ہے ـ یہ دیگر زبانوں کے الفاظ پر بآسانی تصرف کر لیتی ہے ـ سابقوں اور لاحقوں کے حوالے سے اس میں انگریزی کی نسبت زیادہ فصاحت ہے اور مطالـــب کی نکتہ آفرینی اور علمی لطافت بہتر طور پر موجود ہے ـ اصطلاحی ضرورتوں کو انہی بنیادوں پر استوار کیا جا سکتا ہے ـ

اردو کی ترقی کا زیادہ تر دارومدار انگریزی پر ہے جو اردو ہی کی طرح کہیـں انیسویں صدی عیسوی میں جا کر علمی زبان بن سکی ـ یہ اقوام متحدہ کی چھ زبانوں میں سے ایک ہے ـ یہ سائنس ٹکنالوجی کی زبان بھی ہے ـ اس میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب علمی جرائد شائع ہوتے ہیں ـ یہ بھی اردو کی طرح اپنے لسانی گروہ سے باہر کے الفاظ حاصل کر لیتی ہے ـ اس میں الفاظ سازی کے تین طریقے (۱) ترجمہ ، (۲) تسمیہ ،(۳) وضع الفاظ ہیں ـ وضع الفـــاظ میں متماثل الفاظ ، یونانی اور لاطینی مرکبات ، پرانے الفاظ اور اسمِ خاص سے کام لینـــا شامل ہے ـ اصول نحت سے بھی اکثر کام لیا جاتا ہے ـ انگریزی کے مستقبل کے بارے میں کـچھ نہیں کہا جا سکتا ـ اس وقت دنیا کا نصف کے قریب علمی ذخیرہ دوسری زبانوں میں ہے جو بڑھتا جا رہا ہے اگر یہ کامیاب بھی رہی تو پھر یہ انگریزی نہیں رہے گی ، بگڑی یا گلابی انگریزی ہو جائے گی ـ البتہ اب یہ زوال پذیر زبان ہے ـ لسانی پالیسی اب قوموں کا جذباتی مسئلہ بـــن چکی ہے ـ دنیا کے ۱۲۵ ممالک میں سے صرف ۲۱ میں انگریزی دفتری زبان ہے جبکہ ۹۰ ممالک میں دیگر یورپی زبانیں اور ۶۵ ممالک میں ان کی اپنی قومی زبانیں رائج ہیں ـ عالمی ثقافت کا

بار اب صرف ترجمہ یا " مشینی ترجمہ " اٹھا سکتا ہے ۔ انگریزی کے اس مخدوش مستقبل کے پیش نظر اردو کے لیے صرف اسی سے تعلق رکھنا ممکن نہیں ۔ انگریزی سےجو استفادہ ہو رہا ہے وہ تین طرح سے ہو سکتا ہے (۱) ترجمہ (۲) تبدل یاتصرف (۳) بجنسہٖ ۔

اردو میں اصطلاحات سازی

پہلے حصے کے اصولی مطالعے میں ہم دیکھتے ہیں کہ علم اصطلاحات سازی کی اپنی حدود بہت وسیع ہو چکی ہیں اصطلاح کا لفظ ص ل ح سے نکلا ہے جس کے معنی مصالحت اوررضا مندی کے ہیں ۔ آج اصطلاح صرف " مخصوص معانی " ، " اتفاق مفہوم " ، " اشارے " معنی کا الگ مدار "، "عرف لفظی قولی " ہی نہیں بلکہ اصطلاح کا اپنا مخصوص مفہوم ہوتا ہے جو لغوی مفہوم سے متعلق بھی ہو سکتا ہے اور مختلف بھی۔در اصل " مفہوم کی اکائی کا نام اصطلاح ہے "۔اردو میں دیگر مترادف "مصطلح " بھی استعمال ہوتا ہے انگریزی میں اس کا متبادل لفظ Term ہے اور انگریزی میں Syntagm, Jetsam, Geotome, Jargon بھی استعمال ہوتے ہیں ۔ ان میں سے صرف آخری لفظ اصطلاحی بنک کی اصطلاح کے لیے استعمال ہوتا ہے ۔ اردو میں روزمرے اور محاورے کو بھی اصطلاح یا مصطلح کہا جاتا رہا ہے ۔ اس لیے بعض مصطلحات اردو کو جدید تکنیکی اصطلاح کے زمرے میں شمار نہیں کیا جا سکتا۔ ہر لفظ پہلے اصطلاح ہوتا ہے پھر استعارہ ۔ یعنی زبان میں پہلے اصطلاحات جنم لیتی ہیں پھر ان کے مجازی استعمال شروع ہوتے ہیں اور الفاظ ادبی حیثیت اختیار کر لیتے ہیں ۔ کوئی لفظ اصطلاحی معنوں میں دوسرے کا مترادف نہیں ہو سکتا ۔ استادشعرا نے ان کے نازک فرق کو بڑی خوبی سے بیان کیا ہے ۔ چنانچہ اصطلاحات سازی میں ہم ان سے استفادہ کر سکتے ہیں ۔

علوم وفنون کی ترتیب ، تنظیم ، بیان اور تشریح کے لیے ہمیں اصطلاحات کی ضرورت ہوتی ہے ۔ ترقی پذیرممالک اصطلاحات سازی میں ہمیشہ ترقی یا فتہ ممالک کے دست نگر رہتے ہیں ۔ اصطلاح کا سب سے بڑا منصب علمی تصورات کے لیے لفظ ، ترکیب یا علامت وضع کرنا ہے ۔ اصطلاح کو منظم ، واضح ، درست ، منضبط ، مختصر اور علمی نمائندہ ہونا چاہیئے ۔ ان کا آسان یا مانوس ہونا محض اضافی ، نفسیاتی اور داخلی یا موضوعی امرہے۔

اصطلاحات کی چار اقسام کی جا سکتی ہے ۔ ۱۔ مفرد، ۲۔ ترکیبی یا اتصالی، ۳۔ مرکب ،۴۔ مشتق ۔ یونیسکو نے نوعیت کے لحاظ سے اصطلاحات کی دوقسمیں کی ہیں ۔ ۱۔تصورات پر مبنی (مفرد ہوں یا مرکب) ۲۔ مفرد اشیا کی اصطلاحات (اسمائے خاص ،علامتیں اسماء، تجارتی نشانات ، مخففات ، القابات ، کمپیوٹر پروگرام) ۔ معنویاتی لحاظ سے تین اقسام واضح ، محدود اور متعلقہ ہیں ۔ ایک اور قسم کھلی اصطلاح ہے ۔ جس میں معانی کا تعین حسب ضرورت کیا جا سکتا ہے ۔ اردو کے اصطلاحی انتشار کو ہم کھلی اصطلاحیں قرار دے سکتے ہیں ۔ موضوع کے لحاظ سے اصطلاحات کی سینکڑوں قسمیں ہیں وضع کے لحاظ سے دو قسمیں ۱۔ طبع زاد ،۲۔ ترجمہ شدہ ۔ طبع زاد میں تسمیہ ، ترکیب ، مرکب اور اشتقاق واقع ہوتا ہے ۔

مفرد اصطلاح ایک ہی لفظ پر مبنی ہوتی ہے ۔ خواہ اس پر تصریف کا عمل کیاگیا ہو یا نہ ۔ یہ اسماء، افعال ، صفات ، کیفیات پر مبنی ہو سکتی ہے ۔ مفرد اصطلاح کےلیے مفرد لفظ ہونا ضروری نہیں ۔ باقی تینوں قسم کی اصطلاحوں کو ہم ترکیب کے لحاظ سے (الف) مادہ (Root) ، ب ۔ ترکیبی مادہ (RootWord) ج ۔ ساق (Stem) د ۔ عمل تصریف

(Inflection) ر۔ تشکیل مرکب(Formation of Compound) س۔ سابقے (Prefix) اور ص۔ لاحقے (Suffix) کے مرفیوں پر تقسیم کر سکتے ہیں ۔ بعض اصطلاحیں مفرد نظر آتی ہیں لیکن انمیں سے بیشتر کئی اجزا یا مرفیوں پر مشتمل ہوتی ہیں

مادہ اس عنصر کو کہتے ہیں جوسابقوں، لاحقوں یا تصریفی عمل کے بعد بھی اصطلاح کے اندر موجود ہوتا ہے جیسے عربی زبان میں ترکیبی مادہ۔ایسے یونانی یالاطینی الفاظ ہیں جو ساق کو تھام کر اصطلاح بناتے ہیں ۔ یہ سابقے نہیں ہوتے اور نہ انھیں " نیم سابقے " کہا جا سکتا ہے ، ان سے ترکیبی یا اتصالی اصطلاحیں بنتی ہیں ۔ ترکیبی مادہ ایک کلیدی لفظ کی حیثیت سے اصطلاح سازی میں بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی صورت محض اتصال کی ہوتی ہے (جیسے -Arch) اردو کے مرکب الفاظ یا تو ترکیبی/اتصالی ہوتے ہیں یا اشتقاقی ۔

ساق کسی متصرف لفظ کا وہ حصہ ہوتا ہے ، جو مشتقات میں باقی رہ جاتا ہے یہ اصطلاح کا بنیادی لفظ ہوتا ہے (جیسے" قومیانا" میں" قوم")۔صرفی تبدیلی کو تصریف کہتے ہیں ۔ اس میں پابند مرفیوں سے بحث ہوتی ہے ۔ عموماً یہ ساق بنانے ، مستقبل کی خبر دینے والے الفاظ ، اضافی اور فاعلی حالت،جمع بنانے اور جنس یا عدد ظاہر کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے ۔ جب کئی ساق لے کر اصطلاح بنائی جائے تو اسے مرکب اصطلاح کہتے ہیں ۔ یہ مرکب لفظ سے مختلف ہوتی ہے ۔ انگریزی میں عموماً یونانی اور لاطینی الفاظ کی دوعملی اصطلاحیں وضع کی جاتی ہیں ۔ مرکب اصطلاح کو ہم دو یا دو سے زائد آزاد مرفیوں یا اسماً پر مشتمل کہہ سکتے ہیں ۔ یہ "مرکب تابع " نہیں ہو سکتی ۔ ایسے مرکبات کی کئی قسمیں ہیں جو امتزاجی ، ارتباطی ، سبقلاحی اور فعلی کے ساتھ ساتھ توصیفی بھی ہو سکتی ہیں ۔ اردو میں بھی دوعملی اصطلاحیں بن سکتی ہیں اور اصول نحت کے تحت انھیں مختصر بھی کیا جا سکتا ہے ۔ مرکبات میں اسم + امر کا مرکب فاعلی بھی شامل کیا جا سکتا ہے ۔ امر نیم لاحقہ نہیں ہوتا بلکہ پابند مرفیہ ہوتا ہے ۔ اردو مرکبات میں اضافت کے بغیر بھی کام چل جاتا ہے (جیسے افسرحسابات)۔اردو مرکبات اور ترکیبات میں ایک خاص موسیقیت ، آہنگ اور توازن موجود رہتا ہے مرکب اصطلاح میں عموماً ایک حصہ انسان کے سابقہ تجربے اور دوسرا حصہ مماثلت یا وجہ مماثلت ہوتا ہے (جیسے " ڈاک گاڑی) یعنی عمومی جنس یا نوع اور خاص شے یا عمل کا مرکب مل کر نئے تجربے کا اظہار کرتا ہے اور مرکب اصطلاح وضع کرتا ہے ۔ یہ اصول اٹھارویں صدی میں لیناؤس نے حیوانات اور نباتات کے ناموں کے لیے استعمال کیا تھا ۔

مشتق اصطلاح خارجی اشتقاق سے بنتی ہے (مثلاً سوگواری) اس میں سابقے اورلاحقے استعمال ہوتے ہیں جو پابند مرفیے ہوتے ہیں ۔ اصطلاحات سازی میں عموماً حرف جار اورمتعلق فعل کے سابقے لیکن لاحقے نسبتاً زیادہ استعمال ہوتے ہیں۔لاحقے لفظ کو اسمی ، صفاتی اورفعلی بناتے ہیں ۔ یہ دراصل بے معنی حروف ہوتے ہیں جو ساق سے مل کر معنی دیتے ہیں ۔ لاحقے اشتقاقی اور تصریفی دونوں طرح سے ہو سکتے ہیں ۔ اردو میں انگریزی کے فعلی اورکیفیتی یا مجرد صورت حال ظاہر کرنے والے لاحقوں کے ترجمے میں عام طور پر تفریق نہیں کی گئی بلکہ دونوں کو اسم مصدر ہی کی صورت دے دی گئی ۔ (جیسے Nationalize اور Nationalization کے لیے " قومیانا ۔)

اصطلاحات سازی (Terminology) دراصل باضابطہ علمی مطالعے اور کسی علم کے

اصطلاحاتی نظام کا نام ہے اور یہ کام ماہرین لسانیات سے زیادہ ماہرین مضمون کا ہے
کیونکہ یہ صرف اشیاء، افعال اور تصورات کی لسانی علامتیں ہی نہیں بلکہ تسمیہ بھی ہے -
اس علم میں تصوراتی اور اصطلاحی نسبتیں بھی شامل کی جاتی ہیں - مثالیں ، علامتیں،
فارمولے ، ضابطے اور مخففات بھی اصطلاحات سازی کی حدود میں شامل ہیں - اردو میں ابھی
تک اصطلاحات سازی کا پورا تصور رائج نہیں ہوا - یہاں صرف تشکیل ووضع الفاظ ومرکبات
یا ترجمے کو اصطلاحات سازی سمجھا جاتا ہے - معجمی اصطلاحات اور اصطلاحی بنک پر اردومیں
توجہ نہیں دی گئی - اصطلاحات کو صرف لغات یا اشاریوں وغیرہ میں مرتب کرنے کو اصطلاحات
نگاری (Terminography) کہا جاتا ہے - اصطلاحی معجم میں اصطلاحی نسبتیں اورگروہ
بندیاں پیش کی جاتی ہیں - یعنی تخصیصاتی اور تعمیماتی تعلقات جو اصطلاح کے مختلف
علوم میں مختلف معانی کی حدود اور نوعیتیں بیان کرنے کا نام ہے - جدید دور میں اس مقصد
کے لیے کمپیوٹر استعمال ہوتے ہیں اور ان کے مرتب کردہ لغات قسریہ یا اصطلاحی بنک
کہلاتے ہیں - دیگر زبانوں میں اصطلاحی متبادلات کو Vedethes کہا جاتا ہے - پوری قسریہ
لغت میں ذخیرہ اصطلاحات ۳ لاکھ ۶۰ ہزار تصورات اور ایک لاکھ دس ہزار مخففات پر مشتمل
ہے جن کےVedethes کروڑوں تک پہنچتے ہیں - اردو میں زیادہ تر ذخیرۂ اصطلاحات ترجمہ شدہ
ہے - ان میں کئی اصطلاحات بجنسہٖ داخل زبان ہو گئی ہیں۔انہیں دخیل الفاظ کہا جاتا ہے
باقی عمل زیادہ تر اخذ واکتساب بلاتصرف اور ترکیب، تالیف کے ذریعے ہوتا ہے - البتہ
اصطلاحی دخل ایک عام رجحان بن چکا ہے - ہر اصطلاح کا ترجمہ تلاش کرنا مشکل ہے - بعض نے
اسے اشتقاقی اور ترکیبی انداز سے بدلنے کی کوشش بھی کی ہے -

اصطلاحات کا آغاز یونان سے ہوا - کچھ چینی اور ہندوستانی بھی ہیں یہ تمام
ذخیرہ عربی میں جمع ہوا ، پھر وہاں وضع اصطلاحات کا کام بھی ہوا جو لاطینی کے ذریعے یورپی
زبانوں سے ہوتا ہوا انگریزی میں داخل ہوا لیکن اس عمل میں انگریزی زبان کا شاید ہی
اپنا کوئی حصہ ہو - جدید اصطلاحات میں عربی اصطلاحات کا ایک خاصا ذخیرہ خصوصاً ادویہ ،جہاز
رانی ، جغرافیہ ، تجارت ، فلکیات ، ریاضی وغیرہ میں موجود ہے - آج بھی بعض اصطلاحیں
عربی الفاظ سے وضع کی جاتی ہیں جیسے الکلائیڈ (۱۸۵۳ء) یا اینالین (۱۸۳۱ء) وغیرہ - عربی
میں اصطلاحات سازی پر کافی کتابیں سامنے آتی ہیں ان میں سے کشاف اصطلاحات الفنون (۱۱۵۸ھ)
اور جامع العلوم (۱۳۳۱ھ) برصغیر کی کتابیں ہیں - عباسی دور میں تصوف کی اصطلاحیں وضع
ہوئیں -

یورپ میں اصطلاحی انتشار ۱۶۶۲ء میں محسوس کیا گیا - جب رائل سوسائٹی لندن نے
معیار بندی کے لیے سوچا - ۱۷۳۵ء میں لینائوس نے پہلی بار مرکب اصطلاحات سازی کا اصول دیا
اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ انگریزی میں حیواناتی نباتاتی اصطلاحیں یونانی اور لاطینی مادوں
سے وضع کی گئی تھیں - اس دور میں ایک مفہوم کئی اصطلاحوں میں ظاہر کیا جاتا تھا جو
انیسویں صدی تک جاری رہا - معیاربندی کی پہلی کانگریس ۱۸۶۷ء میں نباتیات کے موضوع پر
منعقد ہوئی جو دہلی کالج کے اصولوں (۱۸۳۰ء) کے بعد وجود میں آتی ہے - ۱۹۰۲ سے ۱۹۰۵ ء
تک ایک شخص الفرڈسکلومان نے تین کروڑ ۶۰ لاکھ الفاظ جمع کر کے دنیا کا پہلا بڑا اصطلاحی
لغت مرتب کیا جو ۱۹۰۷ء سے ۱۹۳۲ء تک ۱۷ جلدوں اور ۱۲ موضوعات پر شائع ہوا - دورجدید میں
چیمبر اور میکگراہل کے لغات اصطلاحات کے ساتھ ساتھ طب میں ڈارلینڈ ، بٹر ورتھ
سٹیڈمین اور گولڈ کے لغات اور کثیر لسانی اصطلاحی لغات میں دنیا کا سب سے بڑا اشاعتی

ادارہ ایمسٹرڈیم کا Elsevier ہے جس نے ۱۶۸ مختلف لغات شائع کیے ہیں ، جن میں کوئی ۲۵ لاکھ اصطلاحات ہیں ۔ یورپین کمیشن لکسمبرگ نے بھی ایک کتابیات میں ۳۶۲لغات کا مفصل اور ۱۹۲ کا مجمل ذکر کیا ہے ، انگریزی میں سب سے بڑا معجم امریکی انجینئرز کی جائنٹ کونسل اور وزارت دفاع نے انجینرنگ اور سائنسی اصطلاحات پر TEST کے نام سے شائع کیا ہے ۔

مغرب میں ISO تنظیم برائے معیار بندی ۱۹۵۲ء سے کام کر رہی ہے جس نے ۱۹۳۶ء میں ذخیرہ کاری ، طریق کار ، اصول تسمیہ اور درجہ وار ذخیرہ اطلاعات کے اصول شائع کیے ہیں ۔ یونیسکو نے UNISIST کے نام سے پروگرام شروع کیے ہیں ۔ ۱۹۷۰ء سے TermNet کا ادارہ وی آنا میں کام کر رہا ہے جس کا مقصد اصطلاحات سازی کو علم کی حیثیت سے فروغ دینا سرفہرست ہے ۔ ۱۳ سے ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو تیونس میں ایک معیاربندی کانفرنس منعقد ہوئی ، جس کا مقصد اصطلاحات کو انتشار اور علوم یکسانی سے چھٹکارا دلانا ہے ۔ ۲۰ سے ۲۲ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو اصطلاحات کی بین الاقوامیت پر توجہ دینے کے لیے ایک سیمینار وارسا میں منعقد ہوا ۔

عربی میں اگرچہ زمانۂ قدیم سے ذخیرۂ اصطلاحات موجود تھا لیکن جدید اصطلاحات کو وضع کرنے کے لیے پہلے شام ، پھر مصر ، عراق ، مراکش ، اردن اور متحدہ عرب امارات کے علاوہ Elsevier اور کئی فلسطینی اور یورپی اداروں نے بھی لغات شائع کیے ۔ ان کی تفصیلات تحقیقی مقالے میں دی گئی ہیں ۔

فارسی اصطلاحات سازی کا آغاز اگرچہ برصغیر میں انتظامیہ ، بندوبست اور مالگزاری کی اصطلاحات سے ہوا اور ۱۰۹۰ھ /۱۶۷۹ء میں فرہنگ کاردانی جیسی کئی کتابیں وجود میں آئیں لیکن دور جدید میں ایران میں اصطلاحات سازی کا کام ۱۹۲۲ء سے شروع ہوا ۔ زیادہ تر زورعربی سے چھٹکارا پانے پر صرف ہوا ۔ تاہم کئی نجی اشاعتی اداروں نے بھی فرہنگستان کے ساتھ ساتھ کام جاری رکھا ۔

ترکی میں بھی اتاترک نے ایک غیر سرکاری ادارہ اس کام کے لیے قائم کیا ۔ ملائی زبان میں بھی ۱۹۵۸ء سے ایک ادارے کے ذریعے اصطلاحات سازی کا خاصا کام ہوا ۔

ان زبانوں میں قومی جذبے کے پیش نظر خاصا کام کیا گیا لیکن زیادہ تر علاقائی مقامی اور قدیم الفاظ کو استعمال کیا گیا ۔ چنانچہ زبانیں ایک دوسرے سے دور ہٹتی جارہی ہیں ۔ اور عالم اسلام کا مشترک اصطلاحی ورثہ بننے کے امکانات معدوم ہوتے جا رہے ہیں ۔ اردو ان تمام ذرائع سے استفادہ کر کے بھرپور ، جامع ، بسیط علمی زبان وجود میں لا سکتی ہے جو مشترک علمی زبان کا خواب پورا کر سکتی ہے ۔ انگریزی سے یونانی اور لاطینی مادوں کو عربی فارسی میں ترجمہ کیا جا سکتا ہے ۔ اسم خاص کی اصطلاحوں کو بجنسہٖ یا ذرا تصرف سے لیا جا سکتا ہے ۔ عربی الفاظ میں سے مفرد تو لیے جا سکتے ہیں مرکب اصطلاحیں اردو سے ہم آہنگ نہیں ہو پاتیں صرف اشتقاقی صورت ہی میں انھیں قبول کیا جا سکتا ہے ۔ فارسی لاحقوں اورسابقوں میں امر وغیرہ کو بآسانی لیا جا سکتا ہے ۔ ترکی اور ملائی میں انگریزی دوغلانے کا عمل جاری ہے ان سے زیادہ استفادہ ممکن نہیں ۔

اردو میں اصطلاحی اصول

اردو میں باقاعدہ اصطلاحات سازی کا آغاز فورٹ ولیم کالج سے ہوتا ہے ۔ پہلا لغت

۱۸۱۱ء میں تھامس روبک نے عسکری بحری (Naval) اصطلاحات پر مبنی شائع کیا ۔ اس میں مقامی اور سادہ الفاظ لینے کا اصول ملتا ہے ۔ ان اصولوں کو پہلی بار ۱۸۳۰ء میں دہلی کالج میں مرتب کیا گیا ۔ اس میں اردو کے سابقہ ذخیرۂ الفاظ کو استعمال کرنے پر بھی زور دیا گیا ۔ اسی دور میں رائے سوہن لال نے اپنے اصول دیے جو مقامی الفاظ کے استعمال پر مبنی تھے ۔ انیسویں صدی کے اواخر میں حکومت بنگال نے دیسی زبانوں کی حوصلہ افزائی کرنے کے لیے طلب میں بابو راجندر لال متر کے اصول ترجمہ اور انگریزی الفاظ بجنسہٖ لینے کے اصول اور مولوی تمیز الدین بہادر کے انگریزی الفاظ کو بجنسہٖ رکھنے کے اصول پیش کیے ۔ اس کے برعکس نواب عماد الدین حسین بلگرامی نے رائے سوہن لال کی دہقانیت اور حکومت بنگال کے اصول دخل کو رد کیا وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے ہندی اور سنسکرت کے ماخذوں کے خلاف پہلا قدم اٹھایا اور مسلمانوں کے سابقہ ذخیرہ سے استفادے کا مشورہ دیا ۔ نیز " مانوس " تراجم پر زور دیا ۔ وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے الفاظ کو مختصر کرنے (نحت) پر توجہ دلائی ۔

دکن میں اس کے پیش نظر چودھری برکت علی نے خالص اردو کے الفاظ بمرضیکہ کیمیا میں عناصر کے نام تک اردو میں رکھنے کے اصول پیش کیے ۔ ان کی کتاب ۱۹۱۸ء میں شائع ہوئی ۔ جامعہ عثمانیہ (۱۹۱۷ء) نے اس کے برعکس عناصر کے کیمیاوی انگریزی نام برقرار رکھے البتہ ماہرینِ زبان اور ماہرینِ فن کے یک جا ہونے پر زور دیا ۔ دہلی کالج کے بعد یہ دوسرا ادارہ تھا جس نے باقاعدہ اصول وضع کر کے استعمال کیے ۔ البتہ مرکب اصطلاحات کے لیے وہ کوئی اصول نہ دے سکے ۔ تاہم مشتق یا اشتقاقی اصطلاحات کے لیے اصول وضع کیے ۔ انجمن ترقیِ اردو نے ۱۹۲۰ء سے اپنے کام شروع کیے ۔ اس کے اصول جامعۂ عثمانیہ ہی کے اصولوں کی تکرار نظر آتے ہیں ۔ ان میں فارسی ع ہندی ، عربی وہندی کا میل بھی قبول کیا گیا ۔ اسی دور میں ڈاکٹر عبدالرحمان بجنوری کے اصول (۱۹۲۳ء) سامنے آتے ہیں ۔ ان کا رجحان اردو میں ترجمے کی طرف تھا ۔ الفاظ سازی کا یہ رجحان ہمیں مولوی سلیم اور پنڈت کیفی کے ہاں ملتا ہے ۔ یہ لوگ الفاظ سازی اور اصطلاح سازی کو ایک ہی عمل سمجھتے رہے ۔ انھوں نے مغربی ، عربی ، ہندی سے گریز اور فارسی آمیزی پر زور دیا ہے ۔ مولوی عبدالحق کا بڑا اصول نظرثانی کا تھا جو وہ انجمن میں استعمال کرتے رہے ۔ ان کا دوسرا بڑا اصول الفاظ کی قبولیت تھا ۔

مولوی وحید الدین سلیم " وضع اصطلاحات " جیسی پہلی باقاعدہ کتاب کے مصنف ہیں جو اس علم پر لکھی گئی انھوں نے اصطلاحوں کو مفرد اور مرکب میں تقسیم کیا اور ترکیبی یا اتصالی مادوں کو نیم سابقے اور امر کو نیم لاحقے قرار دیا ۔ البتہ انھوں نے ذخیرۂ الفاظ اور مرکب الفاظ کے جو اصول مرتب کیے ، وہ پہلے اس قدر کہیں نہیں ملتے ۔ ان کے اصول برصغیر میں اب تک رہنما اصول بنے رہے ہیں ۔ انھیں بھی ہم تخلیصِ اردو کا علمبردار کہہ سکتے ہیں ۔ اسم صدر کی مجرد صورت کے لیے وہ کوئی اصول نہیں دیتے البتہ مصدر بنانے کے دو الفاظ کو ملانے / یک جان کرنے کا اصول پیش کرتے ہیں ۔

۱۹۳۸ء میں صوبہ بہار میں ہندوستانی کے لیے ہندی اور اردو کے اشتراک کے اصول وضع کرنے کی کوشش کی گئی لیکن کوئی نتیجہ نہ نکلا ۔ ۱۹۴۰ء کے قریب صوبہ بمبئی کے تعلیمی بورڈ نے ہندوستانی میں انگریزی اصطلاحات اور پھر ہر ہندوستانی زبان کی اصطلاحات

یک جا کرنے کا اصول پیش کیا ۔ اسی سال دہلی کے مشاورتی بورڈ نے بین الاقوامی اصطلاحات کو بجنسہٖ لینے کا اصول پیش کیا ۔ نیز زبانوں میں سنسکرت اور عربی،فارسی کے دو گروہوں میں پیش کیا گیا ۔ زبانوں کی تقسیم کا یہ مسئلہ تحریک آزادی کے ساتھ منطبق ہو گیا ۔ پہلا رجحان یعنی سنسکرت آمیزی آزادی کے بعد بھارت میں اور دوسرا رجحان یعنی عربی فارسی آمیزی پاکستان میں دیکھنے میں آیا ۔ دراصل یہ بورڈ بھی تقسیمِ ہند کی تحریک سے متاثر ہو چکا تھا ۔ سنیتی کمارچٹر جی جیسے ماہرین نے بھی سنسکرت اور ہندی آمیزی پر زور دیا ۔ اسی بنا پر ترقیٔ اردو بیورو دہلی (۱۹۶۹ء)نے مروج اور مقبول الفاظ کے ساتھ ساتھ ہندی کو عربی پر ترجیح دینے کا اصول پیش کیا البتہ اس ادارے نے پہلی بار عام الفاظ اور اصطلاح میں امتیاز کرنے کی طرف توجہ دلائی ۔

کراچی پاکستان میں حیدرآباد دکن ہی کےاثرات سامنے آئے میجر آفتاب حسن اسی کا تسلسل ہیں ۔ وہ سابقہ ذخیرہ اصطلاحات کے ساتھ ساتھ بین الاقوامی اصطلاحات کو بجنسہٖ رکھنے اور آلات کے نام وضع کرنے کے اصول پیش کرتے ہیں ۔ جن میں لاحقے " پیما ، نگار، نما " وغیرہ کو اہمیت حاصل ہے ۔ جامعہ کراچی کے اصولوں (۱۹۵۶ء) میں انہی اصولوں کی باز گشت ہے ۔ ان اصولوں میں سے رباعی کی علامات سے ڈاکٹر رضی الدین صدیقی نے اختلاف کیا ہے ۔

ان پر پاکستانی نقطۂ نظر سے پہلا رد عمل ڈاکٹر شوکت سبزواری نے کیا ۔ ۱۹۶۳ء میں انھوں نے سنسکرت اور ہندی سے کنارہ کشی کا اصول پیش کیا ۔البتہ ان کے نزدیک اصطلاحات صرف مفرد ہوتی ہیں ۔ وہ قریب المفہوم اصطلاحات کے قائل ہیں ۔

ڈاکٹرمعین الدین عقیل نے نظر ثانی ، ترجمے اور وضع اصطلاحات کے لیے اصولوں کو مجتمع کرنے کی کوشش کی ہے ۔ وہ بین الاقوامی کے ساتھ ان کے اردو مترادفات بھی دینا چاہتے ہیں ۔ وہ اسماء سے افعال بنانے اور ترکیبی اور اشتقاقی اصولوں کے قائل ہیں ۔

مجلس زبان دفتری کے اراکین میں سے ڈاکٹر سلیم فارانی بنیادی طور پر وحید الدین سلیم کی روایت سے منسلک ہیں ، ڈاکٹر برہان احمد فاروقی نظر ثانی پر زور دیتے ہیں ، علامہ شبیربخاری دراصل ڈاکٹر شوکت سبزواری کی روایت کا تسلسل ہیں ۔ سید مغفران الجیلی نے پاکستان کی مقامی زبانوں کی طرف رجحان ظاہر کیا ہے اور انگریزی اردو دونوں متبادلات کو ساتھ ساتھ چلاتے ہیں ۔ یہاں سابقہ اور جدید اصولوں کا امتزاج نظر آتا ہے ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ نے بین الاقوامیت اصطلاح سے انکار کیا ہے ۔ عربی سے صرف مفرد الفاظ لینے کے قائل ہیں ۔ وہ اصطلاحی اور عام زبان میں فرق روا سمجھتے ہیں اور " مانوس " کے قائل نہیں۔البتہ مروج اور مقبول اصطلاحوں کو ضروری سمجھتے ہیں ۔ جامعہ پنجاب کے اصولوں پر ان کا اثر نظر آتا ہے جو ڈاکٹر شوکت اورشبیربخاری کے رجحانات کے آئینہ دار بھی ہیں ۔ ڈاکٹر وحیدقریشی بھی ان کے زیر اثر ہیں لیکن کوئی باقاعدہ اصول نہیں دیتے البتہ حیدرآبادی رجحان کے مخالف ہیں وہ متوازن رویے کے قائل ہیں ۔

مقتدرہ قومی زبان(۱۹۷۹ء) میں ان تمام اصولوں کا امتزاج اور ایک آزادہ روی دکھائی دیتی ہے ۔ اگرچہ کوئی باقاعدہ اصول وضع نہیں ہوئے تاہم بین الاقوامی اصطلاحات

بجنسہٖ لینا ، مقامی مترادفات کا اور مانوس الفاظ کا استعمال اور انگریزی لفظ سے اردو مشتقات بنانا اہم ہیں ۔ مقتدرہ نے سائنس اور ریاضی کی علامات کی سفارش بھی کی ہے جو حیدر آباد دکن کی علامات سے قدرے مختلف اور ڈاکٹر رفی الدین صدیقی کے اصولوں کی بازگشت ہیں ۔

اصطلاحی رجحانات اور مسائل

دنیا کی ہر زبان کو محدود ذخیرہ کےباعث اصطلاحات سازی کا کام بہرحال انجام دینا پڑتا ہے اردو میں بھی اس کام کو انجام دیا گیا اور اس کے لیے کئی رجحانات زیر عمل آئے ہیں ، ان میں خالص اردو کے الفاظ وضع کرنے کا رجحان سرفہرست ہے ۔ یہ رجحان کئی سمتوں سے آگے بڑھا ۔ مقامی مترادفات کا مشورہ راجے سوہن لال نے دیا جسے للولال جی اور چٹر جی نے ہندی اور سنسکرت کی طرف موڑ دیا ۔ نواب بلگرامی کے مشوروں کے برعکس مولوی سلیم، چودھری برکت علی ، ڈاکٹر رفی الدین صدیقی اور میجر آفتاب حسن اردو کے لیے خالص الفاظ وضع کرنے کے حامی رہے ۔ اگرچہ مولوی عبدالحق اس رجحان کو محض سیاسی قرار دیتے ہیں ۔ پہلی بار ہمیں مولوی احمد دین نے بتایا کہ الفاظ کی حیثیت اصطلاحی ہوتی ہے ۔ دتاتریہ کیفی بھی نئے نئے الفاظ وضع کرتے رہے ۔ ڈاکٹر سہیل بخاری اردو الفاظ سازی کو اتصالی اور اشتقاقی دونوں قرار دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر گوپی چند نارنگ اور آل احمد سرور ہندی اور سنسکرت سے استفادے پر زور دیتے ہیں ۔ ڈاکٹر شوکت سبزواری کے بعد ڈاکٹر فرمان فتح پوری اس کی مخالفت کرتے نظر آتے ہیں ۔ ڈاکٹر شوکت ، علامہ شبیر بخاری اور ڈاکٹر نصیر احمد ناصر عربی سے استفادے کا رجحان رکھتے ہیں ، جس کی مخالفت میں پہلی آواز مولوی سلیم نے اٹھائی تھی ۔ دور جدید میں شان الحق حقی مولوی سلیم کے ساتھ چلتے ہیں۔ البتہ فارسی سے استفادے کی طرف زیادہ افراد نے توجہ دلائی ہے ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ،ڈاکٹر صدیق شبلی اس کے وکیل ہیں ۔ ڈاکٹر بجنوری کے نزدیک تمام ماخذوں سے استفادہ کرنا چاہیئے ۔ ان کے حق میں مولوی سلیم نے بھی دلائل دیے ہیں ۔ ڈاکٹر شوکت نے اس رجحان کی مخالفت کی ہے ۔ آزادی کے بعد علاقائی زبانوں سے استفادے کےحق میں ڈاکٹر فرمان ،ڈاکٹر سید عبداللہ ،اشفاق احمد اور کئی دیگر افراد ہیں۔

ملے جلے رجحانات میں سابقہ ذخیرہ الفاظ کو استعمال کرنے کے حق میں ڈاکٹر بجنوری ، مولوی احمد دین اور ڈاکٹر شوکت نے آواز اٹھائی ہے ۔ ایک رجحان اس ذخیرے کو رد کرنے کا ہے جیسے ڈاکٹر عشرت عثمانی نے کہا۔ایک رجحان انگریزی سے کلی استفادے کا ہے جس کے حق میں ڈاکٹر عثمانی کے ساتھ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے سائنسدان ہیں ۔ ایک رجحان امتزاجی ہے ، ڈاکٹر شوکت نے اس کی مخالفت کی ہے لیکن آل احمد سرور اس میں قباحت نہیں سمجھتے ۔ شان الحق حقی نے چند جہتیں مقرر کی ہیں ۔

اصطلاحی مسائل میں سب سے بڑا مسئلہ بین الاقوامی اصطلاحات کا ہے ۔ میجر آفتاب حسن ان اصطلاحات کو بعینہٖ لینے کے حق میں ہیں ۔ یہ رجحان ہمیں جامعہ کراچی ، پنجاب اور مقتدرہ کے ہاں بھی ملتا ہے لیکن یورپی زبانوں میں یہ مسئلہ نہیں ، جرمنوں اور جاپانیوں نے اس کا بکھیڑا نہیں پالا ۔ شابرسکی جیسے ماہر نے بھی تسلیم کیا ہے کہ یہ ابھی

بین الاقوامی نہیں ہوئیں ۔

ایک اور مسئلہ قریب المفہوم اور قربت فہم کا ہے ۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ اصطلاح کو معانی کی طرف اشارہ کرنا چاہیئے ۔ ڈاکٹر شوکت کا نظریہ یہ ہے کہ وہ صرف قاعدے کے مطابق ہو ۔ ڈاکٹر سلیم اختر قربت مفہوم کے قائل ہیں ۔ روزمرہ کی زبان یہاں کام نہیں دیتی ۔ جبکہ ڈاکٹر ظفر اقبال جیسے افراد اس امر کی مخالفت کرتے ہیں ۔ یہی مسئلہ آسان اور مشکل کا ہے ۔ دراصل یہ مسئلہ مانوس اور نامانوس کا ہے ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ ، ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی اور ڈاکٹر برہان احمد فاروقی اس بات کے قائل نہیں کہ اصطلاح لازماً آسان اور مانوس ہو ۔ ایک اور مسئلہ اصطلاحی تلازم خیال کا ہے ۔ اشفاق احمد کا خیال ہے کہ اصطلاح کا ترجمہ کرتے وقت اسے ملحوظ رکھنا چاہیے ۔

اردو میں عملاً اصطلاحی انتشار واقع ہے ۔ ہر ادارے ، فرد ، لغت میں ایک ہی اصطلاح کے کئی مترادفات ملتے ہیں ۔ ڈاکٹر سلیم اختر اسے " ترک و اختیار " کا نام دیتے ہیں ۔ چنانچہ معیاربندی اور استناد کی ضرورت محسوس ہوتی ہے ۔ لیکن یہ ضرورت انگریزی میں بھی محسوس کی جا رہی ہے ۔ ۱۳ سے ۱۷ مارچ ۱۹۸۹ء کو تیونس کی کانفرنس میں بھی اس ضرورت پر زور دیا گیا ۔ اس کام کے لیے ماہرین زبان کے ساتھ ساتھ ماہرین مضمون کو برابر کی اہمیت حاصل ہے اور یہ کام بہر حال ایک ادارے کو کرنا چاہیئے ۔ ڈاکٹر سید عبداللہ کے نزدیک یہ ادارہ مقتدرہ ہو سکتا ہے ۔ ہمارے سامنے دنیا بھر کا تجربہ ہے اردو کے لیے اس سے استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔ اردو کے تمام اصطلاحی سرمایے کو یک جا کر کے یہ کام شروع کرنا چاہیے ۔

تاریخی مطالعہ

اردو میں اصطلاحی ذخیرے کا آغاز صوفیانہ اصطلاحات سے ہوا ۔ پہلی بار چودھویں صدی عیسوی میں گیسودراز کے والد شاہ راجو کے رسالے میں اصطلاحات ملتی ہیں ۔ باقاعدہ طور پر پہلی بار انھیں اسپرنگر نے " اصطلاحات تصوف " کے نام سے ۱۸۸۲ء میں کلکتہ سے شائع کیا ۔ علوم دینی کی اصطلاحات اس کے بعد اردو میں آئیں ۔ مسیحی اصطلاحات ۱۶۶۳ء سے قبل اردو میں شامل ہوئیں ۔ ایسا پہلا لغت ماتھر نے ۱۸۶۱ء میں لندن سے شائع کیا ۔ ادبی اصطلاحات میں محمد اشرف علی اشرف کی مصطلحات اردو ۱۸۹۰ء پہلی کتاب ہے ۔ بعض محاورات اور تلمیحات کی کتا بھی مصطلحات کے نام سے شائع ہوئیں ۔ پیشہ ورانہ اصطلاحات میں مرزا محمد علی اکبر کی کتاب مصطلحات ٹھگی ۱۸۳۹ء میں شائع ہوئی ۔ تاہم بڑا ذخیرہ انجمن کی اصطلاحات پیشہ وراں میں ہے ۔ دفتری و مالگزاری کی اصطلاحات مغلیہ دور سے چلی آ رہی تھی قانونی اصطلاحات کا حوالہ سب سے پہلے درگاپرشاد کے لغت ۱۹۰۵ء سے ملتا ہے ۔ طبی وسائنسی اصطلاحات کے سابقہ ذخیرے پر لغت بحر الجواہر (۱۸۲۸ء) ہمارے سامنے آتا ہے ۔ اس کے بعد کئی اور لغات بھی مرتب ہوئے ۔

اہل یورپ نے اس سابقہ ذخیرے کو مرتب کرنا شروع کیا ۔ پہلا عمومی لغت فرگوسن کا ہندوستانی انگریزی لغت (۱۷۷۳ء) ہے ۔ پہلا اصطلاحی لغت جو سابقہ ذخیرے پر مشتمل تھا۔ گلیڈون نے قانون اور مالگزاری کی اصطلاحات پر ۱۷۹۷ء میں شائع کیا ۔ اصطلاحی ترجمے کا پہلا

معلوم لغت ووکیبلریم (۱۵۹۸ء)جیرونیموخادمیر نے جہانگیر کے دور میں پرتگالی ہندوستانی ، فارسی میں مرتب کیا ۔ دیگر عمومی لغات میں بھی اصطلاح سازی کی گئی ہے خاص طور پر ڈاکٹر فیلن کا لغت ، جسمیں مقامی الفاظ کے استعمال کا رجحان ملتاہے ۔

مقامی لوگوں میں شاہان اودھ نے علمی اصطلاحات سازی کا آغاز کیا تھا ۔ نواب غازی الدین حیدر نے سکول بک سوسائٹی لکھنؤ ۱۸۱۴ء میں قائم کی اور اس کام کا آغاز کیا ۔ اس کے بعد لکھنؤ ، آگرہ ، مدرسہ فخریہ ، غازی پور ، روہیل کھنڈ ، بریلی ، مظفر پور ، شاہ جہان پور اور سرسید کی سائنٹیفیک سوسائٹی ، دہلی کالج بھی مدارس رڑکی اور مدراس کے انجیئرنگ کالج ، انجمن ترقی اردو اور جامعہ عثمانیہ کی صورت میں یہ کام آگے بڑھا ، انجمن پنجاب اور پنجاب یونیورسٹی اورینٹل کالج ، دار المصنفین اعظم گڑھ سے ہوتا ہوا مجلس زبان دفتری پنجاب ، جامعہ کراچی ، شعبہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، اردو سائنس بورڈ لاہور ، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، مجلس ترقی ادب ، اردو اکیڈمی بہاولپور ، ترقی اردو بیورو دہلی ، جامعہ زرعیہ فیصل آباد ، جی ایچ کیو راولپنڈی ، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی اسلام آباد ، وفاقی وزارت تعلیم اسلام آباد ، وفاقی اردو سائنس کالج کراچی ، ٹیکسٹ بک بورڈ (پنجاب ، سندھ) کے دریعے مقتدرہ قومی زبان اور کئی نجی اشاعتی اداروں کی خدمات کا احاطہ کرتا ہے ۔

اصطلاحات سازی میں خاصا بڑا ذخیرہ انجمن کے علاوہ عثمانیہ ، کراچی اورپنجاب کی جامعات اور مقتدرہ قومی زبان نے فراہم کیا ۔ مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، انجمن ترقی ء اردو اور جامعہ عثمانیہ کے مجموعے ، جامعہ کراچی کا جریدہ ، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی کا قاموس اصطلاحات اور اردو سائنس بورڈ کا فرہنگ اصطلاحات نیز مقتدرہ کے متفرق لغات اسمیں ان میں بہت بڑے کام ہیں ۔ خصوصاً اردو سائنس بورڈ کے فرہنگ اصطلاحات میں ایک لاکھ بیس ہزار اصطلاحات کا ذخیرہ ہے جو قاموس الاصطلاحات سے کم وبیش دوگنا ہے ۔ اردو سائنس بورڈ کا ایک نامکمل کام طبی لغت از جامعی اردو اصطلاحات سازی کے لیے اہم اور رہنما نمونے کی حیثیت رکھتا ہے ۔

انفرادی سطح پر پادری ہرکنس کی کتاب بحر الحکمت (۱۷۹۸ء) میں پہلی بارسائنسی اصطلاحات کا ترجمہ ملتا ہے ۔ اس کے بعد ڈاکٹر پیرسن ، بی بٹرمین ، ولیم میور ، منشی شفیع ، ڈاکٹرمحمد شائق ، جے بی فلر ، منشی محبوب عالم ، جلیل الرحمان خان ، احمد حسین خان اور درگاپرشاد کے علاوہ معروف ادیبوں میں سرشار ، رسوا ، نذیر احمد ، منشی ذکا اللہ ، منشی زوار حسین طرار کی خدمات ، نیز علم الاقتصاد میں علامہ اقبال کی اصطلاحات سازی کو اولیت حاصل ہوتی ہے ۔ دور جدید میں سید قاسم محمود ، صوفی گلزار احمد ، محمد اسلام محمد انعام اللہ ، زرینہ خانم ، ڈاکٹر محمد اسلم خاکی اور پروفیسر وہاب اختر عزیز نے نجی طور پر اصطلاحات سازی کے کام انجام دیے ۔ ان اداروں اور افراد نے اصولی اور نظری کے علاوہ علمی طور پر متفرق ماخذوں اور رجحانات کے مطابق لغات اور کتابوں میں اصطلاحات سازی کا کام انجام دیا ۔

نتائج (فرضیوں کی تصدیق)

الف : ہمارے یہ فرضیے ثابت ہوتے ہیں کہ :-

۱- اردو میں اصطلاحات سازی کا کام وافر مقدار میں لیکن غیر مربوط ، متفرق اور غیر منظم انداز میں ہوا ہے جو ۱۷۵ لغات اور ۳۸۷ اشاریوں کی صورتیں موجود ہے - اس میں اصطلاحی انتشار اور متفرق اصطلاحی رجحانات پائے جاتے ہیں -

۲- جدید دور میں علم اصطلاحات سازی باقاعدہ ایک تحقیقی موضوع بن چکا ہے اردو میں ہوا ہے

۳- دنیا بھر میں علم اصطلاحات سازی پر باقاعدہ اصولوں کا آغاز سب سے پہلے اردو میں (۱۸۳۰ء) میں شروع ہوا جبکہ انگریزی میں اس کے بعد (۱۸۶۷ء) انگریزی اصطلاحات کی معیاربندی کے اصول وضع ہوئے -

۴- اردو میں اصطلاحات سازی کے اصولوں کی نسبت الفاظ سازی اور ترجمے کے اصول زیادہ بیان ہوئے ہیں - وحیدالدین سلیم کے ہاں بھی ہمیں الفاظ سازی کے اصول زیادہ ملتے ہیں - اصطلاحات کی ترکیب نحوی کے حوالے سے ابھی اس علم میں بہت کچھ ہونا باقی ہے ، جس میں سے بیشتر کی نشاندہی اس مقالے میں کردی گئی ہے-

۵- اردو " لسان الارض " ہے اور اس حیثیت سے اصطلاحات سازی کی عالمی کوششوں سے یکساں استفادہ کر سکتی ہے اور اس ضمن میں امتزاجی رجحان کو اہمیت حاصل ہے جس میں انگریزی ، عربی ، فارسی ، ہندی اور مقامی عناصر سے یکساں استفادہ کیا جا سکتا ہے -

ب : دیگر نتائج مندرجہ ذیل صورتوں میں سامنے آتے ہیں :-

۱- یورپی قسریہ لغت میں ذخیرہ اصطلاحات ۴ لاکھ ۶۰ ہزار تصورات اور ایک لاکھ دس ہزار مخففات پر مشتمل ہے جبکہ اردو کا ذخیرہ اڑھائی لاکھ اصطلاحات تک جمع کیا جا سکتا ہے -

۲- نحوی ترکیبی لحاظ سے اصطلاحات کی چار قسمیں ہیں ۱- مفرد ، ۲- اتصالی یا ترکیبی ، ۳- مرکب ، ۴- اشتقاقی -

۳- اردو میں اصطلاحات سازی کے تین چار بڑے رجحانات رہے ہیں ایک اردو کے لیے خالص الفاظ سازی جس میں ہندی، سنسکرت اور عربی فارسی ماخذوں سے استفادے کی دو سمتیں اہم رہی ہیں - ایک رجحان سابقہ ذخیرہ اصطلاحات کو رکھنے اور دوسرا اسے ردّ کرنے کا ہے - ایک رجحان انگریزی سے کلی استفادے کا ہے - ایک رجحان امتزاجی ہے اور ایک رجحان علاقائی الفاظ استعمال کرنے کا ہے - اردو نے عربی فارسی سے زیادہ استفادہ کیا ہے لیکن سنسکرت سے استفادہ نہ ہونے کے برابر ہے - تکنیکی اور پیشہ ورانہ اصطلاحات میں مقامی الفاظ زیادہ ہیں -

۴- بین الاقوامی اصطلاحات نام کی کوئی چیز موجود نہیں تاہم یہ مسئلہ اردو اصطلاحات میں رہا ہے - کچھ لوگ انہیں بجنسہٖ رکھنے کے حامی ہیں -

۵- ایک مسئلہ قربتِ مفہوم کا ہے - یہی مسئلہ آسان اور مشکل کا بھی ہے - دراصل اصطلاح کو قاعدے اور علمی ضرورت کے مطابق ہونا چاہیے - اس کا استعمال اسے آسان اور مانوس بنادیتا ہے -
۶- اردو میں اصطلاحی انتشار ہے اسے دور کرنے کے لیے سابقہ تمام اصطلاحی ذخیرے کو جمع کر کے ماہرین مضمون اور ماہرین زبان کے اشتراک سے کسی واحد ادارے کے ذریعے معیار بندی کے عمل سے گزارا جا سکتا ہے -
۷- اردو میں اصطلاحی ذخیرہ کا آغاز صوفیانہ اصطلاحات سے چودھویں صدی عیسوی میں ہوا-
۸- سابقہ ذخیرہ ٔ اصطلاحات کا پہلا لغت ۱۷۹۷ء میں گلیڈون نے شائع کیا -
۹- اردو میں اصطلاحی ترجمے کا پہلا معلوم لغت قلمی صورت میں ۱۵۹۵ء کا ہے اور مطبوعہ ۱۸۱۱ء میں تھامس رویک کا ہے -
۱۰- مقامی لوگوں میں اصطلاحات سازی کا آغاز نواب غازی الدین حیدر نے ۱۸۱۲ء میں کیا -
۱۱- سابقہ ذخیرہ اصطلاحات میں سے بہت کم جدید اصطلاحی لغات میں استعمال ہوا ہے-
۱۲- اردو سائنس بورڈ کی فرہنگ اصطلاحات میں ایک لاکھ بیس ہزار اصطلاحات ہیں اور اس کا طبی لغت اصطلاحات سازی میں رہنما حیثیت رکھتا ہے -
۱۳- اردو میں اب تک جو لغات اور اصطلاحی اشاریے ہمارے سامنے آئے ہیں وہ عموماً ادبیات ، مذہبی ، سماجی ، تعلیمی ، طبعی ، زرعی ، حیاتیاتی، فنیاتی علوم، انجینری ، پیشوں ، کتابداری ، صحافت ، عسکریات اور خانہ داری جیسے موضوعات پر مبنی ہیں - ابھی کئی موضوعات مثلاً کمپیوٹر ، فوٹوگرافی وغیرہ پر کام نہیں ہوا -

مستقبل کی آئینہ بندی کے لیے سفارشات:

۱- علم اصطلاحات سازی کو باقاعدہ تحقیقی موضوع بنایا جائے اور اردو کے حوالے سے اصطلاحی مرکبات اور ترجمے کے اصولوں / طریقوں پر تحقیق کی جائے - اس حوالے سے اس موضوع کو جامعات میں لسانیات اور ادبیات کے مضامین میں تدریسی مقاصد کے لیے شامل کیا جانا چاہیئے -
۲- اردو میں اصطلاحات سازی کرتے وقت آزاد روی سے ہر ممکنہ ماخذ سے فائدہ اٹھایا جائے اور صرف انہی ماخذوں پر تکیہ کیا جائے جو اردو کے مزاج میں ڈھل سکتے ہوں - اس ضمن میں صرف انگریزی یا عربی ہی پر انحصار نہ کیا جائے بلکہ ہر اہم زبان کے تجربات سے استفادہ کیا جائے -
۳- اردو میں تمام اصولوں کو ملحوظ رکھ کر علم اصطلاحات سازی کے نئے رجحانات کے پیش نظر اصول وضع کرنے کی ضرورت ہے - ان میں اصطلاحات کی تمام نوعیتوں ، قسموں اور سطحوں کو ملحوظ رکھا جائے -
۴- اب تک کی وضع شدہ اردو اصطلاحات کو یک جا کرنے کی ضرورت ہے تاکہ اس سے ایک طرف اردو کے ذخیرہ اصطلاحات کا پورے طور سے علم ہو سکے اور دوسری طرف آئندہ معیار بندی اور اصطلاحات سازی کے لیے اہم بنیاد کا کام دے سکے -

۵- آئندہ اصطلاحات سازی اور معیار بندی کے لیے اردو سائنس بورڈ کا طبی لغت از جامعی رہنما کے طور پر کام دے سکتا ہے ، اس کے طریق کار کو استعمال میں لایا جانا چاہیئے -

۶- جن میدانوں میں اصطلاحات سازی کا عمل بالکل نہیں ہوا ، انھیں ترجیح دی جانی چاہیئے اور جن میں ہو چکا ہے انھیں جدید ترین لغات اور حوالوں کی مدد سے دوبارہ کیا جانا چاہیے تاکہ جدید ترین اصطلاحات اردو میں منتقل ہو سکیں -اس مقصد کے لیے یورپی اداروں سے بھی مدد لی جا سکتی ہے ، جن کا ذکر مقالے میں آ چکا ہے -

۷- موجودہ مقالے میں بعض پہلو تشنہ تحقیق ہو سکتے ہیں ، جن پر تحدیدو امکانات کی حد تک جائزہ پیش نہیں کیا جا سکا - ان پر مزید تحقیق انجام دی جانی چاہیئے - مثلاً اکثر ترجمہ شدہ سائنسی و علمی کتابوں ، داستانوں اور اساتذہ کے شعری کلام میں موجود اردو اصطلاحی الفاظ ، ترکیبات اور ترجمہ شدہ اصطلاحات کے ذخیرے کا جائزہ لینا اور ان اصطلاحات کی ذخیرہ بندی کرنا- موجودہ تحقیقی مقالے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان شعرا ، ادیبوں اور مترجمین کے ہاں اصطلاحات کا ایک خاصا بڑا ذخیرہ موجود ہے جسے فراہم کرنا چاہیئے -

۸- پیشہ وروں کی اصطلاحات کا کچھ ذخیرہ مرتب صورت میں ہمارے سامنے آتا ہے لیکن اسے موجودہ انگریزی اردو اصطلاحی لغات میں استعمال نہیں کیا گیا ضرورت ہے کہ انھیں بھی اصطلاحی ذخیرے میں شامل کیا جائے -

۹- آج بھی اردو میں ایسے پیشوں کی اصطلاحات کا ایک وافر ذخیرہ غیر تسویدی صورت میں موجود ہے جو ہمارے کاریگر ، مستری اور مختلف پیشہ ور افراد روزمرہ استعمال میں جاری رکھے ہوئے ہیں - لیکن اصطلاحات پیشہ وراں کی طرح انھیں مرتب نہیں کیا جا سکا ضرورت اس امر کی ہے کہ خصوصاً پاکستان اور عموماً بھارت میں ایسے پیشوں ، ہنروں صنعتوں اور دستکاریوں کے الفاظ اور اصطلاحات کو یک جا کیا جائے اور انھیں انگریزی اردو کے اصطلاحی لغات میں بھی استعمال کیا جائے -

۱۰- اردو کی معیار بند اور مستند اصطلاحوں کو رائج کیا جائے اور مصنفین ، مترجمین ، دفاتر اور عدالتیں صرف ان اصطلاحات کو اپنے ہاں استعمال میں لائیں اور انفرادی طور سے اصطلاحیں ترجمہ یا وضع کر کے اصطلاحی انتشار میں اضافے کا سلسلہ اب قطعی طور پر روک دیا جائے - نئی اصطلاحات پر طبع آزمائی کا حق صرف متعلقہ میدان کے صاحبان علم وقلم کو ہونا چاہیئےاور ان کی معیار بندی کا ذکر کیا جا چکا ہے -

ضمیمہ جات و کتابیات

ضمیمہ : الف

Table of Subject Fields

A General ... 1
A101 Combination Areas, General ... 3
A151 Combination Areas, Libraries ... 16
A201 Combination Areas, Science and Technology ... 34
A901 Appendix ... 46

B Information Area ... 49
B101 Information Science ... 51
B151 Communication Science ... 57
B201 Computer Science ... 68
B901 Appendix ... 71

C Mathematics and Physico-Technical Sciences ... 73
C101 Mathematics ... 75
C151 Physics ... 77
C201 Engineering ... 86
C251 Mechanical Engineering ... 88
C301 Electrical Technology ... 96
C351 Energy ... 105
C401 Nuclear Science ... 110
C901 Appendix ... 114

D Physico-Chemical Technology ... 119
D101 Chemistry ... 121
D151 Metallurgy ... 136
D901 Appendix ... 150

E Astronomy and Geosciences ... 153
E101 Astronomy ... 155
E151 Geosciences, General ... 156
E201 Geography ... 161
E251 Geology ... 167
E301 Geophysics ... 169
E351 Mining Engineering ... 183
E901 Appendix ... 189

F Agriculture and Nutrition ... 195
F101 Agriculture, General ... 197
F151 Plant Biology and Production ... 210
F201 Animal Biology and Production ... 227
F251 Forestry ... 239
F301 Nutrition ... 242
F901 Appendix ... 253

G Biomedical Sciences ... 257
G101 Biology ... 259
G151 Medicine ... 262
G201 Veterinary Science ... 276
G901 Appendix ... 283

H Regional and Environmental Sciences ... 285
H101 Environment ... 287
H151 Civil Engineering ... 302
H201 Regional Policy and Urban Development ... 312
H251 Traffic ... 326
H901 Appendix ... 344

J Social Sciences ... 349
J101 Social Sciences, General ... 351
J151 Sociology ... 355
J201 Psychology ... 390
J251 Education ... 391
J301 Administration ... 419
J351 Politics ... 424
J401 Law ... 437
J451 Economics ... 452
J501 Military Science ... 487
J901 Appendix ... 491

K Culture and the Arts ... 497
K101 Culture, General ... 499
K151 History ... 501
K201 Ethnology ... 502
K251 Museum Science ... 503
K301 Fine Arts ... 505
K351 Theology ... 509
K401 Linguistics ... 512
K451 Music ... 514
K501 Sports ... 519
K901 Appendix ... 521

Source: Thesaurus Guide (Lux.)

UNESCO THESAURUS.
A structured list of descriptors for indexing and retrieving literature in the fields of education, science, social science, culture and communication
Vol. 1: Introduction. Classified Thesaurus. Permuted Index. Hierarchical Display. XVII, 485 p.
Vol. 2: Alphabetical Thesaurus. 530 p.
Paris, FR: UNESCO Press 1977, 2 vols., ISBN 92-3-101469-2

RESPONSIBLE ORGANIZATION	United Nations Educational, Scientific and Cultural Organization (UNESCO) UNESCO Library, Archives and Documentation Services 7, Place de Fontenoy F-75700 Paris (France) telephone-no.: (+33) 01-577 1610 contact person: Mrs. Jacqueline Forestier, Chief, Computerized documentation and library section
ORIGINATOR	Aitchison, J. (comp.)
LANGUAGE	English. - French (by beginning of 1983). - Spanish (in course of 1983)
AVAILABILITY	**printed:** National distributor of UNESCO Publications **printed, lending or inspection at:** Deutsche UNESCO-Kommission, Bibliothek; GID-IZ; ASLIB **microfiche:** UNESCO **machine-readable:** UNESCO (in English, French and Spanish: 1983)
FIELDS COVERED	**scope:** general **main areas:** science and technology; education; social sciences; humanities; culture; communication; information; libraries; archives
TERMS	**number of terms, total:** ca. 8.500 **number of descriptors:** ca. 5.530 **number of non-descriptors:** ca. 2.970 **descriptors (specifications only):** mainly in plural; composite terms; phrases; homonym control; scope notes; source references; proper names (geographical terms only): concatenated by relation, abbreviations accepted
DISPLAY	alphabetical display classified survey facet classification (+ non-descriptors) hierarchical index permuted index (KWIC)
SUBDIVISION	7 main groups, 24 sub-groups (1st level) ca. 10 hierarchical levels maximum
RELATIONAL STRUCTURE	**equivalence relation:** USE/UF **hierarchical relation:** BT/NT; TT (= top term) **associative relation:** RT/RT **standard of symbols:** ISO compatible
NOTATION	alphanumerical: descriptors and groups (assignment to systematic order)
CONSTRUCTION AND MAINTENANCE	**instructions for use:** manual aids **character set:** upper and lower case letters, numerals, non-standard punctuation **longest descriptor:** 40 characters **software for thesaurus construction:** INSPEC and UNESCO: CDS/FSIS thesaurus management software **updating:** undated
IMPLEMENTATION	UNESCO: Computerized Documentation System (CDS): indexing, mechanized retrieval, preparation of indexes

UNBIS THESAURUS.
List of terms used in indexing and cataloguing of documents and other materials relevant to United Nations programmes and activities
New York, NY, US 1981, XX, 369 p.
– Dag Hammarskjold Library, Bibliographic Series No. 37

RESPONSIBLE ORGANIZATION	United Nations Headquarters Dag Hammarskjold Library (DHL) United Nations Bibliographic Information System (UNBIS) New York, NY 10017 (United States) telephone-no.: (+1) 212-754 4909 contact person: Mrs. Phyllis Dickstein, Officer-in-Charge, UNBIS Thesaurus Maintenance
ORIGINATOR	Dickstein, Ph. (comp.)
LANGUAGE	English. - Descriptor equivalences in French, Spanish planned for 1983. - French, Spanish planned
AVAILABILITY	**printed:** National distributor of UN Publications; UN sales section **machine-readable:** UN: Mme. Dusoulier, Chief, Technical Operations and Processing Service, DHL
FIELDS COVERED	**scope:** general **main areas:** administration; management; peace; security; disarmament; colonial countries; international relations; international law; human rights; human settlements; economic and social development; industrial development; international trade; science and technology; transport; natural resources; environment; sea-bed; statistics; population; technical co-operation **marginal fields:** agriculture; education; labour and employment; culture
TERMS	**number of terms, total:** ca. 8.370 **number of descriptors:** 6.500 **number of non-descriptors:** 1.170 **number of modifiers:** ca. 700 **descriptors (specifications only):** in singular or plural; composite terms; phrases; homonym control; scope notes; definitions (medium frequency); indexing frequency data (on-line available only); chronological data (entry - planned for new descriptors); proper names: concatenated by relation, abbreviations accepted
DISPLAY	alphabetical display broad classified display, alphabetical order hierarchical index permuted index (KWOC) index of modifiers
SUBDIVISION	17 main groups (+1 group modifiers), 138 sub-groups (1st and 2nd level) 3 hierarchical levels maximum
RELATIONAL STRUCTURE	**equivalence relation:** USE/UF **hierarchical relation:** BT/NT **associative relation:** RT/RT **standard of symbols:** ISO compatible
NOTATION	numerical: groups (assignment to systematic order)
CONSTRUCTION AND MAINTENANCE	**instructions for use:** indexing rules **character set:** upper case letters, numerals **maximum descriptor length:** 60 characters **software for thesaurus construction:** Inquire + Inquire: Avocon (hierarchical display only) **edp-system for thesaurus development:** IBM 3081 **updating:** regular; next edition: 1983
IMPLEMENTATION	DHL, UNBIS; UNBIS subfiles (DOCFILE, CBI): indexing, mechanized retrieval, preparation of indexes; all printed products of these files

THE INFORMATION BANK THESAURUS.
A guide for searching the Information Bank and for organizing, cataloguing, indexing and searching collections of information on current events
8th ed. Parsippany, NJ, US 1981, VII, 641 p.

RESPONSIBLE ORGANIZATION	The Information Bank Mt. Pleasant Office Park, 1719A Route 10 Parsippany, NJ 07054 (United States) telephone-no.: (+1) 201-539 5850 contact person: Mr. J. L. Bauer
LANGUAGE	English
AVAILABILITY	**printed:** The New York Times Information Service **printed, lending or inspection at:** GID-IZ **machine-readable:** The Information Bank
FIELDS COVERED	**scope:** current affairs information **main areas:** business; finance; politics; government; law; science; communication; transport; military; entertainment; demography; sociology
TERMS	**number of terms, total:** ca. 47.100 (computer-stored ca. 800.000) **number of descriptors:** ca. 43.000 **number of non-descriptors:** ca. 4.100 **descriptors (specifications only):** in singular or plural; composite terms; phrases; abbreviations accepted; homonym control; scope notes; indexing frequency data; chronological data (partly in the scope notes); proper names: concatenated by relation, abbreviations accepted (full name + abbreviation)
DISPLAY	alphabetical display classified survey broad classified display, alphabetical order index of persons
SUBDIVISION	10 main groups, 70 sub-groups (1st level)
RELATIONAL STRUCTURE	**equivalence relation:** USE/non reciprocal **alternative relation:** SEE/non reciprocal **associative relation:** SEE ALSO/SEE ALSO (rarely)
CONSTRUCTION AND MAINTENANCE	**instructions for use:** manual aids **character set:** upper and lower case letters, numerals, non-standard punctuation **maximum descriptor length:** 42 characters **updating:** undated
IMPLEMENTATION	The Information Bank: indexing, mechanized retrieval

Elsevier Science Publishers— Amsterdam/ NewYork

ضمیمہ : ب

(Terminological Dictionaries - 1988)

1- Abbreviation Dictionary (English)
2- A Concise Etymological Dictionary of Chemistry (English)
3- Astronautical Multilingual Dictionary (7 Languages)
4- Atomic and Malecular Physics (4 Languages)
5- Brain and Nerves(5)
6- Chemical Dictionary (3)
7- Chemins De Fer(6)
8- Coal(6)
9- Conference Terminology (6)
1o- Detergents(19)
11- Dictionary of Advanced Manufacturing Technology (English)
12- Dictionary of Aerospace Engineering(3)
13- Dictionary of Agriculture (6)
14- Dictionary of Amplification ,Modulation,Reception and Tran-Smission(6)
15- Dictionary of Animal Production Terminology (5)
16- Dictionary of Automation,Electronic Computers,Control and Measurement(6)
17- Dictionary of Automatic Control(4)
18- Dictionary of Barley,Malting and Brewing (6)
19- Dictionary of Biology (4)
2o- Dictionary ofCereal Processing and Cereal chemistry (5)
21- Dictionary of Chemical Technology (2)
22- Dictionary of Chemical Terminology (5)
23- Dictionary of Chemistry and Chemical Technology (2)
24- Dictionary of Corrossion and Corrossion Control (2)
25- Dictionary of Data Processing (English)
26- Dictionary of Data Processing (3)
27- Dictionary of Development Banking (3)
28- Dictionary of Dairy Terminology (4)
29- Dictionary of Electrical Engineering (6)
3o- Dictionary of Electrical Engineering and Electronics (2)
31- Dictionary of Environmental Protection Technology (4)

32- Dictionary of Forestry (5)
33- Dictionary of Gas Industry(5)
34- Dictionary of Geosciences(2)
35- Dictionary of Glass- Making(3)
36- Dictionary of High-Energy Physics(4)
37- Dictionary of Hydraulic Machinary(6)
38- Dictionary of Industrial Agriculture (6)
39- Dictionary of Mathematics(4)
4o- Dictionary of Medicine (2)
41- Dictionary of Metallurgy and Foundary Technology (2)
42- Dictionary of Microelectronics(2)
43- Dictionary of Micro Processor Systems(4)
44- Dictionary of Nuclear Engineering(4)
45- Dictionary of Particle Technology (2)
46- Dictionary of Plastics Technology (4)
47- Dictionary of Printed - Circuit Technology (2)
48- Dictionary of Physical Metallurgy (5)
49- Dictionary of Pure and Applied Physics(2)
5o- Dictionary of Radiation Protection,Radiology and Nuclear Medicine (4)
51- Dictionary of Road Transport Terminology (4)
52- Dictionary of Robot Technology (4)
53- Dictionary of Rolling Mill Terminology (4)
54- Dictionary of Russian Abbreviations
55- Dictionary of Russian Technical and Scientific Abbreviations(3)
56- Dictionary of Russian Technology(4)
57- Dictionary of Scientific Apparatus(6)
58- Dictionary of Surface-Active Agents,Cosmetic and Toiletries(7)
59- Dictionary of Symbols and Imagery(English)
6o- Dictionary of Technical Cybernetics(2)
61- Dictionary of Technology (2)
62- Dictionary of the Graphic Arts Industry (8)
63- Dictionary of Tools and Machine Tools(5)
64- Dictionary of Water and Sewrage Engineering (4)
65- Dictionary of Weeds of Eastern Europe (13)
66- Dictionary of Weeds of Western Europe (13)
67- Dorian,s Dictionary of Science and Technology(2) (French)

68- Dorien,s Dictionary of Science and Technology (2) (German)
69- Economics Dictionary (5)
7o- Electrotechnical Dictionary (6)
71- Elsevier,s Banking Dictionary (6)
72- Elsevier,s Dictionary of Aeronautics(6)
73- Elsevier,s Automobile Dictionary (8)
74- Elsevier,s Dictionary of Architecture (5)
75- Elsevier,s Dictionary of Automobile Engineering(5)
76- Elsevier,s Dictionary of Botany (5)
77- Elsevier,s Dictionary of Brewing(4)
78- Elsevier,s Dictionary of BuildingTools and Mterials(5)
79- Elsevier,s Dictionary of Building Construction(4)
8o- Elsevier,s Dictionary of Cement Industry (5)
81- Elsevier,s Dictionary of Chemical Engineering(6)
82- Elsevier,s Dictionary of Chemistry (5)
83- Elsevier,s Dictionary of Cinema Sound and Music
84- Elsevier,s Dictionary of Civil Engineering(2)
85- Elsevier,s Dictionary of of Commercial Terms and Phrases(5)
86- Elsevier,s Dictionary of Computer,Automatic Control and Data Processing (6)
87- Elsevier,s Dictionary of Criminal Sciences(3)
88- Elsevier,s Dictionary of Electronics(2)
89- Elsevier,s Dictionary of Electronics and Waveguides(6)
9o- Elsevier,s Dictionary of Financial Terms(6)
91- Elsevier,s Dictionary of Food Science and Technology (5)
92- Elsevier,s Dictionary ofGeneral Physics(6)
93- Elsevier,s Dictionary of High Vacuum Science and Technology (6)
94- Elsevier,s Dictionary of Horticulture(9)
95- Elsevier,s Dictionary of Hydrogeology(3)
96- Elsevier,s Dictionary of Industrial Chemistry (6)
97- Elsevier,s Dictionary of Jewellery and Watchmaking(5)
98- Elsevier,s Dictionary of Library Science,Information and Documentation(7)
99- Elsevier,s Dictionary of Metal Cutting Tools(7)
1oo- Elsevier,s Dictionary of Metallurgy (6)
1o1- Elsevier,s Dictionary of Metallurgy and MetalWorking(6)
1o2- Elsevier,s Dictionary of Measurement and Control(6)

1o3- Elsevier,s Dictionary of Microelectronics(5)
1o4- Elsevier,s Dictionary of Nuclear Science and Technology (6)
1o5- Elsevier,sDictionary of Oil Refining and Petro chemistry(6)
1o6- Elsevier,s Dictionary of Opto - electronics and electro-
Optics(4)
1o7- Elsevier,s Dictionary of Personal and Office Computing(5)
1o8- Elsevier,s Dictionary of Pharmaceutical Science and Tech-
nology (5)
1o9- Elsevier,s Dictionary of Photography (3)
11o- Elsevier,s Dictionary of Printing and Allied Industries(6)
111- Elsevier,s Dictionary of Public Health (6)
112- Elsevier,s Dictionary of Soil Mechanics(4)
113- Elsevier,s Dictionary of Solar Technology (5)
114- Elsevier,s Dictionary of Television and Video Recording(5)
115- Elsevier,s Dictionary of Television,Radar and Antennas (6)
116- Elsevier,s Dictionary of The Cement Industry (5)
117- Elsevier,s Dictionary of the Labour Market(5)
118- Elsevier,s Dictionary of tools And Ironware(6)
119- Elsevier,s Dictionary of Town and Country Planning(6)
12o- Elsevier,s Dictionary of Trees and Shrubs (5)
121- Elsevier,s Dictionary of Water and Hydraulic Engineering
122- Elsevier,s Dictionary of Wild and Cultivated Plants(7)
123- Elsevier,s Dictionary of Wines (6)
124- Elsevier,s Dictionary of Word Processing(3)
125- Elsevier,s Dictionary of World ,Game and Wild Life(6)
126- Elsevier,s Electrotechnical Dictionary (6)
127- Elsevier,s Encyclopaedic Dictionary of Medicine(5)
128- Elsevier,s Fiscal and Customs Dictionary (4)
129- Elsevier,s Foot Ball Dictionary (2)
13o- Elsevier,s Foreign Language Teacher,s Dictionary of Acrony-
mes and Abbreviations (8)
131- Elsevier,s Maritime Dictionary (3)
132- Elsevier,s International Dictionary of Literature and Gr-
ammar (P)
133- Elsevier,s Medical Dictionary (5)
134- Elsevier,s Nautical Dictionary (5)
135- Elsevier,s Oil and Gas Fields Dictionary (1o)

136- Elsevier,s Rubber Dictionary (1o)
137- Elsevier,s Sugar Dictionary (6)
138- Elsevier,s Telecommunication Dictionary (6)
139- Elsevier,s Wood Dictionary (7)
14o- Finance4)
141- Gas Dictionary (7)
142- Geographical Names(6)
143- Glossary of Employment and Industry (6)
144- Glossary of Genetics (6)
145- Glossary of Geology (5)
146- Glossary of Land Resources(6)
147- Glossary of Planning and Development (6)
148- Glossary of Population and Housing (6)
149- Glossary of the Theatre(4)
15o- Glossary of Transport (6)
151- Glossary of Internal Combustion Engine (8)
152- Lexicon of Detergents, Cosmetics and toiletries (19)
153- Lexicon of International and National Units(11)
154- Lexicon of Plant Pests and Diseases (6)
155- Lexicon of Pressurized Packaging(22)
156- Lungs (5)
157- Materia Medicas (6)
158- Multilingual Dictionary of Concrete(6)
159- Multilingual Dictionary of the International Federation of Surveyors (3)
16o- Nuclear Physics and Atomic Energy (4)
161- Odonto - Stomatology (5)
162- Plastic Lexicon (6)
163- Proverbes (English) (7)
164- Proverbes Francais(6)
165- Quaestionaruum Medicum(7)
166- Textile Dictionary (4)
167- The Technical Terms in Plastics Engineering(6)
168- Tuberculosis (5)

ضمیمہ : ج

ماخذ : سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں : میجر آفتاب حسن ، ص ۲۷ تا ۳۶

آئندہ چند صفحوں میں وہ ترقیمات اور علامات درج کی جارہی ہیں جنہیں ۱۹۴۷ تک جامعہ عثمانیہ میں ریاضی اور سائنس میں استعمال کیا جاتا تھا ۔ اور ان کو آج بھی اردو کی سائنسی اور ریاضی کی کتابوں میں استعمال کیا جاتا ہے ۔

سائنس اور ریاضی کے مترجمین اور مولفین کو اس کی پابندی کرنی چاہیے اور اس سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیے ۔

ظاہر ہے کہ یہ فہرست نہ آخری ہے اور نہ قطعی ۔ علم کے فروغ کے ساتھ نئی نئی علامات بھی نمودار ہوئیں ہیں ان کو ان میں شریک کیا جاتا رہے گا ۔

لیکن اصول واضح ہے ، اس لیے نئی علامتوں یا نشانات کو اردو میں منتقل کرنے یا ان کو عملی جامہ پہنانے میں کسی خاص دقت کا امکان نہیں ہے ۔

واضح ہو کہ آئندہ صفحات میں تقریباً وہ تمام علامات اور ترقیمات وغیرہ درج کردی گئی ہیں جو عموماً استعمال ہوتی ہیں اور طریقہ' تحریر کے متعلق بھی اس میں واضح اشارے دئے گئے ہیں ۔

حروف کے استعمال میں یہ چیز قابل غور ہے کہ انگریزی بڑے حروف اور چھوٹے حروف میں جو فرق ہے وہ اردو میں بھی نمایاں ہونا چاہئے ۔ اردو میں چھوٹے بڑے حروف کا فرق نہیں ہے لیکن خوش قسمتی سے ہمارے یہاں دو طرز تحریر یعنی نستعلیق اور نسخ عام استعمال میں ہیں ۔ اصول یہ ہے کہ بڑے انگریزی حروف کے لئے نسخ اور چھوٹے کے لئے نستعلیق استعمال ہو ۔ کس حروف کے لئے کیا ہو اس کے انتخاب میں بھی کافی غور و فکر کیا گیا ہے مثلاً E کے لئے ع اور U کے لئے ء تحریری مشابہت کے سبب اختیار کیا گیا ہے ۔

نستعلیق	انگریزی چھوٹے حروف	نسخ	انگریزی بڑے حروف
ا	a	ا	A
ب	b	ب	B
ج	c	ج	C
د	d	د	D
ع	e	ع	E
ف	f	ف	F
گ	g	گ	G
ح	h	ح	H
آ	i	آ	I
ژ	j	ژ	J
ک	k	ک	K
ل	l	ل	L
م	m	م	M
ن	n	ن	N
ط	o	ط	O
پ	p	پ	P
ق	q	ق	Q
ر	r	ر	R
س	s	س	S
ت	t	ت	T
ء	u	ء	U
و	v	و	V
ه	w	ه	W
لا	x	لا	X
ما	y	ما	Y
ی	z	ے	Z

یونانی بڑے حروف		یونانی چھوٹے حروف	
* Α (*Alpha*)	ا	α (*alpha*)	عه
* Β (*Beta*)	با	β (*beta*)	به
Γ (*Gamma*)	جا	γ (*gamma*)	جه
Δ (*Delta*)	Δ	δ (*delta*)	ضه
* Ε (*Epsilon*)	ع	ε (*epsilon*)	صه
* Ζ (*Zeta*)	ے	ζ (*zeta*)	ثه
* Η (*Eta*)	ح	η (*eta*)	يه
Θ (*Theta*)	ط	θ (*theta*)	طه
* Ι (*Iota*)	آ	ι (*iota*)	حه
* Κ (*Kappa*)	ك	κ (*kappa*)	که
Λ (*Lambda*)	ل	λ (*lambda*)	له
* Μ (*Mu*)	م	μ (*mu*)	مه
* Ν (*Nu*)	ن	ν (*nu*)	نه
Ξ (*Xi*)	ظا	ξ (*xi*)	ظه
* Ο (*Omicron*)	ط	ο (*omicron*)	هـ
Π (*Pi*)	π	π (*pi*)	π
* Ρ (*Rho*)	پ	ρ (*rho*)	ر یا غه
Σ (*Sigma*)	ʒ	σ (*sigma*)	ثه
* Τ (*Tau*)	ٹ	Τ (*Tau*)	ته
Υ (*Upsilon*)	چا	υ (*upsilon*)	چه
Φ (*Phi*)	فا	φ (*phi*)	فه
Χ (*Chi*)	خا	χ (*chi*)	خه
Ψ (*Psi*)	پا	ψ (*psi*)	په
Ω (*Omega*)	سا	ω (*omega*)	سه

*انگریزی حروف تہجی سے مشترک ہیں لہذا اردو میں ان کی ترقیمات انگریزی طریقے پر رہیں گی۔

جذر	Roots	اعراب زده حروف وغیره Accented Letters Etc.	
$\sqrt{A}, \sqrt[3]{A}, \ldots$ $A^{\frac{1}{2}}, A^{\frac{1}{3}}, \ldots$		اعراب زده حروف	Accented letters
$\sqrt{۱}$، $\sqrt[۳]{۱}$، ... $۱^{\frac{1}{۲}}$، $۱^{\frac{1}{۳}}$ ...		اَ بَ جَ دَ	A'B'C'D'
کسور	Fractions	تنسیبات	Denominations
$\frac{a}{b}, \ldots \frac{b}{c}$	$\frac{1}{2}, \frac{2}{3}, \ldots$	$ا_۱$، $ا_۲$، $ا_۳$ ...	$A_1, A_2, A_3, \ldots$
		اعداد	Numerals
$\frac{۱}{۲}$، $\frac{۲}{۳}$، $\frac{ا}{ب}$، $\frac{ب}{ج}$ ...		۱، ۲، ۳	1, 2, 3,
		قوتیں	Powers
$\frac{۱}{۸}$ (واں)، $\frac{۲}{۳}$ ...	$\frac{1}{8}$(th), $\frac{2}{3}, \ldots$	$ا^۲$، $ب^۲$، $ج^۲$ ...$۱^۲$، $۲^۲$، $۳^۲$	$A^2, B^2, C^2, \ldots 1^2, 2^2, 3^2$

علامات مفرد

مثبت	$+$	لا متناھی	∞
منفی	$-$	ایسے بدلتا ھے جیسے	$\propto$
مضروب	$\times$	جذر	$\sqrt{}$
تقسیم	$\div$	کم ھے	$<$
مساوی	$=$	فرق	$\backsim$
مستطیل	▭	دائرہ	○
مربع	□	دائرے	○ے
مثلث	$\triangle$	معین	▱
مثلثات	$\triangle$ت	جذرالمربع	$\sqrt[۲]{}$
ثانیه (انچ)	$''$	جذرالکعب	$\sqrt[۳]{}$
دقیقه (فٹ)	$'$	چوتھا جذر	$\sqrt[۴]{}$

کم ہے یا بڑا ہے	≶	بڑا ہے	<
بڑا ہے یا کم ہے	≷	مثبت منفی	±
متماثل	≡	منفی مثبت	∓
غیرمساوی	≠	زاویہ	∠
مساوی یا بڑا ہے	≧	زاویہ قائمہ	∟
کم ہے یا مساوی ہے	≦	عمود	⊥
تقریباً مساوی ہے	≅	نسبت	:
متشابہ ہے	∼	تناسب	::
اعشاریہ	٫	اس لیے	∴
متوازی	∥	چونکہ	∵
تکملہ	∫	درجے	°

علامات مرکب

فا (لا)	$F(x)$	Π حاصل ضرب	Π
فہ (لا)	$\phi(x)$	ضربی ۲| ... ن| یا ۲! ... ن!	|2...|n or 2!...n!
جب لا	$\sin x$	ف (لا) ، ف۱(لا)...فن(لا)	$f(x), f_1(x) \ldots f_n(x)$

Base of natural logarithm (e)

طبعی لوکارثم کا اساس (قو)

قولا e^x

ا^لا a^x

اوکقولا یا صرف اوکلا $\log_e x$

لوک۱۰لا $\log_{10} x$

انتہا، نہا Limit, Lt.

نہا ف (لا) = ا $Lt\, f(x) = A$

وقت(ت) time (t)

قوس (س) arc (s)

فرقی (فر) (تفرقی) differential (d)

differential coefficient $\left(\frac{dy}{dx}\right)$

تفرقی سر (فرما / فرلا)

$\frac{dy}{dx}, \frac{d^2y}{dx^2}, \cdots \frac{d^ny}{dx^n}$

فرما / فرلا ، فر۲ما / فرلا۲ ، ... فرنما / فرلان

Partial differential coefficient $\frac{\partial u}{\partial x}$

جزوی تفرقی سر جفع / جفلا

Cos x — جم لا

Tan x — مس لا

Cot x — مم لا

Sec x — قط لا

Cosec x — قم لا

$\sin^{-1} x, \cos^{-1} x, \tan^{-1} x$

جب-۱ لا، جم-۱ لا، مس-۱ لا

$\cot^{-1} x, \sec^{-1} x, \operatorname{cosec}^{-1} x$

مم-۱ لا، قط-۱ لا، قم-۱ لا

Sine hyperbolic (Sinh x)

زائدی جیب (جبز لا)

Sinh x, Cosh x, Tanh x

جبزلا، جمزلا، مسزلا

Coth x, Sech x, Cosech x

ممزلا، قطزلا، قمزلا

$\sinh^{-1} x, \cosh^{-1} x, \tanh^{-1} x,$

جبز-۱ لا، جمز-۱ لا، مسز-۱ لا

$\coth^{-1} x, \operatorname{sech}^{-1} x, \operatorname{cosech}^{-1} x$

ممز-۱ لا، قطز-۱ لا، قمز-۱ لا

$\cdot 123\dot{5}\dot{7}$ recurrent — ۱۲۳۵۷ء متوالی

non-recurrent — غیر متوالی

$\left[D^{-1}F(x)\right]_a^b$ [عف-۱فا (لا)]۱ب

$\int_0^\infty f(x)\,dx$ ∫ف (لا) فرلا

Gamma Function $\Gamma(n)$

گاما تفاعل جا (ن)

Beta Function $B(m,n)$

بیٹا تفاعل با (م،ن)

Bessel Function $J_\nu(x)$

بیسل کا تفاعل جےر (لا)

Sum Σ حاصل جمع Σ

$\sum_{n=1}^{\infty} A_n \cos nx$ Σ ا جمن لا

Kinetic energy, E حرکی توانائی، حا

Work, K کام ، ک

Potential, V قوہ ، ق

Pressure, P دباؤ ، د

Volume, V حجم، ح

Polynomials: کثیرالارقام :

$a_0x^n + a_1x^{n-1} + \ldots + a_n$

۱. لان + ۱، لان-۱ + ... + ان

$\frac{\partial x}{\partial x}, \frac{\partial^2 y}{\partial x^2}, \frac{\partial^2 z}{\partial x\, \partial y}$

جف ما/جف لا ، جف۲ ما/جف لا۲ ، جف۲ ی/جف لا جف ما

y', y'', y''' ما، ماً ، ما

$\delta x, \delta y, \delta z$ مف لا، مف ما ، مف ی

dx, dy, dz فرلا، فرما ، فری

$f'(x), f''(x), \ldots, f^n(x)$

ف'(لا)،ف''(لا)،....فن لا

Operator (D) عامل تفرق (عف)

$D = a_0\frac{\partial}{\partial a_1} + 2a_1\frac{\partial}{\partial a_2} + 8a_2\frac{\partial}{\partial a_3} + \ldots + na_{n-1}\frac{\partial}{\partial a_n}$

عف = ا. جف/جف ا۱ + ۲ا۱ جف/جف ا۲ + ۸ا۲ جف/جف ا۳

+ ....+ ن ان-۱ جف/جف ان

Dy, D^2y عف ما ، عف۲ ما

$\nabla^2 u$ لف۲ ع

Summation $(S, \int)$ مجموعہ (م ، ∫)

$\int_a^b F(x)\,dx$ ∫۱ب فا (لا) فرلا

$\iint f(x,y)\,dx\,dy$ ∫∫ف(لا، ما)فرلافرما

$1, \omega, \omega^2$

ا، سہ، سہ۲ (ا کے تین جذر الکعب)

ق (خارج قسمت) Q (Quotient)

ر ، ب (باقی) R (Remainder)

$=x+iy$ (*Complex variable*)

ی = لا + خ‌ما (ملتف متغیر)

مق(مقیاس)، | ے | mod (Modulus), $|z|$

سع سعت یا دلیل

am (Amplitude or Argument)

مقطعات : Determinants:

$$\begin{vmatrix} a_1 & b_1 & c_1 \\ a_2 & b_2 & c_2 \\ a_3 & b_3 & c_3 \end{vmatrix}$$

| ا۱ ب۱ ج۱ |
| ا۲ ب۲ ج۲ |
| ا۳ ب۳ ج۳ |

$$A_1=\Sigma \pm b_2c_3 \ldots l_n = \begin{vmatrix} b_2 & c_2 \ldots l_2 \\ b_3 & c_3 \ldots l_3 \\ b_n & c_n \ldots l_n \end{vmatrix} = \triangle a_1$$

ا۱ = ٪ ± ب۲ ج۳ ... لن =

| ب۲ ج۲ ... ل۲ |
| ب۳ ج۳ ... ل۳ |
| بن جن ... لن | = ۱△

$A_2=-\triangle a_2,\ A_3=\triangle a_3 \ldots$

ا۲ = −۱△۲ ، ا۳ = ۱△۳ ...

Group:

$$\begin{Bmatrix} x_1 & x_2 & x_3 \ldots x_n \\ x_\alpha & x_\beta & x_\gamma \ldots x_\lambda \end{Bmatrix}$$

گروہ :

{ لا۱ لا۲ لا۳ ... لان }
{ لاعہ لابہ لاجہ ... لالہ }

$e_1\ e_2\ e_3\ e_j$

ج۱ ج۲ ج۳ ... جز

مثلث کا رقبہ △ *Area of a triangle* △

Semi perimeter of a triangle (s)

مثلث کا نیم احاطہ (س)

Radius of circum circle (R)

حائط دائرہ کا نصف قطر (ر)

Radius of inscribed circles (r)

اندرونی دائروں کے نصف قطر(ر)

Radii of escribed circles r_1, r_2, r_3,

جانبی دائروں کے نصف‌قطر ر۱، ر۲، ر۳

جن ع Sn *u*

صن ع Cn *u*

طن ع Dn *u*

g=acc. due to gravity

ج=اسراع بوجه جاذبهٔ ارض

M=metacentre — م=مرکز ما بعد

S=Surface — س=سطح

$W=g\rho v$ — و=ج ث ح

r, θ, ϕ = Polar co-ordinates

ر، طه، فه=قطبی محدد

r, θ, z=Cylindrical co-ordinates — ر،طه،ی= استوانی محدد

P_n=Legender's nth coefficient

ع ن=لیجنڈر کا (ن‌واں) سر

P=Power — ط=طاقت

V=Potential function — فه=قوه تفاعل

p=perpendicular — ع=عمود

f=acceleration — س=اسراع

f=function — ف=تفاعل

m=mass — ک=کمیت

ρ, σ=density — ته یا ث=کثافت

P=radius of curvature

ر=انحناء کا نصف قطر

Am u — حطء

Cotam u — حمء

$\zeta(z)$ = Weierstrass's Zeta-function

ته (ی)=ویرسٹراس کا ته تفاعل

$\wp(z)$ = Weierstrass's Elliptic-function

په (ی) = ویرسٹراس کا ناقصی تفاعل

$\sigma(z)$ = Weierstrass's sigma-function

س (ی) ویرسٹراس کا س تفاعل

$\int_{x=x_2}^{x=x_1} y\,dx$ — ∫ فر لا (لا=لا۲ تا لا=لا۱)

$H. P.$=Horse power ا - ط = اسپی طاقت

e=eccentricity — ز=خروج المرکز

I=moment of Inertia — مج=جمود کا معیار

n=normal — ع=عماد

h=depth — گ=گہرائی

h=height — ع=ارتفاع

G=centre of gravity — ث=مرکز ثقل

چند نئی ترقیمات و علامات

Vectors	سمتیے
a	عا
b	با
c	جا
d	ضا
F	ف
f	فا
r	ر
s	صا
t	ط

Unit Vectors	اکائی سمتیے
$\hat{a}$	عاَ
$\hat{i}$	ئی
$\hat{j}$	جَ
$\hat{k}$	ک
$\hat{n}$	نَ
Unit tangent **t**	اکائی مماس ط
Direction ratio n	رخی نسبت نہ
Binormal **b**	ثانوی عماد با

Scalars	عددیے
a	عا
b	با
c	جا
d	ضا
f	فا
h	ھا
p	پا
s	صا
t	ط
u	یا

ضمیمہ : د

وضعِ اصطلاحات کے چند رہنما اصول :- از ڈاکٹر سید عبداللہ

۱- ایسی اصطلاحوں کو ترجیح دینی چاہیئے جو مروج یا مقبول ہو چکی ہوں ، خواہ ان میں کوئی لسانی یا لغوی سقم ہی نظر آتا ہو -

۲- مفرد اصطلاحوں کے لیے ہم ان تمام زبانوں سے الفاظ لے سکتے ہیں جو ہماری زبان میں بطور قدرتی عنصر شامل ہو سکیں ، یعنی ہندی ، فارسی ، عربی وغیرہ - شاذ صورتوں میں غیر زبانوں مثلاً انگریزی ، جرمن ، فرنچ اور ترکی وغیرہ سے بھی مدد لی جا سکتی ہے - لیکن ان کے صرف ایسے الفاظ لیے جائیں جو ہماری زبان میں آسانی سے کھپ سکیں -

۳- عربی کی وہ قدیم مفرد اصطلاحات قائم رکھنی چاہئیں جو زمانۂ قدیم سے رائج ہیں اور اب بھی مروج ہیں - عربی زبان کی اس خصوصیت سے پورا فائدہ اٹھانا چاہیئے کہ اس میں مفرد مادے سے متعدد مفرد الفاظ نکالے جا سکتے ہیں - نئی اصطلاح وضع کرتے وقت اگر دقیق عربی الفاظ کے مقابلے میں ایسے فارسی الفاظ موجود ہوں جو زبان پر آسانی سے رواں ہونے والے ہوں اور اردو زبان کی بناوٹ کے لحاظ سے زیادہ موزوں اور مناسب ہوں تو انھیں اختیار کیا جائے - جامعہ عثمانیہ میں عربی پر زیادہ زور دیا جاتا تھا - ان میں سے اکثر الفاظ آج دقیق ہیں -

۴- جہاں تک ممکن ہو اصطلاح مفرد (یک لفظی) ہو ، ناگزیر صورتوں میں یہ مرکب بھی ہو سکتی ہے - تاہم کوشش یہ ہونی چاہیئے کہ ایسی مرکب اصطلاحیں کم سے کم وضع کی جائیں جو دو سے زاید الفاظ پر مشتمل ہوں -

۵- یہ بھی ہو سکتا ہے کہ مفرد الفاظ عربی سے لےکر آریائی طریقہ ترکیب سے مرکب اصطلاحیں بنائی جائیں -

۶- دیگر زبانوں کے الفاظ میں تصرف کیا جا سکتا ہے اور نیا لفظ گھڑا جا سکتا ہے بشرطیکہ زیادہ اجنبی نہ ہو -

(الف) انگریزی کے ایسے اصطلاحی الفاظ جو رائج ہو چکے ہیں اور اصل صورت میں یا تصرف کے بعد رواں ہو چکے ہیں ، قائم رکھے جا سکتے ہیں ، بشرطیکہ ناگزیر ہوں - (ناگزیر کی تشریح آگے آتی ہے)-

(ب) عربی زبان کی ان علمی اصطلاحات میں کوئی تبدیلی نہ کی جائے ، جو صدیوں سے مروج ہیں اور اور اردو میں اب بھی ان کی علمی حیثیت اور ضرورت ہے -

۷- کسی اصطلاح کو بناتے وقت اس کی وہ خصوصیت پیش نظر رہنی چاہیئے جس کے لیے وہ اصطلاح وضع کی گئی ہے - اگر کسی انگریزی اصطلاح میں معنی کی نمایاں جھلک موجود نہ ہو یا اس شے کی غلط خاصیت ظاہر کی گئی ہو تو لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے آزادانہ نئی اصطلاح وضع کی جائے -

۸- ایک ہی اصطلاح مختلف معنوں کے لحاظ سے مختلف علوم میں استعمال کی جا سکتی ہے - اگر کوئی انگریزی اصطلاح مختلف علوم میں مختلف معانی میں مستعمل ہو تو کوشش یہی ہونی چاہیئے کہ اس مشترک اصطلاح کا اردو مترادف بھی ایک ہی ہو لیکن اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ہر اصطلاحی معنی کے لیے جداگانہ لفظ تجویز کرنا موزوں ہو گا -

۹- انگریزی مفرد اصطلاح کے لیے اردو اصطلاح بھی مفرد ہونی چاہیئے - اگر کہیں ایسا ممکن نہ ہو تو مرکب اصطلاح بنا لی جائے -

۱۰- املا کو ایسا ہی لکھا جائے جیسے کہ وہ اردو میں مروج اور مقبول ہو چکے ہیں -

۱۱- اصطلاح کے لیے آسان اور متداول ہونا ضروری نہیں - اس ضمن میں اصطلاح اور عام زبان میں فرق ملحوظ رکھنا ضروری ہے -

---

ماخذ : ڈاکٹر سید عبداللہ ، " دفتری زبان اور وضع و استنادِ اصطلاحات " ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، دسمبر ۱۹۸۲ء ، مشمولہ منتخباتِ اخبار اردو ، ص ص : ۲۸۸ تا ۲۸۹ -

ضمیمہ د

اصطلاحات طبیعیات (Physics) کا تقابلی چارٹ

English	French	Spanish	Italian	Dutch	German
مفرد اصطلاحیں					
Absolute	Absolue	Absoluta	Assoluta	Absolute	Absoluter
Dew	Rosee	Rocio	Rugiada	Dauw	Tau
Heat	Chaleur	Calor	Calore	Warmte	Warme
Solar	Solaire	Solar	Solare	Zonne	Sonne
Solid	Corps Solide	Cuerpo Solido	Corpo Solido	Vast Lichaan	Festkorper
Vacuum	Vide	Vacio	Vuoto	Luchtledig/ Vacuum	Lufticere/Vakum
ترکیبی اصطلاحیں					
Calorimetry	Calorimetrie	Caloriretria	Calorimetria	Calorimetrie	Kalorimetrie/ Warmemessung
Centrifugal	Centrifuge	Centrifugo	Centrifugo	Centrifugal	Zentrifugal
Infrared	Infrarouge	Infrarrojo	Infrarosso	Infrarood	Ultrarot
Mach Wave	Onde ce Mach	Onda de Mach	Onda di Mach	Mach golf	Mach sche welle
Ultra filtration	Ultrafiltration	Ultrafiltracion	Ulttrafiltrajione	Ultrafiltratie	Ultrafitration
مرکب اصطلاحیں					
Field lens	Lentille de champ	Lente de camos	Lente de canpo	Veldlens	Feld linse

Ferro electric مشتق / سبتلاحی اصطلاحی	Ferre electrique	Ferroelectrico	Ferro elettrico	Ferro elektrish	Ferro elektrisch
Desensitization	Desensibilisation	Densibilizacion	Densibilizzazione	Densensibilisatie	Desensibilsierung ,
Development	Developpement	Desarrollo	Sviluppo	Onti- wikkeling	Entwicklung
Non- metal	Metalloide	Metaloide	Metalloide	Niet- Metaal	Nichtmetall
Renormalization	Renormalisation	Renormalizacion	Rinormalizzazione	Hernormalisatie	Renormierung

Source:

Clason , W.E. , Elsevier: Dictionary of General Physics ,

(English/ French/ Spanish / Italian / Duth / German), Amsterdam = Elsevier Scientific Publishng co., 1962 .

اصطلاحات علم کیمیا (Chemistry) اور حیاتیاتی کیمیا (Bio-chemistry)

English	French	Spanish	Italian	German
عناصر				
Aluminium	Aluminium	Alumini	a llumini	Aluminium
Carbon	Carbone	Carbono	Carbenio	Kohlenstoff
Copper	Cuivre	Cobre	Rame	Kupfer
Nitrogen	Azote	Nitrogen	Azoto	Stickstoff
Oxygen	Oxygene	Oxigeno	Oxigeno	Sawrstoff
Phosphorus	Fosfore	Fosforo	Fosforo	Phosphor;/ Leuchtschirmsubstanzen
Pastassium	Potassium	Potasio	Potassio	Kalium
Sodium	Sodium	Sodio	Sodio	Natrium
مرکبات				
Aluminium Bromide	Bromure d, aluminium	Bromuro aluminico	Bromuro di aluminico	Aluminium Borhydrid
Carbon dioxide	Bioxyde de Carbone	dioxido de carbono	Biossido di Carbonio	Kohlendioxyd
Copper lactate	Lactate de cuivre	Lectato de cobre	Lattato di rame	Kupferlactat
Nitrogen Peroxide	Per oxyde d, Azote	Peroxido de nitrogeno	Perossido di azoto	StickStoffdioxyd
Oxidized Bitumen	Bitume Oxyde	Betum soplado	Bitum Ossicato	Geblasenes Bitumer
PhosPhorous Acid	Acide Phosphoreuse	acido fosforoso	Acido Fosforose	Phosphorigsaure
Potassium Chloride	Chlorure de Petassium	Cloruro de Potasio	Cloruro de Petassio	Kaliumchlorid
Sodium Nitrate	Nitrate de sodium	Nitrato sodico	Nitrato di sodio	Natriumnitrat; chilesaloeter
مفرد اصطلاحیں				
Alumina	Alumine	Alumina	Allumina	Tonerde
Fusion	Fusion	Fusion	Fusione	Schmelzung
Plastics	Plastiques	Plastico	Materia Plasstica	Kumstofle

English	French	Spanish	Italian	German
Resist	Pretection	Aislante	Isolante	Schutzmasse Abdeckmiltel
Smoke	Fumee	humma	Fumo	Rauch
مركب اصطلاحي				
Alumina - Blancfixe	Blanc fixe d'alumine	Blonco fijo de alumina	Bianco fisso di allumina	Alumium- blancfixe
Backwashing	reextraction	Ree rtraccion	Riestrazione	Ruck waschung
By- Product	Produit secondaire/ Sous- product	Subproducto / Producto secumdario	Prodotto secondario/ Sottoprodotto	Nebenprodukt
Dip Plating	Depot au trempe	Depositr porin mersion	Deposito perImmersione	Eintauch plattierung
Nitrogen fixation	Azotation	fijacion d el nitrogeno	Assimilazione dell, Azoto	Bi n dung des Atmospharischen Stickstoffes
Phosphate rock	Rocke Phosphatee	Roca de Fosfato	Fosforite	Calciumphet
Potash Bulbs	Appareil apotasse	Recipiente para soluc- ion Potasica	Apparato per potassa	Kaliapparat
Soda - lime	Caaux Sodee	Cal sodada	Calce sodata	Natronkalk

Dorian , A.F , Elsevier: Dictionary of Chemistry .(Including Terms from Bio-chemistry).
(English/ French/ Spanish / Italian / German) Amsterdam : Elsevier Science Publishers , 1983

ISO/TC 37 "Terminology (principles and co-ordination)"

ISO
The International Organization for Standardization (ISO) is a nongovernmental organization established in 1947 for the purpose of developing worldwide standards which are to improve international communication and collaboration, and to minimize the non-tariffal (in particular technical) barriers to international trade. ISO
- is the specialized international agency for standardization;
- has member bodies in some 90 countries, representing 95 % of world's industrial production;
- carries out its technical work in form of some 190 technical committees (TC);
- publishes the results of this technical work as International Standards (or Technical Reports), of which there are several distinct types such as:
  - basic standards
  - *terminology standards*
  - testing standards
  - product standards
  - process standards
  - service standards
  - interface standards
  - standards on data.

Terminology standardization
International terminology standardization is divided into two different kinds of activities, namely
- *standardization of terminologies* resulting in international terminology standards or in a section on "terms and definitions" within a subject standard;
- *standardization of terminological principles and methods*.

Terminology standards have been prepared by about 170 technical committees. This work is shared by 161 subcommittees and by their 62 working groups as well as by 30 working groups directly responsible to the technical committee. The number of published ISO terminology standards reached 334 in 1988.

Standardization of terminologies is carried out also by ISO Council Committees such as
- STACO (ISO Council Committee on Standardizing Principles);
- PLACO (ISO Council Committee on Planning and its technical advisory groups (TAG);
- REMCO (ISO Council Committee on Reference Materials);
- DEVCO (ISO Council Committee on Development).

So far, STACO prepared two ISO Guides on terminology (ISO/ IEC Guide 2 and ISO Guide 30) and INFCO a Bibliography of international terminology standards (ISO Bibliography 8).
Standardization of terminological principles and methods is carried out by ISO/TC 37 "Terminology (principles and co-ordination)".

ISO/TC 37

The scope of ISO/TC 37 reads "*Standardization of methods for creating, compiling and co-ordinating terminologies*". Its technical work results in International Standards covering terminological principles and methods as well as various aspects of computer-assisted terminography.
The standards of ISO/TC 37 are taken as a basis for the co-ordinating functions of TC 1 "Terminology" of the International Electrotechnical Commission (IEC) within the framework of the standardization of terminologies in IEC. ISO/TC 37 does not co-ordinate the terminology standardizing activities of other ISO/TCs.

The importance of terminology standardization
To the public, the consistent application of a unified terminology across all normative documents of a standardizing body is one of the criteria to judge the general quality of standards. To a standard body, its terminology represents one of the tools for information management and quality control in standardization.
In the light of the increase in the number of standards and simultaneously in the complexity of subjects of the standards, information management and quality control gain importance in standardization itself.
The standardization of terminological principles and methods is a prerequisite for an effective application of terminology for the abovementioned purposes, too.

Present composition of ISO/TC 37

Membership
TC 37 has 15 participating members (P-members) and 38 observing members (O-members) as well as a number of internal liaisons (with other ISO and IEC Technical Committees) and

3

32 external liaisons (international scientific and technical organizations).

Structure
Today ISO/TC 37 has the following structure: (organizations holding the Secretariat are in italics)

ISO/TC 37 "Terminology (principles and co-ordination)"
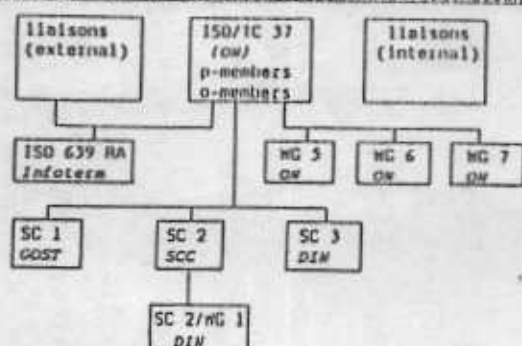
TC 37/WG 5 "Vocabulary of terminology"
TC 37/WG 6 "Co-ordination of international terminology standardization"
TC 37/WG 7 "Working procedures within ISO/TC 37"
ISO 639 RA "Registration authority for ISO 639:1988 'Code for the representation of names of languages'"
TC 37/SC 1 "Principles of terminology"
TC 37/SC 2 "Layout of vocabularies"
TC 37/SC 2/WG 1 "ISO 639 alpha-3 code for the representation of names of languages"
TC 37/SC 3 "Computational aids in terminology"

State-of-the-art of technical work in TC 37

Standards published
ISO 639:1988 Code for the representation of names of languages
ISO 704:1987 Principles and methods of terminology
ISO 1087:1989 Terminology - vocabulary
ISO 1951:1973 Lexicographical symbols particularly for use in classified defining vocabularies (reconfirmed in 1984)

4

ISO 6156:1987 Magnetic tape exchange format for terminological/lexicographical records (MATER)

Standards in preparation
ISO/DIS 860 International harmonization of concepts and terms
ISO/DP 10241 Preparation and layout of international terminology standards
NWI 10 Concept systems (development and representation)
NWI 11 Computer aids in the systematic preparation of technical dictionaries

Planned services
Although the specifications of ISO/TC 37 are more or less observed by terminology standardizing committees in ISO and IEC as well as by other terminology unifying institutions, TC 37 is ready to make its expertise more widely available to terminology standardizing and unifying committees by providing additional services such as
- training in terminology standardization;
- consultancy services, etc.
within the present scope and framework of standards and working items.

Future needs in terminology standardization
The wide application of data processing in terminological work requires new standards on data exchange, structuring of data and computer-assisted analysis of technical terminology. The establishment of terminological databases on smaller (PC-) systems (e.g. PC) has also to be taken into account.
Two working groups, ISO/TC 37/WG 6 and WG 7, set up by TC 37 in 1988, with the aim to study the problems of international co-ordination of terminology standardization and of the work of TC 37 itself, identified a number of needs in international terminology standardization such as
- cooperation within ISONET concerning the preparation of and information on terminology standards as a follow-up of a number of INFCO proposals made in 1979;
- co-ordination between ISO, IEC and other terminology unifying organizations;
- to improve the quality of terminology standardization by providing training and consultancy services;
- terminological quality control of ISO standards.

It is still a matter of discussion, whether these activities should become part of the working programme of TC 37 and where the necessary human and financial resources for this should come from or whether these tasks should be left to other scientific units or organizations.

TC 37 membership

(P-members)

Austria (ON)
Brazil (ABNT)
Canada (SCC)
China (CSBTS)
Czechoslovakia (CSN)
Denmark (DS)
Finland (SFS)
Germany (DIN)
Iran (ISIRI)
Netherlands (NNI)
Poland (PKNMiJ)
Sweden (SIS)
Syria (SASMO)
Tunisia (INNORPI)
USSR (GOST)

(O-members)

Australia (SAA)
Belgium (IBN)
Bulgaria (BDS)
Chile (INN)
Colombia (ICONTEC)
Cuba (NC)
Egypt (EOS)
France (AFNOR)
German Democratic Republic (ASMW)
Ghana (GSB)
Greece (ELOT)
Hungary (MSZH)
Hong Kong
Iceland
Indonesia (DSN)
Ireland (NSAI)
Israel (SII)
Italy (UNI)
Kenya (KEBS)
Japan (JISC)
DPR Korea (CSK)
Korea (KBS)
Mexico (DGN)
Norway (NSF)
Pakistan (PSI)
Portugal (IPQ)
Saudi Arabia (SASO)
Singapore (SISIR)
South Africa (SABS)
Spain (AENOR)
Switzerland (SNV)
Tanzania (TBS)
Turkey (TSE)
United Kingdom (BSI)
USA (ANSI)
Venezuela (COVENIN)
Viet Nam (TCVN)
Yugoslavia (SZS)

(Liaisons - internal and with IEC)

ISO/TC 46; ISO/TC 46/SC 3; ISO/TC 48;
ISO/TC 120; ISO/TC 145;
ISO/IEC JTC 1; ISO/IEC JTC 1/SC 1;
ISO/IEC JTC 1/SC 14; IEC/TC 1

(Liaisons - external)

AILA, BISFA, CEC, CIPL, FAO, FEANI, FEM, FID, FIT, ICAO, ICOGRADA, ICSU, IFAC, IFLA, IGU, IIR, IIW, Infoterm, ISI, ISSC/COCTA, ITU, IUPAC, LAS, OCTI, IOML, UITA, UN-ECE, Unesco, UPU, WHO, WMO.

History of terminology standardization

As soon as industrial standardization set in around the turn of the century, the need for the standardization of terminologies arose. The time-honoured motto "terminology standardization precedes subject standardization" originates already from this early period of standardization.

The increase in the amount of standardized terms and definitions gradually necessitated the preparation of unified rules. In 1931 E. Wüster's book "Internationale Sprachnormung in der Technik [International Standardization of Technical Language]" was published and laid the foundation of terminological research. It was also the starting point for the founding of ISA 37 "Terminology" of the International Federation of National Standardizing Committees (ISA) in 1936. World War II interrupted international standardizing activities.

In 1947, the International Organization for Standardization (ISO) was founded in Geneva. In 1952, it established ISO/TC 37 "Terminology (principles and co-ordination)" and entrusted the Austrian Standards Institute (ON) with its Secretariat. ISO/TC 37 continued the work of ISA 37 and carried out a working programme resulting in seven normative documents (i.e. International Standards and Recommendations) under the following four categories by 1973:

Category 1 - Vocabulary of terminology (ISO/R 1087)
Category 2 - Working methods (ISO/R 919)
Category 3 - Naming principles (ISO/R 704, ISO/R 860)
Category 4 - Layout of classified vocabularies (ISO 1951, ISO/R 639, ISO/R 1149)

Address of the ISO/TC 37 Secretariat:

Österreichisches Normungsinstitut (ON)
(Austrian Standards Institute)

Heinestraße 38
A-1021 Wien
Postfach 130
Austria

Telephone: 0222/ 26 75 35/309
Telex: 115960 onorm a
Telefax: 0222/ 26 75 52 (ON)
0222/216 32 72 (Infoterm)

ضمیمہ ح - یورپی ماہرین کے مراسلات :

COMMISSION
OF THE
EUROPEAN COMMUNITIES

Luxembourg, 1988/12/08
JG/pf - 432/88

Specialized Department
Terminology and Computer
Applications
Luxembourg

Mr. Attash Durrani

Dear Sir,

Thank you for your letter of 31.10.1988.

My Department, Terminology and Computer Applications, with its main seat in Luxembourg, also has a branch for the Brussel's sector.

It is responsible for the development of computer tools for the whole Translation Directorate in Brussels and Luxembourg. The task comprises:

- the setting up of work stations for translators, giving access to text bases for translation, terminology and documentation data bases and even machine translation as translation aids.
  The secreterial staff will be equipped in the same way;
- the development of machine translation from French and English into English, French, German, Dutch and Italian;
- the setting up of automated documentation data bases for translators;
- the publication of multilingual thematic glossaries;
- the development of the Eurodicautom Terminology Data Bank which is in fact the centrepiece of our activities.

We have to serve the translation divisions in Brussels and Luxembourg, one per target language, 18 in all.

Our terminology bank is used by all EC institutions with an average of more than 2 000 queries per day. It is also used by the UN-agencies in Vienna, the Dutch and Swiss Government administrations and many others. It can also be used by any user all over the world linked to the EC-server ECHO via the public network. Eurodicautom contains 460 000 concepts and more than 110 000 abbreviations.

My Department also publishes a Bulletin, Terminologie et Traduction, with 3 or 4 issues a year.

I look forward to hearing from you.

Yours truly,

J. GOETSCHALCKX
Adviser

Infoterm

Affiliated to ON (Austrian Standards Institute)
Heinestraße 38 · Wien 2 · Austria

International Information Centre for Terminology
Centre International d'Information pour la Terminologie
Международный информационный центр по терминологии
Internationales Informationszentrum für Terminologie

Postal address Österreichisches Normungsinstitut (ON)
Postfach 130 A-1021 Wien (Austria)

Mr. Attash DURRANI
Dept. of Compilation
National Language Authority

16 D (West) F 6/1
Islamabad
Pakistan

Your reference Your date	Our reference	Our date
	850/ni/hu	1989 01 16

Subject

Exchange of terminological publications

Dear Mr Durrani,
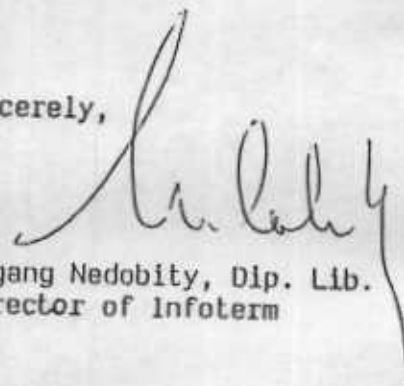
Thank you very much for your letter of 1988 11 02 which was forwarded to us by the Unesco offices in Paris.

For this purpose we dispatch to you a number of documents which would be of interest to you. In order to secure a continuous flow of terminological information we would recommend you to consider the possibility of becoming a TermNet Member (for details see enclosed invitation letter).

I look forward to a fruitful co-operation.

Yours sincerely,

Enclosures

Mag. Wolfgang Nedobity, Dip. Lib.
Deputy Director of Infoterm

du: A Pakistan
A Exchange contracts

INTERNATIONAL NON-PROFIT ASSOCIATION

International Network for Terminology . Réseau international de la terminologie . Internationales Terminologienetz
P.O. Box 130, A-1021 Vienna (Austria)

Mr Attash DURRANI, Aide
Dept. of Compilation
National Language Authority

16 D (West) F 6/1
Islamabad
PAKISTAN

Your reference/date: ga/tr
Our reference/date: 1989 01 18

Subject:
TermNet membership; TermNet publications

Dear Mr Durrani,

In this connection it is certainly of interest to you to receive information on the International Network for Terminology (TermNet). TermNet has been in existance since the 1970s as a loose network of collaboration between institutions, organizations active in the field of terminology with the International Information Centre for Terminology (Infoterm) acting as focal point. This network has been restructured into an international non-profit organization. Its statutory organs and the TermNet Secretariat were established on 12 December 1988 (enclosure 1).
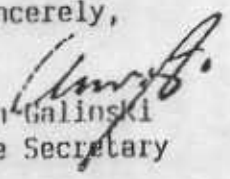
The objectives of TermNet are explained in the documentation enclosed (enclosure 2). To achieve these objectives TermNet prepares publications, organizes meetings, 'congresses, seminars, etc.

Among others, TermNet publishes the journal TermNet News in which we report on the activities of TermNet and its Members as well as on the international developments in the field of terminology in general. If you would like to subscribe to this journal, please return the enclosed form to us. We would also be pleased to publish information on your activities in the field of terminology in TermNet News.

We are looking forward to hearing from you.

Yours sincerely,

du: A INM

Christian Galinski
Executive Secretary

Telephone: (0222) 26 75 35-
Telefax: (0222) 21 63 272
Telex: 115960 onorm a

Secretariat:
Heinestrasse 38
A-1020 Vienna (Austria)
Office hours: 9 a.m. - 4 p.m.

-(۳۱)-

Dariusz Gąsior

UNIWERSYTET IM. A. MICKIEWICZA
INSTYTUT JĘZYKOZNAWSTWA
ADAM MICKIEWICZ UNIVERSITY
INSTITUTE OF LINGUISTICS
ul. Marchlewskiego 128 61-874 Poznań
POLAND

Poznań, dnia ______________ 19 ____

Poznań, May 27, 1989

Mr. Atish Darani
Muqtadara Qaumi Zuban
Huqumat Pakistan
Kabina Division
Blue Area
ISLAMABAD Pakistan

Dear Sir,

"Assalom Aleykum", I hope my letter will find you in good mood and high spirit. Yesterday I received from Warsaw the materials on terminology for you. They are very interesting. Thanks to you I have learned that we had such an organization here in Poland. I hope you will get the materials quick and in good conditions. If you need anything more from Poland just write to me. I will do my best.

Remember me, please, to your colleques.

With best regards

Dariusz Gąsior

ul. Filtrowa 54/58 p. I
02-057 Warszawa, Poland
tel. 25-88-81, 25-85-21
Account: Bank PKO SA II. O.
No 5.01031-157-81-7870-25319
Warszawa, ul. Kredytowa 3

International Organization for Unification of Terminological Neologisms – IOUTN
affiliated with UN, DPI
World Bank of International Terms – WBIT
affiliated with IOUTN

Our ref: 257/89
Your ref: Y/505/86/A

Warsaw 02 August 1989.

Dear Mr. Attash Durrani,

Thank you for your letter of March 16,1989.Please find enclosed publicantions and information about our organization as required.

Unfortunately,for the moment we have not on stock the publication "The Road to transnationalization of Terminology".

Awaiting further exchange of publication,

Your sincerely

Zygmunt Stoberski
President IOUTN

IOUTN – WBIT:
Established: In 1982 on the legal basis of its own Statute.
People engaged: Philologists, linguists, specialists all over the world.
Funds: Subsidies of non-govermental agencies' donations from scientific - industrial companies, members.
Objectives: Conscious support for natural process of transnationalization of specjalistic terminology, facilitating the availability of knowledge to broad layers of societies and international exchange of scientific-technical information; reconciling the purity of the native tongue with the overcoming of language barriers; stimulation of the sense of equality, full respect, friendship and cooperation of countries, races, nations, religions etc
Operation modes: Publishing glossaries with transnational terminology and neologisms and the own journal NEOTERM devoted to the theory and practice of transnationalization of terminology.

ضمیمہ ط - مقتدرہ کی سفارشات

علوم ریاضی کی علامات وترقیمات

۱- اعداد: ۰، ۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶، ۷، ۸، ۹،

۲- حروف

(i) ا، ب، ج، ...... ل، م، ن، ...... لا، ما، ی

(ii) آ، بہ، جہ، .... لہ، مہ، نہ....

(iii) α، β، γ .... λ، μ، ζ .... ϵ، ϕ، ψ،

۳- خیالی عدد: خ = $\sqrt{-1}$

۴- مخلوط اعداد

و + خ ب = و + $\sqrt{-1}$ ب

۵- چار بنیادی عمل

+، —، ×، ÷،

۶- کسر: $\frac{۲}{۳}$، $\frac{و}{ب}$، و/ب

۷- اعشاریہ: ۳٫۱۴

Symbols and Notations of Mathematics

1. Numerals: 0,1,2,3,4,5,6,7,8,9,

2. Letters

(i) Small Latin: a,b,c,...,l,m,n,...,x,y,z.

(ii) Capital Latin: A,B,C,...L,M,N,...

(iii) Greek Letters: α, B, γ, ..., λ, μ, ζ .... ϵ, ϕ, ψ

3. Imaginary number: $i = \sqrt{-1}$

4. Complex number

a Ib = a+ Ib

5. Four fundamental operations:

+, —, ×, ÷,

6. Fractions $\frac{2}{3}$, $\frac{a}{b}$, a/b

7. Decimals: 3.14

8. Roots:

(i) Square root = $\sqrt{2}$.

(ii) Cube rood = $\sqrt[3]{2}$

(iii) nth root = $\sqrt[n]{2} = 2^{\frac{1}{n}}$

9. Powers: $2^2, 2^3, 2^4, 2^5, \ldots 2^n, \ldots, (a=b)^n$

10. Brackets:

( ) ; { } : [ ]

11. Equality, Inequality (Equal, Inequal)

(i) Equality: = , a = b

(ii) In-equality: ≠, a ≠ b,

12. Congruence; In-congruence

(i) Congruence: ≡ , a ≡ b

(ii) In congruence: ≢ a, ≢ b

13. Smaller, greater:

(i) a is smaller than b: a < b

(ii) a is greater than b: a > b

۸- جذر:

(i) دوسرا جذر = $\sqrt{۲}$

(ii) تیسرا جذر = $\sqrt[۳]{۲}$

(iii) ن واں جذر $\sqrt[ن]{۲} = ۲^{\frac{1}{ن}}$

۹- قوت: $۲^۲، ۲^۳، ۲^۴، ۲^۵ \ldots ۲^ن، \ldots (و+ب)^ن$

۱۰- قوسین

( ) ؛ { } ؛ [ ]

۱۱- مساوات، نامساوات (مساوی، نامساوی)

(i) مساوات: =، و = ب،

(ii) نامساوات ≠، و ≠ ب،

۱۲- تماثل، غیر تماثل (متماثل، غیر متماثل)

(i) تماثل: ≡، متماثل: و ≡ ب

(ii) غیر متماثل ≢، غیر متماثل: و ≢ ب

۱۳- چھوٹا، بڑا

(i) و چھوٹا ہے ب سے: و < ب

(ii) و بڑا ہے ب سے: و > ب

ضمیمہ ع :

ترکیبی مادے اور سابقے

اصطلاحی ترکیبی مادے

AC- AK-
ACOU-
ACT-, AG-
ACTIN-
ADEN-
ADIP-
AER-
AE-,
AG-
ALB-
ALG-
ALI-, ALL-
AMBLY-
AMEB-, AMOEB-
AMNI-
AMYL-,
ANC-, ANG-, ANK-
ANDR-
ANGI-
ANISO-,
ANK-,
ANTH-
ANTHR-
ANTR-
AORT-
AP-,
AQU-
ARACH-
ARCH-
ARG-
ARTER-
ARTH-
ARTIC-
ASTER-, ASTRO-

ASTH-
ASTRAG-
ATM-
AUD-, AUR-, AUS-
AUX-
BAC-
BACT-
BALAN-
BALL-, BEL-, BOL-
BAS-, BET-
BIO-
BLAST-
BLEN-
BLEP-
BOL-,
BRACHI-
BRACHY-
BRANCH-
BRONCH-
BUB-
BUCC-
BURS-
CAD-, CID
CALL-
CALX-1, CALCA-
CALX-2, CALCI-, CALCO-
CAMP-
CANC-
CAP-1, CEP-, CIP-
CAP-2, CEPT-, CIP-
CARB-
CARC-
CARD-
CAROT-

CARP-1
CARP-2
CAUS-, CAUT-
CELE-
CELI-, COELI-, CELO
CELL-
CENT-, CEST-
CEPH-
CERAS-, CRAS-
CERAT-, KERAT-
CERY-
CES-, CAES-, CID-, CIS-
CHEM-
CHIR-, CHEIR-
CHLOR-
CHOL-
CHOND-
CHORD-, CORD-
CHORI-
CHROM-, CHROS-
CHY-
CID-
CIL-
CIN-, KIN-
CION-
CIP-,
CLAS-
CLAUS-, CLUS-, CLUD-
CLEID-, CLEIS-, CLID-
CLIM-, CLIN-, CLIV-
COCC-
COCCY-
COCH-
COEC-,

COEL-,
COLL-1
COLL-2
COND-
CORD-,
CORE-
CORI-
CORN-
CORON-
CORP-
CRAS-,
CRES-, CRET-
CRET-, CREM-
CRI-
CRY-
CUP-
CUSS-, CUT-
CY-, CYT-
CYAN-
CYC-
CYN-
CYST-
CYT-,
DENT-
DER-
DES-
DEUT-
DIDY-
DIG-
DIPH-
DOCH-, DOC-
DREP-
DROM-
DUC-, DUCT-
EC-, OEC-

ECHIN-

ECHO

ECT-, EX-, HEX-, SCH-, OCH-

EDEM-, OEDEM-

ELECT-

ELYT-

EMB-

ENTER-

ER-

ERC-, ORC-

ERYTH-

ES-, ET-, HET-

ESOPH-,

EST-, OEST-

ESTH-, AESTH-

ETH-, AETH-

ETI-, AETI-

FAC-, FEC-, FIC-

FACI-

FASC -

FEC-1, FAEC-

FEC-2,

FER-, FERT-

FIS-, FID

FLAC-

FLAT-

FLECT-, FLEX-

FLU-, FLUX-

FOLL-

FOR-

FORN-

FRA-

FUN-, FUS-

CAL-

GAN-

GANCL-

GANGR-

GAST-

GEN-, GON-

GER-

GEST-

GLAN-

GLI-

CLO-

GNO-

GON-,

GON-, GONY-

GRAM-, GRAPH-

GYN-

HAB-, HIB-

HAEM-, HEM-, -EM

HAP-, AP-

HELIC-

HELM-

HEPAT-

HERM-

HERN-

HET-,

HETER-

HEX-,

HIPP-

HIST-

HOD-, -OD

HOM-, -OM-

HUM-

HYDR-

HYGR-

HYL-, -YL

HYST-1

HYST-2

IATR-, IATRO-

ICHOR

ICHTH-

IDIO-

INGUI-

INI-, INO-

INSUL-

IRIS, IRID-

ISCH-

ISCHI-

-ITIS

JAC-, JEC-

JEJ-

JUNC-, JUG-

K,

LAB-, LEPS-, LEPT-

LABYR-

LACT-

LAEV-,

LAL-

LARV-,

LEC-

LEN-

LEP-

LEPS-,

LEV-

LIG-

LING-, LIG-

LITH-

LOG-

LOPH-

LY-, LYS-

LYMPH-

MAG-, MANG-

MALAC-, MALAG-

MANGA-,

MANI-1

MANI-2, MANU-

MARA-, MARC-

MAT-, METR-

MEA-

MED-

MEG-

MEIO-,

MEL-1

MEL-2

MEL-3

MEL-4

MELAN-, MELEN-

MEN-, MENS-

MENIN-

METRA-,

MIO-, MEIO-

MIST-, MIX-

MNEM-, MNES-

MOB-,

MOLAR-

MOLEC-, MOLI-

MOLL-

MORB-

MORPH-

MOV-, MOT-, MOB-

MUSC-

MUSCU-, MUSCL-,

MY-, MYO-,

MYC-

MYEL-

MYI-

MYL-

MYO-

NAPH-

NEB-, NEPH-

NEPHR-

NERV-, NEUR-

NEST-

NITR-

NOCT-, NYCT-

NOM-

NOMEN-, NOMIN-

NUC-, NUX

NYCT-,

NYMPH-

OCH-,

OCUL-

-OD,

ODON-

ODYN-

OEC-,

-OID, -ODE

OMEN-

OMM-,

ONC-1

ONC-2

ONT-

OO-

OPH-

OPIO-, OPO-

OPO-, OPS-, OPT-, OMM-

OPSI-

OPSO-

ORA-,

ORCH-

ORG-

ORO-

ORTH-

OS-, OR-

OS, OSS-, OST-

OSM-, OZ-, -OD-

OT-

OV-

OVIN-

OX-

PAED-,

PAG-, PECT-, PEX-

PALM-1

PALM-2, PALMO-

PALP-

PAN-

PARI-, PART-

PARIE-

PAT-

PATH-

PECT-,

PED-, PAED-

PELV-, PELY-

PENI-

PEP-

PES-, PED-

PEX-,

PHAG-

PHAN-, PHEN-, PHAS-

PHEM-, PHAS-

PHER-, PHOR-

PHH-

PHLEG-,PHLOG-

PHO-

HPRAG-, PHRAX-

PHTH-

PHYLL-

PHYS-1, PHYM-, PHYT-

PHYS-2

PITU-

PLAC-

PLAS-

PLES-, PLEX-, PLEG-

PLEUR-

PLIC-,PLEX-

PN-

POD-

POR-1

POR-2

PORPH-, PURP-

PRAG-, PRAC-, PRAX-

PRISM-

PSYCH-

PTER-

PTOM-, PTOS-

PTY-

PUNC-

PUP-

PUR-, PUS-

PURP-,

PYEL-

PYO-

PYR-

PYTH-, PYO-

QUAD-, QUAR-

QUANT-

QUERC-

RAB-

RACE-,

RADI-

RAPH-,

REC-, RECT-, RIG-

RET-

RHACH-, RACH-

RHAC-, RHEG-, RHEX-, -RRHAC

RHAPH-, RRHA-, RHY-

RHE-, -RRHE-

RHIN-

RIG-,

RUB-

RUPT-

SACC-

SACCH-

SAEPT-,

SALP-

SANG-, SANI-

SARC-

SCHI-, SCISS-

SCLER-

SCOP-

SEB-, SEV-

SEC-, SEG-

SEP-, SEPS-, SEPT-

SEPT-1, SAEPT-

SEPT-2

SER-

SEV-,

SINU-
SIT-
SKEL-
SOLU-, SOLV -
SOM-
SPA-
SPER-, SPOR-
SPHIN-
SPHYG-, SPHYX-
SPIR-1
SPIR-2
SPLAN-
SPLAEN-
STA-, STEM-
STAL-, STOL-
STAPH-
STERN-
STHEN-
STIG-
STOM-
STREP-, STRO-
STYP-
SUD-
SULC-
SULF-, SULPH-

SYRI-
TACH-
TACT- TAG-, TIG-
TAL -
TAR-
TAX-, TACT-
TEMP-
TEN-, TON-, TAS-
TEST-1
TEST-2
THE-
THEL-
THER-
THREP-,
THYM-1
THYM-2
THYR-
TOM-
TON-
TONS-
TORS-, TORT-
TOX-
TRACH-1
TRACH-2
TREM-, TRES-

TREP-, TROP-
TREPH-
TRIB-, TRIP-, TRYP-, TREP-
TRICH-
TYP-
TYPH-
TYPHL-
UL-1
UL-2
UR-
UV-
VACC-
VAGI-
VARI-1
VARI-2
VECT-, VET-, VEX-
VEL-
VENT-
VERT-, VORT-
VISC-
XEN-
XER-
ZE-, ZY-
ZO-

Source : Stedman's Medical Dictionary

ضمیمه " ف " لاطینی اور یونانی سابقے اور " مادے "

Source: Bevan and Others , Concise Etymological Dictionary , London (1976)

LATIN PREFIXES

Prefix	Meaning	Prefix	Meaning
a, ab, or abs	away from	inter	between, among
ad (also occurs as a-, ac-, af-, al-, am-, ap-, ar-, as-, at-)	to	intra or intro	within, inside
ante	before	juxta	next to
circum	all around	ob (also occurs as o-, oc-, of- and op-)	against, opposed, in the way of
cis	on this side of (opposite to trans)	per	through, thoroughly
con or com (also occurs as co-, col-, cor-)	together, with	post	after
contra	against	prae	before
de	down (down from or away from)	pro	for, instead of, forth
dis-	apart or asunder	re-	again; turning back; restoring to original condition; intensification
e or ex (also as ef-, ec-)	out of	retro	behind, backward
extra	outside	se-	apart, without
in (when before a verb) (also occurs as il-, im-, ir-)	into or on	sub (also occurs as suc-, suf-, sup-)	under
in (when before an adjective) (also occurs as il-, ig-, im-, ir-)	not	super	above, over
		trans	across, over, beyond, through
		ultra	beyond

GREEK PREFIXES

Prefix	Greek	Meaning	Prefix	Greek	Meaning
a-, an-	ἀ- ἀν-	without	hypo	ὑπό	below, under
amphi	ἀμφί	both, around	cata	κατά	down, against
ana	ἀνά	up	meta	μετά	after, change
anti	ἀντί	against	ortho-	ὀρθο-	straight, right
apo	ἀπό	off, away from	para	παρά	beside, similar, near, beyond, irregular, a modification of
dia, di-	διά δι-	through, asunder	peri	περί	around, about
en (also occurs as el- or em-)	ἐν	in, on	syn (also occurs as syl-, sym-, sys-)	σύν	together, alike
endo-	ἐνδο-	within			
epi	ἐπί	upon			
ek, ex	ἐκ, ἐξ	out of			
exo	ἔξω	outside			
hyper	ὑπέρ	above, over, excess			

LATIN ROOTS

a, ab, abs	away from
acidus	sharp
ad	towards, to
aer	air
aestimo	appraise, value
aether	upper air
ago	drive, set in motion
albus	white
alga	seaweed
ambio	surround
ante	before
apex	top
aqua	water
caedo	kill
calculus	pebble
calor	heat
calx	chalk, limestone
capillis	hair
carbo (gen. carbonis)	burnt wood, charcoal
catena	chain
centum	hundred
cera	wax
cis	on this side of (opp to 'trans')
complexus	embrace
contra	opposite, against
corpus (gen. corporis)	body
corpusculum	little body
crystallus	crystal
de	down
decem	ten
dexter	right hand
dis-	apart, separately
duo	two
extra	outside
septem	seven
septum	hedge, wall
sex	six
silex (gen silicis)	stone, flint
solidus	solid, firm
solvo	untie, loosen

fero	bear, carry
flavus	golden yellow
fluo	flow
gelo	freeze
geminus	twin
ignis	fire
laevus	left hand
lamina	thin plate
lapis	stone
latex	liquid
libro	balance
lignum	wood
ligo	bind, tie
liquidus	fluid
metallum	metal
membrana	membrane
mille	thousand
misceo	mix
moles	lump, mass
multus	many
nucleus	nut, kernel
oleum	oil
orbis	circle
pars	part
per	through
post	after
prae	before
praecipito	cast down
proximitas	nearness
purpureus	purple
putresco	decay
pyramis	pyramid
radix	root
rubidus	reddish
sal	salt
scientia	knowledge
semis	half
sorbeo	suck in
sub	under
sulfur	sulphur
super	above, over
vapor	vapour
vicinus	near
vitrum	glass

GREEK ROOTS

ἀ-	a-	without
ἀήρ	aer	air
αἰθήρ	aither	sky
ἄλλος	allos	other
ἅλς, ἅλος	hals, halos	salt
ἄμφω	ampho	both
ἄνθραξ	anthrax	coal
ἀντί	anti	against
ἀτμός	atmos	vapour
αὐτός	autos	self
βαρύς	barys	heavy
βίος	bios	life
γένισις	genesis	beginning, origin
γῆ	ge	earth
γλυκύς	glycys	sweet
γράμμα	gramma	that which is written
γράφειν	graphein	to write
γωνία	gonia	angle
διπλόος	diploos	double
δύναμις	dynamis	power
ἕλιξ	helix	spiral
ἐναντίος	enantios	opposite
ἔργον	ergon	work
ἕτερος	heteros	different
εὐ	eu	well
εὑρίσκω	heurisko	to discover
ζύμη	zyme	yeast
ζώνη	zone	belt
ζῶον	zoon	animal
ἥλιος	helios	sun
ἡμι-	hemi-	half
θεῖον	theion	sulphur
θεραπεία	therapeia	care, healing
θερμός	thermos	hot
θέσις	thesis	proposition
πῦρ	pyr	fire
ῥέος	rheos	stream, current
ῥόδον	rhodon	rose
σάκχαρον	saccharon	sugar
σκοπεῖν	skopein	to examine, look at
στερεός	stereos	solid
τέχνη	techne	art
τῆλε	tele	far
τροπή	trope	a turning, change
φορέω	phoreo	I carry
φιλέω	phileo	I love

ἶρις	iris	rainbow
ἴσος	isos	equal
κατά	kata	down
κέρας	keras	horn
κηρός	keros	wax
κινεῖν	kinein	to move
κόλλα	kolla	glue
κρυός	kryos	cold
κρύσταλλος	crystallos	ice, crystal
κυάνος	cyanos	blue
κύβος	cubos	cube
κύκλος	cyclos	circle
λευκός	leukos	white
λίθος	lithos	stone
λίπος	lipos	fat
λύσις	lysis	loosening
μακρός	makros	long, big
μέγας	megas	big
μέλας	melas	black
μέρος	meros	part
μέτρον	metron	measure
μικρός	mikros	little
μόνος	monos	single
μορφή	morphe	form
νέος	neos	new
ξανθός	xanthos	yellow
ξερός	xeros	dry
ξύλον	xylon	wood
ὀλίγος	oligos	few
ὁμός	homos	same
ὀξύς	oxus	sharp, acid
ὄργανον	organon	instrument
οὖρον	ouron	urine
πλάσσειν	plassein	to mould
πορφύρα	porphyra	purple
πρᾶξις	praxis	action
φλόξ φλογ-	phlox, phlog-	flame
φύλλον	phyllon	leaf
φύσις	physis	nature
φωνή	phone	sound
φώς φωτός	phos, photos	light
χίλιοι	chilioi	thousand
χλωρός	chloros	green
χρυσός	chrysos	gold
χρῶμα	chroma	colour
χῶρος	choros	space
ψεύδω	pseudo	I deceive

مجالسِ استناد مقتدرہ قومی زبان

۱- بریگیڈیر گلزار احمد (صدر)
ڈاکٹر این اے بلوچ ، جناب نذیر احمد ، محمد طاہر منصوری (معتمد)
نمائندہ مقتدرہ -

۲- ڈاکٹر آفتاب احمد خان (صدر)
جناب خالد عمر فاروقی ،جناب قمر الدین صدیقی ، جناب مجیب الرحمان مفتی ، پروفیسر کرم حیدری ، ڈاکٹر سعد اللہ کلیم ، پروفیسر محمد شریف کنجاہی (معتمد)، عطش درانی (نمائندہ مقتدرہ قومی زبان)

۳- جناب عرفان احمد امتیازی (صدر)
ڈاکٹر ایس ایم زمان ، ڈاکٹر صفدر محمود، جناب ظہیر احمد،جناب غلام ربانی اگرو (معتمد)

۴- جناب مختار مسعود (صدر)
جناب ممتاز مفتی ، جناب محمد ابن الحسن سید، جناب نیاز عرفان ، جناب مختار علی خان پرتو روہیلہ ، جناب ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی (معتمد)

۵- جناب عرفان احمد امتیازی (صدر)
ڈاکٹر ایس ایم زمان ، جناب غلام ربانی آگرو، جناب عبد الخالق اعوان ، پروفیسر محمد شریف کنجاہی ، (مقتدرہ سے)ڈاکٹر تصدق حسین راجا،ڈاکٹر اعجاز راہی ، آغا سجاد رضوی -

۶- مجلس استناد برائے اصطلاحات بحریہ :
بریگیڈیر گلزار احمد،
ڈاکٹر محمد صدیق خان شبلی ، ڈاکٹر تصدق حسین راجا، ڈاکٹر اعجاز راہی
نیول لیفٹیننٹ جاوید چوہدری -

۷- مجلسِ استناد برائے لغت دفتری اصطلاحات ، محاورات (مجلس زبان دفتری)
میاں محمد اسلم (صدر)
معین احمد صدیقی ، غلام ربانی اگرو، عبد الخالق اعوان ، محمد اظہار الحق
ڈاکٹر تصدق حسین راجا ، شکیل احمد ، ڈاکٹر اعجاز راہی (معتمد)

۸- مجلس استناد برائے انگریزی اردو لغت

ڈاکٹر جمیل جالبی (صدر)

جناب محمد شریف کنجاہی ، جناب سید فیضی ، جناب مسعود احمد قریشی ،

جناب محمدیوسف مغل ، جناب معین احمد صدیقی ، جناب جمشید عـــالـــم ،

جناب بریگیڈیر گلزار احمد ، عطش درانی (معتمد) ـ
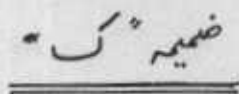
Terminology 1990

Christian Galinski

Foundations of terminology

Terminology - a structured aggregate of concepts and designations in a subject field - is the subject of investigation of terminology science. Its objects of research are concepts, their description, systems of concepts, terms, the assignment concept-term, etc., while practical terminology work focusses on the actual preparation of terminologies.

Terminography deals with all aspects of the recording, processing and accessing of terminologies. The basic elements of terminologies are the concepts, which may be represented by terms or other designations (e.g. graphic symbols, alpha-numeric codes, bar codes, formulae, etc.).

A concept is an essential tool in coping with the enormous number and variety of objects. There are material and immaterial objects, which are designated individually or are categorized into different types of classes. This is the starting point for concept formation (abstraction) leading to a condensing of information.

Concepts serve as:
- "units of thought" for recognizing objects from an epistemological point of view;
- "units of knowledge" for ordering knowledge in a logical sense;
- "units of communication" for the transfer of knowledge.

Concepts never occur in isolation; they are always developed on the basis of existing concepts. Therefore, terminologists attribute high importance to systems of concepts; experts consider these systems as the intellectual infrastructure of their domain.

Approaches to terminology work

Since the 1950s, when sub-fields of applied linguistics (above all LSP research and didactics) "discovered" terminology work, two methodological approaches have existed in terminology science:

- subject-field-based or expert-oriented terminology work, which has its origins in the natural sciences and in engineering, with strong prescriptive tendencies;
- linguistics-based, LSP-oriented terminology work, which has become wide-spread in the humanities and social sciences, with predominantly descriptive features.

The two approaches complement each other and should not be considered contradictory; they share a need for unified or even standardized principles and methods.

Given the milions of concepts existing in the natural sciences and engineenng alone and the limited stock of term elements, no language can at present assign linguistic designations to all concepts available. In certain fields the majority of concepts are assigned to non-linguistic designations. In some respects this applies also to concept descriptions, which can often be supplemented or even replaced by non-linguistic representations.

The structure of terminology science and terminography

Terminology science comprises the following disciplines:
- conceptology;
- theory of concept descriptions (including the non-natural-language representation of conceptual characteristics);
- theory of designations (semiotics applied to terminology);
- terminological theory of order (structures of systems of concepts and their relations);
- (terminological) theory of objects.

Terminography, especially computerized terminography, has incorporated certain aspects of information and documentation and has been further developed into terminology documentation (i.e. a combination of terminology and documentation). In recent years the need to manage concept dynamics by means of terminographical methods has been voiced. This is the starting point for terminological knowledge engineering, which deals with knowledge on the level of conceptual logic.

The first complex systems based on this approach are already being implemented in various organizations. They can offer the solution to the much-talked-of "integration" of hardware and software systems for the purpose of information and knowledge processing, which is, however, difficult to attain.

The applications of terminology

This development is not only advantageous to industrialized countries but - above all - to developing countries. Applying the methods and systems of terminological knowledge engineering, computerized knowledge transfer systems can be designed which render efficient and systematic knowledge transfer at low cost. This process of knowledge transfer is accompanied by the training of the required "human capital" leading to self-supporting dynamics in all sectors of the economy.

For this reason one or several major international congresses, conferences or symposia as well as numerous events and activities on a national level take place in the field of terminology research, terminography and terminological knowledge engineering each year. In many countries, scientific-technical associations concentrating on terminological issues are established. First steps for the development of a knowledge industry, based on terminological knowledge engineering have been taken, too.

Co-operation and networking in terminology

The increase in activities and publications in the field of terminology research indicates the a high demand for information in this field, which can hardly be met by the

International Information Centre for Terminology (Infoterm) with the support of and in co-operation with many national and international terminological institutions. In order to avoid duplication of efforts the co-operation among all those involved in terminology work has to be intensified.

The responsibility of the subject specialist

Information and knowledge are a common property of mankind. Both are transnational, since no single country can take on full responsibility for the state-of-the-art of a subject field. In addition, only parts of the entire knowledge of the world are recorded and accessible. The so-called "information crisis" is not caused by the sheer amount of documents, but rather by the lack of order in and among them - and specifically - the lack of accessibility.

Traditional means of access to information systems are becoming increasingly obsolete. Documentary languages, such as classification systems, thesauri, indexing languages, etc. to access knowledge contained in documents, have to be supplemented by additional and more sophisticated tools. Since terminologies represent the concepts of a certain subject field in a systematic way, they can be used for direct accessing of those parts of a document which contain the information required.

For this purpose high-quality terminologies are needed as instruments for the processing of information and knowledge; they can be established by subject specialists only. To a certain extent, practical and methodological problems which subject specialists encounter in terminology work can be solved via computers. In computer-assisted terminology work methods of

- term formation,
- preparation of definitions,
- harmonization of concepts,
- handling of information on sources,
- processing of non-verbal concept representations, etc.

have to be taken into consideration.

Past experience has shown that only subject specialists can assess their own needs and specify requirements regarding computer assistance in terminology work. The main responsibility of subject specialists is to provide reliable terminologies, particularly in those subject domains which show a certain degree of "dynamic stability" in the development of knowledge, serving

- the scientific community whose communication processes are improved by using systematic terminologies, thus leading to transparency and clarity in the subject fields themselves. This in turn prevents duplication of efforts and furthers the development of the entire subject field;
- other user groups, in particular information and documentation specialists as well as translators and interpreters, scientific journalists, etc. active in the interdisciplinary and interlingual transfer of knowledge.

Ignoring the importance of terminology work leads to barriers in specialized communication, since terminologies of low quality (containing many homonyms, synonyms etc.) emerge and thus documentation tools remain inefficient.

Therefore, subject specialists are called upon to

- use existing terminological tools (guidelines, computer systems, etc.) offering solutions to terminological problems;
- elaborate guidelines for terminology work in their subject fields;
- establish terminologies in their subject fields;
- specify requirements for computer systems on the basis of practical experience;
- co-ordinate terminology work within each subject field on national and international levels;
- promote the awareness of terminological problems within their organizations and institutions;

in order to accomplish an unambiguous and efficient transfer of knowledge.

: TermNet News (1989), no. 24. pp. 14-5

کتابیات

حصہ اول : کتب : —— ۳۶

۱- اردو ، عربی ، فارسی کتب : —— ۳۶

الف : اصول و مسائلِ اصطلاحات سازی و ترجمہ ۳۶

ب : لسانیات ، تنقید و دیگر علمی امور ۴۷

۲- انگریزی کتب : —— ۵۱

۳- اصطلاحات* لغات و اشاریے* : —— ۵۷

الف : جامع لغات ۵۷

ب : ادبیات و لسانیات ، فنونِ لطیفہ ۵۷

ج : مذہبی و دینی اصطلاحات ۵۸

د : سماجی و تعلیمی علوم ۵۸

ر : سائنسی علوم ۶۸

س : حیاتیاتی ، طبّی ، زرعی علوم ۸۰

ص : فنیات ، انجینری وہنر وپیشہ جات ۸۷

ط : دفتری و قانونی اصطلاحات ۹۱

ع : اطلاقی پیشہ ورانہ علوم ۹۳

حصہ دوم : مقالات و رسائل : —— ۹۷

الف : اخبارات ، رسائل و جرائد ۹۷

ب : اردو مقالات ۹۹

ج : انگریزی مقالات ۱۰۳

حصہ اول : کتب

۱- اردو ، عربی ، فارسی کتب :

الف : اصول و مسائل اصطلاحات سازی و ترجمہ

۱- اردو اصطلاحات سازی (کتابیات) : ڈاکٹر ابو سلمان شاہجہانپوری ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۴ء ۔

۲- اردو بحیثیت ذریعہ تعلیم سائنس : ڈاکٹر مولوی عبدالحق ، کراچی : انجمن ترقی ٔ اردو پاکستان ، ۱۹۵۱ء ۔

۳- اردو ذریعہ ٔ تعلیم اور اصطلاحات : آفتاب حسن ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف و ترجمہ جامعہ کراچی ، طبع دوم ، مارچ ۱۹۶۵ء ۔

۴- اردو زبان میں الفاظ سازی : ڈاکٹر سہیل بخاری ، اسلام آباد ، مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۹ء ۔

۵- اردو زبان میں علمی اصطلاحات کا مسئلہ : مولوی عبدالحق ، کراچی : انجمن ترقی ٔ اردو پاکستان ، ۱۹۳۹ء ۔

۶- اردو میں سائنسی و علمی اصطلاحات : آفتاب حسن ، کراچی : شعبہ تصنیف و تالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ۱۹۶۵ء ۔

۷- ایران میں وضع اصطلاحات کے اصول : ڈاکٹر مہر نور محمد ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ۔

۸- پاکستان میں اردو کا مسئلہ : ڈاکٹر سید عبداللہ ، لاہور : مکتبہ خیابان ادب ، ۱۹۷۶ء ۔

۹- تحقیق اور اصول وضع اصطلاحات پر منتخب مقالات : مُرتبہ : اعجاز راہی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، جون ۱۹۸۶ء ۔

۱۰- ترجمہ : روایت اور فن : مرتبہ : نثار احمد قریشی / نظرثانی : محمد شریف کنجاہی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ستمبر ۱۹۸۵ء ۔

۱۱- ترجمے کا فن اور روایت : ڈاکٹر قمر رئیس ، دہلی : تاج پبلشنگ ہاؤس ، جون ۱۹۷۶ء ۔

۱۲- روداد سیمینار ، اردو زبان میں ترجمے کے مسائل : مرتبہ : اعجاز راہی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۶ء ۔

۱۳- سائنس اور ریاضی کی درسی کتابیں : آفتاب حسن ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان (طبع سوم) ۱۹۸۴ء ۔

۱۴- سرگزشت الفاظ : مولوی احمد دین ، لاہور : شیخ مبارک علی ، ۱۹۳۲ء ۔

۱۵- عربی اصطلاحات سازی (کتابیات) : محمد طاہر منصوری ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ۔

۱۶- فارسی اصطلاحات سازی (کتابیات) : سید عارف نوشاہی ، ڈاکٹر مہر نور محمد ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ۔

۱۷- کشاف اصطلاحات الفنون : محمد اعلی بن علی تھانوی ، طہران : مکتبہ خیام و شرکا ، ۱۹۶۸ء (عربی ، فارسی) ۔

۱۸- کیفیہ : پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ، کراچی : انجمن ترقی ٔ اردو پاکستان ، ۱۹۵۸ء ۔

۱۹- مغرب سے نثری تراجم : ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، مئی ۱۹۸۸ء ۔
۲۰- مقتدرہ قومی زبان اور اصطلاح سازی : شکیل احمد منگلوری ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۷ء ۔
۲۱- منتخبات اخبار اردو : مرتبہ: ڈاکٹر معین الدین عقیل ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۸ء ۔
۲۲- منتخبات اردو نامہ (مجلس زبان دفتری پنجاب ، لاہور)، مرتبہ: ڈاکٹر معین الدین عقیل، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۸ء ۔
۲۳- منشورات : پنڈت برجموہن دتاتریہ کیفی ، دہلی ؛ ۱۹۳۰ء ۔
۲۴- وضع اصطلاحات : مولوی وحیدالدین سلیم ، کراچی: انجمن ترقی اردو پاکستان ، ۱۹۶۵ء ۔
۲۵- وضع واستناد اصطلاحات : ڈاکٹر سید عبداللہ ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۳ء ۔

ب : لسانیات ، تنقید و دیگر علمی امور

۲۶- آب حیات : محمد حسین آزاد ، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ، ۱۹۵۷ء ۔
۲۷- ابجد العلوم : نواب صدیق حسن خان، لاہور: المکتبۃ القدوسیہ ، ۱۹۸۳ء (عربی) ۔
۲۸- ادبی رابطے ، لسانی رشتے : آئی آئی قاضی /ترجمہ : الیاس عشقی، حیدرآباد سندھ پاکستان: مجلس ادب ، ۱۹۷۶ء ۔
۲۹- اردو ادب کی مختصر ترین تاریخ: ڈاکٹر سلیم اختر ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ، ۱۹۸۶ء ۔
۳۰- اردو جریدہ میکالیے : الف المحراث ، لاہور: مکتبہ دین ودنیا، ۱۹۵۹ء ۔
۳۱- اردو زبان اور یورپی اہل قلم : عطش درّانی ، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز ، ۱۹۸۷ء ۔
۳۲- اردو زبان کا ارتقاء : ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ڈھاکا: سٹی پریس ، ۱۹۵۶ء ۔
۳۳- اردو زبان کی قدیم تاریخ : عین الحق فرید کوٹی ، لاہور: اورینٹ ریسرچ سنٹر (دوسرا ایڈیشن)، ۱۹۷۹ء ۔
۳۴- اردو، سندھی کے لسانی روابط : شرف الدین اصلاحی ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، (طبع سوم) مارچ ۱۹۸۷ء ۔
۳۵- اردو شاعری میں مستعمل تلمیحات ومصطلحات : ڈاکٹر سید حامد حسین ، بھوپال: بھوپال بک ہاؤس ، ۱۹۷۷ء ۔
۳۶- اردو صرف ونحو : ڈاکٹر اقتدار حسین ، نئی دہلی : ترقی اردو بورڈ، مارچ ۱۹۸۵ء ۔
۳۷- اردو قواعد : ڈاکٹر شوکت سبزواری ، کراچی: مکتبہء اسلوب ، ۱۹۸۲ء ۔
۳۸- اردو کا روپ : ڈاکٹر سہیل بخاری ، لاہور: آزاد بک ڈپو، مارچ ۱۹۷۱ء ۔
۳۹- اردو کی علمی ترقی میں سرسید اور ان کے رفقائے کار کا حصہ : ڈاکٹر اے ایچ کوثر ، کراچی : لائبریری پروموشن بیورو، ۱۹۸۳ء ۔
۴۰- اردو لغت (تاریخی اصول پر): جلد اول (الف مقصورہ) کراچی : ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۷ء ۔
۴۱- اردو لسانیات : ڈاکٹر شوکت سبزواری ، کراچی : مکتبہ تخلیق ادب ، ۱۹۶۶ء ۔

۴۲- اردونثر کا آغاز وارتقا (۱۹ویں صدی کے اوائل تک): ڈاکٹررفیعہ سلطانہ ، کراچی، کریم سنز پبلشرز، ۱۹۷۸ء

۴۳- اردو میں سائنسی ادب: خواجہ حمیدالدین شاہد، کراچی ؛ ایوان اردو کتاب گھر ،۱۹۶۹ء ۔

۴۴- ارمغان مقتدرہ :اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۷ء ۔

۴۵- اسلوب: سید عابد علی عابد ،لاہور: مجلس ترقیٔ ادب ، ۱۹۸۵ء

۴۶- اصول انتقاد ادبیات: سیدعابدعلی عابد ،لاہور ؛مجلس ترقیٔ ادب ، ۱۹۶۹ء ۔

۴۷- اعلٰی تعلیم میں اردو کی حیثیت: ڈاکٹر سید عبداللہ ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء ۔

۴۸- اغراض ومقاصد کارگزاری : کراچی ؛شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ،کراچی یونیورسٹی ،مارچ۱۹۷۸ء ۔

۴۹- افکاروادکار: ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی /مرتبہ : ہلال احمد زبیری، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۱ء ۔

۵۰- المعجم الموحدالشامل المصطلحات الفنیہ الہندسیہ والتکنولوجیا والعلوم (انجلیزی، فرانسی و عربی): کویت : موسستہ الکویت للتقدم العلمی (۱۱جلدیں) ۱۹۸۶ء(عربی) ۔

۵۱- المنجد(عربی ،اردو): کراچی : دارالاشاعت ، جنوری ۱۹۶۰ء(عربی) ۔

۵۲- المورد : منیربعلبکی ، بیروت : دارالعلم للملائین (۱۲واں ایڈیشن)۱۹۸۷ء(عربی) ۔

۵۳- المورد القریب : (قاموس جیب انکلیزی،عربی): تالیف : منیر بعلبکی ،بیروت ،دارالعلم ، ۱۹۶۸ء(عربی) ۔

۵۴- انجمن پنجاب : تاریخ وخدمات: مفیہ بیگم ، کراچی : کفایت اکیڈمی ، ۱۹۷۸ء ۔

۵۵- انگریزی زبان وادب کی تدریس میں قومی زبان کا کردار: جیلانی کامران ،اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ۔

۵۶- ایران میں قومی زبان کے نفاذ کا مسئلہ (مشکلات اور حل): ڈاکٹر محمد ریاض ، اسلام آباد مقتدرہ قومی زبان ،ستمبر۱۹۸۸ء ۔

۵۷- بابائے اردو مولوی عبدالحق ، حیات وخدمات: شہاب الدین ثاقب ، کراچی : انجمن ترقیٔ اردو پاکستان ، ۱۹۸۵ء ۔

۵۸- باغ و بہار : میرامن ، لاہور : مجلس ترقیٔ ادب ۔ ۔

۵۹- پاکستان میں اردو کے ترقیاتی ادارے: پروفیسر ایوب صابر ، اسلام آباد ،مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۵ء ۔

۶۰- پاکستانی قومیت کی تشکیل نو: ڈاکٹر وحیدقریشی ،لاہور :سنگ میل پبلی کیشنز ، ۱۹۸۴ء ۔

۶۱- پنجاب میں اردو ؛حافظ محموداحمد شیرانی ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان(طبع پنجم)۱۹۸۸ء ۔

۶۲- پنجاہ سالہ تاریخ انجمن ترقیٔ اردو: سید ہاشمی فریدآبادی، پاکستان : انجمن ترقیٔ اردو ۱۹۵۳ء ۔

۶۳- بنگالی ہندوؤں کی اردو خدمات: شانتی رنجن بھٹاچاریہ ، کلکتہ : ۱۹۶۳ء ۔

۶۴- تاریخ ادب اردو (جلد اول) :ڈاکٹرجمیل جالبی ،لاہور :مجلس ترقیٔ ادب ، جولائی ۱۹۷۵ء ۔

۶۵- تاریخ ادب اردو: رام بابو سکسینہ /ترجمہ: محمد حسن عسکری ،لاہور: عشرت پبلشنگ ہاؤس۔

۶۶- تبریداحمدی : منشی احمد شفیع ،آگرہ : مطبع مفید عام، ۱۸۷۳ء/۱۲۹۱ھ ۔

۶۷- تصانیف اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ : ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی ، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان ، نومبر ۱۹۸۲ء ۔

۶۸- تلخیص الاردو :سید ہاشمی فرید آبادی،کراچی :انجمن ترقی اردو پاکستان،۱۹۵۳ء ۔

۶۹- تنقید اور تجربہ :جمیل جالبی ،کراچی:مشتاق بک ڈپو ، ۱۹۶۷ء ۔

۷۰- تنقیدی اشارے : آل احمد سرور، لکھنو ؛ ۱۹۶۳ء ۔

۷۱- تہذیب الفروق : الشیخ حسین ، بیروت : دارالمعارفہ ، س ن (عربی) ۔

۷۲- جامع العلوم : قاضی عبدالنبی بن عبدالرسول احمدنگری،بیروت : موسسۃ الاعلمی للمطبوعات ۱۳۹۵ھ/۱۹۷۵ء(عربی) ۔

۷۳- جامعہ عثمانیہ :ڈاکٹر محمد رفی الدین صدیقی ،محمد ابراہیم ،کراچی:بہادر یار جنگ اکادمی، جون ۱۹۸۳ء ۔

۷۴- جامعہ کراچی میں اردو : طارق محمود،اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۶ء ۔

۷۵- حافظۂ احمدی : منشی احمد شفیع ،آگرہ :مطبع مفید عام ، ۱۸۷۳ء/۱۲۹۲ھ ۔

۷۶- حیات جاوید: الطاف حسین حالی ،لاہور :ہجرہ انٹرنیشنل لمیٹڈ، ۱۹۸۴ء ۔

۷۷- خطبات گارساں دتاسی : کراچی : انجمن ترقیٔ اردو پاکستان، ۱۹۷۹ء ۔

۷۸- داستان تاریخ اردو، حامد حسن قادری ، کراچی : اردو اکیڈمی سندھ(تیسرا ایڈیشن)۱۹۶۶ء ۔

۷۹- دریائے لطافت :انشااللہ خان انشا/ترجمہ :برجموہن دتاتریہ کیفی:دکن اورنگ آباد، ۱۹۳۵ء ۔

۸۰- دکن میں اردو: نصیرالدین ہاشمی، حیدرآباددکن : مکتبہ ابراہیمیہ (باردوم)۱۹۲۶ء ۔

۸۱- ڈاکٹر سید عبداللہ کی تصانیف ،مسودات ،مقالات :لاہور :مغربی پاکستان اردو اکیڈمی، ۱۹۸۲ء ۔

۸۲- زبان : مرزا سلطان احمد ، لاہور: مرغوب ایجنسی ، ۱۹۲۳ء ۔

۸۳- زبان کا مطالعہ: خلیل صدیقی ، مستونگ : قلات پریس ، ۱۹۶۳ء ۔

۸۴- رپورٹ ــ پاکستانی زبانوں میں تراجم کی قومی ورکشاپ (منعقدہ لاہور ۲۳ تا ۲۸ اگست ۱۹۸۶ء)، لاہور: نیشنل بک کونسل پاکستان ، ۱۹۸۸ء ۔

۸۵- روداد، لاہور: اردو سائنس بورڈ(پہلی روداد اپریل ۱۹۸۹ء) ۔

۸۶- روداد سیمینار۔ قومی زبان کی ترقی میں صوبوں کا حصہ : مرتبہ: اعجاز راہی ،اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ستمبر ۱۹۸۵ء ۔

۸۷- سالانہ رپورٹ (۸۶-۱۹۸۵ء): اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۷ء ۔

۸۸- سالانہ رپورٹ (۸۷-۱۹۸۶ء): اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۷ء ۔

۸۹- سالانہ رپورٹ (۸۸-۱۹۸۷ء): اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۸ء ۔

۹۰- سالانہ رپورٹ (۸۹- ۱۹۸۸ء): اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۹۰ء ۔

۹۱- سالانہ رپورٹیں (۷۹تا۱۹۸۵ء) اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۶ء۔

۹۲- سائینٹیفک سوسائٹی پاکستان: ایک جائزہ: سید حامد محمود، کراچی (پمفلٹ)۔

۹۳- سرسید اور ان کے رفقا: ڈاکٹر سید عبداللہ، لاہور: مکتبہ کاروان، ۱۹۶۰ء۔

۹۴- سیر المصنفین (حصہ دوم)، محمد یحیی تنہا، لاہور: شیخ مبارک علی، ۱۹۲۸ء۔

۹۵- سرسید کا علمی کارنامہ: قاضی احمد میاں خان جوناگڑھی، کراچی: آل پاکستان ایجوکیشنل کانفرنس، ۱۹۶۳ء۔

۹۶- شمس البیان فی مصطلحات الہندوستان: مرزا جان طپش دہلوی /مرتبہ: عابد رضا، پٹنہ: خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری (طبع دوم)، ۱۹۷۹ء۔

۹۷- صحافتی زبان: ڈاکٹر مسکین علی حجازی، لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، جون ۱۹۷۵ء۔

۹۸- صحت کتب مقدسہ: ارچ ڈیکن پادری برکت اللہ، لاہور: ریلجس بک سوسائٹی، س ن۔

۹۹- عثمانین کے تراجم وتالیفات: شرف الدین، حیدرآباد (دکن)۔

۱۰۰- علی گڑھ تحریک: نسیم قریشی، لکھنؤ: ۱۹۶۰ء۔

۱۰۱- فرہنگ آصفیہ: مولوی سید احمد دہلوی، نئی دہلی: ترقی اردو بیورو (طبع دوم) ۱۹۸۷ء۔

۱۰۲- فرہنگ علمی و فنی: روبرت قوطانیان، تہران: انتشارات بہار (فارسی)۔

۱۰۳- فرہنگ علمی و فنی: علی کیہانی، تہران: انتشارات پیروز ۱۳۵۳ھ، (فارسی)۔

۱۰۴- فرہنگ فزیک، ترجمہ: فرہنگ کائی: تہران: انتشارات وکتابفروشی (چاپ سوم) ۱۹۷۸ء (فارسی)۔

۱۰۵- فقہ اسلامی اور دورجدید کے مسائل: مجیب اللہ ندوی، لاہور: دار الکتاب، فروری ۱۹۸۲ء۔

۱۰۶- فورٹ ولیم کالج کی ادبی خدمات: ڈاکٹر عبیدہ بیگم، لکھنؤ: نصرت پبلشرز، ۱۹۸۳ء۔

۱۰۷- فہرست صدیق بک ڈپولکھنؤ: لکھنؤ: صدیق بک ڈپو، ۱۹۳۰ء۔

۱۰۸- فی شوبہ الجدید: مصطفے احمد زرقا، دمشق: کلیۃ الحقوق جامعہ دمشق، ۱۹۶۳ء (عربی)۔

۱۰۹- قاموس الکیمیا (انجلیزی – عربی): کویت: موسوعتہ الکویت العلمیہ، ۱۹۸۳ء (عربی)۔

۱۱۰- قواعد اردو: ڈاکٹر مولوی عبدالحق، دہلی: اعجاز پبلشنگ ہاؤس، ۱۹۸۳ء۔

۱۱۱- قومی زبان کا نفاذ، چند دشواریاں: بریگیڈیئر گلزار احمد، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۳ء۔

۱۱۲- قومی زبان کے بارے میں اہم دستاویزات: ڈاکٹر غلام حسین ذوالفقار، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء۔

۱۱۳- گارسین دتاسی: اردو خدمات، علمی کارنامے: ثریاحسین، لکھنؤ: اترپردیش اردو اکادمی، ۱۹۸۳ء۔

۱۱۴- گلکرائسٹ اور اس کا عہد: محمد عتیق صدیقی، علی گڑھ، ۱۹۶۰ء۔

۱۱۵- گنج خوبی: بمبئی: ۱۹۲۶ء۔

۱۱۶- لسان العرب: ابن منظور، قم (ایران): نشر ادب الحوزہ، ۱۳۰۵ھ (عربی)۔

۱۱۷- لغات النساء: سید احمد دہلوی ، دہلی : دفتر فرہنگ آصفیہ ، ۱۹۱۷ء -

۱۱۸- مبادیات نفسیات : کرامت حسین ، لاہور : ایم آر برادرز ، ۱۹۷۸ء -

۱۱۹- مجلس زبان دفتری پنجاب ، ایک تعارف : اسلام آباد ، مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء -

۱۲۰- مرحوم دہلی کالج : ڈاکٹر مولوی عبدالحق ، اورنگ آباد (دکن) : انجمن ترقی اردو ، ۱۹۳۲ء -

۱۲۱- مشرقی ممالک میں قومی زبان کے ادارے : عطش درانی و دیگر ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء -

۱۲۲- مصطلحات اردو : محمد اشرف علی اشرف ، لکھنؤ : مطبع نامی ، ۱۸۹۰ء -

۱۲۳- مضامین چکبست : برج نرائن چکبست ، لکھنؤ : انڈین پریس ، ۱۹۲۸ء -

۱۲۴- معجم المصطلحات العلمیہ والفنیہ والہندسیہ (انگلیزی ، عربی) : احمد شفیق الخطیب ، بیروت الجامعة الامریکیہ ، مکتبہ لبنان (الطبعة السادسة) -

۱۲۵- مغربی تصانیف کے اردو تراجم : مولوی میرحسن ، حیدرآباد دکن : ۱۳۳۹ھ -

۱۲۶- مغربی ممالک میں ترجمے کے قومی اور عالمی مراکز : عطش درانی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۶ء -

۱۲۷- مغلوں کا نظام مالگزاری : نعمان احمد صدیقی / ترجمہ : ڈاکٹر ایس نبی ہودی ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو ، ۱۹۷۷ء -

۱۲۸- مقالات اقبال : سید عبدالواحد معینی ، لاہور : آئینہ ادب (بار دوم) ۱۹۸۲ء -

۱۲۹- مقالات حافظ شیرانی (جلد اول) : مرتبہ حافظ محمود شیرانی ، لاہور : مجلس ترقی ادب ، جنوری ۱۹۶۶ء -

۱۳۰- مقالات گارساں دتاسی (جلد اول) کراچی : انجمن ترقی اردو پاکستان (طبع دوم) ۱۹۶۴ء ، (طبع اول ۱۹۴۳ء) -

۱۳۱- مقتدرہ قومی زبان ، ایک تعارف : اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۴ء -

۱۳۲- مقتدرہ قومی زبان کی خدمات کا جائزہ ، تعلیمی خدمات کے حوالے سے : فرخ جاوید : (مقالہ برائے ادارہ تعلیم وتحقیق جامعہ پنجاب) لاہور : ستمبر ۱۹۸۸ء -

۱۳۳- مقدمۂ تاریخ زبان اردو : ڈاکٹر مسعود حسین خان ، لاہور : ۱۹۶۶ء -

۱۳۴- مکاتیب اقبال بنام خان نیاز الدین خان ، لاہور : اقبال اکادمی پاکستان ، ۱۹۸۶ء -

۱۳۵- مکارم اخلاق : شمس العلما مولوی محمد ذکا اللہ دہلوی ، لاہور : مجلس ترقی ادب ، اکتوبر ۱۹۶۷ء -

۱۳۶- مکتوبات اقبال : سید نذیر نیازی ، لاہور : اقبال اکادمی پاکستان ، بار دوم ، اکتوبر ۱۹۷۷ء - (بار اول ستمبر ۱۹۵۷ء) -

۱۳۷- مملکت حیدرآباد : ایک علمی ادبی اور ثقافتی تذکرہ : کراچی : بہادر یار جنگ اکادمی ، نومبر ۱۹۶۷ء -

۱۳۸- منافع الاعضاء : حکیم خواجہ رضوان احمد ، کراچی : دارالتالیفات ، ۱۹۸۰ء -

۱۳۹- مولوی نذیر احمد دہلوی : ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی ، لاہور : مجلس ترقی ادب ، نومبر ۱۹۷۱ء -

۱۴۰- نظر اور نظریے : آل احمد سرور ، نئی دہلی : مکتبہ جامعہ لمیٹڈ -

۱۴۱- نقوش سلیمانی : سید سلیمان ندوی ، اعظم گڑھ ، مطبوعات معارف ، ۱۹۸۰ء -

۱۴۲- نئی اردو قواعد : عصمت جاوید ، دہلی : ترقیٔ اردو بیورو (طبع دوم) دسمبر ۱۹۸۵ء - (اصطلاحات)

۱۴۳- وحید الدین سلیم ، حیات و خدمات : منظر عباس نقوی ، علی گڑھ : مسلم یونیورسٹی ، ۱۹۶۵ء -

۱۴۴- ہدایت نامہ ، عہدہ داران مال ممالک مغربی اور شمالی ، مجریہ ممالک مذکور :
ترجمہ : ولیم میور ، آگرہ : سکندر آرفن پریس ، ۱۸۵۱ء -

۱۴۵- ہند آریائی اور ہندی : سنیتی کمار چٹرجی / ترجمہ : عتیق احمد صدیقی ، نئی دہلی :
ترقی اردو بیورو ، ۱۹۸۳ء - (اصطلاحی اشاریہ) -

۱۴۶- ہندوستانی لسانیات : ڈاکٹر محی الدین قادری زور ، لاہور : مکتبہ معین الادب ، ۱۹۶۱ء -

۱۴۷- ہندی اردو تنازع : ڈاکٹر فرمان فتحپوری ، اسلام آباد : نیشنل بک فاؤنڈیشن ، ۱۹۸۸ء
(طبع اول ۱۹۷۷ء) -

۱۴۸- ہیئت حاکمہ کی رودادیں (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۶ء) : مرتبہ : ارشد قریشی ، اسلام آباد ، مقتدرہ
قومی زبان ، ۱۹۸۷ء -

۱۴۹- یورپ میں اردو : ڈاکٹر آغا افتخار حسین ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۶۷ء -

۱۵۰- یورپ میں تحقیقی مطالعے : ڈاکٹر آغا افتخار حسین ، لاہور : مجلس ترقی ادب ، ۱۹۶۷ء -

---

۲ : انگریزی کتب :

151- Abdul Haq ,Dr., The Standard English-Urdu Dictionary ,Karachi, Anjumani-Tarraqi-e-Urdu,(Pakistan),Fourth Ed.1985.

152- Abu Ghazaleh, Talal, The Abu -Ghazaleh English- Arabic Dictionary of Accountancy,London: Macmillan Press Ltd.,1978.

153- Ahmad,Z.A ., National Language for India(A Symposium),Allahabad: Kitabistan Series No. 1,1941.

154- Anthony, L.J., Information Sources in Engineering, London: Butter Worths,1985.

155- Baroomand, A.A., Kawossy, English- Persian Dictionary, Tehran: Piroz Printing and Publication House,1363.

156- Baugh, Albert C. and Thomas Cable, A History of the English Language London: Routledge Kegan Pall,1980.

157- Bevan ,Stanley C., S.John Gregg and Angela Rosseinsky , Concise Etymological Dictionary of Chemistry,London:Applied Science Publishers,Ltd.1976.

158- Buckland, Dictionary of Indian Biography,(London:1906) Lahore: Sange meel ,1985.

159- Chaballe,L.Y., L.Masug and J.P.Vandenberghe, Elsevier's Oil and Gas Dictionary ,Amsterdam: Elsevier Scientific Publishers,1980.

160- Clason,W.E., Elsevier's Dictionary of General Physics (English/ French/ Spanish/ Italian/German)Amsterdam:Elsevier Scientific Publishing Co.,1962.

161- Commission of European Commities, Thesaurus Guide,Luxumberg:Gesellschaft far Information und Dokumentation, and Amsterdam: Elsevier Science Publishers,1985.

162- Dil,Anwar S. (ed.), Languge Structure and Translation , essays by Eugene A. Nida, Stanford, California,1975.

163- Dorian, A.F., Elsevier ;Dictionary of Chemistry(Including terms from Biochemistry) (English/ Spanish/Italian/ German), Amsterdam:Elsevier; Science Publishers, 1983.

164- Dorland, William Alexender , Dorland's Illustrated Medical Dictionary, Philadelphia: W.B.Sanders Co. 1981, (26th ed.).

165- Dyme, Eleamor, D., Subject and Information Analysis, NewYork:Marcel Dekker Inc. 1985.

166- Emminent Orientalists, Indio, European ,American, Madras: G.A.Natson and Co., 1922.

167- Encyclopaedia Brittanica ,Propaedia, Vol.10, Chicago:1980.

168- Encyclopaedia of Library and Information Science, NewYork:Marcel Dekker Inc., 1981.

169- Felber ,H., Terminology Manual, Paris: UNESCO, 1984.

170- Fellon, Dr.S.W., Urdu- English Dictionary ,Lahore, Central Urdu Board, July 1976(Reprint 1979 ed.).

171- Fishman, Joshua A.(ed.), Reading in the Sociology of Language, The Hague:Mouton Publishers, (4th ed.)1977.

172- Fixale, Jack , Trends in Linguistics, (Monograph:29), Berlin: Walter de Gruyter and Co.Mouton Publishers, 1985.

173- Forbes ,Duncan, A Dictionary of Hindustani and English and English and Hindustani, Lakhnow: Utter Pardesh Academy, 1987(Reprint of1866 and 1857 ed.).

174- Galinski, C.+ Nedobity, W., Terminological Data Bank as a Managenent Instrument, Wien: Infoterm, 1986.

175- Geddie, William ,(ed.) Chambers Twentieth Century Dictionary ,N.Y. 1959 (1901).

176- Gilchrist, John Borthwick ,Hindustani Philology, London: Kingsbury, Parley and Allen, 1810.

177- Grey, Peter, The Dictionary of the Biological Sciences, New York: Van Nostrand Co., 1967.

178- Grierson, G.A., The Imperial Gazetter of India, Vol.1, Oxford: 1909.

179- Haeseryn, Dr.R., FIT Newsletter, International Federation of Translators, V11 (1988) Nos.2-3 Heiverdstraat, Belgique, 1988.

180- Hitti, Yousaf K., Hitti's English - Arabic Medical Dictionary, Beruit: American University, 1967.

181- Infoterm, (Leaflet), Wien: Austria, 1988.

182- IOUTN, First National Symposium for Transnationalization of Terminology (Concept - Term- Definition and their Significance in Terminology) -13-14 April 1985, Warsa: World Bank of International Terms, 1985.

183- ISO/ TC 37, Terminology (Principles and Coordination), Wien: Austria ISO Secretariat, 1988.

184- Jalili, Mahmood, (ed.) The Unified Medical Dictionary (English - Arabic), Baghdad: Iraqi Academy Press, 1973.

185- Love, H.D, Vestiges of Old Madras, London : 1941.

186- Manning, Mathew, The Standard Periodical Dictionary, New York: Oxbridge Communication, Inc., 1988.

187- Nasr, Z., The Dictionary of Economics and Commerce, (English/ French/Arabic), London: Macmillan Press Ltd., 1980.

188- Nida, Eugene, A., Language Structure and Translation, Stanford, California: Stanford University Press, 1975.

189- Oddy, R.N. and Others, Information Retrieval Research, London: Butter worths, 1981.

190- Onions, C.T., (ed.) The Oxford Dictionary of English Etymology, London: O.U.P., 1969.

191- The Oxford English Dictionary, Vols. XII, XI, X, Oxford: O.U.P., 1978.

192- Parker, C.C., and R.V. Turley (ed.) Information Sources in Science and Technology, London: Butter worths, 1986.

193- Pei, Mario and Frank Gaynor Little - field, Dictionary of Linguistic Totowa, New Jersey: Adam and Co., 1980.

194- Platts,John T., A Dictionary of Classical Hindi and English, London: O.U.P.,1974(Reprint of 1930 and 1884 ed.)

195- Reid,E.E., Chemistry Through the Language Barrier, Baltimore: John Hoppins Press,1970.

196- Sarton,George, Six Wings,

197- Shakespear ,John, Dictionary Urdu-English and English - Urdu, Lahore Sang meel Publications,1986(Reprint of 1834 ed.).

198- Snell, Barbara M., Translating and the Computer, Amsterdam: North - Holland

199-Stedman ,Thomas Latterop, Stedman's Medical Dictionary,(23rd ed.), Balltimore: The Williams and Wickins Co. 1979.

200- Stoberski,Z., The Road to Transnationalization of Terminology, Wien: Warsa, IOUTN,1989.

201- Subramanyam, Krishna,Scientific and Technical Information Resources, New York: Marcel Dekky Inc.1981.

202- Tarachand,Dr., The Problem of Hindustani , Allahabad:Indian Periodical Ltd.,1944.

203- Weatherall ,M.,Scientific Method, London: The English Universities Press Ltd.,1968.

204- Webster's Comprehensive Dictionary ,(Encyclopedic Edition), Chicago, J.G.: Ferquson Publishing Co. 1982(Same 1986 ed.).

205- UNESCO, Terminology of Adult Education ,Paris:Unesco,1979.

۳- اصطلاحی لغات اور اشاریے (کتب)

الف : جامع لغات

مکمل لغات :

۲۰۶ - اردو اصطلاحات ، پنجاب ٹیکسٹ بک کمیٹی ، لاہور ؛ ۱۹۲۸ء-

۲۰۷- جریدہ : آفتاب حسن و دیگر ، کراچی : جامعہ کراچی ، شعبہ تصنیف تالیف ترجمہ ،نمبر ا تا ۱۷ -

۲۰۸- فرہنگ اصطلاحات (تین جلدیں)، لاہور: اردو سائنس بورڈ ، ۱۹۸۲ء -

۲۰۹- فرہنگ اصطلاحات علمیہ (پہلا حصہ) اورنگ آباد دکن ، انجمن ترقیِ اردو، ۱۹۲۵ء ،(دوسرا حصہ) دہلی : ۱۹۳۰ء ، (تیسرا حصہ)دہلی : ۱۹۳۰ء -

۲۱۰- فرہنگِ فرنگ ، منشی زوار حسین طرار ،لکھنؤ : مطبع بستان مرتضوی ، ۱۹۸۷ء -

۲۱۱- قاموس الاصطلاحات : پروفیسر شیخ منہاج الدین ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈیمی ،۱۹۸۲ء -

۲۱۲- مجموعہ اصطلاحات: حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۶ء -

213- Air Lexican , New Vocabulary (English/Hindi/Urdu), New Delhi: Director General All India Radio(Draft Edition) 4 vols.

214- Yule,H. and Brunell, A.e.,Hobson-Jobson: A Glossary of Colloquial Anglo-Indian Words and Phrases,London: Routledge and Kegan Paul, 1969(First ed.1866).

جزوی اشاریے :

۲۱۵- اردو انسائیکلوپیڈیا ، لاہور : فیروزسنز لمیٹڈ ، (طبع دوم) ۱۹۸۶ء -

۲۱۶- اردو جامع انسائیکلوپیڈیا ،(دوجلدیں)، مدیرِ اعلی :مولوی حامدعلی خاں ،لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ، ۱۹۸۷ء — ۱۹۸۸ء -

۲۱۷- انسائیکلوپیڈیا معلومات (جلداول)، لاہور: شیش محل کتاب گھر ، ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۲ء -

۲۱۸- شاہکار سائنس انسائیکلوپیڈیا (جلداول فلکیات): کراچی : شاہکار بک فاونڈیشن، ۱۹۸۶ء — ۱۹۸۷ء

ب : ادبیات ولسانیات ، فنون لطیفہ

مکمل لغات :

۲۱۹- اصطلاحاتِ ڈراما : ڈاکٹر محمد اسلم قریشی ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۲ء -

۲۲۰- رموزِ شعروسخن ، شیخ رفیع الدین احمد رفیع ، ۱۹۶۵ء -

۲۲۱- فرہنگ ادبی اصطلاحات : پروفیسر کلیم الدین احمد، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۳ء -

۲۲۲- فرہنگ، اصطلاحات لسانیات : نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۵ء -

۲۲۳- کشاف تنقیدی اصطلاحات : ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۵ء -

جزوی اشاریے :

۲۲۴- اردو لسانیات : ڈاکٹر شوکت سبزواری ، کراچی ، مکتبہ تخلیق ادب ، ۱۹۶۲ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۱۸۹ تا ۱۹۶ -

۲۲۵- توضیحی لسانیات : ایچ اے گلیسن /ترجمہ : عتیق احمد صدیقی، نئی دہلی: ترقی اردو بیورو ۱۹۷۹ء ، ضمیمہ (زبانوں کے نام) ص ص : ۵۲۹ تا ۵۶۹، اصطلاحات (انگریزی، اردو)، ص ص : ۵۷۰ تا ۵۸۹ -

۲۲۶- جدید آہنگِ تخلیق : زوار حسین ، ملتان : ادارہ طرحِ نو، ۱۹۶۸ء، اصطلاحات ، ص ص : ۱۹۳ تا ۲۲۲ -

ج : مذہبی و دینی اصطلاحات

مکمل لغات :

۲۲۷- اصطلاحات الفنون مع تذکرة المولفین : مولوی محمد عابد نعیم ، فیصل آباد : مکتبہ دارالعلوم فیض محمدی -

۲۲۸- اصطلاحات المحدثین : سلطان محمود، ملتان : اثری ادارہ نشرواشاعت ، ۱۹۶۹ء -

۲۲۹- اصطلاحات صوفیا : خواجہ شاہ محمد عبدالصمد، دہلی، دلی پرنٹنگ پریس ، ۱۹۲۹ء -

۲۳۰- اصطلاحات صوفیہ : حکیم خواجہ شمس الدین ، حیدرآباد دکن : س ن -

۲۳۱- تبصرة الاصطلاحات الصوفیہ : سید اکبرحسینی ، گلبرگہ : کتب خانہ روفتین ، ۱۳۶۵ ھ -

۲۳۲- سرِّ دلبراں : شاہ سید محمد ذوقی ، کراچی ، محفل ذوقیہ ، ۱۳۷۱ھ -

۲۳۳- لغاتِ کتاب مقدس : مسز ماتھر /نظرثانی : پادری ایم اے شیرنگ ، مرزا پور: مرزاپور مشن پریس ۱۸۷۵ء (رومن اردو) -

۲۳۴- مصطلحاتِ علوم وفنون عربیہ : محی الدین غازی اجمیری ، کراچی : انجمن ترقیِ اردو، پاکستان، ۱۹۷۸ء -

235- Pieterse, J.V. Liberiers, English - Urdu Christian Terminology, Rawalpindi: Christian Study centre ,1976.

جزوی اشاریے :

۲۳۶- خضر راہ : قیوم خضر، پٹنہ ، ۱۹۸۲ء، مختصر قاموسِ تصوف ، ص ص: ۷۵ تا ۱۸۰ -

د : سماجی و تعلیمی علوم

مکمل لغات :

تعلیم)

۲۳۷- اصطلاحات فن تعلیم : مہذب لکھنوی ، حیدرآباد دکن : پاورپریس ـ

۲۳۸- تعلیمی اصطلاحات ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ـ

۲۳۹- فرہنگ اصطلاحات تعلیم ونفسیات : نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو، ۱۹۸۸ء ـ

۲۴۰- مجموعہ اصطلاحات تدریسیات ، حیدرآباد دکن ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۶ء ـ

فلسفہ)

۲۴۱- اصطلاحات جمالیات : ڈاکٹر محمد انصار اللہ ، علی گڑھ: بیت الابصار ، ۱۹۸۷ء ـ

۲۴۲- فرہنگ اصطلاحات فلسفہ : کراچی : جامعہ کراچی ، شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، ۱۹۶۲ء ـ

نفسیات)

۲۴۳- اصطلاحات اطلاقی نفسیات : لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، ۱۹۶۱ء ـ

۲۴۴- اصطلاحات نفسیات : لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، ۱۹۷۱ء ـ

۲۴۵- فرہنگ نفسیات : زرینہ خانم ، کراچی : کفایت اکیڈمی ، ۱۹۸۲ء ـ

۲۴۶- فرہنگ نفسیات ، صوفی گلزار احمد ، لاہور: ملک دین محمد اینڈ سنز، ۱۹۶۱ء ـ

انسانیات / عمرانیات)

۲۴۷- فرہنگ اصطلاحات عمرانیات : اورنگ آباد دکن : انجمن ترقی اردو، ۱۹۲۵ء ـ

۲۴۸- فرہنگ اصطلاحات عمرانیات : محمد احمدحسن لطیف ، کراچی،جامعہ کراچی شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ۱۹۷۰ء ـ

۲۴۹- فرہنگ اصطلاحات انسانیات : نئی دہلی ، ترقیٔ اردو بیورو، ۱۹۸۱ء ـ

سیاسیات)

۲۵۰- اصطلاحات سیاسیات : جامعۂ پنجاب ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۸ء ـ

۲۵۱- سیاسی اصطلاحوں کی فرہنگ : مورس کرانسٹن /گوپال متل،نئی دہلی : نیشنل اکاڈمی ، ۱۹۶۸ء ـ

۲۵۲- فرہنگ سیاسیات : محمد محمود فیض ، نئی دہلی ؛ ترقیٔ اردو بیورو، ۱۹۸۳ء ـ

۲۵۳- کشاف اصطلاحات سیاسیات : محمد صدیق قریشی ، اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان،دوجلدیں،۱۹۸۵ء،۱۹۸۶ء

(معاشیات)

۲۵۴- اصطلاحات بیمہ کاری : ڈاکٹر سہیل بخاری /محمدحفیظ ملک ،اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان،مئی ۱۹۸۶ء

۲۵۵- اصطلاحات معاشیات : لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ ، جامعہ پنجاب ، ۱۹۶۶ء ـ

٢٥٦- اطلاحات معاشیات : پروفیسر دلشاد کلانچوی ، بہاولپور؛دانشکدہ -

٢٥٧- جدید اطلاحات معاشیات : محمد اسلام ، لاہور: مرکز فروغ علوم ، ١٩٧٦ء -

٢٥٨- فرہنگ اطلاحات بنکاری :کراچی : انجمن ترقی اردو پاکستان ،١٩٥١ء -

٢٥٩- فرہنگ اطلاحات معاشیات : نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، ١٩٨٣ء -

٢٦٠- فرہنگ اطلاحات معاشیات ، تجارت ،بنکاری :کراچی :جامعہ کراچی ، شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ١٩٧٢ء

٢٦١- فرہنگ معاشیات :سید قاسم محمود ، لاہور: شیش محل کتاب گھر ، ١٩٦٠ء -

(تاریخ)

٢٦٢- فرہنگ عثمانیہ المعروف اطلاحات اسنادی: ،میرلطف علی عارف ابو العلائی ، حیدر آباد دکن :
خورشید پریس ، ١٣٤٧ھ/١٩٢٩ء -

٢٦٣- کشاف اطلاحات تاریخ :محمد صدیق قریشی،اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ١٩٨٨ء -

جزوی اشاریے :

(تعلیم)

٢٦٤- تعلیمی تحقیق اور اس کے اصول و مبادی : ڈاکٹر احسان اللہ خان ، لاہور : بک ٹریڈرز ، ١٩٧٨ء،
ص ص : ٢٧٢ + ١ تا ٦ -

٢٦٥- تناظرات تعلیم (بی ایڈ) اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ١٩٨٧ء(متفرق صفحات) -

٢٦٦- سائنس اور اس کی تدریس (سی ٹی) " " " " " ١٩٨٨ء -

٢٦٧- مدارس ثانوی میں ریاضیات کی تدریس: آربرسلے /ترجمہ : عبدالعزیز ، حیدر آباد دکن : اعظم
اسٹیم پریس ، ١٣٣٦ھ -

(فلسفہ)

٢٦٨- ابن رشد وفلسفہ ابن رشد: موسیو رینان /معشوق حسین خان ، حیدر آباد دکن : جامعہ عثمانیہ ،
شعبہ تالیف وترجمہ ،١٩٢٩ء، فہرست اطلاحات ص ص : ٢٢٥ تا ٢٣٦ -

٢٦٩- اخلاقیات : پروفیسر ڈاکٹر سی اے قادر ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ،مارچ ١٩٨٢ء،
مصطلحات اخلاقیات ، ص ص : ٣٠٣ تا ٣٢٠(طبع اول ١٩٦١ء) -

٢٧٠- اخلاقی زندگی کا نظریہ : جان ڈیوی /ترجمہ ؛میاں عبدالرشید ،لاہور :مقبول اکیڈمی ١٩٦٢ء،
اصطلاحیں : ص ص : ٢٣٦ + ١ تا ٦ -

٢٧١- افکار حاضرہ : سی ایم جوڈ/محمد بن علی وہاب ،لاہور: مجلس ترقی ادب ، ١٩٦٦ء، مصطلحات
ص ص: ٢٠٣ تا ٢١٩ -

٢٧٢- اقبال اور جمالیات : نصیر احمد ناصر ،کراچی : اقبال اکادمی ، ١٩٣٦ء، مصطلحات ص ص: ٢٠٩ تا ٢٢٥ -

۲۷۳- اقبال کی مابعد الطبیعیات :ڈاکٹر عشرت حسن انور/ترجمہ :ڈاکٹر شمس الدین صدیقی ، لاہور : اقبال اکادمی (طبع اول ۱۹۷۷ء) ، طبع دوم ۱۹۸۸ء ، اصطلاحات : ص ص : ۱۲۷ تا ۱۳۰-

۲۷۴- انواع فلسفہ : پروفیسر ولیم ارنسٹ ہاکنگ /ترجمہ:ظفرحسین خان ،علی گڑھ: انجمن ترقیء اردو ، ۱۹۵۲ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۳۵۷ تا ۳۳۶ -

۲۷۵- تاریخ جمالیات: سعید احمد رفیق ، کوئٹہ : قلات پبلشرز ، ۱۹۷۲ء، اصطلاحات ص ص: (۳۳۶)+ ا تا ج -

۲۷۶- تاریخ جمالیات (جلددوم):نصیر احمد ناصر ، لاہور :مجلس ترقیء ادب ، فروری ۱۹۶۳ء -

۲۷۷- تاریخ فلسفہ : کلیمنٹ سی جے ویب /ترجمہ : احسان احمد، حیدرآباد دکن ،سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۹ء، فہرست اصطلاحات : ص ص: (۱۷۳)+ ۱ تا ۳ -

۲۷۸- تاریخ فلسفہ ءاسلام : ٹ ج دوبوئر /ترجمہ : سید عابد علی ، نئی دہلی : ترقیء اردو بیورو ، جنوری ۱۹۸۳ء(اردو انگریزی اصطلاحات) -

۲۷۹- تعارف اخلاقیات : ولیم للی/ترجمہ :سیدمحمد احمدسعید ،کراچی:جامعہ کراچی بہ اشتراک مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد، ۱۹۸۲ء، فہرست اصطلاحات ص ص : ۳۲۳ تا ۳۳۳۰ -

۲۸۰- جمالیات (قرآن حکیم کی روشنی میں) : ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ، اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن ۱۹۸۳ء، مصطلحات ص ص: ۳۰۳ تا ۳۰۷ -

۲۸۱- حکایت فلسفہ : ول ڈوران /ترجمہ : مولوی احسان احمد، حیدرآباددکن : تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء ، فہرست اصطلاحات ص ص : (۶۷۳)+ ۱ تا ۲ -

۲۸۲- علم اخلاق: جان ایس میکنزی /ترجمہ: مولوی عبدالباری ، حیدرآباد دکن ، سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۳ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص (۲۰۸)+ ۱ تا ۸ -

۲۸۳- فلسفہ کی پہلی کتاب: ریپوپارٹ /ترجمہ : ڈاکٹر میرولی الدین ، حیدرآباد دکن : جامعہ عثمانیہ واعظم گڑھ دار المصنفین ، ص ص :۱۱۸ تا ۱۲۳ -

۲۸۴- فلسفے کے بنیادی مسائل : قاضی قیصر الاسلام ، کراچی : نیشنل بک فاونڈیشن ، ۱۹۷۶ء، اصطلاحات ص ص : ۵۶۷ تا ۵۹۶ -

۲۸۵- مفتاح المنطق (منطق استخراجی): ایچ ڈبلیوبی جوزف /ترجمہ : مولوی میرزا محمد ہادی، حیدرآباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،۱۹۲۳ء،اصطلاحات منطق ص(۳۹۰)+۱تا۸، ضمیمہ ص : ۱ تا ۲ -

۲۸۶- مفتاح المنطق(منطق استقرائی): ایچ ڈبلیوبی جوزف/ترجمہ :مولوی مرزا محمد ہادی ،حیدرآباد دکن ،سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،۱۹۲۳ء، اصطلاحات منطق ص (۳۰۷)+۱تا۸، ضمیمہ فہرست اصطلاحات منطق استقرائی ص : ۱ تا ۲ -

۲۸۷- مکالمات برکلے : برکلے /ترجمہ عبد الماجد دریابادی، اعظم گڑھ: دار المصنفین ،۱۹۱۹ء،
فرہنگ مصطلحات ، ص ص: ۱۲۱ تا ۱۲۸ -

۲۸۸- منطق (استخراجی واستقرائی): مولوی عبد الماجد (مرتب)، حیدر آباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،۱۹۱۹ء، اصطلاحات ،ص ص : (۴۹۰) + ۱تا ۱۶ -

۲۸۹- ناتسیت : شاہد حسین رزاقی ،حیدر آباد دکن : نفیس اکیڈمی،۱۹۳۲ء، اصطلاحات ص ص :۲۲۵ تا ۲۳۶ -

نفسیات)

۲۹۰- اختیاری نفسیات :محمد فائق ،کراچی : غضنفر اکیڈمی،۱۹۸۲ء، اصطلاحات ، ص ص: ۲۰۸ تا ۲۱۶ -

۲۹۱- اصول نفسیات :جیمس رولینڈ اینجل /ترجمہ :مولوی معتقدولی الرحمان ،حیدر آباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،۱۹۲۷ء،ص ص (۲۳۲)+اردو انگریزی ۱تا ۱۱، انگریزی اردو ۱ تا ۶ -

۲۹۲- اصول نفسیات :پروفیسر عبد الحی علوی، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ،اپریل ۱۹۸۷ء، اصطلاحات ص ص : ۳۱۹ تا ۳۲۴ -

۲۹۳- تجزیہ نفس : برٹرینڈ رسل /ترجمہ شجاعت حسین بخاری ، لاہور: مجلس ترقی ادب ، ۱۹۶۳ء، فرہنگ اصطلاحات اردو انگریزی ،ص ص: ۳۶۵تا۳۷۹،فرہنگ اصطلاحات انگریزی اردو ص ص: ۳۸۱تا۴۰۰ -

۲۹۴- صنعتی نفسیات: پروفیسر ڈاکٹر سی اے قادر ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی (مئی ۱۹۷۳ء) طبع دوم ۱۹۸۱ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۲۱۵ تا ۲۱۹ -

۲۹۵- عسکری نفسیات ، چودھری عبد القادر، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۷۵ء ، فرہنگ اصطلاحات ص ص :۱۲۹ تا ۱۳۲ -

۲۹۶- مبادی علم النفس ، جی ایف اسٹوٹ /ترجمہ میرزا محمد ہادی ،حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، فہرست اصطلاحات ص ص (۲۳۵)+ص ص:۱تا۱۹ -

۲۹۷- مسائل نفسیات: محمد فائق ، کراچی : غضنفر اکیڈمی ، ۱۹۸۱ء، اشاریہ عنوانات ص ص:۱۹۳تا۲۰۲-

۲۹۸- معاشرتی نفسیات ،چودھری عبد القادر ،لاہور :مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۷۳ء،(طبع دوم)، ۱۹۸۱ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۱۲۵ تا ۱۲۹ -

۲۹۹- مقصد زندگی : الفرڈ ایڈگر ،ترجمہ :سید صمد حسین جعفری ، حیدر آباد دکن : اعظم اسٹیم پریس ، ۱۳۶۸ھ ، اصطلاحات ص ص: ۳۲۹ تا ۳۳۳ -

۳۰۰- نفسیات ، پروفیسر چودھری عبد القادر ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۶۵ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۷۲۱ تا ۷۳۱ -

۳۰۱- نفسیات تعلیمی : محمد عثمان ، حیدر آباد دکن : مکتبہ ابراہیمیہ ، اصطلاحات ص ص: (۲۷۸) ۱تا۱۰ -

۳۰۲- نفسیات جنون : برنارڈ ہارٹ /ترجمہ :مولوی احسان احمد ، حیدرآباد دکن : جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۵ء، فہرست اصطلاحات ۱ تا ۲ -

۳۰۳- نفسیات عضوی : پروفیسر ولیم میکڈوگل /ترجمہ : مولوی معتقد ولی الرحمان ، حیدرآباد دکن ، سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۷ء، ص ص: (۱۹۵)+ ۲ تا ۱۱ -

۳۰۴- نفسیات کی بنیادیں : ایڈون گریگس بوونگ ، ہربرٹ سڈنی لانگ فلڈ ، ہیری پورٹ ولڈ/ترجمہ : ہلال احمد زبیری ، کراچی:شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ۱۹۶۹ء، فہرست اصطلاحات ص ص : ۶۸۳ تا ۷۰۵ -

۳۰۵- نموئی نفسیات : پروفیسر ڈاکٹر سی اے قادر ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی جولائی ۱۹۷۲ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۱۲۱ تا ۱۳۶ -

(عمرانیات)

۳۰۶- ابتدائی سماجی انسانیات : فاطمہ شجاعت ، حیدرآباد دکن : انجمن ترقی اردو ۱۹۵۶ء،اصطلاحوں کی تشریح ، ص ص :۱۲۷ تا ۱۲۰، اردو انگریزی مرادفے ص ص : ۱۳۱ تا ۱۳۳،اردو انگریزی ص ص : ۲۱۳ تا ۲۸۲ -

۳۰۷- اطلاقی سماجیات : ڈاکٹر جعفرحسین ، علی گڑھ : انجمن ترقیءاردو (ہند) ۱۹۵۲ء، انگریـــزی اصطلاحیں ص ص : ۱۷۹ تا ۲۱۷ -

۳۰۸- افکارعصریہ : چارلس آرگبسن /محمد نصیراحمد عثمانی نیوتنوی ،اعظم گڑھ : دارالمصنفین ، ۱۹۳۲ء، ص ص :(۲۵۰) + ۱تا۸ -

۳۰۹- جدید علم اورعصر حاضر کا انسان : ڈاکٹر جیمز بی کانٹ / محمد سعید، لاہور احسن برادرز، ۱۹۵۶ء، فرہنگ اصطلاحات ،ص ص :(۲۱۵)+ ۱تا ۸ -

۳۱۰- ڈیموگرافی (بی اے) اسلام آباد : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۸ء، فرہنگ اصطلاحـــات ص ص : ۲۲۵ تا ۲۲۸ -

۳۱۱- سماج کا ارتقا : کلیم اللہ ، لاہور: سنگم پبلشرزلمیٹڈ، فہرست اصطلاحات ص ص (۲۸۶)+۱تا۲ -

۳۱۲- صنعتی معاشریات : چودھری عبدالقادر، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، ۱۹۷۷ء، اصطلاحات انگریزی اردو - ص ص : ۱۰۳ تا ۱۰۷ -

۳۱۳- طبی سماجی بہبود، اجمل احد و امجدعلی جعفری ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ،جامعہ کراچی ۱۹۶۹ء، فہرست اصطلاحات ص ص : ۱۲۱ تا ۱۲۶ -

۳۱۴- عمرانیات : مسز فرخ جاوید ، اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن ،۱۹۷۹ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۲۰۵ تا ۲۲۰ -

۳۱۵- مبادیٔ عمرانیات : فرنیک ڈبلیو بلیک مار / ڈاکٹر سید عابد حسین ، حیدر آباد دکن : سررشتۂ تالیف و ترجمہ جامعۂ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، فرہنگ مصطلحات (اردو انگریزی ص ص ۲۹۹تا ۳۰۸، انگریزی اردو ص ص : ۳۰۹ تا ۳۱۷) -

۳۱۶- مستقبل کا انسان : پروفیسر لورین آئنرے / سید قاسم محمود ، لاہور ، کلاسیک ۱۹۵۹ء، اصطلاحات ص ص : (۲۳۶) + ۱تا ۶ -

۳۱۷- معاشریات : پروفیسر ڈاکٹر سی اے قادر ، لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۱۹۷۳ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۱۲۷ تا ۱۳۱ -

۳۱۸- معاشرتی نظریے : چودھری عبدالقادر ، لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۷۶ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۱۳۵ تا ۱۴۲ -

(تاریخ)

۳۱۹- انقلابی یورپ یعنی تاریخ یورپ : ایچ مورس اسٹیفنس /ترجمہ: مولوی حسن عابد جعفری ، حیدر آباد دکن :سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۶ء-

۳۲۰- تاریخ انگلستان : ارابلابی بکلے (مسزفشر)/مولوی ظفر علی خان ، مولوی سید علی رضا ،حیدر آباد دکن: جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۳ء -

۳۲۱- تاریخ پاکستان(قدیم دور): یحیی امجد ، لاہور : سنگ میل پبلی کیشنز ، ۱۹۸۹ء،فرہنگ ص ص:۵۵۳تا۵۵۶

۳۲۲- تاریخ یونان : اڈولف ہولم /ترجمہ محمد ہارون خان شیروانی ، حیدر آباد دکن :سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، جلد اول ۱۹۲۷ء،جلد دوم ۱۹۲۲ء،جلد سوم ۱۹۳۷ء،جلد چہارم ۱۹۳۶ء -

(سیاسیات)

۳۲۳- بادشاہ : نکولومیکیاویلی /محمود حسین ،کراچی :شعبہ تصنیف و تالیف و ترجمہ ،جامعہ کراچی ، ۱۹۸۵ء، فہرست اسما (انگریزی اردو)ص ص : ۱۳۳ تا ۱۲۰ -

۳۲۴- بین الاقوامی تعلقات : ای ایچ کار/م ر حسان ، کراچی :شعبہ تصنیف و تالف و ترجمہ ،جامعہ کراچی، ۱۹۸۱ء، فہرست اصطلاحات (اردو انگریزی)ص ص : ۲۲۵ تا ۲۳۴ -

۳۲۵- تاریخ دستور انگلستان : اے ایم چیمبرز/مولوی سید رضا علی ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، فہرست اصطلاحات ، ص ص (۵۰۲)+ ۱ تا ۲۲ -

۳۲۶- تاریخ دستور انگلستان : ایف سی مانٹیگو/مولوی سید علی رضا، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ،اصطلاحات ، ص ص :(۲۳۰)+ ۱ تا ۲۸ -

۳۲۷- تاریخ دستور انگلستان : جارج برٹن اڈمس / ترجمہ مولوی عبدالمجید صدیقی ، حیدر آباد دکن : جامعہ عثمانیہ ،۱۹۳۸ء/۱۳۴۷ف ، فہرست اصطلاحات ص ص : ۱ تا ۸ -

٣٢٨- تاریخ سیاسیات : پروفیسر اڈورڈجنکس /محمد عبدالقوی فانی ، حیدرآباد : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ١٩٢٥ء، فہرست اصطلاحات ص ص : (١٤٠) + ١ تا ٢ ـ

٣٢٩- تاریخ فلسفۂ سیاسیات : محمد مجیب ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، ١٩٧٣ء، طبع دوم ١٩٨٢ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص: ٣٢٥ تا ٣٣٣ ـ

٣٣٠- حکومت ہائے یورپ (حصہ اول) : فریڈرک آسٹن اوگ /قاضی تلمذ حسین ، حیدرآباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ـ ١٩٣٥ء، فہرست اصطلاحات (انگریزی اردو)ص ص: (٥٩٠)+ ١تا ١٢ـ

٣٣١- دساتیر عالم : پروفیسر محمد خلیل اللہ ،کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف اردو کالج ، ١٩٦١ء، اصطلاحات ص ص : ٣٠٩ تا ٣٨٢ ـ

٣٣٢- سیاسیات کے اصول (حصہ اول): ہارون خان شروانی ، علی گڑھ : انجمن ترقی ، اردو ہند ، ١٩٥٢ء، اصطلاحات ص ص: (١٣٢) + ١ تا ١٢

(حصہ دوم): ١٩٥٢ء ، اصطلاحات ص ص (٢٠٣) + ١ تا ٣٠

(حصہ سوم) : ١٩٥٥ء، اصطلاحات ، ص ص : (٣١)+ ١ تا ١١ ـ

٣٣٣- علم السیاست : اشیفن لیکاک /قاضی تلمذ حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ١٩٢٢ء ، فہرست اصطلاحات ، ص ص (٢٥٣)+ ١ تا ١٢ـ

٣٣٤- معاہدۂ عمرانی یا اصول قانون سیاسی : روسو/محمود حسین ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف و ترجمہ ، جامعہ کراچی ، ١٩٦٤ء، فہرست اصطلاحات اردو انگریزی ص ص٢٢٩ تا ٢٣٣، انگریزی ، اردو ، ص ص : ٢٣٤ تا ٢٣٨ ـ

٣٣٥- ناوابستگی : پروفیسر رشیدالدین خان /سید محمد مہدی ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، جنوری مارچ ١٩٨٦ء، ص ص : ٢٥٧ تا ٣٦٣ ـ

٣٣٦- ہندوستان کا نیا دستور حکومت : کشن پرشاد کول ، الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی ،١٩٣٧ء انگریزی اصطلاحوں کی تشریح ص ص : ١٦٣ تا ١٦٧ ـ

(معاشیات)

٣٣٧- آسان بنکاری : امین انجم ، لاہور: مکتبہ نوائے وقت ، ١٩٥٥ء، اصطلاحات ص ص : ١١٦تا١٣٢ـ

٣٣٨- اصول تجارت : خادم حسین ، لاہور :نویدپبلی کیشنز ، اکتوبر١٩٨٢ء، اصطلاحات ص ص: ٣١٠تا٣٢٢ ـ

٣٣٩- اصول قانون معاشیات : ڈبلیو اے ایم بسٹ /ڈاکٹر میرسیادت علی خان ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، اشاریہ اصطلاحات ص ص :١١٠٧ تا ١٢٢٣ ـ

٣٤٠- اصول معاشیات (جلددوم): ایف ڈبلیوولی ہنری شاسگ /ترجمہ :مولوی رشیداحمد ، حیدرآباد دکن، سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،١٩٣٨ء، فہرست اصطلاحات جلد اول دوم ،ص ص : (٨١٣)+ ١تا١٢ـ

۳۴۱- افادیت : جان سٹوارٹ مل /ترجمہ: معتقدولی الرحمان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، فہرست اصطلاحات ص ص (۸۲)+ ا تا ۲ -

۳۴۲- اقتصادی ترقی کے تجرباتی سانچے : جمیز ڈی کالڈ ووڈ ، ہیرولڈ جے بین وینو /ترجمہ: صوفی گلزار احمد ، لاہور: اردو مرکز ، ۱۹۶۵ء، فرہنگ اصطلاحات ، ص ص : ۱۸۳ تا ۱۹۲ -

۳۴۳- تجارت بین الاقوام ومبادلات خارجہ : محمد باقر زیدی ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، ۱۹۵۸ء، ص ص : ۱۲۳ تا ۱۳۱-

۳۴۴- تاریخ معاشیات : ڈاکٹر کیلس انگرام / مولوی رشید احمد ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، اشاریہ اصطلاحات ص ص : (۴۷۲)، ۱ تا ۲۸ -

۳۴۵- علم الاقتصاد :شیخ محمد اقبال ، کراچی : اقبال اکادمی ، ۱۹۶۱ء، اصطلاحات ص ص :۲۱۲تا۲۲۱-

۳۴۶- علم المعیشت : محمد الیاس برنی ، علی گڑھ: مسلم یونیورسٹی پریس ، ۱۹۲۷ء، اصطلاحات ص ص : (۷۶۸) ا تا ۱۸ -

۳۴۷- قدر اور سرمایہ : جے آر ہکس ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ۱۹۷۵ء، اصطلاحات ص ص : ۳۰۹ تا ۳۲۱ -

۳۴۸- کارل مارکس اور اس کی تعلیمات : شیر جنگ ، لاہور: کتاب منزل ، ۱۹۳۵ء، اصطلاحات ص ص :۶۲۵تا ۶۸۳ -

۳۴۹- مبادلات : جان اے شاڈ/مولوی رشید احمد ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، مبادلات (انگریزی اردو)، ص ص :(۳۸۱) + ا تا ۳۵ -

۳۵۰- معاشیات انٹرمیڈیٹ : اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۸۱ء، اصطلاحات ،ص ص : ا تا ۵-

۳۵۱- معاشیات پاکستان :اسلام آباد :علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، ۱۹۸۱ء، اصطلاحات (یونٹوں کے آخر میں)-

۳۵۲- معاشیات کے ابتدائی اصول :پریم چند ،بمبئی : آکسفورڈ یونیورسٹی پریس ، ۱۹۳۶ء، اصطلاحات ص ص : ۲۷۹تا۲۹۰ -

۳۵۳- معاشیات ہند : پرمتھ ناتھ بنرجی /مولوی محمد الیاس برنی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ - ۱۹۲۲ء، اصطلاحات ص ص: (۷۲۸)+ ا تا ۸ -

۳۵۴- معاشیات ہند (جلد اول): جی بی جتھارام و ایس جی بیری /مولوی رشید احمد ، حیدرآباد دکن ، سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۴ء، اصطلاحات (اردو انگریزی)- ص ص ۷۲۱ + ا تا ۱۰-

۳۵۵- معیشت الہند :محمد الیاس برنی ، حیدرآباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ ، ۱۹۲۹ء، ص ص(۸۲۶) ا تا ۱۶-

٣٥٦- مقدمہ معاشیات :ڈبلیوایچ مورلینڈ /مترجم:مولوی محمد الیاس برنی ، حیدرآباد دکن:جامعہ عثمانیہ ، ١٩٢٣ء، ضمیمہ الف انگریزی اردو مترادف اصطلاحات ص ص : ١ تا ٣ -

٣٥٧- نظام بنکاری : منظورالحسن ، خادم حسین ، لاہور : نویدپبلی کیشنز ، ستمبر ١٩٨٢ء،ص ص:٣١٢تا٣٢٣ -

٣٥٨- ہماری بینک : محمد احمدسبزواری ، دہلی : انجمن ترقی اردو (ہند) ،١٩٣٢ء، اصطلاحات (اردو انگریزی) ص ص : ١٢٣ تا ١٢٧ -

٣٥٩- ہندوستان اور مشرق وسطی کے تجارتی تعلقات : ڈاکٹر حامد اللہ ندوی ، نئی دہلی :ترقی اردو بیورو، جنوری مارچ ١٩٨٥ء ، فرہنگ ص ص : ١٢٠ تا ١٢٨ -

ر - سائنسی (طبعی ، کیمیاوی ، ریاضی وفلکیاتی) علوم

مکمل لغات :

(عمومی سائنس)

٣٦٠- سائنسی اور فنی اصطلاحات کی اردولغت کا مسودہ : لاہور: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ،جولائی ، اگست ١٩٧٩ء -

٣٦١- سائنسی وتکنیکی اصطلاحات :اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان ، طبع اول ١٩٨٣ء، طبع دوم ١٩٨٨ء -

٣٦٢- فرہنگ اصطلاحات طبیعیات ،ریاضیات ، فلکیات :آفتاب حسن ،کراچی:جامعہ کراچی ، ١٩٦٩ء -

263- Gem Dictionary of Science (Phy.,Chem.,& Math), Wahab Akhtar Aziz,Lahore: Azhar Publishers.

(طبیعیات)

٣٦٤- اردو انسائیکلوپیڈیا طبیعیات : حمیدعسکری لاہور :مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، سلسلہ نمبر ٢-

٣٦٥- اصطلاحات طبیعیات :اورنگ آباد دکن : انجمن ترقی اردو، ١٩٢٥ء -

٣٦٦- اصطلاحات طبیعیات : سید ضیااحمدرضوی ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ ،جامعہ پنجاب ، ١٩٨٦ء -

٣٦٧- اصطلاحات موسمیات :سرفراز شاہد، اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ، ١٩٨٣ء -

٣٦٨- کشاف اصطلاحات موسمیات : سرفراز شاہد، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ١٩٨٦ء -

(کیمیا)

٣٦٩- اصطلاحات کیمیا : دہلی : انجمن ترقی اردو ، ١٩٣٩ء -

٣٧٠- اصطلاحات کیمیا : سید ضیااحمدرضوی ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب -

٣٧١- طریق تسمیہ برائے علم کیمیا : چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن :جامعہ عثمانیہ ١٩١٨ء -

٣٧٢- فرہنگ اصطلاحات کیمیا: کراچی : انجمن ترقیٔ اردو پاکستان ، ١٩٥٣ء -

٣٧٣- فرہنگ اصطلاحات کیمیا: کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ١٩٦٨ء -

٣٧٤- فرہنگ اصطلاحات کیمیا : نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو، ١٩٨٣ء -

٣٧٥- کاشف الرموز کیمیا : عبدالعزیز کامل (حکیم) -

٣٧٦- کشاف اصطلاحات کیمیا : ڈاکٹر ایم اے عظیم ، لاہور:مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، بہ اشتراک مقتدرہ قومی زبان ،اسلام آباد ، ١٩٨٦ء -

(ریاضی / شماریات)

٣٧٧- اصطلاحات ریاضی : اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ١٩٨٣ء -

۳۷۸- اصطلاحات ریاضیات : حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء -

۳۷۹- شماریاتی جدول : منیر احمد و محمد حنیف میاں، کراچی :جامعہ کراچی ، ۱۹۶۵ء -

۳۸۰- فرہنگ اصطلاحات ریاضی : نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو، ۱۹۸۸ء -

۳۸۱- فرہنگ اصطلاحات شماریات : کراچی :شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ۱۹۷۵ء -

فلکیات)

۳۸۲- اصطلاحات علم ہیئت : حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ،جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء -

۳۸۳- فرہنگ اصطلاحات علم ہیئت : دہلی /کراچی : انجمن ترقی اردو ، ۱۹۳۹ء -

ارضیات /جغرافیہ)

۳۸۴- اردو انگریزی جغرافیائی اسمأ : منشی محبوب عالم ، لاہور: پیسہ اخبار ، ۱۹۲۵ء -

۳۸۵- اصطلاحات جغرافیہ : ابرار حسین قادری ، کراچی : انجمن ترقیٔ اردوپاکستان ، ۱۹۳۹ء -

۳۸۶- فرہنگ اصطلاحات ارضیات وجغرافیہ : سید علی عارف رضوی ، کراچی :شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، جامعہ کراچی بہ اشتراک وتعاون مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۹ء -

۳۸۷- فرہنگ اصطلاحات جغرافیہ (جلد اول) :حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۵ء -

۳۸۸- ہمدرد اصطلاحات جغرافیہ : مس بملا سوہن لال، نئی دہلی : مہردین اینڈ سنز ، ۱۹۶۵ء -

جزوی اشاریے :

(عمومی سائنس)

۳۸۹- تحفۂ سائنس : فیروز الدین مراد ، علی گڑھ : مسلم یونیورسٹی بک ڈپو ،۱۹۲۱ء، اطلاحات ، ص ص : ۳۵۲ تا ۳۶۸ -

۳۹۰- ترقیمات ریاضی وسائنس : حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء ، ص ص : ۱ تا ۱۰ -

۳۹۱- جنرل سائنس - انٹرمیڈیٹ : اسلام آباد : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ،۱۹۸۳ء، جلد اول :اصطلاحات ۲۷۵ تا ۲۸۱ ، جلد دوم ص ص : ۲۸۳ تا ۲۹۲ -

۳۹۲- سائنس کے چند پہلو : سی وی رامن /ترجمہ سید حسین ، دہلی : پبلی کیشنز ڈویژن اولڈسکرٹریٹ ۱۹۶۱ء ، اصطلاحات اردو انگریزی ص ص (۱۱۱)+۱ تا ۷، انگریزی اردو ۸ تا ۱۲ -

۳۹۳- سائنس سب کے لیے : لانسے ہوگبن /ترجمہ آفتاب حسن ، لاہور :مجلس ترقیٔ ادب ، ۱۹۶۰ء،ص ص:۱۰۵۵ تا ۱۱۱۸ -

۳۹۴- سائنسی موضوعات پر مضامین : لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، اصطلاحات ،ص: ۱۶ تا ۲۱ -

۳۹۵- مبادیٔ سائنس : مولوی معشوق حسین خان ، اورنگ آباد دکن : انجمن ترقیٔ اردو ، ۱۹۱۰ء، فرہنگ ص ص : ۱ تا ۲۴ -

۳۹۶- مکالمات سائنس : محمد نصیر احمد عثمانی ، دہلی : انجمن ترقیٔ اردو ہند ، ۱۹۳۰ء، ص ص : (۲۸۴) + ۱ تا ۶ -

(طبیعیات)

۳۹۷- آواز : پروفیسر ناصر علی زیدی ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ ، ستمبر ۱۹۶۷ء، اصطلاحات ص ص: ۷۴۱ تا ۷۵۱ -

۳۹۸- اضافیت : ڈاکٹر رضی الدین صدیقی ، کراچی : انجمن ترقیٔ اردو پاکستان ، ۱۹۵۲ء، فرہنگ اصطلاحات ، ص ص : ۱۵۷ تا ۱۶۴ -

۳۹۹- اضافیت کا نظریہ خصوصی : خالد لطیف میر ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ ، دانشگاہ پنجاب ، مارچ ۱۹۷۳ء ، اصطلاحات ص ص : ۲۷۵ تا ۲۸۴ -

۴۰۰- ایٹم اور ایٹم بم : این درید ، ای این داسی /ترجمہ محمد فضل الدین قریشی ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۵۰ء، فرہنگ اصطلاحات اردو انگریزی ص: ۱۹۱ تا ۱۹۷-

۴۰۱- ایٹم اور ایٹمی توانائی : لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۶۳ء ، ص ص: ۱۷۰ تا ۱۷۲ -

۴۰۲- ایٹم سے ایٹم بم تک : ایم ایچ مسعود بٹ ، لاہور : مکتبہ تکنیک ، ۱۹۶۰ء، فرہنگ اردو انگریزی، ص ص : ۱۱۷ تا ۱۲۶ -

۴۰۳- ایٹم کی ساخت : ڈاکٹر شفیق حسین ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ دانشگاہ پنجاب ، مئی ۱۹۷۴ء، انگریزی اردو اصطلاحات ص ص : ۸۳ تا ۱۱۸، اردو انگریزی ص ص : ۱۱۹ تا ۱۲۵ -

۴۰۴- برقی توانائی : انجم اقبال ، نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو، ۱۹۸۲ء، گلاسری ص ص : ۲۲۵ تا ۲۳۵ -

۴۰۵- جدید طبیعیات : پروفیسر حمید عسکری، لاہور: مرکزی اردو بورڈ ، جنوری ۱۹۷۰ء، اصطلاحات ص ص : ۷۲۷ تا ۷۳۵ -

۴۰۶- جوہری توانائی : ایم ایچ مسعود بٹ ، لاہور: مغربی پاکستان اردو بورڈ ، ۱۹۶۷ء، دسواں باب سائنس کی چند اصطلاحات ص ص : ۲۱۵ تا ۲۲۶ -

۴۰۷- حرارت : پروفیسر حمید عسکری ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ ، اپریل ۱۹۶۶ء، اصطلاحات ص ص : ۹۸۹ تا ۹۹۶

۴۰۸- حرکیات : ہوریس لیمب /ترجمہ : محمد نذیر الدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۷ء ، اصطلاحات ص ص : ۱ تا ۱۰ -

۴۰۹- ذرہ اور استوار اجسام کا علم حرکت : ایس ایل لونی /ترجمہ : مولوی شیخ برکت علی ، حیدرآباد دکن ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۸ء -

۴۱۰- راست اور متبادل کرنٹ : ڈاکٹر عبدالرشید انصاری ، نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو ، ۱۹۸۱ء، اصطلاحات ص ص : ۲۸۶ تا ۲۹۶ -

۲۱۱- رسالہ طبیعیات عملی (اول): سر آرتھر شوسٹر ، سی ایچ لیز /ترجمہ: محمد عبد الرحمان خان ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۰ء، ص ص (۱۱۰)+۱تا ۹

۲۱۲- رسالہ طبیعیات عملی (دوم):سر آرتھر شوسٹر ، سی ایچ لیز /ترجمہ محمد عبد الرحمان خان، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۰ء، ص ص (۱۵۶)+ ۱ تا ۱۲ -

۲۱۳- رسالہ طبیعیات عملی (سوم): سر آرتھر شوسٹر ، سی ایچ لیز /ترجمہ محمد عبد الرحمان خان ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء، فہرست اصطلاحات ص ص: (۱۳۲)، ۱ تا ۱۲ -

۲۱۴- روشنی کیا ہے : بیولاشینبام ویر اسٹل مین / میجر آفتاب حسن ، کراچی : اردو اکیڈمی ، سندھ ، ۱۹۶۵ء، ص ص :(۱۲۱)،۱۰+۲ -

۲۱۵- رہنمائے فوٹوگرافی المعروف بہ اصول مصوری :محمد ابراہیم ، علی گڑھ : مطبع فیض عام، فرہنگ اصطلاحات فوٹا گرافی ، ص ص : ۱۳۹ تا ۱۴۵ -

۲۱۶- سکون سیالات : لونی /قاضی محمد حسین ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء، ص ص (۳۹۲) + ۱ تا ۶-

۲۱۷- سکونیات اعلی : ایس ایل لونی / مولوی شیخ برکت علی ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ ، ۱۹۳۲ء ، اصطلاحات ص ص :۱ تا ۵ -

۲۱۸- شماریاتی میکانیات : ڈاکٹر عبد البصیر پال ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ ، دانشگاہ پنجاب ، مئی ۱۹۷۳ء ، انگریزی اردو اصطلاحات ص ص : ۹۶ تا ۱۰۰، اردو انگریزی اصطلاحات ص ص:۱۰۱تا۱۰۲ -

۲۱۹- طبیعیات (حصہ اول) : گریگوری اینڈ سمنز/ چودھری برکت علی ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۱۹ء، ص ص (۲۲۰)+۱ تا ۲۷ -

۲۲۰- طبیعیات :(حصہ دوم)گریگوری اینڈ سمنز/چودھری برکت علی ،حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء ، ص ص : ۳۰۶ تا ۳۱۵ -

۲۲۱- طبیعیات (حصہ سوم) گریگوری اینڈ سمنز/چودھری برکت علی ، حیدر آباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۱۹ء، ص ص (۲۲۱)+ ۱ تا ۲۷ -

۲۲۲- طبیعیات (حصہ اول)گریگوری اینڈ ہڈلے /چودھری برکت علی ، حیدر آباد: سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ،۱۹۱۹ء، اصطلاحات ص ص (۳۲۱)+ ۱ تا ۲۷ -

۲۲۳- طبیعیات (حصہ دوم): گریگوری اینڈ ہڈلے / چودھری برکت علی ، حیدر آباد: جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۰ء ، اصطلاحات ص ص : ۳۲۳ تا ۳۵۶ ،ترمیم شدہ اصطلاحات ص ص :۳۵۹تا۳۶۰ -

۲۲۴- طبیعیات (حصہ سوم) گریگوری اینڈ ہڈلے /چودھری برکت علی ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء ، اصطلاحات ، ص ص : ۲۳۲ تا ۲۵۶ -

۲۲۵- طبیعیات (حصہ چہارم): گریگوری اینڈ ہڈلے /چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۰ء، ص ص : ۹۶ تا ۱۰۹-

۲۲۶- طبیعیات (حصہ پنجم): گریگوری اینڈ ہڈلے /چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء، اصطلاحات ص ص :۱۳۲ تا ۱۲۱-

۲۲۷- طبیعیات (حصہ ششم): گریگوری اینڈ ہڈلے /چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء، ص ص :۳۶۹ تا ۳۹۳ -

۲۲۸- طبیعیات آواز: جے ڈنکن و ایس جی اسٹارلنگ / محمد عبدالرحمان ،حیدرآباددکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء، فہرست اصطلاحات ص ص(۲۹۶)+ ۱تا ۱۵-

۲۲۹- طبیعیات ،برق : جے ڈنکن و ایس جی اسٹارلنگ / محمد عبدالرحمان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، فہرست اصطلاحات ص ص :۶۸۱)+ ۱ تا ۲ -

۲۳۰- طبیعیات ،حرارت : جے ڈنکن اور ایس جی سٹارلنگ / سید عبدالجلیل / محمد عبدالرحمان خان، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، ۱۹۳۰ء، فہرست اصطلاحات ص ص : (۳۳۶) ۱تا ۷ -

۲۳۱- طبیعیات ، حرکت: جے ڈنکن اور ایس جی اسٹارلنگ / محمد نصیر احمد ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، ص ص : ۵۱۵ تا ۵۲۱ -

۲۳۲- طبیعیات ،مقناطیسیت: جے ڈنکن و ایس جی اسٹارلنگ / محمد عبدالرحمان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ،جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، فہرست اصطلاحات ص ص (۲۰۹) + ۱ تا ۶ -

۲۳۳- طبیعیات ، نور: جے ڈنکن اور ایس جی اسٹارلنگ / محمد عبدالرحمان خان ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ،جامعہ عثمانیہ ،۱۹۲۱ء، اصطلاحات (۲۵۸)+ ۱ تا ۸ -

۲۳۴- طبیعیات عملی (اول): ایس ایچ ایلن و ایچ مور/وحیدالدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،فہرست اصطلاحات انگریزی ص ص: (۴۲۶) ،+۱تا۹، اردو ۱ تا ۴ -

۲۳۵- طبیعیات عملی (جلد دوم): ایچ ایس ایلن و ایچ مور/ محمد عبدالرحمان خان ،حیدرآباد دکن، سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء ، فہرست اصطلاحات (اردو)ص ص : (۱۹۵)+۱تا۴ -

۲۳۶- طبیعیات عملی (جلد سوم): ایچ ایس ایلن و ایچ مور/ محمد عبدالرحمان خان ، حیدرآباد دکن، سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، اصطلاحات ص ص : (۳۵۰)+۱تا۱۰ -

۲۳۷- طبیعیات کی داستان: محمد نصیر احمد عثمانی ، کراچی : انجمن ترقی اردو پاکستان ، کراچی ۱۹۳۵ء، طبع دوم ۱۹۵۱ء ، فرہنگ اصطلاحات ، ص ص (۵۲۵) + ۱ تا ۸ -

۲۳۸- طبیعیات کے بنیادی تصورات : آرتھربیزز/ ترجمہ : احمد وکیل جعفری ، نئی دہلی : نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا، ۱۹۷۵ء، اصطلاحات ص ص : ۲۱۴ تا ۲۲۴ -

۲۳۹- طبیعی روشنی : پروفیسرحمید عسکری، لاہور :مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۹ء، اصطلاحات ص ص:۸۵۶تا۸۶۶ -

۲۴۰- طبیعیاتی کائنات : سید محمد علی خان ، حیدرآباد دکن : ادارہ ادبیات اردو،۱۹۳۳ء، فہرست اصطلاحات ، ص ص : ۶۵ تا ۶۷ -

۲۴۱- طبیعی مناظر : مولوی محمد عبدالرحمان خان ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۹ء، فہرست اصطلاحات ص ص (۳۳۶)+ ۱ تا ۵ -

۲۴۲- علم حرکت : بابوشاشی بھوش مکرجی ، لاہور: مطبع انجمن ، ۱۸۷۹ء، ص ص (۱۶۶)+ ۱ تا ۴ -

۲۴۳- علم حرکت : لونی / خان فضل محمد خان ، حیدرآباددکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ،جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۰ء، ص ص : ۱ تا ۵ -

۲۴۴- کتاب الطبیعیات (جلد دوم): محمد نصیراحمد عثمانی نیوٹنوی ، حیدرآباد : انتظامی پریس ۱۹۲۸ء، ص ص (۳۷۰) + ۱ تا ۱۰ -

۲۴۵- مادے کے خواص : پروفیسر حمید عسکری ،لاہور: مرکزی اردو بورڈ ، جولائی ۱۹۶۵ء، اصطلاحات ص ص: ۵۶۵ تا ۵۷۸ -

۲۴۶- ماسکونیات : ڈبلیوایچ بینٹ و اے ایس ریمزے / محمد نذیرالدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء ، ص ص (۲۶۳) + ۱ تا ۸ -

۲۴۷- مبادیات طبیعیات : حیدرآباد : سندھ ٹیکسٹ بک بورڈ، ۱۹۸۰ء، اصطلاحات ص ص:۳۷۵تا۳۸۱ و ص ص :۵۲۳ تا ۵۳۵ -

۲۴۸- مظہردنیائے عجائب میں(نظریہ اضافت و قدریت آسان زبان میں) : جارج گیمو/ڈاکٹر محمد انیس عالم ،لاہور: شیخ غلام‌علی اینڈ سنز (طبع دوم)۱۹۶۹ء، اصطلاحات ص ص :۱۲۹تا۱۳۲ -

۲۴۹- معرکہ مذہب وسائنس : ڈاکٹر جان ولیم ڈریپر/ظفرعلی خان ، لاہور ،پنجاب سٹیم پریس ، ۱۹۱۰ء فرہنگ مصطلحات علمیہ ، ص ص : ۴۴۹ تا ۵۰۲ -

۲۵۰- نظری علم الحیل : جی ایچ جینسی ، حیدرآباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، اصطلاحات ص ص :(۵۳۲)+ ۱ تا ۶ -

۲۵۱- نظریہ اضافیت :منہاج الدین، امرتسر : روز بازار الیکٹرک پریس ،۱۹۲۵ء، اصطلاحات ، ص ص: ۳۳۱ تا ۳۳۵ -

۲۵۲- ہندسی روشنی : پروفیسر حمید عسکری ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ستمبر۱۹۶۸ء، اصطلاحات ، ص ص : ۸۲۱ تا ۸۲۸ -

(کیمیا)

۲۵۳- ابتدائی حیاتی کیمیا: ڈاکٹر ایم اے ولی ، وسیم احمد ، کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۳ء ، اصطلاحات ص ص : ۲۷۷ تا ۲۹۱ -

۲۵۴- اساسیات قدری کیمیا : ایے آر ڈینارو/ڈاکٹر ریاض الحق طارق ، حافظ بدرالدین احمد، ملتان: ادارہ تالیف وترجمہ بہاالدین زکریا یونیورسٹی و اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ۱۹۸۸ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص ۲۱۱ تا ۲۱۴ ۔

۲۵۵- اکسیر الاعظم : کیمیائی اجسام غیر اعضائی یعنی جمادات : محمد شائق ، آگرہ ، سکندرہ یتیموں کا چھاپہ خانہ ، ۱۸۸۴ء، ص ص : ۳۷۵ تا ۳۸۵ ۔

۲۵۶- حیاتی وغیرنامیاتی کیمیا کے روابط : ڈاکٹر محمد ظفر اقبال ، حافظ عبدالاحد، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، جون ۱۹۸۵ء، فرہنگ اصطلاحات ۱۵۵ تا ۱۶۰ ۔

۲۵۷- طبیعی کیمیا (حصہ اول): سرجیمزواکر/شیخ فیروزالدین مراد/مولوی عبدالرحمان خان ،حیدرآباددکن سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، فہرست اصطلاحات ص ص : ۳۳۳ تا ۳۳۱ ۔

۲۵۸- طبیعی کیمیا (حصہ دوم): سرجیمزواکر/ شیخ فیروزالدین مراد/ مولوی محمد عبدالرحمان خان، حیدرآباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء، ص ص (۳۷۷) ۱تا ۷ ۔

۲۵۹- عجائبات کیمیا :ایرا ایم فریمن /محمد فاروق ، لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز ،فرہنگ : ص ص : ۱۰۸ تا ۱۱۲ ۔

۲۶۰- عملی کیمیا: پروفیسر اعجازاحمد ، ڈاکٹر قمرالحق ، کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۶ء، فرہنگ ص ص : ۵۶ تا ۶۰ ۔

۲۶۱- عملی کیمیا (غیر نامیاتی): سید ضیاالدین محمود، ارشد حسین صدیقی ، کراچی : وفاقی اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۳ء، اصطلاحات اردو انگریزی ص ص : ۱۲۶ تا ۱۳۲ ۔

۲۶۲- عملی کیمیا : سید ضیاالدین محمود، کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۵ء، ص ص : ۳۹ تا ۴۱ ۔

۲۶۳- عملی کیمیا : جیمز بروس ، ہری بار پر/ چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۵ء، ص ص۴۹۶ تا ۵۰۳ ۔

۲۶۴- عملی نامیاتی کیمیا: جولیس بی کوہن /مولوی حاکم علی /مولوی عبدالرحمان خان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء، اصطلاحات ص ص (۶۷۳)+ ۱ تا ۹ ۔

۲۶۵- غیر نامیاتی کیمیا : الگزینڈر سمتھ/چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، اصطلاحات ص ص : ۸۲۵ تا ۸۳۰ ۔

۲۶۶- کیمیا (تیسرا حصہ): بیلی اینڈ باسر/چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۳ء، فہرست اصطلاحات (۱۱۵۹)+ ۱ تا ۲۲ ۔

۲۶۷- کیمیا : گریگوری اینڈ سمنز/چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۶ء، فہرست اصطلاحات (۲۳۱)+ ۱ تا ۲ ۔

۲۶۸- کیمیاوی سامان حرب: لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۶۸ء، ص ص :۱۱۳تا ۱۱۴۔

۲۶۹- کیمیائی بندوساخت : ڈاکٹر محمد ظفراقبال ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ دانشگاہ پنجاب مئی ۱۹۷۷ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۱۶۳ تا ۱۶۶ ۔

۲۷۰- مبادیات برقی کیمیا: اے آرڈینارو/ ڈاکٹر ریاض الحق طارق ، حافظ عبدالاحدملتان : بہاالدین زکریا یونیورسٹی و اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ،۱۹۸۷ء، اصطلاحات ص ص:۳۱۱تا۳۱۵۔

۲۷۱- مرکزائی کیمیا : ڈاکٹر محمد ظفراقبال ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ دانشگاہ پنجاب ، جون ۱۹۷۴ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۲۵۹ تا ۲۶۴ ۔

۲۷۲- نامیاتی کیمیا: جولیس بی کوہن/سردار بلدیوسنگھ ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، فہرست اصطلاحات ص ص :۱۲۰ تا ۱۲۵ ۔

۲۷۳- نامیاتی کیمیا کی درسی کتاب (اول): جے بی کوہن / ڈاکٹر خواجہ حبیب حسن ،حیدرآباد دکن، سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۵ء، اصطلاحات ص ص (۳۶۸)+ ۱ تا ۲ ۔

۲۷۴- ہم ربطی کیمیا : ڈاکٹر محمد ظفراقبال ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ ، دانشگاہ پنجاب ، لاہور: مئی ۱۹۷۳ء، اصطلاحات ص ص : ۹۷ تا ۱۰۰ ۔

(ریاضی / شماریات)

۲۷۵- احصاء(ترقی اور تکملی) : محمد خواجہ محی الدین ، نئی دہلی : ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۸ء، فہرست اصطلاحات ص ص : ۳۰۷ تا ۳۱۲ ۔

۲۷۶- احصا کا ابتدائی رسالہ (حصہ اول) : جارج اے گبسن / قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۶ء، ص ص(۲۳۰) + ۱ تا ۸ ۔

۲۷۷- احصا کا ابتدائی رسالہ (حصہ دوم):جارج اے گبسن / قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، ص ص :(۳۰۶) + ۱ تا ۷ ۔

۲۷۸- الجبرا: ڈاکٹر محمد یوسف ، پشاور : یونیورسٹی بک ایجنسی ، س ن ، اصطلاحات ص ص :۲۰۷تا۲۱۰۔

۲۷۹- الجبرا: محمد احسن و رشید احمد ، نئی دہلی : ترقی اردو بورڈ ، ۱۹۷۸ء،اصطلاحات ، ص ص : ۲۳۴ تا ۲۳۹ ۔

۲۸۰- تشریحات سمتیہ :حسن الدین احمد ، کراچی : کراچی یونیورسٹی ، ۱۹۶۷ء، فرہنگ اصطلاحات ، علامات ، ص ص : ۱۳۹ تا ۱۴۷ ۔

۲۸۱- ترسیمات ومساوات درجہ دوم کا جبریہ اور ترسیمی حل : قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۳ء، ص : ۱۹۷ ۔

۲۸۲- تفرقی مساواتیں :ایڈورڈ/قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۳ء، فہرست اصطلاحات (۱۰۳)+ ایک صفحہ ۔

۲۸۳- تفرقی مساواتیں : ایچ ٹی ایچ پیاجو/محمد نذیر الدین، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۳ء، اصطلاحات (متبادل)ص ص (۵۷۳)+۱ تا ۸ ۔

۲۸۴- تقدمہ کی مثالیں : انسائین پیٹرکی /مولوی محمود حسین ، حیدرآباددکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۵ء، اصطلاحات ص ص (۱۷۰)+۱ تا ۸ ۔

۲۸۵- تکملی احصا : شانتی ناراثن /ترجمہ سید ممتاز علی ، نئی دہلی : نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا ، ۱۹۷۹ء، لغت انگریزی اردو ص ص:۵۱۲ تا ۵۲۴ ،اردو انگریزی ۵۲۵ تا ۵۳۵ ۔

۲۸۶- جبرومقابلہ (حصہ اول) ہال اینڈ نائٹ / قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، ص ص :(۳۷۵)+ ۱ تا ۲ ۔

۲۸۷- جبرومقابلہ (حصہ دوم) :ہال اینڈ نائٹ / برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء، ص ص :(۵۷۲)+ ۱ تا ۲ ۔

۲۸۸- حساب اور الجبرا (تیسرا حصہ) نئی دہلی : نیشنل بک ٹرسٹ انڈیا ، ۱۹۷۸ء، اصطلاحات انگریزی اردو، ص ص : ۲۳۹ تا ۲۴۷، اردو انگریزی ۲۲۸ تا ۲۵۵ ۔

۲۸۹ - خالص جیومیٹری اور تحلیلی جومیٹری : محمد خواجہ محی الدین ، نئی دہلی : ترقی اردوبورڈ، اکتوبر ۱۹۷۶ء، اصطلاحات (چار صفحات) ۔

۲۹۰- ریاضیاتی طریقہ : ڈاکٹر محمد یوسف ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، جولائی ۱۹۷۲ء،اصطلاحات : ص ص: ۶۳۶ تا ۶۲۸ ۔

۲۹۱- شماریات : محمد حنیف میاں ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ،۱۹۶۷ء، ص ص : ۳۳۳ تا ۳۵۰ ۔

۲۹۲- مخاری احصا(حصہ اول) : ہورس لیمب / قاضی محمد حسین و کشن چند ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۹ء، ص ص (۲۲۰) + ۱ تا ۵ ۔

۲۹۳- مخاری احصا(حصہ دوم) : ہورس لیمب /قاضی محمد حسین و کشن چند، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۹ء، ص ص :(۲۲۱)+ ۱ تا ۲ ۔

۲۹۴- مخاری احصا(حصہ سوم): ہورس لیمب / قاضی محمد حسین و کشن چند، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۰ء، ص ص (۴۷۲)+ ۱تا ۲ ۔

۲۹۵- علم مثلث تحلیلی (حصہ دوم) لونی /چودھری برکت علی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، ص ص :(۲۸۵)+ ۱ تا ۳ ۔

۲۹۶- علم مثلث کروی : آئی شاہ ہنٹر/ محمد نذیر الدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ص ص ((۳۶۳)+ ۱ تا ۲ ۔

۴۹۷- علم مثلث مستوی : ڈاکٹر اے کے دیش مکھ اور مسز نورحلیم ، نئی دہلی : ترقی اردو بورڈ، ۱۹۷۸ء، ص ص : ۳۲۶ تا ۳۳۱ ۔

۴۹۸- علم مثلث مستوی : ای ڈبلیوہابسن / محمد نذیر الدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۶ء، ص ص (۶۶۲)+ ۱ تا ۲ ۔

۴۹۹- علم مثلث مستوی (حصہ اول) : لونی / قاضی محمدحسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۴ء، اصطلاحات ص ص : ۲۸۰ تا ۲۸۵ ۔

۵۰۰- علم ہندسہ : ہال اینڈ اسٹیوفنز/ قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۰ء، ص ص :(۱۵۲) + ۱ تا ۲ ۔

۵۰۱- علم ہندسہ نظری : ای ایچ اسیکوتھ / محمد نذیر الدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۷ء، اصطلاحات (۳۰۹)+ ۱ تا ۵ ۔

۵۰۲- مبادی سمتیات : محمد افضل قاضی ، سید مختار حسین ،لاہور: مرکزی اردو بورڈ، جون ۱۹۷۳ء، اصطلاحات ص ص : ۱۶۲ تا ۱۶۴ ۔

۵۰۳- مساواتوں کا نظریہ (حصہ اول) : ایس ڈبلیوبرنسائڈ، اے ڈبلیوپیانٹن / محمد نذیر الدین، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۴ء، ص ص (۳۳۴)+ ۱ تا ۳ ۔

۵۰۴- مساواتوںکا نظریہ (جلد دوم) ایس ڈبلیوبرنسائڈ ، اے ڈبلیوپیانٹن / محمد نذیر الدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ،۱۹۳۶ء، ص ص :(۵۳۲)+ ۱ تا ۳ ۔

۵۰۵- مکمل ہندسہ علمی : محمدمنیر الدین ، حیدرآباد دکن : مطبع مکتبہ ابراہیمیہ ، ۱۹۲۸ء، ص ص : ۱۵۸ تا ۱۶۰ ۔

۵۰۶- ملتف متغیرکے تفاعل : جے تیرتھ ساستورکر: حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ،جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۷ء، ص ص (۲۰۳) + ۱ تا ۲ ۔

۵۰۷- نصاب دیلی ریاضی (حصہ اول) محمد عبدالرحمان خان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۶ء، ص ص : ۲۹۲ تا ۲۹۵، حصہ دوم :۱۹۳۳ء، ص ص (۵۰۱) + ۱ تا ۲ ۔

۵۰۸- نظریہ سیٹ : ڈاکٹر بی اے سلیمی ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۹ء، ص ص : ۱۵۷ تا ۱۶۰ ۔

۵۰۹- نظریہ گروپ : عبدالمجید ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ ، دانشگاہ پنجاب ، جون ۱۹۷۳ء، ذخیرہ الفاظ ، ص ص : ۲۲۳ تا ۲۲۹ ۔

۵۱۰- ویکٹر اور ٹینسر: خالد لطیف میر ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، جون ۱۹۷۸ء، اصطلاحات اردو انگریزی ص ص : ۲۷۳ تا ۲۷۵ ۔

۵۱۱- ہندسہ تحلیلی : گریس اینڈ روزن برگ ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، اصطلاحات (۳۹۸) + ۱ تا ۲ ۔

۵۱۲- ہندسہ مجسمات: ہال اینڈ اسٹیونز/قاضی محمد حسین ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۰ء، ص ص : (۱۷۲) + ۱ تا ۳ ۔

۵۱۳- ہندسی مناظر: آر اے ہوسٹن /مرتینجے راؤ ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۵ء، اردو انگریزی ص ص : ۲۱۷ تا ۲۲۴،انگریزی اردو (مزید) ۱تا۳

(فلکیات)

۵۱۴- آسمان کی سیر: گلن اوبلو/ محمد سعید، لاہور: مقبول اکیڈمی بہ اشتراک فرینکلن پبلی کیشنز ، لاہور ، ۱۹۶۲ء، ص ص :۱۰۲ تا ۱۰۳ ۔

۵۱۵- تجاذب اور سیاروی حرکت: ڈاکٹر عبدالبصیر پال ،لاہور: دانشگاہ پنجاب ، جون ۱۹۷۶ء، انگریزی اردو ص ص : ۶۳ تا ۷۲، اردو انگریزی ۷۳ تا ۸۲ ۔

۵۱۶- خلا کی تسخیر: پروفیسر حبیب اللہ خان ، لاہور: مجلس ترقی ادب ، ۱۹۶۳ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۷۳۳ تا ۷۳۸ ۔

۵۱۷- سورج کی پیدائش اور موت: جارج گیمو/ فاروق احمد صدیقی ، لاہور: کلاسیک ۱۹۶۲ء، فرہنگ اصطلاحات ، ص ص (۲۸۸) +۱تا۵ ۔

۵۱۸- سیر افلاک یعنی چاند سورج اور تاروں کا حال : مرزا محمدرشید ، کراچی :انجمن ترقی اردو پاکستان ، ۱۹۵۲ء،ستار جنکے عربی نام اب تک رائج ہیں ، ص ص : ۲۲۱ تا ۲۲۷ ۔

۵۱۹- علم ہیئت : جان ڈبلیوپارکر/شیخ برکت علی ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۰ء، فہرست اصطلاحات (۲۵۲)+ ۱ تا ۵ ۔

۵۲۰- علم ہیئت کروی (حصہ اول): سر رابرٹ بال /محمد نذیر الدین ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۹ء، فہرست اصطلاحات (۲۸۰)+ ۱تا ۸، ۱ تا ۱۱ ۔

۵۲۱- علم ہیئت کروی (حصہ دوم : سر رابرٹ بال / محمد نذیر الدین ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۰۰ء، اصطلاحات حصہ دوم (۳۶۸)+۱ تا ۲۱ ۔

۵۲۲- مصنوعی سیارچے اور فضائی جہاز : ڈیوڈ ڈیش / علی ناصر زیدی ، لاہور: مقبول اکیڈمی ، ۱۹۶۶ء، ص ص (۱۳۸)+۱تا ۲ ۔

۵۲۳- مہ وانجم : مارٹن ڈیوس / ثناالحق صدیقی ، کراچی : انجمن ترقی اردو پاکستان ،۱۹۶۱ء، اصطلاحات ص ص : ۲۹۱ تا ۲۹۸ ۔

۵۲۴- نظام شمسی : لاہور:مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۶۷ء، اپنی زبان میں فرہنگ اصطلاحات ، ص ص : ۳۶۳ تا ۳۶۷ ۔

۵۲۵- نظام شمسی : گورکھ پرشاد/ شیخ جگو، الہ آباد: ہندوستانی اکیڈمی ، ۱۹۳۸ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۵۲۸ تا ۵۵۵ ۔

(جغرافیہ / ارضیات)

۵۲۶- البیرونی اور جغرافیۂ عالم : مولانا ابوالکلام آزاد : کراچی : ادارہ تصنیف وتحقیق پاکستان ، جولائی ۱۹۸۲ء، اصطلاحات ۱۲۶ تا ۱۲۸-

۵۲۷- اندلس کا تاریخی جغرافیہ : محمد عنایت اللہ - حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۷ء، (طبع دوم اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۶ء) اشاریہ اردو ص ص : ۳ تا ۲۰، انگریزی ۱ تا ۸، (پوری کتاب میں انگریزی اردو مترادفات کو اشاریے کی مدد سے مقامات کے حوالے سے دیکھا جا سکتا ہے)-

۵۲۸- اینگلو امریکا کا خطی جغرافیہ : سی لینگڈن وہائٹ / ایڈن جی فوسیکو، شام ایل میک نائٹ / کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ۱۹۷۲ء، فہرست اصطلاحات ، ص ص : ۳ تا ۲۹ -

۵۲۹- زمین کی سرگزشت : جارج کیمو/سید علی ناصرزیدی ، لاہور: کلاسیک ، ۱۹۶۳ء ، ص ص(۱۶۶)+۱تا۸ -

۵۳۰- طبقات الارض : مرزا مہدی خان کوکب ، لکھنؤ : انجمن ترقی اردو، ۱۹۱۶ء، فرہنگ ص ص: (۲۷۶) ۱تا۸-

س- حیاتیاتی / طبی / زرعی علوم

مکمل لغات :

(حیاتیات)

۵۳۱- فرہنگ اصطلاحات حیاتیات (دوحصے) کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، جامعہ کراچی، جلد اول ۱۹۷۲ء ، جلد دوم ۱۹۷۷ء -

۵۳۲- فرہنگ اصطلاحات حیاتی کیمیا : سید علی عارف رضوی ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، جامعہ کراچی ، بہ اشتراک مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد: ۱۹۸۹ء -

۵۳۳- فرہنگ اصطلاحات حیوانیات : نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو ، ۱۹۸۴ء -

۵۳۴- فرہنگ اصطلاحات نباتیات :نئی دہلی : ترقیٔ اردو بیورو ، ۱۹۸۶ء -

۵۳۵- قاموس نباتیات : وہاب اخترعزیز ، لاہور :شعبہ تالیف وترجمہ ، جامعہ پنجاب ، ۱۹۷۷ء -

536- Gem Dictionary of Biology(English-Urdu),Salah-ud-Din and Khawaja Mukhtar Rasul, Lahore: Azhar Publishers.

537- Hindoostani English Vocabulary of Indian Birds,D.C. Phillot and Goband lal , Calcutta: RASB,1908(PR55 to 79)

(طبّ)

۵۳۸- اصطلاحات ادویہ : پروفیسر فضل الرحمان ، دہلی : طبی دارالترجمہ وتالیف ، ۱۹۳۳ء -

۵۳۹- اصطلاحات ویدک : ٹھاکردت شرما ، لاہور: دیش اپکارک بک ڈپو ، ۱۹۱۸ء -

۵۴۰- اصطلاحات یونانی : ٹھاکردت شرما ،لاہور : دیش اپکارک بک ڈپو ، ۱۹۲۰ء -

۵۴۱- بحرالجواہر : محمد حسین علی /ترجمہ : ڈاکٹر چیتن شاہ و ڈاکٹر صاحب دتامل ،امرتسر ، میڈیکل پریس ، ۱۸۷۸ء -

۵۴۲- برکات عثمانیہ مخزن الادویہ : سید عبدالرزاق اینڈکو کیمسٹ ،حیدرآباددکن:اعظم اسٹیم پریس ، ۱۳۵۰ ھ -

۵۴۳- تکملہ کتاب الادویہ : حکیم کبیرالدین ، حیدرآباد دکن : دفتر" المسیح" -

۵۴۴- خزانتہ الادویہ (چارجلدیں):محمد نجم الغنی رامپوری ، لکھنؤ : مطبع منشی نولکشور - س ن -

۵۴۵- خزائن الادویہ (آٹھ جلدیں): محمد نجم الغنی رامپوری ، لاہور :مطبع پیسہ اخبار - س - ن -

۵۴۶- طبی لغت : حکیم محمد شریف جامعی ، لاہور: اردو سائنس بورڈ، مارچ ۱۹۷۵ء(اے تا سی)-

۵۴۷- طبی لغاتچہ : حکیم کبیرالدین ، حیدرآباد دکن : دفتر " المسیح " -

۵۴۸- کتاب الادویہ (جلد اول:کلیات ادویہ)،(جلد دوم ؛ مخزن المفردات): حکیم کبیر الدین، حیدرآباد دکن : دفتر " المسیح " ۔(مع ضمیمہ)-

۵۴۹- لاثانی لغات الادویہ : پنڈت ٹھاکر دت شرما، مرتبہ :ڈاکٹر خورشید احمد یوسفی ،لاہور :ملک بک ڈپو، ۱۹۸۶ء(طبع اول لاہور: دیش اپکارک بک ڈپو، ۱۹۲۶ء) ۔

۵۵۰- لغات طب: حکیم غلام نبی ، بہاولپور: اردو اکیڈمی و لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ۱۹۶۶ء

۵۵۱- لغات طبی کاہنی : حکیم دیوان کاہن چند: لاہور: لال اسٹیم پریس ۔

۵۵۲- لغات طبیہ : حکیم کبیر الدین و حکیم فیروز الدین ، حیدرآبا دکن : دفتر" المسیح " ۔

۵۵۳- لغات قطبیہ فی اصطلاحات ادویہ : مولوی عبدالوہاب ، لکھنؤ : مطبع نامی ، ۱۹۱۰ء ۔

۵۵۴- مخزن الجواہر: حکیم ڈاکٹر غلام جیلانی خان ، لاہور: طبی کتب خانہ ، ۱۹۲۳ء ۔

۵۵۵- مخزن المفردات معروف بہ جامع الادویہ : ڈاکٹر سید فضل علی ، دہلی : ۔

۵۵۶- مصطلحات طب : اسٹیڈمین وگولڈ، ڈارلینڈ ، حیدرآباد دکن :سررشتہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۸ء ۔

۵۵۷- مصطلحات طبیہ : حکیم سید ہدایت الحسن رضوی مریانی ، آگرہ : اردو پریس ۔

558- Gem Pocket Medical Dictionary, Wahab Akhtar Aziz,Lahore: Azhar Publishers.

559- Kamyab 's New Medical Dictionary (English Urdu), Lahore: New Kamyab Book Depot ,1989.

560- Medical Dictionary ,Dr.F.Hutchinson, Calcutta: Central press Co. 4 Dec.1873.

(زراعت)

۵۶۱- اصطلاحات زراعت : شیخ ممتاز حسین ، لاہور؛مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۷۳ء ۔

۵۶۲- اصطلاحات علم اراضی : زرعی یونیورسٹی فیصل آباد:لاہور : اردوسائنس بورڈ، ۱۹۸۹ء ۔

۵۶۳- اصطلاحات فن صحرا : سید عبدالواحد، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ۱۹۲۵ء ۔

۵۶۴- زرعی انسائیکلوپیڈیا : مرتبہ: مختارخان ، لاہور: اردو سائنس بورڈ ، جنوری ۱۹۸۹ء ۔

۵۶۵- فرہنگ بیطاری : لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۶ء ۔

۵۶۶- فرہنگ جنگلات : حیدرآباد دکن : نظامت جنگلات سرکار عالی ، ۱۹۲۵ء ۔

جزوی اشاریے

(حیاتیات)

۵۶۷- ابتدائی علم الحیات : سنت پرشاد شنڈن ، الٰہ آباد : نشینل پریس ۱۹۲۵ء، اصطلاحات ص ص ۱۹۳ تا ۱۹۶-

۵۶۸- اصول خردحیاتیات : ڈاکٹر خورشید علی خان ، سید اقبال عالم ، کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۳ء، ص ص : ۲۱۳ تا ۲۳۲ -

۵۶۹- اطلاقی خردحیاتیات : ڈاکٹر خورشید علی خان ،سید اقبال عالم ،کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۳ء، اصطلاحات ص ص : ۳۲۱ تا ۳۲۸ -

۵۷۰- جینیات : ڈاکٹر عبدالرشید مہاجر، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، جنوری ۱۹۷۱ء، اشاریہ اصطلاحات ص ص : ۸۳۳ تا ۸۳۵ -

۵۷۱- شیفرکی تجربی فعلیات : ڈبلیو ایے بین / ڈاکٹر محمد عثمان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۱ء، ص ص (۲۹۲) + ۱ تا ۱۲ -

۵۷۲- فعلیات وحیاتی کیمیا (جلد اول) : ڈبلیوڈی ہیلی برٹن ، آرجے ایس میکڈاول /ڈاکٹر محمد عثمان ، حیدرآباد : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،۱۹۲۵ء،ص ص (۳۹۶)+ ۱تا ۶۸ -

۵۷۳- فعلیات وحیاتی کیمیا (جلد دوم) : ڈبلیوڈی ہیلی برٹن،آرجےایس میکڈاول /ڈاکٹر غلام دستگیر ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۶ء، ص ص (۲۷۲)+ ۱ تا ۶۹ -

۵۷۴- فعلیات وحیاتی کیمیا (جلدسوم) : ڈبلیوڈی ہیلی برٹن ،آرجے ایس میکڈاول /ڈاکٹری ا محمدحسین، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ،۱۹۲۵ء، ،ص ص (۳۲۴)+۱تا۳۹ -

۵۷۵- کیمیائی فعلیات : ڈبلیوڈی ہیلی برٹن /ڈاکٹرشاہ نواز /کرنل فرحت علی ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۵ء، ص ص (۵۱۶)+ ۱ تا ۲۶ -

۵۷۶- مبادی جینیات : ڈاکٹر حیدرعلی خان ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۹ء، ص ص (۱۸۲)+ ۱ تا ۳۳ -

(نباتیات)

۵۷۷- الجی : سید معین الدین ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ،جامعہ کراچی ،ستمبر ۱۹۶۸ء، فہرست اصطلاحات ، ص ص : ۲۱۹ تا ۲۳۲ -

۵۷۸- برائیوفائیٹا : محمد اشرف ملک ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، اکتوبر ۱۹۸۱ء، اصطلاحات ص ص ۳۵۱ تا ۳۷۱ -

۵۷۹- بے تخم نباتیات (حصہ اول) : محمد اشرف ملک ،لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ستمبر ۱۹۶۸ء،اصطلاحات ص ص : ۴۸۷ تا ۵۰۰ -

۵۸۰- پودے اور ان کی زندگی: محمد سعید الدین ، دہلی : انجمن ترقی اردو ہند، ۱۹۳۲ء،
ضمیمہ اصطلاحات ص ص ۱۰۱ تا ۱۱۰ -

۵۸۱- تشریح نباتیات : کیتھرین ایسو ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ،جامعہ کراچی ، ۱۹۷۱ء،
ص ص : ۵۷۸ تا ۵۹۵ -

۵۸۲- ٹیریڈوفائیٹا: پروفیسر محمد اشرف ملک ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، فروری ۱۹۷۱ء،
اصطلاحات ص ص : ۳۲۳ تا ۳۲۸ -

۵۸۳- عملی نباتیات (حصہ اول): وقار الحق ،کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج، ۱۹۸۳ء،
ص ص : ۲۰۱ تا ۲۱۵ -

۵۸۴- عملی نباتیات (حصہ دوم): ممتاز ظہیر، طارق علی ، کراچی :وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج،
۱۹۸۳ء، ص ص ۱۶۲ تا ۱۶۸ -

۵۸۵- عملی نباتیات :رائے بہادر رنگاچاری ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ -

۵۸۶- فنجائی اور مشابہ پودے : محمد اشرف ملک ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، جون ۱۹۷۰ء،
اصطلاحات ص ص :۷۶۱ تا ۷۸۷ -

۵۸۷- مبادی نباتیات (حصہ اول):ایم اکرام بٹ ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۶۳ء،
نباتیاتی اصطلاحات کی فہرست ص ص : ۱۱۱ تا ۱۱۶-

۵۸۸- مبادی نباتیات : عبدالرشید مہاجر، کراچی : شعبہ تالیف وترجمہ ، ۱۹۶۲ء، اصطلاحات ،
ص ص : ۵۱۱ تا ۵۳۶ -

۵۸۹- مبادی نباتیات : لوسن /محمد سعید الدین ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ
عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، ص ص : ۱ تا ۱۹ مع انگریزی متبادلات ۱ تا ۷۵ -

۵۹۰- نباتیات (حصہ اول): محمد اشرف ملک ، لاہور: کتابستان پبلشنگ کمپنی ،اصطلاحات ص ص :۳۲۱تا۳۲۸-

۵۹۱- نباتیات : پروفیسر وہاب اخترعزیز، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۶۳ء،
(طبع دوم)۱۹۶۸ء، شرح ص ص : ۳۱۲ تا ۳۶۲ -

۵۹۲- نباتاتی فعلیات: پروفیسروہاب اخترعزیزلاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، مئی ۱۹۶۷ء،
شرح ،انگریزی اردو مترادفات ، ص ص : ۱۶۳ تا ۱۷۵، اردو انگریزی مترادفات ص ص :۱۷۷تا۱۹۲-

۵۹۳- نباتی تشریحات: عبدالرشید مہاجر، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، اکتوبر، ۱۹۶۹ء،
فہرست اصطلاحات اردو انگریزی ، ص ص : ۲۲۷ تا ۲۵۵ -

(حیوانیات)

۵۹۴- آسان حیوانیات : پروفیسر وہاب اختر عزیز ، لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۷۱ء، (جانوروں کی فہرست) ص ص : ۲۰۳ تا ۲۰۵ -

۵۹۵- افزائش حیوانات : عبدالوہاب خان ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۶۹ء، اصطلاحات ، ص ص : ۱۰۲۵ تا ۱۰۳۲ -

۵۹۶- پاکستان کے دلچسپ پرندے : ذکیہ خانم ، منظور احمد ، کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، جامعہ کراچی ، ۱۹۸۷ء، ص ص : ۱۹۶ تا ۱۹۹ -

۵۹۷- پوری فیرًا : شہزاد الحسن چشتی ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، نومبر ۱۹۸۰ء، اصطلاحات ، ص ص : ۵۱ تا ۵۲ -

۵۹۸- تغذیہ و غذایات حیوانات : اعجاز اسلم قریشی ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۶۹ء، اصطلاحات ص ص : ۲۰۷ تا ۲۱۸ -

۵۹۹- حشریات : امتیاز احمد ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، جون ۱۹۷۱ء، اصطلاحات ص ص : ۱۵۱ تا ۱۶۴ -

۶۰۰- حیوانیات (حصہ اول) : پروفیسر محمد رمضان مرزا ، لاہور : مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، مارچ ۱۹۶۵ء، فرہنگ ص ص : ۲۳۵ تا ۲۳۹ -

۶۰۱- حیوانیات : محشر عابدی ، دہلی : انجمن ترقی اردو ہند ، ۱۹۳۲ء، ص ص (۱۲۸)+۱ تا ۲۳ -

۶۰۲- حیوانی کردار ، بنیادی تشریحات : ڈاکٹر منظور احمد ، کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۲ء، ص ص : ۲۳۶ تا ۲۷۰ -

۶۰۳- ریگستانی ٹڈی کا ہضمی نظام : ڈاکٹر سید نعیم الحسن نقوی ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۶۹ء، فرہنگ اصطلاحات ، ص ص : ۱۹۷ تا ۲۰۲ -

۶۰۴- طفیلیات : حصہ اول : ڈاکٹر بلقیس فاطمہ مجیب ، کراچی : وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۳ء، انگریزی اردو اصطلاحات ص ص : ۳۲۹ تا ۳۵۲ -

۶۰۵- عالم حیوانی : برجیش بہادر ، الہ آباد ، ہندوستانی اکیڈمی ، ۱۹۳۲ء، ص ص : ۵ تا ۲۰ (آخر میں ۲۹ پلیٹوں میں حیوانات کی تصویریں اور نام دیے گئے ہیں)

۶۰۶- عایلہ اے کا نیوڈرمیٹا : وقار احمد زبیری ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۷۱ء، فرہنگ ص ص : ۵۳ تا ۵۶ -

۶۰۷- قشریہ : ڈاکٹر نسیمہ ترمذی ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، جون ۱۹۶۹ء، ص ص : ۱۱۵ تا ۱۲۲ -

۶۰۸- مولسکا : ڈاکٹر سید نعیم الحسن نقوی ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۷۱ء، اصطلاحات ص ص : ۷۹ تا ۸۴ -

(طب)

۶۰۹- ابتدائی جراثیمیات : محمد احمد حامی ، کراچی : انجمن ترقی اردو پاکستان ، ۱۹۵۶ء،
ص ص : ۸۱ تا ۸۶ -

۶۱۰- اصولِ طبابت : حکیم سید باقر علی ، و سید علی ، مدراس : اسکاٹش پریس ، ۱۸۶۰ء،
اصطلاحات ص ص : ۲۸۵ تا ۳۹۱ -

۶۱۱- اصولِ فن قبالت : ڈاکٹر جی ڈی کنکوسیٹ /عیڈورڈ بالفور، مدراس : ۱۸۵۲ء ،
اصطلاحات (۲۷۰)+ ۱ تا ۳

۶۱۲- امراضِ چشم (اول): چارلس ایچ مے/ وکلاڈورتھ /خورشید حسین ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف
وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۰ء، ص ص (۳۶۲)+ ۱ تا ۳۲ ،(دوم) ۱۹۴۱ء ،ص ص (۴۹۳)+ ۱ تا ۴۲ -

۶۱۳- امراض خورد حیاتیات : ڈاکٹر احمد علی انور، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، جنوری ۱۹۶۹ء،
اصطلاحات ص ص : ۶۵۹ تا ۶۹۳ -

۶۱۴- امرت ساگر : /ترجمہ پیارے لال پنڈت ، کانپور : مطبع منشی نول کشور ، ۱۸۹۲ء، (طبع چہارم)،
فرہنگ ادویات (سنسکرت اردو)ص ص (۲۷۷) + ۱ تا ۱۲ -

۶۱۵- پریکٹیکل اناٹمی یعنی تشریح عملی (اول): کننگھم/ڈاکٹر فضل کریم ، حیدرآباد دکن :
سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، ص ص (۲۸۸) + ۱ تا ۳۲-

۶۱۶- پریکٹیکل اناٹمی یعنی تشریح عملی (دوم):کننگھم/ مفتی شاہ نواز ،حیدرآباد دکن : سررشتہ
تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۳ء، ص ص (۳۶۵)+ ۱ تا ۵۸ -

۶۱۷- تیمارداری : حسین فاروقی ، دہلی : ترقیٔ اردو بیورو، ۱۹۸۹ء، اصطلاحات ص ص : ۲۲۷تا۲۵۱

۶۱۸- جراحی اطلاقی تشریح (حصہ دوم): سرفریڈرک ٹریوز/بیرونٹ / ڈاکٹر غلام دستگیر ،حیدرآباددکن:
سررشتہ تالیف وترجمہ ، ۱۹۳۷ء، ص ص (۷۲۳)+ ۱ تا ۸۰ -

۶۱۹- جمنوسپرم : پروفیسرمحمد اشرف ملک، ، لاہور: اردو سائنس کالج ،جون ۱۹۸۵ء، اصطلاحات
ص ص : ۲۱۹ تا ۲۲۳ -

۶۲۰- دیباچہ صحت : ڈاکٹر لطافت حسین خان ،اورنگ آباددکن : انجمن ترقی اردو ،فرہنگ اصطلاحات
ص ص : ۱ تا ۱۶ -

۶۲۱- طبِ قانونی وسمومیات : جے ڈکسن مان / ڈاکٹر محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف
وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۷ء، ص ص (۵۱۰)+ ۱ تا ۹۰ -

۶۲۲- طب یونانی میں گھریلوادویہ اور عالم معالجہ کی کتاب : امرالفضل و محمد عبدالرزاق ،
کراچی : افریشیا پرنٹنگ پریس ، ۱۹۸۳ء، اصطلاحات ص ص : ۱۷۰ تا ۱۸۰ -

۶۲۳- علم الادویہ (حصہ سوم): حکیم محمد مستان علی ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، جنوری مارچ
۱۹۸۵ء، اصطلاحات اردو انگریزی ، ص ص : ۲۱۲ تا ۲۱۹ -

۶۲۴- علم الولادت (جلد دوم): ڈاکٹر محمد حسین ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۹ء، ص ص : ۱ تا ۸۸ -

۶۲۵- علم امراض النساء(جلد اول) : ٹی واٹس ایڈن و کیتھبرٹ لاکیئر / ڈاکٹر غلام دستگیر ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۹ء، ص ص (۶٦۰)+۱تا۴۱ (جلد دوم) ص ص :(۸٦٦)+ ۱ تا ۳۵ -

۶۲٦- علم کاسہ سر: کومب / ترجمہ جے ڈبلیو واکوئیل : لاہور: مطبع خادم التعلیم پنجاب ، ۱۸۹۵ء، اصطلاحات (آخرمیں دو صفحات)-

۶۲۷- عمل طب (حصہ اول): ای پی پولشن / ڈاکٹرمحمد عثمان ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ،۱۹۲۷ء، ص ص :(۳٦۵)+ ۱ تا ۳۸ ، (حصہ دوم)۱۹۳۱ء، ص ص (۹۱۰)+ ۱ تا ۲۳ ، (حصہ سوم)۱۹۳۳ء، ص ص :(۲۷۰) + ۱ تا ۲۸ ، (حصہ چہارم)۱۹۳۵ء، ص ص :(۳۳۲)+۱تا ۲۳ -

۶۲۸- قلب: ڈاکٹر سید اسلم ،اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸٦ء، فرہنگ اردو انگریزی ص ص : ٦۸۹ تا ۷۱۱ ، انگریزی اردو ، ۷۱۲ تا ۷۱۷ -

۶۲۹- کتاب العین : ڈاکٹر عطاالله بٹ ، علی گڑھ : طبیہ کالج مسلم یونیورسٹی ، ص ص:۸۷۰تا۸۹۳ -

۶۳۰- مفردات ویدک : حکیم صوفی شاہزادہ میرزا احمد اخترگورگانوی دہلوی ، دہلی : مطبع مجتبائی، دسمبر ۱۹۱۰ء، ،ضروری اصطلاحات ویدک (سنسکرت - اردو) ص ص : ۱۵۷ تا ۱۹۱ -

۶۳۱- نباتی مفردات : حکیم نعیم الدین زبیری ، کراچی : ہمدرد اکیڈمی ، ص ص : ۳ تا ۳٦ -

۶۳۲- نسیجیات (حصہ دوم): سر ایڈورڈ شارپی شیفر / ڈاکٹر محمد عثمان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء، ص ص (۳۰۲)+ ۱ تا ۲۱ -

۶۳۳- یونانی ادویہ مفردہ : حکیم سید صفی الدین علی ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، اکتوبر، دسمبر ۱۹۸٦ء، فرہنگ ادویہ ، ص ص : ۲۵۱ تا ۳٦۵ -

(زراعت)

۶۳۴- آسان آبپاشی : عبداللہ جان ،لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، اکتوبر ۱۹۷٦ء، مترادفات ص ص : ۳۰۱ تا ۳۲۰

۶۳۵- تربیت الصحرا یعنی رسالہ علم جنگلات : ایم جیکسن /پنڈت پران ناتھ دکھشنی ، لکھنو: مطبع منشی نول کشور، ۱۹۱۰ء، اصطلاحات ، ص ص: ۱ تا ۱۹-

۶۳٦- مرکزائی اشعاع اور زراعت میں ان کی اہمیت : ڈاکٹر احمد سعید بھٹی ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ دانشگاہ پنجاب ، جون ۱۹۷٦ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ٦۰ تا ٦۲ -

۶۳۷- ہمارے پھول : محمد سعید الدین ، حیدرآباد دکن : اعظم اسٹیم پریس ، س ن ، ص ص :۵۷تا٦۲-

ص : فنیاتی ، انجینری وہنر مندی کی اصطلاحات

مکمل لغات :

(عمومی تکنیکی ، فنیاتی)

۶۳۸- اصطلاحات فنیات ،اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ۔

۶۳۹- بازاری زبان و اصطلاحات پیشہ وراں : محمد منیرلکھنوی ، کانپور : مطبع مجیدی ، ۱۹۲۹ء، کلکتہ : حاجی محمد سعید ، ۱۹۳۰ء۔

۶۴۰- فرہنگ اصطلاحات پیشہ وراں : مولوی ظفر الرحمان ، دہلی : انجمن ترقی اردو ہند ، جلد اول ۱۹۳۹ء، (طبع دوم کراچی پاکستان:۱۹۷۵ء)، جلد دوم ،۱۹۳۰ء، (طبع دوم کراچی:،۱۹۷۶ء)، جلد سوم ،۱۹۳۰ء، (طبع دوم ، کراچی:۱۹۷۷ء)جلد چہارم ، ۱۹۳۱ء، (طبع دوم کراچی:۱۹۷۸ء)،جلد پنجم ۱۹۳۱ء، (طبع دوم کراچی:۱۹۷۹ء)،جلد ششم ۱۹۳۲ء،جلد ہفتم ۱۹۳۳ء، جلد ہشتم ۱۹۳۴ء ۔

۶۴۱- ہندوستانی اصطلاحات : ایچ ایم ایلیٹ ، آگرہ : ۱۸۴۵ء ۔

(مخصوص شعبہ جات)

۶۴۲- اصطلاحات فنون طباعت وترسیم : ڈاکٹر محمود الرحمان ، اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۸ء ۔

۶۴۳- اصطلاحات مساحت :اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ۔

۶۴۴- ٹیکنیکل ڈکشنری برائے ریڈیو :محمد انعام اللہ ، لاہور : نیشنل بک سٹال ۔

۶۴۵- فرہنگ اصطلاحات برقیات : طارق محمود ، کراچی : جامعہ کراچی بہ اشتراک مقتدرہ قومی زبان، اسلام آباد ۱۹۸۳ء۔

۶۴۶- مصطلحات ٹھگی : مرزا محمد علی اکبر الہ آبادی :کلکتہ : لیتھوگرافک چھاپہ خانہ ،۱۸۳۹ء ۔

جزوی اشاریے :

۶۴۷- آسان فولادی کنکریٹ : عبداللہ جان ، لاہور : ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، ۱۹۷۹ء، ص ص : ۳۶۵ تا ۳۶۸ ۔

۶۴۸- آہنی دھات کاری اور پاکستانی لوہ کچ دھات کا صنعتی استعمال : ڈاکٹر ارشد احمد خان آفریدی ، ڈاکٹر سید مشتاق اسماعیل: کراچی : شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ جامعہ کراچی ، ۱۹۸۷ء، فرہنگ اصطلاحات انگریزی اردو ص ص : ۹۷ تا ۱۱۵، اردو انگریزی ص ص : ۱۱۶تا۱۲۷۔

۶۴۹- اشیائے تعمیر : سی ای وی گومان /محمد اسد اللہ ، حیدر آباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، ص ص : (۲۳۳) ا تا ۱۰ ۔

۶۵۰- الیکٹرانکس (چھ حصے) اسلام آباد : نیشنل بک فاؤنڈیشن ، ۱۹۸۰ء، فرہنگ اصطلاحات :۵صفحات(فی حصہ

۶۵۱- الیکٹرانکس کے بنیادی اصول : اعجاز احمد ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ،۱۹۷۰ء ص ص: ۱۸۰ تا ۱۸۹

۶۵۲- الیکٹرک موٹر ریوائنڈنگ (حصہ دوم) : چودھری محمد اشرف ، لاہور: کول ریز پبلشرز، اینڈ بکسیلرز ،فہرست الفاظ انگریزی اردو ص ص : ۳۱۰ تا ۳۲۲ ۔

۶۸۳- برقی رو (پانچ حصے) : اسلام آباد: نیشنل بک فاونڈیشن ،۱۹۷۶ء، فرہنگ آخری پانچ صفحات۔

۶۵۴- پاکستان اسٹیل میں میکانکی آلات : یسین افضال /ترجمہ حسین حسنی،کراچی : پاکستان اسٹیل (۱۹۸۸ء)۔

۶۵۵- پاکستان کی معدنی دولت : ذوالفقار احمد ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، جون ۱۹۷۸ء، ضمیمہ " ج " اصطلاحات ص ص : ۲۳۶ تا ۲۲۲ ۔

۶۵۶- پاکستان کے ایندھن کے وسائل : ڈاکٹر محمد صادق علی احمد، باسط حسن ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۶۹ء، ص ص: ۲۲۹ تا ۲۳۲ ۔

۶۵۷- پیمائش (حصہ دوم) : سی جے ویل /محمد رضا اللہ دہلوی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۶ء، اصطلاحات ص ص : ۲۹۸ تا ۳۰۳ ۔

۶۵۸- ٹرانسسٹر کے تجربات : محمد بشیر ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۴ء، ص ص : ۱۰۳تا۱۰۴ ۔

۶۵۹- ٹرانسسٹر کے کرشمے : محمد بشیر، لاہور: مرکزی اردو بورڈ، ۱۹۷۰ء، ص ص : ۱۷۰ تا ۱۷۸ ۔

۶۶۰- چنائی : جی ٹی بارلو/سید منظورحسین ،حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ، ۱۹۲۰ء، ص ص : ۱ تا ۱۲ ۔

۶۶۱- حفظانی انجینیری ، آب رسانی (اول): سی ای وی گومان /محمد احمد مرزا ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، ص ص :۲۰۰ تا ۲۰۲ ۔

۶۶۲- دھاتیں اور ان کے استعمالات : ڈاکٹر محمد فضل کریم ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، اگست ۱۹۷۹ء، ص ص : ۲۶۱ تا ۲۷۳ ۔

۶۶۳- رسالہ تعمیر عمارت : سی ای وی گومان / محمد عظمت اللہ / محمد احمدمرزا، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، ص ص (۱۱۷) + ۱ تا ۶ ۔

۶۶۴- رنگ نگاری : ڈاکٹر محمد ظفر اقبال ،لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، جون ۱۹۸۲ء، اصطلاحات ص ص : ۱۳۳ تا ۱۳۵ ۔

۶۶۵- سٹین لیس سٹیل : ڈاکٹرفضل کریم ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، جون ۱۹۷۸ء، ص ص : ۱۵۹ تا ۱۶۵ ۔

۶۶۶- سروے اور لیولنگ (حصہ دوم): ایس ایم آصف ، کراچی : ۱۹۶۹ء، طبع دوم مارچ ۱۹۷۸ء(صرف لیولنگ) اصطلاحات ص ص : ۲۵۳ تا ۲۵۵ ۔

۶۶۷- سڑکوں کی تعمیر کے جدید طریقے : تجمل حسین قریشی وجلیل الرحمان ، لاہور: روڈ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ ، ۱۹۶۷ء، ص ص : ۱۱۵ تا ۱۲۲ ۔

۶۶۸- سڑکیں : ڈبلیوپی ہوزڈن / غلام محمد خان ، حیدرآباددکن: سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء ، ص ص (۳۷۲) ۱ تا ۷ ۔

۶۶۹- سوئی گیس اور اس کا مصرف : ڈاکٹر محمد نذیررومانی ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ جامعہ پنجاب ، مئی ۱۹۷۳ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۲۰۳ تا ۲۱۰ ۔

۶۷۰- فلزیات : ای ایل رھیڈ / محمد عبداللہ حسن ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء، ص ص (۵۱۸)+ ۱ تا ۱۲ ۔

۶۷۱- فولاد سازی : ڈاکٹر فضل کریم ، ڈاکٹر آئی ایچ خان ، ڈاکٹر محمد منشا ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ دانشگاہ پنجاب ، ۱۹۷۳ء، فرہنگ اصطلاحات ، ص ص :۳۶۵ تا ۳۷۲ ۔

۶۷۲- فونڈری ٹکنالوجی : ڈاکٹر فضل کریم ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، فروری ۱۹۷۵ء، فرہنگ اصطلاحات ص ص : ۵۷۸ تا ۵۹۷ ۔

۶۷۳- فولادی کنکریٹ : عبداللہ جان ، لاہور: ادارہ تالیف وترجمہ پنجاب یونیورسٹی ، نومبر ۱۹۷۹ء، انگریزی اردو مترادفات ، ص ص : ۳۶۵ تا ۳۶۸ ۔

۶۷۴- ماقوائیات : کرنل ایچ ڈی لو/محمد نعمت اللہ ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، ص ص (۱۹۹)+ ۱ تا ۵ ۔

۶۷۵- مٹی کا کام : جی ٹی بارلو/ سید منظورحسین : حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف و ترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۲ء، ص ص (۱۷۳)+ ۱ تا ۶ ۔

۶۷۶- محکم کنکریٹ کی تجویز (جلد اول)نظریہ : آسکرفیبر ،پی جی بوڈی /مولوی ضیاالدین انصاری، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۶ء، اصطلاحات ص ص:۳۳۵تا۳۴۰ ۔

۶۷۷- مخروطی تراشیں : چارلس اسمتھ /محمد نذیرالدین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء، ص ص (۶۵۰)+۱ تا ۲ ۔

۶۷۸- مساحت (اول): پیراپوائنٹ /محمد عزیزالرحمان ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۹ء، ص ص :۲۸۵ تا ۲۸۸، (جلد دوم ،سوم)۱۹۲۹ء، ص ص(۳۲۳)+ ۱ تا ۲

۶۷۹- مضبوطی واشیا : آرتھرمارلے /مولوی ضیاالدین انصاری ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ ، جامعہ عثمانیہ ، (جلد اول)۱۹۲۹ء ،ص ص(۵۳۰)+۱تا۲، (جلددوم)۱۹۳۱ء، ص ص(۹۵۵)+۱تا۲ ۔

۶۸۰- نجاری : جے جی میڈل /للت موہن مکرجی ،حیدرآباددکن :سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۳۱ء، ص ص (۵۱)+۱تا۶ ۔

۶۸۱- نقشہ کشی (حصہ اول): ای ایچ ڈی وی اٹکنسن /سید عبدالرحمان ، حیدرآباددکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ،۱۹۳۲ء، ص ص(۲۵۹)+ ۱ تا ۵ ـ

۶۸۲- بیماری مزدو: محمد عبدالقادر، دہلی : انجمن ترقی اردو ہند،۱۹۱۰ء، اصطلاحات اردو انگریزی، ص ص :۶۹ تا ۷۵ ـ

۶۸۳- ہندسی مخروطات: کوک اینڈ شواٹ اینڈ والٹرز/ قاضی محمد حسین ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ص ص (۳۵۸)+ ۱ تا ۹ـ

ط : دفتری و قانونی اصطلاحات

مکمل لغات :

(دفتری)

۶۸۴- اصطلاحات حساب داری ومحاسبی : مسعود احمد چیمہ ، اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ،۱۹۸۳ء ـ

۶۸۵- اصطلاحات کسٹم : حسین احمد شیرازی :اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۸ء ـ

۶۸۶- دفتری اصطلاحات ،تجارت وبنکاری :کراچی :جامعہ کراچی ، چھ جلدیں ـ

۶۸۷- دفتری اصطلاحات ومحاورات کی لغت لاہور ،مجلس زبان دفتری ، ۱۹۷۶ء، نیا استنادشدہ ایڈیشن، طبع دوم لاہور :۱۹۸۹ء ـ

۶۸۸- دفتری ترکیبات ومحاورات کی لغت :مجیب الرحمان مفتی ،اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان،۱۹۸۵ء ـ

۶۸۹- محکموں اور اداروں کے نام :اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ـ

۶۹۰- مختصر اصطلاحات دفتری : کراچی :مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۱ء، اسلام آباد :۱۹۸۲ء ـ

۶۹۱- وفاقی و صوبائی عہدوں کے نام (حصہ اول) :اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ـ

(حصہ دوم) :اسلام آباد :مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء ـ

۶۹۲- ہماری قومی زبان کی دفتری اصطلاحات :لاہور :مکتبہ نوائے وقت ، (س ن) ـ

693- Board of Revenue Terms, Lahore: Govt. Printing press O.L.C. 1972/1392 A.H

694- Education Department Terms, " " " " " 1971/1391A.H.

695- General Terms (A.L)(M.Z) Two Vols. " " " " " 1972/1392A.H.

696- Health Department Terms " " " " " 1972/1392 A.H.

697- Industries, Commerce and Mineral Development Department Terms, Lahore: Govt Printing press, O.L.C. 1972/1392 A.H.

698- Irrigation Department Terms, " " " " 1972/1392 A.H.

699- Police and Prison Department Terms " " " 1972/1392 A.H.

700- Printing and Stationary Department Terms, " " " 1972/1392 A.H.

701- Local Govt. Terms, " " "

702- Information Deptt. Terms,

(قانونی)

۷۰۳- اردو قانونی ڈکشنری :ابو الفیض مولوی محمدجلیل الرحمان جلیل جالندھری ،ساڈھور (انبالہ)، بلال پریس ، ۱۸۹۲ء ـ

۷۰۴- اردوقانونی ڈکشنری :لاہور: کشمیری بازار ـ

۷۰۵- اصطلاحات عدلیہ ومالگزاری : ایچ ولسن ،لندن : ۱۸۵۵ء ، کلکتہ : ایشرن لا ہاوس ، ۱۹۳۰ء، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۵ء ـ

۷۰۶- اصطلاحات قانونی : احمد حسین خان (اردو انگریزی)،لاہور:۱۸۹۸ء ـ

۷۰۷- اعظم اللغات (قانونی): محمد اعظم خان برتر: حیدرآباد : مکتبہ ابراہیمیہ ـ

۷۰۸- کشاف قانونی اصطلاحات (تین جلدیں): رشید احمد صدیقی ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان، ۱۹۸۷ء ، ۱۹۸۸ء ـ

۷۰۹- کشاف اصطلاحات فقہ : ڈاکٹر محمد اسلم خاکی ، لاہور: فروری ۱۹۸۷ء ـ

۷۱۰- فرہنگ اصطلاحات ومحاورات قانون : کراچی : جامعہ کراچی و مقتدرہ قومی زبان ،۱۹۸۲ء ـ

۷۱۱- قانونی لغت : ڈاکٹر تنزیل الرحمان ، لاہور: مغربی پاکستان اردو اکیڈمی ، ۱۹۸۳ء، (طبع اول :۱۹۶۳ء) ـ

۷۱۲- لغات قانونی : محمد شمس الدین خان ، حیدرآباد دکن : شمس المطابع ، ۱۳۲۷ ف ـ

۷۱۳- مختصر قانونی اصطلاحات: مولوی فیروز الدین ڈسکوی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، طبع اول ۱۹۸۶ء، (طبع دوم ۱۹۸۹ء) ـ

714- A Concise Law Dictionary;Durga Parshad,Lahore:Ramlal Law Publisher, 1905.

715- (An English) Hindoostani Law and Commercial Dictionary;S.W.Fallon, Lahore; Sangmeel Publications,1930(Calcutta: Spinh & Co.1857).

716- Urdu(A Hindoostani)English Law & Commercial Dictiohary: S.W.Fallon, Lahore:Sangmeel Publication,1980(1st Edition Banaras:Lazarus & Co. 1879.

717- Dictionary of Mohammadan Law & Bengal Revenue Terms; Gladwin, Calcutta;1797.

718- Glossary of Legal Terms; Charles Wilkins,1813,Islamabad:NLA.1987.

719- Kutchery Technicalities:Patrick Carnegi,Calcutta: Ilahabad Mission Press,1877.

720- The Law Dictionary : M.Farani,Lahore:Law Times Publications.

721- Punjab Settlement Manual ,Glossary: Govt.of the Punjab, Deptt.of Settlement,Lahore,1890.

722- Translators Friend,(Dictionary of Law Term): Khistra Moham Benerjee Revised by Poorna Chandra Doota, Calcutta:1898.

723- Vocabulary of Persian Words in Common Use in India: S.Rosau, London:1802.

جزوی اشاریے

(انتظامیات / دفتری)

۷۲۴ - دفتری اردو انٹرمیڈیٹ: اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۰ء، اردوانگریزی، ص ص: ۲۲۷ تا ۲۵۲، انگریزی اردو ص ص: ۲۵۳ تا ۲۵۸ ۔

۷۲۵- دفتری طریق کار : خادم حسین ، لاہور: نوید پبلی کیشنز ، مارچ ۱۹۸۲ء، اصطلاحات ص ص: ۲۷۰ تا ۲۷۵-

۷۲۶- ہندوستانی صنعتوں میں انصرام عملہ : ڈاکٹر نجم الحسن ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، ۱۹۸۰ء، ص ص: ۱۵۹ تا ۱۶۷-

(قانون)

۷۲۷- اسلامی قانون : سید مظہر علی کامل ، کراچی : شعبۂ تصنیف وتالیف اردو کالج ، ۱۹۶۲ء، ص ص: ۲۲۷ تا ۲۳۲ ۔

۷۲۸- اردو میں عدالتی فیصلہ نویسی اور منتخب عدالتی فیصلے : ڈاکٹر عبدالمالک عرفانی ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۹ء، گلوسری؛انگریزی اردو، ۲۲۳، فرہنگ:اردو سے انگریزی ، ص ص: ۳۳۵ تا ۳۳۸ -

۷۲۹- اصول قانون شہادت (جلد دوم): ڈبلیو اے ایم بسٹ / ڈاکٹر سیادت علی خان ، حیدرآباددکن: سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، ۱۹۲۲ء، ص ص: ۱۱۰۷ تا ۱۲۲۲ ۔

۷۳۰- برطانوی حکومت ہند: انڈرسن /ترجمہ مولوی محمد الیاس برنی ، حیدرآباد دکن : سررشتہ تالیف وترجمہ جامعہ عثمانیہ ، طبع ثانی ، ۱۹۲۳ء -

ع : پیشہ ورانہ مختلف علوم

مکمل لغات :

(صحافت / ابلاغیات)

۷۳۱- اخباری لغت معروف بہ کلید اخبار بینی : ضیاالدین احمد برنی ، دہلی : لالہ ٹھاکر داس اینڈ کمپنی ، ۱۹۱۵ء۔

۷۳۲- مفتاح الاخبار : تجمل خان ، جونا گڑھ ، ص : ۳۶ ۔

(کتاب داری)

۷۳۳- اقسام العلوم : عبدالجلیل نعمانی ، حیدرآباد دکن : کتب خانہ نعمانیہ ، ۱۳۲۰ ھ ۔

۷۳۴- عشری درجہ بندی : میلول ڈیوی / سید محمودحسن قیصر امروہوی ، نئی دہلی : ترقی اردو بیورو، مارچ ۱۹۸۵ء ۔

۷۳۵- فرہنگ اسماالعلوم: محمد طارق محمود، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۳ء ۔

۷۳۶- فرہنگ اصطلاحات علم کتب خانہ : زین صدیقی ، اسلام آباد : مقتدرہ قومی زبان ، ۱۹۸۳ء ۔

۷۳۷- کشاف اصطلاحات کتب خانہ : محمودالحسن ، زمرد محمود: اسلام آباد:مقتدرہ قومی زبان ،۱۹۸۵ء ۔

۷۳۸- موضوعی سرخیاں : محمودالحسن ، زمردمحمود: اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، (سائیکلوسٹائل)مارچ ۱۹۸۹ء ۔

(عسکریات)

739- An Anglo Hindoostani Naval Dictionary, Thomas Roebuck , Calcutta, 1811, London: 1813.

740- English-Urdu Military Dictionary , Rawalpindi: G.H.Q. March 1982.

741- Military Dictionary , Rawalpindi: G.H.Q., 1952.

جزوی اشاریے :

(صحافت / ابلاغیات)

۷۴۲- ابلاغ عام : مہدی حسن ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۶۸ء، اصطلاحات ص ص : ۱۹۲ ۔

۷۴۳- ابلاغ عامہ : اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۸ء ۔

۷۴۴- اشتہارات : ایس ایم قریشی ، کراچی : قمرکتاب گھر، نومبر ۱۹۸۷ء ۔

۷۴۵- تدوین کتب : اسلام آباد:علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۸ء ۔

۷۴۶- ترقیاتی صحافت : اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۸ء -

۷۴۷- رپورٹنگ : اسلام آباد، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۸ء -

۷۴۸- لاسلکی نشر: حبیب احمد فاروقی ، حیدرآباد دکن : ۱۳۳۵ ف ، ص ص : ۷۷ تا ۷۸ -

۷۴۹- فن ادارت : مسکین حجازی ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ ، طبع اول ۱۹۶۹ء، فروری ، ۱۹۷۶ء -

(کتاب داری)

۷۵۰- حوالہ جاتی خدمات : نسیم فاطمہ ،کراچی :لائبریری پروموشن بیورو ،۱۹۷۸ء، ص ص : ۱۱۵تا۱۲۰-

۷۵۱- خدمات کتب خانہ (بی اے) : اسلام آباد: علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، ۱۹۸۸ء -

۷۵۲- درجہ بندی : غنی الاکرم سبزواری ، کراچی : لائبریری پروموشن بیورو ، ۱۹۸۰ء،فہرست اصطلاحات انگریزی اردو ص ص : ۱۸۳ تا ۱۹۰ -

۷۵۳- درجہ بندی اور تنظیم کتب خانہ : محمد اسلم ،لاہور: اسلامک بک سروس ، ۱۹۸۲ء، اصطلاحات ص ص: ۱۸۷ تا ۱۹۳ -

۷۵۴- علم کتب خانہ واطلاعات : نسیم فاطمہ ،کراچی : ادارہ فروغ کتب خانہ جات ، ۱۹۸۵ء، فرہنگ ص ص : ۲۹۰ تا ۳۰۰ -

۷۵۵- کیٹلاگ سازی : محمد زبیر ، کراچی : سعیدکمپنی ، ۱۹۷۷ء، ص ص : ۱۷۹ تا ۲۶۳ -

۷۵۶- لائبریرین شپ کی عمرانی بنیادیں: ڈاکٹر جے ایچ شیرا/ سید جمیل احمد رضوی ، اسلام آباد: مقتدرہ قومی زبان ، جنوری ۱۹۸۷ء، ص ص : ۱۶۵ تا ۱۷۰(طبع اول ۱۹۸۰ء، لاہور) -

۷۵۷- نظام کتب خانہ : الطاف شوکت ،لاہور: شیخ غلام علی اینڈ سنز، اشاعت سوم۱۹۸۲ء، تشریح اصطلاحات ص ص : ۱۵۸ تا ۲۳۰(طبع اول ۱۹۷۸ء) -

۷۵۸- وسائل کتب خانہ ، تنظیم وترتیب (بی اے) :اسلام آباد ،علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،۱۹۸۸ء -

(عسکریات)

۷۵۹- امیرتیمور: ترجمہ بریگیڈیرگلزاراحمد ، لاہور: مکتبہ جدید ، ۱۹۵۶ء -

۷۶۰- جنگ میکیاولی سے ہٹلر تک : ایڈورڈمیڈارل /ترجمہ بریگیڈیرگلزاراحمد،۱۹۶۲ء، لاہور: کتب جدید ، فنی اصطلاحات ص ص : ۳۶۹ تا ۳۷۵ -

۷۶۱- دفاع پاکستان کی لازوال داستان : بریگیڈیرگلزاراحمد، راولپنڈی : مکتبہ المختار، اگست ۱۹۶۸ء، فوجی اصطلاحات ۲۱۸ تا ۲۲۷ -

(خانہ داری)

۷۶۲- پرورش اطفال اور خاندانی تعلقات : تمکین حق ، لاہور: مرکزی اردو بورڈ،مئی۱۹۷۸ء، اصطلاحات اردو انگریزی ، ص ص :۲۱۳ تا ۲۸۳ -

۶۳ے خاندانی منصوبہ بندی : ڈاکٹر محمد عبدالحی ، کراچی : انجمن خاندانی منصوبہ بندی ، فنی الفاظ و اصطلاحات : ص : ۱۲۹ ۔

۶۴ے غذا اور غذائیت : اسلام آباد : علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی ، اصطلاحات ص ص : ۳۰۷ تا ۳۲۹ ۔

۶۵ے غذا اور غذائیت : پروفیسر متین فاطمہ ،لاہور : اردو سائنس بورڈ ،مئی ۱۹۸۴ء،ص ص :۲۷۷ تا ۲۸۴ ۔

۶۶ے ہماری غذا : ڈاکٹر اسرارالحق ، لاہور : مرکزی اردو بورڈ ، ۱۹۷۵ء، ص ص :۵۲۲ تا ۵۲۳ ۔

۶۷ے ہماری غذا : شکیل احمد ، نئی دہلی : ترقیءاردو بیورو، ۱۹۸۲ء، ص ص : ۱۵۰ تا ۱۶۲ ۔

حصہ دوم : مقالات ورسائل

الف : اخبارات ، رسائل وجرائد :

۱- "آموزش" لاہور، اصطلاحات نمبر مارچ ۱۹۵۰ء، و دیگر ۱۹۴۸ء کے متعدد شمارے ۔

۲- " اخبار اردو" ، کراچی ، اسلام آباد، مکمل فائل ۔

۳- " اردو" سہ ماہی ، اورنگ آباد دکن ، کراچی متعدد شمارے ۔

۴- " اردو نامہ " کراچی ، متعدد شمارے ۔

۵- " اردو نامہ " لاہور، مکمل فائل ۔

۶- " افکار" کراچی " برطانیہ میں اردو " ایڈیشن ۔

۷- " المعلم " حیدرآباد دکن ، مارچ ۱۹۲۶ء، اپریل مئی ۱۹۲۶ء ۔

۸- " اورنٹیل کالج میگزین " لاہور، اگست ۱۹۵۱ء، اگست ۱۹۵۲ء۔

۹- " پاکستان آرمی جرنل " راولپنڈی ، مارچ ۱۹۸۸ء تا جون ۱۹۸۹ء ۔

۱۰- " تعلیمات" لاہور، اپریل تا جولائی ۱۹۷۹ء ۔

۱۱- " جدید سائنس" کراچی متعدد شمارے ۔

۱۲- " جنگ" روزنامہ کراچی ، شمارے ۷ دسمبر ۱۹۸۵ء، ۲۶ فروری ۱۹۸۶ء ۔

۱۳- " حرمت" ہفت روزہ ، اسلام آباد، ۱۴ تا ۲۰ فروری ۱۹۸۸ء ۔

۱۴- "سب رس" کراچی ، دسمبر ۱۹۸۰ء ۔

۱۵- " سیارہ ڈائجسٹ" لاہور، چودہ صدیاں نمبر، فروری ، مارچ ۱۹۸۱ء ۔

۱۶- " صحیفہ " لاہور، شمارے اپریل ۱۹۶۲ء، جولائی ،ستمبر ۱۹۸۳ء ۔

۱۷- "علم وآگہی " اداریے ، گورنمنٹ نیشنل کالج کراچی ، خصوصی شمارے ۷۲ - ۱۹۷۳ء، ۱۹۸۳ء ۔

۱۸- " غالب" کراچی ، جنوری مارچ ۱۹۷۹ء ۔

۱۹- " فنون " لاہور، اکتوبر ۱۹۶۶ء ۔

۲۰- " قند" مردان ـ ڈراما نمبر ، ۱۹۶۱ء ۔

۲۱- " قومی زبان " ، کراچی ، اگست ۱۹۶۵ء، اکتوبر ۱۹۸۹ء، ومتعدد دیگر شمارے ۔

۲۲- " کائنات" اردو میں تدریس سائنس نمبر، وفاقی اردوسائنس کالج ،کراچی ۱۹۸۹ء
" جشن سیمیں نمبر ، وفاقی اردو سائنس کالج ، کراچی ، ۱۹۸۱ء ۔

۲۳- " ماہ نو" کراچی ، مارچ ۱۹۶۳ء ۔

۲۴- " مجلہ " شعبہ تصنیف وتالیف وترجمہ ، جامعہ کراچی ، ۱۷ شمارے ۔

۲۵- " مجلہ غالب نامہ " دہلی ، جنوری ۱۹۸۸ء ۔

۲۶- " محفل " لاہور، جولائی ،اگست ۱۹۸۸ء ـ

۲۷- " معارف " علی گڑھ ، جلد اول ،اپریل ۱۸۹۹ء ـ

۲۸- " مکتب " ہفت روزہ ، اسلام آباد ـ

۲۹- " نقوش " لاہورنمبر، لاہور ـ

۳۰- " نوائے وقت " روزنامہ راولپنڈی ، ۱۲ ستمبر ۱۹۸۶ء ـ

۳۱- " ہماری زبان " ہفت روزہ ، دہلی ، ۲۲ جولائی ۱۹۸۹ء ـ

۳۲- " ہمایوں " لاہور، مارچ ۱۹۲۱ء، جولائی ۱۹۵۱ء، ستمبر ۱۹۵۲ء ـ

33- Infoterm ,Wien,1979-1988 (Different Issues)

34- Le Linguiste, Brussel,1986/1-2

35- NEOTERM, Warsaw, No5/6,1987.

36- Pakistan Library Bulletin,Karachi,Dec.1989.

(ب)

اردو مقالات:

۷۶۸- "اردو اصطلاحات سازی - ایک مطالعہ" سید غلام شبیر بخاری، اردو نامہ، لاہور، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء

۷۶۹- "اردو اصطلاحات کی تاریخ" سید باقر حسین نقوی، اردو نامہ، لاہور، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء۔

۷۷۰- "اردو اصطلاح سازی اور عربی فارسی الفاظ" ڈاکٹر برہان احمد فاروقی، اردونامہ لاہور، جلد ۱، شمارہ نمبر ۸، اکتوبر ۱۹۸۲ء۔

۷۷۱- "اردو اور پاکستان، دنیا کی دفتری زبانوں کے تناظر میں"، عطش درانی، اخبار اردو، اسلام آباد، اکتوبر ۱۹۸۸ء۔

۷۷۲- "اردو اور علاقائی زبانوں کا رشتہ" ڈاکٹر فرمان فتح پوری، اردو نامہ، لاہور، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء۔

۷۷۳- "اردو زبان کی توسیع" سید باقر حسین، ماہ نو، کراچی، نومبر ۱۹۵۳ء۔

۷۷۴- "اردو زبان کی ہیئت اور مزاج" پروفیسر احمد سعید، اردو نامہ، لاہور، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء

۷۷۵- "اردو زبان میں اصطلاحی انتشار"، وارث سرہندی، اخبار اردو، کراچی، جولائی ۱۹۸۲ء۔

۷۷۶- "اردو زبان میں لائبریری سائنس کی اصطلاحات" ڈاکٹر ممتاز علی انور، پاکستان لائبریری بلیٹن، دسمبر ۱۹۸۹ء۔

۷۷۷- "اردو زبان میں تراجیت" شاقب رزمی، اخبار اردو، کراچی، مارچ ۱۹۸۲ء۔

۷۷۸- "اردو زبان میں تراجیت" عرفان علی یوسف، اخبار اردو، کراچی، مئی ۱۹۸۲ء۔

۷۷۹- "اردو زبان میں تراجیت" ہلال احمد زبیری، اخبار اردو، کراچی، مئی ۱۹۸۲ء۔

۷۸۰- "اردو صحافت" ڈاکٹر عبدالسلام خورشید، نقوش، لاہور نمبر، لاہور۔

۷۸۱- "اردو فرہنگ نویسی کا تحقیقی جائزہ" ڈاکٹر محمد ضیاالدین، مجلہ غالب نمبر، دہلی، جنوری ۱۹۸۸ء۔

۷۸۲- "اردو کا نفاذ اور تکمیلی مراحل" ڈاکٹر خیال امروہوی، اردو نامہ، لاہور، سالنامہ مارچ ۸۳ء۔

۷۸۳- "اردو کی لسانی ترقی"، ظہیر مشرقی، ہمایوں، لاہور، جولائی ۱۹۵۱ء۔

۷۸۴- "اردو کے ابتدائی تراجم اور نفسیات کی اصطلاح" ڈاکٹر سلیم اختر، صحیفہ، لاہور، جولائی، اگست ۱۹۸۳ء۔

۷۸۵- "اردو لغات کی تدوین اور اہل یورپ"، عطش درانی، اردو نامہ، لاہور، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء۔

۷۸۶- "اردو میں اصطلاح سازی" ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہانپوری، اخبار اردو، اسلام آباد، فروری ۱۹۸۲ء۔

۷۸۷- "اردو میں دخیل الفاظ"، مولوی عبدالحق، اردو، کراچی، جولائی ۱۹۲۹ء۔

۷۸۸- " اردومیں علاقائی الفاظ کا استعمال - چند تجاویز" سجاد الحسن ، اردونامہ ، لاہور ، جلد ۲ شمارہ ۶، اگست ۱۹۸۲ء -

۷۸۹- " اردو میں علمی اصطلاحات" مولوی عبدالحق ، اردو، جنوری ۱۹۲۵ء -

۷۹۰- "اردو میں علمی تراجم "، ڈاکٹر مرزا حامد بیگ ،نوائے وقت ، راولپنڈی، ۱۲ ستمبر ۱۹۸۶ء -

۷۹۱- " اردو میں وضع اصطلاحات " ڈاکٹر نصیر احمد ناصر ، اخبار اردو، اسلام آباد جنوری ۱۹۸۳ء -

۷۹۲- " اردو میں وضع اصطلاحات کا عمومی جائزہ " ڈاکٹر انور سدید ، ماہنامہ محفل ،لاہور ،جولائی تا ۱۹۸۸ء، اگست ۱۹۸۸ء -

۷۹۳- " اردو میں وضع اصطلاحات کا مسئلہ " سجاد الحسن، اردونامہ ، لاہور ،جون ۱۹۸۵ء -

۷۹۴- " اردو ناگری بحث اضلاع شمال ومغرب و اودھ " رشید احمد سالم ، معارف ، علی گڑھ ، جلد اول اپریل ۱۸۹۹ء -

۷۹۵- " اشتہارات کا ترجمہ " ،عرفان علی یوسف ، اخبار اردو، کراچی ، مئی ۱۹۸۲ء -

۷۹۶- " اصطلاحات اور ان کی تفہیم "ڈاکٹر اشتیاق حسین قریشی ، اردونامہ ، مارچ ۱۹۸۲ء -

۷۹۷- " اصطلاحات ڈراما"ڈاکٹر محمد اسلم قریشی، اخبار اردو، اسلام آباد ،مارچ ۱۹۸۳ء -

۷۹۸- " اصطلاحات زبان وقواعد" عتیق احمد صدیقی، اخبار اردو، اسلام آباد ، اکتوبر ۱۹۸۳ء -

۷۹۹- " اصطلاحات سازی"، ڈاکٹر گوپی چند نارنگ ، غالب ، کراچی ، جلد ۲ شمارہ ۱ تا ۵، جنوری تا مارچ، ۱۹۷۶ء -

۸۰۰- " اصطلاحات سماجی تحفظ" ایس ایم معین قریشی ، اخبار اردو، اسلام آباد ،مئی ۱۹۸۳ء -

۸۰۱- " اصطلاحات سماجی تحفظ"مسعود احمد چیمہ ، اخبار اردو، اسلام آباد، جولائی ۱۹۸۳ء -

۸۰۲- " اصطلاحات علمیہ " مولوی عبدالحق ، اردو، اورنگ آباد دکن ،جنوری ۱۹۲۱ء، اپریل ۱۹۲۱ء، جولائی ۱۹۲۱ء، اکتوبر ۱۹۲۱ء -

۸۰۳- " اصطلاحات علمیہ " عبدالرحمان بجنوری ، اردو، جنوری ۱۹۲۲ء، جنوری ۱۹۲۲ء، جولائی ۱۹۲۲ء -

۸۰۴- " اصطلاحات علمیہ " وحید الدین سلیم ،اردو،جولائی ۱۹۲۲ء، اکتوبر ۱۹۲۲ء، جنوری ۱۹۲۳ء، جنوری ۱۹۲۹ء -

۸۰۵- " اصطلاحات کا اردو ترجمہ اور اس کے لسانی تقاضے " پروفیسر افضل علوی ، اردو نامہ ، لاہور اگست ۱۹۸۲ء -

۸۰۶- " اصطلاحات کا پس منظر" جابر علی سید ، صحیفہ ، لاہور ، اپریل ۱۹۶۲ء -

۸۰۷- " اصطلاحات کا مسئلہ " سلیم فارانی ، آموزش ، لاہور ، اصطلاحات نمبر ، مارچ ۱۹۵۰ء -

۸۰۸- " اصطلاحی غوروفکر"، سلیم فارانی ، آموزش ، لاہور ۱۹۴۸ء، تا ۱۹۵۰ء -

۸۰۹- " اصول وضع اصطلاحات " آفتاب حسن ، اخبار اردو، نومبر ۱۹۸۱ء -

۸۱۰- " اصول وضع اصطلاحات " وحید الدین سلیم ، اردو، اپریل ۱۹۲۱ء -

۸۱۱- " انجمن ترقی اردو کا فرض " مولوی محمد عزیز مرزا ، المعلم ، حیدرآباد دکن : جلد سوم ، نمبر ۹ ، اردی بہشت ، ۱۳۳۶ ف ، مارچ ۱۹۲۶ء ۔

۸۱۲- " انٹرویو ۔ ڈاکٹر جمیل جالبی سے " سحرصدیقی " حرمت " ہفت روزہ ، اسلام آباد ، ۱۴ تا ۲۰ فروری ۱۹۸۸ء ۔

۸۱۳- " انٹرویوڈاکٹر جمیل جالبی سے " اخبار اردو ، اسلام آباد ، دسمبر ۱۹۸۸ء ۔

۸۱۴- " انگریزی زبان کا پڑھانا " ترجمہ : محمد عظمت اللہ خان ، المعلم ، حیدرآباد دکن : جلد سوم شمارہ ۱۱،۱۰ ، ماہ خورداد ۱۳۳۶ ف / اپریل مئی ۱۹۲۶ء ۔

۸۱۵- " انگریزی میں اردو الفاظ " ،عبدالقادر سروری ، افکار ، برطانیہ میں اردو ایڈیشن ، کراچی ۔

۸۱۶- " ایران میں اصطلاح سازی " ، سید عارف نوشاہی ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، اپریل ۱۹۸۳ء ۔

۸۱۷- " بری فوج میں عسکری اصطلاحات کے تراجم اور نفاذ اردو کی کوشش " بریگیڈیر گلزار احمد ، اخبار اردو ، اسلام آباد مئی ۱۹۸۹ء ۔

۸۱۸- " بنگال کے انگریز مصنفین اور اردو " شانتی رنجن بھٹاچاریہ ، افکار :برطانیہ میں اردو ، ایڈیشن ، کراچی ۔

۸۱۹- " پاکستانی عدالتیں اور زبان اردو " محمد عبدالرحیم ، قومی زبان ، کراچی ، مئی جون ۱۹۶۲ء

۸۲۰- " پنڈت رتن ناتھ سرشار " ،پنڈت برج نرائن چکبست ، کشمیر درپن ، مئی ۱۹۰۲ء

۸۲۱- " جدید عربی میں انگریزی اصطلاحات کی تعریف " بیگم راشدہ تلمید ، اردو نامہ ، لاہور ، سالنامہ ، مارچ ۱۹۸۳ء ۔

۸۲۲- " چند اصطلاحات کے ترجمے " ڈاکٹر ابو اللیث صدیقی ، اورنٹیل کالج میگزین ، لاہور : اگست ۱۹۵۱ء ، اگست ۵۲ء

۸۲۳- "حیدرآباد دکن میں انگریزی الفاظ و اصطلاحات کا دفتری استعمال " سید داؤد الحسن گیلانی ، اردو نامہ ، لاہور ، مارچ ۱۹۸۳ء

۸۲۴- " دستاویزات پنجاب میں اردو کے قدیم نمونے " عبدالرفیق ، اردونامہ ، لاہور ، فروری ۱۹۸۳ء ۔

۸۲۵- " دفتری زبان اور وضع و استناد اصطلاحات " ڈاکٹر سید عبداللہ ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، دسمبر ۱۹۸۳ء ۔

۸۲۶- " دفتری زبان کی تدریس ۔ جوائب ومناہج " ڈاکٹر سلیم فارانی ، اردو نامہ ، لاہورمارچ ۱۹۸۳ء

۸۲۷- " دوعملی زبان " آفتاب حسن ، روزنامہ "جنگ " کراچی ، ۲۶ فروری ۱۹۸۶ء ۔

۸۲۸- " دہلی کالج " ریاض صدیقی ، افکار : برطانیہ میں اردو ، ایڈیشن ، کراچی ۔

۸۲۹- "دہلی کالج میں مجلس ترجمہ کے اصول " ، اردو نامہ ، لاہورجولائی ۱۹۸۳ء ۔

۸۳۰- " ڈاکٹر جمیل جالبی ، شیخ الجامعہ کراچی سے انٹرویو " نفیراعظم ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، اکتوبر ۱۹۸۵ء ۔

۸۳۱- "ذریعہ تعلیم کی بحث" حافظ سید اصغر حسین بخاری ، ہفت روزہ مکتب ، اسلام آباد ، جلد ۲، شمارہ ۲۱، ۱۰ تا ۱۶ اکتوبر ۱۹۸۸ء ـ

۸۳۲- " زبان دفتری کے ترجمے کے نفسیاتی تقاضے " پروفیسر احمد سعید ، اردو نامہ ، لاہور ، مئی ۱۹۸۲ء ـ

۸۳۳- " سابق ریاست بہاولپور میں مستعمل دفتری اصطلاحات " محمد رمضان انور ، اردو نامہ ، لاہور ، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء ـ

۸۳۴- " سائنسی اصطلاحات کا مسئلہ " فیاض احمد ، ہمایوں ، لاہور ، ستمبر ۱۹۵۳ء ـ

۸۳۵- " سیاسی اصطلاحات " ، جی ایم خان ، ہمایوں ، لاہور ، مارچ ۱۹۳۱ء ـ

۸۳۶- " سٹیج کی چند اہم اصطلاحات " منظر شہاب ، قند ، مردان ، ڈراما نمبر ، ۱۹۶۱ء ـ

۸۳۷- " شمس العلما مولوی ذکا اللہ کی سائنسی خدمات " ، خواجہ حمید الدین شاہد ، سب رس ، کراچی ، دسمبر ۱۹۸۰ء ـ

۸۳۸- " علمی اصطلاحات کے اردو ترجمے " ، ڈاکٹر شوکت سبزواری ، ماہ نو ، کراچی ، مارچ ۱۹۶۳ء ـ

۸۳۹- " علمی مصطلحات دیسی زبانوں میں " ، سید حسین بلگرامی ، اردو ، اورنگ آباد دکن ، جنوری ۱۹۲۱ء ـ

۸۴۰- " فرہنگ علم ہیئت " ، مرزا محمد ہادی ، اردو ، جنوری ۱۹۲۲ء ، اپریل ۱۹۲۲ء ، جولائی ۱۹۲۲ء ـ

۸۴۱- " فن ترجمہ ، اصول ومبادی " عطش درانی ، اخبار اردو ، اسلام آباد ، جنوری ۱۹۸۵ء ـ

۸۴۲- " فن ترجمہ کے اصول ومبادی " ، محمد غفران الجیلی ، اردو نامہ ، لاہور ، سالنامہ مارچ ۱۹۸۳ء ـ

۸۴۳- " قومی زبان میں سائنسی علوم کی تدریس اور اصطلاحات کا مسئلہ " پروفیسر عبد الروف نوشہروی ، کائنات : اردو میں سائنسی تدریس نمبر ، کراچی ، وفاقی گورنمنٹ اردو سائنس کالج ، ۱۹۸۹ء ـ

۸۴۴- " کچھ اصلاح لغت کے بارے میں " ، نیاز عرفان ، اردو نامہ ، لاہور ، اپریل ۱۹۸۳ء ـ

۸۴۵- " مائل دہلوی کا ایک اہم تاریخی قطعہ " محمد اکرام چغتائی ، فنون ، لاہور ، اکتوبر ۱۹۶۶ء ـ

۸۴۶- " مسائل ومباحث " اخبار اردو ، کراچی ، دسمبر ۱۹۸۲ء ـ

۸۴۷- " مستشرقین کی اردو خدمات " ، شفقت رضوی ، افکار ، برطانیہ میں اردو ، ایڈیشن ، کراچی ـ

۸۴۸- " مصطلحات علمیہ " محمد اشرف عالم ، ادبی دنیا ، لاہور ، جنوری ۱۹۲۵ء ـ

۸۴۹- " نئے الفاظ " ، برجموہن دتاتریہ کیفی ، اردو نامہ ، لاہور ، سالنامہ ، مارچ ۱۹۸۲ء ـ

۸۵۰- " وضع اصطلاحات علمیہ " ، ڈاکٹر عبد الرحمان بجنوری ، اردو ، اورنگ آباد دکن ، جولائی ۱۹۲۳ء ـ

۸۵۱- " وضع اصطلاحات کی ملی بنیاد " ، شبیر احمد بخاری ، اردو نامہ ، مارچ ۱۹۸۲ء ـ

۸۵۲- " یورپی سائنس میں عربی اصطلاحات " ڈاکٹر محمد مسعود ، سیارہ ڈائجسٹ ، لاہور ، چودہ صدیاں نمبر ، فروری تا مارچ ۱۹۸۱ء ـ

ج : انگریزی مقالات :

853- Felber,H. Theory of Terminology, Terminology Work and Terminology Documentation" Infoterm, Vien:Austria,No/1979.

854- Felber,H., "The Vienna School of Terminology" Infoterm,No.10,1979.

855- " " " "International Standardization of Terminology, Infoterm,No.1, 1980.

856- " " "Some basic issues of terminology" Infoterm,NO.4,1981.

857- " " ", Adrian Manu & W.Nedobity,"Standarized Vocabularies, Preparation - Structare- Function",Infoterm:No.6,1982.

858- Galinski,Christian"Terminology and Information Knowledge Management" Infoterm,No.13,1986.

859- Galinski,Christian,"Terminology and Information Knowledge Managament, Le Linguiste Rvere Trinestrielle,Brussel,Vol XXXII,1986/1-2

860- Nedobity,W. " Key to International Terminology",Infoterm,No.13,1981.

861- " " " " New Developments in Terminology",Infoterm,No.10,1988.

862- Stoberski,Z.,"Theory and Practice of Internationalization of Terminology" NEOTERM, Warsaw ,IOUTN & World Bank of International Terms, No.5/6,1987.